اسلام علیکم !

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا

تک پہنچانا چاہتے ہیں تو زوبی ناولز زون

https://www.zubinovelszone.com

https://www.zubinovelszone.in

https://www.znzlibrary.com/

آن لائن ویب سائٹ آپکو پلیٹ فارم فراہم کر رہا ہے اگر آپ ہماری ویب سائٹ پر اپنا ناول، افسانہ، کالم آرٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ابھی ای میل کریں۔

ZUBINOVELSZONE@GMAIL.COM

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل اور وٹس ایپ کے ذریعہ رابطہ کر سکتے ہیں

وہاٹسپپ پر رابطہ کرنے کے لئے نیچے لنک پر کلک کرے

0344 4499420

https://www.facebook.com/Zubi.Novels.Zone.10

انتباہ! اس ناول کے تمام جملہ حقوق زوبی ناولز زون کے پاس محفوظ ہیں کسی بھی طرح کاپی کرنے سے گریز کیا جائے۔

https://www.facebook.com/groups/Z.Novel.Zone

WhatsApp Channel Link

Channel Join Now

باکس میں موجود ناولز یا کیٹیگری والے ناولز پڑھنے کے لئے ناول نام یا کیٹیگری نام پر کلک کریں

Famous Youtube Novels

Novel Name : Yaar E Sitamgar

Lams E Junoon By Zoya Ali Shah

Dedar E Yaar By Gumnam Larki

Shehr E Dil Novel By Kitab Chehra

Wajib E Ishq Novel By Gumnam Larki

Dastane Rooh E Basil By Saleha Iqbal

Yaar Yaaron Se Ho Na Juda Novel Season 3

Qarar E Mann Romantic Novel By Zara Hayat

Atish E Ishq An American Monster By Saleha Iqbal

Novels Categories

Web Special

Short Novels

Long Novels

Digest Novels

Romantic Novels

Facebook Novels

Ebook Novels PDF

Youtube Novels PDF

مکمل ناول

تو سفر میرا ہے تو ہی میری منزل

راحیلہ خان

Episode 1 & 56

!!!! حور"_____"

حور تم پاگل تو نہیں ہو کیا کر رہی ہو یہ "____"

چھوڑو اسے "___"

وہ جو چھری کلائی پر چلانے لگی تھی کہ آصفہ شاہ نے جھٹکے سے اس کے ہاتھ سے کھینچ کر دور اچھالی تھی۔۔۔ساتھ ہی اس کے چہرے پر زوردار ہاتھ اٹھا تھا۔۔۔کہ تھپڑ کی آواز پورے کمرے میں گونج اٹھی تھی۔۔۔

کیا حرکت ہے یہ حور عین"۔۔۔وہ غصے سے گرج اٹھی تھی۔۔۔"

ماما مجھے نہیں جینا"۔۔۔"

چپ"۔۔۔بند کرو اپنی بکواس حور۔۔۔۔۔کیوں نہیں جینا۔۔۔ایسا کیا "
ہو گیا ہے تمہارے ساتھ جو تم چھ سالوں سے خود کو کسی نا کسی طرح نقصان
پہنچاتی آ رہی ہو"۔۔۔وہ اسے بازوؤں سے جھنجھوڑتی بولی۔۔۔

ماما اس نے مجھے چھوڑ دیا کیونکہ میں پاک نہیں"۔۔۔"

شٹ اپ"حور میں تمہاری زبان کھینچ لوں گی۔۔۔تم کیا کہہ رہی ہو"
ہوش میں تو ہو۔۔۔کسی کی بیوی ہو کسی کی عزت ہو۔۔۔کچھ پتا ہے تمہیں کہ
کوئی تمہارے لیے تڑپ رہا ہے اور تم ہو کہ ابھی تک اس کی یادیں سجائے
بیٹھی ہو"۔۔۔

آصفہ شاہ نے شدید غصے میں پھنکارتے اس کو حقیقت کی دنیا میں لا پٹخا تھا کہ وہ شدتوں سے روتی صوفے پر ڈھ سے گئی تھی۔۔۔جبکہ وہ غم ورنج کے عالم میں کمرے سے باہر نکل گئی تھی۔۔۔۔

دوسری جانب موجود لیپ ٹاپ سکرین پر تمام تر کاروائی دیکھ کر شاہ کی آنکھیں خون چھلکانے لگیں تھیں۔۔۔۔شدت ضبط سے کن پٹی اور گردن کی رگیں ابھر آئیں تھیں۔۔۔اس کی شعلہ برساتی نگاہیں سکرین پر نظر آتے اس کے سسکتے وجود پر جمی تھیں۔۔۔۔

جو اس بار نا قابل تلافی حرکت کر کے دور بیٹھے شاہ کی روح کو زخمی کر چکی تھی ۔۔۔۔جس کا حساب کتاب کرنے کا وہ اٹل ارادہ کر چکا تھا۔۔جو کہ حور عین شاہ کی برداشت سے باہر ہونا تھا۔۔۔۔

لالے"۔۔۔"

نینا کی آواز رندھ گئی تھی۔۔۔

لالے کی جان کیوں رو رہی ہیں۔۔۔۔کسی نے کچھ کہا ہے۔۔یارم شاہ نے" کچھ کہا ہے۔۔۔؟بتائیں"۔۔۔؟

سپیکر کی دوسری جانب سے گھمبیر بارعب مگر نرمی سموئے آواز میں استفسار کیا گیا تھا۔۔۔۔۔

لالے آپ واپس آجائیں"۔۔۔وہ عاجزی سے لوٹ آنے کا کہتی شدتوں" سے رودی تھی۔۔۔۔

میں نہیں آسکتا گڑیا۔۔ایک بہت اہم مشن پے ہوں"۔۔۔"

فائلوں کا پلندہ سائیڈ پر رکھتے سیگریٹ سلگا کر لبوں میں دبائے گویا اہم جواز پیش کیا گیا تھا۔۔۔ جس کا نینا شاہ پر رتی برابر بھی فرق نہیں پڑا تھا کہ اس کے نا آنے کی وجہ سے وہ باخوبی واقف تھی۔۔۔

آپ چھ سال سے اپنا ضروری کام کر رہے ہیں میں جانتی ہوں اس دوران " آپ کتنے مشن کامیابی سے سولوڈ کر چکے ہیں آپ اب ہمیں بے وقوف نہیں بنا سکتے "۔۔۔۔

ہم سب کو آپکی بہت یاد آئی ہے۔۔۔اب بس کر دیں شاہ لالے۔۔۔ پلیز " واپس آجائیں۔۔۔ سب کچھ پہلے جیسا نارمل کر دیں۔۔۔۔ آپ کے جانے سے سب کچھ جیسے رک سا گیا ہے۔۔۔ دادی سائیں ہر وقت آپ کو یاد کر کے روتی رہتی ہیں۔۔۔ دادا سائیں بھی ہر وقت غصے میں رہتے ہیں۔۔۔۔ بالاج، بسمل کی تو شامت آئی رہتی ہے "۔۔۔۔

وہ سوں سوں کرتی سب کے بارے بتا رہی تھی جبکہ باقی سب لڑکیاں لڑکے اسے تھمب اپ کا اشارہ کرتے داد دے رہے تھے۔۔۔

تو آپ ان کی جان خلاصی کروانا چاہتی ہیں"۔۔۔اس کی بات سے محظوظ" ہوتے وہ نتیجتاً استفسار کرتا راکنگ چیئر پر براجمان ہوا تھا۔۔۔۔

جبکہ ان کی شامت میری موجودگی میں ہر وقت آئی رہتی تھی"۔۔۔۔"

مقابل بھی ان کے پینتروں سے واقف تھا کہ وہ جانتا تھا نینا پوری پلٹوں کا جمع کیے بیٹھی تھی۔۔۔

لالہ ہمیں وہ شامت منظور ہے۔۔۔پر دادا سائیں والی نہیں"۔۔۔۔۔بالاج" اور بسمل کی کورس میں آواز نکلی تھی۔۔۔کہ باقی سب نے قہقہہ دبایا۔۔۔۔

تو تم لوگ نینا کے کندھے پر بندوق رکھ کر نشانہ لگا رہے ہو"۔۔۔۔"

مقابل کی زرا سخت آواز پر بے اختیار وہ سارے سانس تک روک گئے تھے۔۔۔۔

میرا جواب وہی ہو گا جو ہمیشہ سے رہا ہے "۔۔۔۔اس کی گھمبیر سنجیدہ آواز" لاؤڈ اسپیکر میں گونجی تھی جسے سیٹنگ ایریا میں بیٹھے تمام افراد نے ڈوبتے دلوں کے ساتھ قدرے باخوبی سنا تھا۔۔۔۔

میرے جنازے میں تو شریک ہو جاؤ گے نا شاہ پتر "۔۔۔۔۔ "
کمزور نحیف سی آواز پر حال میں بیٹھے تمام افراد پل کے لیے ساکت سے ہوئے تھے جبکہ میلوں دور بیٹھے شاہ کے وجود میں دل جیسے دھڑکنا بھول گیا تھا کہ دادی سائیں کی یہ بات اس کا سینے پر کاری وار ثابت ہوئی تھی۔۔۔۔

تجھے میری قسم ہے میرے شہزادے پتر واپس آجا اس سے پہلے کہ تیری"
دادی تیری راہ تکتے تکتے قبر میں اتر جائے"۔۔۔
دادی سائیں"۔۔۔۔مقابل کی ناراضگی سے بھرپور آواز گونجی تھی"
۔۔۔۔شاہ تڑپ اٹھا تھا کہ سب کچھ بھولے وہ لمحے کے ہزارویں حصے میں
فیصلہ کر چکا تھا وہ جو کسی خاص کی جانب سے ملنے والے زرا سے اشارے کا
منتظر تھا کہ اسی آس میں چھ سال بیت چکے تھے وہ ہر کسی کی منت سماجت تک
کو رد کر چکا تھا کہ آج دادی سائیں کی اس بات نے جیسے شاہ کی جان نکال دی
تھی کہ جب اس کی دادی سائیں پوتے کو دیکھنے کی تڑپ میں مجبور ہو کر اسے
اپنے مرنے کے واسطے دے کر اس کے اٹل ارادوں کو پل میں چکنا چور کر گئی
تھی۔۔۔۔کہ وہ سب کچھ پس پشت ڈال کر اب روبرو ہونے کا فیصلہ کر چکا
تھا۔۔۔۔
میں کل آرہا ہوں دادی سائیں"۔۔۔۔"

اسے کہیے گا میری بننے کی تیاری کرے"۔۔۔۔"بہت وقت دے لیا مزید"
برداشت نہیں ہے مجھ میں"۔۔۔
شاہ کے گھمبیر پر تپش لہجے میں بولے لفظوں نے جہاں سب کو خوشی دی تھی
وہیں ان میں چھپی دیوانگی و جنون نے سب کو خوشکن حیرت میں مبتلا کر دیا تھا
۔۔۔۔

یاہوووووووووو"تمام چھوریک پارٹی کی کورس میں آواز نکلی تھی۔۔۔۔"
جبکہ بڑوں کے چہرے خوشی سے چمک اٹھے تھے۔۔۔۔۔
شاہ لالے آرہے واؤ"۔۔۔۔شکریہ دادی سائیں یہ آپ کی وجہ سے ممکن"
ہوا"۔۔۔تمام لڑکیاں چیختی شہد کی مکھیوں کی طرح دادی سائیں سے چمٹ
سی گئیں تھیں۔۔۔۔

سب کو حویلی بلالو سبطین، عباس اور آرون شاہ کو پیغام دو کہ وہ سب حویلی"
پہنچیں"۔۔۔۔

بہوؤں تیاریاں شروع کرواؤ۔۔۔حویلی کے بڑے پوتے کے استقبال" میں کوئی کمی نہیں ہونی چاہیے"۔۔۔۔

دادی سائیں کے کہنے کی دیر تھی کہ حویلی میں تمام نوکروں کے فوج میں ہلچل سی مچی تھی کہ سب کام میں دوڑے دوڑے پھرنے لگے تھے وہیں حویلی کی کچھ خواتین مینیو لکھنے لگی تھی کچھ مہمانوں کی لسٹ تیار کرنے لگی تھیں اور کچھ کچن کا انتظام سنبھال چکی تھیں جبکہ مرد حضرات مردان خانے چلے گئے تھے۔۔۔

ایکدم سے خوشیوں کا سیلاب امڈ آیا تھا اور ان کی اس بے پناہ خوشی کی وجہ وہ واحد شخص تھا جس کے سامنے کسی کی بھی بات کرنے کی ہمت تک نا بن پاتی تھی جس کی نظریں ہی سامنے والے کو کپکپاتے پر مجبور کر دیتی تھیں۔۔۔۔ جس کی موجودگی سب سانس تک روکے اس کی چھا جانے والی شخصیت کے دیوانے ہو جاتے تھے۔۔۔اس کا رعب، دبدبا، انداز بیاں ہی ایسا تھا کہ سب اس کی شخصیت کے حصار میں بندھ سے جاتے تھے۔۔۔۔

وہ ان کے دلوں کی دھڑکن تھا۔۔۔شاہ خاندان کا بڑا بیٹا "سیدار باز عالم شاہ"۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

حور"۔۔۔"

وہ جو صوفے پر بیٹھی دونوں بازو ٹانگوں کے گرد لپیٹے سر گھٹنے پر رکھے رونے میں مصروف تھی۔۔۔۔

کہ نینا کی آواز پر جلدی سے آنسوں صاف کیے دروازے کی جانب دیکھا جہاں وہ دستک دیتی اسے پکارتی کمرے میں داخل ہوئی تھی۔۔کہ حور عین نے پھرتی سے آنسوں صاف کیے۔۔۔

جج جی آپی"۔۔۔۔"

حور عین تمہیں پتا ہے کون آرہا"۔۔۔۔"

کون"؟۔۔۔۔اس نے نا سمجھی سے پوچھا۔۔"

گیس کرو"۔۔نین چہک کر بولی۔۔"

پتا نہیں"۔۔۔۔حور عین نے منہ بسورا۔۔۔۔"

اچھا میں بتاتی ہوں۔۔۔شاہ لالے وآپس آرہے"۔۔۔۔"

اس کے کہنے کی دیر تھی کہ حور عین کا وجود ساکت سا ہوا تھا۔۔۔ہاتھ پاؤں ٹھنڈے پڑ گئے تھے جبکہ چہرے کی رنگت متغیر ہوئی تھی۔۔۔۔

کک کیا۔۔۔۔کون"۔۔۔۔"

اسے لگا تھا جیسے اس نے کچھ غلط سن لیا ہو تا گویا اس کی تصدیق کے لیے پھر سے استفسار کیا۔۔۔

میرے شاہ لالے وآپس آرہے ہیں"۔۔۔۔"

وہ خوشی سے ہمکنار جھومتی بولی جبکہ حور عین کی سانسیں جیسے تھم سی گئیں تھیں۔۔۔۔

افففف مجھے تو ممانے عائشہ چچی کو بلانے کا کہا تھا۔۔۔میں ابھی آتی ہوں""

۔۔۔۔نینا اپنی خوشی میں اس کی بدلتی رنگت پر غور ہی نا کر پائی تھی۔۔اور جلدی سے کمرے سے باہر نکل گئی۔۔۔۔

وہ وہ کیسے آ سکتے ہیں"۔۔۔؟"

نہیں"۔۔۔۔۔"

انہوں نے تو کہا تھا جب تک میں نہیں بلاؤں گی وہ نہیں آئیں گے پھر"

کیوں"۔۔۔

کیوں آرہے وہ"۔۔۔۔حور عین زرد پڑتی خود سے بڑبڑائی تھی۔۔۔"

اس کا دل پسلیاں توڑ کر باہر آنے کے در پر تھا۔۔۔جبکہ جسم میں واضح لرزش تھی۔۔۔

وہ کبھی بھی اس کا سامنا کرنے کی ہمت نہیں رکھتی تھی۔۔۔شاہ کے بولے گئے وہ چند الفاظ اور لہجے کی تپش ہی سالوں پہلے اسے ایک انجانے جزبے سے

باندھ گئے تھے کہ جن کے حصار سے نکلنا اس کے ناممکن ٹھہرا تھا اور آج اس کی آمد کا سن کر وہ ہول اٹھی تھی تو گویا اس کی موجودگی اس کی نازک جان پر بھاری ثابت ہونے والی تھی۔۔۔۔

تبھی وہ جلدی سے اٹھ کر بیڈ پر پڑے اپنے فون کی جانب بڑھی۔۔۔۔اس نے لرزتے ہاتھوں سے موبائل اٹھا کر ہمیشہ کی طرح اس کے ڈھیروں پیغامات کو پڑھے بغیر ڈیلیٹ کرتے خشک لبوں کو تر کرتے اس کا نمبر ڈائل کر کے فون کے کان سے لگایا ہی تھا۔۔۔کہ دوسری جانب سرعت سے کال ریسیو کر لی گئی تھی۔۔۔ایک لمحے کے لیے حورعین کو حیرت ہوئی تھی۔۔۔

"وہ آپس نن نہیں آ سکتے آپ"۔۔۔۔۔وہ کپکپاتی آواز میں ایکدم سے بھنا اٹھی تھی۔۔۔۔دل ڈولنے لگا تھا۔۔۔جب سے اس کی آنے کی خبر سنی تھی وہ پاگل ہوا اٹھی تھی۔۔۔دل میں گویا کانچ پیوست ہوا تھا۔۔۔۔کہ وہ جو

برسوں سے اس سے منہ موڑے ہوئے تھی اس کی کال میسج کے جواب میں چپ سادھ لی تھی کہ اس کی واپس آنے کی خبر پر پل میں وہ دھڑکتے دل سے اس کو روکنے کی خاطر نئے واسطے دے کر اس کے قدموں میں زنجیر ڈالنے کے لیے کال ملا چکی تھی۔۔۔۔

جبکہ دوسری جانب وہ شاید اسی انتظار میں تھا کہ آدھی بیل پر وہ اس کا فون اٹھا چکا تھا اس کے اس عمل سے بے تابی واضح تھی۔۔۔۔ آنکھیں موند کر سر کرسی کی پشت سے ٹکائے وہ ہمہ تن گوش تھا گویا اس کا پور پور سماعت بن گیا تھا کتنا ترسا تھا وہ اس کی آواز سننے کے لیے، اس کا دل شدت سے دھڑک اٹھا تھا۔۔۔۔ تبھی سپیکر سے اس کی روتی غصے بھری آواز توقع کے عین مطابق تھی۔۔۔

آپ رخصتی کی تیاری کریں"۔۔۔وہ اس کی بات پر کان دھرے بغیر" جذب کے عالم میں بولتا سیگریٹ کا بچہ حصہ ایش ٹرے میں مسلتا گمبھیر جذبات سے پر نور حواسوں کو مختل کر دینے والی آواز میں بول کر دوسری جانب وجود کو پتھر کی مورت کر گیا تھا۔۔۔۔کہ اس کے اس انداز اور استحقاق بھرے حکم پر وہ جی جان سے لرز اٹھی تھی۔۔۔۔

مجھے نہیں کرنی، مم میں آپکو مار ڈالوں گی"۔۔۔۔وہ بمشکل سانس کھینچ کر " اپنے حواسوں کو جھنجھوڑ کر خود میں ہمت مجتمع کرتی کپکپاتی آواز میں بولی تھی۔۔۔۔

آپ کی دی گئی قسم کا اتنے سالوں پاس رکھا ہے۔۔۔۔مزید دور رہا تھا تو مر" جاؤں گا۔۔۔۔اس سے اچھا ہے آپ اپنے ہاتھوں سے قتل کر دیں۔۔۔پر اب آپ سے دوری ناگزیر ہے حور"۔۔۔وہ راکنگ چیئر پر جھولتا جذبات

سے بوجھل آواز میں بولا تھا۔۔۔آنکھیں پھر سے موندے وہ اس کی آواز دل و جان سے سنتا اپنے سینے میں پھڑکتے تڑپتے دل کو سکون پہنچا رہا تھا۔۔۔

آپ کو میری قسم مت آئیں۔۔۔میں مر جاؤں گی۔۔۔۔مجھے نہیں کرنی" آپ سے شادی۔۔۔" وہ شدت سے چیخی تھی۔۔۔۔۔

اب نہیں حور عین شاہ اب نہیں"۔۔۔۔اس بار آپکی نہیں سنی جائے گی" ۔۔۔آپ پھر سے مجھے ہجر کے جھرنوں میں نہیں چھوڑ سکتی۔۔۔آپ نے میری جان کو گزند پہچانے کی غلطی کی ہے اور بارہا بار کی ہے۔۔۔ مجھ سے میری جان مانگ لیتی میں خود کو آپ پر وار دیتا پر مجھ سے آزادی کی خاطر جو حرکت آپ کر چکی ہیں اس کا خمیازہ بھگتنے کے لیے تیار رہیں۔۔۔کہ یہ سب کر کے آپ میرے دل میں آگ بھڑکا چکی ہیں اور اس آگ میں آپکا جلنا واجب ہو چکا ہے"۔۔۔

مخصوص ٹھہرے ہوئے لہجے میں وہ خود پر ضبط کرتا گمبھیر آواز میں بول کر حور عین شاہ کو بری طرح جنجھوڑ گیا تھا۔۔۔کہ غم وغصے کے باعث اس کے ہاتھ سے فون چھوٹ کر بیڈ پر گرا تھا۔۔۔اور ساتھ ہی حور عین کی دبی دبی سسکیاں کمرے میں گونجنے لگیں تھیں۔۔۔۔

اس کے کانوں میں سالوں پہلے شاہ کا بولا وہ جملہ ہتھوڑے کی مانند باز گشت کر کر رہا تھا۔۔۔

("اب کے واپسی ہوئی تو آپ میری دسترس میں میرے بیڈ روم میں ہوں گی")۔۔۔۔

کیا۔۔۔یہ نہیں ہو سکتا اگر وہ واپس آ گیا تو ہمارے بیٹے کا حق چھین لیا جائے"
گا۔۔۔کچھ کریں سائیں کچھ کریں"۔۔۔۔
نگار ہاتھ مسلتی اضطراریت سے بولی۔۔۔۔
جب سے سیدار باز شاہ کے آنے کی خبر سنی تھی وہ جل کڑھ اٹھی تھی اسے
سب ہاتھوں سے پھسلتا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔وہ جو اتنے دنوں سے اپنے بیٹے
کو ابرہیم شاہ کے آگے پیچھے پھرنے اور اپنے ہاتھوں میں کرنے کا درس دے
رہی تھی کہ اب اسے اپنا پڑھایا سبق بے معنی ہوتا محسوس ہوا تھا۔۔۔گویا
کایا پلٹنے کے اندیشے نے اسے چاروں شانے چت کر دیا تھا۔۔۔

بند کرو اپنی بکواس، نگار بیگم۔۔۔سالوں بعد میرا بیٹا آ رہا ہے اور تم اس"
کے آنے سے خوش ہونے کی بجائے اس کے نا آنے کی دعا کر رہی ہو۔۔۔
کمبخت عورت"۔۔۔

بلا آخر ہاشم شاہ اس کی باتوں اور منصوبوں پر کھول اٹھا تھا۔۔۔جو اس کے بیٹے سے اتنا آرزدہ تھی جس کا تدراک ہوتے ہی اسے برسوں پہلے اپنی زندگی میں شامل کرنے کے پچھتاوے نے گھیر لیا تھا۔۔۔کہ اسے اپنی پہلی بیوی کے ساتھ کی بے اعتنائی آج شدت سے گھلی تھی۔۔۔

پر اب سب کچھ اس کے ہاتھوں سے نکل چکا تھا تھا سب پہلے جیسا نہیں ہو سکتا تھا وہ انفعال و شرم ساری میں فریفتہ سر ہاتھوں میں گرا گیا۔۔۔

ہاں کیونکہ آپکا وہ بیٹا میرے بیٹے کے حق پر قابض ہو جائے گا۔۔۔گدی پر" میرے بیٹے شہاب شاہ کا حق ہے۔اور آپکا باپ اپنے لاڈلے پوتے کو گدی سونپ دے گا جو مجھے کسی صورت منظور نہیں"۔۔۔۔

نگار بیگم آپے سے باہر ہوتی چیختی پاگل ہوا ٹھی تھی۔۔۔

اصولاً حق، ارباز عالم شاہ کا ہی بنتا ہے۔۔۔وہ حویلی میں پیدا ہوا ہے۔۔۔۔"
وہیں پلا بڑھا ہے۔۔۔سب حالات و خیالات سے واقف ہے بابا سائیں کے
ساتھ رہا ہے، مجھ سے زیادہ حویلی والوں کا حق ہے اس پے۔۔۔۔شہاب کی
پیدائش ارباز سے چند گھنٹے پہلے ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ بابا سائیں
شہاب کو گدی کا وارث بنائیں گے"۔۔۔۔
ناہی تمہارے بیٹے میں وہ گن ہیں کہ اسے گدی اور دستار سے نوازا جائے "
۔۔۔شہاب شاہ کے کرتوت ایسے ہیں کہ کوئی بھی اسے دستار میں نہیں دیکھنا
چاہتا۔۔۔اس پر حق صرف ارباز عالم شاہ کا ہے ءسنا تم نے"۔۔۔

برسوں پہلے تمہارے کہنے پر میں ایک غلطی کر چکا ہوں اب نہیں۔۔۔"
جتنی تم فتنے باز اور شر پسند عورت ہو وہ سارا شر تم نے شہاب شاہ میں بھر دیا
ہے۔۔۔اور نتیجتاً وہ انتہا کا آوارہ، بد تمیز اور خود غرض بنا ہے"۔۔۔

ہاشم شاہ اس سے دگنی آواز میں گرجے تھے جو ہر وقت اس کے بیٹوں کے بارے کان بھرتی رہتی ہاشم شاہ کو انتہائی کوفت زدہ کر دیتی تھی۔۔۔۔۔۔ اس کو شدید طیش میں اور ارباز کے حق میں بولتا دیکھ نگار بیگم منہ کھولے آنکھیں پھاڑے ہاشم شاہ کو دیکھ رہی تھی۔۔۔جو آج بیٹے کی آمد کا سن کر خاصا خوش اور بدلا بدلا سا لگ رہا تھا اس کی خوشی دیکھ کر نگار بیگم کے چہرے پر ناگوار تاثرات چھا گئے تھے۔۔۔۔

بس کر دیں آپکو تو ہمیشہ میرے بیٹے میں کیڑے نظر آتے ہیں آخر کیا برائی ہے شہاب میں۔۔۔اور اگر بالفرض ہے بھی تو وہ بڑا ہے اس کا حق ہے گدی پر"۔۔۔۔ نگار بیگم درشت لہجے میں بولی۔۔۔

جبکہ اس کے غلط کو صحیح کہنے والے انداز واطوار نے ہاشم شاہ کو سخت غصے میں مبتلا کر دیا تھا۔۔۔وہ سخت مزاج اور چہرے پر ناگوار تاثرات سجائے جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھا تھا۔۔۔

یہ تمہاری ہی شے کا نتیجہ ہے جو آج وہ گناہ وثواب کی درس وتدریس سے " محروم ہو چکا ہے۔۔۔مجھ سے بہت بڑی بھول ہو گئی جو تم جیسی عورت کے فریب میں پھنس گیا اور تم سے شادی کر لی۔۔۔اور آج تمہاری وجہ سے میں حویلی سے باہر ہوں"۔۔۔

اب اگر میں نے تمہارے منہ سے اپنے بیٹوں کے بارے کچھ سنا تو یاد رکھنا " وہ دن تمہارا آخری دن ہو گا اس گھر میں، میں تمہیں اپنی زوجیت سے دستبردار کرنے میں دیر نہیں کروں گا"۔۔۔

وہ شدید رد عمل کا اظہار کرتا اسے کہہ کر بغیر سنے وہاں سے چلا گیا تھا۔۔۔ جبکہ نگار صدمہ کی کیفیت کا شکار صوفے پر ڈھ سی گئی تھی۔۔۔

اسے ہاشم کے تیور ٹھیک نہیں لگ رہے تھے جلد از جلد اسے کچھ کرنا تھا اور وہ اپنا شاطر دماغ چلاتی سوچ میں مصروف ہو چکی تھی۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

" شاہ پور "

گاؤں ازل سے ہی یہاں بسنے والے شاہ خاندان کی سرداری و حکمرانی کی وجہ سے شاہ پور کے نام سے مشہور تھا۔۔۔۔

یہاں کے رہنے والوں کی معروفیت کی بنا پر اس گاؤں سے ہر کوئی واقفیت رکھتا تھا۔۔۔۔

وہیں شاہ پور اور اس کی درگاہ کی بہت اہمیت تھی۔۔۔ دور دراز کے علاقوں سے لوگ درگاہ پر حاضری دینے آتے تھے۔۔۔ منتوں مرادوں والوں کا یہاں میلہ لگا ہوتا تھا۔۔۔

درگاہ کا گدی نشین سید ابرہیم شاہ تھا۔۔۔یہ درباران کے پشتوں کا تھا۔۔۔۔ جس کا گدی نشین اسی خاندان کا بڑا بیٹا بنتا تھا اور ابرہیم شاہ ایک اولاد ہونے کی وجہ سے دستار کے حق دار ٹھہرے تھے۔۔۔۔۔

شاہ پور گاؤں شہر سے تقریباً دس منٹ کی مسافت پر واقع تھا۔۔۔اور اسی گاؤں میں موجود شاہ حویلی، نئے طرز تعمیر اور جدید تراش خراش اور نقشہ نگار سے بنی انتہائی خوبصورت کئی ایکڑ اراضی پر سینا تان کر کھڑی یہ حویلی خود میں بسنے والے مکینوں کی طرح حسن اور مغروریت سموئے دیکھنے والے کو مبہوت کر دیتی تھی۔۔۔۔

اس وقت شاہ حویلی کے مردان اور زنان خانے میں کافی ہلچل مچی ہوئی تھی ۔۔۔مہمانوں کی آمد شروع تھی۔۔۔۔آج حویلی کا لاڈلا بیٹا سیدار باز عالم شاہ پورے چھ سال بعد لوٹ رہا تھا۔۔۔اس لیے پوری حویلی کو دلہن کی طرح

سجایا گیا تھا جبکہ حویلی میں خاص دعوت کا اہتمام تھا۔۔۔تو دوسری جانب درگاہ پر بھی آنے والوں کے لیے طرح طرح کے کھانے پیش خدمت کیے جا رہے تھے۔۔۔۔خاص و عام کا سیلاب امڈ آیا تھا۔۔۔۔لوگ سیدار باز شاہ کو دیکھنے کی خاطر دور دروازے سے چلے آئے تھے۔۔۔

حویلی کے اندر باہر بلکہ پورے گاؤں میں میلے کیسا سماں بندھ آیا تھا۔۔۔گاؤں کے لوگوں پر خوشی و مسرت رقصاں تھیں۔۔۔ان کہ یہ خوشی ار باعالم شاہ سے انسیت کا واضح ثبوت تھی۔۔۔وہ ان کے سامنے پلا بڑا تھا اور اس کی فطرت انداز و اطوار اور رکھ رکھاؤ نے سب کو دیوانہ کر رکھا تھا۔۔۔اسکا انداز اور گاؤں والوں سے بات کرتے وقت الفاظ کا سادہ چناؤ کیونکہ وہ زیادہ پڑھے لکھے نا تھے تو وہ بڑی جلدی ان کے مسئلے سن کر اس کا حل تلاش کرتا تھا۔۔۔بچہ بچہ تک ار باز عالم کا دیوانہ تھا کہ وہ اپنے بڑوں سے اس کی اعلیٰ ظرفی اور گاؤں والوں سے محبت کے بارے گاہے بگاہے آگاہ کرتے رہتے تھے۔۔۔اور یہی وجہ تھی کہ گاؤں والے اور شاہ پور سے منسلک گاؤں ابراہیم شاہ کے

بعد ان کے پوتے ارباز عالم شاہ کو دستار میں دیکھنا چاہتے تھے۔۔۔۔ بھلے ہی پر وہ ارباز کو اس کی جاب بہت ٹف تھی کہ اسے کئی کئی دن باہر رہنا پڑتا تھا دیکھنے کے خواہاں تھے۔۔۔

گاؤں والوں اور حویلی والوں کے لیے وہ جتنا نرم گو اور شفقت پسند تھا وہیں اپنے دشمنوں کے لیے اتنا ہی دہشت انگیز تھا کہ جو ارباز عالم شاہ سے واقف تھے وہ اس سے پناہ مانگتے تھے اور جن کا واسطہ پڑتا تھا دوبارہ وہ ارباز عالم کے خلاف جانے کا سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ وہ انہیں اس قابل ہی نہیں چھوڑتا تھا۔۔۔۔ دشمنوں کے ساتھ رقابت وہ قبر تک نبھاتا تھا۔۔۔۔

وہ سب اس وقت لاونج میں بیٹھے تھے تھوڑی دیر تک عباس اور آرون شاہ بھی پہنچنے والے تھے۔۔۔ سبطین شاہ کو کل ہی خبر ملی تھی اور آج رات تک اس نے بھی آجانا تھا جبکہ یارم شاہ کو دادی سائیں نے آج آفس جانے ہی

نہیں دیا تھا وہ اور آبان شاہ جو کہ رات ہی لندن سے آیا تھا دونوں ابھی تک اپنے کمروں میں سو رہے تھے۔۔۔۔

جبکہ بالاج اور بسمل درگاہ پر لنگر تقسیم کر رہے تھے۔۔۔۔ ساتھ ہی باسط شاہ ،داود شاہ اور حسن شاہ بھی موجود تھے جو ملنے ملانے والوں میں مصروف تھے جبکہ اصغر شاہ اور عثمان شاہ حویلی ہی موجود تھے اور اس وقت تمام بڑے سیٹنگ ایریا میں۔ براجمان تھے جہاں ہاشم بھی اپنے بیٹے کی آمد کا سن کر پوری فیملی کے ساتھ حویلی آیا تھا۔۔۔ان کے ساتھ نگار بیگم ،شہاب شاہ اور نمل موجود تھے۔۔۔ نمل کو تو نینا شاہ اور باقی لڑکیاں لے گئی تھیں جبکہ باقی سب بڑے بیٹھے گپ شپ کر رہے تھے جن میں ایک سرد سا تاثر چھایا ہوا تھا ۔۔۔۔

سب کو ارباز کی آمد کا بے صبری سے انتظار تھا۔۔۔ جبکہ نگار بیگم اور شہاب کے چہرے پر سخت ناگواریت اور بیزاری درج تھی۔۔۔۔

جب بھی شہاب شاہ آتا تھا سب لڑکیاں وہاں سے چلی جاتی تھیں کہ ابراہیم شاہ نے سختی سے ان کو حکم دیا ہوا تھا اس لیے وہ بہت کم ہی شہاب کے سامنے آتی تھیں البتہ اپنے بڑے تایا سے ملنے میں کوئی روک ٹوک نا تھی۔۔۔۔

وہ سب گپ شپ میں مصروف تھے کچھ ہی دیر تک ارباز شاہ آنے والا تھا ۔۔۔۔۔۔کہ جبھی ہدا اور عشال حواس باختہ سی تقریباً بھاگتی ہوئی نیچے آئیں تھیں۔۔۔۔

چچا جان، دادا سائیں "۔۔۔۔۔"

وہ وہ حور آنکھیں نہیں کھول رہی۔۔۔۔پتا نہیں کیا ہو گیا ہے اس کو "

"۔۔۔۔۔ہدا اور عشال روتی ہوئیں بولی۔۔۔

کیا کیا ہوا حور کو "۔۔۔۔آصفہ شاہ سمیت سب تڑپ اٹھے تھے کہ جبھی وہ "

اس کے کمرے کی جانب بھاگی ان کے پیچھے عثمان شاہ اور دادی سائیں ریحانہ فرحانہ عظمی نتاشہ شاہ بھی تھیں۔۔۔

آپ فوراً جا کر آبان اور یارم کو بلاؤ"۔۔۔ابراہیم شاہ نے ہدا اور عشال کو" کہا۔۔۔جبکہ اصغر شاہ ان کے کہنے سے پہلے ہی آرون کو کال کر کے ایمر جنسی کا بتا چکا تھا۔۔۔

وہ سب سراسیمہ سے ہو گئے تھے۔۔۔ہاشم شاہ بھی حور کے کمرے کی جانب گئے تھے جبکہ ان سب نگار اور اس کا بیٹا تھے جو آرام سکون سے کھڑے تھے ۔۔۔گویا انہیں کوئی فرق نہیں پڑتا تھا جبکہ شہاب تو بس ایک نظر ار باز کی بیوی کو دیکھنا چاہتا تھا جسے چھپا چھپا کر رکھا جاتا تھا اور جس کی خوبصورتی کی تعریف وہ بارہا بار اپنی بہن نمل سے سن چکا تھا مگر اسے بہت کم موقع ملا تھا اسے دیکھنے کا کہ وہ زیادہ تر اس کے سامنے اپنا چہرہ چھپا کر ہی آئی تھی۔۔۔

حویلی کی لڑکیاں جیسے باقی کزنوں کے ساتھ ہنسی مزاق کرتی تھیں شہاب کے سامنے نہیں آتی تھیں۔۔۔البتہ ارباز عالم کے سامنے جھجھکتی تھیں۔۔۔کہ اس کا رعب اور کچھ شخصیت ق کا اثر تھا جو وہ ارباز کے سامنے اچھی بچیاں بن جایا کرتی تھیں وہیں اپنے لالے کی دیوانی بھی رج کر تھیں۔۔۔کہ دنیا میں ان کے لالے سے بہتر کوئی نہیں۔۔۔یہ بہنوں کی پر خلوص محبت تھی ۔۔۔وہ سب ارباز سے چھوٹی تھیں اور اسے بہت پیاری تھیں یہی وجہ ہے کہ وہ اکثر انہیں بیٹا کہہ کر بھی پکارتا تھا۔۔۔

جبکہ پچھلے چند سالوں سے ارباز اور حور کے نکاح کے بعد وہ اچھی طرح سے اپنے لالے کی حور کے لیے دیوانگی سے واقف ہو چکی تھیں۔۔۔۔

انہیں اپنے لالے کے ساتھ حور کو دیکھ کر بہت خوشی ہوتی تھی گویا وہ دونوں ایک دوسرے کے لیے بنے تھے۔۔۔

مگر حور کی ناساز طبیعت اور ارباز کے ساتھ رویے میں سرد پن سے وہ باخوبی واقف تھے۔۔۔۔حور کو ارباز سے محبت تھی یا نہیں مگر ارباز عالم شاہ اس کا اسیر ہو چکا تھا۔۔۔اور آج اٹھائے حور کے اس قدم نے انجانے میں ارباز عالم شاہ کے قہر کو دعوت دی تھی۔۔۔۔اس کی یہ حرکت شاہ کے فیصلے پر پختہ مہر لگا گئی تھی۔۔۔۔

کچھ ہی دیر میں حویلی میں افراتفری اور پریشانی سے مچ گئی تھی۔۔۔۔اور دیکھتے ہی دیکھتے عثمان شاہ اپنی بے ہوش بیٹی کو اٹھائے باہر کی جانب بھاگے تھے جہاں یارم شاہ ڈرائیونگ سیٹ سنبھال چکا تھا ان کے بیٹھتے ہی وہ گاڑی کو فل سپیڈ سے دوڑتا شہر کی جانب گامزن تھا۔۔۔

جبکہ باقی سب بھی اپنی اپنی گاڑیوں میں سوار ہوئے ان کے پیچھے نکلے تھے۔۔۔۔

بلیک جینز شرٹ میں ملبوس وہ وائٹ ہالف سلیو لیس جیکٹ پہنے گھنے بال ترتیب سے سیٹ کیے، چہرے پر چٹانوں کی سختی لیے، گہری سیاہ آنکھیں ایک سرد سے تاثر میں لپٹی تھیں۔۔۔کہ وہ سنجیدہ سا انتہائی خوبصورت اور باوقار بارعب جوان ایک معمہ تھا۔۔۔جوائیر پورٹ سے باہر نکلنے تک کئی لوگوں کی نگاہوں کا مرکز بنا رہا تھا کہ لوگ مڑ مڑ کر اسے دیکھ رہے تھے۔۔اس کی شخصیت میں ایک مقناطیسی کشش سی تھی جو سب کو اپنی جانب کھینچتی تھی کہ لوگ اس کے اسیر ہو جاتے تھے۔۔۔

آج ارباز عالم شاہ برسوں بعد پاکستان کی سرزمین پر قدم رکھ چکا تھا۔۔۔۔ اس کے ساتھ اثنان ملک بھی موجود تھا جس کی پرسنیلٹی ارباز شاہ سے کم نا تھی۔۔۔ارباز عالم شاہ اور اثنان ملک کے درمیان گہری دوستی ان کے قدم سے قدم ملا کر چلنے سے واضح معلوم ہو رہی تھی۔۔۔۔دونوں سنجیدگی سے کوئی بات کرتے باہر آئے تھے جبھی اثنان کے چہرے پر شرارتی مسکراہٹ در آئی تھی کہ ارباز شاہ نے اسے سرد گھوری سے نوازا۔۔۔۔

اور پھر ارباز عالم کے کچھ کہنے پر وہ مسکراتا ہوا اس سے معانقہ کر کے اپنی گاڑی کی جانب بڑھا جہاں کچھ سائیڈ پر ہی گاڑی کے ساتھ کھڑا ڈرائیور اسی کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔

اثنان کے اس سے دور ہٹتے ہی اس کا خاص ماتحت پھرتی سے پاس آتا اداب سے سلام کرتا گھبراہٹ میں ڈوبا تیزی سے کچھ بتانے لگا تھا۔۔۔

کہ جسے سنتے ہی ارباز کا چہرہ متغیر ہوا تھا۔۔۔پل میں چمکتے چہرے کی رنگت میں سرخیاں گھلنے لگیں تھیں۔۔۔جبکہ آنکھوں میں سرخ ڈورے پڑنے لگے تھے۔۔۔وہ جیسے جیسے سن رہا تھا اس کی چہرے کے نقوش تن گئے تھے کن پٹی کی اور گردن کی رگیں ابھر آئی تھیں جو اس کے شدید غصے کو ضبط کرنے کا عندیہ دے رہی تھیں۔۔۔

اس کی سرخ آنکھیں اور سرخ چہرے کو دیکھ کر اس کے ماتحت نے جھرجھری سی لی جبکہ دل خوف سے دھڑک اٹھا تھا۔۔۔کہ۔وہ ارباز شاہ کو ایسی حالت میں بہت بار دیکھ چکا تھا اور اس کو غصے میں اتنا خطرہ ہوتا دیکھ کر وہ اس سے ڈرنے لگا تھا حالانکہ کہ ارباز شاہ نے اسے کبھی کچھ نہیں کہا تھا وہ صرف دشمنو۔کے ساتھ برا تھا۔۔۔یہ بات اس کا ماتحت باخوبی۔جانتا تھا پر پھر بھی اس کا رعب وجلال اس کو بھی گھبراہٹ میں مبتلا کر دیتا تھا کہ اپنے سر کے غصے سے پناہ مانگتا تھا۔۔۔اور آج تو اس کی وجہ اس کی رگوپے میں بسی وہ خوش نصیب تھی جو ارباز شاہ کی سانسوں سے کھیل کر اس کی تن بدن میں لاوا ابال گئی تھی۔۔۔۔

آج اسے غصّہ اپنی جان عزیز پر تھا۔۔۔بلاشبہ اس غصے میں بھی بے تحاشہ پیار تھا اور شدتوں میں منعقد یہ پیار ہی مقابل کے لیے برداشت سے باہر ہونا تھا ۔۔۔کہ اس کی قربت اس کی جان پر بھاری ثابت ہونے والی تھی۔۔۔

ہاسپٹل چلو"۔۔۔ہاتھوں کی مٹھی بھینچے وہ سرد آواز میں پھنکارا تھا۔۔۔۔"

اور تیز تیز قدم لیتا گاڑی کی جانب بڑھا تھا۔۔۔جہاں اس کے گارڈز اسی کے انتظار میں کھڑے تھے۔۔۔۔

صاف شفاف سڑک پر دوڑتی فل سپیڈ سے چھ گاڑیوں کا قافلہ ائیر پورٹ سے اے ایچ ہو سپیٹل کی جانب رواں دواں تھا۔۔۔۔بلیک فور چیونر کے آگے پیچھے ہائی پروف سیکورٹی کی گاڑیاں تھیں جن میں باوردی مسلح گارڈز گن تھامے بیٹھے زیرک نگاہوں سے اطراف کا جائزہ لیتے ارباز عالم شاہ کو فل پروٹوکول فراہم کرتے اس کی حفاظت کر رہے تھے۔۔۔۔

جبکہ گاڑی میں بیٹھا وہ غضب زدہ خود پر ضبط کے کڑے پہرے بٹھائے جہاز کی سپیڈ سے گاڑی ڈرائیو کرتا جلد از جلد اس تک پہنچا چاہتا تھا۔۔۔۔

اس نے موقع صحیح چنا تھا اس وقت خود کو نقصان پہنچایا تھا جب وہ جہاز میں تھا وگرنہ اس کے لیپ ٹاپ سکرین پر ہر وقت اس کے کمرے کا منظر نمایاں ہوتا تھا۔۔۔اگر وہ دیکھ لیتا تو وہاں بیٹھ کر ہی اس کے ہوش ٹھکانے لگانے میں وقت نا لگاتا۔۔۔۔پر اب روبرو ہونے کا وقت آن پہنچا تھا کہ شاہ اس کو اپنی دسترس میں لے کر اسے اپنے طریقے سے سزا دینے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔۔۔ کہ اس کی جان نکالنے کے لیے اس کی شدت بھری قربت مکتفی ہونی تھی

۔۔۔

سیدار باز شاہ سے اس کی محبت چھیننے کی کوشش وہ نجانے کتنی بار کر چکی تھی کہ وہ مضبوط بنا اسے ہر بار معاف کر دیتا تھا پر نہیں اب بس ہو چکی تھی۔۔۔ دل و دماغ میں جنگ چھڑ چکی تھی۔۔۔۔

یکدم سے بریک لگانے سے فضا میں ٹائروں کی چرچراہٹ گونج اٹھی تھی جس کے ساتھ ہی گاڑی جھٹکے سے رک تھی۔۔۔اور وہ تیزی سے گاڑی سے اترتا ہوسپیٹل کی عمارت کے اندرونی حصّے کی جانب بڑھا تھا۔۔۔۔
اس کے ہر ہر عمل سے بے چینی صاف عیاں تھی۔۔۔۔

شاہ فیملی کا پہلے ہی موجود ہونا ہوسپیٹل میں افراتفری سی پھیلی ہوئی تھی ۔۔۔۔مزید ار باز شاہ کی موجودگی کی وجہ سے عجیب سا ماحول بندھ چکا تھا کہ لوگ لپک لپک کر سیدار باز شاہ کو دیکھنے کے لیے آگے بڑھ رہے تھے جنہیں گارڈز بمشکل روکے ہوئے تھے۔۔۔۔

کہ جبھی سب کی نظریں کوریڈور کی جانب اٹھیں تھیں۔۔جہاں وہ مضبوط چال چلتا لب بھینچے بلیک جینز پر وہ بلیک شرٹ زیب تن کیے اس وائٹ پر ہالف سلیو جیکٹ پہنے گھنے کالے بال بے ترتیب سے پیشانی پر بکھرے تھے جبکہ غصے اور بے بسی کے سبب سرخ چہرہ لیے وہ اپنی بارعب زیر کر دینے والی شخصیت سے مالا مال ہوسپیٹل میں جمع پورے خاندان کو مبہوت کر گیا تھا

۔۔۔۔۔

کہ برسوں بعد وہ اسے روبرو دیکھ کر حیران ہوا ٹھے تھے جو پہلے سے بھی زیادہ بااثر اور چھا جانے والی پرسنیلٹی کا حامل ہو چکا تھا۔۔۔

وہ ٹین ایج کی طرح لا بالی نہیں تھا اس کی فقط سرخ آنکھیں ہی سامنے والے کو چاروں شانے چت کرنے کی صلاحیت رکھتی تھی۔۔۔اور اس وقت اس کی لال انگارہ آنکھیں ان کو اچھی طرح سے اس کی اندر اٹھتے بھانپڑ سے باور کروا رہی تھیں۔۔۔

سیدار باز شاہ لب بھینچے ابراہیم شاہ کے بغلگیر ہوا تھا۔۔۔۔ جبکہ باقی سب ابھی حیرت کے پتلے بنے کھڑے تھے۔۔۔۔۔

مجھے ابھی اور اسی وقت رخصتی چاہیے دادا سائیں"۔۔۔۔ گمبھیر آواز میں" اٹل ارادہ لیے وہ بغیر لگی لپٹی کے ڈائریکٹ مدع کی بات پر آیا تھا۔۔۔۔

کہ باقی سب جو خوشی اور حیرت کی ملی جلی کیفیت میں ار باز شاہ کو ہاسپٹل میں دیکھ حیران کھڑے تھے کہ اس کی سور سزا تنے پاور فل تھے جسے ائیر پورٹ پر ہی اطلاع مل چکی تھی۔۔۔ وہیں اس کے گمبھیر پر فسوں آواز نے ان کی محویت میں خلل ڈالا تھا۔۔۔۔۔

جبکہ ابراہیم شاہ نے بنا کسی تردد کے ہنکار بھرا۔۔۔۔۔

ٹھیک ہے ہمیں منظور ہے۔۔۔۔ عثمان شاہ کی رائے بھی معلوم کر لیتے" ہیں"۔۔۔۔

ابراہیم شاہ شفقت بھری مسکراہٹ لبوں پر سجائے اپنے خوبرو پوتے کو دیکھ کر بولے تھے۔۔۔۔

کہ ارباز نے خفیف سی سر کو جنبش دی تھی۔۔۔۔

لالے ابھی وہ اس کنڈیشن میں نہیں ہے کہ "۔۔۔۔آرون شاہ جو ابھی اس" کا چیک اپ کر کے آیا تھا کہ اب ارباز شاہ کو دیکھ کر وہ خوشی سے پھولے نا سما رہا تھا کہ اس کی بات پر وہ فوراً سے بولا۔۔۔

جبھی ارباز شاہ نے سرخ رنگ آنکھوں سے اسے جن نظروں سے دیکھا تھا کہ وہ گھگھیا سا گیا تھا۔۔۔۔

اس نے ایک بار بھی کمرے کی جانب نہیں دیکھا تھا وہ اب اسے اپنے کمرے میں ہی اپنے طریقے سے حال احوال کا ارادہ رکھتا تھا کہ جبھی وہ آگے بڑھ کر دادی سائیں کے سامنے سر جھکاتے ان سے ملا تھا۔۔۔۔دادی سائیں تو اپنے

پوتے کے واری صدقے جا رہی تھیں وہیں اس کی خالہ جان اور باقی سب بھی خوب محبت اور جوش و خروش سے مل رہی تھیں۔۔۔۔۔

جبکہ لڑکیوں کے سر پر وہ شفقت بھرا ہاتھ رکھ کر ان کی خیریت دریافت کر رہا تھا۔۔۔۔

میل ملاپ کے بعد جزبات کا طوفان تھمتے ہی سب بڑوں کی مشاورت آصفہ اور عثمان شاہ کے حور کے اس قدم سے خوف زدہ ہو کر ہو بغیر کسی حیل و حجت کے رخصتی کے لیے مان گئے تھے۔۔۔۔

ہم آپ کو اپنی پوتی حور عین شاہ کی رخصتی دیتے ہیں ارباز شاہ۔۔۔ باقی" رہے رسموں رواج تو وہ ہم اپنی پوتی کے ٹھیک ہونے کے بعد بھی کر سکتے ہیں"۔۔۔۔۔

ابراہیم شاہ کی فیصلہ کن آواز گونجی تھی۔۔۔۔

ان کے فیصلہ سناتے ہی سب لڑکے لڑکیوں کے چہرے خوشی سے دمک اٹھے تھے کہ تقریباً تمام ہی حور کو ار باز شاہ کی دسترس میں دیکھنے کے خواہاں تھے

عباس، یارم، آرون، آبان، بسمل اور بالاج سب ار باز شاہ کو گھیر چکے تھے جبکہ لڑکیاں ساری حور کے پاس دھاوا بول چکی تھیں۔۔۔۔

نہیں نہیں۔۔۔۔مجھے نہیں۔کرنی رخصتی"۔۔۔"

مجھے نہیں جانا کہیں"۔۔۔"

دادی سائیں روکیں ان کو"۔۔۔"

میرے بابا جان کو بلائیں مجھے نہیں کرنی شادی"۔۔۔۔"

وہ حزیانی ہوتی چیختی چلاتی بے دردی سے اپنے ہاتھ سے برنولا کھینچ کر تار چکی تھی کہ خون کی بوندیں اس کے ہاتھ کی پشت پر ابھر آئیں تھیں۔۔۔

جبکہ وہ سب اس کا شدید ری ایکشن دیکھتی اسے سنبھالنے میں لگی تھی۔۔۔

اس نے شاہ کے آنے کی خبر پر اسے باور کروانے کے لیے (کہ وہ کس حد تک جاسکتی ہے) بہت زیادہ تعداد میں نیند کی گولیاں کھالیں تھیں۔۔۔وہ تو شکر تھا کہ اسے بروقت ہاسپٹل لا کر اس کا معدہ واش ہوا تھا جس سے اس کی جان بچی تھی۔۔۔کچھ دیر پہلے ہی اسے ہوش میں آتے دیکھ نینا لوگوں نے شاہ کی آمد اور اپنی رخصتی کا پتا چلا تھا تب سے وہ مسلسل چیختی چلاتی منع کر رہی تھی

۔۔۔۔

دادی سائیں آصفہ عظمی سب سے سمجھانے بجھانے میں لگیں تھی۔۔۔

جبکہ باقی عورتیں گھر چلیں گئیں تھی کہ شاہ کے کمرے میں کچھ تبدیلیاں کرنی تھیں اور دلہن کے گھر آنے کے استقبال میں تیاریاں کرنی تھیں۔۔۔ کیونکہ وہ ہاسپٹل سے ہی رخصت ہو کر سیدھا اس کے کمرے میں لے جانی تھی۔۔۔

اسے سب سے یہ بھی معلوم پڑا تھا کہ شاہ کے کہنے پر اس کی رخصتی ادھر سے ہی ہو رہی تھی کہ وہ مزید اس کو ایک منٹ کی بھی ڈھیل دینے کا متمنی نہیں تھا۔۔۔اس کے وہم و گمان میں بھی نا تھا کہ وہ اپنا کہا سچ کر دیکھائے گا ۔۔۔اور اپنے کمرے میں جانے سے پہلے وہ اسے اپنی دلہن کے روپ میں اپنے کمرے میں موجود دیکھنا چاہتا تھا۔۔۔

بس کرو حور اتنا واویلا کیوں مچا رہی ہو"۔۔۔"

ماما دادی سائیں چچی مجھے نہیں کرنی رخصتی"۔۔۔۔وہ پھوٹ کر روتی بولی" تھی۔۔۔اس کا دل بے تحاشہ دھڑک رہا تھا جبکہ ہاتھ پاؤں اس کی قربت کا سوچ کر ہی ٹھنڈے پڑ گئے تھے۔۔۔۔وہ کیسے اس کی شدتوں کا سامنا کر سکتی تھی وہ تو نکاح والے دن ہوئی اس کی آخری ملاقات نہیں بھولی تھی کجا کہ پوری طرح اس کی دسترس میں خود کو تصور کر کے اس کی روح تک لرز اٹھی تھی۔۔۔۔وہ اس کی آنچ دیتی قربت سہنے کے قابل نہیں تھی۔۔۔

سب لڑکیاں اس کا ڈریس، میک اپ اور جیولری وغیرہ لیے
سائیڈ پر کھڑی تھیں۔۔۔
اچھا ٹھیک ہے ریلیکس میں بات کرتی ہوں بس میرا بچہ اب نہیں رونا""
۔۔۔
آصفہ شاہ اس کے آنسوں صاف کرتی پچکارتے بولی تھی کہ وہ ہچکیاں بھری پر سکون سی ہوئی تھی۔۔۔۔
مجھے شاہ کے پاس نہیں جانا"۔۔۔وہ بھرائی آنکھوں سے سسکتی بولی سب" کو کسی چھوٹے بچے کی طرح بہت کیوٹ لگی تھی کہ بے ساختہ ان کو اس پے بے تحاشہ پیار آیا تھا۔۔۔۔
ہاں ءہاں میں شاہ سے بات کرتی ہوں۔۔۔تم ریسٹ کرو"۔۔۔"
وہ اسے کے ماتھے پر بوسہ دیتی اس کے پاس سے اٹھ گئی۔۔۔

دادی سائیں نے سوالیہ نظروں سے اپنی بہو کو دیکھا تھا کہ اس نے آنکھوں سے باہر آنے کا اشارہ کیا اور وہ سب باہر نکل گئی۔۔۔ جبکہ حور کچھ پر سکون سی بیڈ پر لیٹ کر آنکھیں موند گئی۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بیٹا وہ رخصتی کے لیے نہیں مان رہی جب سے سنا ہے مسلسل آنسوں بہاتی " منع کر رہی ہے۔۔۔ مجھے ڈر ہے وہ اپنی طبیعت مزید نا بگاڑ لے "۔۔۔

آصفہ شاہ کوریڈور میں کھڑے شاہ سے مخاطب ہوئی جوان کا ہی منتظر تھا کہ اس کے چیخنے چلانے اور رخصتی سے انکار کی خبر اس تک پہنچ چکی تھی۔۔۔۔

میں بات کرتا ہوں آپ پریشان نہیں ہوں "۔۔۔۔"

وہ انہیں تسلی دے کر کمرے کی جانب بڑھا تھا جہاں اس کی سانسیں سانس لے رہی تھیں۔۔۔۔

کمرے میں قدم رکھتے ہی اس کی مضطرب نگاہیں ہاسپٹل کے بیڈ پر آنکھیں موندے پیٹ پر دونوں ہاتھ دھرے حور پر پڑی تھی۔۔۔

آج چھ سال بعد وہ اسے اپنے روبرو دیکھ رہا تھا۔۔

اس کی گوری رنگت میں زردی گھلی تھی۔۔۔لانبی گھنی مژگان عارضوں پر بچی لرز رہی تھیں۔۔۔جو کہ اس کے جاگ میں ہونے کا ثبوت دے رہی تھیں۔۔۔

خوبصورت چہرے سے بے چینی واضح عیاں تھی۔۔۔سرخ لرزتے لب سختی سے آپس میں پیوست شاہ کی توجہ کا مرکز بنے تھے۔۔۔کتنی حسرت تھی اسے ان لبوں کا جام پھر سے پینے کی۔۔۔کہ نکاح کے دن ان لبوں کے جام پینے سے اس کی تشنگی مزید بڑھ گئی تھی۔۔۔کہ وہ جی بھر کر ان لبوں کا جام پی کر بہکنا چاہتا تھا۔۔۔

یکدم سے اسے حلق میں کانٹے چبھتے محسوس ہوئے تھے۔۔۔ نظریں اسکے لبوں سے پھسلتی گردن سے ہوتی دھڑکنوں کے مقام تک ان ٹھہری تھیں ۔۔ان دھڑکنوں کے دھڑکنے سے شاہ کی دھڑکنوں کو تقویت ملتی تھی۔۔۔ وہ اپنی اور اس کی دھڑکنوں کو ایک کرنا چاہتا تھا اور وہ تھی کہ اس سے جدا ہونا چاہتی تھی۔۔۔ کتنا صبر آزما چکی تھی اور نجانے کتنا اور آزمانے کا ارادہ رکھتی تھی۔۔پر شاہ اب اس کی کوئی بات سننے کا متمنی نہیں تھا ناہی وہ۔اسے اب وقت دینے پر قائل تھا۔۔۔۔

وہ سپاٹ چہرہ لیے لب سختی سے پیوست کیے سرخ نگاہیں اس کے وجود پر گاڑھے اس کے قریب آیا تھا۔۔۔

کہ جبھی اپنے بے انتہا قریب کسی کی موجودگی محسوس کر کے اور مخصوص پرفیوم کی خوشبو کے ناک کے نتھنوں سے ٹکراتے اس نے جھٹ سے آنکھیں کھولیں تھیں۔۔۔

شہد رنگ بڑی بڑی آنکھیں خود پر جھکے شخص پر پڑتے ہی حیرانگی سے پھیلیں تھیں۔۔۔ ساتھ ہی آنکھوں میں خوف و یاس در آیا تھا۔۔۔

آآپ"۔۔۔۔ حور سے بولنا محال ہو تھا۔۔"

وہ اس پر جھکا شانوں کے دائیں بائیں بیڈ پر ہاتھ رکھے دیوانہ وار اس کی خوبصورت نقوش کو دیکھتا برسوں کی اپنی آنکھوں کی پیاس بجھا رہا تھا۔۔۔

اس کی آنکھوں کی چمک اسے قریب سے دیکھتے ہی بڑھ گئی تھی۔۔۔ حور کو اس کا یوں خود پر جھکا اور گہری دلچسپ نگاہوں سے دیکھنا سخت ہچکچاہٹ میں مبتلا کر گیا تھا۔۔۔ اس کی سانوں اور والہانہ نظروں کی تپش سے اپنا چہرہ جھلستا محسوس ہوا تھا۔۔۔

اس کی اس قربت پر حور کی پیشانی پر پسینے کی ننھی بوندیں چمکنے لگی تھیں۔۔۔
وہ ہراساں نظروں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔حور کی نظریں شاہ کی گھنی مونچھوں تلے عنابی لبوں پر آن ٹھہری تھیں۔۔۔۔
ان لبوں کا حدت بھرا لمس اسے راتوں کو سونے نہیں دیتا تھا کتنی شدت تھی ان لبوں کے لمس میں کہ جس نے اسے ایک منٹ بھی اسے بھولنے نہیں دیا تھا۔۔۔وہ سرسراتا سرکتا لمس اپنی گردن چہرے شانوں اور دل کی دھڑکنوں پر ابھی تک محسوس کرتی تھی۔۔۔کہ اسے اپنا چہرہ گردن اور شانے جھلستے محسوس ہوتے تھے جبکہ دھڑکنوں میں ایک آگ سی بھر جاتی تھی۔۔۔
حور کی نگاہوں کا مرکز دیکھ کر شاہ کے لب دلفریب تبسم میں ڈھلے تھے۔۔۔
اس کے لبوں پر کھلتی مسکراہٹ نے حور کو پزل سا کر دیا تھا۔۔۔وہ تیز تیز سانسیں بھرتی نظریں چرا گئی۔۔۔

اس کی پرفیوم کی دلفریب مہک اور گہری سیاہ آنکھوں کو خود پر جمے اور اس کی آنچ دیتی قربت میں اس کی دھڑکنوں میں بھونچال برپا تھا۔۔۔اپنی کیفیت اور اس کو خود پر چھایا دیکھ اس کی حالت رونے جیسی ہوئی تھی۔۔۔۔دل گویا پسلیاں توڑ کر باہر آجائے گا۔۔۔

جبکہ وہ ہنوز جھکا اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ بغور ملاحظہ کر رہا تھا۔۔۔اس کی دھڑکنوں کا رقص وہ باخوبی سن سکتا تھا۔۔۔اس کے چہرے پر سرخی اور آنکھوں میں پانی جمع ہوتے دیکھ شاہ نے مسکراہٹ دبائی تھی۔۔۔۔وہ اس کے چہرے کی سرخی کو کوئی بھی نام نہیں دے پا رہا تھا کہ آیا یہ سرخی غصے کی تھی یا اس سے شرم کرنے کے باعث تھی خیر جو بھی تھی شاہ کی توجہ بری طرح مبذول کروا چکی تھی۔۔۔۔جبکہ آنکھوں میں تیرتا پانی اس کے وجود میں کھولتے خون کو ٹھنڈا کر گیا تھا۔۔۔

میں شادی نہیں کرنا چاہتی"۔۔۔وہ لحظہ بھر میں خود کو مضبوط کرتی اپنے" الفاظ ترتیب دیے بیڈ شیٹ کو مٹھی میں دبوچے سختی سے آنکھیں میچے بمشکل بولی تھی۔۔۔کہ اگر اب نا بولی تو یہ ساحرانہ نگاہیں اسے کچھ بھی بولنے نہیں دیں گی۔۔۔اور اسے فی الحال اسکی قربت سے بچنا تھا۔۔۔

ہر بار آپ کی سنی جائے گی یہ ہر بار ممکن تو نہیں"۔۔۔اس کی سنجیدہ" پر تپش مگر مدھم آواز نے حور کے گرد ایک حلقہ قائم کر دیا تھا جس میں۔وہ خود کو قید ہوتا محسوس کر رہی تھی۔۔۔

میں آپ کے ساتھ نہیں جاؤں گی"۔۔۔اس کے منع کرنے کے باوجود" مقابل کے واپس آنے سے اسے شدید غصہ آیا تھا کہ غصے کے باعث پل میں چھوٹی سی ناک سرخ پڑ گئی تھی۔۔۔

میں آپکو ایسے ہی اٹھا کر لے جاؤں گا۔۔۔اس کے لیے مجھے آپ کی " اجازت درکار نہیں"۔۔۔

وہ اس کے چہرے پر دائیں ہاتھ کی انگلیاں پیشانی سے لبوں تک لاتا اس کے بار بار منع کرنے پر سخت لہجے میں بولا تھا۔۔۔

میں "۔۔۔اس کی انگلیوں کو چہرے پر رینگتا دیکھ اس کی سٹی گم ہوئی تھی"

۔۔۔کہ کچھ کہنا چاہ رہی تھی پر الفاظ ادا ہونے سے انکاری ہوئے تھے۔۔

یکلخت اس کی آنکھوں سے آنسوں جاری ہو گئے تھے۔۔۔۔جبکہ لرزتے ہونٹ پھر سے وا ہوئے تھے۔۔

اششششش "۔۔۔۔"

اس نے اس کے پھڑ پھڑاتے لبوں پر انگلی رکھ کر اس کے الفاظ حلق میں ہی دبا دیے تھے۔۔۔۔

اس کی آنکھوں میں آنسوں دیکھ کر شاہ کی آنکھوں میں یکدم سے سرد پن سا عود آیا تھا۔۔۔

آپ پھر سے میری سانسوں کو ختم کرنے کی ناقابلِ تلافی جرم کر چکیں ہیں" جس کا خمیازہ سود سمیت ادا کریں گی۔۔۔۔میری ذات اتنی گراں گزر رہی ہے۔۔۔کہ آپ میری دسترس میں آنے کی بجائے فراق کی راہیں اختیار کرنا چاہ رہی ہیں۔۔۔پر میں آپ کی حائل کی یہ بندشیں یہ دائرے توڑ کر آپ کی ذات میں اس حد تک ملحق ہو جاؤں گا کہ آپ چاہ کر بھی مجھ سے الگ ہونے کا سوچ نہیں پائیں گی۔۔۔۔آپ نے خود کو ضرر پہنچایا کہ رخصتی سے بچ جائیں گی، پر ایسا ممکن نہیں"۔۔۔

اس نے دھیمی آواز میں سرگوشی نما بول کر اس کے ہاتھ پر سوکھی خون کی بوند پر لب رکھے تھے کہ اس کا لمس روح تک اترتا محسوس کر کے حور کا وجود لرز اٹھا تھا جبکہ سانسوں کی روانگی میں حشر برپا ہوا تھا۔۔۔اس نے آنکھیں کھول کر شاہ کو دیکھا جو سنجیدہ سا بغیر پلک جھپکائے اسی ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

رخصتی ہو گی اور آج ہی ہو گی۔۔۔آپ راضی ہوں یا ناہوں۔۔۔آپ کو" میرا بننا پڑے گا ہر حال میں۔۔۔۔کہ اب آپ کو آپکی مرضی پر چھوڑنا سراسر بیوقوفی ہو گی"۔۔۔

وہ اس پر جھکا اس کی ہراساں آنکھوں میں براہ راست دیکھتا گمبھیر پر تپش آواز میں سرد پن کی آمیزش لیے بولا تھا۔۔۔

اگر اب آپ نے کسی کے سامنے انکار کیا تو دوسری صورت میں ء میں خود " آپ کو تیار کروں گا اور آپ مجھے روک نہیں پائیں گی"۔۔۔

وہ اس پر ایک گہری استحقاق بھری نظر سے ڈالتا اسے بت بنا چھوڑ کر وہاں سے چلا گیا تھا۔۔۔کہ کچھ دیر اور رکتا تو اس کے آنسو اسے مزید غصہ دلانے کا موجب بن رہے تھے۔۔۔ ممکن تھا کہ وہ اس کو قسم دے کر رخصتی رکوا لیتی اور شاہ اب ایسا بالکل بھی نہیں چاہتا تھا۔۔۔۔

وہ طیش سے بھری خود پر ضبط کے کڑے پہرے بٹھائے لب بستہ کوئی مورت بنی بیٹھی اس کے لیے تیار ہو رہی تھی۔۔۔۔

اس کا انگ انگ غصے میں دہک رہا تھا۔۔۔اس وقت حور کو سب پر بے انتہا غصہ آرہا تھا کہ کسی نے بھی اس کا ساتھ دینے کی بجائے اپنے لاڈلے صاحب کو چنا تھا۔۔۔جبکہ شاہ سے بے پناہ نفرت کے دعوے کر رہی تھی

۔۔۔۔

اس سے بچنے کو یہ قدم اٹھایا تھا مگر پھر بھی اس کی قید سے رہائی ناممکن ہوئی تھی۔۔۔

خود کو اسکی خواب گاہ میں اس کی دلہن بن کر اس کے بیڈ پر براجمان تصور کر کے اس کی دھڑکنوں میں طوفان اٹھ چکا تھا۔۔۔ہاتھ پاؤں شل ہوتے محسوس ہوئے تھے۔۔۔۔وہ آنکھیں جھکائے بیٹھی آنسوں بہا رہی تھی۔۔۔ جبکہ دادی سائیں اور آصفہ شاہ اسے سمجھانے بجھانے میں مصروف تھیں

۔۔۔۔

کہ کچھ ہی دیر بعد دادا سائیں کے حکم پر وہ حور کے گرد چادر لپیٹ کر شاہ کی گاڑی میں بیٹھا چکیں تھیں۔۔۔ حور کے لرزنے اور التجا کرنے پر دادی سائیں اور نینا اس کے ساتھ پچھلی سیٹ پر براجمان ہوئیں تھیں اور شاہ نے ڈرائیونگ سیٹ سنبھال کر گاڑی ڈرائیو وے پر گامزن کر دی۔۔۔۔

اس نے گہری سیاہ آنکھوں سے بیک ویو مرر میں سے اسے دیکھا تھا جو چادر میں لپٹی دادی سائیں کے کندھے پر سر رکھے سسک رہی تھی۔۔۔

شاہ نے لب بھینچ کر نظروں کا زاویہ بدل کر نگاہیں ونڈ سکرین پر مرکوز کر دیں۔۔۔

کچھ ہی منٹوں بعد وہ حویلی پہنچ چکے تھے۔۔۔ حویلی کے داخلی دروازے اور حویلی کے باہر گاؤں والوں کا ہجوم لگا ہوا تھا کہ ان تک بھی حور عین شاہ کی رخصتی ارباز کو دے دی گئی تھی کی خبر پہنچ چکی تھی۔۔۔ وہیں گاؤں کی عورتیں حور کو دیکھنے کے لیے بے تاب تھیں۔۔۔۔

گاڑی جیسے ہی حویلی کی اندرونی عمارت کے سامنے پورچ میں رکی تھی دادی سائیں اور نینا نے مل کر حور کو سہارا دے کر باہر نکالا۔۔۔تب تک ارباز عالم شاہ بھی ان کی جانب آگیا تھا کہ دادی سائیں نے حور کا ٹھنڈا لرزتا ہاتھ شاہ کے ہاتھ میں تھما دیا تھا۔۔۔۔

جسے وہ مضبوط سے تھام کر حور کے کپکپاتے وجود کو سہارا دے چکا تھا۔۔۔

شاہ کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ قید دیکھ کر وہ بھنا اٹھی تھی۔۔۔غصہ حد سے تجاوز۔ہوا تھا کہ جبھی اس نے تنفر کے عالم میں جھٹکے سے اپنا ہاتھ کھینچا تھا پر اس کی مضبوط انگلیوں کی گرفت سے چھڑوانا پائی تھی۔۔۔

دو تین بار زور آزمائی کرنے کے بعد وہ لب بھینچ کر رہ گئی۔۔۔خفت و شرم کے باعث چہرہ قندھاری ہوا تھا۔۔۔۔

جبکہ شاہ زیر لب مسکرا کر اس کے گداز موم کی طرح نرم ہاتھ پر گرفت مزید مضبوط کر گیا تھا کہ اس کے ہلکے سے دباؤ میں حور کے لیے واضح پیغام تھا کہ

اب وہ چاہ کر بھی اس سے جدا نہیں ہو سکتی تھی کیونکہ وہ کسی حال میں قطعاً اس کا ہاتھ چھوڑنے کا روادار نہیں تھا۔۔۔

اس کے ہلکے سے دباؤ نے حور کے وجود میں سرد برق رفتار لہر سی بھر دی تھی۔۔۔۔ کہ اس کا پورا اندام کپکپا اٹھا تھا۔۔۔۔

کہیں یوں نہ ہو تیرے ہاتھ میں
میں ہوا سے مل کر بھڑک اُٹھوں

ابھی کھیل مت میری راکھ سے
میں سلگ رہا ہوں بجھا نہیں۔

اس کی ہاتھوں کی گرمی اس کے نازک ٹھنڈے ہاتھ میں منتقل ہوتی اس میں حرارت پیدا کر گئی تھی کہ پل میں اس کا ٹھنڈا وجود آگ کی مانند دہک اٹھا تھا

۔۔۔اور چہرہ بھاپ چھوڑنے لگا تھا۔۔۔ جبکہ دل وحشت زدہ سا ہوا تھا۔۔۔۔
وہ خود میں سمٹتی اس سے فاصلہ قائم کر گئی تھی۔۔۔ جبکہ شاہ اس کے ہاتھ کی نازک انگلیوں میں اپنی انگلیاں الجھا کر اندر کی جانب بڑھا۔۔۔
عمارت کے بڑے سے دروازے پر حویلی کے تمام مکین دائیں بائیں جمع تھے۔۔۔ حویلی میں ان کا پرتپاک استقبال کیا گیا تھا۔۔۔
دادی سائیں نے دونوں کی نظر اتار کر ان کے سر پر سے نوٹوں کی گڈیاں وار کر ملازمین میں تقسیم کی تھیں۔۔۔
اور پھولوں کی برسات میں وہ ایک دوسرے کی ہمراہ اندر بڑھے تھے۔۔۔۔
اس دوران سب خاموش رہے تھے کہ حور کسی سے کلام کرنا تو دور دیکھنا بھی گوارا نہیں کر رہی تھی البتہ وقفے وقفے سے آنسوؤں کی برسات جاری تھی ۔۔۔اس کو بپھرا دیکھ کر کسی نے بھی چھیڑنا مناسب نہیں سمجھا تھا کہ وہ جانتے تھے یہی اس کے لیے بہتر فیصلہ تھا ورنہ وہ خود کو مزید نقصان پہنچا سکتی تھی اور کوئی بھی اب اس کو یہ حماقت نہیں کرنے دینا چاہتا تھا۔۔۔

خاموشی میں چند ضروری رسموں کے بعد دادی سائیں نے اشارہ کیا تھا کہ (عظمیٰ ریحانہ فرحانہ نتاشہ) کچھ ہی دیر بعد وہ روتی ہوئی حور کو ار باز کے کمرے میں لی گئیں تھیں۔۔۔

بس بیٹا ایسے نہیں روتے نا"۔۔۔"

آصفہ اور عثمان بھائی کتنا پریشان ہو رہے ہیں آپکو ایسے روتا دیکھ کر"۔۔۔" عظمی نے اسے تسلی دی تھی۔۔۔۔

تائی جان مجھے اس کے کمرے میں نہیں جانا۔۔۔پلیز مجھے میرے کمرے" میں جانے دیں"۔۔۔

حور نہایت دکھ سے چور آواز میں بولی تھی کہ بے ساختہ عظمیٰ نے اسے خود میں بھینچا تھا۔۔۔۔

میری جان۔۔۔۔۔رخصتی ہو گئی ہے نا آپکی۔۔۔اب سے آپ شاہ کے" کمرے میں ہی رہیں گی۔۔۔۔اس کی بیوی ہیں آپ۔۔۔

سمجھ رہی ہیں نا اب آپ شاہ سے علیحدہ ہو کر نہیں رہ سکتی۔۔۔کیونکہ ہم نے آپ کو شاہ کے ساتھ رخصت کیا ہے"۔۔۔۔

عظمی شاہ نے ڈھکے چھپے انداز میں اسے نازک رشتے سے آگاہ کرنا چاہا۔۔۔۔

تو مت کریں نا رخصت۔۔۔کیوں کر رہے ہیں یہ ظلم۔۔۔مجھے نہیں رہنا" اس کے ساتھ"۔۔۔۔

وہ جھلا اٹھی تھی کہ کوئی بھی اس کی بات ماننا تو دور سننا بھی گوارا نہیں کر رہا تھا۔۔۔اور اس سب کے زمرے میں اسے شاہ سے مزید رغبت ہو رہی تھی

۔۔

بیٹیوں کو ایک نا ایک دن رخصت کرنا ہوتا ہے جان۔۔۔اور آپ شاہ کے" نکاح میں تھیں ہم نا بھی رخصتی دیتے تو وہ آپ پر ہر طرح کا حق رکھتا ہے ۔۔۔اور جو آپ نے کیا ہے اس کے بعد تو ہم بھی شاہ کو روک نہیں سکتے تھے

۔۔۔"

نتاشہ اسے سمجھاتے ہوئی بولی اور اس کے سر پر لب رکھ کر وہ اسے لیے شاہ کے کمرے تک آئیں۔۔۔۔

حور نے بہتی آنکھوں سے اپنے کمرے کی جانب جاتی راہداری کو دیکھا تھا

۔۔۔

اس کا دل کر رہا تھا وہ بھاگ کر اپنے کمرے میں بند ہو جائے پر اب ایسا ممکن نہیں تھا۔۔۔ نا ہی وہ سب بڑوں کو ناراض کر سکتی تھی اور نا ہی اپنے باپ کا جھکا سر دیکھ سکتی تھی تبھی خون کے آنسوں پیتی وہ آنکھیں بند کیے اس کے کمرے میں داخل ہو چکی تھی۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کمرے میں قدم رکھتے ہی گلاب کے پھولوں کی بھینی بھینی خوشبو ناک کے نتھنوں سے ٹکرائی تھی۔۔۔۔ اس کا دل گویا اچھل کر حلق میں آیا تھا۔۔۔ آج کتنے سالوں بعد وہ اس کے کمرے میں آئی تھی۔۔۔۔

آخری بار جب وہ اپنی مہندی کی رات اس کے کمرے میں آئی تھی تب اس کے وہم گمان میں بھی نا تھا کہ وہ کچھ عرصے بعد اس کی دلہن بن کر اس کے نام جملہِ حقوق لکھوا کر اس کی بیوی بن کر اس کمرے میں آئے گی۔۔۔۔۔ حور کا دل کر رہا تھا کہ وہ خود کو نوچ ڈالے یا پھر اس کمرے کو تباہ کر ڈالے

۔۔۔۔

اس نے آنکھیں کھول کر گھونگھٹ سے ہی سرسری سی نظر کمرے پر ڈالی تھی پر کمرے کی سجاوٹ دیکھ کر اس کو اپنا آپ خالی ہوتا محسوس ہوا تھا۔۔۔ وجود گویا ریزہ ریزہ ہو گیا تھا۔۔۔

وہ چاہ کر بھی اسے روک نہیں پائی تھی۔۔۔اور اس کی آمد پر اس کے کمرے میں اس کی دلہن بن کر کھڑی تھی۔۔۔۔

عظمی شاہ نے اسے احتیاط سے پھولوں کی سیج پر بیٹھایا تھا۔۔۔۔

بیٹا اب آپ شاہ کی بیوی ہیں۔۔۔اس کی ملکیت ہیں۔۔۔ہم۔سے زیادہ" حق شاہ کا ہے۔۔۔وہ آپکا شوہر ہے۔۔۔اور شوہر کے حقوق ادا کرنا بیوی پر

فرض ہے۔۔۔اسی طرح بیوی کے حقوق ادا کرنا بھی شوہر پر فرض ہیں۔۔۔ شاہ سے لڑائی جھگڑا نا راضگی جو بھی ہے اسے ختم کر لو۔۔۔یہ آپ۔کے درمیان گہرے اور پیچیدہ رشتے کی شروعات ہے۔۔۔سب کچھ بھول کر اپنے نئے رشتے کا آغاز کرو۔۔۔ہمیں امید ہے کہ ہماری بیٹی ہمیں شرمندہ نہیں کرے گی"۔۔۔

عظمی شاہ اسے اور بھی بہت کچھ بتا رہی تھی پر وہ تو کسی اور ہی سوچوں میں گم تھی۔۔۔۔

اس نے یہ خواب تو کسی اور کے لیے سجائے تھے یہ سب تو اسے کسی اور کے لیے بھی کہا گیا تھا۔۔۔جس دن کا ہر لڑکی کو لاشعوری طور پر انتظار ہوتا ہے اسے بھی تو تھا وہ تو کئی خواب بن چکی تھی۔۔۔مگر پھر کیا ہوا۔۔۔وہ سب خواب چکنا چور ہو گئے۔۔۔اس کی زندگی تباہ ہو گئی تھی۔۔۔اور وہ چاہ کر بھی شاہ کے لیے ایسے جذبات واحساسات نہیں رکھ سکتی تھی۔۔۔۔

وہ تو اس سے نفرت کرتی تھی۔۔۔شدید غصہ تھا تو کیسے وہ خود کو اس کے حوالے کر دیتی۔۔۔

وہ خاموش گم سم بیٹھی تھی۔۔۔۔جبھی ملازمہ کھانا لے کر آئی۔۔۔

مگر وہ صاف انکار کر چکی تھی۔۔۔

ان کے اصرار پر بھی وہ کچھ نا کھا سکی تھی وہ اسے پیار کرتی باہر چلیں گیئں۔۔۔۔۔

ان کے جاتے ہی حور نے گھونگھٹ کھینچ کر دور پھینکا تھا اور زیور نوچ کر فرش پر پھینکتی ہچکیاں بھرنے لگی تھیں۔۔۔۔

وہ جوڑے میں بندھے بال کھول کر چکی تھی جبکہ ٹشو پیپر سے رگڑ رگڑ کر چہرے سے میک اپ صاف کر چکی تھی۔۔۔

اچھا نہیں کیا آپ نے"۔۔۔۔"

کبھی معاف نہیں کروں گی میں آپکو"۔۔۔"

وہ اس کے مہنگے پرفیوم پوری شدت سے فرش پر پھینکتی اپنے دل کے پھپھولے پھوٹ رہی تھی۔۔۔۔

بہت برے ہیں آپ بہت برے ہیں"۔۔۔۔"

میں آپ کی کبھی نہیں بنوں گی"۔۔۔۔"

نفرت ہے مجھے آپ سے"۔۔۔"

کوئی بات نہیں مانتے میری"۔۔۔وہ روتی چیختی چلاتی کمرے کی ہر چیز تہس نہس کر چکی تھی۔۔۔۔

گرے اور بلیک کمبینیشن کا ماسٹر بیڈ روم شاہ کے ذوق کا عکاسی تھا۔۔جو اس وقت اپنی حالت پر ماتم کناں تھا۔۔۔

کشادہ نفاست سے سجا کمرا جو کسی وقت حور کو بہت پسند تھا آج اسے اس کمرے اور اس کی مالک سے بے پناہ نفرت ہو رہی تھی۔۔۔اس کا پسندیدہ روم اس وقت اسی کے ہاتھوں بکھرا پڑا تھا۔۔۔۔فرش پر بچھی پھولوں کی چادر پر بیڈ کی چادر تکیے اور ڈریسنگ ٹیبل پر پڑی تمام چیزیں زمین بوس تھیں

۔۔۔ان بکھری چیزوں کی طرح وہ بھی ٹوٹی بکھری نڈھال اور غم سے چور بیڈ کی دائیں جانب فرش پر بیٹھی بیڈ سے پشت ٹکائے گھٹنوں پر بازو رکھ کر ان پر سر ٹکائے بے تحاشہ رو رہی تھی۔۔۔کچھ عرصہ پہلے ہوئے اس کے ارمانوں کا خون آج کمرے کی سجاوٹ دیکھ کر تازہ ہو چکا تھا اور وہ افراط سے آنسوں بہاتی لرز رہی تھی۔۔۔

حور کے جانے کے بعد مرد حضرات مردان چلے گئے تھے۔۔۔جبکہ عورتیں ساری سیٹنگ ایریا میں براجمان شاہ اور حور کے متعلق باتیں کر رہی تھیں

شہاب شاہ اور اس کی ماں تو ارباز کے آنے سے پہلے ہی اپنے گھر چلے گئے تھے البتہ ہاشم شاہ اپنے بیٹے کے ساتھ ہی رہا تھا۔۔۔

ارباز شاہ اور یارم اس سے خوش اخلاقی سے ملے تھے۔۔۔

کچھ ہی دیر بعد وہ مہمانوں سے مل کر واپس آئے تھے اور خاموش ماحول میں کھانا کھایا تھا کچھ ارباز کی شخصیت کا اثر تھا کہ اس کی موجودگی میں لڑکوں کی زبان پر تالے لگ جایا کرتے تھے۔۔۔ سبطین شاہ بھی کچھ دیر پہلے ہی پہنچا تھا اور اسے بھی حور کی رخصتی کے بارے پتا لگا تھا نتیجتاً وہ بھی اس فیصلے سے نہایت خوش تھا۔۔۔

کھانے کے بعد شاہ سب سے ایکسکیوز کرتا اپنے خاص ملازم کے ساتھ ڈیرے پر جانے کے لیے روانہ ہوا۔۔۔

دادی سائیں نے اسے روکنا چاہا مگر وہ جلد لوٹ آنے کا کہہ کر چلا گیا تھا۔۔۔ سب کی نظروں نے دور تک اس خوبرو جوان کا پیچھا کیا تھا۔۔۔۔

گاؤں والوں سے ملاقات کرتے وقت کا پتہ ہی نا چلا تھا کہ رات ایک بجے حویلی میں واپسی ہوئی تھی۔۔۔

وہ سنجیدہ سا مگر تھکا تھکا کوٹ اتار کر دائیں شانے پر ڈالے شرٹ کے اپری دو بٹن کھول کر آستین کہنیوں تک فولڈ کیے ایک سرسری نگاہ خالی سیٹنگ ایریا پر ڈالے مضبوط قدم اُٹھاتا زینے چڑھتا اپنے کمرے کی جانب بڑھا۔۔۔یکدم سے ایک خوشگوار احساس سے آنکھوں میں چمک ابھری تھی۔۔۔جبکہ لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ چھپ دکھلا کر غائب ہوئی تھی۔۔۔۔

وہ جانتا تھا کہ اس وقت وہ زخمی شیرنی اس کے کمرے کو نہایت اچھی طرح اپنی موجودگی کا احساس دلا چکی ہو گی۔۔۔۔

کمرے کی حالت یوں تھی جیسے طوفان آکر گزر گیا ہو۔۔۔۔

بیڈ کی چادر زمین پر بکھرے پھولوں میں گندھی ہوئی تھی جبکہ پلو غلاف کے بغیر اپنی حالت پر افسوس کناں تھے وہیں کشن پھٹنے کے باعث روئی کے گالے جابجا بکھرے سنو فال کا منظر پیش کر رہے تھے۔۔۔۔

برانڈڈ پرفیوم دبیز قالین ہونے کے باعث ٹوٹنے سے بچ گئے تھیں البتہ ان لڈ کہیں غائب تھے۔۔۔ڈریسنگ ٹیبل اس وقت تمام قسم کے بوجھ سے آزاد مرر کے ہمراہ بے رونق سا لگ رہا تھا۔۔۔سائیڈ ٹیبل پر پڑے مہنگے لیمپ فرش کی زینت بنے تھے۔۔۔وہیں شوپیس بھی اپنی ناقدری پر روتے فرش پر بچھے تھے۔۔۔دبیز پردے بھی سلامت نہیں رہے تھے کہ وہ بھی آڑے ترچھے لٹک کر اپنی بے بسی کا نمونہ پیش کر رہے تھے۔۔۔۔نیز ہر چیز فرش پر براجمان تھی۔۔۔حور نے اپنا غصہ اور غم غلط کرنے کی کوشش کی تھی۔۔۔پورا کمرا تباہ کرنے بعد بھی اس کا غصہ کم نہیں ہوا تھا الٹا مزید بڑھ گیا تھا تو وہ بے بسی کے عالم میں گھری فرش پر بیٹھ کر رونے میں مصروف ہو چکی تھی ۔۔۔کچھ شاہ کی قربت کا ڈر تھا اور کچھ اس کے آنے پر غصہ تھا کہ وہ ڈر اور غصے کی ملی جلی کیفیت میں مبتلا تھی۔۔۔۔۔

اس نے کمرے میں قدم رکھ دروازہ لاکڈ کیا اور پیاسی نگاہیں اپنی رگ جاں کو دیکھنے کے دوڑائیں۔۔۔۔

اور جب شاہ کی نگاہیں بیڈ کی بائیں سمت اٹھیں تو ان چیزوں کے ساتھ وہ بھی زمین پر براجمان گھٹنوں پر سر رکھے بیٹھی نظر آئی تھی۔۔۔اس کے گھنے سلکی بال پشت پر بکھرے لہرا کر اسکے پہلو سے ہوتے زمین پر بکھرے پھولوں کو چھو رہے تھے۔۔۔ جبکہ وہ بغیر حس و حرکت سرخ لہنگے میں بیڈ سے ٹیک لگائے ہوئے تھی۔۔۔ شاہ کو اندازا لگانا مشکل ہوا تھا کہ وہ نیند میں تھی یا پھر جاگ رہی تھی۔۔۔ مگر اس کا بازو ہلکا سا ڈھلکا دیکھ اسے یقین ہو گیا تھا کہ وہ روتی روتی سو گئی تھی۔۔۔

اس کو اس حالت میں بے آرام سوتا دیکھ کر شاہ کا دل جیسے مٹھی میں بھرا تھا ۔۔۔وہ سرعت سے کوٹ صوفے پر پھینکتا اس کی جانب بڑھا تھا۔۔۔۔ شاہ اس کے برابر ایک گھٹنا فرش پر ٹیکے دوسرا فولڈ کر کے اس کے قریب براجمان ہوا تھا۔۔۔

حور"۔۔۔۔۔۔"

اس کے بالوں پر نرمی سے ہاتھ سہلاتے اس نے وجود و روح پر پر قابض ہونے والی فسوں اثرات مرتب کر دینے والی گمبھیر سرگوشی میں اپنی عزیز ہستی کو پکارا تھا۔۔۔

اس کے لبوں سے حور کے نام پر گویا پھول جھڑتے تھے۔۔۔۔

کہ اس کی میٹھی پکار بے پناہ چاہت اور محبت سے ہم کنار اس کی دیوانگی کی عکاسی تھی۔۔۔

وہ جو کچھ دیر پہلے ہی روتی روتی سوئی تھی کہ کچی نیند میں اپنے قریب بھاری سرگوشی سن کر اور اپنے بالوں میں رینگتی انگلیوں کا لمس محسوس کر کے اس کی نیند بھک سے اڑی تھی۔۔۔ کہ دماغ میں فوراً ہی اس کا خیال آیا تھا۔۔۔

اس نے جھٹ سے سر اٹھا کر سرخ نیند کی خمار میں ڈوبی آنکھوں سے اپنے برابر بیٹھے شخص کو دیکھا تھا۔۔۔

شہد رنگ آنکھیں سیاہ چمکدار آنکھوں سے ٹکرائی تھیں۔۔۔۔ نظروں کے اس زوردار تصادم پر مقابل کی گہری سیاہ آنکھوں میں جزبات کا ٹھاٹھے مارتا سمندر دیکھ کر حور نے گہرا گھونٹ بھرا تھا۔۔۔۔ شہد رنگ بڑی بڑی آنکھوں میں پہلے حیرت پھر خوف اور پھر یکدم سے غصہ چھلک پڑا تھا۔۔۔

جبکہ شاہ تو اس کی آنکھوں کی گہرائی میں ڈوب کر منجمند سا ہو گیا تھا۔۔۔۔ اس کا دل اس خوبصورت نظارے کو دیکھ کر سست ہوا تھا اور پھر پوری رفتار سے دھک دھک کرتا پسلیوں سے سر پٹخنے لگا تھا۔۔۔۔

بڑی بڑی شہد رنگ آنکھیں مڑی ہوئی گھنی مژگان کی جھالر سے مزین ان میں کچی نیند سے جاگنے کے باعث سرخ ڈورے اس کے حسن میں چار چاند لگا رہے تھے۔۔۔

دودھیا برف کی مانند سفید رنگت میں شدید رونے کے باعث سرخیاں گھلی تھیں جبکہ چھوٹی سی کھڑی مغرور ناک غصے کے باعث سرخ ہو چکی تھی۔۔۔ بھرے بھرے رخسار اس کی خوبصورتی میں اضافہ کر رہے تھے اور شنگرفی لب سختی سے آپس میں پیوست، مٹے مٹے سے میک اپ میں وہ بڑی بڑی گہری شہد رنگ آنکھوں میں غصہ و نفرت اور بے بسی لیے اسے گھورتی بے پناہ پیاری لگ رہی تھی۔۔۔ شاہ نے اتنا حسن آج تک کہیں نہیں دیکھا تھا جتنی حسین اس کے کمرے میں بیٹھی اس اس کی بیوی تھی۔۔۔ جو اسے تسخیر کر گئی تھی۔۔۔ اس کے مقابل میں بہت سی پر کشش لڑکیاں آتی تب بھی وہ حور سے زیادہ خوبصورت نہیں ہو سکتی تھیں۔۔۔ حور اپنے نام۔ کی طرح حور تھی جسے اللہ نے وافر حسن سے نوازا تھا۔۔۔ بقول شاعر

کوئی اتنا پیارا کیسے ہو سکتا ہے
پھر سارے کا سارا کیسے ہو سکتا ہے

شاہ کے جزبات انگڑائی لے کر بیدار ہو چکے تھے۔۔۔دل میں اسے خود میں بھینچنے کی تمنا جاگ اٹھی تھی۔۔۔۔وہ یک ٹک اس حسن کی مورت کو دیکھے گیا تھا۔۔۔۔جس کو ساری زندگی بھی دیکھتا رہے پھر بھی آنکھیں سیراب نا ہوں۔۔۔۔۔

جبکہ شاہ کی محویت دیکھ کر حور نے نفرت سے نگاہوں کا زاویہ بدلہ تھا۔۔۔۔ یہ بھی سچ تھا کہ وہ اس کی گہری راز کی امین آنکھوں میں براہِ راست نہیں دیکھ سکتی تھی۔۔۔کہ شاہ کی سیاہ دلکش آنکھوں میں وہ اپنا آپ ڈوبتا محسوس کرتی تھی۔۔۔اپر سے اس کا والہانہ دیکھنا اسے پزل کر دیتا تھا۔۔۔۔

جبکہ اس خود فراموشی میں وہ یہ محسوس ہی نا کر پائی تھی کہ شاہ کا ہاتھ ہنوز اس کے بال سہلا رہا تھا۔۔۔۔۔

یہاں کیوں بیٹھیں ہیں"۔۔۔۔اس کی خوبصورت مدھم آواز گونجی تھی"

۔۔۔

کہ جبھی وہ سکتے سے باہر آتی اس کے ہاتھ کو اپنے بالوں میں سرکتا محسوس کر کے اس کے ہاتھ کو جھٹک کر سرعت سے اٹھ کر دور جا کھڑی تھی۔۔۔

اپنی بدقسمتی کا ماتم کر رہی تھی"۔۔۔۔وہ زخمی شیرنی کی مانند غرائی تھی"

۔۔۔۔۔

جسے آپ بدقسمتی سمجھ رہی ہیں دراصل وہ خوش قسمتی ہے آپکی"۔۔۔۔"

شاہ نے اپنی جگہ سے اٹھ کر پرسکون ٹھہرے ہوئے لہجہ میں جواب دیا۔۔۔اور اس کی جانب قدم بڑھائے جو بلڈ ریڈ لہنگے میں دوپٹے سے بے نیاز گل بدن سراپا حور قیامت بنی بکھری بکھری سی مقابل کے اندر آگ بھڑکا گئی تھی۔۔۔۔

خبردار میرے پاس آئے تو میں جان لے لوں گی آپکی"۔اس کو اپنی طرف" قدم اٹھاتے دیکھ وہ سر بفلک ہوئی تھی۔۔۔۔

جان تو لے چکیں ہیں آپ۔۔۔۔اب صرف ازیت دیں گی مجھے اور خود""" ۔۔۔۔شاہ نے متفکر لہجے میں کہا تھا کہ اس کا تن من سلگ اٹھا تھا۔۔۔۔ وہ اسے غصّہ کرتے دیکھنا چاہتی تھی۔۔۔اس کے دل پر کاری وار کر کے اسے سلگانا تڑپانا چاہتی تھی۔۔۔مگر مقابل کے اطمینان میں رتی برابر بھی فرق نہیں پڑا تھا کہ وہ دونوں ہی جانتے تھے شاہ کا غصہ حور کی برداشت سے باہر تھا لیکن وہ پھر بھی ضد پر اڑی ہوئی تھی۔۔۔حلانکہ سالوں پہلے اس کا خطرناک غصہ دیکھ کر وہ اس سے وحشت زدہ سی تین دن تک سامنے آنا تو دور کمرے سے باہر بھی نہیں نکلی تھی اور آج تو وہ اس کی دسترس میں اس کے کمرے میں شریک دار تھی تو کیسے برداشت کر پاتی۔۔۔اور نا وہ کوئی بچہ تھا کہ اس کے بھڑکانے پر آپے سے باہر ہو جاتا۔۔۔وہ بتیس سالہ بھرپور کڑیل جوان

مرد ہر طرح کے جذبات واحساسات پر کنٹرول رکھنے والا معاملہ کو مفاہمت سے نمٹانے والا تھا۔۔۔اور یہاں بات تو پھر اس کی جان کی تھی۔۔۔جسے وہ آنکھوں میں بسائے دل میں چھپائے ہوئے تھا۔۔۔۔پورپور اس کی محبت شخص دیوانگی کی انتہاؤں کو پہنچا ہوا تھا اگر حور اس کے دل میں اپنے میں ڈوبا لیے مقام و مرتبہ اور دیوانگی سے واقف ہو جاتی تو خود کو دنیا کو خوش قسمت سمجھتی جس کی پیچھے ایک دنیا دیوانی تھی وہ اس کی محبت میں جو گی تھا۔۔۔۔

خود کو دوں گی، بار بار دوں گی ازیت۔۔۔۔یہاں تک کے خود کشی سے بھی" دریغ نہیں گروں گی۔۔۔۔آپ کا مجھ سے کوئی واسطہ نہیں سمجھے آپ"

۔۔۔۔

وہ بھونچکا ہو کر تڑخ اٹھی تھی۔۔۔۔کہ شدید غصے میں وہ اپنی حالت پر بھی غور نا کر پائی تھی کہ خود سے بے پرواوہ قیامت خیز سراپے کی مالک شاہ کا

سخت امتحان لے رہی تھی۔۔۔۔اگر ایک بار خود پر غور کرتی تو ممکن تھا کہ وہ اس کی نظروں کا ارتکاب سمجھ کر بے ہوش ہو چکی تھی۔۔۔۔

"کمی تو کوئی نہیں چھوڑی۔۔۔وہ تو میری قسمت اچھی ہے یا آپ کے نصیب ۔۔مجھے گلہ صرف آپکا خود کو نقصان پہنچانے سے ہے۔"۔۔۔۔

"مجھے جیسے مرضی تکلیف دیں مگر آج کے بعد اگر خود کو زرا سی بھی زک پہنچائی تو ارباز عالم شاہ کا بھیانک روپ دیکھیں گی۔۔۔۔وہ وحشتیں سہیں گی جن سے آپ انجان ہیں۔۔۔مجھے انتہاؤں تک پہنچنے پر مجبور مت کریں ورنہ اس رشتے کے ساتھ یہاں سب راکھ ہو جائے گا۔۔۔۔میں سب کچھ برباد کر دوں گا۔۔۔ایسی تباہی مچے گی جس کی بھرپائی ناممکن ہو گی۔۔۔۔ میں آپ پر خراش تک برداشت نہیں کر سکتا۔۔۔آپ کا خود کو نقصان پہنچانا مجھے وحشی بننے پر مجبور کر دے گا۔۔۔کہ اب آپ کا اٹھایا ایسا کوئی بھی قدم قیامت لانے کے مترادف ہو گا"۔۔۔۔

باقی رہی بات واسطے کی تو آپکے تمام واسطے مجھ سے وابستہ ہیں۔۔۔۔۔یہ "
بات جتنی جلدی ذہن نشین کریں گی اتنا ہی اچھا ہو گا"۔۔۔۔

وہ اس کی خودکشی والی بات پر بمشکل خود پر ضبط کیے تنبیہ سخت برفیلے لہجے میں گویا ہوا تھا۔۔۔۔

وہ بااثر شخصیت کا حامل خوبصورت مرد جس کے حکم کے طابع ایک دنیا تھی وہ پچیس سالہ لڑکی کے حکم کے طابع اس سے دو قدم کے فاصلے پر کھڑا تھا۔۔۔

آپ کون ہوتے ہیں مجھ پر حکم چلانے والے، میری مرضی میں جو مرضی "
کروں۔۔۔آپ مجھے میرے کسی بھی عمل سے روک نہیں سکتے "۔۔۔۔

اس کا حق جتانا اور اسے وارن کرنا اسے ایک آنکھ نا بھایا تھا کہ جبھی نیچی آواز میں چلائی۔۔۔۔

حقیقتاً اُس کی باتیں اس کا دل بے کل و بے قرار کر گئی تھیں مگر وہ شاہ کو سلگانا تڑپانا چاہتی تھی اس آگ میں جلانا چاہتی تھی جس میں اس وقت وہ خود جل رہی تھی۔۔۔۔

میں آپکا سب کچھ ہوں اور آپ میری ملکیت ہیں۔۔۔۔۔مرضی کریں" ضرور کریں مگر مرضی صرف مجھ تک محدود ہو"۔۔۔۔۔وہ دھیمے انداز میں اسے باور کرواتا اپنا رشتہ بڑے خوبصورت انداز میں جتا گیا تھا۔۔۔

اسے خوشی ہوئی تھی اس کی مکالمہ بازی پر۔۔۔کیونکہ غصے میں ہی سہی چند سالوں بعد وہ اس سے کلام کر رہی تھی۔۔۔۔

نفرت کرتی ہوں میں آپ سے"۔۔۔۔"

اس کا استحقاق بھرا انداز اور اپنی ذات تک محدود کرنا حور کو سخت ناگوار گزرا تھا۔۔۔کہ جبھی آنسوں بہاتی چیخ اٹھی تھی۔۔۔اس کا یہ انداز، حق جتانا اس کی نازک جان پر بھاری ثابت ہو رہا تھا تو اس کی انتہائی قربت میں اس کی کیا

حالت ہوتی۔۔۔یہی سوچ کر اس کی آنکھوں سے آنسوں بہہ نکلے تھے

۔۔۔۔

اور مجھے شدید محبت ہے آپ سے "۔۔۔۔وہ اس کے لرزتے لبوں کو دیکھ "
کر سرگوشی میں اعتراف محبت کیا تھا۔۔۔۔

تو میں کیا کروں "۔۔۔غصے سے اس کا دماغ سنسنا اٹھا تھا۔۔۔۔"

جو کہوں گا وہ کریں گی آپ "؟۔۔۔۔اس کے جھلا کر کہنے پر شاہ نے اس "
کے سراپے کو نظروں میں بسائے معنی خیزی سے کہہ کر اس کی آنکھیں تحیر
سے پھیلیں دیکھ کر نچلا لب دانتوں تلے دبا کر مسکراہٹ روکی۔۔۔۔

آپ چلیں جائیں یہاں سے "۔۔۔وہ اس یکدم سے چکراتے سر کو تھامتی "
بمشکل بولی۔۔۔ صبح سے مسلسل ذہنی ازیت کے باعث اور پھر کچھ نا کھانے
کی وجہ سے وہ سخت کمزوری محسوس کر رہی تھی۔۔۔۔اس نے ہاسیٹل میں

صرف ایک گلاس جوس ہی پیا تھا فلحال ڈاکٹر۔۔ے اسے کھانا کھانے سے منع کیا تھا۔۔۔

آپ کو سلا کر جاؤں گا ورنہ آپ"۔۔۔اس کو سر تھامے دیکھ وہ بجلی کی" تیزی سے اس کی جانب بڑھا تھا پر اس سے پہلے وہ ہوش گنوا کر فرش پر گرتی شاہ کے مضبوط بازوں کا سہارا پاتے ہی وہ ہوش و خرد سے بیگانہ اس کی باہوں میں جھول گئی۔۔۔۔

شاہ کے چہرے پر تشویش اور سراسیمگی سی پھیل گئی تھی۔۔۔۔وہ اس کے نازک مومی وجود کو باہوں میں بھرے بیڈ کی سمت بڑھا اور اسے بیڈ پر لٹا کر سینے تک اس پر کمبل اوڑھا تھا۔۔۔۔

اس کو انتہائی قریب اپنے کمرے میں اپنی دسترس میں دیکھ کر سرکش جزبوں میں طلاطم برپا ہوا تھا۔۔۔اس کا نازک وجود کا لمس اس کی رگوں میں

دوڑتے خون میں لاوا سا بھر گیا تھا۔۔۔دل ہمک ہمک کر اسے باہوں میں بھرنے کی اپیل کرنے لگا تھا۔۔۔

اس سے پہلے کہ ضبط کی طنابیں ٹوٹتی وہ پلٹ کر ڈریسنگ ٹیبل تک آیا۔۔۔

پینٹ کی پاکٹ سے فون نکال کر ٹیبل پر رکھتا کلائی سے گھڑی اور کف لنکس نکال کر پاؤں بوٹ کی قید سے آزاد کر کے دیوار گیر الماری سے شب خوابی کا لباس لے کر واشروم بند ہو گیا۔۔۔

کچھ دیر بعد وہ شاور لے کر اپنے اندر بھڑکتی آگ کو ٹھنڈا کر کے بلیک شلوار قمیض میں ملبوس ہاتھوں سے بالوں میں کنگھی کرتا باہر آیا تھا۔۔۔

اور اپنا فون اٹھا کر ایک نظر اسے دیکھتا کمرے سے ملحقہ سٹڈی میں بڑھ گیا

۔۔۔

کہ وہ اپنے جزبات سے گھبرا گیا تھا جو اس کے قرب پاتے ہی بھڑک اٹھتے تھے اگر مزید کچھ وقت رکتا تو اس کا خود پر اختیار ختم ہو جاتا جبکہ اس وقت حور کو آرام کی ضرورت تھی جبھی وہ اس سے فاصلہ بناتا سٹڈی میں چلا گیا تھا۔۔۔

ماضی۔۔۔۔۔۔۔

سربراہی کرسی پر براجمان وہ آنکھیں موندے کسی کے خیالوں میں محویت سے کھویا ہوا تھا۔۔۔

آج کل فرصت کے چند لمحات میں جناب آنکھیں موندے ہی نظر آتے " ہیں جو کہ تھکن کے باعث تو ہرگز نہیں ہے "۔۔۔

اثنان کے خالص وثوق سے کہنے پر مقابل کے خوبصورت لبوں پر دلفریب دھڑکنیں منتشر کر دینے والی مسکراہٹ مچلی تھی۔۔۔۔

وہ کتنے دنوں سے اسے دیکھ رہا تھا کہ فارغ اوقات میں وہ اپنے اسی مشغلے میں مشغول نظر آتا تھا۔۔۔

مسکراہٹ سے ظاہر ہو رہا ہے بات محبت سے آگے پہنچ چکی ہے "۔۔۔"

اثنان نے صدمے میں گھیرے چبا چبا کر تھا۔۔۔کہ اس کے یار کو محبت ہوئی تھی اور وہ لاعلم تھا۔۔۔۔

بات عشق کی حدود سے آگے نکل چکی ہے"۔۔۔اس نے گھمبیر آواز میں" ہنوز آنکھیں موندے کہا تھا۔۔۔

اور تم مجھے اب بتا رہے ہو"۔۔۔۔وہ تو گویا شاہ کے اقرار کرنے پر بھڑک" اٹھا تھا۔۔۔۔

اس کے یکدم سے چیخنے پر شاہ نے آنکھیں کھول کر ناگوار نظروں سے گھورا ۔۔۔۔

کیا ہے ہاں گھور کیوں رہے ہو۔۔۔۔ تمہیں محبت ہوئی ہے اور تم نے مجھے" بتایا نہیں۔۔۔ مجھ سے چھپایا"۔۔۔۔

اثنان نے عورتوں کی طرح ہاتھ جھلا جھلا کر غصے میں بھرے کہا۔۔۔۔۔

آواز نیچی رکھو تم میری بیوی نہیں ہو جسے میں اپنے ہر عمل کا جوابدہ ہوں"""

۔۔۔۔

اربازنے سخت انداز میں کہا۔۔۔

دوست توہوں ناسالے۔۔۔۔۔بتایا کیوں نہیں۔۔۔کون ہے وہ کدھر "
ہے وہ۔۔کب ہوئی محبت۔۔۔۔اور کیسے تم کسی اور سے محبت کر سکتے
ہو"۔۔۔۔

اثنان نے دھڑکتے دل۔سے بے شمار سوالات داغے۔۔۔۔

حورعین شاہ"۔۔۔۔۔"

شاہ نے اس کے سارے سوالات کا جواب فقط ایک ہی نام میں دیا تھا۔۔۔۔

حورعین شاہ"۔۔۔وہ بڑبڑایا تھا۔۔۔۔۔"

حورعین بھابھی"۔۔۔۔۔یکدم سے اس کا چہرہ چمک اٹھا تھا۔۔۔پل میں "
اثنان کا سارا غصہ جھاگ کی مانند بیٹھ گیا اور وہ خود بھی پر سکون سا کرسی پر
براجمان ہوا تھا۔۔۔۔جس ہستی کو پہلی ہی نظر میں اپنے دوست کے لیے
پسند کر چکا تھا اسے شاہ کی محبت بننے پر اس کے دل میں آیا غصہ ختم ہو گیا تھا
۔۔۔۔

پھر ٹھیک ہے۔۔۔۔پر خبردار اگر میری گڑیا کو کوئی تکلیف دی تو"۔۔۔۔"

اثنان نے سہولت سے کہتے اسے خبردار کیا کہ شاہ نے ائبرو اچکائی۔۔۔

اگر اپنی جان پیاری ہے تو دو سیکنڈ کے اندر اندر نکلو ادھر سے"۔۔۔۔۔شاہ"

نے سنجیدگی سے کہا۔۔۔۔

اور نا جاؤں تو"۔۔۔۔اثنان بھی اسے کے انداز میں ہٹ دھرمی کے ریکارڈ"

توڑتا بولا۔۔۔

تو طوبی شاہ کو بھول جاؤ کہ میں اسکی شادی تم سے کروں گا"۔۔۔۔"

شاہ نے اس کے دل پر گویا گھونسہ دراتھا۔۔۔

اہم آہہم۔۔۔۔۔۔یہ یہ تم کیا کہہ رہے ہو"۔۔۔۔کیا تم میری جاسوسی"

کرتے ہو"۔۔۔اثنان گھگیا سا گیا تھا۔۔۔۔

"My job is to spy and locate. And you will surely like to fly away from my hands".

شاہ نے اسے دیکھتے برفیلے لہجے میں کہا۔۔۔۔

"Why not say directly that you need solitude to get lost in the thoughts of my sister-in-law"

اثنان نے شرارتی پن سے دانت نکوسے کہا۔۔۔۔

کیا تم یہاں سے دفع ہونا پسند کروگے یا پھر طوبی شاہ سے دستبردار ہونا""

۔۔۔۔

وہ وارننگ کیسے ازلی انداز میں بولا۔۔۔۔

شاہ صاحب کرم نوازی کا خواہاں ہے فدوی، جانا ہی پسند کرے گا پر طوبی" شاہ سے دستبرداری موت کی صورت ممکن ہو گی۔۔۔اور ابھی میں مرنا نہیں چاہتا کیونکہ میں آپکو ماموبنانے کا ارادہ رکھتا ہوں"۔۔۔

اثنان نے کہہ کر گلاس ڈور کی جانب دوڑ لگائی۔۔اور اتنی ہی تیزی سے شاہ نے گن ہولسٹر سے نکال کر فائر کیا تھا کہ گولی شووو کی آواز سے اس کے سر کے اوپر سے گزرتی دیوار میں پیوست ہوئی تھی اور اتنی ہی پھرتی سے اثنان کوئی تیز طرار مزائل بنا دروازہ کھول کر باہر کی جانب لپکا تھا۔۔۔

۔۔۔

ہاں کیوں مطلب کیوں نا بولے "۔۔۔۔؟"

ان سب کے ہاتھ گویا کوئی موٹی رسی کا مضبوط سرا آیا تھا کہ اس کے زریعے وہ سبطین شاہ کے گویا پہاڑ جیسے دل پر چڑھ کر وہاں سجے نام کو دیکھنے کو بے تاب ہوئے تھے۔۔۔۔

ار باز عالم شاہ کے بعد دوسرا نمر میرا ہے مطلب دوسرے نمبر پر میں بڑا" ہوں تو تم لوگ زرا لب بستہ ہو کر بیٹھو"۔۔۔۔۔

سب کے سامنے روباب کو ٹوکنے پر وہ ان پلٹون کو گویا گہرا اشارہ دے گیا تھا اور اب جلد بازی کو رعب کی آڑ میں لینا چاہا۔۔۔۔

جبکہ یارم کی خونخوار نظریں تونینا پر ٹکیں تھیں جو آبان کے کان میں کھسر پھسر کرتی اسے بری طرح جلا گئی تھی۔۔۔وہیں عباس فون پر مصروف تھا اور باقی سب سبطین کی منت ترلے کر رہے تھے کہ وہ انہیں شاہ سے پرمیشن لے کر دے۔۔۔۔

پر سبطین نے صاف ہری جھنڈی دیکھادی تھی۔۔۔۔

وہ سب کچھ دیر پہلے سب بڑوں کو گھیر کر بھی اپنا مدعا بیان کر چکے تھے پر دادا سائیں ان کو شاہ سے اجازت لے لو کہہ کر مردان خانے بڑھ گئے تھے اور عورتیں ساری اپنے اپنے کاموں میں لگ گئی۔۔۔

اب پچھلے دو گھنٹوں سے وہ حال کو سر پر اٹھائے بیٹھے اپنے سبی لالے کی منتیں کر رہے تھے۔۔۔جو سکیورٹی کی پیش نظر ان بلاؤں کی ہر گز ماننے پر تیار نہیں تھا۔۔۔۔

دادی سائیں خاموشی سے بیٹھیں ان کی کاروائی دیکھ رہی تھی۔۔۔

اسی وقت حور نزاکت سے چلتی ان کے پاس براجمان ہوئ تھی۔۔۔

میں نے تو پہلے ہی کہا تھا نہیں ملے گی اجازت"۔۔۔۔حور نے لبوں پر شریر" مسکراہٹ سجائے ان کو گویا تپتے تندور میں ڈالا تھا۔۔۔۔

اس کی شریر مسکراہٹ دیکھ کر نینا کے لبوں پر دبی دبی مسکراہٹ آئی کہ وہ اسے ہی بلی کا بکرا بنا کر اب ارباز شاہ کے سامنے پیش کرنے والی تھی جس سے حور یکسر انجان تھی۔۔۔۔۔

حور بے بی۔۔۔۔۔بات سنو زرا"۔۔۔۔'

جی آپی"۔۔۔حور کے ساتھ ساتھ سب نے نینا کے چمکتے چہرے کو دیکھا"

۔۔۔۔

کل تمہیں لالے ہی پک کر کر آئے تھے نایونی سے"۔۔۔۔"

جی"۔۔۔۔حور نے سر ہلایا۔۔۔"

اور تمہاری غلطی پر ڈانٹا بھی نہیں"۔۔۔۔نینا اور سوال داغا۔۔۔۔"

ہاں"۔۔۔حور نے پر سے سر ہلایا۔۔۔"

اور پر سوں تم نے لالے کی ایکٹنگ بھی کی تھی"۔۔۔"

ہاں تو"۔۔۔۔۔"

تو لالے نے کچھ نہیں کہا نا"۔۔۔نینا نے کہا۔۔۔"

ہاں پھر"۔۔۔آپ چاہتی ہیں وہ میری گچی مروڑ دیں"۔۔۔۔حور الجھ کر" بولی۔۔۔۔

نہیں بے بی میں چاہتی ہوں کہ اب تم لالے سے ہم سب کے لیے پرمیشن" لو کو وہ ہمیں ٹرپ پر جانے دیں"۔۔۔۔نینا نے آنکھیں مٹکا کر کہا۔۔۔۔۔

کیا کیا۔۔۔۔میں کیوں"۔۔۔۔۔حور چیخ اٹھی تھی۔۔۔۔"

وہ اس لیے بے بی کہ اگر تم نے پرمیشن نہیں لی تو میں لالے کو بتا دوں گی کہ" کل تم"۔۔۔۔۔نینا نے بات اُدھوری چھوڑی۔۔۔

ننن نہیں آپی میں لوں گی پرمیشن"۔۔۔۔حور یکدم سے اچھلی تھی۔۔۔" کوئی ہمیں بھی بتائے کہ حور کو کس بات پر بلیک میل کیا جا رہا ہے"

"۔۔۔۔۔طوبیٰ نے ٹکڑا لگایا۔۔۔

وہ ہماری آپس کی بات ہے تم ذرا خاموشی اختیار کرو بلکہ ایسا کرو کہ پیکنگ" شروع کر دو"۔۔۔۔

ہے ناحور"۔۔۔نینا نے ساتھ ہی حور کی تعید چاہی۔۔۔"

جی"۔۔۔حور نے برا سا منہ بنایا اور غصے سے تیمور کو گھورا جو بالوں میں'

ہاتھ پھیر کر کندھے اچکا گیا۔۔۔

حور کل یونی کے بعد تیمور کے ساتھ آئسکریم کھانے چلی گئی تھی۔۔۔اور)

ان کو آج لائبریری میں کچھ کام کا کہا تھا۔۔۔کہ وہ انتظار کریں۔۔۔

راستے میں ان کی گاڑی خراب ہو گئی تھی تو ان کو واپس یونی آنے میں کافی

وقت لگا گیا تھا۔۔۔

تیمور اسے چھوڑ کر اپنے دوستوں کی جانب بڑھ گیا تھا اسے لگا تھا کہ نینا لوگ

اس کے انتظار میں ہو گی۔۔۔اور حور کو بھی یہی گمان تھا۔۔۔

نینا اور طوبی مروہ نے پوری یونی دیکھ لی پر وہ کہیں نہیں ملی تھیں۔۔۔اس

لیے پریشانی کے عالم میں وہ سب واپس آ گئی اور جب شاہ کو اس بارے

علم۔ہوا تو وہ آندھی طوفان بنا وہاں پہنچا تھا جہاں وہ پریشان سی یونی میں کھڑی تھی۔۔۔۔

شاہ کے خطرناک حد تک سنجیدہ چہرے کو دیکھ کر حور دہشت زدہ سی ہوئی تھی۔۔۔

وہ اس کی جانب بڑھا اور بنا کچھ کہے کلائی سے پکڑ کر فرنٹ سیٹ پر بیٹھایا ۔۔۔۔حویلی سے یونی کا سفر تقریباً آدھ پونے گھنٹے کا تھا اور اس دوران وہ حور کے متعلق ساری بات جان گیا تھا کہ وہ تیمور کے ساتھ کہاں کس وقت گئی تھی اور واپس کب آئی تھی۔۔۔یہ سب سن کر شاہ کا پارہ آسمان کو چھونے لگا تھا۔۔۔۔

وہ لب بھینچے جہاز کی سپیڈ سے گاڑی ڈرائیو کرتا حویلی پہنچا تھا۔۔۔اس نے حور سے کچھ بھی نہیں پوچھا کہ وہ پہلے ہی خوف سے زرد پڑ چکی تھی کجا کہ اس کے پوچھنے پر حواس کھو بیٹھتی۔۔۔۔شاہ کو رہ کر تیمور پر غصہ آرہا تھا جو اس

کی حور کو لے کر گیا تھا۔۔۔ تیمور کی شامت پکی تھی جبکہ حور دل ہی دل میں اپنے بچ جانے کی دعا کر رہی تھی۔۔۔ گاڑی رکتے ہی وہ تیزی سے اتر کر اندر بھاگ گئی تھی۔۔۔۔

جہاں سب پریشان اس کا انتظار کر رہے تھے۔۔۔ سب کے پوچھنے پر وہ بات گول کر گئی۔۔۔ اس دوران نے ایک بار بھی شاہ کی جانب نہیں دیکھا جس کر سرد نگاہیں اس کے جھوٹ بولتے لبوں پر ٹکیں تھیں)۔۔۔۔

جبھی پورچ میں اس کی گاڑی کے رکنے کی آواز آئی تھی۔۔۔۔

حور لالہ آ گئے تمہیں بات کرنی ہے ان سے "۔۔۔ نینا نے یاد دلایا۔۔۔"

مم میں کیسے "۔۔۔ حور منمنائی۔۔۔۔"

منہ سے یار۔۔۔۔ ویسے دو چار آنسوں بہا لینا مگر اجازت لے کر ہی آنا""

۔۔۔۔

نینا نے حور کو کہا جبکہ ان سب میں یارم تو بس اپنی پٹاخہ کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

تم میری بہن کو کیوں فورس کر رہی ہو خود جاؤ"۔۔۔یارم نے دانت پیستے" کہا۔۔۔

کہ حور نے خوشی سے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔

تمہیں کیا مسئلہ ہے تم نے ٹرپ پے جانا ہے کہ نہیں"۔۔۔نینا بھی اسی کے " انداز میں بولی۔۔۔

تم اتنا بھاؤ کیوں کھا رہی ہو"۔۔۔وہ سخت انداز میں بولا۔۔۔"

تم جل کیوں رہے ہو"۔۔۔۔"

میں تم سے کیوں جلوں گا تم ہو ہی کیا"۔۔۔یارم کا پارہ ہائی ہوا تھا ایک تو" اسے آبان کے ساتھ چپکا دیکھ کر دوسرا خود سے یوں زبان لڑاتے دیکھ کر

۔۔۔

وہی جو تم نہیں ہو"۔۔۔"

منہ بند رکھو سمجھی"۔۔۔"

آپ کو کس نے کہا بولو"۔۔۔"

تو اب تم مجھے بتاؤ گی مجھے بولنا ہے یا نہیں"۔۔۔"

ہاں جب ہم لڑکیوں کی بات ہو رہی ہے تو تم کیوں بول رہے ہو"۔۔۔۔"

تم میری بہن سے دور ہی رہو"۔۔۔۔"

یارم غصے میں گرجا جبکہ نینا نے حور کو خود سے لگایا۔۔

نہیں ہوتی دور کیا کر لو گے"۔۔۔۔"

میں تمہیں جیل میں ڈال دوں گا"۔۔۔"

میرے لالے کا تو پتہ ہے نا چکی تم سے پسوائیں گے"۔۔۔نینا بھی دو بدو بولی"

۔۔

کیا ہو رہا ہے یہاں"؟۔۔۔۔"

گمبھیر رعب دار آواز پر سب نے پلٹ کر شاہ کو دیکھا۔۔۔۔

بلیک پینٹ وائٹ شرٹ کے کف کہنیوں تک فولڈ کیے گرے کوٹ بازو پر ڈالے، سلکی سیاہ بال بے ترتیب سے پیشانی پر بکھرے تھے آنکھوں میں رت جگے کی سرخی لیے وہ ہلکی بڑھی ہوئی داڑھی اور نفاست سے تراشی ہوئی مونچھوں میں چہرے پر بھرپور سنجیدگی سجائے وہ نسبتاً تھکا تھکا سا رف سے حلیے میں بھی بلا کا ہینڈسم لگ رہا تھا۔۔۔۔

لالے دیکھیں یہ مجھے جیل میں ڈالنے کی دھمکی دے رہے ہیں"۔۔۔"

اسے دیکھ کر وہ جلدی سے بولی۔۔۔

لالے اسے تمیز نہیں ہے بات کرنے کی"۔۔۔یارم جلدی سے اپنی صفائی" میں بولا۔۔۔

نہیں میں نے تو کچھ نہیں کہا"۔۔۔نینا نے بھولی صورت بنائی۔۔۔۔"

شاہ نے خونخوار نظروں سے یارم کو گھورا۔۔۔۔

قسم سے لالے میری کوئی غلطی نہیں یہ بہت میسنی ہے۔۔۔۔ گھنی کہیں "
کی "۔۔۔۔

ابھی بھی کچھ نہیں کہا "۔۔۔شاہ نے ایبرو اچکائی۔۔۔"

نہیں وہ تو اس کی نیچر بتا رہا تھا میں "۔۔۔۔یارم نے جلدی سے کہا۔۔۔"

میں تمہاری نیچر سے بھی اچھے سے واقف ہوں "۔۔۔۔"

شاہ نے کہا کہ نینا دبا دبا سا مسکرا دی۔۔۔۔

شاہ نے گہری نظروں سے حور کو دیکھا جو نظریں جھکائے سرخ چہرہ لیے
ہاتھوں کی انگلیاں مروڑتی اضطرابی کیفیت کا شکار تھی۔۔۔۔

آئیں بیٹا انہیں چھوڑیں یہ تو ایسے ہی لڑتے رہتے ہیں "۔۔۔دادی سائیں "
میٹھے لہجے میں بولی۔۔۔

شاہ نے ان کے سامنے سر جھکا کر پیار لیا۔۔۔

میں تھوڑی دیر ریسٹ کروں گا آپ چائے بھجوا دیجئے"۔۔۔وہ ان سے کہہ کر اپر کی جانب بڑھ گیا۔۔۔۔

چلو حور تمہارا ٹائم اسٹارٹ ہوتا ہے اب"۔۔۔"

طوبیٰ جلدی سے بولی۔۔۔۔

اس نے مروہ کو دیکھا کہ وہ بھی کندھے اچکا گئی۔۔۔

جبکہ لڑکے سارے لاتعلق ہی بنے رہے تھے انہیں گویا علم تھا کہ شاہ لالے ہر گز اجازت نہیں دیں گے۔۔۔پر وہ جانے انجانے میں اس سے اجازت کے واسطے جس ہستی کا چناؤ کر چکے تھے اسے کسی صورت بھی مقابل مایوس نہیں ہونے دے سکتا تھا۔۔۔

ہم نہیں جا سکتے تو تم لوگ کیوں جاؤ"۔۔۔۔ہدا اور عشال رونی آواز میں" گھر کی۔۔۔

ارے حوصلہ رکھو ہم سب کزنز جا رہے ہیں"۔۔۔نینا نے ہدا کو کہا۔۔۔"

اچھا پھر ٹھیک ہے"۔۔۔وہ چہک اٹھیں۔۔۔"

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

حال۔۔۔۔۔۔

صبح بھوک کے احساس سے اس کی آنکھ کھلی تھی۔۔۔

اس کا ذہن ابھی پوری طرح بیدار نہیں تھا۔۔۔کہ وہ جان پاتی اس وقت وہ کہاں تھی۔۔۔۔

نیند سے بند آنکھوں سے وہ کہنیوں کے بل اٹھ کر بیڈ پر بیٹھی۔۔اور پشت پر لہراتے لمبے گھنے بال سمیٹ کر جوڑے کی شکل میں ڈھال کر ہنوز آنکھیں موندے ہی توبہ شکن انگڑائی کے لیے بازو اپر اٹھائے۔۔۔بلڈ رنگ لہنگے کی گہرے گلے والی بلائی بدن پر چپکی چولی سے اس کی نشیب و فراز عیاں ہوئے تھے۔۔۔

اس وقت وہ بھول چکی تھی کہ اس کمرے میں اس کے علاوہ بھی کوئی موجود تھا جو اس کے پور پور کا دیوانہ تھا۔۔۔اس کی یہ ادائیں مقابل کی دل میں آگ لگا گئی تھیں۔۔۔۔

جو اپنے بازو سر سے اوپر کیے گہرے سانس بھر کر انگڑائی لیتی شاہ کے دل میں جھکڑ چلا گئی تھی۔۔۔۔

وہ صوفے پر براجمان بلیک شلوار قمیض میں ملبوس فریش سا ٹانگ ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے سگریٹ کے گہرے کش لیتا اپنی عزیز از جان کو دیکھ رہا تھا۔۔۔ ٹیبل پر پڑی ایش ٹرے سیگریٹ کی راکھ سے بھری اس کے رت جگے کی نشاندھی کر رہی تھی۔۔۔۔

نجانے کب سے وہ یہاں بیٹھا سیگریٹ پیتا اسے نظروں میں بسائے ہوئے اس کی اپنے کمرے میں موجودگی کا خود کو یقین دلاتا اس کے پر سکون چہرے کو تک رہا تھا۔۔۔۔

یکدم سے سیگریٹ اور مخصوص کلون کی ملی جلی خوشبوناک کے نتھنوں سے ٹکرائی تھی کہ اس نے جھٹ سے ساحرانہ آنکھیں کھولی۔۔۔۔

اپنے کمرے کی بجائے شاہ کے کمرے میں موجودگی نے اس کے حواس بحال کیے تھے۔۔۔۔پل میں چہرہ سرخ ہوا تھا۔۔۔

اس نے حیران نگاہوں سے کمرے کی حالت دیکھی جو پہلے کی طرح نفاست سے سجا ہوا تھا رات ہوئی اس کی کاروائی کا شبہ تک نا دکھ رہا تھا۔۔۔۔
بالکل بھی اچھا نہیں لگ رہا یہ کمرا"۔۔۔۔حور نے منہ بسور کر کہا۔۔۔۔"
جبکہ شاہ کی گہری نظریں اس کے سراپے میں الجھی ہوئیں تھیں۔۔۔
کسی وقت میں آپ اس کمرے کی مالکن بننے کی خواہاں تھی۔۔۔جبکہ میں" نے آپکو کمرے کے ساتھ ساتھ اس دل کی مالکن بھی بنا دیا ہے تو اب اس قدر بے اعتنائی کیوں"۔۔۔۔

مقابل کی بھاری آواز گونجی تھی کہ حور کا سانس خشک ہوا تھا۔۔۔اس کے وہم و گمان میں بھی نا تھا کہ وہ کمرے میں موجود ہے۔۔۔۔

اس نے دھڑکتے دل سے ہلکا سا رخ موڑ کر اپنی بائیں جانب دیکھا جہاں صوفے پر وہ پوری شان سے بیٹھا گہری آنکھیں اس پر گاڑھے ہوئے تھا

۔۔۔۔

یکدم سے حور کو اپنے حلیے کا خیال آیا تھا کہ لپک کر اس نے کمبل دوبوچ کر اپنی گردن تک اوڑھا۔۔۔۔

اس کی اس حفاظتی انتظام پر شاہ کے لبوں کے کونوں میں مسکراہٹ مچل اٹھی تھی۔۔۔۔

آپ یہاں کیا کر رہے ہیں"۔۔۔۔وہ گہرا گھونٹ بھر کر بولی۔۔۔"

جو ہر شوہر اپنی بیوی کے پاس کرتا ہے"۔۔۔۔"

اس کے ٹکا کر جواب دینے پر حور کے چہرے پر قوس وقزح کے رنگ بکھر گئے تھے۔۔۔۔سانس اتھل پتھل ہوئیں تھی۔۔۔۔

جبکہ شاہ کی نگاہیں اس کی دودھیا گردن پر جمی تھیں۔۔۔جو اس کی جانب ہلکا سا رکھ موڑ کر اپنی دھڑکنوں کو اعتدال میں لانے کی کوشش کر رہی تھی

۔۔۔۔۔

وہ انگلیوں میں دبی سیگریٹ ایش ٹرے میں مسلتا اٹھ کر اس کی جانب بڑھا

۔۔۔

حور نے ترچھی نگاہوں سے اسے اپنی جانب بڑھتا دیکھ کر آنکھیں میچ لیں

۔۔۔۔

میرے پاس مت آئیں"۔۔۔۔۔وہ سہمی آواز میں بولی۔۔۔"

آپ کے پاس نا آؤں تو کہاں جاؤں"۔۔۔خمار آلود آواز میں کہہ کر وہ اس" کے پیچھے براجمان ہوا تھا۔۔۔

گہرے گلے سے چھلکتی حور کی دودھیا پشت اس کے سامنے تھی۔۔۔۔

جبکہ اس کو نہایت قریب دیکھ کر حور کا تنفس بگڑنے لگا تھا ہاتھوں میں دبوچا کمبل چھوٹ چکا تھا۔۔۔ہاتھ پاؤں شل ہو چکے تھے۔۔۔۔اور دل نے سپیڈ پکڑی لی تھی۔۔۔۔

شاہ نے ہاتھ اس کے پہلو سے لپیٹ کر پیٹ پر ہلکا سا دباؤ بڑھا کر اسے اپنے جانب کھینچا تھا کہ وہ ٹوٹی ڈالی کی طرح اس کے مضبوط سینے سے جا ٹکرائی تھی

۔۔۔۔

حور کی پشت شاہ کے سینے سے لگی ہوئی تھی۔۔۔۔

وہ ایک ہاتھ سے اسے خود سے لگائے دوسرے سے جوڑا کھول کر اس کے بال خود پر بکھیر سا گیا تھا۔۔۔۔

جبکہ حور کا بدن لرزنے لگا تھا۔۔۔۔اس کی قربت پر چہرہ بھاپ چھوڑنے لگا تھا وجود سے گویا آگ نکلتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔۔۔

اب کیسی طبیعت ہے آپکی"۔۔۔۔"

اس کی گردن کے پچھلے حصے پر وہ ناک سہلاتا مخمور آواز میں سرگوشی نما بول کر حور کے وجود میں سرد لہر سی بھر گیا تھا۔۔۔

ٹھیک ٹھیک ہو رہی ہے بہت "۔۔۔"

وہ تذبذب کا شکار الٹا سیدھا سا بول گئی تھی۔۔۔

یقین کریں اگر مجھے پتا ہوتا کہ میری قربت میں آپ اس قدر ٹھیک محسوس " کریں گی تو میں رات ایک منٹ کے لیے بھی آپکو خود سے دور نا کرتا "۔۔۔وہ اس کی بوکھلاہٹ پر محظوظ ہوتا شریر انداز میں بولا۔۔۔

نن نہیں خخ خراب خراب ہو رہی ہے "۔۔۔"

حور بھیگی آواز میں بولی۔۔۔اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ کیا بولے اس کی آگ بھری قربت اسے لمحہ بالمحہ پگھلا رہی تھی۔۔۔

شاہ نے اس کے کندھے پر لب رکھ کر جھٹکے سے اسے گھما کر رخ اپنی جانب کیا کہ وہ پوری طرح اس کی گود میں براجمان ہو چکی تھی۔۔۔

اس اچانک ہوئی افتاد پر حور نے نم شہد رنگت آنکھوں سے شاہ کو دیکھا

۔۔۔۔۔

پر اس کی آنکھوں میں چھلکتے جزبوں کو تاب نالاتے وہ نگاہیں جھکا گئی۔۔۔

شاہ نے ایک ہاتھ اس کی پشت پر رکھ کر سہارا دیا جبکہ دوسرا اس کے کان کے نیچے گردن پر رکھ کر انگوٹھے سے اس کا گال سہلایا۔۔۔ کہ حور کی پلکیں لرز اٹھی تھی۔۔۔۔

اس کی دھڑکنوں کا شور وہ باخوبی سن رہا تھا۔۔۔ وہ خود بکھری ہوئی سی اس کی گود میں بیٹھی گہرے گہرے سانس لیتی سہمی ہرنی لگ رہی تھی۔۔۔۔

خراب کیوں ہو رہی ہے "۔۔۔ اس نے مدھم آواز میں استفسار کیا۔۔۔"

جبکہ وہ اس کی غیر ہوتی حالت کی وجہ باخوبی جانتا تھا۔۔۔

آپ میرے قریب مت آیا کریں"۔۔۔حور شدید گھبراہٹ کی پیش نظر" آنسوں بہاتی نفرت کا اظہار کرتی بولی۔۔۔۔

آپ مجھے روک نہیں سکتی۔۔۔میری جان بستی ہے آپ میں۔۔۔۔آپ کا" وجود میرے وجود کا حصہ بن چکا ہے۔۔۔اور اپنے وجود سے دور رہنا ناممکن ہے میرے لیے"۔۔۔

شاہ نے اسے نہایت قریب سے دیکھ کر گمبھیر تاسر گوشی کرتے بڑی عقیدت سے اس کی پیشانی پر لب رکھے تھے۔۔۔۔

مجھے نفرت ہے آپ سے۔۔۔کیوں نہیں سمجھتے آپ"۔۔۔" وہ پھر سے رات والی حالت میں آنے لگی تھی۔۔۔اسے اب ان محبت بھری باتوں سے چڑ ہونے لگی تھی۔۔۔۔

میرا جرم"۔۔۔شاہ نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے برفیلے لہجے" میں استفسار کیا۔۔۔

بہت ہیں آپ کے جرم آپ میری کوئی بات نہیں مانتے"۔۔۔۔" وہ سسکتی بلکتی بولی۔۔۔

سب آپ کی مانی گئی ہے سوائے آپ سے دستبردار ہونے کے۔۔۔آپ" سے دور میں رہ نہیں سکتا اور آپ کو خود سے دور رہنے نہیں دے سکتا"۔۔۔ وہ اس کے آنسوں لبوں سے چنتا دلفریب انداز میں بولا تھا۔۔۔

آپ سمجھتے کیوں نہیں مجھے نہیں رہنا آپ کے ساتھ"۔۔۔وہ اس کا" گریبان مٹھی میں دبوچے چنگھاڑی۔۔۔

اس اچانک ہوئی رخصتی کا غصہ کچھ دن تو رہنا تھا۔۔۔اور وہ شاہ پر ہی نکال سکتی تھی۔۔۔کہ باقی تو سب ہم بے بس ہیں کہہ کر ٹال دیتے۔۔۔تب بھی اسے شاہ سے لڑنا تھا۔۔۔ نجانے اس میں اتنی ہمت کہاں سے آئی تھی کہ وہ اس پر اتنا شاؤٹ کرتی اس کا گریبان تک پہنچ گئی تھی۔۔۔۔

اس کی حالت دیکھ کر شاہ نے اسے سختی سے اپنے سینے میں بھینچا تھا۔۔۔۔

اششششش بس میرا بچہ ریلیکس "۔۔۔۔۔"

شاہ اس کے سر پر لب رکھے بولتا اسے چپ کروانے لگا۔۔۔۔

نہیں ہوں میں آپکا بچہ۔۔۔۔۔آپ نے اچھا نہیں کیا۔۔۔آپ نے " زبردستی مجھ سے شادی کی۔۔۔آپ مجھے مرنے نہیں دیتے۔۔۔آپ بہت ظالم ہیں۔۔۔۔میں کسی کی چھوڑی ہوئی ہوں۔۔۔آپ نے کیوں اپنایا مجھے ۔۔۔آپ نے کیوں احسان کیا مجھ پر "۔۔۔

وہ اس کے سینے سے لگی بے بہا آنسوں بہاتی بے ربط جملے بولتی مقابل کے دل میں گویا کانچ پیوست کر رہی تھی۔۔۔کہ جس کی تکلیف پر ضبط کے باعث شاہ کے آنکھیں وحشت ناک حد تک سرخ پڑ چکی تھیں۔۔۔

آپ کیوں نہیں سمجھتی بے پناہ محبت کرتا ہوں آپ سے "۔۔۔وہ اسے مزید خود میں بھینچے بے بسی سے بولا تھا۔۔۔

میں اس لائق نہیں ہوں "۔۔۔وہ شدید دکھ میں بولی۔۔۔"

آپ میری جان ہیں اور آپ کا مرتبہ بہت بلند ہے "۔۔۔وہ اس کے بال سہلاتا بولا۔۔۔

اس نے کہا تھا میں "۔۔۔ "

شٹ اپ "۔۔۔وہ یکدم سے اسے خود سے ہٹا کر بازؤں سے پکڑ کر پوری قوت سے دھاڑا تھا کہ حورا اچھل پڑی تھی۔۔۔اس کی سرخ آنکھیں سرخ چہرہ بکھرا تنفس حور کو انتہائی خوفزدہ کر گیا تھا۔۔۔

مزید اگر ایک لفظ بھی کہا تھا تو بہت پچھتائیں گی آپ۔۔۔۔جان لے لوں گا"
میں آپکی اور خود کی"۔۔۔۔

وہ زخمی شیر کی مانند غرایا تھا کہ حور نے سختی سے آنکھیں میچ لیں تھی جبکہ
خوف کے باعث بدن پر باقاعدہ لرزا طاری ہو چکا تھا۔۔۔۔۔

شاہ نے اسے کھینچ کر خود کے قریب کیا تھا ایک ہاتھ اس کے سر کے پیچھے لے
جا کر دوسرا اس کی پشت کے گرد مضبوط حصار باندھ کر اچانک سے اس کی
گردن پر جھک کر تشنہ سلگتے لب رکھ چکا تھا کہ وہ تڑپ اٹھی تھی۔۔۔۔ان
لبوں کا لمس اسے دنیا بھلا دیتا تھا۔۔۔ان کی حدت سے وہ قطرہ قطرہ پگھلنے لگتی
تھی۔۔۔ہوش و حواس مختل ہونے لگتے تھے۔۔۔۔دھڑکنوں میں بھونچال
برپا ہو چکا تھا جبکہ پورا وجود پسینے میں نہا گیا تھا۔۔۔۔

وہ جا بجا اس کی گردن اور کالر بون پر شدتیں لٹاتا اپنے غم و غصّے کا اظہار کرتا
اس کے لبوں پر جھکا تھا۔۔۔۔

حور حواس کھونے لگی تھی۔۔۔وجود سے ساری طاقت ختم ہوتی محسوس ہوئی تھی اور وہ پوری شدت سے اس کے لبوں کا جام پیتا اس کو سن سا کر گیا تھا

۔۔۔۔

سانسوں کی تڑپ میں کسی ساحل پر تڑپتی مچھلی کی طرح وہ اس کی قید میں پھڑ پھڑاتی بے جان ہونے کے در پر تھی۔۔۔اس کی حالت خطرناک حد تک غیر ہونے لگی تھی۔۔۔چہرہ سرخ اناری ہو گیا تھا۔۔۔جبکہ آنکھوں سے آنسوں جاری ہوئے تھے۔۔

وہ شاہ کے کاندھے پر ہاتھ رکھے دور کرنے کی کوشش کرتی پر زور مزاحمت پر اتر آئی تھی۔۔۔

جبکہ مقابل کو ہجر کے سالوں بعد وصل کے لمحے میسر ہوئے تھے جنہیں وہ پوری شدت سے جی رہا تھا۔۔۔

وہ اس کو سینے سے لگائے اپنی اور اس کی دھڑکنیں ایک کرتا اس کی قربت میں بہکنے لگا تھا۔۔۔

کچھ دیر وہ اپنا سارا غصہ پریشانی بے بسی محبت اور شدتیں انڈیل کر دور ا ہوا تھا اور اسے اپنے سینے میں بھینچا تھا۔۔۔

وہ جو حواس کھونے کے در پر تھی کہ آکسیجن کی فراہمی ملتے ہی کھینچ کھینچ کر سانس لیتی مکمل نڈھال ہو چکی تھی۔۔۔ شاہ کی قربت اس کے لیے برداشت سے باہر تھی۔۔۔ وہ زار و قطار آنسوں بہا رہی تھی۔۔۔ گردن اور لب جلتے محسوس ہو رہے تھے۔۔۔ جبکہ اس کا نازک وجود ابھی تک کپکپاتی رہا تھا۔۔۔

بچے میرے آپ سے ہی ہوں گے یہ بات جتنی جلدی ذہن نشین کر لیں" اتنا اچھا ہو گا"۔۔۔

اس کی بات پر حور سٹپٹا کر دور ہوئی اور نگاہیں جھکا گئی تھی۔۔۔

میں ضروری کام سے جارہاہوں۔۔۔وآپس آکر تفصیل سے بات کریں"
گے اپنا خیال رکھنا"۔۔۔۔۔

اس کے چہرے کو والہانہ نظروں سے دیکھ کر وہ دور ہوتا اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔۔
اس وقت وہ اس کی چند گستاخیوں سے نڈھال بکھری حالت میں تھی کہ شاہ کا
خود پر کنٹرول ختم ہو رہا تھا۔۔۔بکھرا لباس اس کے نشیب و فراز اجاگر کرتا
اس کے سخت امتحان لے رہا تھا۔۔شاہ کے جزبات مچل اٹھے تھے۔۔۔۔
جبکہ اس وقت وہ خود کی حالت سے بیگانہ تھی۔۔۔۔۔

مجھے اپ۔سے بات نہیں کرنی"۔۔۔۔۔وہ سر جھکائے بولی۔۔۔"

مجھے کرنی ہے اور آپ میرا انتظار کریں گی"۔۔۔۔"

جائیں فریش ہو کر ناشتہ کریں"۔۔۔"

اللہ حافظ"۔۔۔۔"

وہ جھک کر اس کی کن پٹی کو لبوں سے چھو کر کمرے سے نکلتا چلا گیا۔۔۔۔

کہ مزید رکنا دونوں پر بھاری ثابت ہونا تھا۔۔۔

وہ اپنے جزبات پر کنٹرول نا رکھ پاتا اور حور اس کی قربت برداشت نا کر پاتی

۔۔۔۔

شاہ کے جانے کے بعد وہ اسی حالت میں ہی پھرتی سے بیڈ سے اٹھتی کسی جیل سے آزاد ہوئی قیدی کی مانند اس کمرے سے نکلی تھی۔۔۔اور بغیر ادھر ادھر دیکھے لمبی راہداریاں عبور کرتی اپنے کمرے میں بند ہو گئی تھی۔۔۔

اپنے کمرے میں آکر اس نے لمبے لمبے سانس لیے تھے کہ یہاں آکر وہ خود کو اس کے حصار سے نکلا محسوس کر رہی تھی۔۔۔آنسوں اس کی پلکوں پر شبنم کے قطروں کی مانند چمک رہے تھے۔۔۔اس کا لمس اسے اپنی گردن اور لبوں پر ابھی تک محسوس ہوتا اس کے دل کی دنیا الٹ پلٹ کر رکھ گیا تھا۔۔۔

اس کا جان لیوا لمس حور کو جھلسا رہا تھا۔۔۔وہ جتنا اس سے دور رہنے کی

کوشش کر رہی تھی وہ۔اتنا ہی شدت سے اس کی روح میں ملحق ہونا چاہتا تھا

وہ آنسوں پیتی بے بسی کی مورت بنی لڑکھڑاتے قدم اٹھاتی آئینے کے سامنے آن کھڑی ہوئی تھی۔۔۔کہ خود کو دیکھ کر یکدم سے دل دہل سا اٹھا تھا وہ آنکھیں پھاڑے دھک دھک دل سے اپنی حالت دیکھ رہی تھی۔۔۔۔جو اس کو چند منٹوں میں اپنے لمس سے آشنا کروا کر بکھیر گیا تھا کہ وہ بکھری الجھی لرزتی اس کی شدتوں سے نڈھال سرخ ہوئی کھڑی اس کے رنگ میں رنگی اس کی اور فقط اس کی لگ رہی تھی۔۔۔۔

اس کی سانسوں میں شاہ کی سانسوں کی خوشبو متصل ہو کر اس کی دھڑکنوں سے الجھتی اس کے وجود میں سرایت کرتی اس کے رگوپے پر قبضہ جما گئی تھی

اپنے وجود سے اٹھتی اس کے مہنگے پرفیوم کی مہک میں وہ گہرے سانس بھرتی گویا خود کو اس کے بے انتہا قریب تصور کر رہی تھی۔۔۔۔

چہرہ گردن اور ہونٹوں پر اس کے شدت سے کیے بوسوں کے مہریں واضح نظر آتی اس کی دیوانگی کی عکاسی کر رہی تھیں کہ اس کے بے پایاں محبت و فرط جذبات کی سونامی کی ہلکی سی رمق اس کے دل و دماغ کو ماؤف کر کے رکھ گئی تھی۔۔۔اس کا نازک بدن لرزنے لگا تھا جبکہ دل کی دھڑکنیں مدھم پڑتی اس کے جسم میں لرزش پیدا کر گئی تھیں کہ گرنے کے خوف سے وہ ڈریسنگ ٹیبل پر ہاتھ جمائے ہلکا سا سر جھکا کر دھڑکنوں کو اعتدال میں لانے کی کوشش کرتی بنا پلک جھپکائے آئینے میں اپنے سراپے کو دیکھ رہی تھی۔۔۔گہرے گلے میں اس کی داڑھی کی چھبن سے اور سلگتے لبوں کے سرسراتے لمس کی سرخی پر نظر پڑتے ہی حیا کے بوجھ سے اس کی پلکیں لرزنے لگیں تھیں۔۔۔۔جبکہ دل بند ہونے کے درپر تھا یہ سوچ آتے ہی کہ وہ رات بھر اسی لباس میں اس کے سامنے بغیر دوپٹے کی تھی۔۔۔۔اور غصے میں وہ یہ سمجھ ہی نا پائی تھی کہ

وہ اس طرح شعلہ جوالہ بنی مقابل کے جزبات کس قدر ابھار گئی تھی جو اس کے وجود و روح تک تمام تر اختیارات رکھتا تھا۔۔۔جو اس کے جسم و جاں کے پور پور کا دیوانہ تھا۔۔۔اور صورت میں قیامت خیز سراپا کی حامل حسینہ اس پر متضاد خود سے لاپرواہی برتنا اور پھر مقابل سے گلہ رکھنا سراسر بے بنیاد تھا۔۔۔۔

وہ طلسماتی سحر میں جکڑی لب کچلتی لرزتے ہاتھ سے سے کاندھے سے سرکی شرٹ ٹھیک کی اور وہی ہاتھ دل پر رکھے انگلیوں سے سرخ نشانوں کو چھوا ۔۔۔۔

دفعتاً دروازے پر کھٹکا کا سا ہوا کہ جس نے حور کو جادوئی سحر سے نکالا تھا۔۔۔ اس سے پہلے کہ کوئی کمرے میں آتا وہ ہوش کی دنیا میں آتی یکلخت واشروم میں بند ہو گئی تھی۔۔۔کہ وہ نہیں چاہتی تھی کوئی اس کو اس طرح بکھرا دیکھ

کر کوئی نتیجہ اخذ کرتا۔۔۔اور وہ کسی کو خوش فہمیوں میں مبتلا نہیں کرنا چاہتی تھی۔۔۔۔

کہ وہ شاہ سے کوئی رشتہ نہیں رکھنا چاہتی تھی جلد یا دیر وہ اس سے علیحدہ ہو گی

۔۔۔

۔۔۔۔

تم یہاں کیا کر رہی ہو۔۔۔ تمہیں تو شاہ کے کمرے میں ہونا چاہیے تھا""

۔۔۔۔واشروم سے اس کی آواز سن کر آصفہ شاہ نے درشت انداز میں استفسار کیا۔۔۔۔

تھوڑی دیر پہلے ہی عظمیٰ ارباز سے مل کر اسے خیال۔رکھنے کی۔تاکید کرتی حور کو دیکھنے ان کے کمرے میں آئی تھی۔۔۔اور وہاں حور کو نا دیکھ کر پریشان ہوئی۔۔۔

وہ پریشان سے باہر آئی ہی تھی کہ آصفہ شاہ سے ٹکراؤ ہونے پر اسے حور کی غیر موجودگی کا بتایا۔۔۔

جسے سن کر آصفہ کو سخت غصہ آیا کہ وہ جانتی تھی حور اپنے کمرے میں ہی ہونی تھی اس لیے وہ انہیں تسلی دے کر اس کے کمرے میں آئی اور ایک دو آوازیں دینے پر اس کا اندازہ صحیح ثابت ہوا تھا۔۔۔۔

بولو بھی"۔۔۔۔"

مما میں شاور لینے آئی تھی"۔۔۔حور نے منمنا کر جواب دیا۔۔۔کہ جانتی" تھی اس کی ماں کیوں غصہ تھی جو شادی کے پہلے دن ہی وآپس اپنے کمرے میں آن گھسی تھی۔۔۔۔۔

تو وہاں کیا پانی بند تھا تمہارے لیے۔۔۔جو تم شاور نہیں لے سکتی تھی""" ۔۔۔اس کی آواز ہنوز کڑک تھی۔۔۔

وہ، وہ اس کا واشروم ہے مما"۔۔۔حور نے لب کچلتے اندر سے ہی کہا کہ باہر" نکلنے کی اس میں ہمت نہیں تھی۔۔۔

تو"۔۔۔؟آصفہ شاہ کو اس کی منطق کی سمجھ نا آئی تھی۔۔۔"

تو میں وہاں کیسے"۔۔۔حور کے کہنے کی دیر تھی کہ آصفہ بات سمجھ کر مزید" برہم ہوئی۔۔۔

تم پاگل ہو گئی ہو اور کچھ نہیں۔۔۔فوراً نکلو باہر تمہاری طبیعت درست کروں زرا میں"۔۔۔۔

مما پلیز۔۔۔کل میری شادی ہوئی ہے اور آج آپ مجھ پر بھڑک رہی ہیں" "۔۔۔وہ روہانسی آواز میں روانی سے بول گئی تھی کہ پھر اس زبردستی رخصتی کا ادراک ہوتے ہی لب دانتوں تلے دبائے۔۔۔۔

شکر ہے یہ تو پتہ ہے کہ شادی ہو گئی ہے تمہاری اور جو تم نے کل کمرے میں تباہیاں مچائیاں ہیں نا وہ سب مجھے معلوم ہو گیا ہے"۔۔۔آصفہ شاہ نے طنزیہ انداز میں کہہ کر آخر میں اس کے سر پر گویا بم پھوڑا۔۔۔

کیا شاہ نے بتایا مما کو۔۔۔اس نے میری شکایت لگائی۔۔۔ایسے کیسے کر سکتے ہیں وہ"۔۔۔وہ خود سے بڑبڑائی اسے یہ بات ہضم نہیں ہو رہی تھی

۔۔۔

کیا مطلب آپکو شاہ نے بتایا ہے "۔۔۔ حور اپنی ماں سے استفسار کر کے اپنے " اندازے کو درست جانچنا چاہا۔۔۔

تمہیں لگتا ہے کہ وہ اپنے نجی معاملات کسی سے شئر کرنے والا ہے "۔۔۔" آصفہ نے بیٹی کو گھر کا کہ وہ سٹپٹا سی گئی حلانکہ کہ وہ اچھی طرح شاہ کی طبیعت سے واقف تھی وہ کیا پوری حویلی کے مکین جانتے تھے کہ وہ کتنا سنجیدہ اور دوٹوک انداز میں بات کرنے والا تھا۔۔۔

پھر "۔۔۔۔ حور نے اپنی دشمن کے بارے جاننا چاہا جس نے اس کے " کمرے میں ہوئے حالات و سکنات سے اس کی ماں کو آگاہ کیا تھا۔۔۔

شاہ نے نجمہ کو صفائی کے لیے بلایا تھا۔۔۔ورنہ اس کے کمرے میں ہمیشہ "
خان بابا ہی صفائی کرتے ہیں۔۔۔اور تمہاری موجودگی کی پیش نظر اس نے
نجمہ کو بلایا"۔۔۔

آصفہ شاہ نے بیٹی کے دماغ پر افسوس کرتے کہا۔۔۔

اس نجمہ کی تو خیر نہیں۔۔۔۔میرے ہاتھوں"۔۔۔"
حور تند مزاج سے گویا ہوئی۔۔۔۔

تمہاری بھی خیر نہیں میرے ہاتھوں"۔۔۔۔آصفہ بھڑک اٹھی۔۔۔"
مما میں نے کیا کیا ہے"۔۔۔۔حور نے کہہ کر شاور کھولا اور اس کے نیچے "
آن کھڑی ہوئی۔۔۔

تم ارباز کے لیے کوئی امتحان مت کھڑا کرو"۔۔۔۔آصفہ بیڈ پر بیٹھتی بولی'

۔۔۔

آپکی بیٹی میں ہوں یاوہ"۔۔۔۔"

دونوں ہی میرے بچے ہواور میں تم دونوں کو خوش دیکھنا چاہتی ہوں"

"۔۔۔۔

میں کبھی خوش نہیں ہو سکتی"۔۔۔۔"

پانی کی بوندیں چہرے پر گرتی اسے آنکھیں میچنے پر مجبور کر گئیں تھیں۔۔۔

تمہارے تو فرشتے بھی خوش ہونگے کرتی ہوں میں تمہارا بندوبست بھی""

۔۔۔

دل ہی دل میں وہ شاہ سے بات کرنے کا فیصلہ کر چکی تھی کہ کچھ عرصہ اسے

اپنے ساتھ الگ لے جائے۔۔۔۔

مما میرا اڈریس دیں میں بھول گئی تھی لینا"۔۔۔"

خود لے لو"۔۔۔ کہہ کر وہ برہم سی باہر نکل گئیں جبکہ حور پاؤں پٹخ کر رہ" گئی۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

حور آپی"۔۔۔۔۔"

ٹھاہ کی آواز سے دروازہ کھولے وہ تمام اس کے کمرے میں دھاوا بولتی آصفہ شاہ کے حکم پر اسے تیار کر کے نیچے لے جانے آئیں تھیں۔۔۔

وہ جو ڈریسنگ کے سامنے بیٹھی بال بنا رہی تھی کہ ہدا اور عشال کی آواز پر دیکھا جو چمکتے چہرے سے اس کی پشت پر آن کھڑی ہوتی پیار سے اس سے لپٹ گئی تھیں۔۔۔۔

بات نا کرو تم لوگ مجھ سے"۔۔۔ حور کو یکدم سے اپنا دکھ یاد آیا تھا کہ اس' کی آواز رندھ گئی۔۔۔۔

ارے کیو۔ہم نے کیا کیا"۔۔۔وہ دونوں سراسیمگی سے گویا ہوئیں۔۔۔"

حور بے بی"۔۔۔یار ہمارا کیا قصور ہے جانم"۔۔۔نینا نے اس کے آنسوں" دیکھ کر مضطرب انداز سے پوچھا۔۔۔

آپ سب کا تو سب سے زیادہ ہے آپی"۔۔۔حور آنسوں صاف کرتی رخ" موڑ گئی۔۔۔

صحیح کہہ رہی ہو ہم سب کا قصور ہے جتنی دھوم دھام سے شادی کا ہم نے" سوچ رکھا تھا ویسا نہیں کر پائے"۔۔۔

نینا حسرت بھرے لہجے میں گویا ہوئی۔۔۔

نینا اس کا رخ اپنی جانب کرتی برش اٹھا کر اپنے حربے آزمانے میں مگن ہو چکی تھی۔۔۔

آپ لوگوں نے میرا ذرا ساتھ نہیں دیا الٹا مجھے دلہن بھی بنا ڈالا "۔۔۔وہ" غصے سے پھٹ پڑی جنہوں نے بڑی چاہت اسے شاہ کے لیے تیار کیا تھا

۔۔۔۔

ہاں تو ہمارے ارمان تھے تمہیں اپنے لالے کے لیے تیار کرنے کے "

"۔۔۔۔طوبی شاہ نے مزے سے کہا۔۔۔

سب کو اپنے لالے کی پڑی ہے میری تو کسی کو فکر نہیں ہے "۔۔۔حور " دکھی دل سے بولی۔۔

لالے کی فکر میں تمہاری فکر ہے بدھو "۔۔۔روباب نے اس کی اہمیت " بتلائی۔۔۔

اس دوران نینا شاہ بڑی مہارت سے اس کے چہرے پر میک کر چکی تھی۔۔۔

جبکہ ہدا اور عشال تو اس کے دائیں بائیں فلور کشن پر براجمان اس کے

خوبصورت مومی ہاتھوں کے تراشے ہوئے ناخنوں پر نیل پینٹ لگا رہی تھیں

روباب اور طوبی اس کے بال بنا رہی تھیں۔۔۔

جبکہ مروہ اس کے لیے جیولری سیلیکٹ کر چکی تھی۔۔۔اس دوران انہوں نے حور کو باقاعدہ اپنے رحم و کرم پر دھر لیا تھا کہ وہ بیچاری بول پائی تھی اور نا ہل پائی تھی۔۔۔

کچھ ہی دیر بعد وہ گاجری رنگ کے خوبصورت سے فراک میں ملبوس ڈائمنڈ کے ائیر رنگ اور خوبصورت سی چین پہنے ہاتھوں میں گولڈ کی چوڑیاں پہنے ہلکے سے میک اپ میں بال پشت پر کھلے چھوڑ کر سر پر دوپٹہ سیٹ کیے وہ انتہا کی پیاری لگ رہی تھی۔۔۔

کہ سب اس کی تعریف کیے بنا نا رہ سکیں۔۔۔۔

چلو نیچے "۔۔۔۔"

مجھے نہیں جانا"۔۔۔۔۔حور بضد ہوئی۔۔۔"

ارے ایسے کیسے نہیں جانا چلو تم نئی نویلی دلہن آئی ہو ہم تمہیں اپنے گھر کی" سیر کروائیں اور رشتے بتلائیں"۔۔۔۔مروہ شرارت سے گویا ہوئی اور وہ اسے گھسیٹتی ہوئی نیچے لے آئیں جہاں سیٹنگ ایریا میں تمام براجمان تھے سوائے اس ستمگر کے۔۔۔

حوران سب کو اپنی جانب دیکھتا پا کر جھینپ سی گئی تھی۔۔۔

آئیں جی بھابھی جان"۔۔۔نینا اسے لیے دادا سائیں کے سامنے آئی۔۔۔اور" مسکراہٹ دبا کر گویا تعارف کروانے لگی۔۔۔۔

بھابھی مت بولیں"۔۔۔حور نے دبا دبا سا احتجاج کیا۔۔۔"

ہائے بھابھی میری پیاری بھابھی"۔۔۔نینا نے شریر مسکراہٹ سے اسے" مزید زچ کیا۔۔۔۔

" یہ ہیں ہمارے گھر کے مکھیا۔۔۔ ہمارے دادا سائیں سید ابراہیم شاہ۔ دربار کے گدی نشین اور آپکے دادا جان پلس سسر کے ابا جان تو شوہر کے دادا سائیں اور اس ناتے آپکے بڑے سسر "۔۔۔

سب بڑوں کے چہروں پر مسکراہٹ در آئی کہ نینا کے دم سے ہی ان کے گھر میں رونق اور چہل پہل جاری رہتی تھی۔۔۔

اور باقی جتنے بھی نظر آرہے ہیں یہ سارے آپکے سسر ہیں "۔۔۔۔"

نینا نے انگلی گھما کر کہا۔۔۔

جبکہ لڑکوں کو بے ساختہ کھانسی کا دورا پڑا تھا۔۔۔

ہاں ہاں پتا ہے اپ۔ لوگ سسر نہیں بنے تو وائرس مت پھیلائیں اور یہ " کھانسی کا دورہ بند کریں "۔۔۔ نینا نے ان کو ہولا ہاتھ رکھنے کا کہا۔۔۔

ہاں تو بھابھی یہ سب ہمارے بھائی ہیں "۔۔۔۔"

نینا نے مسکراہٹ دبا کر کہا۔۔۔ کہ مقصد یارم کو بھڑکانا تھا اور وہی ہوا۔۔۔

خدا کا خوف کرو لڑکی میں تمہارا بھائی نہیں حور کا بھائی ہوں میں "۔۔۔۔۔"

یارم نے بڑوں کا لحاظ کیے بغیر شرر بار نظروں سے اسے دیکھتے انگارے چبا کر کہا۔۔۔

جبکہ نینا کی اس کو بپھرا شیر دیکھ کر سٹی گم ہوئی۔۔۔

ہاں اس بندے کو نکال کر باقی سارے "۔۔۔۔ چلو جاؤ ملو سب سے "

"۔۔۔۔ وہ اس کی وجود سے آر پار نظروں کو خود پر گڑھے دیکھ گھبراتی ہوئی بولی۔۔۔۔

نہیں "۔۔۔۔ حور نے بے ساختہ نفی کی۔۔۔"

کیوں "۔۔۔۔ طوبی نے پوچھا۔۔۔ "

ناراض ہوں میں سب سے "۔۔۔۔حور نے گویا جتلایا۔۔۔۔"

ہمارا بیٹا کیسے مانے گا"۔۔۔عثمان صاحب اس کے پھولے منہ کو دیکھ کر"

محبت سے گویا ہوا۔۔۔

کیسے بھی نہیں"۔۔۔حور نے نظریں جھکائے کہا۔۔۔۔"

ارے کیا ناراض رہنے کا ارادہ ہے"۔۔۔دادی سائیں بولیں۔۔"

حور نے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔

ٹھیک ہے پھر ہم آپکو شاہ کے پاس بھیج دیتے ہیں"۔۔۔"

دادا سائیں مسکراہٹ چھپا کر سنجیدگی سے گویا ہوئے۔۔۔

نہیں نہیں"۔۔۔۔حور نے تیزی سے نفی میں سر ہلایا۔۔۔"

کیوں نہیں نہیں ٹھیک کہہ رہے ابا سائیں"۔۔۔"

ہاں ٹھیک کہہ رہے ہیں دادا سائیں"۔۔۔"

سب کی آوازیں گونجنے لگی کہ وہ سب حور کی ناراضگی ختم کرنا چاہتے تھے جبھی یہ طریقہ اپنایا۔۔۔۔

نہیں ہوں میں ناراض"۔۔۔۔"

حور نے جلدی سے کہا کہ کوئی بعید نا تھی یہ سب اسے شاہ کے پاس چھوڑ کر ہی دم لیتے اور حور یہ افورڈ نہیں کر سکتی تھی۔۔۔

پکا"۔۔۔۔ابراہیم شاہ نے پوچھا کہ وہ اپنے بچوں کے بچوں کے ساتھ بچے" بن جایا کرتے تھے۔۔۔ان کو اپنے پوتے پوتیوں سے بے پناہ پیار تھا۔۔۔۔ بچوں کے ساتھ ہنسی مذاق کرتے کسی کو محسوس بھی نا ہوتا تھا کہ یہ اتنے سخت طبیعت کے مالک تھے۔۔۔

بچوں کے ساتھ ان کا رویہ دوستانہ تھا۔۔۔

ہمم"۔۔۔حور جلدی اس ان کی جانب بڑھی اور اپنے دادا کے سینے سے" لگ گئی۔۔۔۔

کسی نے بھی اس سے کل کی حرکت کے بارے استفسار نہیں کیا تھا کہ شاہ نے سختی سے منع کیا تھا۔۔۔

اب وہ ٹھیک تھی اور ان کے بیچ تھی انہیں اور کیا چاہیے تھا۔۔۔

کہ جبھی عورتوں نے ناشتہ لگ جانے کی اطلاع دی اور وہ سب ڈائینگ ٹیبل کی جانب بڑھ گئے۔۔۔

بڑوں کی موجودگی میں وہ تمام بچے شرافت کا جامہ پہنے تہزیب واخلاق کا مظاہرہ کرتے خاموشی سے ناشتہ کرنے میں مصروف ہو چکے تھے۔۔۔

کچھ ہی دیر گزری تھی کہ اس خاموشی کو ملازم کی ہانپتی آواز نے توڑا۔۔۔

صاحب جی باہر شہاب شاہ آئیں ہیں"۔۔۔"

وہ اطلاع دے کر فوراً سے رفو چکر ہو گیا۔۔۔

دادا سائیں۔نے لڑکیوں کو وہاں سے جانے کا کہا۔۔۔کہ وہ سر ہلا کر جلدی سے اٹھ گئیں۔۔۔

جبکہ لڑکے خاموشی سے کھانا کھاتے رہے۔۔۔

تبھی شہاب شاہ آیا تھا اور سیدھا ڈائنگ ٹیبل کی جانب بڑھا۔۔۔ مگر کچھ خالی کرسیوں کو دیکھ کر وہ وہ کھول کر رہ گیا۔۔۔۔اور کینہ طور نظروں سے ابراہیم شاہ کو گھورا تھا۔۔۔

جو ہمیشہ اس کی آمد پر لڑکیوں کو منظر سے ہٹ جانے کا حکم صادر کر دیتا تھا

۔۔۔۔

اور آج تو وہ ارباز عالم شاہ کی بیوی کو دیکھنے آیا تھا پر ابراہیم شاہ کی بدولت وہ کڑھ کر رہ گیا۔۔۔۔

رسمی سلام دعا کے بعد وہ ایک کرسی پر براجمان ہو گیا۔۔۔

چند دن ہے بڈھے تیرے، پھر تجھے میں اس دنیا سے رخصت کرنے میں " وقت نہیں لگاؤں گا"۔۔۔۔

وہ گلاس لبوں سے لگاتا دل ہی دل میں اس سے مخاطب ہوا تھا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

روباب ہاتھ میں فون پکڑے نظریں فون کی سکرین پر جھکائے اپنے کمرے کی جانب بڑھ رہی تھی کہ جبھی راہداری خالی دیکھ کر سبطین نے تیزی سے روباب کا راستہ روکا۔۔۔۔

جی"؟۔۔۔"

سبطین کو یکدم سے اپنے سامنے کسی دیوار کی طرح حائل دیکھ کر اس نے استفہامیہ نگاہوں سے دیکھتے بے لچک انداز میں استفسار کیا۔۔۔۔۔

چائے لے آؤ"۔۔۔وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے تحکمانہ گویا" ہوا۔۔۔

اس کی سبز آنکھوں کو دیکھ کر روباب کا دل زور سے دھڑکا تھا۔۔۔۔ کتنی پیاری لگتی تھیں اسے سبی کی آنکھیں بلکہ پورا سبطین ہی اس کو پیارا لگتا تھا کتنی

دیوانی تھی وہ اس کی خاص کر اس کی ان خوبصورت آنکھوں کی کہ جنہیں وہ چوری چوری چھپکے چھپکے دیکھا کرتی۔۔۔۔

اور جب جب وہ اسے دیکھا کرتا تھا تب تب اس کا دل مچل اٹھتا تھا۔۔۔اور وہ چاہتی تھی کہ وہ ان آنکھوں کی نظر بن کر ان سبز نگاہوں میں اتر جائے

۔۔۔۔۔۔

یکدم سے ماضی کی دل خراش یاد نے اسے حقیقت کی دنیا میں لا پٹخا تھا کہ وہ نظروں کا زاویہ بدل گئی۔۔۔۔

میں ملازمہ سے کہتی ہوں"۔۔۔وہ بیزاری سے کہہ کر آگے بڑھنے لگی مگر" وہ اس کی کوشش ناکام بنا کر اس کے سامنے آگیا۔۔۔

مگر میرے لیے تم بناؤ گی"۔۔۔اس کا انداز ہنوز شان داری لیے ہوئے" تھا۔۔۔۔

میں آپکی ملازمہ نہیں ہو"۔۔۔۔اس کو خود پر رعب جماتا دیکھ کر وہ بھڑکی"

۔۔۔ کبھی وہ اسے رعب جماتا دیکھ خوش ہوا کرتی تھی اور آج یہی حکمانہ انداز

اسے زہر لگ رہا تھا۔۔۔۔

تو بیوی کی حثیت سے لے آؤ"۔۔۔وہ اس کے چہرے کے بائیں جانب کی"

گال پر کان کے قریب سرخ دھبے پر نگاہیں مرکوز کیے بولا۔۔۔۔

بیوی"۔۔۔۔۔روباب کی آنکھیں پھیلیں۔۔۔۔ "

ہاں بیوی"۔۔۔۔۔وہ اس کی حیرت سے پھیلیں سیاہ آنکھوں میں دیکھتا"

لبوں پر مسکراہٹ لیے گویا ہوا۔۔۔۔

مقابل کو اپنا مذاق بناتا دیکھ اس کا دل کرلا اٹھا تھا۔۔۔کچھ عرصہ پہلے محبت کی

بے بسی نے اس سے خطا سرزد کروادی تھی جس کا خمیازہ اسے اپنے بنتے مذاق

کی صورت میں بھگتنا پڑا تھا۔۔۔اور آج تک بھگتنا پڑ رہا تھا۔۔۔۔

یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ دماغ ٹھیک ہے آپکا"۔۔۔۔"

فوجی آدھے پاگل ہوتے ہیں سنا تھا مگر آج۔یقین بھی ہو گیا"۔۔۔وہ شدید" غصے کی زد میں سرخ چہرہ لیے چبا چبا کر بولی۔۔۔اپنی بے بسی پر چیخنے چلانے کا دل کر رہا تھا۔۔۔مگر وہ فقط ضبط کر کے رہ گئی۔۔۔۔

اس کو یوں انجان بنتا اور بیوی لفظ پر شدید ری ایکٹ کرتے دیکھ کر سبطین کا پارہ ہائی ہوا تھا۔۔۔یہی وہ لڑکی تھی جو اس کی بیوی بننے کے لیے کتنا گڑ گڑائی تھی اور آج بیوی کہنے پر بھڑک اٹھی تھی۔۔۔۔سبطین کی انا پر کاری وار ہوا تھا کہ پل میں وہ انتہاؤں کو پہنچا تھا۔۔۔۔۔

اس سے پہلے کہ تم میرا پورا پاگل پن اور وحشی روپ دیکھو فٹافٹ چائے بنا" کر میرے کمرے میں پہنچو"۔۔۔۔

وہ سبز آنکھوں میں آگ کے شعلے لیے سرد آواز میں دھاڑا تھا کہ یکدم سے روباب اچھل کر دو قدم دور ہوتی سانس تک روک گئی تھی۔۔۔پہلی بار وہ

اسے شدید غصے میں دیکھ کر خوفزدہ ہو گئی تھی۔۔۔جبکہ دل و دماغ بند ہوتے محسوس ہوئے تھے جو اسے خونخوار نظروں سے گھور کر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے میں بند ہو گیا تھا۔۔۔

روباب بے دلی سے اس کے حکم کی تعمیل کرتی اس کے لیے اسپشل چائے تیار کر چکی تھی۔۔۔اپنی زندگی میں گھلے نمک کی طرح وہ اس کے لیے تیار کردہ چائے میں بھی نمک کے پورے تین چمچ انڈیل کر اس کے حلق میں انڈیلتا دیکھنا چاہتی تھی۔۔۔مقصد اس کو آئندہ کسی بھی حکم سے باز رکھنے کا تھا۔۔مگر یہ صرف کی خام خیالی تھی کہ سبطین شاہ اس پر حکم چلانا چھوڑ سکتا تھا۔۔۔وہ سانس لینا تو بھول سکتا تھا مگر روباب شاہ پر رعب اور حکم چلانا کبھی نہیں بھول سکتا تھا کہ اس کی فطرت یکسر مختلف تھی۔۔۔وہ روباب شاہ پر حکم چلا کر اسے فقط اپنا ماتحت کرنا چاہتا تھا۔۔۔کہ پچھلے چند سالوں میں اس کی جانب سے بے اعتنائی اسے سخت گھلی تھی مزید وہ خود کا نظر انداز ہونا

تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کجا کہ روباب کا خفیف سا انکار بھی اس کے اندر دبی چنگاری کو بھڑکانے کا موجب بنا تھا۔۔۔

جب سے وہ آیا تھا روباب کو اس کی شرر بار نگاہیں خود پر جمی محسوس ہوئیں تھیں۔۔۔اس نے سرسری سا ایک بار دیکھ کر نظروں کا زاویہ یوں پھیرا تھا کہ پھر آنکھوں کو اپنے من و تن میں بسے وجود کو دیکھنے کی اجازت نا دیتے انہیں سولی پر لٹکائے رکھا تھا۔۔۔اس نے ایک بار بھی سبطین کی جانب دیکھنا تو دور اس کی نظروں کے سامنے آنا بھی گوارا نا سمجھا تھا۔۔۔اور اب حقیقتاً سبطین کی بس ہوئی تھی کہ جبھی وہ اسے چائے بنا کر اپنے کمرے میں آنے کا حکم نامہ سنا چکا تھا۔۔۔۔

وہ جس انداز و تخاطب میں بھڑکا تھا روباب چاہ کر بھی انکار نہیں کر سکی تھی کہ اس کی سلگتی آنکھوں میں واضح وارننگ دیکھ کر وہ ڈر ہیبت کی پیش نظر اسکا اکھڑ مزاج دیکھ کر سہم سی گئی تھی۔۔۔۔

روباب آنکھوں میں امڈ آتی نمی کو بہنے سے روکنے کے لیے بار بار مژگان جھپکتی کپ میں اس کے لیے چائے ڈال کر ٹرے میں رکھنے لگی۔۔۔۔

اس کا دل اندر سے ویران اور کھنڈر نما گھر کے جیسے تھا کہ جو شدید آندھی اور طوفانوں کی زد میں آکر کسی بھی وقت ریزہ ریزہ ہونے کے لیے تیار تھا ۔۔۔۔اسی طرح اس کا اجڑا بکھرا ہوا دل بھی اپنی حالت پر ماتم کناں تھا۔۔۔

وہ کپ ٹرے میں رکھ کر گہرے گہرے سانس بھر کر چہرے پر غم و غصّے اور دکھ کے تمام تر تاثرات سنجیدگی اور بے پروائی کے خول میں ڈھالے وہ قدرے پر سکون مگر اندر سے لرزتی گھبراتی ہوئی اس کے کمرے کی جانب قدم بڑھا چکی تھی۔۔۔اس کا اٹھتا ہر قدم اس کی دھڑکنوں پر قابض ہو رہا تھا جبکہ چہرہ ہنوز سپاٹ تھا۔۔۔۔

روباب نے اس کے کمرے کے سامنے پہنچ کر دوپٹہ سر پر درست کرتے دروازے پر ہلکی سی دستک دی تھی مگر جواب ندارد تھا۔۔۔۔

دوبار دستک دینے پر اندر سے کوئی جواب ناپا کر اس نے دھیرے سے دروازہ کھولا۔۔ ہلکی لرزش میں مقید قدم اس کے کمرے میں رکھے تھے۔۔۔

سبطین کے اپنی زندگی کی طرح کمرے سے بے دخل کرنے پر بھول کر بھی اس کے کمرے میں آنا تو دور کجا کہ اس کے ارد گرد بھی نہیں بھٹکی تھی ۔۔۔اور آج اس کے دھاڑنے پر چائے لیے اس کے کمرے میں آئی تھی ۔۔۔ گرے اور سفید رنگ سے آراستہ کشادہ کمرا بہت خوبصورت اور عالیشان تھا۔۔۔

ذدبیز سفید پردے گلاس ونڈوز پر پڑے سورج کی روشنی کو مکمل طور پر اندر آنے سے روکے ہوئے تھے۔۔۔۔

کمرے میں زیرو بلب کی مدھم سی روشنی طلسماتی ماحول میں رومانوی تحریک دے رہی تھی۔۔۔روباب نے زبان سے لب تر کرتے گول گول آنکھیں گھما کر سبطین کر دیکھا۔۔۔خوش قسمتی سے وہ اسے نظر نہیں آیا تھا۔۔۔کہ اس کی غیر موجودگی میں اس کے قدموں میں چستی مقید ہوئی تھی۔۔۔

اور وہ تُرت سے ٹرے بیڈ کے سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر بلا توقف پلٹی تھی۔۔۔

مقصد لمحے کے ہزارویں حصے میں اس عنکبوت خانے سے نکلنے کا تھا۔۔۔جس میں وہ کچھ سیکنڈ بھی رکتی تو اس میں جکڑ کر رہ جاتی۔۔۔۔

وہ بھاگنے کیسے انداز میں دروازے کی سمت بڑھ تھی کہ اسی اثنا میں سبطین باسط علی شاہ واشروم سے نکلا تھا۔۔۔کہ نظریں اس کی پشت پر پڑی۔۔۔اسے کمرے سے بھاگتے دیکھ کر سبطین کے اندر غصے کا جوار امڈ آیا تھا۔۔۔پہلے ہی

وہ اس کا دماغ ٹھکانے لگانے کا سوچ چکا تھا مزید اس کا بھاگنا اس کا خون کھولا کر رکھ گیا تھا۔۔۔۔

وہ لب بھینچ کر لمبے لمبے ڈگ بھر کر اس کی کوشش ناکام بنا کر اسے بازو سے پکڑ کر اپنی جانب کھینچ چکا تھا کہ وہ اس اچانک افتادی بھونچال پر متحوش سی ہوتی توازن برقرار نا رکھ پانے پر کٹی ڈالی کی طرح اس کے بھیگے چوٹے سینے سے ٹکرائی تھی۔۔۔۔ تو ماتھا اور ناک اس کے فولادی سینے سے ٹکرانے پر تکلیف کی شدت سے بے ساختہ اس کی منہ سے سسکاری نکلی۔۔۔۔

مقابل کی فولادی انگلیوں کی گرفت اس کی بازوں میں پیوست ہوتی اس کے گوشت کو ہڈی سے جدا کرنے پر تلی تھیں۔۔۔اس بے پناہ درد کے باعث فی الفور اس کی آنکھوں میں نمکین پانی بھر آیا تھا۔۔۔۔

اس نے ڈولتے پانی سے مزین نین کٹوروں سے اس بے مہر بے رحم شخص کو دیکھا تھا۔۔۔جو سبز سلگتی کاٹ دار نگاہوں سے اسے دیکھتا ان دیکھی آگ کی لپیٹ میں جلا کر بھسم کرنے پر تلا تھا۔۔۔۔

روباب کے چہرے پر درد کے تاثرات دیکھ کر اس نے گرفت قدرے نرم کی تھی۔۔۔۔

کہاں بھاگ رہی تھی تم "۔۔۔وہ اس کے خوبصورت و ملائم چہرے پر" شعلہ اگلتی نگاہیں گاڑھے سرد بے لچک انداز میں استفہامیہ گویا ہوا۔۔۔تو اس کے لہجے میں رعب، تحکم اور استحقاق محسوس کر کے اس کے چہرے پر سراسیمگی سی پھیل گئی تھی۔۔اس کو اپنے سامنے بے دھڑک شرٹ لیس سا بلیک ٹراؤزر میں ملبوس بھیگے چوڑے سینے کو دیکھ کر روباب کی آنکھیں پھیلیں تھیں اور دھڑکنوں میں تموج برپا ہوا تھا۔۔۔۔

تو وہ حواس باختہ سی لرز اٹھی تھی۔۔۔اس کو اپنے سامنے بغیر شرٹ کے دیکھ کر۔۔۔اس کے بالوں سے ٹپکتی پانی کی بوندیں اس کے چہرے پر پڑتی اس کے وجود میں جذب ہوتی خون میں انتشار برپا کر گئی تھیں۔۔۔۔

چھوڑیں مجھے درد ہو رہا ہے"۔۔۔۔"

وہ اس کا سوال سرے سے ہی نظر کرتی اس کی گرفت میں مچلتی نظریں چراتی رکھائی سے بولی تو اس کی اس قدر بے التفاتی کے مظاہرے پر سبطین شاہ کی کن پٹی کی رگیں پھولنے لگیں تھیں۔۔۔۔جبکہ آنکھوں سے آگ کے شرارے پھوٹ رہے تھے۔۔۔

یہ میرے سوال کا جواب نہیں"۔۔۔اسے مسلسل زور آزمائی پر تلا دیکھ وہ" اسے گھما کر رخ دروازے کی جانب کرتا اس کے سینے کے اوپر سے بازو گزار کر اس کی پشت اپنے سینے سے لگائے اور دوسرا ہاتھ اس کے پہلو سے

گزار۔ کر پیٹ پر انگلیوں کا دباؤ بڑھا کر اسے مکمل اپنے حصار میں قید کر گیا تھا تو اس کی اس گستاخی پر وہ زلزلوں کی زد میں آتی اس کی آنچ دیتی قربت پر خفت و شرم کے باعث کان کی لوؤں تک سرخ پڑی تھی۔۔۔۔

یہ کیا طریقہ ہے چھوڑیں مجھے "۔۔۔"

وہ دھونکنی کی مانند تیز ہوتی سانسوں کو قابو کرتی بمشکل بولی تھی۔۔۔۔اس کے لمس کی حدت میں وجود سلگتا محسوس ہوا تھا۔۔۔ریڑھ کی ہڈی میں سرد لہریں سی دوڑا اٹھیں تھیں۔۔۔اور دھڑکنوں میں تلاطم برپا ہوا تھا۔۔۔۔

طریقے اور بھی بہت سے ہیں تمہیں قید و گھائل کرنے کے جن سے رفتہ" رفتہ تمہیں واقف کرواؤں گا کیونکہ ایک ہی بار تم میرے تمام تر طریقے برداشت نہیں کر پاؤ گی "۔۔۔۔وہ معنی خیزی سے بول کر اس کا دوپٹہ ہٹا کر دور اچھال چکا تھا تو اس کے لفظوں میں پوشیدہ معنی اور اس فعل پر وہ یکدم

سے تڑپ اٹھی تھی۔۔۔اس کی اگلی حرکت پر وہ خود میں سمٹنے لگی۔۔۔جو بڑے استحقاق سے اب اس کے جوڑے میں مقید بالوں کو کھول چکا تھا کہ ریشمی گھٹائیں اس کی کمر پر لہرائی تھیں۔۔۔

پہلی بار سبطین کے یوں بے حد قریب آنے اور اس کی اس قدر بے باکی پر روباب کے حواس مختل ہونے لگے تھے جنہیں وہ بمشکل قابو کیے ہوئے تھی کہ اس کی زراسی ڈگمگاہٹ اس کے لیے باعث شرمندگی اور مقابل کے لیے مزاح کا سامان بن سکتی تھی۔۔۔اور مزید وہ خود مزاق ہر گز نہیں بننے دینا چاہتی تھی۔۔۔۔

میرا تمہیں بیوی کہنے پر تمہارا اکھڑنا انتہائی نامعقول حرکت تھی۔۔۔اس" بات کی وضاحت کر سکتی ہو، مسز سبطین شاہ۔۔۔آخر چل کہا رہا ہے تمہارے دماغ میں"۔۔۔۔

وہ اس کے بال مٹھی میں دبوچے نیچی آواز میں غرایا تو پسلیوں سے متصادم روباب کا دل سوکھے پتے کی مانند لرز اٹھا تھا۔۔۔تو وہ بے چین سی اس کی قربت میں مچل۔اٹھی تھی۔۔۔۔

جو چند سال پہلے اپنے اور اس کے بیچ انتہائی خوبصورت اور مضبوط رشتے کو بے معنی قرار دے چکا آج اس کا حوالہ دیتا رشتے کی اہمیت جتلا کر وہ روباب کو سخت برا لگا تھا۔۔۔اس کے بالوں پر سبطین کی گرفت سخت تر ہوتی تھی ۔۔۔اجمالاً روباب کا رشتے سے انکاری ہونا اور سراسر بے خبری عیاں کرنا سبطین شاہ کو فرط غضب میں مبتلا کر گیا تھا کہ وہ پل میں انتہاؤں کو چھونے لگا تھا۔۔۔اس کے اندر وحشتیں برپا ہوا ٹھی تھیں۔۔۔

وہ بیوی تھی اس کی۔۔۔اس کے نکاح میں تھی تو کیونکر مکر رہی تھی۔۔۔۔۔ کیا وہ۔رشتہ ختم کرنے کا سوچ رہی تھی۔۔۔تو یہ اس کی بہت بڑی بھول تھی ۔۔۔

میں آپ کی بیوی ہوں کیا واقعی۔۔۔۔۔۔یاد آ گیا آپ کو"۔۔۔وہ تڑپ کر" گویا ہوئی۔۔اس کی آنکھوں سے موتیوں کی لڑیوں کی مانند آنسوں جاری ہوتے رخساروں پر پھسلتے چہرہ بھگونے لگے تھے۔۔۔

جبکہ دل میں ایک ہوک سی اٹھی تھی۔۔۔یہ سوچ آتے ہی کہ جو شاید آج بھی اس کے احساسات سے کھیلنا پسندیدہ کھیل سمجھتا تھا۔۔۔۔

بھولا کب تھا میں"۔۔۔اس کے انداز و اطوار پر وہ لب بھینچے سرعت سے" اس کا رخ اپنی جانب کرتا سپاٹ آواز میں استفہامیہ گویا ہوا تھا تو ملال و رنج کے باعث رو باب کے آنسوؤں سے تر چہرے پر زخمی مسکراہٹ در آئی تھی۔۔۔۔

دلکش مسکراہٹ جو سبطین کا چین و قرار غارت کر گئی تھی کہ وہ مبہوت سا بے خودی میں اس کے لبوں پر اس خوبصورت مسکراہٹ کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔ مگر اس کی محویت اگلے ہی پل رو باب کے بولے گئے جملوں سے ٹوٹتی اس اس کے چہرے پر سپاٹ تاثرات در آنے کی وجہ بنی تھی۔۔۔

یاد کب تھی میں۔۔۔۔۔ سبطین شاہ۔۔۔اور بیوی نہیں میں آپکی۔۔۔"

آپ نے ہی کہا تھا۔۔۔۔یہ فقط کمزور سا رشتہ ہے جو آپ کو سب بڑوں کے کہنے پر مجھ سے بنانا پڑا"۔۔۔

وہ بھیگی آواز میں اس کی آنکھوں میں دیکھتی بولتی اس کے بولے گئے جملے اسی کو لٹاتی گویا سبطین شاہ پر پتھر برسا گئی تھی۔۔۔۔

مگر اب بہت جلد آپ کے سر سے یہ پہاڑ جیسا بوجھ ہٹ جائے گا۔۔۔۔تو " بہتر ہے کہ مجھے اس بے وقعت رشتے کا حوالہ دے کر تمسخر اڑانے سے پرہیز کریں۔۔اور نا ہی مجھ پر کسی قسم کا رعب جمانے کی کوشش کریں۔۔ کیونکہ میں آپ کا کوئی حکم سننا اور عمل کرنا ضروری نہیں

سمجھتی۔۔۔ جس طرح آپ کے لیے یہ رشتہ بے معنی ہے، اسی طرح سے میری لیے بھی اس کی اہمیت صفر ہے۔۔۔

لحاظہ آپ مجھ سے اس طرز پر بات مت کریں۔۔اور چھوڑیں مجھے "۔۔۔۔

وہ دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں سے اپنی آنسوں صاف کرتی بے خوف اور بے دھڑک درشت انداز میں بولتی خود کو اس کی جلادی گرفت سے نکالنے میں مجتہدی ہوئی تو اس کی باتوں اور اپنے مابین رشتے کی اہمیت صفر کہنے پر سبطین شاہ کے اندر غصے کا لاوا ابل پڑا تھا۔۔۔ تن من سلگ اٹھا تھا اس کے دماغ میں پنپتے خیالات جان کر۔۔۔

یکلخت وہ اسے دھکیل کر دروازے کے ساتھ پن کرتا اس کے ہاتھ سر سے اپر اپنے ہاتھوں کی فولادی گرفت میں لیے اس کے چہرے کے حد درجہ قریب ہوا تھا تو اس کے اس بے رحمی پر روباب کی کمر میں درد کی شدید لہر دوڑ گئی تھی جبکہ اس کی گرم سانسوں کے تھپیڑوں سے چہرہ جلتا محسوس ہوا تھا۔۔۔ اس کو بہت قریب دیکھ کر اس کے آنسوؤں کو بریک لگی تھی اور آنکھوں میں واضح تعجب سمٹ آیا۔۔۔ جان تو تب نکلی جب وہ اپنا سارا بوجھ اس پر ڈال کر اس کے وجود سے کا حصّہ بن کر براہ راست آنکھیں اس کی آنکھوں میں گاڑھ چکا تھا۔۔۔

زبان کاٹ ڈالوں گا تمہاری اور راکھ کر دوں گا تمہیں اگر تم نے اس رشتے"
کو ختم کرنے کے بابت اب اپنی زبان کھولی"۔۔۔وہ انتہائی سرد آواز میں اس
کے چہرے پر سلگتی سانسیں چھوڑتا سرگوشی میں پھنکارا تھا۔تو اس کے لہجے
میں چھپی کاٹ پر وہ کپکپا اٹھی تھی۔۔۔۔خوف و دہشت کے باعث اس نے
گہرا گھونٹ بھر کر حلق تر کرتے سہمی نگاہوں سے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔جو
آگ کی مانند دہک اٹھا تھا۔۔۔

بیوی ہو تم سبطین شاہ کی۔۔۔اس رشتے سے تمہاری لاپرواہی اور بے"
اعتنائی میں ہر گز برداشت نہیں کروں گا۔۔۔یہ بات اپنے ذہن میں بیٹھا لو
ورنہ بہت نقصان اٹھاؤ گی۔۔۔بھول۔کر بھی مجھے سے دور ہونے کی کوشش
مت کرنا۔۔اب تک تمہاری ہر حرکت برداشت کی ہے مگر آگے تمہاری زرا
سی لاتعلقی مجھے سفاکیت کے اعلی درجے پر پہنچے سے روک نہیں پائے گی"

۔۔۔۔۔

وہ زخمی شیر کی مانند دھاڑا تھا اور جھٹکے سے اسے اپنے کندھے پر ڈالے بیڈ کی سمت بڑھا تو سبطین کے اس عمل پر اس کا دل اچھل کر حلق میں آیا۔۔۔اور حواس جھنجھنا اٹھے تھے ہوش کی دنیا میں آتی وہ ہاتھ پاؤں مارتی مزاحمت پر اتر آئی تھی۔۔۔

مگر وہ لاتعلق بنا لمبے لمبے ڈگ بھرتا اسے اپنے بیڈ پر پٹخ چکا تھا کہ گرنے کے خوف سے اس کے منہ سے دبی دبی سی چیخ نکلی۔۔۔

مگر ملائم بستر کا احساس ہوتے ہی اس نے ہیئت میں ڈوبی آنکھیں کھول کر سبطین کو دیکھا۔۔۔

جو اس کے عین سامنے کھڑا سائیڈ ٹیبل پر پڑا ٹھنڈی چائے کا کپ اٹھا کر لبوں سے لگا چکا تھا۔۔۔

اس کو نمکین کھاری چائے پیتے دیکھ رو باب کا ننھا سا دل پسلیوں سے سر پٹخنے لگا تھا۔۔۔اپنی شامت آتی دیکھ وہ انکھوں کے ساتھ ہاتھوں کی مٹھیاں بھی سختی سے بھینچ گئی تھی۔۔۔وہ پہلے ہی اس کی باتوں سے خوف زدہ تھی کہ اب

وہ اس بپھرے شیر کو اسپیشل چائے حلق میں انڈیلتے دیکھ اپنے بچ جانے کی ڈھیروں دعائیں کرنے لگی۔۔۔۔

چائے کا پہلا گھونٹ بھرتے وہ ٹھٹکا اور اسے دیکھا جو کبوتر کی طرح آنکھیں بند کیے بے آواز کچھ بڑبڑا رہی تھی۔۔۔۔روباب کو یوں دیکھ کر اس کے لبوں پر پراسرار مسکراہٹ در آئی تھی۔۔۔معاً وہ ایک ہی گھونٹ میں کپ خالی کرتا سائیڈ ٹیبل پر رکھتا اس پر جھکا تھا اور اس کو سمجھنے کا موقع دیے بغیر وہ دائیں ہاتھ میں اس کا جبڑا دبوچ کر اس کا منہ وا کیے اس کے لبوں پر جھکا تھا اور اپنے منہ سے چائے اس کے حلق میں ن انڈیلتا روباب کو پتھر کی مورت کر گیا تھا۔۔۔

اس اچانک ہوئی افتاد پر روباب نے جھٹ سے آنکھیں کھولیں تھیں۔۔۔ وقت جیسے تھم سا گیا تھا اسے خود پر جھکا دیکھ وہ ساکت و جامد ہو گئیں تھیں ۔۔۔آنکھیں ممکنہ حد تک پھیل گئی تھیں جبکہ وجود تھر تھرا اٹھا تھا۔۔۔۔چند سیکنڈ کا کھیل تھا کہ وہ اس کے لیے بنائی چائے میں اسے بھی حصے دار بنا کر دور

ہوتا گہری مگر سرد نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا جو بے ربط سانسیں ہموار کرتی نم شکایتی نگاہوں سے دیکھتی پسینے میں نہا سی گئی تھی کہ اس کی اس قدر نزدیکی اور لبوں کا آنچ دیتا لمس اس کو سن سا کر گیا تھا۔۔۔۔

نجانے کتنی دیر وہ حیرت میں ڈوبی اسے دیکھتی رہی تھی۔۔۔جب سبطین شاہ نے اس کی پھٹی آنکھوں پر پھونک مار کر پلکوں کو لرزنے پر مجبور کیا تھا کہ ہوش کی دنیا میں آتی اس کی کاروائی یاد آتے ہی وہ دہل اٹھی تھی۔۔۔۔۔

آئی سوئیر مسز سبطین شاہ۔۔۔۔میں تمہیں اس رشتے کی نزاکتوں اور اس " کے معنی سے باور کروا کر تمہیں اس قدر پاگل کر دوں گا کہ تم اس رشتے کو ختم کرنے کی سوچ دماغ میں لانے سے پہلے ہزار بار سوچو گی "۔۔۔۔ تمہیں کیا لگتا ہے سبطین شاہ اپنی ملکیت چھوڑے گا۔۔۔۔اس سے " دستبردار ہو گا۔۔۔۔میری موت کی صورت میں بھی تم سبطین شاہ سے الگ

نہیں ہو سکتی بلکہ میری بیوہ بن کر زندگی گزارو گی کجا کہ میری زندگی میں مجھ سے علیحدگی تمہاری سانسیں چھیننے میں پل نہیں لگائے گی"۔۔۔

وہ اس کی گردن پر ایک۔ہی سیدھ میں چمکتے اپر نیچے تین مولز پر انگلی ٹریس کرتا گھمبیر تاًسر گوشی نما بولا تھا۔۔۔تو وہ سراسیمگی کیفیت میں مبتلا اس کے نیچے دبی اپنی پوزیشن اور بغیر دوپٹے کا خیال آتے ہے بے کل و بدحواس ہو کر اٹھنے لگی تھی کہ اس عجالتہً کے زیر اثر وہ مقابل کے مضبوط سینے سے ٹکرا کر واپس اسی پوزیشن میں گری تھی۔۔۔

اب تم مجھ سے پوچھے بغیر سانس بھی نہیں لے سکتی،دور جانا تو دور کی بات ہے"۔۔۔۔

وہ گہری والہانہ نظریں اس کے دلنشیں نقوش پر مرکوز کیے ہلکے سے خمار میں بولا تھا تو اب کی بار روباب کی بس ہوئی تھی۔۔۔جو اس کو آج صدموں پر صدمے دیتا بوکھلاہٹ زدہ کر رہا تھا۔۔۔

آپ چاہتے کیا ہیں آخر۔۔۔۔کیوں کر رہے یہ سب۔۔۔کیوں مجھے میری"
نظروں میں گرانے پر تلے ہیں"۔۔۔
وہ رندھی آواز میں بے بسی سے گویا ہوئی تھی۔۔۔

تمہاری روح سے جڑنا چاہتا ہوں"۔۔۔۔"
وہ اس کو دیکھتا ہنوز انداز اپنائے بولا تھا تو بر محل روباب کی آنکھوں میں
نفرت آن سمائی تھی کہ وہ پورا زور لگا کر اسے خود سے دور ہٹاتی پھرتی سے اٹھ
کھڑی ہوئی تھی۔۔۔۔۔
اب میں مر تو جاؤں گی مگر اپنی عزت نفس کو داؤ پر کبھی نہیں لگاؤں گی"
۔۔۔نفرت ہے مجھے آپ سے"۔۔۔۔

آپ کی سوچ ہے کہ اب آپ مجھے پالیں گے۔۔۔آپ کی دسترس میں"
آنے سے بہتر میں مرنا پسند کروں گی۔۔۔مجھے سے فاصلے پر رہیں اور اپنی انا کا

پرچم بلند کرتے اسی سے عشق لڑائیں جس کی خاطر مجھے دھتکارا تھا۔۔۔اور اب یہ ڈھونگ مت رچائیں اور مجھے آزاد کریں جتنا جلدی ہو سکے۔۔۔مزید آپ کے نام کا پھندا برداشت کرنے کی مجھ میں سکت نہیں ہے"۔۔۔۔۔

وہ زمین پر پڑا اپنا دوپٹہ اٹھا کر ہزیانی انداز میں اس پر چیختی اس کی بدلتی رنگت اور آنکھوں میں یکلخت پیدا ہوتی سرخی کو نظر انداز کرتی اس کے وجود کو تار تار کرتی کمرے سے نکلتی چلی گئی۔۔۔۔

جس طرح کچھ عرصہ پہلے وہ اس کی محبت کی دھجیاں بکھیر کر اسے روتا سسکتا چھوڑ کر گیا تھا۔۔۔آج وہ اس کے سامنے اس کا آئینہ بن کر آئی تھی۔۔۔کہ وہ بھی اس کے نام کو پھندا قرار دے کر سبطین شاہ کی روح پر کاری وار کرتی اسے ششدر کر گئی تھی۔۔۔

لڑکے میرے راستے سے ہٹ جاؤ، و گرنہ نقصان اٹھاؤ گے۔۔۔میرے "
متعلق اتنا تو جان ہی چکے ہو گے کہ میں خوبصورتی کا کس قدر دیوانہ ہوں
۔۔۔اور جہاں تک میرے علم میں آیا ہے تمہاری بیوی حسیناؤں کی ملکہ
ہے"۔۔۔۔

مقابل کی مسکاتی آواز پر سٹیرنگ پر ارباز کی گرفت سخت ہوئی تھی۔۔۔۔
کان میں لگے آلے سے اثنان بھی اس کی یہ بات سن چکا تھا۔۔۔کہ یکایک
وہ ارباز شاہ کے غصے سے خائف ہوتا مقابل کے انجام پر افسوس کناں ہوا تھا
۔۔۔

جو اپنے بیٹے کی اس کے پاس موجودگی کے باوجود غلطی سرزد کرتا اپنے لیے
گڑھا کھود چکا تھا۔۔۔۔

معاً اس نے پاس بیٹھے اثنان کو اشارہ دیا کہ وہ بروقت سمجھتا فون پر انگلیاں
چلاتا کچھ ٹائپ کرنے لگا تھا۔۔۔۔

شاہ کے چہرے پر چھائی حد درجہ سختی اور سرخ آنکھیں اس کی اندرونی کیفیت کا پتا دے رہی تھیں۔۔۔

وہ ضبط کی انتہاؤں کو چھوتا مقابل کو نوچنے کے لیے بے تاب ہوا تھا۔۔۔

تمہاری زبان پر میری۔بیوی کا ذکر بہت مہنگا پڑنے والا ہے تمہیں۔۔۔"

میری کال رکھنے تک تم اس کا نقصان اٹھا چکے ہو گے۔۔۔

فقط اتنا یاد رکھنا جو ئیہ۔۔۔ تمہاری گندی زبان پر اب کی بار میری بیوی کا ذکر تمہارے اگلے بیٹے کی موت کا پیام ہو گا"۔۔۔

وہ سرد آواز میں وحشت میں ڈوبا پھنکارا تھا کہ دوسری جانب موجود شخص کے ہاتھ سے فون گرتا اس کے اٹل ارادوں کا پتا دے کر اس کی ہستی ہلا کر رکھ گیا تھا۔۔۔

محض اس کی بیوی کے ذکر نے اس کے سر پر آسمان توڑ ڈالا تھا کجا کہ اس کی طرف دیکھنا اس کے لیے انتہائی بھیانک ثابت ہونا تھا۔۔۔

اثنان اس کی سنجیدگی کی پیش نظر لب بستہ ہو کر بیٹھا دل ہی دل میں ظوبی شاہ سے ملنے کے لیے مسکراتا باغ باغ ہو رہا تھا۔۔۔

جبکہ وہ لب بھینچے ہوا کی سپیڈ سے گاڑی ڈرائیو کرتا حویلی کے طرف کا فاصلہ سمیٹتا جلد از جلد حور کو دیکھنا چاہتا تھا کہ پچھلے دو دنوں سے وہ اس کے کسی بھی کال میسج کا جواب تک نہیں دے رہی تھی۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تایا ابو، بابا جان، چچا جان۔۔۔ یہ دیکھیں اس نے بسمل نے کیا حال کیا ہے"
۔۔۔ میری نئی آئی شیڈ تباہ کر دی ہے"۔۔۔
وہ ٹوٹی ہوئی کٹ تھامے چشمے کے پیچھے بڑی بڑی آنکھوں میں موٹے موٹے آنسوں لیے رونے کی تیاری پکڑ چکی تھی۔۔۔

بلکل نہیں سرکاروں۔۔۔۔الزام ہے مجھ پے۔۔۔۔میں تو بس دیکھ رہا تھا" اور یجنل ہے یا پھر دو نمبر اٹھالائی ہے مگر وہ ہاتھ سے گر گئی اب اس میں میرا کیا قصور ہے"۔۔۔۔

بسمل نے معصوم صورت بنائے جواباً کہا تو سب اس کی معصومیت پر عش عش کر اٹھے۔۔۔۔

جواب کا جو پھانکتا چور نظروں سے عشال کو خود کی جانب خونخوار نظروں سے گھورتا دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

بسمل تم کیوں بچی کے میک اپ کے پیچھے پڑے ہو"۔۔۔"

تایا ابو (داؤد شاہ) زرا سے سخت لہجے میں بولے۔۔۔۔

وہ کیا ہے نا بزرگوں"۔۔۔۔بسمل فوراً سے سیدھا ہوا۔۔۔کہ اس کے" انداز و اطوار پر سب گھور کر رہ گئے۔۔۔

ہاں تو میں کہہ رہا تھا بزرگوں ادب واحترام کے حق داروں۔۔۔۔میں"
دراصل حقیقت میں رہنے اور حقیقت سے آشنا کروانے والا معصوم بندہ
ہوں۔۔۔۔اور میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ عشال میڈم صاحبہ میک اپ
میں چڑیلوں کی رانی اوّل لگتی ہے اور مجھ سے یہ برداشت نہیں ہوتا کہ میری
سب سے چھوٹی کزن کو کوئی اس طرح کے القابات سے نوازے"۔۔۔۔

وہ پوری ڈھٹائی کا عملی مظاہرہ کرتا سب کو آگ بگولہ ہونے پر مجبور کر گیا تھا
۔۔۔
دیکھیں۔۔۔دیکھیں اس نالائق کو بابا جان۔۔۔اسنے مجھے چڑیل کی"
سردارنی کہا"۔۔۔
عشال ناک کے نتھنے پھلائے تیز تیز سانس لیتی بپھر کر بولی۔۔۔
آج سے تمہارا کھانا پینا بند ہے اس حویلی میں تمہیں پانی تک نہیں ملے گا"
۔۔۔۔"

تایاابواس کے زیادہ کھانے والی عادت پر سزاسنا کراس کو دہلا گئے تھے۔۔۔۔

آپ کے لیے میک اپ اتنااہم ہے تایاابو"۔۔۔۔بسمل جس قدر صدمے"
میں بولا تھا کہ وہاں آتی رو باب، طوبیٰ اور نینا نے برجستہ اڈ آنے والے قہقہے
پر ضبط کیا۔۔۔

لاحول ولا قوۃ۔۔۔۔شرم کادامن تھامو لڑکے"۔۔۔۔"
داؤد شاہ خفگی لیے بولے۔۔۔۔
جبکہ بسمل اپنے باپ حسن صاحب کی تنبیہ نظروں کی پرواہ کیے بغیر دانت
نکوسنے لگا۔۔۔۔

آج سے اسے کوئی دانہ پانی نہیں دے گا"۔۔۔۔"
داؤد شاہ کڑے تیوروں سے بسمل کو سزاسنا کر فارغ ہی ہوئے تھے کہ جبھی
بھاگتی ہوئی ہدا اپنا مقدمہ لے کر آن پہنچی تھی۔۔۔

تایا ابو"۔۔۔۔۔۔وہ سسکتی ہوئی فوراً سے اپنے تایا کے سامنے آتی دکھ اور"
غصے سے بھری ہوئی آدھی کتابوں اور آدھے پیج پکڑے کھڑی ہوئی۔۔۔
جبکہ اس کے ہاتھ میں کاغذ کے ٹکڑے دیکھ کر وہ معاملہ سمجھ چکے تھے کہ
جبھی وہاں نسبتاً بھاگتے اور صوفے کے قریب سلپ لگا کر رکتے بالاج کو گھورا
۔۔۔۔

بالاج نے میرے ناول ٹکڑے ٹکڑے کر دیے ہیں"۔۔۔۔وہ آنسوں پیتی"
بولی۔۔۔
جبکہ سب چکرائے ہوئے سے ان دو آفت کے پرکالوں کو دیکھ رہے تھے
۔۔۔

جھوٹی ہے یہ۔۔۔میں نے نہیں پھاڑے"۔۔"
تو اور کس نے پھاڑے ہیں"۔۔۔ہدا گرجی۔۔۔۔"

تم نے خود پھاڑے ہیں۔۔۔تایا ابو میں نے بس اتنا کہا تھا کہ یہ مجھے "
اسائنمنٹ بنا کر دے دو مگر اس نے کہا میرے پاس وقت نہیں میں ناول پڑھ
رہی ہوں۔۔۔تو میں نے بس اس کے سامنے سے اٹھائے ہی تھے کہ اس نے
کھینچ کر پھاڑ دیے "۔۔۔۔وہ تفصیلاً گویا ہوتا خود کو مظلوم ثابت کرنے پر تلا تھا
۔۔۔۔

تم لوگوں کو مسئلہ کیا ہے آخر کیوں دونوں بچیوں کے ناک میں دم کیا ہوتا "
ہے "۔۔۔۔
اب کے عظمی شاہ نے اُنہیں سخت انداز میں گھورتے استفسار کیا۔۔۔
تم دونوں کو یہ فضول میں دوسرے کے لیے وبال جان بننے اور امتحان میں "
فیل ہونے کے علاہ کوئی کام ہے کہ نہیں "۔۔۔۔تایا ابو دونوں کو شرم
دلاتے گویا ہوئے۔۔۔۔
ایک بار ہی ہوئے ہیں فیل تایا ابو "۔۔۔۔وہ یک زبان بولے۔۔"

تواور کتنی بار ہونا ہے"۔۔۔اب کی بار حسن شاہ بولے۔۔۔"

جب تک پاس نہیں ہوتے"۔۔۔وہ دونوں معصومیت سے گویا ہوئے"

۔۔۔۔

تم دونوں آج ہمارے تمام گھوڑوں کو نہلاؤ گے۔۔۔اس وقت تک حویلی"

میں تمہاری جگہ بلکل نہیں ہے"۔۔۔

کیاا"!!!!!۔۔۔۔"

ان کی حیرانگی پر لڑکیوں کا قہقہہ برجستہ تھا۔۔۔

ہم لالے اور دادا سائیں کے سامنے پیش ہونگے"۔۔۔بسمل منہ بسورے"

ٹھنکتے گویا ہوا۔۔۔

وہ اس سے بھی بری سزا سنائیں گے۔۔۔بہتر ہے اپنے کام کو نکلو"۔۔۔نینا"

جلدی سے بولی۔۔۔

اب آپ ہماری بائیک کو ہاتھ مت لگایے گا آپی "۔۔۔۔وہ دونوں خفگی" سے بولے کہ وہ شانے آچکا کر رہ گئی۔۔۔۔

ویسے یہ دادا سائیں اور دادی سائیں اس وقت کمرے میں کیا کر رہے ہیں" بچے تو ان کے ادھر ہیں"۔۔۔

بالاج بسمل کے ساتھ بیٹھتا شرارتاً گویا ہوا کہ سب ینگ جنریشن کے لبوں پر دبی دبی مسکراہٹ در آئی۔۔۔ جبکہ باقی سب ان کو گھورنے لگے تھے۔۔۔۔ جو بے شرمی میں اول درجہ حاصل کر چکے تھے۔۔۔

جبھی پورچ میں ایک سے زیادہ گاڑیوں رکنے کی آواز پر حال میں بیٹھی پلٹون میں پھرتی در آئی تھی کہ وہ جو کچھ دیر پہلے ایک دوسرے سے جھگڑ رہے تھے کہ ارباز کی گاڑی کے رکتے ہی وہ ایک دوسرے کی جانب نرم مسکراہٹ سے

دیکھتے بلکل سیدھے ہو کر بیٹھے ہلکی پھلکی گپ شپ میں محو ہو چکے تھے۔۔۔
جبکہ بڑے سب ان کو گرگٹ کی طرح رنگ بدلتا دیکھتے رہ گئے تھے۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسلام علیکم "۔۔۔۔۔"

اربازشاہ اور اثنان ملک دونوں ہی حویلی کے بڑے سے لاونج میں آئے تھے
۔۔۔اربازاور اثنان کو دیکھ کر سب کے چہرے چمکنے لگے۔۔۔۔
شکر ہے ہمارے بچوں کو بھی فراغت نصیب ہوئی ہے "۔۔۔۔"
باسط شاہ دونوں کو دیکھتے پر مزاح انداز میں گویا ہوئے۔۔۔۔
جبکہ اثنان ملک کو دیکھ کر سب ینگ جنریشن میں اربازکے کارناموں اور اس کے کامیاب مشن کے جاننے کے متعلق ایکسائٹمنٹ سی در آئی تھی۔۔۔۔
وہیں اربازاور اثنان سب سے مل کر صوفے پر براجمان ہو چکے تھے۔۔۔۔۔
سب بڑی چاہت اور محبت سے اثنان سے ملے تھے۔۔۔

اثنان ملک کی حویلی میں عزت و تکریم ارباز شاہ کی طرح ہی تھی کہ وہ بھی اس حویلی کا بیٹا مانا جاتا تھا۔۔۔۔

ارباز نے ایک بے چین نگاہ دوڑائی پر دشمن جاں کہیں بھی نظر نا آئی تھی کہ اس کو دیکھنے کی طلب زور پکڑ چکی تھی۔۔۔

لالے آپ کی بے چین نگاہوں کا چین آپ کے کمرے میں ہے"۔۔۔۔"
بسمل نے ارباز کو چھیڑتے کہا کہ ارباز نے سرد نگاہوں سے اسے دیکھتے ابرو اچکائی۔۔۔۔

اور آپ کی زبان کا علاج میری گن میں ہے"۔۔۔۔وہ بھرپور سنجیدگی سے"
گویا ہوا تھا کہ سب خشمگیں نظروں سے اس شاندار مرد کو دیکھنے لگے تھے۔۔۔۔

ویسے لالے جب سے آپ سے آپکی شادی ہوئی ہے بھابھی کم ہی ہم سے" کلام کرتی ہے۔۔۔ایسا کیا تالا لگایا ہے آپ نے ان کے منہ پے"۔۔۔۔

بالاج نے مزید ٹکڑا لگایا تھا کہ اب کی بار سب بڑوں کے چہروں پر پر لطف مسکراہٹ در آئی تھی۔۔۔

اس کے سوال پر جہاں سب کے چہروں پر دبی دبی سی مسکراہٹ گھلی تھی بر محل وہ سب کی موجودگی میں خجل سا ہوتا اس کو کڑے تیوروں سے گھورنے لگا۔۔۔

اثنان اگلے پانچ منٹ میں مجھے ان دونوں کی زبانیں اپنے سامنے ٹیبل پر نظر آنی چاہیں"۔۔۔۔

وہ جس انداز میں بولا تھا کہ بالاج بسمل کو پتنگے لگے تھے کہ ترت سے وہ جان بچانے کے لیے اٹھ کر باہر کی جانب دوڑ لگا چکے تھے۔۔۔۔

بیٹا ان دونوں شیطانوں کو آپ ہی ہینڈل کر سکتے اپنے باپ اور تایا کی تو " کچھ سنتے ہی نہیں۔۔۔اور ابا سائیں کی دانٹ پھٹکار کو خاطر میں نہیں لاتے ۔۔۔"

عظمی شاہ جس طرح بولی کہ سب مسکرادیے جبکہ اثنان کی شوخ نگاہیں تو طوبیٰ شاہ پر جمی تھیں جو اس کی نظروں سے پزل ہوتی اب اٹھ چکی تھی۔۔۔ بے فکر رہیں۔۔۔ سدھر جائیں گے "۔۔۔ وہ ان کو اطمینان دلاتا اپنی جگہ " سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔ اور اپنے کمرے جانب بڑھا گیا۔۔۔ اس کے جاتے ہی سب اب اثنان ملک کو گھیر چکے تھے۔۔۔۔

مرتے کیا نہ کرنے کے مصداق وہ سخت غم ور نجش اور بے بسی و غصّے کے عالم میں سب کی باتوں سوالوں اور خاص طور پر ماں کے غصے سے نالاں وہ اس وقت اپنے اور شاہ کے مشترکہ کمرے میں چیسٹر صوفہ پر پاؤں پسارے آنکھیں موندے کسی گہری سوچ میں غرق تھی۔۔۔۔

اسے گئے دو دن ہو گئے تھے اور ان دو دنوں میں وہ خود کو سب سے الگ تھلگ اس کے کمرے میں بند کر چکی تھی۔۔۔ گویا کہ اس کمرے میں رہنا

عصاب شکن مرحلہ تھا مگر وہ تانہ شکنی کے ڈر سے اور اپنی قسمت کا ماتم کرتی اسی کمرے میں پائی جاتی تھی۔۔۔۔

اس کی سوچوں میں خلل دروازے کی ہلکی سی کلک نے ڈالا تھا۔۔۔اس نے چونک کر آنکھیں کھولیں اور زرا سی گردن ترچھی کر کے دروازے کی جانب دیکھا۔۔۔

جہاں وہ بلیک رنگ کے فارمل ڈریس میں کوٹ بازو پر ڈالے کمرے میں داخل ہوا تھا۔۔۔۔

مضطرب نگاہیں صوفے پر بیٹھی ہلکے گلابی رنگ کے شفون کے سوٹ میں ملبوس پری پیکر پر پڑتی بوجھل دل و دماغ کو گویا غذا بخش ہوئی تھی۔۔۔۔اس کی گہری سیاہ استحقاق بھری نگاہیں اس کے چہرے کا طواف کرتی پیاسی نظروں کو سیراب کر رہی تھی۔۔۔جو چہرے پر سوگواریت سجائے آنکھیں پھاڑے اسے دیکھتی حواس باختہ سی نظر آ رہی تھی۔۔۔یہ اس کی پرسنیلٹی کا اثر تھا یا پھر اس کی چاہت و دیوانگی کے مظاہروں سے چکرائی ہوئی تھی اور اس

پر مستزاد اس کے انداز رکھ رکھاؤ میں ادا ہوئے معنی خیز جملے جو اس کی جان نکالنے کو کافی ہوتے تھے۔۔۔اور سب سے بڑھ کر اس کی موجودگی۔۔۔ جس میں وہ اپنے گرد آکسیجن ختم ہوتے محسوس کرتی سانس تک روک لیتی تھی۔۔۔۔

نظروں کے اس تبادلے پر حور نے عجالتہً رخ موڑا اور اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی کیونکہ اس کی موجودگی میں دل میں پکڑ دھکڑ زور پکڑ چکی تھی۔۔۔۔
چہرے پر سراسیمگی کی کیفیت ڈیرہ جما چکی تھی۔۔۔
جبکہ اس کو اپنے کمرے میں دیکھ کر شاہ کے تنے نقوش ڈھیلے پڑے تھے

۔۔۔۔

!!!!....جان۔۔۔ے یہ کیا جنونِ محبت ہے اِن دِنوں

!!!!....جی چاہتا ہے کوئی مجھے تم پہ وار دے

کچھ دیر پہلے ہوئی اس شخص سے ناگوار گفتگو کا اثر زائل ہوتا مقابل کھڑی اپنی جانِ عزیز کا نشہ سر چڑھ کر بولنے لگا تھا۔۔۔دو دنوں کے بعد اسے دیکھ کر دل میں پڑی وحشت پر اوس پڑنے لگی تھی۔۔۔تمام تر بے چینی غصہ اور انتشار گی ختم تر ہوئی تھی اور اپنی تمام تر تھکن اس پر انڈیلتے کے لیے دل مچلنے لگا۔۔۔

آنکھوں میں خماری کی سرخی لیے وہ قدم بقدم چلتا اس کے قریب آن رکا تھا

۔۔۔۔۔

جبکہ اس سے رخ موڑے کھڑی حور کی حالت غیر ہونے لگی تھی۔۔۔دو دن پہلے اس کی من مانیاں شدتیں اور گستاخیاں یاد کر کے وہ کان کی لو تک سرخ پڑتی کمرے سے نکلنے کے پر تول رہی تھی۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ اپنے خیالات پر عمل پیرا ہوتی ارباز شاہ کوٹ صوفے پر رکھتا اس کے عین پیچھے جا کھڑا ہوا تھا۔۔۔اتنا کہ حور کو اپنی پشت اس کے سینے سے مس ہوتی محسوس ہوتی اس کے وجود میں بہتے خون میں گرماہٹ سی بھر گئی تھی کہ وہ انگلیاں چٹخاتی اپنی کیفیت پر قابو پانے کی سعی کرنے لگی

۔۔۔۔۔

جب وہ گیا تھا تو کس قدر اس کو بکھیر گیا تو اب کیا کرے گا یہ سوچ ہی اس کے ہوش اڑائے دے رہی تھی۔۔اس کا چہرہ تپنے لگا تھا۔۔۔اور دل گویا کانوں میں دھڑکتا محسوس ہوا تھا۔۔۔۔

جبکہ وہ کچھ سیکنڈ کے توقف کے بعد اس کے گرد حصار باندھ کر ہاتھ اس کے پہلو سے لپیٹ کر اپنے بے انتہا نزدیک کر گیا تھا تو اس اچانک ہوئی افتاد پر حور کے اوسان خطا ہوئے تھے دل سوکھے پتے کی مانند لرز کر دھڑکنوں میں تلاطم برپا کر گیا تھا۔۔۔

وہ جو کچھ سال پہلے اسے ان رومنٹک کا خطاب دے چکی تھی اب شدت سے پچھتا رہی تھی۔۔۔

کیونکہ نکاح کے بعد ہوئی ملاقات سے اب تک جتنی بار بھی وہ اس کے نزدیک آیا تھا اتنی ہی بار وہ بڑی اچھی طرح اس کی غلط فہمی دور کر گیا تھا کہ اس کے منہ زور جذبات کی شوریدگی دیکھ کر اس کا روم روم کانپ اٹھا تھا

۔۔۔

مگر یہ فقط اس کی چاہت کا ایک چھوٹا سا مظاہرہ تھا۔۔

جس نے اس کے حواس متحیر کر کے اسے اپنی ذات کے گرد منسلک کرنا شروع کر دیا تھا۔۔۔

معاً وہ اس کے بال کیچر کی قید سے آزاد کرتا ان میں چہرہ چھپا کر اس کے پہلو پر اپنی مضبوط انگلیوں کا دباؤ بڑھا کر حور کو اپنے بازوؤں کے حصار میں لے کر اس کی طاقت سلب کر گیا تھا۔۔۔

یوں رخ موڑ کر آپ انجانے میں ءمیرے بہکے جزبات کو مزید بہکنے پر آمادہ" کر رہی ہیں۔ یہ نا ہو کہ یہ دل آپ کی طرف سے مقیم تمام تر مفروضات بلائے طاق رکھ کر آپ کو عشق کے رموز سے واقف کروانے کے لیے سرکشی پر اتر آئے۔۔۔اور یقین جانے پھر اس کو سنبھالنا میرے بس میں نہ ہو گا"۔۔۔

وہ اس کے بالوں میں چیرہ چھپائے خمار آلود سرگوشی نما بولا تھا کہ حور نے گھبرا کر کپکپاتے ہاتھ اپنے پہلو سے لپٹے اس کے ہاتھوں پر رکھے تھے۔۔۔۔ اس کی سانسیں منتشر ہوئیں تھیں تو دل کی دھک دھک بڑھنے لگی تھی

۔۔۔۔

جبکہ وہ اس کے بالوں میں چہرہ چھپائے ان کی خوشبو سینے میں اتارتا بہکنے لگا تھا ۔۔۔کہ معاً اس نے ہاتھ بڑھا کر اس کا دوپٹہ گردن سے کھینچ کر صوفے پر پڑے اپنے کوٹ پر اچھال دیا تھا۔۔۔

کہ اس کی اس جان لیوا اس گستاخی پر حور نے اس کے ہاتھ کی پشت پر ناخن چھبو ڈالے اور اپنی بکھری سانسیں اعتدال میں لانے کی کوشش کی تھی۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ مزید بہکتا اس کی برف کی مانند ٹھنڈی پڑتی ہتھیلیوں اور ان سے پھوٹتا پسینہ مستزاد وجود کی لرزش کو محسوس کر کے وہ سرکش جزبوں کی طنابیں کھینچ کر خود پر ضبط کے کڑے پہرے بیٹھا گیا تھا۔۔۔

معاً اس کی حالت کی پیش نظر وہ مشفقانہ مزاج سے گویا ہوا تھا۔۔۔

کیسی ہیں آپ "۔۔۔وہ اس کے بال پشت سے سمیٹ کر اس کی گردن پر" لب رکھتا نرم آواز میں بولا تو اس کے لبوں کے آنچ دیتے لمس پر حور کی وجود میں سرد لہر سرایت کر گئی تھی۔۔۔

بہت خراب ہوں جانتے تو ہیں آپ"۔۔۔۔وہ یوں ہی اس کے حصار میں" قید لڑکھڑاتی آواز میں گویا ہوئی تو اس کے اس جواب میں چھپے معنی سے واقف وہ لب بھینچ کر ایک جھٹکے سے اس کا رخ اپنی جانب موڑ گیا۔۔۔۔

مگر میرے لیے بہت اہم ہیں آپ"۔۔۔۔"

وہ جزب کے عالم میں بولتا اس کی پیشانی پر محبت کی مہر ثبت کر گیا۔۔۔۔تو اس کے اس جواب پر وہ لاجواب سی ہوتی اس کے سلگتے لبوں کا لمس محسوس کر کے آنکھیں میچ گئی۔۔۔

چند لمحے یوں ہی بیتے تھے کہ جب وہ ہلکا سا کسمسا کر دور ہوئی۔۔۔۔مگر اس ے حصار سے نہیں نکل پائی تھی۔۔۔اور نا ہی اب سے دور رہنے کا کہہ سکتی تھی کہ پچھلی بار وہ اس کا جواب جس انداز سے دے گیا حور چاہ کر بھی اب دور رہنے کے الفاظ زبان پر نہیں لا رہی تھی۔۔۔۔

اس کی اس مزاحمت پر شاہ نے سرخ آنکھوں سے اسے دیکھا جو اپنی بے اختیاری پر نظریں چراتی لب کچلنے لگی۔۔۔

سکینہ اماں کے پاس جانا ہے آپکو"۔۔۔۔؟"

وہ نرمی سے اس کا نچلا لب دانت کی گرفت سے آزاد کرواتا استفہامیہ گویا ہوا

۔۔۔تو بر محل حور کی آنکھیں پھیلیں کتنی فاسٹ سروس تھی اس کی، کہ لمحوں میں اس تک خبر پہنچ چکی تھی۔۔۔۔

جی"۔۔۔۔وہ نہایت مدھم آواز میں بولی تھی کہ وہ بمشکل سن پایا تھا"

۔۔۔۔

میرے ساتھ جایئے گا"۔۔۔وہ اس کے چہرے کو بے خود نظروں سے" دیکھتا گھمبیر تاًپر فسوں آواز میں بولا تھا تو اس کے لہجے میں بھاری پن اور نرمی و خماری پر اس کا دل پسلیاں توڑ کر باہر آنے کے در پر تھا۔۔۔اس پر مستزاد اس کی ساتھ جانے پر ماضی کے چند خیالات ذہن کے دریچوں پر قابض

ہوتے اسے دہلا گئے تھے کیونکہ سالوں پہلے جو دعا اماں نے انہیں دی تھی وہ سچ ثابت ہوئی تھی اور ابھی دوسری دعا قبول ہونا باقی تھی۔۔۔۔

اس کی حالت اور ذہن میں گردش کرتے خیالات سے واقف شاہ کے لبوں پر مسکراہٹ چھپ دکھلا کر غائب ہوئی تھی۔۔۔

جبکہ وہ اس کی حصار میں کھڑی خود سے لاپرواہ کسی گہری سوچ میں گم ہو چکی تھی۔۔۔۔

وہ ایسا ہی تھا اسے اپنے حصار میں قید کر کے اسے اپنے آپ سے بیگانہ کر کے اپنی ذات کے گرد منسلک کر دیا کرتا تھا۔۔۔اسے گم سم دیکھ کر شاہ نے اس کے بالوں پر لب رکھے تھے تو اس نرم لمس اور اس قدر قربت پر حور ہوش کی دنیا میں آتی قدرے فاصلے پر ہوئی تھی۔۔۔۔

نہیں۔۔۔میں روباب آپی کے ساتھ جا رہی ہوں"۔۔۔ "

وہ ہڑبڑا کر جلدی سے نفی کرتی بولی۔۔۔

مگر اب آپ نہیں جا رہی ہیں"۔۔۔۔وہ اس کی نم آنکھوں میں جھانکتا" سنجیدگی سے گویا ہوا تھا۔۔۔

کیوں"۔۔۔۔اس نے الجھ کر استفسار کیا تو وہ اس کی پشت پر گرفت مضبوط" کرتا اس کے چہرے کے بلکل قریب جھکا۔۔۔۔۔

کہ جبھی اس کی پاکٹ میں پڑا فون وائبریٹ ہونے لگا۔۔۔

اس کیوں کا جواب دینے بیٹھ گیا تو آپکو ہی شکایت ہو گی"۔۔۔۔وہ اس کی" کن پٹی کو لبوں سے چھو کر دور ہوا۔۔۔۔

اور ایک گہری استحقانہ نظر اس پر ڈال کر نرمی سے اسے اپنے حصار سے آزاد کرتا کان میں لگے ائیر پیس کو ہلکا سا ٹچ کرتا کمرے سے ملحقہ سٹڈی کی جانب بڑھ گیا۔۔۔

جبکہ حور منہ کھولے اسے جاتا دیکھتی رہ گئی۔۔۔ مگر اس کے انکار نے اس کے اندر پرانی حور کو جگایا تھا جو اپنی منانے والی تھی۔۔۔۔

معاً غصے میں وہ تن فن کرتی اس کے پیچھے سٹڈی میں گئی تھی یہ سوچے بغیر کہ وہ جو بمشکل خود کو بہکنے سے روکے ہوئے تھا۔ حور اس سے الجھ کر اس کا ضبط آزمانے جا رہی تھی۔۔۔ نتیجتاً اس کے منہ زور جذبات کے طوفان سے بچنا حور کے لیے نہایت مشکل امر ثابت ہونے والا تھا۔۔۔

وہ اپنی حالت سے یکسر انجان غصے سے بپھری شیرنی بنی اس کے پیچھے آئی تھی ۔۔۔

جب وہ ریک سے کوئی ضروری فائل نکال کر سٹڈی ٹیبل پر رکھ کر ایک نظر جائزہ لیتا ساتھ ہی کان میں لگے ائیر پیس سے مقابل کی بات سن رہا تھا۔۔۔ اس سے پہلے کہ حور کچھ کہتی مقابل کی رعب دار سنجیدگی میں لپٹی گھمبیر آواز گونجی تھی۔۔۔۔

مجھے کام میں کوتاہی ہر گز پسند نہیں، فخر۔۔۔ تمہارے پاس فقط دو گھنٹے ہیں"
۔۔۔ان گھنٹوں میں مجھے اس شخص کا شجرہ نسب اور اس کے ہر طرح کے
مشغلے کی رپورٹ میرے آفس میں چاہیے"۔۔۔
اسے اور تمہیں مزید وقت دینا سراسر بیوقوفی ہو گی۔۔۔ پچھلے چھ ماہ سے تم"
اس کے متعلق ایک نقطہ کے برابر نہیں جان پائے۔۔۔ یقیناً اس کام سے
تمہاری دلچسپی ختم ہو چکی ہے۔۔۔ مجھے ناکارہ، کام چور لوگ اپنی ٹیم میں
بالکل نہیں چاہیں۔۔۔ تمہارے پاس چند گھنٹے ہیں تمہاری قابلیت دیکھانے
کے لیے۔۔۔اس کے بعد تم مجھے میرے آفس کے آس پاس بھی بھٹکتے نظر
نا آؤ"۔۔۔

وہ فائل پر گہری سیاہ آنکھیں جمائے ورق گردانی کرتا مقابل سے پر سکون مگر
لہجے میں چٹانوں کی سختی لیے بولا تھا۔۔۔۔ تو حور جو غصے میں شعلہ جوالہ بنی

آئی تھی کہ اس کی بھاری آواز میں انتہائی سرد پن کی آمیزش محسوس کر کے دھڑکتے دل کے ساتھ وہیں رک گئی تھی۔۔۔۔

وہ جو کچھ دیر پہلے اس سے نرم اور وارفتگی کی لپیٹ میں گفتگو کا حامل نظر آیا تھا اس وقت فون پے بات کرتے وقت اس کے لہجے میں نرمی کا قطعی عنصر نمایاں نا تھا۔۔۔اس کے دو ٹوک انداز پر نجانے سامنے سے کیا کہا گیا تھا کہ وہ ہنکار بھر کر کال ڈس کنیکٹ کر چکا تھا۔۔۔۔

جبکہ حور کشمکش میں گھری نازک ہاتھوں کی انگلیاں مرروڑتی اس کی پشت دیکھ رہی تھی آیاں کہ بات کرے یا نا کرے۔۔۔وہ اس کی سنجیدگی سے حقیقتاً سہم گئی تھی۔۔۔اس سے پہلے کے وہ پلٹ کر جاتی معاً وہ پلٹا تھا کہ حور کو دیکھ کر ٹھٹھکا اور پھر اسے حیران پریشان دیکھ کر دلفریب مسکراہٹ نے اس کے لبوں کا احاطہ کیا تھا۔۔۔

اس کے لبوں کے گوشے میں پھیلیں مسکراہٹ دیکھ کر حور نے بے ساختہ حلق تر کیا یہ مسکراہٹ اس کو دنیا بھلا دیتی تھی۔۔۔شروع سے ہی وہ شاہ کی مسکراہٹ دیکھنے کی دیوانی رہی تھی۔۔۔جو ہر وقت سنجیدہ سا رہتا تھا۔۔۔کہ اس کی مسکراہٹ پر وہ اپنے کزنوں سے شرط لگاتی تھی۔۔۔اور اس نے بہت کم نوٹ کیا تھا کہ جب جب وہ شاہ کے سامنے جاتی تھی اس کے چہرے پر نرمی اور لبوں پر مسکراہٹ خود بخود آ جاتی تھی۔۔۔اور نتیجتاً وہ شرط جیت جاتی تھی ۔۔۔اسے اتنی خوشی جیتنے کی نہیں ہوتی تھی جتنی اس کی دلکش مسکراہٹ دیکھنے کی ہوتی تھی۔۔۔ایسی مقناطیسی مسکراہٹ کہ جو سامنے والے کو دیوانہ کر کے اپنے سحر میں جکڑ لے۔۔۔۔

ارباز شاہ کی وہی سحر انگیز مسکراہٹ دیکھ کر حور کے دل میں دھکڑ پکڑ زور پکڑ چکی تھی۔۔۔وہ نگاہیں اس کے لبوں پر جمائے کھڑی تھی۔۔۔کہ معاً کسی خیال کے تحت چونکی تھی اور اپنی بے خودی پر اس نے سر جھٹک کر ترت سے لبوں پر مچلتا شکوہ بیان کر ڈالا تھا۔۔۔۔

آپ مجھے روک نہیں سکتے۔۔۔میں روباب آپی کے ساتھ جانا چاہتی ہوں"۔۔۔وہ اس کی گہری سیاہ آنکھوں میں لمحہ بالمحہ بڑھتی چمک تاب نا لاتے نظریں جھکاتی جلدی سے اپنا موقف بیان کر گئی۔۔۔

کیونکہ مقابل کی آنکھوں میں اترتی خمار کی سرخی اس کے ہوش اڑائے دے رہی تھی۔۔۔جس کی پیش نظر وہ جلد از جلد منظر سے فرار ہونے کا سوچ رہی تھی۔۔۔۔پر اس سے پہلے جرح کرنا ضروری سمجھا تھا۔۔۔۔

جبکہ شاہ کی مسکاتی نگاہیں سامنے کھڑی اپنے عشق پر اپنی رگوں میں بسی اس لڑکی پر جمی تھیں۔۔۔جو آج خالصتاً بیویوں والی جرح پر اتر آئی تھی۔۔۔

میں نے کب منع کیا ہے جانے سے، میں بس یہ چاہتا ہوں کہ آپ میرے ساتھ جایئے گا۔۔۔۔اماں خوش ہوں گی"۔۔۔

اس نے گمبھیر خوبصورت آواز میں اسے باور کرواتے اس کی جانب قدم بڑھائے تھے۔۔۔کہ حور جو نگاہیں جھکائے کھڑی تھی نظر شاہ کے سیاہ بوٹوں پر پڑی جو شان داری سے بھاری قدموں کی دھمک چھوڑتا اس کی جانب ہی بڑھ رہا تھا۔۔۔

تو اسے اپنی جانب بڑھتا دیکھ کر اس کا دل اچھل کر حلق میں آیا تھا۔۔۔کہ ایک بار پھر سے اس کی قربت برداشت کرنا اس کے لیے مشکل امر ہونا تھا

۔۔۔

میں آپ کے ساتھ نہیں جانا چاہتی "۔۔۔وہ لب تر کرتی نامحسوس انداز " میں دو قدم پیچھے لیتی اپنی دانست میں اس سے فاصلہ مقیم کیے بولی تھی۔۔ جبکہ آواز میں لرزش واضح پیدا ہوئی تھی۔۔۔

آپ جانتی ہیں کہ میں آپ کو اکیلے جانے کی اجازت نہیں دوں گا "۔۔۔ "

وہ اسے فاصلہ بڑھاتے دیکھ سرعت سے اس کے انتہائی قریب آتا ایک ہی جست میں اسے اپنے حصار میں لے چکا تھا۔۔۔کہ وہ کسی بچے کی طرح اس کی پناہوں میں چھپ سی گئی تھی۔۔۔۔۔اس کے اس عمل پر حور کی کا دل پسلیوں سے سر پٹختا کانوں میں دھڑکنے لگا تھا جبکہ وجود میں سرد لہر سی سرائیت کر گئی تھی۔۔۔۔

کیوں نہیں جانے دیتے مجھے "۔۔۔ایک بار پھر سے شاہ کو بے حد نزدیک " دیکھ کر اس کے سانسیں اٹکنے لگیں تھیں تو وہ اس کی حصار سے نکلنے کی تگودو کرتی قدرے جھنجھلاہٹ سے بولی تھی۔۔۔۔

میں یہاں ہوں تو آپ وہاں جا کر کیا کریں گی۔۔آپ کے بنا ایک ایک لمحہ " مجھ پر بھاری گزرتا ہے۔۔۔آپ کو جانے دوں تو خود کہاں جاؤں "۔۔۔۔

وہ اس کی پشت پر نرم ہاتھوں کا دباؤ ڈالے اس کے خوبصورت چہرے کو دیکھتا خمار آلود آواز میں سرگوشی نما گویا ہوتا حور کو سٹپٹانے پر مجبور کر گیا تھا

میرا آپ سے ایسا کوئی رشتہ نہیں کہ میں آپ کے پاس بیٹھی رہوں"

"۔۔۔۔وہ اس کی انگلیوں کا لمس اپنی پشت پر سرکتا محسوس کر کے سرخ اناری ہوتی اس کے حصار میں کسمسا اٹھی تھی۔۔۔۔

آپ کا مجھ سے ایک انتہائی مضبوط گہرا اور نزاکتوں کا حامل رشتہ ہے جس" کے تقاضے میں سے ایک تقاضا آپ کا اس وقت میرے انتہائی قریب ہونا ہے۔۔۔اور یہ رشتہ تمام تر حد بندیوں سے بالا تر ہے۔۔۔اس قدر گہرے اور نازک اور رشتے کے باوجود آپ۔۔۔چلیں میری طرف سے تو سارے رشتے قائم ہیں آپ بھی ہمت کریں۔۔۔اس رشتے کو مکمل کرنے کے تمام تر تقاضے پورے کر ڈالیں"۔۔۔۔

وہ معنی خیزی سے پہلا جملہ ادھورا چھوڑ کر آخر میں پر فسوں آواز میں گویا ہوتا اس کے چہرے پر جھولتی لٹ کو کان کے پیچھے اڑیستا اس کے وجود میں برق رفتار سی بھر گیا تھا۔۔۔

مجھے نہیں رکھنا رشتہ مجھے آپ سے الگ"۔۔۔۔اس کے اس قدر محبت و" عشق سے واقف وہ قدرے بیزاری سے بولی تھی۔۔۔کہ پل پل وہ اس کے وجود و روح پر قابض ہوتا اس سے خود سے چھین کر اس میں خود کو معلق کرتا جا رہا تھا۔۔۔اور وہ جو نفرت کی دعویدار تھی اس کے عشق کے آگے پگھلتی جا رہی تھی۔۔۔اپنی حالت سے وہ اس قدر بے چین تھی کہ اسے بیزاری کی اوٹ میں چھپانے کی ناکام کوشش کرتی بولی تھی کہ تبھی بڑی اچانک سے وہ اس کا جملہ مکمل ہونے سے پہلے ہی حلق میں دباتا اس کے پنکھڑیوں جیسے شنگرفی لبوں پر قابض ہوا تھا۔۔۔

تواس کے دہکتے لبوں کی حدت بھرے لمس اور پر زور شدت پر وہ تڑپ اٹھی جبکہ دل پل بھر کے لیے دھڑکنا بھول کر پھر سے زور پکڑ چکا تھا۔۔۔تو دھڑکنوں میں طغیانی برپا ہوئی تھی۔۔۔اور وجود ساکت سا ہوتا محسوس ہوا تھا۔۔۔

لمحہ بالمحہ اس کے لبوں پر وہ گرفت مضبوط کرتا تمام تر غصہ بے چینی بے قراری اس میں انڈیلتا اس کے حواس مختل کر گیا تھا۔۔۔۔

حور کو اب جا کر اپنے لفظوں کا تدراک ہوا تھا مگر تب تک دیر ہو چکی تھی وہ دوسری بار اس سے علیحدہ ہونے کا ذکر کر کے اس کے دل پر کاری وار کر گئی تھی۔۔۔وہ جس نے اس کے ساتھ پانے کے لیے تڑپ تڑپ کر مرادیں مانگی تھیں۔۔۔اور کچھ سال پہلے جب وہ اپنے جملہ حقوقِ اس کے نام کر کے اسے جانے کا کہہ چکی تھی تب وہ بغیر کسی ہاں نا کے چلا گیا تھا۔۔۔اور سالوں دور ہجر کاٹنے میں اسے یہی ڈھارس ملی تھی کہ وہ اس کی تھی اس کے

نام تھی اس کی بیوی تھی۔۔۔اور واپس آنے کے بعد اس کی اپنے کمرے میں بیوی کی حثیت سے موجودگی اس کے اندر سرشاری سی بھر گئی تھی اور آج اس کا الگ ہونے کا ذکر شاہ کی سانسیں چھیننے کے مترادف تھا۔۔۔وہ اس کی پشت کے گرد حصار مضبوط کیے اس کے لبوں پر جھکا دیوانہ ہوتا بہکتا چلا جا رہا تھا۔۔۔۔

جبکہ اس کی قید میں حور سانسوں کے لیے بن جل مچھلی کی طرح تڑپ اٹھی تھی۔۔اس کی شدت پر آنکھوں سے آنسوں جاری ہوئے تھے۔۔۔اور وہ نڈھال سی اس کے بازوں میں جھول گئی تھی۔۔۔کہ تبھی شاہ کی مضبوط پناہوں نے اسے سہارا دے کر اپنے سینے میں بھینچ لیا تھا۔۔۔حور بے حس و حرکت کھڑی آنکھیں موند گئی تھی اس سے پہلے کہ وہ ہوش و خرد سے بیگانہ ہوتی اس پر اپنی شدت کی رمق باور کروانے کے بعد شاہ نے اسے آزادی بخشی تھی اور اتنی ہی تیزی سے پیچھے پڑے کاوچ پر دکھیلا تھا۔۔۔کہ وہ توازن

برقرار نارکھ پاتے پشت کے بل کاوچ پر لیٹنے کے انداز میں گری تھی اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھ پاتی خود پر شاہ کو جھکتے دیکھ کر بھونچکا کر رہ گئی تھی۔۔۔

وہ جو پہلی ہوئی افتاد پر نا سنبھل پائی تھی کہ شاہ کے اس عمل پر بوکھلا اٹھی تھی۔۔۔اور آنسوؤں کو بریک لگی تھی۔۔۔چہرے پر سراسیمگی سی پھیل گئی تھی۔اس سے پہلے کہ وہ ہڑبڑا کر اٹھتی شاہ اس کی کوشش ناکام بنا تا دائیں بائیں ہاتھ رکھے سائے کی مانند اس پر جھک آیا تھا کہ اسے اپنے اپر بے پناہ نزدیک دیکھ کر حور کی بھیگیں آنکھیں حیرت سے پھیلیں تھیں وہ جو سانسیں ہموار کرنے کے لیے مچل رہی تھی کہ پھر سے منتشر ہونے لگیں تھی دل جیسے مٹھی میں بند ہوتا دھڑکنا بھول گیا تھا۔۔۔

پلیز پیچھے ہوں مجھے سانس نہیں آرہی"۔۔۔اپنی حالت سے گھبرائی ہوئی" بولی تھی کہ جبھی شاہ نے اپنے دائیں ہاتھ میں اس کے دونوں ہاتھ قید کیے

کاوچ کی پشت سے ٹکائے تھے اور دوسرا ہاتھ اس کی کمر میں ڈالے اس خود کے قریب کھینچا تھا اتنا کہ دونوں کے دل ایک ہی لے میں دھڑک اٹھے تھے ۔۔۔جبکہ دونوں کی نگاہوں کے اس زوردار تصادم پر حور دھک سی رہ گئی تھی۔۔۔شاہ کی گہری سرخ آنکھیں اور ماتھے کی پھولتی مخصوص رگ اس کے کڑے ضبط کا پتا دے رہی تھی۔۔۔کہ ان سرخ گہری سیاہ آنکھوں میں شکوہ، غصہ اور جزبات کا ٹھاٹھے مارتا سمندر دیکھ کر وہ دہشت سے آنکھیں سختی سے میچ کر لب دانتوں تلے دبا گئی۔۔۔اسے یہاں آنے پر شدت سے پچھتاوے نے آن گھیرا تھا۔۔۔

جبکہ وہ باخوبی اس کی دھڑکنوں کا رقص سنتا گہری سرخ آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔نعاً ہاتھ بڑھا کر اس کے نچلے لب کو دانت کی گرفت سے آزاد کرواتے اس کے کان کے قریب جھکا تھا۔۔۔

جن خیالات کو آپ تقویت دے رہی ہیں وہ کبھی امر نہیں ہو سکتے۔۔۔"

آپ اس رشتے اس اس کی نزاکتوں سے اور خاص طور پر مجھے سے دستبرداری حاصل نہیں کر سکتی۔۔۔آپ کے چاہنے یا نا چاہنے سے یہ رشتہ ختم نہیں ہو سکتا۔۔۔آپ جتنا اس سے خود کو آزاد کروانے کی کوشش کریں گی بر عکس اتنا ہی یہ مضبوط ہوتا جائے گا۔۔۔آپ کو اپنی محبت میں اس قدر پاگل کر دوں گا کہ آپ اپنی سانسیں کو بھی میری محتاج بنا دیں گی میں آپ کے وجود میں روح بن کر اتروں گا کہ آپ کی دنیا مجھ سے شروع اور مجھ پر ختم ہو گی ۔۔۔۔"

وہ اس کے کان میں دھیمے مگر سنجیدہ انداز میں سرگوشیاں کرتا اس کے کان کی لو کو دانتوں میں ہلکا سا دبا کر دور ہوا تو اس کی اس گستاخی پر وہ اس کے رحم و کرم پر پڑی لرز اٹھی تھی۔۔۔وجود میں بہتا خون منجمند ہوتا محسوس ہوا تھا ۔۔۔۔

میں آپ کی کچھ نہیں لگ"۔۔۔۔۔"

اششش۔۔۔۔آپ میری ہیں اور میری رہیں گی۔۔۔اور میرے پاس ہی"

رہیں گی۔۔۔لحاظہ آپ کہیں نہیں جائیں گی"۔۔۔۔

وہ اس کی بات کاٹ کر گردن میں چہرہ چھپائے گھمبیر تا گویا ہوا تھا۔۔۔۔تو

اس کی معنی خیز دوٹوک انداز ور اپنی گردن پر اس کی بیئرڈ کی چھین اور لبوں کا

سرسراتے لمس سے جان نکلتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔۔

وہ اس قابل نہیں تھی۔۔۔کہ اس سے محبت۔کی جائے اور یہی سوچ اسے

ابھی تک اس کی محبت کے سونامی کے آگے مضبوط رکھے ہوئے تھی۔۔۔۔

میں آپ سے محبت نہیں کرتی۔۔۔نفرت ہے مجھے آپ سے"۔۔۔وہ اس"

کے دست ولب کی گستاخیوں سے نڈھال اس کے شانے سے سر ٹکا کر گویا

ہوتی نجانے خود کو یقین دلا رہی تھا یا مقابل کی برداشت آزما رہی تھی۔۔۔

آپ اپنی نفرت آزمائیں۔۔۔پر مجھے محبت کرنے سے روک نہیں سکتی۔۔۔"

جتنا آپ مجھ سے دور ہونے کی باتیں کریں گی اتنی ہی میری شدت بڑھتی جائے گی۔۔۔آپ مجھ سے بھاگنا چاہتی ہیں۔۔۔یہ کوششیں بیکار ہیں۔۔۔ مجھے مجبور مت کریں میں اس رشتے کے تماتر تقاضے آپ کی اجازت کے بنا پورے کر کے آپ کی مجھ سے دور جانے کی کوششیں ہمیشہ کے لیے ختم کر دوں۔۔۔مسز"۔۔۔وہ ناک اس کی گردن پر مس کرتا دور اہوتا اس پر سے اٹھ کھڑا ہوا کہ حور کے بدن میں لرزش اور اکھڑتی سانسیں اس کی بگڑتی حالت کا پتا دے رہی تھیں۔۔۔

شاہ کے ہٹنے کی دیر تھی کہ وہ اس کی گستاخیوں اور معنی خیز جملوں سے بھڑکتی بپھری شیرنی بنی پھرتی سے اپنی جگہ سے اٹھ کر اس سے دور ہوئی تھی۔۔۔

آپ بہت برے ہیں۔۔۔آئی ہیٹ یو۔۔۔آئی ہیٹ یو۔۔۔"

میں دادا سائیں سے آپکی شکایت کروں گی"۔۔۔۔

وہ اس کی شدتوں سے سرخ پڑتی غصہ سے اپنی کہہ کر بنا اس کی جانب دیکھے سٹڈی روم سے بھاگ گئی۔۔۔ جبکہ شاہ نے تعجب سے اسے جاتے دیکھا۔۔۔ اور پھر بات کا تدراک ہوتے ہی دلکش مسکراہٹ نے لبوں کا احاطہ کیا تھا ۔۔۔کہ تبھی انٹر کام پر ملازم نے دادا سائیں کا پیغام پہنچایا تھا۔۔۔وہ فرش ہونے کا ارادہ رکھتا تھا کہ پہلے دادا سائیں کی بات سننا ضروری سمجھا تھا اور پھر اس کی بیوی بھی تو اس کی شکایت لگانے والی تھی۔۔۔

یہ پہلی بار تھا کہ کوئی اس کے خلاف دادا سائیں سے شکایت لگانے والا تھا۔۔۔ ورنہ تو ہر کوئی اس سے جھجھکتا ہی نظر آیا تھا۔۔۔

یہ سوچ آتے ہی ارباز عالم شاہ نچلا لب دانتوں تلے دبائے بالوں میں ہاتھ پھیرتا اپنے بچہ کی شکایت سننے کے لیے بے چین قدم باہر کی جانب بڑھا چکا تھا۔۔۔

کوئی نہیں سنتا میری۔۔کیا میں پوتی نہیں ہوں آپ کی"۔۔۔"

شاہ کی قید سے رہائی ملتے ہی وہ اس کی گستاخیوں اور معنی خیز جملوں سے خائف تن فن کرتی ابراہیم شاہ کے پاس پہنچی تھی۔۔۔۔۔

کیا ہوا ہماری گڑیا کو۔۔۔۔کسی نے کچھ کہا۔۔۔کس میں اتنی ہمت آئی"

۔۔۔۔"

دادا سائیں کو آج وہ سالوں پہلے والی حور لگی تھی جو ہمیشہ ایسے ہی کھل کر سب سے بات کرتی تھی اور دادا سائیں سے تو اس کی دوستی بہت مضبوط تھی۔۔۔ وہ ہر بات دادا سائیں سے کرتی تھی۔۔۔باقی بھی حویلی کی لڑکیاں تھیں مگر وہ ابراہیم شاہ سے تھوڑا جھجھکتی تھیں۔۔۔وہیں نینا حور اور بالاج بسمل تھے جنہوں نے پوری حویلی میں ادھم مچایا ہوتا تھا۔۔۔اگر ان سب کو کسی سے ڈر لگتا تھا تو وہ تھا ارباز عالم شاہ۔۔۔۔جبکہ حور تو ارباز شاہ سے بھی وہ باتیں منوا لیتی تھی جن پر انہیں پتا ہوتا تھا کہ انکی نا ہی ہو گی۔۔۔پر وہ ارباز شاہ سے اجازت لے کر ہی لوٹتی تھی۔۔۔۔

مگر پھر کچھ ایسا ہوا تھا کہ وہ حور بدل گئی تھی۔۔ساری شوخی،،ادائیں ،،ناز،، نکھرے دم توڑ گئے تھے۔۔اور وہ چپ چپ سی ہو گئی تھی وہ شرارتی حور عین کہیں گم ہو گئی تھی۔۔۔۔وہ حور جو ہو وقت شاہ حویلی میں چہکتی پھرتی تھی وہ ایک کمرے تک محدود ہو کر رہ گئی تھی۔۔۔۔

جسے ناجینے کا شوق رہا تھا نا کسی کے چھوڑنے کا دکھ۔۔۔۔بس ایک ایسا واقع جسے وہ بھول چکی تھی مگر کسی اپنے بہت خاص شخص کی جانب سے ٹھکرائے جانا کا جواز بنتا وہ بھیانک واقع اس کے سارے شوخ رنگ چھین کے لے گیا تھا۔۔۔۔اور وہ مر جانے کو ترجیح دینے پر اتر آئی تھی۔۔۔خود کو سب سے دور کرتی ایک الگ گم سم سی دنیا میں محو ہو چکی تھی۔۔۔۔اور پھر شاہ کی زبردستی رخصتی لے لینے پر اس کے اندر تبدیلیاں ہونے لگی تھیں جن کی چھوٹی سی رمق ابراہیم شاہ اور فاطمہ باخوبی دیکھ چکے تھے۔۔۔۔کیونکہ آج وہ اسی طرح ابراہیم شاہ کے پاس آئی تھی جس طرح چند سال پہلے بے دھڑک آجایا کرتی تھی اور آکر بلاج بسمل کی شکایت لگایا کرتی تھی۔۔۔

ابراہیم شاہ اور ان کی زوجہ فاطمہ مسکراتے چہروں سے اسے دیکھ رہے تھے جو غصے سے سرخ چہرہ لیے کھڑی تھی۔۔۔۔

آپ کے لاڈلے پوتے مجھے سکینہ اماں سے ملنے نہیں جانے دے رہے""

۔۔۔۔حور غصے سے پھٹ پڑی۔۔۔

کہ جبھی دھیمی مگر مضبوط چال چلتا ارباز عالم شاہ کمرے میں داخل ہوتا اس کی روہانسی آواز سن کر عین اس کے پیچھے آن کھڑا ہوا تھا۔۔۔حور کی دروازے کی جانب پشت تھی مگر ابراہیم شاہ اور دادی سائیں اس کو دیکھ کر اس کے خفیف سا اشارہ کرنے پر خاموش رہے تھے۔۔۔۔ارادہ حور کی سننے کا تھا آخر کو جو آج اتنی بڑی شکایت لے کر آئی تھی۔۔۔۔

اگر شاہ نے منع کیا ہے تو یقیناً اس کے پیچھے کوئی وجہ ہو گی بیٹا"۔۔۔۔دادا" سائیں سنجیدگی سے گویا ہوئے۔۔۔

آپ بھی ان کا ساتھ دے رہے ہیں۔۔۔۔دادا سائیں دس از ناٹ فیئر "

۔۔۔۔آپ آج مجھے میرے دادا سائیں نہیں لگ رہے "۔۔۔

ہم آپ کے ہی دادا سائیں ہیں پر اگر شاہ نہیں جانے دے رہے تو وہ بہتر """

۔۔۔

مجھے جانا ہے دادا سائیں پلیز۔۔۔۔آپ کے پوتے بہت روڈ ہیں بہت "

ایروگینٹ ہیں۔۔۔ایک تو میری زبردستی رخصتی کروالی اور اب مجھ پر

پابندیاں عائد ہو رہی ہیں "۔۔۔۔

وہ ناک بھوں چڑھاتی منہ کے زاویے بگاڑ کر جلدی سے اپنے دفاع میں بولی تو

دادی سائیں کے چہرے پر معنی خیز مسکراہٹ رقصاں ہوئی تھی۔۔۔جبکہ

شاہ حور کے پیچھے کھڑا ہمہ تن گوش مسکاتی نگاہوں سے اس کی پشت تک رہا

تھا۔۔۔

برخوردار وجہ بتا سکتے ہیں کہ ہماری پوتی پر اس قدر ظلم کیوں "۔۔۔۔دادا"

سائیں ہنکار بھر کر شاہ سے گویا ہوئے تھے تو حور جو شاہ کی موجودگی سے یکسر

انجان تھی معاًاس کی کیفیت یوں بدلی تھی جیسے ننگی تاروں کو چھو لیا۔۔۔۔

اس نے سفید پڑتی رنگت کے ساتھ ہلکی گردن گھما کر ہراساں آنکھوں سے پیچھے دیکھا تھا تو وہ فولادی دیوار بنا اس کے بلکل قریب ہی کھڑا حور کی حالت درگوں کر گیا تھا۔۔۔۔اسے دیکھ کر وہ فوراً سے رخ موڑ کر کھڑی اپنے لفاظی پر غور کرنے لگی۔۔۔تو اسے روڈ ایرو گینٹ والے خطاب سے نوازنے پر اب شدت سے پچھتاوے نے آن گھیرا تھا۔۔۔ مگر وہ جلد ہی دھڑکنوں پر قابو پاتی خود کو مضبوط ظاہر کرنے لگی کہ اس وقت وہ دادا سائیں کے کمرے میں تھے اور شاہ کوئی بھی ایسی حرکت یا زو معنی جملے بولنے سے قاصر تھا۔۔۔۔۔ اور یہی سوچ ہی اسے تسلی بندھا گئی تھی۔۔۔۔ مگر یہ اس کی خام خیالی ہی تھی

۔۔۔

ان پر اور بھی خاص ظلم ہوا ہے اس کے بارے نہیں بتایا انہوں نے "۔۔۔"

شاہ معنی خیزی سے بول کر ایک قدم کا فاصلہ سمیٹ کر اس کے انتہائی قریب آن کھڑا ہوا تھا کہ حور کی پشت ار باز شاہ کے مضبوط سینے سے ٹکرائی تھی ۔۔۔اس کے خاص ظلم پر خاصا زور دینے اور اس کے بے حد قریب آجانے پر وہ یکدم سے تدبر کا شکار ہوتی لرز اٹھی تھی۔۔۔۔جو آج اس کو ہفت واقلیم کی سیر کروانے پر تلا تھا۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ اس سے فاصلہ بنا کر دادی سائیں کے قریب جاتی شاہ برجستہ اس کی کوشش ناکام بنا کر اپنا داہنا بازو بڑے استحقاق سے اس کے دوپٹے کے اندر سے حور کے پہلو سے لپیٹ کر اسے مزید قریب کر گیا تھا ۔۔۔تو دادا سائیں اور دادی سائیں کے سامنے اس گستاخی پر صدمے سے ساکت وجامد ٹھہری تھی جو اس کی خام خیالی کو بڑے دھڑلے سے متضاد خیال میں بدل گیا تھا۔۔۔۔

وہ بے حس وحرکت ایک ہی جگہ جم سی گئی تھی کہ اپنے پیٹ پر اس کی مضبوط انگلیوں کا ہلکا سا دباؤ محسوس کر کے وہ لرز اٹھی تھی۔۔۔۔اس کا ہاتھ بڑی بے

باکی سے اس کے پہلو پر لپٹا حور کو شرم و خفت میں مبتلا کر گیا تھا کہ یکایک اس کا چہرہ سرخ پڑا تھا۔۔۔گال تپ اٹھے تھے جبکہ وجود سے جیسے آگ سے نکلتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔اور دھڑکنوں کا ارتعاش برداشت سے باہر ہوا تھا ۔۔۔وہ لب بھینچ کر اس کے سرکتے ہاتھ کی جان لیوا گستاخیاں برداشت اس کے رحم و کرم پر تھی۔۔۔۔۔وہ تو سد شکر تھا کہ اس کا دوپٹہ اس کی گستاخی پر پردہ ڈال گیا تھا۔۔۔۔

فلحال جو ایک ظلم بتایا گیا ہے اس کے بارے کیا کہنا چاہیں گے آپ باقی کے " حساب کتاب ہم حور پر چھوڑتے ہیں "۔۔۔

دادا سائیں بھرپور سنجیدگی کا مظاہرہ کرتے گویا ہوتے حور کے چہرے پر مسکراہٹ بکھیرنے کا سبب بنے تھے۔۔۔۔

کہ اس کا چہرہ خوشی سے تمتما اٹھا تھا۔۔۔ جبھی وہ اس کے ہاتھ کی پشت پر اپنے نازک ہاتھ کے ناخن گاڑھ چکی تھی۔۔۔ تو حور کی اس مزاحمت پر شاہ کے لبوں پر مسکراہٹ چھپ دکھلا کر غائب ہوئی تھی۔۔۔۔

جیسے آپ کی بیگم آپ کے پاس بیٹھی ہیں۔۔۔ ویسے میری بھی کچھ " خواہشات ہیں اپنی مسز کو لے کر۔۔۔ جن کو یہ فراموش کر کے فراری کی راہیں ہموار کر کے دراصل آپکی پوتی مجھ پر ظلم ڈھانا چاہ رہی ہیں "۔۔۔ وہ سنجیدگی سے بے باک انداز میں گمبھیرتا گویا ہوا تھا تو حور اس کی اس قدر صاف گوئی پر کان کی لو تک سرخ پڑتی دادا سائیں اور دادی سائیں کے سامنے وہ خجل سی ہوتی چہرہ جھکا گئی تھی۔۔۔

آپ خود لے کر جائیں ہماری پوتی کو اور جوان کو آپ سے شکوے شکایت " ہیں ان کو دور کریں "۔۔۔

داداسائیں مسکراہٹ دبائے گویاہوئے توحورنے جھٹکے سے سراٹھاکرانہیں دیکھا۔۔۔

نہیں نہیں داداسائیں مجھے نہیں جاناوہ برجستگی سے انکار کرتی ترت سے شاہ" کاحصار توڑ کر کمرے سے بھاگ گئی تھی"۔۔۔کہ اس کی پھرتی پر شاہ اسے جاتادیکھتارہ گیا۔۔۔

کیابات ہے اربازشاہ۔۔۔آتے ہی ماحول سرگرم کرلیاہے۔۔۔دشمنوں" میں کھلبلی سی مچ گئی ہے۔۔۔احتیاط بہت ضروری ہے"۔۔۔داداسائیں کی مسکاتی آواز گونجی۔۔۔

اسی احتیاط سے آپکی پوتی کو شکایت ہے"۔۔۔"

وہ مدھم آواز میں کہہ کر دادی سائیں کے ساتھ براجمان ہوا تھا۔۔۔

اس کی شکایت دور کرنا آپ پر منحصر ہے۔۔۔۔ہم بس آپ دونوں کو"
خوش دیکھنا چاہتے ہیں"۔۔۔دادی سائیں اس کے سر پر محبت سے ہاتھ
پھیرتی گویا ہوئی تو اسنے فقط ست ہلانے پر اکتفا کیا۔۔۔۔

ارباز عالم شاہ۔۔۔اب وہ وقت آن پہنچا ہے۔۔۔۔ہم اپنے فیصلے سے سب"
کو آگاہ کرنا چاہتے ہیں۔۔۔ہمیں ڈر ہے کہ مزید دیر کسی بڑے مسئلے کا نا
موجب بنے"۔۔۔۔

ابراہیم شاہ اضطرابی کیفیت میں مبتلا اپنے خوبرو نوجوان پوتے کو دیکھ کر اپنا ڈر
چھپا نا سکے تھے۔۔۔

آپ مجھے ہمیشہ اپنے ہر فیصلے کے حق میں پائیں گے"۔۔۔"

ارباز نے چند الفاظ میں گفتگو کا خلاصہ بیان کر ڈالا تھا تو ابراہیم شاہ کے پریشان
چہرے پر یکدم سکون کی لہر دوڑ گئی تھی۔۔۔۔

کہ جبھی ارباز کے فون کی میسج ٹون بجی تھی۔۔۔نوٹیفیکیشن بار پر اثنان ملک کی جانب سے شو ہوتے پیغام پر وہ اس کے نام کو گھور کر رہ گیا۔۔۔۔

دادا سائیں۔۔۔۔مجھے آپ سے ایک بہت اہم بات کرنی ہے"۔۔۔کچھ" سیکنڈز کے بعد اس کی گمبھیر ٹھہرے ہوئے لہجے میں سنجیدہ آواز اس بڑے سے کمرے میں گونجی تھی۔۔۔۔

کیا بات ہے ارباز شاہ"۔۔۔۔"

دادا سائیں تعجب سے استفہامیہ گویا ہوئے تھے وہیں فاطمہ نے بھی اپنے خوبصورت پوتے کو سوالیہ نظروں سے دیکھا تھا۔۔۔

تیز تیز قدم اٹھاتی وہ اے ایچ ہوسپٹل کے ایمرجنسی وارڈ سے نکل کر جلد از جلد اپنے کیبن میں پہنچنے کے پر تول رہی تھی کیونکہ مسلسل بارہ گھنٹے کی ڈیوٹی نے اسے تھکا کر رکھ دیا تھا۔۔اور وہ ظالم جس نے اس کی ڈیوٹی لگائی تھی کہ چند گھنٹوں کے لیے بھی اسے آرام نا کرنے دیا تھا اور مروہ چپ چاپ بنا کسی

بحث تکرار کے عوام الناس کی خدمت میں لگی رہی تھی۔۔۔۔چند منٹ پہلے جب وہ وارڈ میں جا رہی تھی تو ڈاکٹر عدنان نے اسے روک کر اسے مسلسل کام کرتے دیکھ ریسٹ کرنے کی تلقین کی تھی مگر نجانے کہاں سے وہ بوتل کے جن کی طرح حاضر ہوتا خونخوار نظروں سے مروہ کو گھور کر ڈاکٹر عدنان کو خوب جھاڑ پلا چکا تھا۔۔۔ جس پر وہ بے چارہ خجل سا ہوتا فوراً سے رفو چکر ہو گیا تھا۔۔۔اور اسے بھی خوب طعنہ تشنی کی مار دے کر ایمر جنسی وارڈ میں بھیج دیا تھا۔۔۔۔تو وہ بغیر کچھ کہے فوراً سے اس کی نظروں سے اوجھل ہو گئ تھی۔۔۔

اور اب مریضوں کا معائنہ کرنے کے بعد وہ نرسز کو ہدایات دیتی دکھتے سر کے باعث وارڈ سے نکل آئی تھی۔۔۔ مگر قسمت خراب تھی کہ وارڈ کے اختتام پر اسے ڈاکٹر آرون شاہ کھڑا نظر آیا جو ڈاکٹر فریال سے ہنس ہنس کے نجانے کونسی باتیں کر رہا تھا کہ اس کو کو ہنستے دیکھ کر مروہ جل بھن اٹھی تھی

۔۔۔کہ آرون شاہ کو مسکراتا دیکھ کر مروہ شاہ نے یوں منہ بنایا جیسے کڑوا بادام کھالیا ہو۔۔۔

ہوں ں ں۔۔۔مجھ سے بات کرتے ہوئے جیسے مرچیں چبائی ہوتی ہیں" اور اس چوسنی سے باتیں کرتے وقت شہد ٹپک رہا ہوتا ہے۔۔۔ڈیش انسان"۔۔۔

خیر مجھے کیا۔۔۔بھاگ لے مروہ بے بی اس سے پہلے کہ یہ ڈائنو پھر سے قصائی بن کر تیری قربانی کرے"۔۔۔

مروہ چند قدم کی دوری پر ہی لمبے چوڑے بلیک جینز شرٹ پر آور آل پہنے گلے میں سٹیتھو سکوپ ڈالے آرون کو دیکھ کر منہ میں بڑبڑاتی بڑے احتیاط سے اس کے پیچھے سے گزر گئی تھی۔۔۔آرون شاہ کا سارا دھیان ڈاکٹر فریال کی جانب تھا جب وہ موقع کا فائدہ اٹھا کر اس کی نظروں سے بچ نکلی تھی۔۔۔

وہ اپنے ہی دھیان میں چلتی آرون شاہ سے بچ جانے کا ورد کرتی نسبتاً بھاگنے کے انداز میں چل رہی تھی کہ سامنے سے آتے ڈاکٹر عدنان نے اس کا راستہ روکا۔۔۔

ڈاکٹر مروہ اب کیسی طبیعت ہے آپ کی"؟۔۔۔ "

اس کی پکارنے اور سامنے آجانے پر جہاں مروہ نے سختی سے آنکھیں میچ لیں تھیں۔۔۔وہیں ڈاکٹر عدنان کی آواز آرون شاہ کے کانو تک رسائی حاصل کر گئی تھی کہ اس نے جھٹکے سے پلٹ کر دیکھا تھا۔۔۔۔

آپ ٹھیک ہیں مروہ"۔۔۔۔وہ اسے آنکھیں میچے دیکھ رسانیت سے گویا" ہوا تھا کہ مروہ نے فوراً سے آنکھیں کھولیں۔۔۔

جج جی میں ٹھیک ہوں"۔۔۔۔وہ جلدی سے کہہ کر اس کی سائیڈ سے نکلنے" لگی تھی۔۔۔۔کہ جبھی ہڑبڑاہٹ میں اس کا پیر فرش پر سلپ ہوا تھا اس سے پہلے کہ وہ پشت کے بل زمین بوس ہوتی ڈاکٹر عدنان نے جلدی سے اس کی

کمر کے گرد بازو حمائل کر کے اسے گرنے سے بچا یا لیا تھا۔۔۔اور یہی وہ لمحہ تھا جو آرون شاہ کی ہستی ہلا گیا تھا۔۔۔ڈاکٹر عدنان کو مروہ کے بے پناہ نزدیک اسے کمر سے تھامے دیکھ کر اس کی آنکھوں میں گویا خون اتر آیا تھا ماتھے پر بے شمار شکنوں کا جال در آیا تھا۔۔۔شدید غصے کے باعث کن پٹی اور گردن کی رگیں اُبھر آئیں تھیں۔۔۔۔یہ خیال آتے ہی کہ اس کی ملکیت کو کیسے کوئی اور چھو سکتا تھا اس کے اندر غصے کا جوار امڈ آیا تھا۔۔۔وجود میں دوڑتا خون لاوے کی مانند دہک اٹھا تھا۔۔۔۔کہ سامنے کا منظر دیکھ کر وہ انتہاؤں کو چھونے لگا تھا۔۔۔۔

جبھی بپھرا شیر بنا ضبط کے تمام بند توڑتا چہرے پر خطرناک تاثرات سجائے ان کی جانب بڑھا تھا۔۔۔

خیر تو ہے ڈاکٹر مروہ"۔۔۔۔۔"

مروہ جو گرنے کے خوف سے آنکھیں بند کیے ہوئے تھی کہ ڈاکٹر عدنان کی آواز پر چونکی اور جلدی سے اس کی حصار سے نکل فاصلہ پر جا کھڑی ہوئی۔۔۔۔

پر نظر جیسے ہی اس کے پیچھے آتے بھسم کر دینے والے تیور لیے آرون شاہ پر پڑی تو جسم سے گویا روح پرواز ہوتی محسوس ہوئی۔۔۔دل گویا کانوں میں دھڑکتا محسوس ہوا تھا۔۔۔

وہ آنکھیں پھاڑے تھر تھر کانپتی وحشت زدہ سی اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔جو سرد کٹیلی نظریں اس پر جمائے لب بھینچے خطرناک تیور لیے اس سے تین قدم کے فاصلے پر تھا۔۔۔اسے اپنے نزدیک تر پیش رفت کرتے دیکھ اس کی تمام حسیں گویا کام کرنا چھوڑ گئی تھیں۔۔۔۔وہ کسی سہمی ہرنی کی طرح کھڑی اپنی موت کو قریب تر آتا دیکھ رہی تھی۔۔۔

مجھے آپکی طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی آپ کو ریسٹ۔۔۔"

آہہہ"۔۔۔۔

ڈاکٹر عدنان جو مروہ کی جانب متوجہ تھا کہ اچانک سے جبڑے پر پڑنے والے زوردار مکے نے اس کا دماغ سن کر دیا تھا کہ درد کی شدت سے وہ کراہ اٹھا۔۔۔

باسٹرڈ۔۔۔ہاؤ ڈیئر یو۔۔۔۔ہمت کیسی ہوئی تیری اسے ہاتھ لگانے کی" ۔۔۔اس کی نزدیک ہونے کی۔۔۔اسے تھامنے کی۔۔۔۔بتا سالے۔۔۔۔ کیوں چھوا اسے۔۔۔تو نے میری ملکیت کو ہاتھ لگایا تو لگایا کیسے۔۔۔ ڈوگی۔۔۔ گرنے دیتا اسے۔۔۔پر تو نے اسے چھو کر اپنی موت کو دعوت دی ہے"۔۔۔

وہ بھوکے شیر کی مانند اس پر جھپٹا تھا اور تابڑ توڑ مکوں کی برسات کرتا چند ہی منٹوں میں اسے روئی کی طرح دھنک کر رکھ دیا تھا۔۔۔ جبکہ اس کو وحشی روپ میں دیکھ کر مروہ کی سانسیں ٹنگ گئیں تھیں۔۔۔۔

جسم بے جان ہوتا محسوس ہوا تھا۔۔۔ وہ منہ کھولے آنکھیں پھاڑے بنا پلک جھپکائے اسے دیکھتی گہرے صدمے میں چلی گئی تھی۔۔۔۔

آرون چھوڑو اسے کیا کر رہے ہو"۔۔۔۔"

اسے مسلسل لاتوں اور ٹھوڈوں سے زدوکوب کرتے دیکھ کر حیران کھڑی فریال فوراً سے ہوش میں آتی اسے بازو سے کھینچ کر عدنان سے دور کرنے لگی

۔۔۔۔

دور ہٹو فریال"۔۔۔ وہ زخمی شیر کی مانند دھاڑا تھا کہ اس کے دھاڑ پر ڈر" کے مارے مروہ کے منہ سے گھٹی گھٹی سی چیخ نکلی تھی۔۔۔

اس کے چیخنے پر آرون نے سلگتی نگاہوں سے گھورا تھا کہ وہ ترت سے خوف و دہشت میں مبتلا دونوں ہاتھ لبوں پر جما کر ہراساں آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔

چھوڑو اسے آرون مر جائے گا وہ"۔۔۔۔"

فریال کی متلجی آواز پر وہ زخمی عدنان کو فرش پر پھینکتا پتھر کی مورت بنی مروہ کی جانب بڑھا تھا۔۔۔اسے لمبے لمبے ڈگ بھرتا اپنی جانب آتا دیکھ اس کے بے جان وجود میں حرکت ہوئی تھی کہ وہ حواسوں میں لوٹتی اس سے شدید ڈر کے باعث خود کو بچانے کے لیے اپنے کیبن کی جانب دوڑ لگا چکی تھی

۔۔۔۔

اسے یوں بھاگتا دیکھ کر آرون شاہ کے اندر وحشتیں برپا ہوئی تھیں۔۔۔معاً وہ طیش میں انتہاؤں کو چھوتا خطرناک ارادے لیے اسے کے پیچھے اس کے کیبن کی طرف بڑھا۔۔۔۔

سب بڑے اس وقت دادا سائیں کے کمرے میں براجمان تھے وہیں۔۔۔۔

اثنان ملک اور ارباز شاہ دونوں دادی سائیں کے پاس بیٹھے تھے۔۔۔۔

حال نما کمرے میں اس وقت گہرا سکوت چھایا ہوا تھا۔۔۔

سب سوالیہ نظروں سے ارباز عالم شاہ کو دیکھ رہے تھے۔۔۔۔

جس کے کہنے پر ملازم نے سب کو دادا سائیں کے کمرے میں آنے کا پیغام دیا تھا۔۔۔۔

وہ جو سب لاونج میں اثنان سے گپ شپ میں مصروف تھے ملازمہ کے پیغام دینے پر جہاں سب تھوڑا تعجب کا شکار ہوئے۔۔۔

وہیں ینگ جنریشن کے کان کھڑے ہوئے تھے۔۔۔

جبکہ اثنان ملک کے چہرے پر دلکش مسکراہٹ چھپ دکھلا کر غائب ہوئی تھی۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔

بڑوں کے کمرے میں بند ہوتے ہی باقی پلٹون میں تو گویا جاسوسی کا کیڑا سر ابھار چکا تھا جبھی وہ اندر ہونے والی گفتگو سننے کے واسطے کمرے کے باہر سر جوڑے کھڑے تھے۔۔۔۔

عشال، ہدا، بالاج، بسمل، نینا دروازے سے کان لگائے کھڑے تھے۔۔ جبکہ روباب کچھ دیر پہلے ہی حور کے والد عثمان شاہ کے اپنی نانی کے گھر چلی گئی تھی۔۔۔ حور شاہ کی گستاخیوں سے لال بھبھوکا اثنان ملک سے سلام دعا کرنے کے بعد اپنے پرانے کمرے میں بند ہو گئی تھی۔۔۔اور طوبیٰ اثنان ملک کی گہری لودیتے نظروں سے بچنے کے لیے کیچن کا رخ کر گئی تھی جبکہ مروہ صبح ہی ہسپتال چلی گئی تھی۔۔۔۔وہیں لڑکوں میں سبطین دو دن سے اپنے کسی دوست کے پاس گیا ہوا تھا۔۔۔آبان میٹنگ کے لیے آؤٹ آف کنٹری تھا۔۔۔عباس شاہ کسی امپارٹنٹ کیس میں الجھا ارباز شاہ سے مل کر واپس چلا گیا تھا اور ابھی تک نا آیا تھا جبکہ آرون شاہ بھی کل سے حویلی نہیں

آیا تھا وہیں اس حویلی کا (جلاد) بقول نینا کے یارم شاہ بھی دو دن سے حویلی سے غائب تھا۔۔۔

آپ سب جانتے ہیں کہ اثنان ملک کی والدہ سخت بیمار ہیں۔۔۔وہ سفر " کرنے کی کنڈیشن میں نہیں ہیں۔۔۔ورنہ وہ ضرور آتی "۔۔۔کمرے میں چھائے سکوت کو ارباز شاہ کی گھمبیر آواز نے توڑا تھا۔۔۔تو سب اس کے خوبرو چہرے کی جانب دیکھنے لگے۔۔۔

ان کی اور اثنان کی دلی خواہش ہے کہ وہ ہم سے رشتہ داری بنانا چاہتے ہیں " ۔۔۔اور آپ سب کو بلانے کا مقصد بھی یہی ہے۔۔۔۔دراصل میں اثنان کی جانب سے آپ سے اثنان کے لیے طوبیٰ شاہ کا ہاتھ مانگتا ہوں "۔۔۔ارباز عالم شاہ کے سنجیدہ لہجے میں بولے گئے ان الفاظ نے سب بڑوں میں خوشی کی لہر بھر دی تھی۔۔۔۔کہ وہ سب بے ساختہ داؤد ملک کی جانب دیکھنے لگے

۔۔۔۔

وہیں باہر کھڑی جاسوسی عوام کے چہرے دمک اٹھے تھے۔۔۔

اثنان پہلے ہی ہمارا بیٹا ہے ہم نے کبھی آپ میں اور اس میں فرق نہیں برتا"

۔۔۔اور رہی بات رشتے کی تو بیٹا ہم اس رشتے سے متفق ہیں۔۔۔مجھے

کوئی اعتراض نہیں"۔۔۔

داؤد شاہ کی مسکاتی آواز گونجی تھی۔۔۔کہ باقی سب کے چہروں پر مسکراہٹ

در آئی۔۔۔

ابا سائیں آپ کا کیا فیصلہ ہے"؟۔۔۔جبھی وہ ابراہیم شاہ سے استفہامیہ گویا"

ہوئے۔۔۔

میرا فیصلہ یہ ہے کہ "۔۔۔۔وہ رعب دار آواز میں بات اُدھوری چھوڑ"

گئے۔۔۔تو تمام نفوسوں میں اضطرابی کیفیت کی لہر دوڑ گئی۔۔۔

میرا فیصلہ یہ ہے اثنان ملک کی والدہ کی طبیعت کی پیش نظر شادی اسی ہفتے"

میں ہو گی"۔۔۔۔ابراہیم شاہ کے فیصلے پر تمام افراد کے چہرے کھل اٹھے

تھے۔۔۔کہ جبھی وہ سب ایک دوسرے کو مبارکباد دیتے اثنان ملک سے

ملنے لگے۔۔۔ جبکہ باہر کھڑے بالاج، بسمل، نینا عشال، ہدا آنکھیں پھاڑے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔۔۔اور پھر کچھ توقف کے بعد سب نے کورس میں یاہوووووووووو کا نارہ لگایا تھا۔۔ان کی آواز اس قدر اونچی تھی کہ باہر کام کرتے ملازم جہاں ہڑ بڑا اٹھے تھے وہیں اندر کھڑے وہ سب پریشان ہوتے دروازے کی جانب بڑھے۔۔۔۔

دروازہ کھلتے ہی وہ سب انہیں دیکھ کر حیران ہوئے جواب لڈی ڈالتے گویا ابھی سے شادی رچائے کھڑے تھے۔۔۔۔

کیا ہو رہا ہے یہ "۔۔۔۔داؤد شاہ ان کو دیکھتے نسبتاً غصے سے بولے جنہوں" نے تمام گھر والوں کو پریشان کرنے کا ٹھیکہ لے رکھا تھا۔۔۔

پریکٹس تایا ابو "۔۔۔ بالاج ہانپتی آواز میں بولا تھا کہ وہ سب گھور کر رہ" گئے۔۔۔

بلاج بسمل آپ دونوں میرے ساتھ باہر آؤ "۔۔۔۔ تبھی شاہ کی کرخت" آواز گونجی تھی کہ اگلے چند سیکنڈ میں وہ تتر بتر ہوتے نظر آئے تھے۔۔۔

جبھی ہاشم شاہ اور اس کی فیملی لاونج میں داخل ہوئے تھے۔۔۔۔شہاب کو دیکھ کر لڑکیاں نگار سے مل کر نمل کو اپنے ساتھ لیے طوبیٰ کے کمرے کی جانب بڑھیں۔۔۔

آپ سب بہت خوش لگ رہے ہیں خیر تو ہے "۔۔۔نگار اثنان کی جانب" دیکھ کر سب سے گویا ہوئی۔۔۔

جی ہم نے اثنان اور طوبیٰ کا رشتہ پکا کر دیا ہے "۔۔۔۔"

ابراہیم شاہ سنجیدگی سے گویا ہوئے۔۔۔

کیا پر طوبیٰ کا رشتہ تو ہم نے "۔۔۔۔ہاشم شاہ بات اُدھوری چھوڑ گئے۔۔۔"

وہ میری منگ ہے تو آپ کیسے اس کا رشتہ کر سکتے ہیں "۔۔۔۔شہاب شاہ" یکدم گرج اٹھا تھا۔۔۔۔

آواز نیچی رکھو شہاب "۔۔۔۔ہاشم شاہ ہم نے کب تمہیں زبان دی تھی ہم" نے فقط یہ کہا تھا کہ اس بارے بعد میں بات کریں گے "۔۔۔۔

دادا سائیں شہاب کو جھاڑ پلا کر سخت آواز میں ہاشم سے گویا ہوئے تھے۔۔۔

کہ شہاب شاہ لب بھینچ کر رہ گیا جبکہ اثنان ملک کی خونخوار نگاہیں شہاب پر جمی تھیں۔۔۔

جو طوبیٰ شاہ کو اپنی منگ کہہ کر اس کے اندر جھکڑ برپا کر گیا تھا۔۔۔ طوبیٰ شاہ اس کی تھی صرف اس کی۔۔۔

جبکہ ارباز عالم شاہ آنکھوں میں سرد جمود لیے نگار بیگم کو دیکھ رہا تھا جس کے لبوں پر شیطانی مسکراہٹ رقصاں تھی۔۔۔

یقیناً یہ عورت اس بار پھر کچھ بہت غلط کرنے کا سوچ رہی تھی۔۔۔

اور اس بار ارباز عالم شاہ اسے ہرگز معاف کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا۔۔۔

مروہ اس کو اس قدر برافروختہ دیکھ کر دہشت زدہ سی

اپنے کیبن کے ڈور کو کو اندر سے لاک کرتی پھرتی سے اپنے چیئر گھسیٹ کر ٹیبل کے نیچے بنی خالی جگہ میں چھپ کر آنکھیں میچ گئی۔۔۔

کیونکہ اس باڈی بلڈرز کے خطرناک تیور دیکھ کر اسے اپنی جان کے لالے پڑ چکے تھے۔۔۔اس کا دل سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا جبکہ وجود پر کپکپی طاری تھی۔۔۔اس کی طبیعت پہلے ہی خراب تھی مزید ڈائنو کا ڈائنو روپ دیکھ ہو چکی تھی۔۔۔جو حقیقتاً ڈاکٹر عدنان کے چیتھڑے اڑانے پر تلا تھا ۔۔۔آخر کو ایسا کیا ہوا تھا جو وہ جانور بن گیا تھا۔۔۔ڈاکٹر عدنان کا کیا قصور تھا اس نے تو اسے فقط گرنے سے بچایا تھا۔۔۔تو وہ اس قدر پاگل کیوں ہو اٹھا تھا۔۔۔یہ خیال آتے ہی وہ لبوں پر دونوں ہاتھ جمائے شدتوں سے رو دی تھی۔۔۔اسے گھٹن سی ہونے لگی تھی جبکہ سانسیں سینے میں الجھنے لگی تھی تو پورا وجود پسینے سے شرابور ہو چکا تھا۔۔۔نجانے اسے آج کیوں اس سے اتنا خوف محسوس ہو رہا تھا۔۔۔پہلے وہ اس کے غصے کو برداشت کر جایا کرتی تھی مگر آج جو وہ اس کا روپ دیکھ چکی تھی وہ شدت سے دعا کرنے لگی تھی کہ یہاں سے کہیں غائب ہو جائے۔۔۔

مروہ اس کے جھڑکنے پر بار بار غصہ اور نفرت کا اظہار کرنے پر بہت کم اس کے سامنے جاتی تھی کہ اس کی کڑوی کسیلی باتیں اس کی طبیعت بوجھل سی کر دیتی تھیں۔۔۔۔پر وہ ہر گھنٹے بعد اسے کسی نا کسی بہانے سے اپنے سامنے بلا لیا کرتا تھا۔۔۔

اور پھر ڈاکٹر فریال سے ہنس ہنس کر باتیں کرتا اسے اپنے قریب کرتا اسے جلانے کی کوشش کرتا تھا مگر مروہ ان کی جانب دیکھے بغیر اپنا کام ختم کر کے اس کے کیبن سے نکل جایا کرتی تھی۔۔۔۔وہ خود تو ہر وقت فریال کے ساتھ رہتا تھا مگر اسے کسی بھی ڈاکٹر سے بات کرنا تو دور دیکھنے بھی نہیں دیتا تھا

۔۔۔۔

ان میں صرف ڈاکٹر عدنان تھا جس سے وہ تھوڑی بات کر لیتی تھی اور آج وہ وحشی بنا اسے بھی شدت سے پیٹ چکا تھا۔۔وہ جو ہر وقت اسے نظروں کے حصار میں رکھتا تھا۔۔۔کہاں برداشت کر سکتا تھا کہ اسے کوئی اور دیکھے اس سے بات کرے یا وہ کسی سے بات کرے۔۔۔۔

بھلے ہی وہ اس کی پسند نہیں تھی مگر اس کی منکوحہ تھی اس کی عزت تھی تو وہ چاہتا تھا کہ کسی سے زیادہ فرینک نا ہو بس اس کی سنے اس کی مانے۔۔۔وہ تو اس کی جاب کے بھی سخت خلاف تھا مگر دادا سائیں کے کہنے پر کہ اپنا ہو سپٹل ہے اور مروہ کی خواہش ہے جاب کرنے کی تو وہ۔اسے ہر گز مت روکے ۔۔۔تب چاہو نچار اسے دادا سائیں کا حکم ماننا پڑا تھا مگر یہاں آکر اس نے مروہ پر بہت سی پابندیاں عائد کر دیں تھیں۔۔۔

اور آج ڈاکٹر عدنان کا اس کی بار بار طبیت پوچھنا اس کو انتہائی ناگوار گزر رہا تھا ۔۔۔اور بس تو تب ہوئی تھی جب اس کی بیوی کو وہ اپنے حصار میں لے چکا تھا ۔۔۔اس کا دل کر رہا تھا آگ لگا دے وہ ڈاکٹر عدنان کو۔۔۔اس کی ہستی ہلا کر رکھ دے۔۔۔ ٹکڑے کر ڈالے اس کے۔ جس نے اس کی بیوی کو چھونے کی کوشش کی تھی۔۔۔کہ جبھی وہ حواسوں سے باہر ہوتا انتہائی طیش میں آتا اس پر جھپٹا تھا۔۔۔ ممکن تھا کہ وہ اس کی گردن توڑ ڈالتا جب مروہ

کی چیخ نے اس کی توجہ مبذول کروائی تھی۔۔۔کہ مروہ کو دیکھ کر وہ ڈاکٹر عدنان کو مار مار کر بیہوش کرتا اب اس کا دماغ ٹھکانے لگانے کے لیے اس کی جانب بڑھا تھا۔۔۔

جو اس سے چھپ کر جا رہی تھی ایسی کیا جلد بازی تھی یا ایسا کون سا ظلم ہوا تھا کہ وہ منظر سے فراری چاہ رہی تھی۔۔۔اور دوسرا بڑا گناہ وہ ڈاکٹر عدنان کی باہوں کا سہارا لے کر کر چکی تھی۔۔۔جس کا خمیازہ اس پر بہت بھاری ثابت ہونے والا تھا۔۔۔

اس پر مستزاد اس کا بھاگنا جلتی پر تیل کا کام کر گیا تھا۔۔۔کہ وہ جو پہلے اس کی حالت کی پیش نظر نرمی برتنے پر آمادہ ہوا تھا وہ ساری نرمی جاتی رہی تھی اور اب وہ اس کی بے رحمی کا شکار ہونے سے خود کو کسی صورت نہیں بچا سکتی تھی۔۔۔

آرون شاہ آندھی طوفان بنا اس کے پیچھے آیا تھا اس نے جیسے ہی ہینڈل پر ہاتھ رکھا تھا کہ آگے لاکڈ دروازہ اس کا منہ چڑا رہا تھا۔۔۔اسے پہلے ہی اس کا بھاگنا

سخت برا لگا تھا اور اب دروازہ لاکڈ دیکھ کر اس کا دماغ گھوم گیا تھا۔۔۔ جبھی اس نے پاکٹ سے فون نکال کر اپنے خاص ملازم کو کی لانے کا حکم صادر کیا تھا۔۔۔ اگلے چند منٹوں میں وہ چابی لیے حاضر تھا۔۔۔

آرون شاہ نے اپنا کوٹ اتار کر اسے دیا۔۔۔ سٹیتھو سکوپ ڈاکٹر عدنان کو مارے وقت ہی فرش پر گر گئی۔۔۔ وہ اسے کوٹ پکڑا کر اس سے چابیاں لے کر ملازم کو اپنی گاڑی ہوسپٹل کے بیک سائیڈ والے گیٹ کی جانب لانے کا حکم دیا تھا کہ وہ فوراً سے حکم کی تعمیل کے لیے واپس کی جانب بڑھ گیا جبکہ آرون شاہ ماتھے پر بے شمار بل ڈالے چابی گھما کر دروازہ ان لاک کر کے آگ کا دریا بنا اندر داخل ہوا تھا۔۔۔ تو مروہ جو آنکھیں موندے گہرے گہرے سانس لے رہی تھی معاً دروازہ کھلنے اور مقابل کی بھاری قدموں کی دھمک سن کر اس کے حواس مختل ہونے لگے تھے۔۔۔ حسیں کام کرنا چھوڑ گئیں تھیں۔۔۔۔

آرون نے پیر کی ٹھوکر سے دروازہ بند کرتے نگاہیں اس چھوٹے سے روم میں گھمائیں۔۔۔پر آنکھوں کو جس کی تلاش تھی وہ کہیں نادِ کھی۔۔۔۔وہ جان چکا تھا کہ وہ اس سے بچنے کو چھپی ہوئی تھی۔۔۔

"وٹ دا ہیل از دس باہر نکلو فوراً"۔۔۔۔وہ یکدم سے گرجا تھا کہ مروہ کو گویا جسم سے روح نکلتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔اس نے سختی سے ہاتھ منہ پر جما کر چیخ نکلنے سے روکا۔۔۔۔

"میرا دماغ پہلے بہت شارٹ ہے۔۔۔اس سے پہلے کی میں خود تمہیں باہر نکالو چپ چاپ سامنے آجاؤ۔۔۔ورنہ آج کا دن تمہاری زندگی کا آخری دن بنادوں گا"۔۔۔۔وہ اس قدر سفاکیت سے بولا تھا کہ مروہ کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی۔۔۔

"تمہاری تو"۔۔۔۔چند سیکنڈ انتظار کرنے کے بعد وہ تن فن کرتا ایک جھٹکے سے کرسی اٹھا کر فرش پر پھینکتا سرعت سے جھک کر اسے ٹیبل کے نیچے سے

باہر کھینچ کر دیوار سے پن کر گیا تھا یہ سب اتنی اچانک ہوا تھا کہ مروہ صدمہ سے دو چار آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہی تھی جو پتھریلے تاثرات سجائے شرربار نگاہوں سے اسے گھور رہا تھا۔۔۔

کیا حرکت تھی یہ "۔۔۔وہ اس کے چہرے کے انتہائی قریب اپنا چہرہ کرتا" پھنکارا تھا اور اپنا سارا وازن اس کے نازک وجود پر ڈالا تھا کہ مروہ کی پشت زور سے دیوار سے ٹکرانے پر اس کے منہ سے کراہ نکلی تھی۔۔۔جبکہ اس کی آگ کی مانند دہکتی سانسوں کی تپش سے چہرہ جھلستا محسوس ہوا تھا۔۔۔

مم میں نے کچھ نہیں کیا"۔۔۔وہ جلن اور درد کی شدت سے بمشکل بول" پائی تھی۔۔۔جبکہ دل اس کی دہشت سے باہر آنے کو سینے سے سر پٹخنے لگا تھا۔۔۔

کچھ نا کرتے ہوئے بھی بہت کچھ کر گئی ہو تم "۔۔۔وہ یکدم سے آہنی ہاتھ "
کی گرفت میں اس کی نازک گردن دبوچ کر دھاڑا تھا کہ وہ زور سے آنکھیں
میچ گئی۔۔۔ گردن پر دباؤ محسوس کر کے اس کو دم گھٹتا محسوس ہوا تھا۔۔
اس نے طبیعت کا پوچھا تھا میں بتا رہی تھی۔۔تو اچانک سے میرا پاؤں سلپ "
ہو گیا "۔۔۔وہ اس سے بھاگنے والے بات گول کر گئی تھی (معاً کوئی بعید نا
تھی وہ مزید طیش میں آتا اس کی ہڈیاں چٹخا دیتا)۔۔۔

ایسے بتا رہی تھی تم۔اسے۔۔۔اس حرامی کی باہوں میں جھول کر تم اپنی "
طبیعت کا بتا رہی تھی "۔۔۔
تمہیں کیں ی بار کہا ہے کہ تم اپنے کام سے کام رکھو گی نا کہ لوگوں کو اپنی "
طبیعت کا بتاتی پھرو گی "۔۔۔۔
وہ اس کی گردن پر گرفت سخت کرتا نیچی آواز میں چلایا تھا۔۔تو اس کی
وحشیانہ پکڑ پر مروہ کا چہرہ خطرناک حد تک سرخ پڑ چکا تھا۔۔۔

آپ جو مرضی کریں فریال کے ساتھ اور میری کسی سے بات کرنے پر بھی" پابندی۔۔۔آخر کیوں"؟۔۔۔۔۔

گردن پر بڑھتے اس کے ہاتھ کے سخت دباؤ پر اور اس کی دھونس دھاندلی جمانے پر وہ پر کڑھ کر غصے سے پھٹ پڑی۔۔۔۔

جو مرضی تو اب میں تمہارے ساتھ کروں گا کیونکہ پہلا حق تو تمہارا ہے" میری مرضیاں برداشت کرنے کا۔۔۔۔بہت زبان چلنے لگ گئی ہے تمہاری ۔۔۔اب تم میرے خلاف جاؤ گی۔۔۔میری حکم عدولی کرو گی۔۔۔نا، نا مروہ بے بی۔۔۔۔تم میرے حکم کے طبع ہو اور رہو گی۔۔۔تو یہ بغاوت کی جنگ کرنے کا سوچنا بھی مت۔۔۔۔کیونکہ تم اپنے ہر عمل کی مجھے جوابدہ ہو۔۔۔تو پھر ہمت کیسے ہوئی اس کے نزدیک جانے کی اس کا سہارا لینے کی۔۔ اس بلڈی کی باہوں میں جھول کر میری عزت روندنے کی"۔۔۔۔

وہ اس کی گردن چھوڑ کر اس کا جبڑا دبوچے چنگھاڑتا مروہ کو کوئی سائیکو لگا تھا کہ بے ساختہ اس کی گردن کو آزادی بخشنے پر وہ شدت سے کھانستی بے دم سی ہوتی دیوار سے سر ٹکا گئی۔۔۔۔

چند ہی منٹوں میں اس کی حالت ابتر ہو گئی تھی۔۔اڑی ہوئی رنگت۔۔۔ سرخ چہرہ، لال ہوتی ناک، سوجی آنکھیں، لرزتے لب اور کپکپاتا وجود پسینے سے شرابور وہ قابل رحم لگ رہی تھی۔۔۔۔

جبکہ وہ شعلہ جوالہ بنا سیاہ آنکھوں میں سرخی لیے بغور اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔جو چہرہ جھکائے کھڑی سانسیں ہموار کرنے کی تگودو میں تھی۔۔۔۔

آنسر می"۔۔۔وہ اس کے لرزتے لبوں کو انگوٹھے سے بے دردی سے مسلتا" تحکم بھرے انداز میں گویا ہوا تھا۔۔۔

آہہ"۔۔۔تو اس کی ستم ظریفی پر مروہ کے منہ سے سسکی سی نکلی۔۔۔۔"

مم میں گرنے لگی ت "۔۔۔۔وہ لڑکھڑاتی ہوئی آواز میں گویا ہوئی تھی"

جب وہ سختی سے اس کی بات کاٹ گیا۔۔۔

شٹ اپ ڈیم اٹ "۔۔۔ "

یہ میرے سوال کا جواب نہیں "۔۔۔ "

وہ اس کے چہرے کے پاس دیوار پر مکہ رسید کرتا دھاڑا تھا کہ مروہ جو پہلے سہمی ہوئی تھی اس کی دھاڑ پر اس کے منہ سے چیخ نکلی۔۔۔۔ جبھی وہ زخمی شیر بنا اسے بغیر سمجھنے کا موقع دیے ایک ہی جست میں اپنے شانے پر ڈالے دروازے کی طرف بڑھا۔۔۔۔

چھوڑیں مجھے "۔۔۔۔"

کہاں لے کر جا رہے ہیں "۔۔۔"

نیچے اتاریں مجھے "۔۔۔وہ اس افتاد پر بھونچکا کا کر رہ گئی تھی کہ جبھی اس کی پیٹھ پر دونوں ہاتھوں سے مکے برساتی چیخی۔۔۔

شٹ یور ماؤتھ۔۔۔۔ادر وائز آئی ول کٹ یور ٹنگ بی فور آئی ٹیک یو"

اوے"۔۔۔

وہ سرد کٹیلی آواز میں دھمکی آمیز گویا ہوا تھا کہ مروہ جو پر زور مزاحمت کر رہی تھی اس کی دھمکی پر مزاحمت ترک کرتی آنسوں بہانے لگی۔۔۔

وہ سب کزنز طوبیٰ شاہ کو گھیرے بیٹھی شادی کے لیے کپڑوں کی پلاننگ کر رہی تھی کہ جب نینا شاہ کے دوں کی گھنٹی بجی۔۔۔

اس نے بیڈ کی سائیڈ ٹیبل سے فون اٹھایا۔۔۔سکرین پر آپی لکھا جگمگا رہا تھا

۔۔۔

ہیلو"۔۔۔نینا نے فون کان سے لگایا۔۔۔"

تو دوسری جانب سے سپیکر سے آبان شاہ کی پریشانی میں ڈوبی آواز اُبھری

نینا میری فلائٹ لیٹ ہو گئی ہے میں ابھی ائیر پورٹ پر ہوں اور ٹھیک "
آدھے گھنٹے بعد میٹنگ ہے جس کا پروجیکٹ تم نے بنا کر دیا تھا۔۔۔تو پلیز
آفس جا کر تم یہ میٹنگ اٹینڈ کر لو۔۔۔یہ میٹنگ بہت امپارٹنٹ ہے "۔۔۔
اوکے باس۔۔۔۔ڈونٹ وری۔۔۔۔ائم گوئنگ "۔۔۔۔"
وہ مسکرا کر بولتی جھٹ میں مقابل کی پریشانی دور کر گئی تھی۔۔۔۔
تھینکس مسٹر "۔۔۔۔"
آبان مسکاتی آواز میں گویا ہوا تو نینا کھلکھلا کر کال کٹ کر گئی۔۔۔۔
آبان اور نینا کی بہت اچھی دوستی تھی۔۔۔۔وہ اسے آپی کہتی تھی جبکہ آبان
اسے مسٹر کہہ کر مخاطب کرتا تھا۔۔۔اور ان دونوں کی اس دوستی سے یارم
شاہ کھار کھاتا تھا۔۔۔تو جہاں وہ چڑتا تھا وہیں نینا اور آبان اس کے سامنے
باتیں اور ہنسی مزاق کرتے یارم شاہ کو جان بوجھ کر تپاتے تھے۔۔۔کہ وہ بھی

ان کے فضول کی کھی کھی پر تپ۔ کر انہیں خوب جھاڑ پلا کر نینا شاہ کو گھورتا وہاں سے اٹھ جاتا تھا اور پھر بعد میں اپنے طریقے سے اس سے بدلا لیا کرتا تھا کہ اس کے معنی خیز باتوں اور گستاخیوں پر نینا اس سے چپھتی نظر آتی تھی ۔۔۔۔ مگر جیسے ہی آبان واپس آتا ان دونوں کا یارم شاہ کو جیلس فیل کروانے والا امپارٹنٹ کام پھر سے جاری ہو جاتا تھا۔۔۔۔

اوکے کڑیوں میں پھر تم لوگوں کو جوائن کرتی ہوں ابھی میٹنگ میں جا رہی ہوں"۔۔۔۔

وہ باقی سب سے کہہ کر اپنی جگہ سے اٹھی۔۔۔۔

آپی کیسے جائیں گی آپ"۔۔۔۔ عشال نے جھٹ سے پوچھا کیونکہ وہ اکثر" اوقات بالاج یا بسمل کی بائیک چلاتی تھی اور آج بالاج بسمل نے اسے سختی سے اپنی اپنی ہیوی بائیکس کو ہاتھ لگانے سے منع کیا تھا۔۔۔

بائیک پر جانا"۔۔۔وہ عشال کو آنکھ ونک کرتی جلدی سے کمرے سے" نکل گئی تھی۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تیز کڑک دھوپ میں پولیس یونیفارم میں ملبوس ایس پی یارم شاہ ماتھے پر بے شمار بل ڈالے سرخ وسپید چہرے پر رومال سے پسینہ صاف کرتا اپنی نگرانی میں ہر گاڑی کی چیکنگ کرا رہا تھا۔۔۔اسے اپنے مخصوص زرائع سے اطلاع ملی تھی ڈرگز کی بھاری مقدار اسی راستے سے خاص مقام تک پہنچائی جانی تھی۔۔۔پر یہ ان کی بھول تھی کہ یارم شاہ کی موجودگی میں وہ یہ عمل پایہ تکمیل تک پہنچا سکتے۔۔۔۔۔

پچھلے دو گھنٹوں سے اس کی ٹیم ناکہ بندی کیے ہر گاڑی کو چیک کر رہی تھی ۔۔۔۔جبکہ وقت کا تعین کرتا ایس پی یارم شاہ اس وقت انتہائی غصے کی لپیٹ میں تھا۔۔۔

شاہ خاندان کے ہر سپوت کا ایک نام مرتبہ تھا اور انہیں میں ایس پی یارم شاہ بھی سر فہرست تھا۔۔۔۔

یارم شاہ کے کارناموں سے کون واقف نا تھا۔۔۔اور اس کی ایمانداری، رعب اور دبدبے کے باعث خاصے دشمن بھی جنم لے چکے تھے کہ وہ سر پھرا بندہ کسی کے دباؤ میں آنے والا نہیں تھا۔۔۔بلکہ اپنے عمل سے انہیں ہلا کر رکھ دیتا تھا کہ اس سے ٹکر لینے میں وہ سو بار سوچتے تھے۔۔۔۔

وہ جو اپنے کام میں مصروف تھے کہ یارم شاہ کو دور سے ایک تیز رفتار ہیوی بائیک آتی دیکھی جو لمحہ بالمحہ قریب تر آتی جا رہی تھی۔۔۔۔بائیک پر بیٹھے وجود کو دیکھ کر اس کے جبڑے تن گئے۔۔۔طیش کے عالم میں اس نے ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچے کھا جانے والی نظروں سے بلیک ڈریس میں ملبوس سر پر بلیک ہیلمیٹ رکھے وجود کو اپنے انتہائی قریب بائیک کو بریک لگاتے دیکھا

۔۔۔۔

تم یہاں کیا کر رہی ہو"۔۔۔۔وہ نیچی آواز میں چنگھاڑا۔۔۔"

ارے واہ بنا دیکھے ہی اپنی منکوحہ کو پہچان گئے مسٹر منکوح"۔۔۔۔"

ہیلمٹ کا زرا سا شیشہ اپر کر کے وہ مسکرا کر آنکھ ونک کرتی بولتی یارم شاہ کو آگ لگا گئی۔۔۔۔

تمہاری اور بھی بہت سے چیزوں کی پہچان ہو گئی ہے کبھی تفصیل سے بتاؤ گا"

پہلے میرے سوال کا جواب دو"۔۔۔

اس کے انتہائی بے باکی سے کہنے پر نینا سٹپٹا سی گئی۔۔۔

میں اپنے منکوح کو دیکھنے آئی تھی دو دن سے دیکھا نہیں تو دل نہیں لگ رہا" تھا"۔۔۔نینا کو اس کا سرخ چہرہ دیکھ کر ہنسی آئی کہ اصل بات بتانے کی

بجائے وہ مزید گوہر افشانی کرتی یارم شاہ کا پارہ ہائی کر گئی تھی۔۔۔کہ اس نے رومال پیشانی پر رگڑ کر گویا اپنے غصے پر قابو پایا۔۔۔

" دراصل مجھے بھی آج تمہاری بہت یاد آرہی ہے۔۔۔تم گھر چلو میں آکر تمہیں تسلی سے اپنا دیدار کرواتا ہوں اور کرتا ہوں "۔۔۔وہ سرخ آنکھیں اس پر گاڑھے سنجیدہ لہجے میں تنبیہ گویا ہوا۔۔۔کہ نینا شاہ کی دھڑکنیں منتشر ہوئیں۔۔۔

میں آگے جارہی ہوں "۔۔۔اس کی سرخ آنکھوں سے گھبراتی گویا" ہوئی۔۔۔

دیکھ نہیں رہی راستہ بند ہے "۔۔۔واپس جاؤ "۔۔۔وہ سخت آواز میں بولا" ۔۔۔یارم شاہ کو اس پر کسی کی بھی نظریں برداشت نہیں ہوتیں تھیں اور اس

وقت وہ بہت سی نگاہوں کا مرکز بنی کھڑی تھی۔۔۔بھلے ہی ہیلمٹ میں تھی پر یارم شاہ کو قطعاً منظور نا تھا کہ کوئی اس کی عزت کو دیکھے۔۔۔۔

وہ سب تو جا رہے ہیں"۔۔۔نینا نے باقی گاڑیوں کو گزرتے دیکھ کر کہا"

۔۔۔۔

ہاں ان کے لیے راستہ کھلا ہے تمہارے لیے بند ہے"۔۔۔اب شرافت" سے جہاں سے آئی وہاں تشریف لے جاؤ ورنہ میرا بھیجنے کا طریقہ تمہیں پسند نہیں آئے گا"۔۔۔۔

وہ سڑک کے دائیں بائیں دیکھتا وارننگ کیسے انداز میں بولا۔۔۔

اتنا تپ کیوں رہے ہو۔۔۔اچھا، اچھا، ہوں ہوں آگئی سمجھ۔۔۔رشوت" لینا چاہتے ہو ہیں نا"۔۔۔۔

بہت رشوت خور ہو ویسے۔۔"اچھا رکو۔۔یہ لو دو روپے"۔۔۔"

وہ پینٹ کی پاکٹ سے سکہ نکال کر اس کی ہتھیلی پر رکھتی قہقہہ لگاتی اس کے پاس سے زن سے سے بائیک لے اڑی۔۔۔۔

تمہاری تو آج خیر نہیں نینا شاہ"۔۔۔یہ رشوت تمہیں بہت مہنگی پڑنے والی" ہے"۔۔۔

یارم شاہ دو روپے کا سکہ مٹھی میں بھینچے خطرناک ارادوں سے شرر بار نگاہیں اس کی پشت پر گاڑھے بڑبڑایا تھا۔۔۔۔

یہ کون تھا"۔۔۔سیٹھ دلشاد جس کو یارم شاہ نے ناکے پر ہی روکا ہوا تھا وہ" یارم شاہ کو بائیک والے پر غصہ کرتے باخوبی دیکھ چکا تھا اور نینا شاہ کے جاتے ہی اس نے اپنے ساتھ بیٹھے اپنے آدمی سے استفسار کیا۔۔۔

صاحب کون تھا نہیں کون تھی پوچھیں"۔۔۔اس کے آدمی نے لبوں پر" شیطانی مسکراہٹ سجائے کہا۔۔

کیا مطلب "۔۔۔سیٹھ دلشاد نے چونک کر اسے دیکھا۔۔۔"

صاحب یہ لڑکا نہیں لڑکی تھی یارم شاہ کی منکوحہ "۔۔۔اس کے ساتھ بیٹھے" آدمی نے اس کی معلومات میں اضافہ کیا تھا۔۔۔۔

تو سیٹھ دلشاد جو اپنا مال پکڑے جانے پر پریشان بیٹھا تھا یکدم سے اس کی آنکھوں میں شیطانی چمک ابھری تھی۔۔۔۔

سر اس گاڑی میں ڈر گز ہیں "۔۔۔یارم جو غصے میں کھڑا ایک ایک گاڑی" والے سے خود پوچھ تاچھ کرتا ان کی گاڑیاں چیک کروا رہا تھا کہ جبھی ایک اہلکار کی آواز گونجی تھی۔۔۔تو وہ ماتھے پر بے شمار بل ڈالے اس جانب بڑھا

۔۔۔

ناکہ بندی کے باعث لائن میں کھڑی تمام گاڑیوں میں بیٹھے نفوس بڑے غور سے اس مغرور شہزادے کو دیکھ رہے تھے جس نے پچھلے ایک گھنٹے سب کو روک رکھا تھا۔۔۔

وہ آنکھوں میں سرد تاثر لیے ایک ہی جست میں اس گاڑی میں بیٹھے فرد کو کھینچ کر باہر نکال چکا تھا۔۔۔

یارم شاہ نے اس آدمی کو کالر سے دبوچ کر گرفت سخت کرتے اس سے پیچھے والی گاڑی میں بیٹھے سیٹھ دلشاد کو قہر آلود نظروں سے تو دیکھا تھا تو اس کی آنکھوں سے لپکتے شراروں کو دیکھ کر ایک پل کے لیے وہ دہشت زدہ سا رہ گیا تھا۔۔۔

جس کی آنکھوں میں ایسا تاثر ہلکورے لے رہا تھا کہ سیٹھ دلشاد گھگھیا سا گیا تھا ۔۔۔

یارم شاہ کو پہلے سے اس کے کالے دھندے کا علم تھا اور آج وہ رنگے ہاتھوں اسے دبوچ چکا تھا۔۔۔ مگر سیٹھ دلشاد کا یہ خوف چند لمحوں میں اڑن چھو ہوا تھا جب سے اسے نینا شاہ کے بارے میں اس کے آدمی نے بتایا تھا۔۔۔

یارم شاہ ایک قہر برساتی نظر اس پر ڈال کر اس آدمی کو دبوچے پولیس کی گاڑی کی جانب بڑھا تھا۔۔۔کیونکہ تفتیش کے دوران اس کا بیان ریکارڈ ہونا تھا اور جب وہ مان جاتا کہ یہ مال سیٹھ کا ہے تو تبھی وہ اسے پکڑ سکتا تھا۔۔۔

تم نے ہمارا مال پکڑا ہے لڑکے۔۔۔اس کی دوگنی قیمت چکاؤ گے۔۔۔۔"

سیٹھ دلشاد نا صرف تمہارا مال پکڑے گا بلکہ اس سے بھرپور لطف بھی اٹھائیں گا"۔۔۔۔

یارم شاہ اب تمہاری باری۔۔سیٹھ دلشاد سے الجھ کر بہت پچھتانے والے ہو" تم۔۔۔میں تمہیں ایسی ازیت پہنچاؤں گا کہ تم بلبلا اٹھو گے۔۔۔تمہاری آنکھوں کے سامنے تمہاری بیوی کو اپنی داشتہ بناؤ گا۔۔۔اور تم کچھ بھی نہیں کر سکو گے۔۔۔۔میرے وار کا انتظار کرو"۔۔۔

وہ یارم شاہ کی پشت دیکھ کر مکروہ انداز میں قہقہہ لگاتا ہریانی گویا ہوا تھا۔۔۔

وہ لب بھینچے انتہائی ریش ڈرائیورنگ کر رہا تھا۔۔۔ جبکہ اس کے ساتھ بیٹھی مروہ دونوں ہاتھ چہرے پر جمائے ہچکیاں بھر رہی تھی۔۔۔۔اسے آج ڈاکٹر آرون شاہ بے پناہ ظالم جابر لگ رہا تھا۔۔۔ایک غیر متوقع افتاد کو اس نے انا کا مسئلہ بنا کر رکھ دیا تھا۔۔۔۔ کہ وہ مرنے مارنے پر تل آیا تھا۔۔۔دراصل یہ پچھلے چند دنوں کا غبار بھی تھا کہ وہ جو اسے آتے جاتے ڈاکٹر عدنان سے گپیں ہانکتا دیکھ کڑھ کر رہ جاتا تھا اور آج موقع ملتے ہی وہ سارے بدلے سود سمیت چکانا چاہتا تھا۔۔۔۔

مروہ اس بپھرے شیر سے خائف دل ہی دل میں اس سے بچنے کی دعا مانگ رہی تھی۔۔۔ جبکہ اس سے شدید خوف و دہشت کے باعث رونے میں شدت آتی جا رہی تھی۔۔۔جو جو اسے نجانے کہاں لے جا رہا تھا اور اس کے ساتھ کیا کرنے والا تھا۔۔۔یہی سوچ اس کے وجود سے بچی کھچی جان بھی نکال رہی تھی۔۔۔۔

اگلے پانچ منٹ میں وہ گاڑی ڈیفنس میں بنے خوبصورت بنگلے کے پورٹیکو میں روک گیا تھا۔۔۔

آرون نے سلگتی نگاہوں سے اسے دیکھا جو چہرہ چھپائے روتی لرز رہی تھی ۔۔۔اس نے نفرت سے اس کے وجود پر اسکے ڈریس کو دیکھا تھا۔۔۔اور پھر دل ودماغ میں جھکڑ برپا ہوئے تھے کہ اس کے ہاتھوں کا لمس ابھی تک اس کے وجود پر موجود تھا۔۔

وہ غصے سے نیچے اترا اور اس کی جانب آیا۔۔۔

اترو نیچے "۔۔۔۔وہ انتہائی سخت آواز میں تحکمانہ گویا ہوا۔۔"

مجھے نہیں آنا۔۔مجھے حویلی جانا ہے "۔۔۔مر وہ سوں سوں کرتی بولی" ۔۔۔

بھول جاؤ حویلی۔۔۔جو آج تم نے کیا ہے اس کا حساب کتاب دیے بغیر" حویلی نہیں جاسکتی تم "۔۔۔۔

وہ قہر برساتی نظروں سے گھورتا گویا ہوا اور اسے کھینچ کر باہوں میں اٹھایا تو اس اچانک ہوئی افتاد پر مروہ کا دل اچھل کر حلق میں آیا۔۔۔

"چھوڑیں مجھے بہت برے انسان ہیں آپ۔۔۔ کہیں نہیں جانا مجھے آپ کے ساتھ"۔۔۔وہ اس کے کندھے پر مکے برساتی چیخ اٹھی۔۔۔

"تمہاری ناکی کوئی ویلیو نہیں اور ابھی چیخنا بند کرو۔۔۔ تمہیں پورا موقع فراہم کیا جائے گا چیخنے کا"۔۔۔وہ اسے اٹھائے لاونج میں داخل ہو کر اپنے کمرے جانب بڑھتا بے باکی سے گویا ہوتا مروہ کا فشار خون معمول سے زیادہ کر گیا تھا۔۔۔

جبکہ کیچن کے دروازے کے بیچوں بیچ کھڑی ادھیڑ عمر کی ملازمہ نے حیرت سے اپنے صاحب کو دیکھا تھا۔۔۔

مروہ اس کے لفاظی پر دم سادھ گئی تھی۔۔۔تو اس کی زبان کو یک دم سے بریک لگتی دیکھ وہ لبوں پر قاتلانہ مسکراہٹ سجائے سیڑھیاں عبور کرتا اپنے کمرے کے بند دروازے کو پاؤں کی ٹھوکر سے کھول کر اندر آیا تھا۔۔۔

اب بولو کیا کہہ رہی تھی تم۔۔۔کہ میں برا انسان ہوں"۔۔۔۔! وہ اسے" اپنی باہوں میں سہمی چڑیا کی مانند دبکا دیکھ کر ایبرو اچکائے استفہامیہ گویا ہوا تو مروہ نے اس کے چہرے کے سنجیدہ تاثرات دیکھ کر نفی میں گردن ہلائی ۔۔۔آرون نے گہری نظروں سے اس کے چہرے پر موتیوں کی مانند چمکتے آنسوؤں کے چند قطروں کو دیکھا جن کے حالے میں وہ کوئی معصوم بچی لگ رہی تھی۔۔۔جبکہ چہرے پر گھلی زردیاں اور رک رک کر سانسوں کا چلنا اس کی خوفزدہ حالت کا پتا دے رہا تھا۔۔۔

مگر آرون شاہ پر تو جنون سوار تھا کہ اسے اس کی خراب ہوتی حالت سے کوئی سروکار نا تھا۔۔۔اس کی اندر آگ بھڑک رہی تھی گویا پورا وجود جھلستا محسوس ہو رہا تھا۔۔جب تک وہ اس کے وجود سے مقابل کا لمس نا مٹا دیتا تب تک اس آگ میں خود کے ساتھ ساتھ مروہ کو بھی جھلسائے رکھنا تھا اور اس کے اندر کے وحشی جانور نے یوں ہی مروہ کا خون خشک کیے رکھنا تھا۔۔۔

آرون شاہ کے بنا پلک جھپکائے بے تاثر آنکھوں سے یک ٹک دیکھنے پر مروہ آنکھیں میچ گئی۔۔آرون نے اس کے چہرے پر دھرے ان چند آنسوؤں کے قطروں پر پھونک مار کر چہرے سے جدا کرنا چاہا کہ جو مروہ کو معصوم ثابت کرنے پر ڈٹے ہوئے تھے۔۔۔۔

اس کی پھونک پر جہاں مروہ کی پلکیں لرز اٹھیں وہیں وہ چمکتی بوندیں لڑھکتی چلی گئیں تھیں۔۔۔

تم معصوم نہیں ہو پر تمہارے آنسوں تمہیں معصوم بناتے ہیں۔۔۔اس لیے اب تمہاری آنکھ سے ایک بھی آنسوں نہیں نکلنا چاہیے"۔۔۔وہ حکم صادر کرتا اسے اٹھائے واشروم میں لے آیا تھا اور جیسے ہی اسے شاور کے نیچے فرش پر کھڑا کیا۔۔۔تو مروہ نے جھٹ سے آنکھیں کھولیں۔۔۔تو وہ اپنا وائلٹ اور فون نکال کر مرر کے قریب رکھ رہا تھا۔۔۔

یہ کیا"؟۔۔۔وہ آنکھیں پھاڑے کپکپاتی آواز میں بولی۔۔۔تو بدلے" میں وہ اسے جواب دیے بغیر شاور آن کر گیا۔۔۔

مروہ جو متعجب کھڑی تھی پانی کی بوندیں گرنے پر وہ بھونچکا کر رہ گئی۔۔۔اس سے پہلے کہ وہ شاور سے گرتی ان پانی کی سرد ٹھٹھرتی بوندوں سے دور ہٹتی مقابل سرعت سے اس کی کوشش ناکام بنا گیا تھا۔۔۔

وہ آنکھیں پھاڑے، منہ کھولے اس لمبے تڑنگے شخص کو دیکھ رہی تھی جو اس کے بے حد نزدیک شاور کے نیچے آن کھڑا ہوا تھا۔۔۔پانی کی تیز

بوندیں دونوں کو بھگوتی چلی جارہی تھیں۔۔۔چند ہی لمحوں میں دونوں کے لباس بھیگتے وجود سے چپک گئے تھے۔۔۔۔

مروہ کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ اسے واشروم میں کیوں لایا تھا اور اسے اس طرح بھیگانے کا کیا مقصد تھا۔۔۔ مگر آرون شاہ کے سامنے بھیگے وجود پر چپکے لباس کی وجہ سے اسے ڈھیروں شرم نے آن گھیرا تھا تو اس نے جلد سے گلے میں جھولتا دوپٹہ کھینچ کر گردن سے نچلے حصے پر پھیلایا تھا اور جوڑے میں بندھے بال کھول کر دائیں بائیں شانوں کے آگے ڈالے تو اس کی اس حرکت پر مقابل نے درشت نظروں سے گھورا۔۔۔۔

آپ مجھے یہاں کیوں لے کر آئے ہیں"۔۔"

وہ جو دائیں جانب سے نکلنے لگی تھی کہ وہ سامنے آتا اس کا راستہ روک گیا تو وہ محجوب سی ہوتی بولی۔۔۔

نظر نہیں آرہا کس لیے لایا ہوں"۔۔۔آرون نے اسے اپر سے نیچے تک"
دیکھ کر سرد لہجے میں کہا تو وہ سٹپٹا کر نظریں چرا گئی۔۔۔
آپ کو شرم نہیں آتی"۔۔۔اس کے اس طرح دیکھنے پر وہ بھڑکی۔۔۔"
نہیں"۔۔۔جبھی وہ ایک ہی جست میں اس کا دوپٹہ کھینچ کر دور اچھال گیا"
تھا۔۔۔تو مقابل کے اس عمل پر مروہ کی سانسیں سینے میں الجھنے لگیں۔۔۔
یہ کیا بدتمیزی ہے"؟۔۔۔"
وہ دونوں ہاتھ اپنے سینے پر باندھتی غصے اور شرم کی ملی جلی کیفیت مبتلا اس کی
اس حرکت پر نسبتاً چیخ ہی تو اٹھی تھی۔۔۔
اگر بیوی بھول جائے کہ وہ کسی کہ بیوی ہے تو اسی طرح کی بدتمیزی کر کے"
اسے یاد دلایا جاتا ہے"۔۔۔
وہ سپاٹ انداز میں بولا تھا تو مروہ نے تاسف سے اسے دیکھا تھا جو اس اچانک
ہوئے واقع کو غلط رنگ میں لے کر اسے ذلیل کرنے پر تلا تھا۔۔۔

بس حد ہوتی ہے ایک بات۔۔۔۔آپ پیچھے ہی پڑ گئے ہیں۔۔۔ہوتے کون" ہیں آپ مجھ سے اس طرح سے سوال جواب کرنے والے۔۔۔جب آپ کے لیے وہ رشتہ کوئی معنی نہیں رکھتا تو کیوں تکلیف ہو رہی ہے آپکو۔۔۔میں جو مرضی کروں آپ کون ہوتے ہیں مجھ پر پابندیاں عائد کرنے والے ۔۔۔"

مروہ کے صبر کی انتہا ہوئی تھی کہ جبھی وہ اشتعال میں اس سے دو قدم پیچھے ہٹتی اپنے انجام کی پرواہ کیے بغیر اپنے الفاظ سے مقابل کے وجود میں لاوا سا بھر گئی تھی۔۔۔۔اس نے اپنے چہرے پر دونوں ہاتھ پھیر کر پانی کی بوندوں کو صاف کیا تھا تو گویا اس کے حواس بحال ہوئے اور پھر اس کی شعلہ اگلتی آنکھوں میں دیکھ کر اپنے الفاظ کا تدراک ہوا تھا مگر تب تک بہت دیر ہو چکی تھی۔۔۔

مقابل عضبناک تیروں سے اسے گھور رہا تھا۔۔۔ جبھی اس نے جھٹکے سے اسے اپنے قریب کھینچا تھا تو وہ کٹی ڈالی کی طرح اس کی سینے سے جا لگی تھی

۔۔۔

اس نے مروہ کو سینے سے لگا کر ایک بازو اس کی کمر کے گرد لپیٹ کر پہلو پر ہاتھ کی گرفت سخت کی تو دوسرا ہاتھ اس کے سر کے پیچھے لے جا کر بالوں کو مٹھی میں دبوچ کر ہلکا سا جھٹکا دے کر چہرہ بلند کیا تو شاور سے نکلتی بوندیں سیدھا اس کے چہرے پر پڑتی اسے ہڑبڑانے پر مجبور کر گئی۔۔۔

وہ زور سے آنکھیں میچے لب بھینچے چہرہ دائیں بائیں کرنے کی ناکام کوشش کرتی اس تیز گرتے پانی سے بچنا چاہ رہی تھی۔۔۔ مگر مقابل اس کا چہرہ مزید شاور کے نیچے کر گیا تھا تو وہ اس کی باہوں میں پھڑ پھڑا سی اٹھی تھی۔۔۔

"چچ چھوڑیں مجھے"۔۔۔ وہ گھٹی گھٹی آواز میں بولی جبکہ آنکھیں کھلنے سے انکاری ہوئی تھیں۔۔۔ جبکہ وجود ڈھیلا چھوڑ کر پوری طرح مقابل کے رحم

وکرم پر چھوڑ چکی تھی تو اس کے اس عمل پر آرون کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ چھپ دکھلا کر غائب ہوئی تھی۔۔۔

پلیز"۔۔۔وہ کپکپاتے لبوں سے ملتجی آواز میں گویا ہوئی تو آرون شاہ جو" اس کا چہرہ شاور کے نیچے رکھ کر مزید سزا دینا چاہ رہا تھا اس کی نم آواز اور گلابی کٹاؤ دار لبوں کی کپکپاہٹ دیکھ کر اس کو حلق میں کانٹے چبھتے محسوس ہوئے تھے۔۔۔

معاً وہ لمحے میں اس پر جھکا اس کے لبوں کو اپنے لبوں کی سخت گرفت میں لے گیا تھا۔۔۔مروہ جو اس سے امید لگائے کھڑی تھی کہ وہ اسے شاور کے نیچے سے ہٹا لے گا مگر آرون شاہ کا عمل اس کی امید کے متضاد ٹھہرا تھا۔۔۔پر شدت آنچ دیتے دہکتے لمس سے مروہ کو اپنے لب جھلستے محسوس ہوئے تھے تو دھڑکنوں میں عجیب سی ہلچل ہونے لگی تھی اور وجود میں سرد لہریں دوڑ گئی تھیں۔۔۔لمحہ بالمحہ آرون اس کی سانسوں پر اپنا قبضہ جماتا اس کے حواس مختل کرتا چلا جا رہا تھا۔۔۔تو اس کی اس قدر شدت و جنوں بھرے لمس پر

مروہ کی آنکھوں سے آنسوں بہے نکلے تھے اور وجود پر باقاعدہ لرزاطاری ہوا تھا۔۔۔۔

اس نے سانسوں کی تڑپ میں پر زور مزاحمت کرتے اسے دور کرنا چاہا تھا تو نتیجتاً وہ اس کے نچلے لبوں پر دانتوں کا دباؤ بڑھا گیا تھا تو اس کے منہ سے سسکی سی نکلی تھی۔۔۔۔

شاور کی تیز بوندیں آرون شاہ کے بالوں سے ٹپکتی مروہ کے چہرے پر گر رہی تھیں۔۔۔اور وہ اس کے لبوں پر جھکا دنیا سے بیگانہ ہوتا اس کی قربت کے نشے میں ڈوبتا چلا جا رہا تھا۔۔۔مروہ کو محسوس ہو رہا تھا کہ اگلے لمحے اسے سانس نا آئی تو مر جائے گی۔۔۔معاً وہ اس کے لبوں کو آزادی بخشتا اس کی شفاف گردن پر جھکتا جا بجا لمس چھوڑتا اس کے ہوش اڑا گیا تھا کہ وہ تیز تر سانسیں ہموار کرتی اس کی گرفت میں مچل اٹھی تھی۔۔۔

جسم سے جان نکلتی محسوس ہوئی تھی جب اس کے لب کالر بون سے نیچے دل کے مقام کے قریب محسوس ہوئے تھے۔۔۔تو دل جیسے پسلیوں کا پنجرہ

توڑ کر باہر آنے کو بے تاب ہوا تھا اور وجود سے گویا سارا خون نچڑ کر چہرے پر آن ٹھہرا تھا۔۔۔۔

جبھی وہ اس کے ٹھنڈے پڑتے وجود کو محسوس کر کے اس کی گردن پر زور سے بائٹ کرتا اپنی شدتوں کے نشان چھوڑ کر اسے کھینچ کر اپنے سینے سے لگایا تھا تو مروہ کپکپاتی ہوئی اس کے سینے میں چہرہ چھپا گئی۔۔۔۔

پانی کے قطرے بارش کی طرح دونوں پر نچھاور ہو رہے تھے۔۔۔۔ مسلسل پانی میں بھیگنے سے مروہ کی حالت غیر ہوتی جا رہی تھی۔۔۔۔ جبھی آرون کے ہاتھوں کا بے باک لمس پشت پر رینگتا محسوس کر کے وہ اس کی شرٹ کے کھلے گریبان سے چھلکتے سینے میں مزید چہرہ گھسیڑ گئی۔۔۔ تو اس کی سانسوں کا کے نرم گرم تھپیڑے اپنے سینے پر محسوس کر کے آرون کے دل نے بیٹ مس کی تھی۔۔۔۔

پلیز چھوڑیں مجھے "۔۔۔کندھے پر اس کے لبوں کا لمس اور پشت پر رینگتے "
ہاتھوں کا لمس محسوس کر کے وہ محض منمنا ہی سکی۔۔گویا اس میں مزاحمت
کرنے کی ساری طاقتیں صلب ہو چکیں تھیں۔۔۔

اتنی جلدی کیسے چھوڑ دوں۔۔۔ابھی تو تمہیں یاد دلانا ہے کہ میں کون "
ہوں "۔۔۔وہ نپے تلے انداز میں بولا تھا تو مروہ نے روہانسی ہو کر اسے
دیکھا تھا تو گویا اب وہ کیا کرنے والا تھا۔۔۔

پلیز مجھے معاف کر دیں آئیندہ ایسا نہیں ہو گا۔۔۔وہ اس کی سینے سے لگی "
شدتوں سے رو دی تھی۔۔۔قبل ہی وہ اس کی شدتوں سے اور ڈر و ہیبت سے
نڈھال تھی مزید اس کی زو معنی گفتگو سے اس کے وجود میں برق رفتار سی
دوڑ گئی تھی۔۔۔وہ۔ شخص اس کے اعصاب پر بری طرح سوار ہو چکا تھا۔۔۔

اششش آئندہ ایسی سوچ بھی تمہارے دماغ میں نہیں آئے گی۔۔۔مگر یہ "
تمہاری پہلی اور آخری غلطی کی پہلی سزا ہے "۔۔۔

وہ اس کے لبوں پر انگلی رکھتا دور ہوا تھا تو مروہ نے حیرت سے اسے دیکھا جو ترت سے واشروم میں جلتی لائٹ آف کر چکا تھا۔۔۔

اور پھر ایک ہی جست میں اس کے قریب پہنچا تھا۔۔۔تو مروہ اس سے دور ہو کر دیوار سے جا لگی تھی۔۔۔

کک کیا کر رہے ہیں"؟۔۔۔اس کے ہاتھوں کا بے باک لمس اپنے وجود پر" محسوس کر کے وہ کپکپاتی آواز میں بولی تھی۔۔۔اس سے پہلے کہ وہ حواس کھو کر فرش پر گرتی مقابل جھٹکے سے اسے کھینچ کر سینے میں بھینچ گیا تھا۔۔۔ اور ساتھ ہی ہاتھ بڑھا کر شاور بند کیا تھا۔۔۔

تمہیں یاد دلا رہا ہوں کہ تم آرون شاہ کی بیوی ہو اس کی عزت ہو جو تم بھول" گئی تھی۔۔۔آرون شاہ سے تمہارا کیا رشتہ ہے۔۔۔اور آرون شاہ تم پر کیا کیا حق رکھتا ہے"۔۔۔وہ سرگوشی نما بول کر ہاتھ اس کی شرٹ کے اندر ڈال کر

پہلو پر لپیٹ گیا تھا تو مروہ اس کے لمس پر لب دانتوں تلے دبائے اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں دبوچ کر سر اس کے سینے سے ٹکا گئی۔۔۔۔

مت کریں ایسا پلیز "۔۔۔۔وہ اپنے وجود سے شرٹ سرکتی دیکھ اس کے " سینے پر سر مارتی بے بسی سے بولی تھی۔۔۔

خاموشی سے کھڑی رہو۔۔کچھ نہیں کر رہا صرف اس لباس سے چھٹکارا " دلا رہا ہوں۔۔۔جب تک یہ تمہارے وجود پر رہے گا مجھ سے کچھ بھی اچھے کی توقع رکھنا تمہاری نادانی ہو گی۔۔۔کیونکہ میں چاہ کر بھی وہ لمحہ نہیں بھول پا رہا۔۔۔اس سے پہلے کہ میں تمہیں یا خود کو شدید قسم کا نقصان پہنچاؤں فوراً سے یہ لباس تبدیل کرو جسے اس بلڈی کے گندے ہاتھوں نے چھوا"۔۔۔۔ وہ ہینگر میں لٹکے باتھ گاؤن کو اس کے ہاتھ میں تھما کر

اس کے چہرے پر پھنکارتا دور ہوا اور اس کی جانب پشت کر کے کھڑا ہو گیا تو مروہ نے بغیر لمحہ ضائع کیے باتھ گاؤن اپنے گرد لپیٹ لیا تھا۔۔۔

وہ کپکپاتی گاؤن کو اپنے گرد لپیٹے چہرہ جھکائے کھڑی تھی۔۔۔گیلے بال اس کے چہرے کے دائیں بائیں بکھرے تھے۔۔۔اور اس کے وجود کی لرزش پہلے سے بڑھ گئی تھی۔۔۔معاً وہ پلٹا تھا اور بڑے استحقاق سے اسے باہوں میں بھر کر باہر کی جانب بڑھا۔۔۔مروہ کی دھڑکنوں نے پھر سے شور پکڑ لیا تھا۔۔۔وہ لب کاٹتی نظریں جھکائے ہوئے تھی۔۔۔آرون اسے کمرے میں لا کر بیڈ پر لٹا کر ایک بھی نظر ڈالے کبرڈ سے ٹراوزر لے کر واشروم بند ہو گیا ۔۔۔اس کے جاتے ہی مروہ نے سکھ کا سانس لیا اور کمبل اچھی طرح اپنے گرد لپیٹ کر سہمی نظروں سے کمرے کا جائزہ لینے لگی۔۔۔

کچھ کی منٹوں بعد وہ شرٹ لیس بلیک ٹراؤزر میں ملبوس ایک ہاتھ میں وائلٹ اور فون پکڑے دوسرے سے بال ٹاول سے خشک کرتا باہر آیا اور اسے دیکھا جو کمبل کھینچ کر اپنے ناک تک تان گئی تھی۔۔۔اس کی ہرنی جیسی خوفزدہ

آنکھیں خود پر جمی دیکھ وہ مسکراہٹ دبائے آئینے کے سامنے کھڑا ہوا اور باڈی سپرے اٹھا کر خود پر سپرے کرتا بالوں میں کنگھی کرنے لگا۔۔۔

اسے شرٹ کے بغیر اس کے مضبوط توانا بازو اور کسرتی سینا دیکھ کر مروہ کے ہوش اڑ گئے تھے۔۔۔وہ مضبوط جسامت کا حامل باڈی بلڈر جس کے سیکس پیک واضح چھلک رہے تھے بازوؤں کے مسلز پھولے ہوئے اس کی وجاہت میں چار چاند لگاتے مروہ کو مزید دہشت میں مبتلا کر گئے تھے۔۔۔کہاں وہ بادی بلڈر اور کہاں وہ نازک سی چھوئی موئی لڑکی۔۔۔۔

مروہ یک ٹک اسے دیکھتی اپنا اور اس کا موازنہ کر رہی تھی۔۔۔۔جب وہ آئینے میں ہی اس کی محویت نوٹ کرتا اس کی جانب بڑھا۔۔۔۔

اس کو اپنی جانب آتا دیکھ مروہ کی آنکھیں لبالب پانیوں سے بھر گئی تھیں

۔۔۔

آرون بیڈ کے دائیں جانب سائیڈ ٹیبل پر فون رکھ کر اس کے انتہائی نزدیک دراز ہوا اور ہاتھ بڑھا کر اسے اپنے قریب کھینچا تھا تو اس اچانک ہوئی کاروائی

پر وہ اس کے سینے پر آن گری۔۔۔آرون شاہ نے کمبل دونوں کے گرد درست کر کے اس کی پشت پر باہوں کا حصار ڈال کر اسے مزید خود کر قریب کھینچا اور اس کی بھیگے بالوں میں چہرہ چھپایا تو آنے والے لمحات کے خوف سے مروہ کی آنکھوں سے آنسوں جاری ہوئے تھے۔۔۔اس کو بغیر شرٹ کے دیکھ اس کی جان تو پہلے ہی نکلی جا رہی تھی مزید اس کے بے حد قریب آجانے پر اس کا دل کانپ اٹھا تھا۔۔۔

وہ جو آنکھیں موندے اس کے بالوں کی نرماہٹ محسوس کر رہا تھا کہ اپنے سینے پر نمی محسوس کر کے اس کا چہرہ اپر کیا تو میک اپ سے پاک معصوم چہرہ آنسوؤں سے تر تھا۔۔۔گویا حالت یوں تھی کہ جیسے کسی نے ظلم کر دیا ہو۔۔۔یہ آرون شاہ نے دل میں سوچا تھا۔۔۔مگر مروہ جیسی لڑکی کے نزدیک تو یہ ظلم ہی تھا۔۔۔

ایسا کیا ہو گیا ہے تمہارے ساتھ کہ تم پھر سے آنسوں بہانے لگ گئی۔۔۔ "
اب اگر ایک بھی آنسو تمہاری آنکھ سے نکلا تو انجام کی زمہ دار تم خود ہو گی
۔۔۔یقین جانو میں وہ بھی کر گزروں جس کا اس وقت تمہیں ڈر ہے
"۔۔۔۔

وہ اس کے آنسوں لبوں سے چنتا سرگوشی میں دھمکی آمیز گویا ہوا تھا۔۔۔تو مروہ آنکھیں زور سے میچ گئی۔۔۔اس کی دھڑکنوں کا رقص معمول سے بڑھ گیا تھا جسے آرون شاہ اپنے سینے پر باخوبی محسوس کرتا خمار آلود نگاہوں سے اس کے گلابی باریک کٹاؤ دار لبوں کو دیکھ رہا تھا۔۔۔اس سے پہلے کہ وہ ان کو قید میں لیتا اپنی شدتیں لٹاتا کہ سائیڈ ٹیبل پر پڑا فون گنگنا اٹھا تھا۔۔۔۔ آرون شاہ نے اس کی ٹھوڑی چوم کر ہاتھ بڑھا کر فون اٹھایا اور بنا دیکھے کان سے لگا کر چہرہ مروہ کے شانے میں چھپایا۔۔۔۔

بیٹا کہاں ہو اس وقت "۔۔۔۔ سپیکر سے فرزانہ شاہ کی آواز گونجی۔۔۔۔"

کیاہواماں خیریت"۔۔۔آرون نے مروہ کی گردن پر بیئرڈ سہلا کر"

دوسری جانب موجود اپنی ماں سے استفسار کیا۔۔۔تو مروہ چبھن کی وجہ سے

زراسا کسمسا کر دور ہوئی۔۔۔مگر آرون نے اس کی کمر پر گرفت سخت

کر کے اسے تیز نظروں سے گھورا تو وہ لب کچل کر رہ گئی۔۔۔

ہاں بیٹا۔۔۔طوبی اور اثنان کی شادی طے کر دی ہے اسی ہفتے شادی ہے"

۔۔۔اماں سائیں نے سب کو حویلی بلانے کا کہا ہے۔۔۔تم لوگ جلدی سے

گھر آجاؤ بچے"۔۔۔

ماں یہ تو بہت خوشی کی بات ہے۔۔۔پر آج حویلی آنا ممکن نہیں"۔۔۔"

آرون نے مروہ کو دیکھ کر کہا تو وہ الجھ کر اسے دیکھنے لگی۔۔۔

کیوں کیاہوابیٹا"۔۔۔فرزانہ نے اس کے نا آنے پر استفسار کیا۔۔۔"

ماں دو چار کافی سیریس کیس ہیں مروہ بھی ایک بہت سیریس مریض کو"

ہینڈل کرنے میں مصروف ہے اور میں بھی بس جاہی رہاہوں تو ہم کل

آجائیں گے"۔۔۔آرون نے قاتلانہ مسکراہٹ لبوں پر سجائے کہا تو مروہ

کی ممکنہ حد تک آنکھیں پھیلیں۔۔۔جس کے جواب میں آرون نے سوالیہ ائیبرو اچکائی تو مروہ اس کی گرفت سے نکلنے کے لیے پھڑ پھڑا اٹھی۔۔۔۔

اچھا بیٹا اس کا دھیان رکھنا جلدی گھر آنے کی کوشش کرنا"۔۔۔فرزانہ شاہ" کی میٹھی آواز گونجی۔۔۔

ماں مجھے آپ سے ضروری بات کرنی ہے"۔۔۔۔وہ مزاحمت کرتی مروہ کو" بیڈ پر ڈال کر ایک ہاتھ سے فون تھامے اور دوسرے ہاتھ میں اس کے دونوں نازک ہاتھوں کو قید کر کے سر کے اپر بیڈ سے پن کرتا گھٹا کہ مانند اس پر چھا آیا تو مروہ اس کی آنکھوں میں خمار کی سرخی دیکھ کر سانس روک گئی

۔۔۔

ہاں بولو بچے کیا بات ہے"۔۔۔"

ماں مجھے نینا کی شادی پر مروہ کی رخصتی چاہیے"۔۔۔۔وہ مروہ کی آنکھوں" میں جھانک کر بولا۔۔۔تو مروہ کے تاثرات یکدم سے روہانسی ہوئے تھے

وہیں دوسری جانب موجود فرزانہ شاہ کے چہرے پر مسکراہٹ در آئی تھی

یہ تو بہت خوشی کی بات ہے میں ابھی تمہارے بابا سے بات کرتی ہوں"

"۔۔۔ریحانہ شاہ خوشی سے چور آواز میں بولی۔۔۔

جی ماں آپ بات کرلیں بلکہ منائیں ان کو۔۔۔مجھے اسی ہفتے ہر حالت میں"

اپنی بیوی اپنے پاس چاہیے"۔۔۔

وہ فرزانہ شاہ سے بولا۔۔۔

نن"۔۔۔تو مروہ جو دائیں بائیں سر ہلا کر کچھ منع کرنے لگی تھی کہ بروقت"

آرون شاہ اس کے الفاظ حلق میں دبا گیا۔۔۔

ٹھیک ہے بچے خوش رہو"۔۔۔اس نے مسکرا کر کال کٹ کر گئی تھی تو"

فون سائیڈ پر رکھتے آرون شاہ کی پکڑ میں سختی در آئی تھی۔۔۔وہ بڑے

جنونی انداز میں اس کے لبوں کا جام پیتا مروہ کی سانسوں پر اختیار جما گیا تھا

۔۔۔کافی دیر بعد وہ اس کے لبوں کو آزادی بخشا اس کے چہرے پر جابجا مہریں ثبت کرتا چلا گیا۔۔۔مروہ کا پورا وجود اس کی قربت میں پسینے میں بھیگ گیا تھا۔۔۔

دور ہٹیں میری سانسیں "۔۔۔وہ اکھڑتی سانسوں کے مابین بمشکل آدھا" ہی بول پائی تھی۔۔۔

میری قربت میں تمہاری سانسیں ہموار ہو بھی نہیں سکتی "۔۔۔"

وہ اس کے لبوں کو ہلکا سا چھو کر اس کی گردن پر جھکا ہی تھا کہ پھر سے فون بج اٹھا تھا۔۔۔

فون کی گھنٹی پر جہاں آرون شاہ نے اس کے گردن میں گہرا سانس بھرا وہیں مروہ نے شکر کا سانس لیا تھا۔۔۔

آرون اس سے دور ہو کر فون کی جانب متوجہ ہوا۔۔۔اس کا ارادہ فون آف کرنے کا مگر جیسے ہی سکرین پر نظر پڑی تو آگے عباس لالا لکھا جگمگا رہا تھا۔۔۔

آرون نے بنا توقف لیے کال اٹینڈ کر لی تھی۔۔۔

اسلام علیکم لالا"۔۔۔۔"

وعلیکم السلام۔۔۔۔آرون شاہ فارم ہاؤس آؤ"۔۔۔۔"

عباس شاہ کی گھمبیر تا آواز گونجی۔۔۔

کیا ہوا لالا"۔۔۔۔آرون نے اس کی آواز میں ہلکی سے لڑکھڑاہٹ "

محسوس کی تھی تو کسی انہونی کے باعث اس کے وجود میں خون کی رفتار تیز ہو چکی تھی جبکہ چہرہ سرخ پڑ چکا تھا۔۔۔

آرون مجھے گولی لگی ہے اور پچھلے تین گھنٹے سے گولی میرے بازو میں "

ہے"۔۔۔

کیا عباس لالا آپ ٹھیک تو ہیں"؟۔۔۔۔آرون شاہ اچھل کر بیڈ سے کھڑا"

ہوا تھا اور کبرڈ کی جانب بڑھا۔۔۔

تو مروہ نے بھی پریشانی سے اسے دیکھا۔۔۔۔

میں ٹھیک ہوں تم بس آنے کی کرو"۔۔۔اس نے کہہ کر کال۔کٹ کی تو"
آرون نے فوراً سے کبرڈ سے شرٹ نکال کر پہنی۔۔۔

کیا ہوا عباس لالا کو"۔۔۔مروہ نے اس سے استفسار کیا جواب پاکٹ میں"
وائلٹ رکھ رہا تھا۔۔

اس کی آواز پر آرون نے سر اٹھا کر اسے دیکھا جو کمبل میں دبکی بیٹھی تھی
۔۔۔وہ چلتا اس کے قریب آیا اور ہلکا سا جھکا تو مروہ جو بیٹھی تھی اس کے
جھکنے پر پیچھے لیٹتی چلی گئی۔۔۔

لالے کو تو کچھ نہیں ہوا البتہ مجھے بہت کچھ ہو گیا ہے۔۔۔واپس آکر تمہیں"
اپنا مرض بتاتا ہوں ڈاکٹر مروہ۔۔۔تب تک کے لیے تم ریسٹ کرو"۔۔۔
وہ اس کی لبوں کو انگوٹھے سے چھو کر دور ا ہوا اور گہری دلچسپ نظروں سے
دیکھ کر کمرے سے نکلتا چلا گیا۔۔۔

مونسٹر"۔۔۔"

جبکہ وہ اس کی پشت دیکھ کر محض بڑبڑا کر رہ گئی۔۔۔

اور اس کی جاتے ہی فوراً سے الماری کی جانب بڑھی ارادہ آرون شاہ کے کپڑے پہننے کا تھا۔۔۔

وہ تیزی سے سیڑھیاں اتر کر کیچن میں آیا۔۔۔ جہاں وہی ادھیڑ عمر ملازمہ کھانا بنا رہی تھی۔۔۔

اماں بی"۔۔۔ میری بیوی کے لیے سوپ بنا کر انہیں کمرے میں دے دیں"

۔۔۔اور ان کا خیال رکھیے گا میں تھوڑا لیٹ آؤں گا۔۔۔

وہ دروازے پر ہی اس سے مخاطب ہوا تو اس نے حیرانگی سے اپنے صاحب کو دیکھا۔۔۔

کیا بیٹا ں بیوی"!۔۔۔۔"

جی وہ میری بیوی ہیں۔۔۔ مروہ آرون شاہ۔"۔۔وہ سنجیدگی سے گویا ہوا تھا"

۔۔۔

کیونکہ مروہ کو اٹھائے اپنے کمرے کی طرف جاتے ہوئے وہ بی اماں کے حیران پریشان چہرے کو دیکھ سمجھ گیا تھا کہ وہ کیا سوچ رہی ہے۔۔ جبھی جاتے ہوئے وہ چند پلوں میں بی اماں کی غلط فہمی دور کرتا پورٹیکو میں کھڑی اپنی گاڑی کی جانب بڑھا تھا۔۔۔

تعارف۔۔۔۔

شاہ فیملی۔۔۔۔۔

شاہ پور ازل سے ہی یہاں بسنے والے شاہوں کی وجہ سے مشہور تھا۔۔۔مزید اس کی شہرت یہاں پر بنے دربار کی وجہ سے تھی جس پر ہر سال ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں لوگ حاضر ہوتے تھے۔۔۔۔

اس دربار کا گدی نشین اور اس علاقے کا سرپنچ شاہ خاندان کا بڑا بیٹا ہوتا تھا ۔۔۔اور اسی طرح برسوں کی روایات کی بنیاد پر آغا شاہ کے انتقال کے بعد اس دستار کا حق دار اس کا بڑا بیٹا ابراہیم شاہ ٹھہرا تھا۔۔۔۔

ابراہیم شاہ کے خاندان میں بڑا بیٹا ہونے کی حیثیت سے تمام معاملات اس کے سپرد کر دیے گئے تھے اور پچھلے چند سالوں سے اب تک وہ یہ عہدہ سنبھالے ہوئے تھے۔۔۔۔

آغا شاہ کے دو بیٹے تھے بڑا بیٹا ابراہیم شاہ جو ان کی بیوی کلثوم شاہ سے تھا ۔۔۔اور دوسرا بیٹا سلیمان شاہ تھا جو ان کی بیوی کلثوم کی وفات کے بعد تقریباً پندرہ سال بعد دوسری شادی کی تھی اور اس میں ان کا بیٹا سلیمان شاہ پیدا ہوا تھا۔۔۔۔

ان کی دوسری بیوی طاہرہ نے کبھی دونوں بچوں میں فرق نا برتا تھا وہ ہمیشہ ابراہیم شاہ کے ساتھ سگی ماؤں کی طرح سلوک روا رکھتی آئی تھی۔۔۔اور

اسی طرح ابراہیم شاہ بھی ان کی بہت عزت کرتا تھا۔۔۔اور ایسے میں اسے اپنا چھوٹا بھائی بہت پیارا تھا۔۔۔۔

آغا شاہ چونکہ سیاست سے وابستگی رکھتے تھے اور اس بنا پر دشمنوں سے ان کا الیکشن میں کامیابی حاصل ہونا ہضم نا ہوا تھا اور کسی عزیز کی عیادت کے واپسی پر ان دونوں میاں بیوی کا بھیانک ایکسڈنٹ کروا کر مروا دیا گیا تھا۔۔۔ جس وقت ان کی وفات ہوئی تھی اس وقت ابراہیم شاہ بیس برس کا تھا اور سلیمان شاہ پانچ برس کا تھا۔۔۔ماں باپ کی موت کے بعد ابراہیم شاہ نے اپنے چھوٹے بھائی کو آنکھوں کا تارا بنائے رکھا تھا۔۔۔۔اور پھر دربار کی زمہ داریوں کو سنبھالتے اور اپنے باپ کے نقش قدم پر چلتے وہ بھی سیاست میں قدم رکھ چکا تھا۔۔۔اس کے بعد اس نے اپنے خاندان ہی میں شادی کر لی تھی۔۔۔اور پھر ایک دو سال بعد اپنے بھائی کی تعلیم پر زور دینے کے لیے اسے شہر کے بنگلے میں منتقل کر دیا تھا۔۔۔کہ وہ اچھی تعلیم حاصل کر سکے۔۔

وقت گزرتا جارہا تھا اور فاطمہ سے شادی کے بعد اس کا بڑا بیٹا ہاشم پیدا ہوا تھا پھر دؤاد اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ابراہیم شاہ کو چھ بیٹوں سے نوازا تھا۔۔۔ ابراہیم شاہ نے بھائی کو اعلیٰ تعلیم کے لیے انگلینڈ بھیج دیا تھا اور وہاں اس نے اپنی پسند کی شادی کی تھی۔۔۔۔

سلیمان شاہ کی شادی کے تین سال بعد ہی ابراہیم شاہ نے اپنے بڑے بیٹے ہاشم شاہ کی شادی کی تھی۔۔۔ گو کہ سلیمان شاہ بھی شریک ہوا تھا۔۔۔۔ ان چچوں بھتیجوں میں سے سیلمان شاہ ان چھ لڑکوں کا بھائی ہی معلوم ہوتا تھا

۔۔۔۔

اور وہ بھی اپنے چچا کے ساتھ خوب مستی مزاح کرتے تھے۔۔۔۔

اپنے چچا کی شادی پر وہ پوری فیملی انگلینڈ گئے تھے۔۔۔۔ اور انہیں پاکستان ہی میں سیٹل ہونے کی دعوت دی تھی مگر سلیمان شاہ نے بزنس کی وجہ سے معذرت کرلی تھی اور یوں وہ ہمیشہ کے لیے باہر کا ہو کر رہ گیا تھا۔۔۔ البتہ

اپنے بھتیجوں کی شادی میں شرکت کے لیے وہ دونوں میاں بیوی آتے رہتے تھے۔۔۔۔

ابراہیم شاہ نے اپنے بڑے بیٹے ہاشم کی شادی خاندان میں ہی کی تھی ۔۔۔اور ہاشم شاہ کے ان کی بیوی سارا سے دو بیٹے تھے ارباز عالم شاہ اور یارم شاہ۔۔۔۔

سارا سے شادی کے کچھ ماہ بعد اس نے چھپ کر دوسری شادی کر لی تھی ۔۔۔چونکہ سارا سے شادی اس کی کوئی دلی رضامندی نا تھی۔۔۔اس لیے اس نے چھپ کر کوٹھے والی سے شادی کر لی تھی۔۔۔اور پھر یارم شاہ کی پیدائش کے ایک ہفتے بعد وہ اپنی دوسری بیوی بچے کو ہمراہ لے کر حویلی آیا تھا ۔۔۔۔

اس وقت اس میں دوسری بیوی سے ایک ہی بچہ شہاب شاہ۔۔۔ہاشم شاہ کے تعارف کروانے پر پورا خاندان اس کی دوسری شادی کا سن کر ششدر رہ

گیا تھا۔۔۔ابراہیم شاہ تو ہاشم شاہ کو عاق کرنے والا تھا مگر ہاشم کی پہلی بیوی نے منع کر دیا تھا اور اپنے سسر ابراہیم شاہ کو ہاشم شاہ کے حویلی رہنے کے لیے درخواست کی تھی۔۔۔۔

چاہ نچار انہیں اپنی بڑی بہوں کی بات ماننا پڑی تھی۔۔۔

وقت گزرتا جا رہا تھا۔۔۔اور ہاشم شاہ کی دوسری بیوی سارا کی حویلی میں عزت و تکریم اور ہر معاملے میں اس سے مشورے لینے دینے پر نگار بیگم جیلس فیل کرتی تھی۔۔۔۔سارا شاہ کی تین بہنوں کی شادی اسی حویلی میں اس کے دیوروں سے ہوئی تھی۔۔۔۔

اور سارا اپنی بہنوں میں سب سے بڑی تھی اس لیے وہ سب اپنی بہن اور جیٹھانی کو سر آنکھوں پر بیٹھائے رکھتی تھی اور یہ سب نگار بیگم سے قطعی برداشت نا ہو رہا تھا اسیے اس نے گھناؤنے منصوبے کے تحت سارا شاہ کو مروا دیا تھا۔۔۔۔

اس وقت یارم شاہ کی پیدائش قریب تھی اور پھر نگار کے بھیانک چال پر سارا یارم شاہ کی پیدائش کے کچھ منٹوں بعد ہی اس دنیا فانی سے رخصت ہو گئی تھی۔۔۔

سارا شاہ کی موت کے بعد کچھ شک وشبات اور کچھ شواہد کی بنا پر اور پھر اپنے بڑے پوتے ارباز شاہ کے حقیقت سے روشناس کروانے پر ابراہیم شاہ نے اپنے بیٹے بہوں کو حویلی سے جانے کا بول دیا تھا۔۔۔اور یہ کہ اگر وہ حویلی سے نا گئے تو وہ اپنے اس بیٹے سے ہمیشہ کے لیے تعلق توڑ لے گا۔۔۔جسے سن کر ہاشم شاہ تو حیران رہ گیا تھا البتہ اس کی لالچی بیوی نگار نے بات تسلیم کر لی تھی کہ وہ حویلی سے چلیں جاتے ہیں مگر ان کو جائیداد سے محروم نا کیا جائے اور یہ شہاب شاہ کو گدی کا وارث بنایا جائے گا۔۔۔جس پر ابراہیم شاہ کوئی بھی بات کیے بنا انہیں فیصلہ سنا کر چکے گئے تھے۔۔۔۔

وقت کا کام ہے گزر جانا اچھا وقت ہو یا برا دونوں ہی بیت جاتے ہیں اور یہاں بھی وقت پر لگائے اڑ رہا تھا۔۔۔

نگار بیگم پھر سے امید سے ہو گئی تھی۔۔۔اور پھر نو ماہ بعد اس کی بیٹی پیدا ہوئی تھی۔۔۔۔

ابراہیم شاہ کا دوسرا بیٹا داؤد شاہ تھا۔۔۔ جس کی شادی انہوں نے سارا کی بہن عظمی شاہ سے کی تھی۔۔۔ان کے تین بچے تھے سبطین شاہ، نینا شاہ اور طوبی شاہ۔۔۔

ان کا تیسرا بیٹا باسط شاہ تھا اس کی شادی بھی سارا کی چھوٹی بہن فرزانہ سے ہوئی تھی۔۔۔۔ان کے چار بچے تھے۔۔عباس شاہ، آرون شاہ، ہدا شاہ اور عشال شاہ۔۔۔

ان کا چوتھا بیٹا حسن شاہ تھا جس کی شادی ریحانہ شاہ سے ہوئی تھی۔۔ان کے تین بچے تھے۔۔۔روباب شاہ، تیمور شاہ اور بسمل شاہ۔۔۔۔

ان کا پانچواں بیٹا اصغر شاہ تھا جس کی شادی نتاشہ سے ہوئی تھی۔۔۔ان کے بھی تین بچے تھے۔۔۔آبان

شاہ، مروہ شاہ اور بالاج شاہ۔۔۔۔

ابراہیم شاہ کا چھوٹا بیٹا عثمان شاہ تھا۔۔۔ جس کی شادی آصفہ شاہ سے ہوئی تھی۔۔۔ان کی ایک ہی بیٹی تھی حور عین شاہ۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔

سب سے بڑا پوتا ارباز عالم شاہ تھا جو آئی بی آفیسر تھا۔۔۔اس کی شادی حور عین سے ہوئی تھی اور حور عین

بی ایس سی کے بعد پڑھائی کو خیر آباد کہہ چکی تھی۔۔۔

اس کے بعد سبطین شاہ تھا جو کہ آرمی میں کیپٹن تھا اس کا نکاح روباب شاہ سے ہوا تھا۔۔۔روباب بھی زولوجسٹ تھی۔۔۔

اس کے بعد یارم شاہ تھا جو کہ ایس پی تھا اس کا نکاح نینا شاہ سے ہوا تھا اور نینا شاہ اپنے کزن اور چچا کے ساتھ بزنس کرتی تھی۔۔۔اور یارم شاہ کو اس کے پیشے سے سخت چڑ تھی۔۔۔

اس کے بعد عباس شاہ تھا جو کہ لائر تھا۔۔۔

پھر آرون شاہ تھا جس کا نکاح مروہ سے ہوا تھا اور پیشے کے لحاظ سے دونوں ڈاکٹر تھے۔۔۔

اس کے بعد آبان شاہ تھا جو کہ بزنس ٹائیکون تھا۔۔۔

اس کے بعد بلاج بسمل ہدا اور عشال ابھی پڑھ رہے تھے۔۔۔

جبکہ طوبیٰ شاہ پڑھائی مکمل کر چکی تھی اور وہ گھر میں ہی اپنی ماں چچیوں کا ہاتھ بٹاتی تھی اور اب اس کی شادی اثنان ملک سے ہونی تھی۔۔۔

اور تیمور شاہ جسے چند سال پہلے ہی کچھ وجوہات کی بنا پر دادا سائیں گھر سے نکال چکے تھے وہ لندن میں مقیم تھا۔۔۔

جبکہ ہاشم شاہ کے دوسری بیوی سے شہاب شاہ جو کہ سارا دن ڈیرے پر رہتا تھا اور اس کا غلط لوگوں سے تعلق تھا جبکہ نمل شاہ فائنل ائیر کی سٹوڈنٹ تھی۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔

یہ ابراہیم شاہ کا کنبہ تھا۔۔۔وہ جو شروع سے ہی اکیلا تھا اور پھر بعد میں چھوٹے بھائی کا ساتھ ملا تھا وہ بھی صرف چند دن کا تھا تو ابراہیم شاہ کو تنہائی خوب گھلتی تھی۔۔۔اور پھر فاطمہ شاہ سے شادی کے بعد اس کا گھر رحمتوں اور نعمتوں سے مالا مال ہو گیا تھا۔۔۔۔

اور پھر اپنے پوتے پوتیوں کو دیکھ کر اس کے دل میں ٹھنڈک اترتی تھی جن میں اس کی جان بستی تھی۔۔۔

ابراہیم شاہ کے سب پوتے پوتیوں میں سے عشال، ہدا، بالاج اور بسمل سب سے چھوٹے تھے۔۔۔۔

چونکہ اس نے اپنے بچوں کی شادیاں بغیر کوئی لمبا چوڑا وقفہ لیے چند مہینوں کے گیپ سے کر دیں تھیں تو اس ناطے کچھ کزنز کی عمر تقریباً برابر تھی اور کچھ دو دو تین تین سال ایک دوسرے سے چھوٹے تھے۔۔۔۔

ارباز شاہ سب سے بڑا پوتا تھا جس کی شادی حورعین سی ہوئی تھی۔۔۔
حورعین ارباز شاہ سے سات سال چھوٹی تھی جبکہ ہداعشال بالاج اور بسمل سے بڑی تھی۔۔۔۔

ابراہیم شاہ چونکہ اب زمہ داریاں سنبھال کر تھک چکے تھے تو انہوں نے گدی اپنے بڑے بیٹے ہاشم شاہ اور داؤد شاہ میں سے کسی کو سونپنے کا ارادہ کیا تھا اور اس ناطے انہوں نے اپنے تمام بیٹوں کو بلا کر اپنے فیصلے پر حتمی رائے جاننا چاہی تھی مگر ان سب نے انکار کر دیا تھا کہ وہ سب کسی نا کسی پیشے سے منسلک تھے اور وہ یہ زمہ داری نہیں سنبھال سکتے تھے۔۔۔ تو دؤاد شاہ نے انہیں کسی

پوتے کو یہ رتبہ فراہمی کرنے کے متعلق رائے دی تھی جس پر ابراہیم شاہ نے بھی اتفاق کیا تھا۔۔۔اور اب ابراہیم شاہ نے باقاعدہ طور پر اپنا عہدہ اپنے بڑے پوتے کے حوالے کرنا تھا۔۔۔ جبکہ نگار بیگم اس علاقے کا سرپنچ اور سیاست میں منسٹر کی حثیت سے شہاب شاہ کو دیکھنا چاہتی تھی۔۔۔کیونکہ وہ اپنے بیٹے کو شاہ حویلی کا بڑا پوتا سمجھتی تھی جبکہ ابراہیم شاہ کا شہاب شاہ کو بلکہ انہوں نے کچھ اور سوچ رکھا تھا گدی نشین بنانے کا کوئی ارادہ نا تھا۔۔۔ اور جس دن انہوں نے اپنے فیصلے سے آگاہ کرنا تھا یقیناً اس دن بہت کچھ غلط بھی ہونا تھا جس سے ابراہیم شاہ لاعلم تھا۔۔۔

برباد کر دوں گا میں ان سب کو۔۔۔کیسے میری منگ کو مجھ سے چھین کر" اس ولایتی کے حوالے کر رہے ہیں۔۔۔اور سالا وہ مجھے آنکھیں دیکھا رہا تھا ۔۔۔مجھے چیلنج کر رہا تھا۔۔۔ان کی ہمت کیسے ہوئی۔۔۔میں اس بڈھے کو جان سے مار دوں گا۔۔ماں یہی ہے سارے فساد کی جڑ۔۔۔پھر دیکھتا ہوں

کون آتا ہے شہاب شاہ کے سامنے کس میں اتنی جرات ہے۔۔۔ان سب بڑی حویلی والوں کو اسی حویلی میں محصور کر کے تڑپا تڑپا کے ماروں گا"۔۔۔

شہاب شاہ غصے سے آگ بگولہ کمرے کی ہر چیز تہس نہس کر چکا تھا جبکہ نگار بیگم پر سکون سی صوفے پر بیٹھی اسے غصہ کرتی دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

پر سکون رہو شہاب شاہ۔۔۔اس کی وجہ سے بنا بنایا کھیل مت بگاڑوں۔۔۔"

ایک بار تم گدی پر بیٹھ جاؤ پھر جو مرضی کرنا اس سے پہلے یہ سارا غصہ دبا کر رکھو"۔۔۔

نگار بیگم شانے پر پڑی شال کو ترتیب سے سیٹ کرتی نہایت اطمینان سے بولی

۔۔۔۔

تو تب تک چوڑیاں پہن کر بیٹھا رہوں۔۔۔دیکھتا رہوں کی کیسے وہ چھوکرا" بین باجوں سے میری منگ کو لینے آئے گا"۔۔۔وہ گلدان زور سے زمین پر پھینکتا پھنکارا۔۔۔۔

تمہیں اتنا غصہ کس بات کا ہے تم نے شادی تو اس سے کرنی نہیں تھی پھر "
اتنا تڑپ کیوں رہے ہو "۔۔۔ نگار بیگم ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے بیٹھی چبا چبا کر
بولی۔۔۔

اب کرنا چاہتا ہوں۔۔۔ وہ میرے نام سے منسوب ہے۔۔۔ مجھے وہ لڑکی "
چاہیے ماں "۔۔۔ وہ شدت غصے کے باعث حلق کے بل چلایا تھا۔۔۔

شٹ اپ۔۔۔ تمہیں لڑکیوں کی کوئی کمی نہیں ہے فضول کا بیر مت پالو، "
پہلے جو حاصل کرنا ہے وہ حاصل کر لو پھر چاہے اسے اٹھوا لینا۔۔۔ مگر تب
تک تمہیں صبر کرنا ہو گا "۔۔۔

وہ اپنی نشست چھوڑ کر اس کے پاس آتی نیچی آواز میں نسبتاً چلائی تھی تو
شہاب شاہ نے سرخ آنکھوں سے اپنی ماں کی جانب دیکھا۔۔۔

تمہیں ابھی اس بڈھے کی ہر بات ماننا ہو گی۔۔۔ اسے اپنا یہ روپ مت "
دیکھاؤ۔۔۔ ورنہ سب کچھ ہاتھ سے نکل جائے گا اور میں اس میں تمہاری کوئی

مدد نہیں کر سکوں گی۔۔۔اب میں ایک لفظ نا سنو تمہاری زبان سے۔۔۔اور میں آخری بار بتا رہی ہوں شہاب اپنے غصے پر قابو رکھو کوئی الٹی سیدھی حرکت مت کرنا کیونکہ سب کا شک تم پر ہی جائے گا۔۔۔۔آئی سمجھ"۔۔۔ وہ اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر سخت انداز میں بولی اور پھر ہولے سے تھپکی دے کر اسے ایک نیا حربہ سیکھا کر کروفر سے چلتی باہر نکل گئی۔۔۔

جبکہ شہاب شاہ سر جھٹک کر عالم طیش کو کم کرنے کے لیے اپنے کمرے میں بنی بڑی دیوار گیر الماری کی جانب بڑھا جو انتہائی مہنگے برانڈ کی الکوحل سے بھری پڑی تھی۔۔۔اور اب رات گئے تک اس کا یہ شغل جاری رہنا تھا۔۔۔۔۔

حویلی کے بڑے سے حال میں گول دائرے میں پڑے خوبصورت ڈیزائن کے صوفوں پر براجمان وہ سب خوش گپیوں میں مصروف تھے۔۔۔

موضوع اثنان اور طوبیٰ کی شادی تھا۔۔۔ جس کو بڑے پیمانے پر منعقد کرنے کے لیے ابراہیم شاہ سب سے مشورہ لے رہے تھے۔۔۔

جبکہ دادی سائیں آصفہ شاہ اور ریحانہ شاہ اپنی (بہوؤں) کو کل ہی اثنان ملک کے گھر جا کر تمام تیاریاں کرنے کی ہدایات دے رہی تھی۔۔۔ تو باقی لڑکیاں ساری سر جوڑے آپس میں کھسر پھسر کر رہی تھیں۔۔۔ نمل شاہ کو دادا سائیں نے شادی تک یہیں روک لیا تھا اور وہ بھی اپنی تمام کزنوں کے ساتھ شادی کی تیاریوں میں برابر کا حصہ لے رہی تھی۔۔۔۔ اور ان کے ساتھ بالاج بسمل بھی پیش پیش تھے۔۔۔ ارباز شاہ اور اثنان تھوڑی دیر پہلے ہی آرون شاہ کی کال پر سب سے ایکسکیوز کرتے فارم ہاؤس کی جانب نکل گئے تھے۔۔۔۔

ان کے اچانک جانے پر دادا سائیں کے استفسار پر ارباز شاہ بعد میں تفصیل بتانے کا کہہ کر بنا سنے ترت سے حویلی سے نکلے تھے کہ اس خوشی کے ماحول

میں وہ عباس شاہ کو گولی لگنے کے متعلق بتا کر کسی کو بھی پریشان کرنے کا متمنی نہیں تھا۔۔۔۔

اسلام علیکم "!۔۔۔۔"

وہ سب جو باتوں میں مصروف تھے ان سب کی توجہ سبطین شاہ کے سلام نے مبذول کروائی تھی۔۔۔۔

وعلیکم السلام۔۔۔۔ برخوردار "۔۔۔۔دادا سائیں کی پر مسرت آواز گونجی"

تبھی بالاج اور بسمل اچھل کر سبطین شاہ سے لپٹ گئے تھے۔۔۔۔

لالہ دس از ناٹ فیئر آپ ہمیں زرا بھی وقت نہیں دیتے "۔۔۔۔"

بالاج لاڈ سے بولا۔۔۔

ہمم میرا کام ہی ایسا ہے کہ مجھے بھی وقت سے وقت مانگنا پڑتا ہے "۔۔۔۔"

سبطین شاہ نے لب دبا کر ان کو ساتھ سینے سے لگائے کہا تو باقی سب مسکرا دیے۔۔۔۔

ابھی تو آپکی شادی نہیں ہوئی"۔۔۔بسمل نے ٹکڑا لگایا تو اس کے شوشے پر"
وہ سب کے سامنے خجل سا ہو گیا۔۔۔

لالے نظر نہیں آرہے"۔۔۔سبطین ان کو خود سے الگ کرتا ان سے "
جان چھڑانے کو دادا سائیں کے جانب بڑھتا گویا ہوا تو سب نے اس
خوبصورت فوجی جوان کو دیکھا جو گرے جینز پر بلیو ٹی شرٹ پہنے جس سے
اس کا مضبوط کشادہ سینہ اور کسرتی بازو نمایاں ہوتے اس کی سخت ٹریننگ اور
بھرپور ورزش کا صاف عندیہ دے رہے تھے۔۔۔پاؤں میں وائٹ شوز پہنے
فوجی کٹ ہیئر میں وہ گورا چٹا ہلکی ہلکی داڑھی پونچھوں میں بلا کا ہینڈسم لگ رہا
تھا۔۔۔کہ بکا توقف سب کی نظریں اس پر ٹھہر سی گئی تھیں۔۔۔شاہ خاندان
کا ہر سپوت اپنی مثال آپ تھا۔۔۔

بیٹا وہ جو تھوڑی دیر رکتا ہے وہی غنیمت ہے ہمارے لیے۔۔۔جب سے آیا"
ہے موئے کام ہی پیچھے لگ گئے ہیں میرے بچے کو تو سکون ہی بیت کم میسر

ہوتا ہے"۔۔۔دادی سائیں اداسی سے گویا ہوئی تو حور جو نینا سے کچھ کہہ رہی تھی کہ شاہ کے نام پر اس کی دھڑکنیں منتشر ہوئی تھیں۔۔۔۔

جی دراصل کل میری چھٹی ختم ہو رہی ہے تو اس لیے پوچھا"۔۔۔وہ" صوفے پر دادا سائیں کے ساتھ بیٹھتا گویا ہوا۔۔۔۔

ارے ایسے کیسے چار دن ہوئے ہیں آپکو آئے اور اس میں سے بھی دو دن" باہر گزار آئے ہیں"۔۔۔۔طوبی شاہ فوراً سے بھائی کے جانے والی بات پر بول پڑی۔۔۔۔

ہاں لالے ایسے کیسے جانے دیں آپ کو"۔۔۔نینا بھی تھوڑے غصے سے" بولی۔۔۔اسے بھی بھائی کی چھٹی ختم ہونے والی بات پسند نا آئی۔۔۔

بچے میں ایمرجنسی میں بمشکل آپایا ہوں اب مجھے جانا ہے پھر جلدی آؤں" گا"۔۔۔۔سبطین اپنی دونوں بہنوں کے لٹکے منہ دیکھ کر پیار سے بولا

۔۔۔۔۔

جوان۔۔۔بہن کی شادی کے لیے بھی چھٹی نہیں ملے گی کیا"۔۔۔۔ تبھی "
دادا سائیں نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھے مسکرا کر کہا۔۔۔جبکہ باقی سب
خاموش اس گفتگو سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔۔۔
شادی۔۔۔۔حور کی شادی تو ہو گی ہے اب کس کی ہے"۔۔۔۔"
سبطین نے حور کی جانب دیکھ کر پھر دادا سائیں کو دیکھا۔۔۔۔
بیٹا باقی بھی تمہاری ہی بہنیں ہیں جن کو بیہانہ باقی ہے"۔۔۔۔اب کہ "
فرازنہ شاہ شرارت سے گویا ہوئی تو سبطین نے فقط سر ہلانے پر اکتفا کیا۔۔۔
سوائے روباب آپی کے"۔۔۔۔عشال نے چشمہ ٹھیک کرتے دانت نکوس "
کر کہا تھا تو باقی سب کا چھت پھاڑ قہقہہ بلند ہوا۔۔۔۔
جبھی سبطین کی نگاہیں لڑکیوں کی جانب اٹھی تو اسے احساس ہوا کہ وہ ان کے
بیچ موجود نا تھی۔۔۔۔
کس کی شادی ہے"۔۔۔۔پل میں وہ اس کی غیر موجودگی محسوس کر کے "
سنجیدہ ہوا تھا۔۔۔

بیٹا طوبی کی شادی ہم نے اثنان سے طے کر دی ہے آپ کو کوئی اعتراض تو" نہیں اس رشتے سے "۔۔۔۔

داؤد شاہ نے اس کی سنجیدگی دیکھ کر فوراً سے آگاہ کیا۔۔۔۔

طوبی خوش ہے تو مجھے اس رشتے سے کوئی اعتراض نہیں "۔۔۔اس نے" سامنے نظریں جھکائی بیٹھی طوبی کو دیکھ کر کہا۔۔۔تو سب کے چہروں پر مسکراہٹ در آئی۔۔۔۔

بیٹا اسی ہفتے شادی ہے اثنان کی والدہ سخت بیمار ہیں "۔۔۔ عظمیٰ شاہ نے بیٹے" کو مزید آگاہ کیا تو اس نے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔۔

اور اپنی بہن کو دیکھا جو اب نینا کی کسی بات پر مسکرا رہی تھی تو اس کے دل میں یکدم سے سکون سا ہوا تھا۔۔۔۔

بس بیٹا اب آپ اور چھٹیاں لے لو۔۔۔ورنہ بچیاں رونے لگ جائیں گی پتا تو" ہے ان کا"۔۔۔دادی سائیں نے پورے کو دیکھ کر کہا۔۔۔

جی میں کوشش کرتا ہوں"۔۔۔وہ اپنی نشست سے اٹھا اور ایکسکیوز کرتا" کمرے کی جانب بڑھا۔۔۔کہ دل اس دشمن جان کو دیکھنے کے لیے بے چین ہو رہا تھا۔۔۔جو نجانے کہاں چھپی بیٹھی تھی۔۔۔

وہ سنجیدہ سا سیڑھیاں چڑھتا سیدھا اس کے کمرے میں آیا تھا۔۔۔مگر آگے سے خالی کمرہ منہ چڑا رہا تھا۔۔۔

سبطین نے لب بھینچ کر ایک نظر اس کے کمرے کا جائزہ لیا اور پھر چہرے پر چٹانوں کی سختی لیے اس کا دماغ ٹھکانے لگانے کا سوچ کر انہیں قدموں پر واپس مڑا اور ٹھاہ کی آواز سے دروازہ بند کرتا اپنے کمرے کی جانب بڑھا۔۔۔

اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ اسے غصہ کس بات کا آ رہا تھا۔۔۔پہلے تو کبھی ایسا نا ہوا تھا۔۔۔یہ یقیناً روباب کی بے اعتنائی کی وجہ سے ہو رہا تھا جو اس کی برداشت سے باہر تھی۔۔۔اپر سے وہ اس سے چھپ رہی تھی۔۔۔یہی کرنی تھی جو اس کی راہ تکتی رہتی تھی اور وہی تھی جو اس کو دیکھنا گوارا نہیں کرتی

تھی۔۔۔ سبطین غصے سے کھولتا اپنے کمرے کے سامنے آیا ہی تھا کہ اس نے بائیں جانب کے کوریڈور سے گزرتی ملازمہ کو روکا۔۔۔۔

سنو"۔۔۔۔اس کی روعب دار آواز پر ملازمہ یکدم سے اچھلی۔۔۔"

جج جی صاحب"۔۔۔۔۔وہ دوپٹہ ٹھیک کرتی جھجھک کر بولی۔۔۔۔"

روباب بی بی سے کہو میرے لیے چائے بنا کر کمرے میں لے آئے"۔۔۔۔"

اسے بس روباب اپنے سامنے چاہیے تھی۔۔۔

جی روباب بی بی تو نہیں ہیں"۔۔۔۔"

کیا مطلب نہیں ہے کہاں ہے وہ"۔۔۔۔یکدم سے اس کے ماتھے پر بے" شکنوں کا جال در آیا۔۔۔۔

جی بی بی جی صبح کی اپنی نانی کے گھر چلی گئیں ہیں"۔۔۔۔ملازمہ نے لب تر" کرتے آگاہ کیا۔۔۔۔

ٹھیک ہے جاؤ"۔۔۔وہ اسے کہہ کر دروازہ دھکیلے اپنے کمرے میں آیا"

۔۔۔

غصے سے چہرہ سرخ ہو چکا تھا۔۔۔روباب کا اس کی غیر موجودگی میں چھپ کر جانا سبطین شاہ کو انتہائی ناگوار گزر رہا تھا۔۔۔اس بس نہیں چل رہا تھا ابھی جا کر اس کے کس بل نکال دے۔۔۔

تمہارا یہ گریز بے معنی ہے روباب شاہ۔۔۔جتنا دور بھاگو گی مجھے اتنا ہی" پاس دیکھو گی۔۔۔میں تمہیں اتنا قریب کر لوں گا کہ دور جانے کا تصور دل سے نکال دو گی۔۔۔جسٹ ویٹ اینڈ واچ۔۔۔آئی ایم کمنگ دیئر فار یو ۔۔۔بی ریڈی فار می"۔۔۔

یہ وقت ہے تھمیں ہمارے رشتے کی نزاکتوں سے ہم کنار کرانے کا۔۔۔" میں نے جو کیا وہ تمہیں ہر گز نہیں کرنے دوں گا۔۔۔کیونکہ مجھ میں رتی برابر بھی برداشت نہیں۔۔۔تمہارے معاملے میں میں بہت خود غرض

ہوں۔۔۔ تمہارا بیگانہ رویہ مجھے انتہائی قدم اٹھانے پر مجبور کر رہا ہے۔۔۔ مجھے تم میری اور مکمل میری چاہیے ہو جیسے پہلے تھی۔۔۔ میں تمہیں خود سے دور نہیں جانے دے سکتا۔۔۔ یہ تمہاری سوچ کے کہ اب تم سبطین شاہ سے چھٹکارا پالوں گی۔۔۔ کیونکہ تمہارے سارے راستے مجھ پر آکر ختم ہوتے ہیں۔۔۔ تو یہ جو تم مجھ سے بچنے کو نانی کے گھر پہنچ چکی ہو اس کی پوری قیمت چکاؤ گی"۔۔۔

وہ بے چینی کے عالم میں گھر ارو باب کو دیکھنے کی حد سے تجاوز کرتی تڑپ میں بڑبڑایا تھا۔۔۔ آج اسے روباب کی یہ حرکت سخت گراں گزری تھی وہ اس سے دور جا رہی تھی اس سے فاصلے بڑھا رہی تھی۔۔۔ جبکہ سبطین شاہ اس کے کسی بھی ارادے کو طوالت دینے کا خواہاں نا تھا۔۔ چند ہی لمحوں میں وہ ایک فیصلے پر پہنچا تھا۔۔۔ جس سے سب جو آگاہ کر کے وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے روباب کو اپنے دائرے کے گرد منسلک کرنا چاہتا تھا مگر اس سے پہلے مقابل کا دماغ درست کرنا تھا۔۔۔ اسے ایک منٹ بھی چین نہیں مل رہا تھا وہ جلد از

جلد روباب کے روبرو ہونا چاہتا تھا اور پھر اس پر اپنے رشتے کا حق جتا کر اس سے تمام حساب بے باک کرنے کا ارادہ تھا۔۔۔

اس کی سوچ کی دھاریں موبائل فون کی گھنٹی سے ٹوٹی تھیں۔۔۔

سبطین نے بے دلی سے پاکٹ میں رکھا فون نکالا۔۔۔

یس۔۔۔۔

اسلام علیکم سر۔۔۔ کرنل بشیر سوری نے آپ کو جلد از جلد ہیڈ کوارٹر پہنچنے " کا حکم دیا ہے "۔۔۔

وعلیکم اسلام۔۔۔ اوکے کمنگ "۔"

سبطین نے جواب دیا اور فون بیڈ پر اچھال کر ڈریسنگ روم میں لگی الماری کی جانب بڑھا۔۔۔۔

بے ساختہ اس کے لبوں پر مسکراہٹ در آئی تھی کیونکہ روباب بھی اسلام آباد ہی موجود تھی۔۔۔ وہ جلدی سے ڈریس لے کر واشروم بند میں بند ہو گیا

۔۔۔

اگلے دس منٹ میں بلیک جینز شرٹ میں ملبوس بال ترتیب سے سیٹ کیے کلائی پر برانڈڈ واچ باندھے پاؤں میں سیاہ شوز پہنے وہ نک سک سا جانے کے لیے تیار تھا۔۔۔۔

ایک نظر آئینے میں دیکھ کر وہ خود پر پرفیوم سپرے کرتا والٹ اور موبائل لے کر کمرے سے باہر نکل آیا اس کا رخ نیچے کی جانب تھا جہاں ابھی تک سب محفل جمائے بیٹھے تھے۔۔۔۔

ارے بیٹا کہاں جا رہے آپ, ابھی تو آئے ہیں"۔۔۔۔"

عظمی شاہ اس تیار دیکھ کر اٹھ کر فوراً سے اس کے پاس آئی۔۔۔

ماں ہیڈ کوارٹر پہنچنا ہے مجھے ء میں کل تک آ جاؤں گا"۔۔۔۔"

سبطین شاہ نے ماں کو سینے سے لگائے کہا تو نینا اور طوبی بھی فوراً سے اٹھ کر بھائی کے سینے سے آن لگی۔۔۔۔

پکا بھیا آئیں گے نا"۔۔۔"

جی بھائی کی جان بس تھوڑا سا کام ہے کل تک لوٹ آؤں گا"۔۔۔ سبطین" نے نینا کا گال تھپتھپایا اور پھر دادی سائیں کی جانب بڑھا۔۔۔

سبطین بیٹا کل آپ نے آنا ہے تو ساتھ روباب کو بھی لیتے آنا۔۔۔ عثمان" بھائی تو رات تک لوٹ آئیں گے اور روباب نے ایک دو دن رہنا تھا اب چونکہ گھر میں شادی ہے اس لیے وہ بس ایک رات ہی نانی کے پاس گزار لے صبح آپ اسے ساتھ لیتے آنا"۔۔۔

فرازنہ شاہ نے نظروں ہی نظروں سے اپنے خوبرو داماد کی نظر اتار کر روباب کو بھی ساتھ لے آنے کی تلقین کی۔۔۔

اوکے مما"۔۔۔ سبطین نے فرازنہ شاہ کو دیکھ کر کہا۔۔۔ تو بے ساختہ دل" نے بیٹ مس کی تھی اب انہیں کیا بتاتا کہ وہ پہلے ہی روباب کو ساتھ لے آنے کا سوچ چکا تھا۔۔۔

وہ دادا سائیں اور دادی سائیں سے مل کر باقی سب کو خدا حافظ کرتا پورچ میں کھڑی گاڑی کی جانب بڑھا۔۔۔

بالاج اور بسمل اس کے ساتھ جا رہے تھے کیونکہ سبطین شاہ نے بائے ائیر اسلام آباد پہنچنا تھا۔۔۔اور وہ اسے ائیر پورٹ تک چھوڑنے جا رہے تھے

۔۔۔۔

اللہ عمر دراز کرے میرے ہیروں کی ماں صدقے "۔۔۔"

بہت فرمانبردار بچے ہیں۔۔۔۔ہمارے "۔۔۔"

دادی سائیں قرآنی آیت کا ورد کر کے اس کی پشت پر پھونکتی محبت سے بولی تھیں۔۔۔تو باقی سب نے بھی تائیدی انداز میں سر ہلایا۔۔۔

سوائے بالاج اور بسمل کے۔۔۔۔دادی سائیں "۔۔۔"

ہدا اور عشال جلدی سے یک زبان بولی تو سب کے چہروں پر مسکراہٹ در آئی۔۔۔کہ واقعی وہ دونوں کوئی الگ ہی نمونے تھے۔۔۔

ارباز شاہ اور اثنان ملک آندھی طوفان بنے فارم ہاؤس آئے تھے۔۔۔ان کے آنے سے پہلے ہی آرون شاہ نے فارم ہاؤس کے کمرے کو ہوسپٹل کے کمرے میں بدل کر رکھ دیا تھا۔۔۔ تمام ڈاکٹر اور نرسز جمع تھے۔۔۔اور اس کی گولی بھی نکالی جا چکی تھی۔۔۔۔ جبکہ اب وہ ڈاکٹر کے ساتھ کھڑا کوئی بات کر رہا تھا جب وہ دونوں عجلت میں اندرونی عمارت میں آتے دیکھے تھے۔۔۔ ان کو دیکھ آرون فوراً سے ارباز شاہ کی جانب بڑھا۔۔۔ جس کے چہرے پر چھائے پتھریلے تاثرات اس کے عالم طیش کو ضبط کرنے کا پتا دے رہے تھے

۔۔۔

ان سب کو جمع دیکھ کر ارباز نے سوالیہ نگاھوں سے آرون شاہ کو دیکھا۔۔۔۔ لالہ جان عباس لالہ اب ٹھیک ہیں انہیں بازو میں بلٹ لگی تھی"۔۔۔" آرون نے ارباز کی سرخ آنکھوں سے خائف ہوتے فوراً سے بتلایا۔۔۔تو وہ دونوں فوراً سے اس کمرے کی جانب بڑھے جہاں عباس شاہ موجود تھا

۔۔۔۔۔

سامنے ہی بیڈ پر وہ آنکھیں موندے لیٹا تھا ایک ہاتھ پر ڈرپ لگی ہوئی جبکہ دوسرے پر پٹی لپٹی ہوئی تھی۔۔۔۔

عباس شاہ کو اپنے شیر کو یا یہ کہا جائے کہ اپنی کاربن کاپی کو یوں بیڈ پر اس حال میں پڑا دیکھ کر ارباز شاہ کے وجود میں دوڑتا خون لاوے کی مانند کھول اٹھا تھا ۔۔۔معاً وہ اندرونی خلفشار پر بندھ باندھے مضبوط قدم اُٹھاتا اس کی جانب آیا تھا۔۔۔جبکہ اثان ملک وہیں دروازے کے پاس کھڑا تھا اس کے ساتھ آرون شاہ بھی آن کھڑا ہوا تھا۔۔۔۔

ارباز شاہ بغور اس کے چہرے کو تکتا اس کے قریب آن رکا تھا اور ہاتھ بڑھا کر اس کے سر پر رکھا۔۔۔

بہت زیادہ بلڈ بہہ جانے اور پھر انجیکشن اور ڈرپس کی وجہ سے وہ غنودگی میں تھا۔۔۔کہ اپنے سر پر مضبوط ہاتھ کا لمس محسوس کر کے آنکھیں کھولیں۔۔۔سامنے ہی وہ تھکا تھکا سا رف سے حلیے میں مگر بلا کا ہینڈسم لگتا سیاہ آنکھوں میں

سب کچھ تباہ کر دینے کا جنون لیے عنابی لب سختی سے پیوست کیے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔

لالہ آپ"!۔۔۔ارباز شاہ کو دیکھ کر جہاں اس کے چہرے پر خوشی کے" آثار نمایاں ہوئے تھے وہیں حیرانگی کے ساتھ بیکلی بھی واضح تھی۔۔۔وہ جانتا تھا کہ ارباز شاہ کے اندر جو دھکڑ پکڑ شروع ہو چکی تھی وہ اسے زک پہنچانے والے کی موت کے بعد ہی ختم ہونی تھی۔۔۔

کون تھے"؟۔۔۔۔شاہ سرخی مائل آنکھوں سے اسے دیکھتا مشفقانہ مگر" سنجیدہ لہجہ میں استفہامیہ گویا ہوا تھا۔۔۔

توعباس شاہ نے گہرا سانس بھر کر تھوڑا سا اپر ہو کر بیڈ سے ٹیک لگائی۔۔۔ جوئیہ کے آدمی تھے"۔۔۔۔"

عباس شاہ نے فوراً سے جواب دیا تو جوئیہ کا نام سن کر شاہ نے یکلخت دائیں ہاتھ کی مٹھی بھینچ کر اپنے غصے کے جوار پر قابو پایا۔۔۔

صبح ہی تو انہوں نے جوئیہ کو تحفہ کے طور پر اس کے بیٹے کی لاش بھیجی تھی ۔۔۔کہ جس نے اس کی بیوی کا نام اپنی زبان سے لیا تھا اور نتیجہ اسی وقت بھگت لیا تھا۔۔۔اور اب پھر اس نے ارباز عالم شاہ کی فیملی پر وار کرنے کی کوشش کی تھی۔۔۔ارباز شاہ سے دشمنی مول لے کر وہ گویا اپنے خاندان کے نام و نشان مٹانے پر تلا تھا۔۔۔

ارباز یہ آدمی پاگل ہو گیا ہے۔۔۔۔آج ایک پر حملہ کیا ہے کل دوسرے پر" کرے گا۔۔۔اسے جلد ہی گھیرے میں لینا پڑے گا"۔۔جوئیہ کا سن کر اثنان اس کے ساتھ آن کھڑا ہوتا بولا۔۔۔

درست کہا تم نے۔۔۔۔اس آدمی کو مزید ڈھیل دینا سراسر بے وقوفی" ہو گی"۔۔۔۔وہ سرد آواز میں پھنکارا تھا کہ تبھی اس کی پاکٹ میں رکھا فون گنگنا اٹھا۔۔۔اس نے پاکٹ سے فون نکال کر سکرین پر چمکتے نام کو دیکھ کر لب بھینچے فون کان سے لگایا۔۔۔

شاہ اسپیکنگ "۔۔۔۔۔وہ اپنے ازلی انداز میں بولا تھا۔۔۔"

ارباز شاہ بہت بڑا مسئلہ ہو گیا ہے "۔۔۔ سپیکر سے مقابل کی پریشان کن آواز اُبھری۔۔۔

یہ سب کچھ آپ کی وجہ سے ہو رہا ہے۔۔۔آپکی اس ایک غلطی کی وجہ " سے آج میری فیملی پر اس نے اٹیک کیا۔۔۔جو میں قطعاً برداشت نہیں کروں گا"۔۔۔ارباز شاہ پھنکارا تھا۔۔۔

شاہ مجھے نہیں پتا تھا وہ ایسا کرے گا۔۔۔مجھے معاف کر دو۔۔۔اور میری مدد " کرو۔۔۔اس نے میری بیٹی کو کڈنیپ کر لیا ہے۔۔۔۔تمہارے سوا کوئی میری مدد نہیں کر سکتا اور نا مجھے کسی پر بھروسہ ہے "۔۔۔

سپیکر سے منسٹر کی التجا گونجی تھی۔۔۔۔

گڑیا سیو ہے اسے میرے آدمی لے کر گئے ہیں "۔۔۔"

ارباز شاہ، اپنے بھائی عباس کے چہرے پر ہولے سے تھپکی دے کر کمرے سا باہر نکل آیا۔۔۔

کیا میری بیٹی۔۔۔مطلب۔۔۔وہ تمہارے پاس ہے"؟!۔۔۔"

جی بے فکر رہیں آپکی بیٹی ٹھیک ہے۔۔۔۔باقی باتیں کل آفس میں ہوں" گی"۔۔۔

ارباز نے اپنی سنا کر مقابل کی سنے بغیر کال کٹ کر دی اور ڈاکٹرز کی جانب بڑھا جو اسے دیکھ کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ایس پی یارم شاہ کی تھانے میں آمد سے ہی پورے عملے میں ہڑ بڑاہٹ اور بھاگ دوڑ شروع ہو چکی تھی۔۔۔

وہ تمام فائلز کا جائزہ لیتا ایک ایک کیس کے بارے اے ایس آئی اور ایس ایچ او سے پوچھ گچھ کر رہا تھا۔۔۔جبکہ باقی تمام یونیفارم پرسن ایس پی یارم شاہ کی ڈانٹ ڈپٹ اور اس کے اسکی غصے سے بچنے کے لیے اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے۔۔۔۔

وہ گاڑی کس کی ہے"؟۔۔۔یارم شاہ نے سربراہی کرسی پر نشت سنبھال" کر ٹیبل کے اس پار دوسری کرسی پر بیٹھے ایس ایچ او سے استفسار کیا۔۔۔

سر وہ گاڑی اسی شخص کے نام پر ہے"۔۔۔ایس ایچ او نے فوراً سے جواب" دیا۔۔۔

تمہیں کیا لگتا ہے یہ کس کا کام ہے۔۔۔جو خود کو محفوظ رکھنے کے لیے اس" آدمی کا استعمال کر رہا ہے"۔۔۔

یارم شاہ نے جانچتی نظروں سے ایس ایچ او کو دیکھا۔۔۔

سر وہ"۔۔۔ایس ایچ او ایک دم سے گھبرایا تھا اور یارم شاہ کی عقابی" نظروں سے اس کی گھبراہٹ اور ماتھے پر آیا پسینہ مخفی نا رہا تھا۔۔۔

بے ساختہ اس کے لبوں کے گوشے مسکراہٹ میں ڈھلے تھے کہ ایس پی یارم شاہ کے یوں سرد نگاہوں سے دیکھنے اور اس کی پراسرار مسکراہٹ دیکھ کر وہ مزید شش و پنج میں مبتلا ہوتا سوکھے لبوں پر زبان پھیرتا اپنی گڑبڑاہٹ پر قابو پانے کی سعی کرنے لگا۔۔۔

مم مجھے بھی وہی لگتا ہے سر جو آپ کو لگتا ہے "۔۔۔۔"

ایس ایچ او نے جان چھڑانا چاہی۔۔۔

اور مجھے کیا لگتا ہے "۔۔۔یار شاہ نے گیند اس کی کورٹ میں اچھالا۔۔۔"

کہ سیٹھ دلشاد ہے اس کے پیچھے "۔۔۔۔اس نے فوراً سے خود پر قابو پاتے "

جواب دیا۔۔۔

میں نے تو سیٹھ دلشاد کا نام نہیں لیا تو تمہیں کیسے پتا ہے "۔۔۔۔یار م شاہ"

نے تھوڑا سا ٹیبل پر آگے کی جانب جھکتے چہرے پر پتھریلے تاثرات سجائے

سرد آواز میں پھنکارا تو وہ مزید گڑبڑا اٹھا۔۔۔۔

نن نہیں سر اس وقت وہ وہی موجود تھا اس لیے مجھے لگا کہ آپ کا شک اسی "

پر ہے "۔۔۔۔

ایس ایچ او نے اپنے تئیں وضاحت دینے کی کوشش کی۔۔۔

جب تک انو سٹیگیشن مکمل نہیں ہوتی شک کے دائرے میں سب آتے "
ہیں۔۔۔پر تمہارے دائرے میں سیٹھ دلشاد ہی کیوں آیا۔۔۔کیا تم کچھ
جانتے ہو اس کے بارے۔۔۔وضاحت دو مجھے "۔۔۔
وہ منجھے ہوئے کھلاڑی کی طرح مقابل کو پزل کرتا اپنے مطلب کی بات نکلوا
چکا تھا۔۔۔
کیونکہ سر "۔۔۔اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا کہ تبھی گھبرایا ہوا اہلکار سیلوٹ "
پیش کرتا اندر آیا۔۔۔
سر وہ آدمی زہر کھا کر مر گیا ہے "۔۔۔کانسٹیبل نے فوراً سے آگاہ کیا۔۔۔"
وٹ آ سپیکٹکل دس از "۔۔۔۔یارم کانچ کی ٹیبل پر مکہ رسید کرتا بلند آواز "
میں دھاڑا۔۔۔تو اس کی دھاڑ پر باقی سب اچھل پڑے۔۔۔
تم لوگوں نے اس کی تلاشی نہیں لی تھی کیا "۔۔۔"
وہ ماتھے پر بے شمار بل ڈالے ایس ایچ او سے مخاطب ہوا تھا۔۔۔

سرلی تھی مگر پتا نہیں کیسے اس کے پاس وہ زہر آئی"۔۔۔۔وہ اب قدرے"
سکون سے بولا تو یارم شاہ نے ایس ایچ او کو دیکھا جس کے چہرے پر اطمینان
ہی اطمینان تھا جیسے وہ یہی چاہتا تھا یا اسے پتا تھا۔۔۔۔

ٹھیک ہے جاؤں تم لوگ اور لاش کو پوسٹ مارٹم کے لیے بھیج دو"۔۔۔"
یارم شاہ سرد نگاہوں سے انہیں دیکھتا گویا ہوا تو وہ فوراً سے سیلوٹ کرتے
کمرے آفس سے نکل گئے۔۔۔۔

کامران۔۔۔اس ایس ایچ او پر نظر رکھو"۔۔۔اس نے اپنے پرسنل"
اسسٹنٹ کو حکم دیا جو اس کے ساتھ ہی چند قدم کی دوری پر الرٹ کھڑا تھا

۔۔۔

اوکے سر"۔۔"

تبھی اس کے ہاتھ میں پکڑے ٹیبلیٹ پر نوٹیفیکیشن ٹون بجی تھی۔۔۔۔
اس کے خاص ماتحت نے فوراً سے اوپن کیا تو وہ سی سی ٹی وی فوٹیج تھی۔۔۔۔

سر آپ کا شک درست نکلا۔۔۔یہ دیکھیے فوٹیج "۔۔۔۔اس کے اسٹنٹ "
نے ٹیبلیٹ اس کے سامنے کیا۔۔۔
سر نا کہ پر وہ آپ کو میڈم سے بات کرتے دیکھ چکا تھا اور پھر اس نے "
اپنے آدمی بھیجے میڈم کے پیچھے جھنوں نے واپسی پر ان کا تعاقب کیا۔۔۔شاید
وہ ان کی روزمرہ کی مصروفیات سے آگاہی حاصل کرنا چاہ رہے تھے "۔۔۔
کامران کے تفصیل سے بتانے پر یارم شاہ نے بھسم کر دینے والی نگاہوں
سے اس کالے شیشے والی گاڑی کو دیکھا تھا۔۔۔جو اس ہیوی بائیک سے
مناسب فاصلہ بنا کر مسلسل اس کے پیچھے تھی۔۔۔۔
اس کی آنکھوں میں گویا خون اتر آیا تھا جبکہ پورا وجود طیش کے باعث دہک
اٹھا تھا۔۔۔۔یہ سوچ کر وہ باسٹرڈ اس کی بیوی تک پہنچ گیا تھا۔۔۔اگر یارم
شاہ سیٹھ دلشاد کا ارادہ جان لیتا تو اس سے زندہ زمین میں گاڑھا دیتا۔۔۔۔
گاڑی نکالو "۔۔۔۔اس نے سکرین پر نگاہیں جمائے اپنے ماتحت کو حکم دیا"
تو وہ فوراً سے باہر کی جانب بھاگا۔۔۔۔

نینا شاہ ان سے تو بعد میں نمٹوں گا پہلے تمہیں سبق سیکھنا ضروری ہو گیا ہے"

"۔۔۔

تمہارے لیے میری بات کی کوئی اہمیت نہیں۔۔۔ تم میرے خلاف جا کر " ہر وہ کام کرنا فرض سمجھتی ہو جس سے میں روکتا ہوں۔۔۔ مگر اب نہیں ۔۔۔ آج تمہارا وہ حشر کروں گا کہ تم گھر سے تو کیا کمرے بھی باہر نہیں نکل سکو گی"۔۔۔ وہ غضب ناک ارادہ لیے تصور میں اس سے مخاطب ہوا تھا۔۔ اور ترت سے ٹیبل پر پڑی اپنی کیپ اٹھا کر آفس سے باہر کی جانب بڑھا۔۔۔ معاً اس کے اندر ان دیکھی آگ بھڑک چکی تھی اس آگ کو بھڑکانے والی نینا شاہ تھی تو بجھا بھی وہی سکتی تھی۔۔۔

جسے وہ دنیا سے چھپا کر رکھنا چاہتا تھا وہ اتنی ہٹ دھرمی دکھا کر دنیا کے سامنے جاتی تھی۔۔۔ اس کی تمام حکم تمام باتیں پیروں تلے روند کر اپنی مرضیاں کرتی تھی۔۔ اس کے اندر طیش و جنوں کا جوار اُمڈ آیا تھا۔۔۔

آج اس کی یہ مرضی یارم شاہ کے کی برداشت سے باہر ثابت ہوتی اس کے ضبط کے بندھ چٹخا کر رکھ گئی تھی کہ آج وہ نینا شاہ کو ہر گز معاف کرنے کا متمنی نہیں تھا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آرمی یونیفارم میں ملبوس وہ اس وقت ہیڈ کوارٹر میں کرنل بشیر سوری کے سامنے براجمان تھا۔۔۔

کیپٹن سبطین آپ کو ایک بہت اہم مشن کے لیے چنا گیا ہے"۔۔۔کرنل" بشیر سوری کی رعب دار آواز گونجی۔۔۔

میری خوش قسمتی ہے سر"۔۔۔سبطین نے سنجیدگی سے جواب دیا۔۔۔"

یہ جان لیں کہ یہ مشن اگر موت سے کھیلنے کا ہے تو غلط نا ہو گا"۔۔۔کرنل" نے اس کی گرم جوشی پر لبوں پر مسکراہٹ سجائے کہا۔۔۔

میں ہر دم تیار ہوں سر۔۔۔۔میرا ہر مشن ہی موت سے کھیلنے کے برابر رہا ہے"۔۔۔سبطین شاہ نے عزم سے کہا۔۔۔

مجھے آپ سے یہی امید تھی۔۔۔۔آپکی پروگیس میرے سامنے ہے اور آپ کی ذہانت اور بہترین کارکردگی کی بنا پر آپکو اس مشن کے لیے منتخب کیا ہے۔۔۔پر یہ مشن سابقہ سے یکسر مختلف ہے۔۔۔اس میں آپ کو موت کے سامنے نہیں بلکہ اس میں داخل ہو کر لڑنا ہے"۔۔۔کرنل نے مزید آگاہی دی۔۔

یس سر"۔۔۔۔۔سبطین شاہ نے اثبات میں سر ہلا کر سنجیدگی سے کہا"

۔۔۔۔

آپ کو اگلے چار دنوں میں ہی وزیرستان جانا ہے۔۔۔اور اس سے پہلے آپکو" اور آپکے ساتھیوں کو باقاعدہ تربیت دی جائے گی۔۔۔۔ساتھ ہی اس مشن کے متعلق میجر اسد آپ کو کچھ اہم معلومات فراہم کریں گے"۔۔۔

سر اسی ہفتے میری سسٹر کی شادی ہے۔۔۔اگر آپ اجازت دیں تو میں اپنی" بہن کو رخصت کر کے فوراً سے حاضر ہو جاؤں گا"۔۔۔۔

اوکے۔۔آپ کے پاس ایک ہفتہ ہے بس"۔۔۔کرنل نے کچھ سوچ کر" منظوری دے دی۔۔۔۔

تھینک یو سر"۔۔۔۔سبطین نے ہلکی سے مسکراہٹ سجائے شکریہ ادا کیا" ۔۔۔

جوان میرا ایک مشورہ ہے۔۔۔کہ لگے ہاتھوں آپ بھی شادی کر لیں" ۔۔۔۔بعد میں کوئی اندازہ نہیں کہ اس مشن سے کب لوٹیں"۔۔۔کرنل نے بھرپور مسکراہٹ لبوں پر سجائے کہا۔۔۔

میرا بھی یہی ارادہ ہے سر"۔۔۔سبطین نے جوابی کاروائی کی۔۔۔" نیک ارادہ ہے۔۔۔میری طرف سے ایڈوانس شادی مبارک"۔۔۔بشیر" سوری نے اس کی جانب ہاتھ بڑھایا جسے سبطین شاہ نے فوراً تھام لیا۔۔۔

یہی مبارک آپ وہاں آکر دیجیے گا سر۔۔۔مبارک دینے اور وصول کرنے "
میں مزہ آئے گا"۔۔۔

ہاہاہاہا ٹھیک ہے بھئی۔۔۔ضرور آئیں گے "۔۔۔کرنل بشیر سوری نے "
قہقہہ لگایا۔۔۔

سر مشن کس نوعیت کا ہے "۔۔۔سبطین شاہ اپنے مشن کے حوالے سے "
استفسار کیا۔۔۔

جاسوس پر مبنی ہے۔۔۔آپ لوگ پاک آرمی کے ایجنٹ ہو یہ ہم جانتے "
ہیں وہاں آپ ان کے خاص آدمی کی حیثیت سے رہو گے "۔۔۔

کرنل بشیر سوری نے آگاہ کرنا شروع کیا تو وہ سر ہلا کر تمام معلومات حاصل
کرنے لگا۔۔۔

تقریباً گھنٹے ڈیڑھ کی طویل گفتگو کے بعد وہ کرنل بشیر سوری سے مصافحہ
کر کے انہیں سیلوٹ کرتا وہاں سے نکلا تھا۔۔۔اور اب اس کا رخ اپنے

یونٹ کی جانب تھا۔۔۔جہاں اس کے یار دوست اس کے انتظار میں تھے

۔۔۔۔

یارم شاہ۔۔۔

وہ آتشزدگی میں لپٹا، انتہائی غصے کے جوبن میں پنپتا ماتھے پر بے شمار بل ڈالے پولیس یونیفارم میں ملبوس کیپ ہاتھ میں پکڑے بھاری قیمتی بوٹوں کی دھمک چھوڑتا تقریباً گیارہ بجے کے قریب حویلی پہنچا تھا۔۔۔

اس کے قدموں کی آواز حویلی کے بڑے سے لاونج میں گونج اٹھی تھی۔۔

اس نے ایک طائرانہ نگاہ ارد گرد دوڑائیں سب لوگ اپنے اپنے کمروں میں موجود تھے۔۔۔یعنی وہ سب کھانا کھا کر اب نسبتاً آرام فرما رہے تھے۔۔۔

جبکہ حویلی کے اندرونی حصے میں موجود تمام ملازمیں ابھی تک کاموں میں لگی

ہوئیں تھیں جن کے بولنے اور کام کرنے کی مدھم آوازیں اس کے کانوں میں پڑ رہی تھی۔۔۔

پولیس اسٹیشن سے نکلتے ہی اسے اسسٹنٹ کمشنر کے ساتھ ضروری میٹنگ کے لیے ارجنٹ جانا پڑا تھا اور فی الفور اس نے اپنے اندر جلتے اس بھانبھڑ پر کسے قابو پایا تھا وہی جانتا تھا اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اڑ کر اس کے پاس پہنچ کر اس کی کچی مروڑ کر رکھ دے۔۔۔اور پھر اسے وہ سزا دے کہ آگے کبھی وہ نافرمانی کا سوچ بھی نا سکے۔۔۔۔

یارم شاہ سر جھٹک کر آگے بڑھا تھا کہ جبھی کیچن سے نکلتی ملازمہ نے پکارا

۔۔۔

صاحب جی آپ کے لیے کھانا لگاؤں۔۔۔۔ملازمہ نے نہایت ادب سے یارم شاہ سے پوچھا۔۔۔کیونکہ وہ سب ملازمین جانتے تھے کہ یارم شاہ اکثر اوقات رات کے وقت حویلی لوٹتا تھا۔۔۔اور پھر کچھ ملازمین جو رات دیر

تک کام کرتی تھیں یارم شاہ انہیں کہہ کر کبھی کھانا کمرے میں منگوالیا کرتا تھا تو کبھی ٹیبل پر لگانے کا حکم صادر کرتا تھا۔۔۔

ادھیڑ عمر ملازمہ کے استفسار پر یارم شاہ بنا دیکھے نفی میں سر ہلا کر عجالتہً زینے پھیلانگتا اپری پورشن میں بنے اپنے کمرے میں آیا تھا۔۔۔

اس کا ارادہ فریش ہو کر نینا شاہ کی نیندیں اڑانے کا تھا۔۔۔

وہ سب عورتیں اس وقت طوبیٰ شاہ کے کمرے میں محفل جمائے بیٹھیں تھیں۔۔۔ بالاج اور بسمل بھی ان کے ہمراہ تھے۔۔۔

طوبی کے کمرے میں براجمان لڑکیاں لڑکے کارپٹ پر گدے لگا کر سنگیت کا ماحول بنائے بیٹھے تھے۔۔۔

دائیں جانب نینا، حور عین، نمل، ہدا اور عشال بیٹھیں تھیں۔۔۔ تو بائیں جانب بالاج اور بسمل تھے۔۔ جو کہ سب پر بھاری تھے۔۔۔ اگر حویلی کے باقی لڑکے بھی یہاں موجود ہوتے تو وہ ان کا ساتھ کبھی نا دیتے۔۔۔ وہ بہت

ڈیسنٹ اور اکھڑ مزاج کے سنجیدہ رہنے والے تھے۔۔۔جبکہ بلاج اور بسمل کا دور دور تک سنجیدگی سے کوئی واسطہ نہ تھا۔۔۔وہ جہاں محفل جمی دیکھتے وہیں گھس جایا کرتے تھے۔۔۔اور ابھی بھی عورتوں کی محفل میں وہ بڑے دھڑلے سے موجود لڑکیوں کو مختلف گانے سنانے کا چیلنج دے رہے تھے۔۔۔

مہندی ہے رچنے والی ہاتھوں میں گہری۔۔۔۔

بس بس۔۔۔یہ کوئی گانا ہے اور آج کونسی مہندی ہے۔۔۔اور آواز دیکھو" اپنی تم دونوں کیسے من من کر رہی ہو"۔۔۔۔

عشال اور ہدا جو بڑے لہک لہک کر گا رہی تھیں کہ بسمل نے برس سا منہ بنا کر ٹوکا تو وہ دونوں لال بھبھوکا ہوا ٹھیں۔۔۔۔

تو باقی سب نے مسکراہٹ دبائی۔۔۔

دادی سائیں نکالیں انہیں باہر "۔۔۔ہدا چیخ ہی تو اٹھی تھی ان کے اس"
کمنٹ پر۔۔۔

ہم کیوں جائیں اصولاً تو تم نکلو۔۔۔دادی سائیں اور ممالوگوں کے چہرے"
دیکھو کیسے برداشت کر رہی تھی وہ تمہیں "۔۔۔

بالاج ہنسی ضبط کیے بولتا ہدا اور عشال کو پتنگے لگا گیا تھا۔۔۔

مما انہیں ہماری نظروں سے دور کر دیں ورنہ ہم خون پی جائیں گی "۔۔۔وہ"
اپنی جگہ آٹھ کر کھڑی ہوتی چیخیں۔۔۔

چڑیلوں اب مجھے سمجھ آئی کہ اتنی موٹی کیوں ہوں "۔۔۔بسمل نے چنے منہ"
میں ڈالتے مزید اسے چڑایا۔۔۔

چپ کرو تم لوگ۔۔۔بس تلواروں کی کمی ہے تم چاروں کے ہاتھوں میں"
۔۔۔ورنہ مجھے تو لگتا ہے زبان سے ہی ایک دوسرے کو کاٹ ڈالو گے "۔۔۔
عظمی شاہ نے سخت انداز میں ٹوکا تو وہ چاروں کھسیانی سے ہو گئے۔۔۔

چلو تم لوگ گاؤ زرا"۔۔۔"

نینا نے انہیں کہا اور عشال کے آگے پڑا گھڑا اٹھا کر اپنے سامنے رکھا۔۔۔

ہاں ہاں کیوں نہیں"۔۔۔۔دونوں نے کہنیوں تک اپنے بازو اپر کیے۔۔۔"

توسب عورتوں نے حیرت سے انہیں دیکھا۔۔۔جو گلہ کھنکار کر آواز درست کر رہے تھے۔۔۔

میری پیاری بہنیا

بنے گی دلہنیا

انہوں نے جیسے ہی گانے کے بول گانا شروع کیے تھے کہ نینا نے ترت سے ہتھیلی اور چمچ کی مدد سے گھڑا بجانا شروع کیا تھا۔۔۔تو ان دونوں کی اس قدر خوبصورت آواز اور اپر سے گھڑے کے بجنے سے بکھرتے سُروں پر وہ سب یکدم سے مبہوت سی رہ گئیں تھیں۔۔۔۔

میری پیاری بہنیا

بنے گی دلہنیا

ان دونوں نے اٹھ کر صوفے پر بیٹھی طوبیٰ شاہ کو دائیں بائیں بازوؤں سے کھینچ کر درمیان میں کھڑا کیا۔۔۔اور اس کے ارد گرد چکر کاٹتے ہلکا ہلکا سا ناچنے لگے۔۔۔۔تو باقی سب تالیاں بجانے لگے تھے۔۔۔

سج کے آئیں گے دلہے راجہ

بھیا راجہ بجائے گا باجا

وہ دونوں شرمانے کی ناکام ایکٹنگ کرتے سب کو ہنسنے پر مجبور کر گئے تھے

۔۔۔

سولہ سنگھار میری بہنا کرے گی

بلاج طوبی شاہ کے کندھے پر سر رکھے اس کے سامنے ہاتھوں کا شیشہ بنائے بولا۔۔۔

تیکا چڑھے گا اور ہلدی لگے گی

بسمل نے ترت سے ہنستی ہوئی طوبی شاہ کی بلائیں لیں۔۔۔

بہنا کے ہونٹوں پے جھولے گی نتھنیا
اور جھومے گے دلہے راجہ
بھیا راجہ بجائے گا باجا

نینا شاہ نے بھی حصہ لیا تھا اس بات سے انجان کہ کوئی کچھ دیر تک کوئی اس کا باجا بجانے والا تھا۔۔۔نینا کو دیکھ ہدا اور عشال بھی اٹھ کر بلاج بسمل کا ساتھ دیتی طوبیٰ کے گرد چکر کاٹتی لڈی ڈالنے لگیں تھیں۔۔۔

جبکہ حور عین اور نمل چہرے پر خوبصورت مسکراہٹ سجائے ان کو دیکھ رہی تھیں۔۔۔اور بڑی عورتیں سب کچھ بیڈ پر تو کچھ صوفے پر بیٹھیں اپنے بچوں کی خوشی میں خوش ہو رہی تھیں۔۔۔

جیسے ہی گانا ختم ہوا تھا کہ چند پل کے توقف کے بعد حور کے موبائل پر گونجتی میسیج ٹون نے سب کی توجہ سمیٹی۔۔۔ایک بار دو بار تین بار۔۔۔یکے بعد دیگرے میسج آنے اور سب کے اس طرح دیکھنے پر وہ ہڑبڑا سی گئی۔۔۔۔

اس نے جلدی سے فون اٹھا کر میسج چیک کیا تو شاہ کے نمبر سے پیغامات دیکھ کر اس کے دھڑکنوں نے شور پکڑا جبکہ چہرے پر سراسیمگی سی پھیل گئی تھی۔۔۔

کہاں ہیں آپ"۔۔۔")

اتنی دیر کون لگاتا ہے مسز"۔۔۔"

فوراً سے روم میں آئیں۔۔۔ویٹ کر رہا")۔۔۔"

شاہ کے میسج سے چھلکتے جزبات کے تقاضوں پر اس کے وجود میں سرد لہر سی دوڑ گئی تھی اور دل کانوں میں دھڑکتا محسوس ہوا تھا۔۔

کیا ہوا بیٹا کس کے میسج ہیں اس وقت"؟۔۔۔"

اس کو گم سم سا سکرین پر نظریں جمائے دیکھ ریحانہ شاہ استفسار کیا تو حور نے چونک کر انہیں دیکھا۔۔۔

اس وقت شاہ لالے کے علاوہ اور کون ہو سکتا"۔۔۔۔"

بسمل نے ٹکڑا لگایا تو وہ لب کاٹ کر نظریں جھکا گئی۔۔۔تو دادی سائیں کو گویا وقت احساس ہوا تھا۔۔۔ان سب کو حور اور شاہ کے درمیان چھائے سرد تعلقات کا باخوبی علم تھا اور پھر جس طرح شاہ نے رخصتی لی تھی۔۔۔اور حور کا گریز بھی واضح تھا۔۔۔آج اس کی رخصتی کو چوتھا دن تھا۔۔۔اور وہ جتنا ممکن ہو سکتا تھا شاہ کی نظروں سے اوجھل رہنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ اسی کوشش میں وہ طوبی شاہ کے کمرے میں موجود تھی۔۔۔

جبھی دادی سائیں نے سب کو اٹھنے کا اشارہ کیا تو وہ اپنی نشستوں سے اٹھ کھڑی ہوئیں۔۔۔

"چلو بس ختم کرو یہ گانے بجانے۔۔۔اپنے اپنے کمروں میں جائیں سب ۔۔۔"

تائی (عظمی شاہ) کے کہنے پر وہ سب اٹھ کر پیروں میں جوتیاں اڑیس کر کمرے سے باہر نکل گئے۔۔۔

نمل ہدا اور عشال کے ساتھ ان کے کمرے میں ہی آج سونے والی تھی جبکہ حور کا ارادہ آج طوبی شاہ کے ساتھ ہی رہنے کا تھا۔۔۔

چلو بیٹا آپ بھی جاؤ اپنے کمرے میں "۔۔۔ریحانہ شاہ نے کہا تو حور نے انہیں ملتجی نظروں سے دیکھا۔۔۔

میں آج طوبی آپی کے ساتھ رہنا چاہتی ہوں "۔۔۔اس نے منمنا کر کہا تو آصفہ شاہ نے گھور کر اپنی بیٹھی کو دیکھا۔۔۔

نہیں۔۔ جاؤ اپنے کمرے میں۔۔۔ شادی ہو گئی ہے تمہاری۔۔۔ کوئی خیال ہے کہ نہیں۔۔۔ شوہر ہے تمہارا اس کی بھی خیر خیریت لے لیا کرو "۔۔۔ آصفہ شاہ نے جھڑکا۔۔۔

ریحانہ اسے اس کے کمرے میں چھوڑ آو "۔۔۔"

اس نے حور کے غصے کے باعث پڑتے سرخ چہرے کو نظر انداز کر کے اپنی جیٹھانی سے کہا۔۔۔

میں خود چلی جاتی ہوں "۔۔۔ حور پاؤں پٹخ کر اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔"

میری اپنی تو کوئی مرضی ہی نہیں ہے"۔۔۔وہ بڑبڑا کر دروازے کی جانب بڑھی۔۔۔

اب تک تمہیں تمہاری مرضیوں پر ہی چھوڑا ہوا تھا۔۔۔بہتر ہے اپنی زمہ داریاں سنبھال لو۔۔۔اور شاہ سے اپنے تعلقات ٹھیک کرو"۔۔۔۔

اس کی ماں نے ڈھکے چھپے الفاظ میں اس کو احساس دلانا چاہا۔۔۔۔

تو وہ آنکھوں میں آنسوؤں لیے کمرے سے باہر نکل گئی۔۔۔۔

کیا ہو جاتا ہے آصفہ کیوں اتنا غصہ کرتی ہو"۔۔۔۔دادی سائیں نے بہو کو ٹوکا۔۔۔

اماں سائیں اپنے دیکھا نہیں۔۔۔اب تک اس کی فضول کی ہٹ دھرمی برداشت کی ہے۔۔۔اور اب پھر سے یہ وہی سب کرنا چاہتی ہے۔۔۔جب تک اس پر زمہ داری نہیں پڑے گی یہ ٹھیک نہیں ہو گی"۔۔۔آصفہ شاہ پریشانی سے بولی۔۔

توبیٹا پیار سے سمجھاؤ۔۔۔اس پر غصہ نا کرو۔۔۔ایک تو ہم نے اس کی "
رخصتی بغیر پوچھے کی ہے۔۔۔اپر سے نیا نیا رشتہ بنا ہے شاہ سے تھوڑا جھجک
رہی ہے بچی۔۔۔سب ٹھیک ہو جائے گا"۔۔۔

اماں سائیں ٹھیک تب ہو گا جب یہ اور شاہ ساتھ ہوں گے۔۔۔ورنہ تو جیسے "
یہ اس سے چھپتی پھرتی ہے میرا نہیں خیال کہ یہ شاہ سے کوئی رشتہ رکھنا
چاہتی ہے"۔۔۔

آصفہ شاہ نے خدشہ ظاہر کیا۔۔۔

توسب نے تعیدی انداز میں سر ہلایا۔۔۔اور طوبیٰ شاہ کو پیار کرتی کمرے سے
نکلتی چلیں گئیں۔۔۔۔

تو دوسری جانب حور اپنے اور شاہ کے مشترکہ کمرے میں جانے کی بجائے
اپنے پرانے کمرے میں چلی آئی تھی۔۔۔

وہ شاہ کی گستاخیوں اس کی زو معنی جملے اور اس کی گہری لودیتی نگاھوں کی تپش برداشت کرنے کی سکت نار کھتی تھی کہ تبھی اس کی شدتوں اور وارفتگیوں کا سوچ کر ہی گھبراتی یہاں آ گئی تھی۔۔۔۔

۔۔۔۔

فولڈ کیے، بال ماتھے پر بکھیرے، ہلکی بیئرڈ اور گھنی مونچھوں تلے عنابی لب سختی سے پیوست کیے، گہری سیاہ آنکھوں میں مقناطیسی کشش لیے، چہرے پر ہمیشہ کی طرح سنجیدگی لیے نیچے آیا تھا۔۔۔

تو وہ سب جو باتوں میں مگن تھے ارباز عالم شاہ کی آمد نے ان پر ایک ایسا سحر سا طاری کر دیا تھا کہ وہ سب مبہوت ہو کر اس مغرور بلا کے خوبصورت کسی یونانی دیوتاؤں کی آن بان کے حامل ارباز عالم شاہ کو دیکھ رہے تھے۔۔۔ جس کی ہستی میں چھایا وقار، رعب و دبدبہ اس کی شخصیت کا خاصہ تھا جو مقابل کو خود کی ذات کے گرد منسلک کرنے پر مجبور کر دیا کرتا تھا۔۔۔اس کی خوبصورت سیاہ گہری آنکھوں میں ایک ایسی کشش تھی جو سامنے والے کو اپنا گرویدہ کر دیتی تھی۔۔۔۔

اس وقت بھی سب دمکتے چہروں سے اپنے خاندان کے بڑے بیٹے ارباز عالم شاہ کو ہی دیکھ رہے تھے۔۔۔۔ جس کی کلون کی خوشبو اور زیر کر دینے والی

شخصیت نے ان پر ایک خوش کن تاثر مرتب کر دیا تھا کہ وہ سرشاری اور فخر سے اسے ہی تک رہے تھے۔۔۔

مگر اس کی نگاہیں تو فقط ایک فرد پر جا کر ٹھہر سی گئیں تھیں۔۔۔وہ گہری دلچسپ نگاہیں اپنی رگوں پے میں بسی اپنی بیوی پر جمائے داد اسائیں کے ساتھ ایک ہی صوفے پر براجمان ہوا تھا۔۔۔

اتفاقاً اس کی سانسوں کی امین بھی شاہ کی فیورٹ کلر بلیک ڈریس میں ملبوس سر پر سرخ دوپٹہ اوڑھے بڑی بڑی شہد رنگ آنکھوں میں محویت سموئے اسے ہی دیکھتی شاہ کے دل میں تلاطم برپا کر گئی تھی۔۔۔اس کے ٹکر ٹکر دیکھنے پر ارباز شاہ کے جزبات میں تموج برپا ہوا تھا۔۔۔

بقول شاعر

ان سے کہو کہ اجتناب کریں ہم سے محفل میں نگاہیں چار کرنے سے
وگرنہ ہم بھول بیٹھیں گے کہ ہم محفل میں بیٹھے ہیں

وہ والہانہ نگاہیں مقابل کی شہد رنگ آنکھوں میں گاڑھے نظروں ہی نظروں میں پیغام دے گیا تھا کہ حور نے سیاہ آنکھوں سے چھلکتے جزبات کے ان تقاضوں پر ہڑ بڑا کر آنکھیں پھیریں تھی تو اس کی یہ حرکت بے ساختہ مقابل کے لبوں پر مسکراہٹ بکھیرنے کی موجب بنی تھی کہ بلا توقف شاہ نے دائیں ہاتھ کی مٹھی لبوں پر جمائے اپنی مسکراہٹ روکی تھی اور دادا سائیں کی جانب متوجہ ہو گیا۔۔۔

کچھ ہی دیر بعد عظمی شاہ نے سب کو کھانا لگ جانے کی اطلاع دی تھی تو وہ سب آگے پیچھے ہلکی پھلکی باتیں کرتے بڑے سے ڈائننگ روم میں پہنچے تھے

۔۔۔

اس دوران شاہ نے ایک بار بھی حور کو نہیں دیکھا تھا کہ وہ جانتا تھا حور اس کی گہری نگاہوں سے پزل ہو جایا کرتی تھی اور ممکن تھا کہ وہ کھانا ادھورا چھوڑ کر اٹھ جاتی۔۔۔

کھانے کے بعد مرد حضرات چہل قدمی کے لیے لان میں نکل گئے تھے تو عورتیں ساری ہدا اور عشال کے کہنے پر طوبی شاہ کے کمرے میں جمع ہو گئیں تھیں۔۔۔بلاج اور بسمل سے نارہ گیا تو وہ بھی دادا سائیں سے بہانہ کر کے ان کے پیچھے پہنچ گئے تھے۔۔۔

تقریباً رات نو بجے ارباز شاہ اپنے کمرے میں آیا تھا۔۔۔تو آگے خالی کمرا منہ چڑا رہا تھا۔۔۔وہ حور کا خود سے بھاگنا باخوبی نوٹ کر رہا تھا۔۔۔اس وقت اس کا کمرے میں موجود نا ہونا شاہ کو سخت ناگوار گزرا تھا۔۔۔کہ اپنے اندر کی وحشت کو کم کرنے کے لیے اس نے سیگریٹ سلگا کر لبوں میں دبائی ۔۔۔راکنگ چیئر پر براجمان وہ آنکھیں موندے اس کے انتظار میں ڈوبا سگریٹ پر سگریٹ پیتا مسلسل حور کے متلعق سوچ رہا تھا۔۔۔

انتظار تھا کہ طویل ہوتا جا رہا تھا۔۔۔بلا آخر اس نے فون اٹھا کر اسے پیغام بھیجا تھا اور پھر نئی سگریٹ سلگا کر خود کو اس آگ میں جلانے لگا۔۔۔وہ ایک منٹ

بھی حور سے دور نارہ سکتا تھا اور وہ تھی کہ جان بوجھ کر اسے تڑپانے پر تلی تھی۔۔۔۔

وقت بیتا جا رہا تھا اور شاہ کی آنکھوں کی سرخی بھی بڑھتی جا رہی تھی۔۔۔۔ پاس ہو کر بھی وہ دوریاں قائم کرنے پر بضد تھی۔۔۔ نیند اس کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔۔۔ حور کی موجودگی اس کا سکون تھی اور غیر موجودگی اس کو وحشت میں مبتلا کر دیا کرتی تھی۔۔۔ کہ وہ ہمیشہ کی طرح ان دیکھی آگ میں سلگتا چلا جاتا تھا۔۔۔۔

مجھ سے دور رہنے کی ذریعے تلاش کرنا چھوڑ دیں۔۔ کیونکہ جینے کے لیے" آپ میری سانسوں سے بھی زیادہ اہم ہیں۔۔۔ جانتی بھی ہیں کہ آپ کا دور جانا میری سانسیں بند کر دیتا ہے۔۔ تو کیوں مجھے اس قدر تڑپا رہی ہیں"۔۔۔ "بہت غلط کر رہی ہیں آپ۔۔ میرے ضبط کا امتحان لینا چھوڑ دیں جس دن یہ ٹوٹے گا آپ برداشت نہیں کر پائیں گی"۔۔۔ وہ گھمبیر تاسر گوشی نما تصور

میں اس سے گویا ہوا تھا اور سگریٹ سلگا کر لبوں میں دبائے آنکھیں موند گیا۔۔۔کہ اب اس کی رات اس کے خیالوں میں ہی گزرنی تھی۔۔۔

وہ بیس منٹ تک ٹھنڈے پانی سے شاور لینے کے بعد فریش ہو کر گرے ٹراوزر پر بلیو ٹی شرٹ زیب تن کیے گیلے بالوں میں ہاتھ پھیر کر پانی کی بوندیں جھٹکتا باہر آیا تھا۔۔۔جبکہ دل میں لگی آگ ہنوز برقرار تھی۔۔۔ اس پر شاور لینے کا بھی کوئی اثر نا ہوا تھا۔۔۔آنکھوں کے دریچوں پر بس نینا شاہ کی ہوا سے باتیں کرتی بائیک اور اس کے پیچھے لگی وہ گاڑی تھی۔۔۔اگر آج وہ موقع پا کر اس کی بیوی تک پہنچ جاتے تو یارم شاہ ایسا بھونچال برپا کر دیتا کہ دنیا اس کا پاگل پن دیکھتی جس کی برپائی کرنا تو دور البتہ سیٹھ دلشاد کو اگلی سانس لینا بھی نصیب نا ہوتی۔۔۔کہ اس کے نام و نشان کو مٹی میں ملا کر اس کو وہ سزا دیتا کہ وہ اپنے پیدا ہونے پر پچھتا اٹھتا۔۔۔

یارم شاہ اپنی چیزوں کے لیے کس قدر پوزیسیو تھا جو کسی کو چھونے تو کیا دیکھنے تک نا دیتا اور یہاں تو معاملہ اس کی بیوی کا تھا۔۔۔اس کی عزت کا تھا۔۔۔تو وہ برداشت کرتا یہ تو کسی کتاب میں نہیں لکھا تھا۔۔۔وہ صرف نینا شاہ کے آگے بے بس ہو جایا کرتا تھا مگر اب نہیں۔۔۔اب وہ نینا شاہ کو مزید اس کی منمانیاں نہیں کرنے دے سکتا تھا۔۔۔معاً وہ سیٹھ دلشاد سے اچھی طرح واقف تھا کہ وہ کتنا غلیظ نیت کا انسان کی کھال میں چھپا بھیڑیا تھا۔۔۔اسے ڈر تھا تو صرف اپنی بیوی کا۔۔۔نینا شاہ اس کی کمزوری تھی۔۔۔اور وہ باسٹرڈ اس سے واقف ہو چکا تھا۔۔۔ورنہ دنیا کا کوئی بھی انسان یارم شاہ کو اپنے تابع نہیں کر سکتا تھا۔۔۔وہ یارم شاہ تھا۔۔۔ایک الگ جنونی اپنوں کے لیے جان لینے اور دینے والا شخص۔۔۔جس کے دل میں ڈر تو پیدا ہی نہیں ہوا تھا۔۔۔وہ دیا کرتا تھا۔۔۔وہ اکھڑ مزاج شخص تھا۔۔۔نہ مقابل کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر زیادہ کسی کی سنتا تھا اور نہ ہی زیادہ کسی کو بولنے دیتا تھا بلکہ عمل کر کے دیکھاتا تھا۔۔۔صرف ایک شخص تھا جس کے سامنے یارم شاہ کو احترام یاد آتا تھا وہ

تھا سیدار باز عالم شاہ۔۔۔۔اس کے ادب واحترام کے تمام حدیں ار باز عالم شاہ پر ختم ہوتی تھیں۔۔۔اس کو نکیل صرف وہی ڈال سکتا تھا۔۔۔اس کے علاوہ کوئی بھی یارم شاہ کو کسی بات پر مجبور تو کیا کہنے سے بھی ڈرتا تھا۔۔۔وہ اپنی موج میں رہنے والا شخص دادا سائیں کو بھی آنکھیں دیکھانے سے بعض نہیں آتا تھا۔۔۔وہ صرف ار باز شاہ سے سنبھلتا تھا اور وہی اسے اب تک قابو کیے ہوئے تھا۔۔۔

نینا بی بی وقت آگیا ہے تمہیں سبق سیکھانے کا"۔۔۔وہ دانت کچکچا کر بولتا" ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچے باہر کی جانب بڑھا تھا۔۔۔۔

نینا ہدا عشال اور نمل کو گڈ نائٹ کہہ کر اپنے کمرے میں جانب بڑھی تھی ۔۔۔وہ اپنے کمرے کے دروازے سے دو قدم کی دوری پر تھی کہ جب پیچھے سے کوئی ہوا کے جھونکے کی مانند آتا اس کی کمر کی ہاتھ ڈال کر دروازہ دھکیلے اندر لاتا اسے منہ کے بل بیڈ پر پٹخ چکا تھا۔۔۔

یہ سب اتنی اچانک ہوا تھا کہ نینا شاہ اس افتاد پر بھونچکا کر رہ گئی تھی۔۔۔وہ بیڈ پر منہ کے بل پڑی جیسے سکتے کی حالت میں چلی گئی تھی۔۔۔حواس مختل ہوتے اس کی دھڑکنوں میں ادھم برپا کر گئے تھے۔۔۔۔دفعتاً یارم شاہ نے قہر برساتی نظروں سے اس کی پشت گھور کر دروازہ اندر سے لاک کیا تھا تو اس ٹک کہ آواز پر وہ پھرتی سے پلٹی اور دونوں کہنیاں بیڈ پر ٹکا کر مقابل کو دیکھا۔۔۔تو سامنے ہی یارم شاہ کو آنکھوں میں غضبناک تیور لیے دروازے کے قریب کھڑے خود کی جانب گھورتا پا کر نینا شاہ کے اوسان خطا ہوئے تھے کانچ جیسی سیاہ شفاف آنکھیں حیرت کے باعث ممکنہ حد تک پھیلیں تھی ۔۔۔۔جبکہ مقابل کے ماتھے کی پھولتی رگیں اور بھینچے جبڑے اس کی شدید طیش کا پتا دے رہے تھے۔۔۔

تو اس بپھرے شیر کو آپے سے باہر دیکھ کر نینا کے دل کی دھک دھک گویا کانوں میں دھڑکتی محسوس ہوئی تھی اور چہرہ متغیر ہوا تھا۔۔۔

اس سے پہلے وہ بیڈ سے اٹھتی یارم شاہ لپک کر کسی گھٹا کی مانند اس پر چھایا اس کی گردن کو اپنے ہاتھ کی آہنی گرفت میں لے کر اس کا سر بیڈ سے ٹکائے اس پر مکمل جھک آیا تھا۔۔۔نینا جو پہلے ہی متعجب تھی کہ اس کے عمل سے مزید متفرق ہوا ٹھی۔۔۔اپنی گردن پر مقابل کے ہاتھوں کا سخت دباؤ محسوس کرتے یکلخت اس کا چہرہ سرخ ہوا تھا۔۔۔تو اس کی اس ستم ظریفی پر وجود جیسے دہل سا اٹھا تھا۔۔۔

کک کیا کر رہے ہیں چھوڑیں مجھے"۔۔۔وہ پھنسی پھنسی آواز میں بمشکل" بولی۔۔۔تو بدلے میں یارم شاہ نے دباؤ مزید بڑھایا اور چہرہ اس کے چہرے کے حد درجہ نزدیک کیا تھا۔۔۔تو یارم شاہ کا پہلی بار یہ وحشی روپ دیکھ کر نینا شاہ کے وجود میں برق رفتار سی سرائیت کر گئی تھی۔۔۔

جب میں نے تمہیں کہا تھا کہ واپس لوٹ جاؤ تو کیوں نہیں گئی تھی"۔۔۔" وہ اس کی بات نظر انداز کیے شعلہ اگلتی نگاہوں سے اسے دیکھتا سرد کٹیلے انداز

میں نسبتاً چلایا تھا۔۔۔تو نینا نے اچھنبے سے اسے دیکھا جس کی آنکھوں میں نرمی کا کوئی بھی تاثر نمایاں نا تھا۔۔۔

یارم چھوڑیں مجھے۔۔۔ مم میرا دم۔۔۔گھٹ___"۔۔۔وہ اکھڑتی" سانسوں کے مابین لاچارگی سے بولی۔۔۔۔

جبکہ چہرے پر حیرت انگیز تاثرات ہنوز برقرار تھے۔۔۔

شٹ اپ۔۔۔اب اس کی عادت ڈال لو کہ جب جب تم یارم شاہ کو اپنے" سامنے پاؤ گی اپنی سانسوں سے اختیار کھو دو گی"۔۔۔وہ اس کی گردن پر گرفت ہنوز قائم رکھے جنونی انداز میں پھنکارا تھا۔۔۔تو سانسوں کے تڑپ میں بے بس پڑی نینا کی آنکھوں سے آنسوں جاری ہوئے تھے۔۔۔معاً اس نے ترت سے اپنے ہاتھ مقابل کے سینے پر رکھے اسے دور دھکیلنا چاہا پر ناکام رہی۔۔۔اور وہ تو جیسے اگلے پچھلے تمام حساب بے باک کرنے پر تلا تھا۔۔۔

اس کا یہ انداز نینا شاہ کی سمجھ سے بالاتر تھا کہ وہ اس طرح اچانک کیوں بپھرا شیر بنا ہوا تھا۔۔۔

بولو نینا شاہ۔۔۔کیوں تم میری بات کو ڈسٹ بن میں پھینکنا فرض سمجھتی ہو" ۔۔۔کیوں تم پر میری بات کا اثر نہیں ہوتا۔۔۔۔کیا تم ہمارے بیچ اس رشتے سے وقف نہیں ہو۔۔ڈیم اٹ۔۔۔۔ سمجھ نہیں آتی کہ وہ منع کر رہا ہے تو غلطی سے اس کی مان لوں۔۔۔یقین جانو تم جن کے سر پر اڑ رہی ہو وہ ہر گز تمہیں مجھ سے بچا نہیں سکتے"۔۔۔۔

وہ سرد آواز میں اس کے کان کے قریب دہشت زدہ لہجے میں بولتا اسے جھٹکے سے چھوڑ کر دور ہوا تھا اور ٹراوزر کی پاکٹ میں ہاتھ ڈالے سخت نظروں سے اس کی ابتر ہوئی حالت دیکھنے لگا۔۔۔۔جو خاصی بگڑ چکی تھی کہ اگر مزید کچھ دیر اس کی گردن گرفت میں لیتا تو ممکن تھا کہ وہ اپر ہی پہنچ جاتی۔۔۔

جبھی اس کے چھوڑنے پر وہ بری طرح کھانستی اکھڑتی سانسیں ہموار کرنے لگی۔۔۔

یارم شاہ کی بھسم کر دینے والی نگاہیں اپنی منکوحہ پر ہی جمی تھی جو چند ہی منٹوں میں پسینے میں نہائی بکھر سی چکی تھی۔۔۔

آف وہائٹ سوٹ میں بالوں کی پونی ٹیل بنائے مہرون دوپٹہ گلے میں ڈالے وہ اپنی حالت سے یکسر انجان سفید چہرے پر سرخیاں گھلی اور بھیگی پلکیں ،لرزتے گلابی ہونٹ لیے وہ یارم شاہ کا بچا کچھا سکون بھی غارت کر گئی تھی

۔۔۔۔۔

میں میٹنگ کے لیے جا رہی تھی۔۔۔آبان نے کہا تھا ضروری میٹنگ ہے"

"۔۔۔وہ اپنے ہاتھ سے گردن سہلا کر بولتی اپنی جگہ سے اٹھ کر بیٹھی۔۔۔

ایسی کی تیسی تمہاری میٹنگ کی۔۔۔تمہارے لیے میری بات کی اہمیت" ہونی چاہیے نا کہ آبان کی۔۔۔تم پر حق میں رکھتا ہوں۔۔میری ماننا تم پر لازم

ہے۔۔۔اگر آج تمہیں کچھ ہو جاتا تو۔۔۔فول گرل"۔۔۔اس نے ٹیبل پڑا شو پیس اٹھا کر فرش پر پھینکا تو اس کے ٹوٹنے کی زوردار آواز پر نینا ڈر کے مارے اچھل کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔۔

جس کا اندازِ جنون الگ ہی جوبن پر تھا۔۔۔کہ اس کے طیش میں ایک الگ ہی درد سا تھا۔۔۔کچھ عجیب سے سراسیمگی کیفیت میں مبتلا تھا وہ۔۔۔آج تک اس نے نینا پر جتنا بھی غصہ کیا تھا وہ سب مصنوعی ہوتا تھا۔۔۔وہ بس نینا پر رعب ڈال کر اسے اپنے ہونے کا احساس دلاتا تھا اپنے رشتے کے حوالے سے بتاتا تھا۔۔۔اور اکثر اوقات اسے زو معنی جملے کستا اس کے حواس مختل کر دیا کرتا تھا۔۔۔مگر آج وہ ایک ایسی آگ میں جل رہا تھا جس سے نینا شاہ انجان تھی۔۔۔کہ وہ کچھ بہت خاص کے چھن جانے کے خوف میں مبتلا تھا۔۔۔اور انجانے میں وہ کسی کی نظروں میں آ کر یارم شاہ کو وحشتوں میں مبتلا کر گئی تھی۔۔۔

کک کیا مطلب۔۔۔میں پہلے بھی تو جاتی ہوں۔۔۔۔تو آج اتنا غصہ کیوں کر رہے ہیں"۔۔نینا نے متحیر چہرے سے استفسار کیا۔۔۔۔

تو یارم نے سلگتی آنکھوں سے اسے دیکھا تھا۔۔۔کیونکہ نینا کے سوال جواب سے اسے سخت چڑ تھی۔۔۔وہ ایک بات سے منع کرنے کے بدلے ہزار سوال کھول کر رکھتی یارم شاہ کا میٹر گھما دیا کرتی تھی۔۔۔۔

کیونکہ تم میرے خلاف جا کر مجھے نیچا دیکھا کر میرے دشمنوں کی نظروں میں آ کر میری برداشت آخری حد تک آزما چکی ہو۔۔۔پر اب نہیں۔۔۔بہت دے لی تمہیں ڈھیل۔۔۔آج سے تم اس گھر سے قدم بھی باہر نہیں رکھو گی"۔۔۔۔وہ ہنوز ازلی انداز اپنائے انتہاؤں کو چھوتا دھاڑا تھا۔۔۔

آپ مجھے روک نہیں سکتے۔۔۔آپ کی دشمنی کے ڈر سے میں آفس نہیں "
چھوڑ سکتی "۔۔۔نینا کو اس کے بے بنیاد خود پر چلانے پر غصہ آیا تھا کہ جبھی وہ
تڑخ کر گویا ہوتی یارم شاہ کو مزید آگ بگولہ کر گئی تھی۔۔۔

مطلب تم نہیں مانو گی میری بات "؟۔۔۔وہ بجلی کی تیزی سے اس کے "
بے حدّ قریب پہنچتا نیچی آواز میں گرجا تھا۔۔۔تو نینا نے زور سے آنکھیں
میچیں۔۔۔

نہیں۔۔۔جب تک ہماری شادی نہیں ہوتی تب تک میں آپکی نہیں "
مانوں گی "۔۔۔وہ نفی میں سر ہلاتی مدھم آواز میں بولی یارم شاہ کے اندر لگی
آگ پر جلتی پر تیل کا کام کر گئی۔۔۔وہ جو اس وقت شدید غصے میں پنپتا خود
پر کنٹرول رکھے ہوئے تھا پر وہ تھی کہ اس کا وحشی بننے پر مجبور کر رہی تھی

۔۔۔

آج تک کسی کی ہمت نا ہوئی تھی اسے انکار کرنے کی۔۔۔اور آج اس کی بیوی بیوی اس کی بات کی نفی کرتی یارم شاہ کو سخت قدم اٹھانے پر مجبور کر گئی تھی ۔۔۔وہ جان گیا تھا کہ کیسے اسے قابو کرنا تھا۔۔۔ جبھی وہ ایک ہی جست میں اس کے گلے میں جھولتا دوپٹہ کھینچ کر دور اچھال گیا تھا تو نینا جو اس کے چیخنے چلانے کا سوچ رہی تھی یارم کے عمل پر لرز اٹھی۔۔۔۔کہ معاً آنکھیں کھول کر تعجب سے اسے دیکھا۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ یارم شاہ کی نگاہوں میں چھپے معنی سمجھ پاتی اور فرار کی راہ ڈھونڈتی کہ یارم شاہ سرعت سے اس کی نازک کمر میں ہاتھ ڈال کر جھٹکے سے اسے خود سے قریب کرتا اس کے لبوں پر قابض ہوتا نینا شاہ کو ہفت و اقلیم کی سیر کروا گیا تھا۔۔۔۔کہ وہ لچکیلی ڈالی کی مانند اس کی باہوں میں کھڑی سکتے کی کیفیت میں چلی گئی تھی۔۔۔یارم شاہ کا یہ عمل اسے دہلا کر رکھ گیا تھا۔۔۔وہ ایک بازو اس کی کمر کے گرد سختی سے لپیٹ کر پہلو پر مٹھی

بھرے جبکہ دوسرا ہاتھ اس کی گردن کے پیچھے گزار کر بالوں میں ڈال کر بال پونی سے آزاد کیے اس کے نازک پنکھڑیوں جیسے لبوں کو اپنے لبوں کی سخت گرفت میں لیے لمحہ بالمحہ پکڑ مضبوط کرتا نینا کی سانسیں سینے میں الجھا گیا تھا کہ وہ جو سکتے میں تھی سانس نا لینے پانے پر حواسوں میں لوٹتی اس کے ۔۔۔مگر کندھے پر ہاتھ کر رکھ پر زور مزاحمت کرتی خود سے دور کرنے لگی اس کی مزاحمت کے متضاد وہ اس کو مزید کھینچ کر سینے میں بھینچ کر اس کے لبوں پر دانتوں کا دباؤ بڑھا کر اس کو کپکپانے پر مجبور کر گیا تھا۔۔۔کہ وہ مزاحمت ترک کرتی اس کی شرٹ کو مٹھی میں دبوچے آنکھیں میچے اس کے سلگتے آنچ دیتے لبوں کے لمس پر بن جل مچھلی کی طرح تڑپ اٹھی تھی۔۔۔ جبکہ یارم شاہ بڑے دھڑلے سے اس کی سانسوں پر قابض اپنے اندر کی تشنگی مٹاتا وجود میں لگی آگ کو بجھانے میں مصروف اس کو مکمل بے بس کر گیا تھا ۔۔۔نینا شاہ کو اپنی باہوں میں یوں تڑپتا دیکھ کر اسے ایک الگ سرور ملا تھا کہ وہ اس سرور کے نشے میں ڈوبتا اسی طرح ساتھ لگائے بیڈ پر گرا تھا۔۔۔

اب حالت کچھ یوں تھی کہ سانسوں کی چاہ میں تڑپتی نینا نیچھے جبکہ اس کے اپر وہ کسی چٹان کی مانند چھایا اس کے لبوں کا جام پیتا اس کی روح میں اترتا جا رہا تھا

جبکہ اس کے اس عمل پر نینا پورے وجود سمیت پسینے میں نہائے حواس کھونے کے در پر تھی۔۔۔اس سے پہلے کہ وہ بیہوش ہوتی یارم شاہ اس کی لبوں کو آزادی بخش کر اس کے دونوں ہاتھ بیڈ سے لگائے اپنا وزن اس پر ڈالے چہرہ اس کی گردن میں چھپا گیا تھا۔۔۔

تو نینا اس کے وجود سے جڑی کھینچ کھینچ کر سانسیں بھرتی اپنا تنفس ہموار کرتی آنکھوں میں آنسوں لیے اسے اپنی گردن پر جھکا دیکھنے لگی۔۔۔

ابھی اس کی سانسیں معمول پر نا لوٹی تھیں کہ وہ پھر سے اس کی سانسوں سے کھیلتا نینا شاہ کو بھونچکا کر رکھ گیا تھا۔۔۔اپنی گردن پر جا بجا اس کے ہونٹوں کا سرسراتا لمس محسوس کر کے اس کی دھڑکنوں میں تلاطم برپا ہوا تھا۔۔۔

اور سانسیں پھر سے اکھڑتی نینا شاہ کے وجود سے تمام سکت ختم کر گئی تھی

۔۔۔کہ وہ یارم شاہ کے رحم و کرم پر پڑی آنسوں بہا رہی تھی۔۔۔

کچھ دیر بعد وہ اس کی سانسوں کو اعتدال میں آتا محسوس کر کے دور ہوا اور چہرہ اس کے چہرے نزدیک کیا کہ اس کی آنکھوں میں چھلکتے بے بہا غصے پر نینا شاہ دھک سے رہ گئی۔۔۔

اب بھی نہیں مانو گی میری بات"۔۔۔وہ بائیں ہاتھ میں اس کے دونوں" ہاتھ سر کے اپر قید کیے دائیں ہاتھ کے انگوٹھے سے اس کے نچلے لب کو مسلتا پر اسرار انداز میں گویا ہوا تھا تو اس کی اس ستم ظریفی پر نینا کے منہ سے ہلکی سے سسکاری نکلی۔۔۔

وہ شکوہ کناں نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی جس کی آنکھیں کسی بھی تاثر سے عاری سرد جمود سموئے ہوئے تھی۔۔۔

نہیں"۔۔۔اس کے منہ سے سرگوشی میں انکار نکلا یارم شاہ کو سخت ناگوار" گزرا تھا۔۔۔

تو تم میرا اور قرب چاہتی ہو۔۔۔ مطلب تم چاہتی ہو کہ یارم شاہ تم پر آج ہی "
تمام شدتیں وار دے "۔۔۔۔ وہ اس کی ہٹ دھرمی پر دانت پیستا بولا۔۔۔
آپ مجھے اس وقت انتہائی برے لگ رہے ہو "۔۔۔ وہ اس کی بات پر خفت "
اور غصے کی ملی جلی کیفیت میں بولی۔۔۔
تمہیں میں اچھا لگا ہی کب ہوں۔۔۔ اور آج کے بعد تو اور بھی برا لگنے "
لگوں گا "۔۔۔۔
وہ انگلی اس کی کن پٹی سے ٹریس کرتا گردن پر رو کتا ازلی انداز میں بولا تھا
۔۔۔
آپ مجھے مجبور کر رہے ہیں کہ میں یہ رشتہ ختم کر دوں "۔۔۔ وہ گہرا "
گھونٹ بھرتی اپنے تئیں دھمکی دے کر مقابل کی وحشتوں کو بڑھاوا دے گئ
تھی۔۔۔
کیا کہا۔۔۔ پھر سے کہنا "۔۔۔ وہ ایک بار پھر اس کی گردن اپنے آہنی ہاتھ "
میں دبوچ کر دھاڑا تھا۔۔۔

مم مجھے یہ رشتہ نہیں"۔۔۔اس سے پہلے کہ وہ جملہ مکمل کر پاتی یارم شاہ" اس کے لبوں پر جھکا شدت و جنون کے باعث اپنے دانت گاڑھ چکا تھا کہ وہ درد کی شدت سے تڑپ اٹھی۔۔۔

اب اگر یہ بکواس زبان پر لائی تو زبان کاٹ کر رکھ دوں گا۔۔۔ سلی گرل" "۔۔۔وہ اس کے زخمی لبوں کر دیکھ کر چلایا تھا تو اس نے زور سے آنکھیں میچیں۔۔۔

آج کے بعد اگر مجھ سے پوچھے بغیر اس گھر سے قدم باہر نکالا تو آئی سوئیر" نینا شاہ وہ تمہارا یا میرا آخری دن ہو گا اس گھر میں۔۔۔یا تم رہو گی یا پھر میں ۔۔۔۔گوٹ اٹ"۔۔۔۔

وہ شدت طیش کے عالم میں ٹیبل پر پڑا پانی کا جگ اٹھا کر دیوار پر مارتا چلایا اور ایک کاٹ دار نظر اس پر ڈالے کمرے سے باہر نکل گیا کہ اگر مزید کچھ دیر رکتا تو اپنا ناقابل برداشت نقصان کر بیٹھتا۔۔۔

یارم۔۔۔۔میں"۔۔۔"

یارم "۔۔۔۔"

یارم شاہ کو یوں جاتا دیکھ نینا کو الفاظ کی سنگینگی کا احساس ہوا تھا کہ وہ اسے پکارتی اٹھ کر اس کے پیچھے بھاگی مگر تب تک وہ دہلیز پار کر گیا تھا۔۔۔۔

کہ نینا شاہ اس سے راہیں جُدا کرنے کا کہہ کر اس کے دل پر کاری وار کرتی اسے بری طرح زخمی کر گئی تھی۔۔۔وہ سوچ بھی کیسے سکتی تھی وہ ایسے الفاظ زبان پر بھی کیسے لا سکتی تھی۔۔۔ مگر وہ ایسا کر چکی تھی۔۔۔

نینا شاہ بکھری ہوئی سی روتی وہیں فرش پر بیٹھتی چلی گئی تھی۔۔۔

کالی سیاہ ٹھنڈی رات پھن پھیلائے ہر شے پر سکوت طاری کیے ہوئے تھی ۔۔۔رات کے پہلے پہر کا آخری حصہ شروع ہو چکا تھا اور وہ ابھی تک اپنی نانی کے کمرے میں براجمان اس کے پاؤں دباتی ہلکی پھلکی باتوں میں مصروف

تھی۔۔۔آنکھوں میں عجیب سی اداسی تھی۔۔۔پر لبوں پر دل موہ لینے والی مسکراہٹ رقصاں تھیں۔۔۔۔

سبطین کے بارے نہیں بتایا تم نے۔۔۔اس کا کیا حال ہے"؟۔۔۔"

اس کی نانی نے جو کب سے اس سے باقاعدہ بارہ باری سب کا حال احوال دریافت کر چکی تھی ان میں صرف سبطین رہ گیا تھا جس کا روباب نے ذکر تک نا کیا تھا کہ بالا آخر نانی کو ہی پوچھنا پڑا۔۔۔۔

سبطین کے ذکر پر یکلخت اس کی دھڑکنوں نے لے بدلی تھی اور چہرہ متغیر ہوا تھا۔۔۔

تو اس کی ماموزاد کزن سونیا جو پاس ہی بیٹھی بھونے چنے کھا رہی تھی سبطین کے ذکر پر بغور اس کا چہرہ دیکھا تھا۔۔۔

جس کے چہرے پر شرمیلے تاثرات رقص کرتے تھے آج صرف بیزاری کا عنصر چھلک رہا تھا۔۔۔کہ وہ سر جھٹک کر رہ گئی۔۔۔۔

ٹھیک ہے وہ۔۔۔جب سے ار باز لالے آئے ہیں وہ بھی چھٹی آیا ہوا ہے""

۔۔۔۔روباب نے سرد لہجے میں کہا تو نانی نے آنکھیں کھول کر اسے

دیکھا۔۔۔۔جس کے چہرہ بے تاثر تھا۔۔۔

تو تم کیا چاہتی تھی کہ نا آتا چھٹی"۔۔۔نانی نے باریک بینی سے اس کے"

چہرے کے تاثرات کا جائزہ لیتے کہا۔۔

نن نہیں تو نانی جان میں ایسا کیوں چاہوں گی بھلا"۔۔۔روباب تو یکدم"

ہڑ بڑا ہی اٹھی تھی کہ نانی اور سونیا نے مسکراہٹ دبائی۔۔۔۔

تمہارے رویے سے لگا کہ تم اس کے آنے سے خوش نہیں ہو"۔۔۔۔نانی"

نے صاف گوئی سے کام لیا۔۔۔

ء نہیں نانی ایسی بات نہیں ہے"۔۔۔۔

تو مطلب تم خوش ہو"۔۔۔نانی نے نسبتاً تنگ کیا۔۔۔"

جی نہیں ہاں مطلب میں "۔۔۔روباب سے بات نا بن پائی۔۔۔"

بس میں کل ہی ابراہیم شاہ سے بات کرتی ہوں کہ طوبیٰ کے ساتھ تمہیں "
بھی رخصت کریں "۔۔۔نانی نے مسکراہٹ دبا کر سنجیدگی سے کہا۔۔۔

کیوں نانی جان "۔۔۔۔روباب سن کر اچھل پڑی۔۔۔"

ارے بیٹا جب نکاح ہو گیا ہے اور اب تو رخصتی کرنی ہے تو اس میں دیر "
کیسی "۔۔۔جہاندیدہ عورت فوراً سے معاملہ سمجھ گئی تھی کہ جبھی رخصتی کا
ذکر چھیڑ کر اپنے شک پر پختہ مہر لگانی چاہی۔۔۔

پلیز نانی آپ کوئی بات نہیں کریں گی۔۔۔مجھے نہیں کرنی ابھی شادی "
۔۔۔۔پلیز "۔۔۔روباب یکدم سے روہانسی ہوئی تھی۔۔۔تو نانی کو جس
بات کا ڈر تھا وہی ثابت ہوا تھا۔۔۔

اچھا چلو ٹھیک ہے جاؤ اب سو جاؤ تم دونوں "۔۔۔نانی نے اس کی رونی صورت دیکھ کر گویا بات ختم کی۔۔۔

ویسے میرے خیال میں رخصتی ہو جانی چاہیے "۔۔۔سونی بیڈ سے اٹھ کر چپل پہنتی اٹھلاتے گویا ہوئی تو روباب نے آنکھیں دیکھائیں۔۔۔

میرے خیال میں تمہیں آدھی رات اپنا منہ نہیں تڑوانا چاہیے "۔۔۔۔" روباب تڑخ کر گویا ہوئی۔۔۔

دیکھا دادی جان۔۔۔۔یہ کتنی خطرناک ہو گئی ہے اسے اب سبی لالہ ہی سنبھال سکتے ہیں "۔۔۔۔سونی نے اسے مزید چھیڑا۔۔۔

رکو پہلے میں تمہیں اپنے خطرناک کا مطلب بتاتی "۔۔۔"

روباب اس پر جھپٹی مگر وہ قہقہہ لگا کر دروازہ پار کر گئی۔۔۔

ٹھیک ہی تو کہتی ہے بچی "۔۔۔نانی نے اس کے سرخ چہرے کو دیکھ کر کہا"

۔۔۔

بس کریں نانی۔۔۔مجھے پچھتاوا ہو رہا یہاں آنا ہی نہیں چاہیے تھا"۔۔۔"
روباب بے دلی سے گویا ہوئی۔۔۔

ہاں ہاں میڈم اب دل کہاں لگے گا۔۔۔سیاں جو وہاں ہیں۔۔۔ویسے تم"
سبطین لالہ کے پاس رک جاتی ان کے جانے کے بعد آجاتی"۔۔۔۔
سونی نے دروازے سے سر نکال کر دانت نکوسے اسے مزید زچ کیا۔۔۔تو
روباب کا پارہ ہوئی ہوا۔۔۔
آج تو تمہاری خیر نہیں"۔۔۔وہ دانت کچکچا کر خطرناک تیور لیے اس کے"
پیچھے لپکی۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

رکو۔۔۔سونی کی بچی۔۔۔تمہیں بڑی تکلیف ہے اس جن کی"۔۔۔۔"
روباب اسے بھاگتا دیکھ غصے سے بولی۔۔۔۔

کیوں ناہو میرا جیجو ہے"۔۔۔سونی نے اسے دیکھ کر آنکھیں گھماتے کہا "

۔۔۔

کوئی جیجو نہیں ہے۔۔۔کوئی رشتہ نہیں میرا اس سے"۔۔۔۔روباب"

یکدم سے سنجیدہ ہوئی تھی۔۔۔کہ سونی کے چہرے پر کھلی مسکراہٹ معدوم

پڑی اور اسے دیکھا جس کا چہرہ خطرناک حد تک سرخ پڑ چکا تھا۔۔۔۔

سب کچھ جانتے بوجھتے مجھے تم سے یہ توقع نہیں تھی سونیا کہ تم اسی کا نام "

لے کر مجھے تنگ کرو گی جس کی نظر میں میری اوقات دو ٹکے کی بھی نہیں

"۔۔۔۔روباب سخت الفاظ میں برہم ہوئی۔۔۔

سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا روبی"۔۔۔اس کے چہرے پر دکھ کے تاثرات "

دیکھ کر سونیا نے مشفقانہ مزاج سے کہا۔۔۔

کچھ ٹھیک نہیں ہو گا۔۔۔ناٹھیک ہو سکتا ہے۔۔۔مجھے اس سے کوئی رشتہ "

نہیں رکھنا بس"۔۔۔روباب نے گہرا سانس بھر کر گویا اپنا مدعا بیان کیا۔۔۔

یہ تم غلط کر رہی ہو"۔۔۔اس کی بات پر سونیا نے حیرت سے دیکھ کر کہا"

۔۔۔

جو میرے ساتھ ہوا وہ"۔۔۔روباب نے دائیں ائیبرو اچکا کر استفسار کیا"

۔۔۔۔

تم لالہ کو پسند کرتی ہو"۔۔۔سونیا نے گویا اسے یاد دلایا تھا۔۔"

کرتی تھی۔۔مگر اب نہیں۔۔۔مجھے اس آدمی سے کوئی رشتہ نہیں رکھنا"

جس نے میری تزلیل کی ساری حدیں کروس کر دیں ہوں"۔۔۔روباب

نے سر جھٹک کر کہا۔۔۔

وہ دونوں اس وقت کوریڈور میں کمرے کے سامنے کھڑی جرح کر رہی تھیں

۔۔۔

وہ اب سب ٹھیک کرنا چاہتا ہے تم نے بتایا تو ہے مجھے"۔۔۔"

سونیا اسے قائل کرنا چاہا۔۔۔

سونی میرے دل میں اس کے لیے اب کوئی نرم گوشہ نہیں ہے۔۔۔میں اب اپنی عزت نفس کو نہیں روند سکتی۔۔۔بہتر ہے کہ یہ ٹاپک بند کر دو ۔۔۔۔میرا اس آدمی سے کوئی رشتہ نہیں ہے۔۔۔پہلے اس نے ختم کیا تھا اب میں نے کر دیا"۔۔۔

سونیا کو مسلسل اس کی طرف داری میں دیکھ روباب کا پارہ ہائی ہوا۔۔۔

یار باتوں سے رشتہ ختم نہیں ہوتا"۔۔۔سونیا نے اس کا طیش سے سرخ چہرہ دیکھ منمنا کر کہا۔۔۔

سہی کہا باتوں سے نہیں ہوتا میں گھر جا کر خود دادا سائیں سے کہوں گی کہ مجھے سبطین سے علیحدگی چاہیے"۔۔۔روباب نے اسے گھور کر آئندہ کا مطمع نظر بتایا۔۔۔

تم غصے میں ہو اس لیے کہہ رہی ہو۔۔۔ورنہ میں جانتی ہوں تم اب بھی" لالہ سے بہت پیار کرتی ہو۔۔۔ تم روم میں چلو میں کیچن سے پانی لے کر آتی ہوں"۔۔۔

سونیا نے اس کی بگڑتی حالت دیکھ کیچن کی جانب رخ کرنا مناسب سمجھا۔۔۔

ہاں مگر مجھے اس سے محبت نہیں ہے"۔۔۔روباب نے اس کی پشت گھور" کر قدرے زور سے کہا۔۔۔

بالکل میں جانتی ہوں تم لالہ پر جان دیتی ہو"۔۔۔مقابل بھی سونیا تھی" کہ زرا سا پلٹ کر آنکھ ونک کرتی بولتی روباب کو آگ لگا گئی۔۔۔

شٹ اپ"۔۔۔روباب غصے سے چیختی ٹھاہ کی آواز سے دروازے کے دونوں" پٹ وا کرتی کمرے میں داخل ہوئی۔۔۔

بد تمیز۔۔۔چڑیل۔۔۔مجھے نہیں ہے اس سے محبت۔۔۔نہیں ہے محبت"

"۔۔۔

وہ طیش سے بھری بنا یہاں وہاں دیکھے گلے میں جھولتا دوپٹہ کھینچ کر فرش پر پھینکتی خود کو گویا یقین دلا رہی تھی۔۔۔۔

اس بات سے انجان کے سامنے ہی کھڑکی کے پاس کوئی اطمینان سے کھڑا مگر سبز آنکھوں میں شعلے لیے دیوار سے پشت ٹکا کر دونوں بازوں سینے پر باندھے اسے ہی گھور رہا تھا۔۔۔۔

وہ گلابی سوٹ میں ملبوس دوپٹے سے بے نیاز سرخ ناک اور سرخ گال لیے آگ بگولہ سی آئینے کے سامنے جا کھڑی ہوئی تھی۔۔۔اس نے پشت پر بکھرے بال ہاتھوں میں لیے جیسے ہی جوڑا بنانا چاہا کہ نظر پیچھے نظر آتے عکس پر پڑی تو اپر کی سانس اپر اور نیچے کی نیچے رہ گئی اور آنکھیں ممکنہ حد تک پھیلیں۔۔۔

وہ سانس روکے آنکھیں پھاڑے سبطین کے غصے بھرے عکس کو دیکھ رہی تھی جو بلیک ہڈی میں ملبوس بنا پلک جھپکائے شرربار نگاھوں سے اسے دیکھتا ٹانگوں کا کروس بنائے کھڑا اس کی دل کی دُنیا تہہ و بالا کر گیا تھا۔۔۔

معاً وہ پلٹی تھی اور براہ راست اسے دیکھا۔۔۔وہ جو سمجھ رہی تھی کہ اس کا وہم ہے وہ دراصل حقیقت میں تھا۔۔۔اور اس کے چہرے کے پتھریلے تاثرات اس بات کی یقین دہانی کروا رہے تھے کہ سبطین شاہ اس کی سونیا سے ہوئی تمام گفتگو سن چکا تھا۔۔۔

اس کی موجودگی کا یقین ہوتے ہی روباب کے مختل حواس بحال ہوئے تھے ۔۔۔کہ اس نے بنا کسی توقف کے دروازے کی جانب دوڑ لگائی۔۔۔

مگر مقابل بھی چوکنا کھڑا تھا کہ بجلی کی تیزی سے اس کی جانب لپکا۔۔۔۔۔

اس سے پہلے کہ روباب کھلے دروازے سے قدم باہر رکھتی سبطین شاہ نے ایک ہی جست میں اسے جا گھیرا تھا اور ترت سے ایک ہاتھ اس کی کمر میں ڈال کر اپنی اوڑ کھینچا کہ وہ گھوم کر زور سے اس کے سینے سے ٹکرائی تھی۔۔۔

سبطین نے ماتھے پر بے شمار بل ڈال کر دروازہ کے پٹ بند کر کے بولٹ چڑھایا اور اتنی ہی تیزی سے اسے کندھوں سے تھام کر دروازے کے ساتھ پن کیا۔۔۔

دروازہ سے پشت ٹکرانے سے روباب کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکلی تھی ۔۔۔۔جبکہ بازوؤں میں مقابل کی انگلیاں دھنستی محسوس ہوتی تکلیف بڑھا گئی تھیں۔۔۔

معاً اس نے تکلیف کی شدت سے سر اٹھا کر تیز تیز سانسیں بھرتے خود پر چھائے سبطین شاہ کو دیکھا۔۔۔جس کی آنکھوں میں چھائی سرخی اور بھینچے جبڑوں نے اس خائف سا کر دیا تھا۔۔۔

ان لبوں سے کتنی بڑی گستاخی کر چکی ہو تم۔۔۔۔ تمہیں اندازا ہے"

"!۔۔۔۔وہ اس کے چہرے کے بے تحاشہ قریب اپنا چہرہ کرتا اپنے لب اس

کے لبوں سے ایک انچ کے فاصلے پر رکھے آنکھیں اس کی آنکھوں میں گاڑھے سرد ٹھٹھراتے انداز میں پھینکارا تھا۔۔۔تو اس قدر نزدیکی اور آتی جاتی گرم سانسوں کو اپنے چہرے پر محسوس کر کے روباب کی سانسیں سینے میں الجھنے لگیں تھیں۔۔۔جبکہ جان تو مقابل کے الفاظ سے نکلی تھی کہ وہ بہت ہی سادہ انداز میں اس سے استفسار کرتا اسے کو دہشت زدہ سا کر گیا تھا ۔۔۔روباب کا دل سکڑ کر سینے میں پھیلا تھا۔۔۔

یہ جان کر کہ وہ سونیا سی کی اس کی علحیدگی والی بات سن چکا تھا۔۔۔اور اب وہ نجانے اس کے ساتھ کیا کرنے والا تھا۔۔۔روباب کی آنکھیں تیزی سے بھیگنے لگیں تھیں جبکہ دل نے شدت سے دعا کی کہ سونیا آجائے۔۔۔جو کیچن میں پانی لینے گئی ابھی تک نا لوٹی تھی۔۔۔۔

جبکہ مقابل سبز جلتی آنکھیں اس پر گاڑھے اس کے تپے تپے سے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

اسے پہلے ہی اس پر بہت طیش چڑھا ہوا تھا جو کچھ دن پہلے اس کے رشتہ کو صفر اور نام کو پھندا کہہ چکی تھی اور مزید گستاخی وہ نانی کے گھر آ کر کر چکی تھی اس پر انتہا کہ وہ اپنی کزن کے سامنے رشتہ ختم کرنے کی بات کر کے سبطین کے اندر لاوا سا بھر گئی تھی۔۔۔

تمہارے لب بہت خوبصورت ہیں۔۔۔مجھے ان سے صرف پیار محبت کا" اظہار ہی اچھا لگتا ہے۔۔۔ان سے نکلی کوئی بھی ایسی بات جو ہمارے رشتے کے اختتام کا باعث ہو۔۔۔

میں قطعاً برداشت نہیں کروں گا۔۔۔اور یقین جانو مجھے گونگی بیوی زیادہ اچھی لگے گی"۔۔۔

ابھی تو پچھلا حساب باقی ہے مسز۔۔۔اور تم مزید گستاخی کر بیٹھی ہو"۔۔۔"

وہ اپنے سلگتے لبوں سے اس کے لرزتے لبوں کو ہلکا سا چھو کر سرگوشی میں پھنکارتا اس کے وجود میں برق رفتار سی بھر گیا تھا۔۔۔

کہ یکایک روباب نے گہرا گھونٹ بھر کر حلق تر کیا۔۔۔اور سہمی ہرنی کی مانند اسے دیکھا۔۔۔

آپ کی سوچ ہے کہ اب آپ مجھے پالیں گے۔۔۔آپ کی دسترس میں") آنے سے بہتر میں مرنا پسند کروں گی۔۔۔مجھے سے فاصلے پر رہیں اور اپنی انا کا پرچم بلند کرتے اسی سے عشق لڑائیں جس کی خاطر مجھے دھتکارا تھا۔۔۔اور اب یہ ڈھونگ مت رچائیں اور مجھے آزاد کریں جتنا جلدی ہو سکے۔۔۔مزید (آپ کے نام کا پھندا برداشت کرنے کی مجھ میں سکت نہیں ہے"۔۔۔۔

یہی کہا تھا نا۔۔۔۔ان لبوں سے۔۔۔کہ میرا نام تمہارے لیے پھندہ ہے" ؟"۔۔۔۔وہ اس کے الفاظ دہراتا اس کے لبوں پر انگشت شہادت پھیرتا سوالیہ گویا ہوا تھا۔۔۔تو روباب کو اس کے انداز تخاطب سے خوف محسوس

ہوا۔۔۔جیسے طوفان آنے سے پہلے سمندر پر سکون ہوتا ہے ویسے ہی سبطین شاہ کا پر سکون رویہ تھا جو کہ مقابل کو جھنجھوڑ کر رکھ گیا تھا۔۔۔

بولو"۔۔۔وہ نیچی آواز میں دھاڑا تھا کہ روباب کا تن من لرز اٹھا۔۔۔"

ہاں"۔۔۔تو روباب نے خود کو مضبوط کرتے گویا سر ہلایا اور اسے خود سے" دور ہٹانا چاہا۔۔۔

تو اس کی ہاں مقابل کے دل پر گویا گھونسہ برپا کر گئی تھی۔۔۔کہ اس نے اسے بازو سے کھینچ کر کمرے کر وسط میں لا کھڑا کیا۔۔۔

یہ پھندا تو تو تا عمر برداشت کرنا پڑے گا۔۔۔میرے جیتے جی اور میرے" مرنے کے بعد۔۔۔تمہیں میں اس قابل نہیں چھوڑوں گا کہ میرے بعد کوئی تمہیں چاہ سکے یا تم کسی کا خیال بھی لے آؤ"۔۔۔

تمہیں ڈھیل دی ہے اس کا ہر گز مطلب نہیں کہ تم طلاق اور علیحدگی کی" باتیں کرتی پھیرو۔۔۔تمہیں یہ حق دیا کس نے ہے کہ تم یہ الفاظ بھی زبان پر لے آؤ۔۔ڈیم اٹ"۔۔۔

جبکہ وہ پچھلی بار واضح اسے منع کر چکا تھا کہ یہ اب یہ رشتہ کبھی ختم نہیں ہو سکتا اور نا ہی اسے اس کی زبان سے بار بار اس کی تزلیل پسند ہے تو کیوں وہ جانتے بوجھتے سبطین شاہ کو زخم دینے پر تلی تھی۔۔۔۔

سبطین کا دل کر رہا تھا اسے دو لگائے۔۔۔۔جو آج کل بپھری شیرنی بنی ہوئی تھی۔۔۔۔

آپ نے مجھے مجبور کیا ہے۔۔۔۔جب آپ نے خود کہا تھا آپ کو مجھ سے " رشتہ نہیں رکھنا تو اب کیوں اتنا تڑپ رہے ہیں "۔۔۔روباب نے گلوگیر لہجے میں استفسار کیا۔۔۔۔

اس کا دل ٹوٹا تھا اور اس مغرور شہزادے نے توڑا تھا تو آج کیوں وہ اس رشتے کے متعلق سوال جواب کر رہا تھا۔۔۔۔

جب کہا تھا تب تو اثر نا ہوا۔۔۔اب سالوں بعد تمہیں جا کر یاد آیا"

ہے"۔۔۔وہ سرعت سے اس کے پاس پہنچ کر اس کا جبڑا دبوچ کر کٹیلے انداز میں گویا ہوا تھا۔۔۔

جی مجھے لگا کہ اب ہم ساتھ نہیں چل سکتے میں زبردستی آپ کے سر پر" مسلط نہیں رہ سکتی۔۔۔آپ اپنی مرضی سے شادی کر لیں"۔۔۔روباب نے ماضی کو یاد کرتے شدید دکھ سے کہا۔۔۔

دوسری شادی بھی کر لوں گا مگر تمہیں کسی اور کے لیے نہیں چھوڑ سکتا تم" صرف سبطین شاہ کے لیے بنی ہو۔۔۔تمہاری سانسوں پر،اس وجود پر،اس روح پر صرف میرا حق ہے۔۔۔۔میں تمہیں چھوڑ نہیں سکتا اور نا یہ ممکن ہے۔۔۔۔تو تم جان بوجھ کر ایک ہی غلطی دہرا کر مجھے مجبور کر چکی ہو کہ اب میں تمہیں احساس دلاؤں اس رشتے کا اس کی گہرائیوں کا"۔۔۔وہ سرعت سے اسے گود میں بھر کر بیڈ کی جانب بڑھا تھا تو روباب کا دل پسلیوں سے سر پٹختا باہر آنے کو مچلنے لگا۔۔۔جبکہ ہاتھ پاؤں میں پسینہ پھوٹ آیا۔۔۔۔

اس نے ملتجی نگاہوں سے اسے دیکھا تھا۔۔۔جس کے تیور انتہائی سخت تھے

۔۔۔۔

پلیز۔۔۔آپ ایسا نہیں کر سکتے "۔۔۔۔روباب نے اس کی شرٹ کو مٹھی "

میں دوبوچے کہا۔۔۔

میں سب کر سکتا ہوں۔۔۔۔۔میرے پاس تمام اختیار ہیں۔۔۔۔پچھلی بار "

تمہیں چھوڑ دیا مگر اب نہیں۔۔۔اب تم ہمارے درمیان اس رشتے سے

واقف ہو گی۔۔آج تم جانو گی کہ سبطین شاہ تم پر تم سے بھی زیادہ حق رکھتا

ہے "۔۔۔

وہ اسے بیڈ پر لیٹا کر گھنے سائے کی مانند اس پر چھا گیا تھا تو اس کے ارادے دیکھ

کر روباب کی حالت غیر ہونے لگی۔۔۔۔

معاً دروازے پر دستک ہوئی تھی۔۔۔

روبی۔۔۔۔دروازہ کھولو۔۔۔میں فرائز بنا رہی تھی دیر ہو گئی "۔۔۔"

باہر سے سونیا کی آواز ابھری۔۔۔تو روباب نے چمکتی آنکھوں سے دروازے کی سمت دیکھا۔۔۔۔

سبطین شاہ اس کی آنکھوں کی چمک دیکھ نچلا لب دانتوں تلے دبا کر تھوڑا دور ہوا اور اس کو سمجھنے کا موقع دیے بغیر اپنے وجود سے شرٹ اتار کر دور اچھال چکا تھا۔۔۔

روباب جو سمجھ رہی تھی کہ وہ جا رہا ہے مگر اس کو شرٹ کے بغیر دیکھ اس کے چودہ طبق روشن ہو گئے تھے۔۔۔۔

یار کھولو بھی"۔۔۔۔سونیا کی آواز پھر سے آئی تھی۔۔اس سے پہلے کہ " روباب جواب دیتی سبطین شاہ اس کی سانسوں پر قابض ہوتا اسے مکمل اپنی دسترس میں قید کر گیا تھا۔۔۔۔

روباب۔۔۔سو گئی ہو کیا"۔۔۔۔سونی نے ایک دو بار دروازہ مزید بجایا"

۔۔۔۔۔

جبکہ کمرے میں روباب اس کی قید میں سانسوں کے لیے تڑپ اٹھی تھی ۔۔۔وہ لمحہ بالمحہ اس پر گرفت سخت کرتا اسے اپنے جنوں کی رمزوں سے واقف کرواتا روباب کو ادھ موا کر گیا تھا۔۔۔وہ سونیا کو آواز دینا چاہتی تھی مگر بے سود۔۔۔ سبطین نے اسے موقع نا دیا تھا۔۔۔

کچھ سیکنڈ انتظار کے بعد سونیا کے قدموں کی آواز دروازے سے دور جاتی سنائی دی تھی۔۔۔تو سبطین نے اس کے لبوں کو آزادی بخش کر گردن میں چہرہ چھپایا۔۔۔۔

اس کے رہائی دیتے ہی روباب زور زور سے کھانس کر اپنی بکھری سانسیں ہموار کرتی نڈھال سی آنکھیں موند گئی۔۔۔جبکہ وجود پسینے سے شرابور ہو گیا تھا۔۔۔

آج میں تمہیں پانا چاہتا ہوں۔۔۔روباب شاہ آج تم میری دسترس میں "
مجھ پر مرو گی "۔۔۔۔وہ اس کی گردن پر بیئر ڈر گڑتا گھمبیر تاگسر گوشی میں بولا
تو روباب کا وجود کپکپا اٹھا۔۔۔
ننن نہیں۔۔۔۔دور ہوں "۔۔۔۔وہ بھیگی آواز میں بولتی اس کے "
کندھوں پر ہاتھ رکھ کر اسے خود سے دور کرنا چاہا۔۔۔۔
تو سبطین نے اس کی گردن سے سر نکال کر خمار میں ڈوبی سرخ آنکھوں سے
اسے دیکھا۔۔۔۔جس کا تنفس ہنوز بکھرا ہوا تھا۔۔۔۔
آج تمام فاصلے ختم ہوں گے اور تم میری شدتوں کو سہو گی۔۔۔دور جانے "
کے بات مت کرنا۔۔۔ورنہ میرے عمل میں وحشی پن تم برداشت نہیں کر
سکو گی "۔۔۔۔
وہ اس کی گردن پر بنے ان مولز پر انگلی ٹریس کرتا اس کے کندھے تک لے
گیا تھا اور بڑے استحقاق سے شولڈر سے شرٹ کھسکائی تو روباب نے تڑپ کر
اس کا ہاتھ تھاما تھا۔۔۔۔

آج کوئی التجا نہیں مسز۔۔۔میں نے تمہیں وارن کیا تھا۔۔۔کہ اس رشتے" کو ختم کرنے کے متعلق سوچنا بھی مت۔۔۔اور تم مجھ سے علیحدگی اختیار کرنے کے لیے دادا سائیں سے بات کرنے کا سوچ رہی ہو۔۔۔جبکہ جانتی ہو کہ میرے نام سے آزادی ناممکن ہے"۔۔۔۔

وہ اس کے دونوں ہاتھوں کو بیڈ سے لگاتا اس کے شانے پر جھکا تھا اور سلگتے لب اس کے شانے پر رکھے تو اس آنچ دیتے لمس پر روباب نے زور سے آنکھیں میچیں تھیں جو اس کے وجود میں انوکھی حرارت بھر گیا تھا۔۔۔۔

سبطین"۔۔۔۔اس کے منہ سے سرگوشی میں اس کا نام نکلا تھا۔۔۔"

اششش۔۔۔آج تم محسوس کرو گی مجھے اور ہمارے اس رشتے کو۔۔۔۔"

آج کوئی مزاحمت کوئی انکار نہیں"۔۔۔۔

وہ اس کے لبوں پر انگلی رکھتا ہاتھ بڑھا کر کمرے میں جلتی روشنی بجھا گیا تھا

۔۔۔

اپنے وجود سے لباس سرکتا محسوس کر کے روباب ہول اٹھی تھی۔۔۔

جان تو تب نکلی جب سبطین کے لب دل کے مقام پر محسوس ہوئے۔۔۔اور ہاتھوں کو پہلو پر لپٹا محسوس کیا تھا۔۔۔تو روباب شاہ کی آنکھوں سے سے آنسوں ٹوٹ کر گالوں پے بہے نکلے۔۔۔

سبطین پلیز ابھی ہماری رخصتی نہیں ہوئی رک جائیں"۔۔۔اس کے" دست ولب کی گستاخیوں پر وہ احتجاجاً گویا ہوئی تھی سبطین شاہ جو جزبات میں ڈوبا آج ہر حد پار کرے والا تھا سر اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔

نائٹ بلب کی مدھم روشنی میں وہ۔اس کے چہرے پر چھائی سراسیمگی دیکھ کر لب بھینچ گیا۔۔۔

وہ آج ہر حال میں اس کو اپنا بنانا چاہتا تھا اس کو اپنی شدتوں سے واقف کروانا چاہتا تھا۔۔ مگر وہ رخصتی کو جواز بنا کر اس کے بہکے جزبات پر بندھ باندھ گئی تھی۔۔۔

آج سے ٹھیک ایک ہفتے بعد تمہارا یہ جواز بھی ختم ہو جائے گا۔۔۔اور اس دن تمہارے پاس مجھے روکنے کا کوئی توسط نا ہو گا۔۔۔اگر آج میں رک رہا ہوں تو ہفتے بعد مجھ سے کسی بھی قسم کی رعایت کی امید مت رکھنا۔۔۔میں تمہاری جانب سے رتی برابر بھی مزاحمت برداشت نہیں کروں گا۔۔یہ بات اپنے دماغ میں فٹ کر لو"۔۔۔۔

وہ اس کی ٹھوڑی پر بائٹ کرتا سرد انداز میں گویا ہوا تھا۔۔۔

مم مطلب"۔۔۔۔تو اس کی بات پر روباب نے حیرت سے اسے دیکھا"

۔۔۔

مطلب ایک ہفتے بعد تم میری دلہن بن کر میری دسترس میں" ہو گی۔۔۔اور میں تم سے سود سمیت تمام حق وصول کروں گا۔۔۔اب سو جاؤ ورنہ میں خود کو تم میں شامل ہونے سے روک نہیں پاؤں گا"۔۔۔۔

سبطین نے اس کی پھیلیں آنکھوں میں جھانک کر سرگوشی کرتے اس کی ناک کو لبوں سے چھوا اور پھر ہاتھ بڑھا کر اس کی گردن کی مخصوص رگ دبا دی کہ پل میں ہی وہ ہوش و خرد سے بیگانہ ہو گئی۔۔۔

سبطین شاہ نے نائٹ بلب کی مدھم روشنی میں اس کا خوبصورت چہرہ دیکھا تھا ۔۔۔جو سوتے ہوئے کوئی معصوم بچی لگتی تھی اور جاگتے وقت شیرنی بنی پھرتی تھی۔۔۔اس نے ایک شدت بھرا لمس اس کی پیشانی پر چھوڑا اور پھر کھینچ کر مزید خود کے قریب کرتے باہوں میں بھر کر اسے اپنے سینے میں بھینچا تھا اور اس کے بکھرے بالوں میں چہرہ چھپا کر آنکھیں موند گیا۔۔۔

وہ جو شاہ کی آنچ دیتی قربت، لو دیتی نگاہوں اور فشار خون بڑھا دینے والی زو معنی باتوں سے اور اس کی پر اثر موجودگی سے گھبرا کر اپنے پرانے کمرے

میں آگئی تھی۔۔۔اس کی ہمت ہی نابندھ پائی تھی کہ وہ شاہ کے روبرو ہوتی ۔۔۔اور وہ بھی فرصت کے لمحات میں۔۔۔یہ فرصت کے لمحات ہی تو تھے کہ وہ جو آج خاصاً خاص وقت سے پہلے گھر پر موجود تھا۔۔۔ورنہ اس کے پاس اتنے کام تھے کہ سب اس کے گھر آنے کی دعائیں کرتے ہی نظر آتے تھے۔۔۔جب سے رخصتی ہوئی تھی وہ گنتی کے چند گھنٹے ہی حویلی رکا تھا۔۔۔ تو حور کو بھی کچھ ڈھارس ملی تھی۔۔۔مگر ان چند گھنٹوں میں بھی وہ حور کو اپنے جنون سے واقف کروا گیا تھا کہ وہ اب اس کی قربت میں جانے سے کپکپا اٹھتی تھی۔۔۔اور شاہ کی موجودگی اور پھر میسج نے اس کے اندر برف سی بھر دی تھی کہ اس کا تن من سرد سا پڑتا اس پر باقاعدہ لرزاطاری کر گیا تھا۔۔۔

معاً اپنے کمرے میں آنے کے بعد بھی اس کی دھڑکنوں کا رقص ہنوز برقرار رہا تھا۔۔۔وہ دل کہ حالت سے گھبراتی بے چین سی بیڈ پر لیٹ گئی۔۔۔مگر نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔۔۔اس کے عشق کی تڑپ نے اسے بھی

پل بھر کے لیے سکون نا لینے دیا تھا۔۔۔کہ وہ کروٹیں بدلتی لب کچلتی رہ گئی ۔۔۔ کبھی دل کرتا کہ جائے مگر پھر اس کی شدتیں یاد کر کے چہرہ تکیے میں چھپا کر دھڑکنیں شمار کرنے لگ جاتی۔۔۔مقابل کی چاہت نے اس کے قرار بھی لوٹ لیے تھے کہ وہ ساری رات ہی جاگتی بے سکون رہی تھی۔۔۔۔

اگر وہاں شاہ بے چین تھا تو ادھر حور بھی ناسو پائی تھی۔۔۔۔ صبح کی اذان سے چند منٹ پہلے ہی وہ بیڈ سے اٹھی۔۔۔ارادہ اپنے اور شاہ کے کمرے میں جانے کا تھا کہ اذان کے وقت اس کی ماں دادی سب جاگ جاتی تھیں اور کسی نے اس کو اس کمرے میں دیکھ لیا تو باقی کچھ کہیں نا کہیں آصفہ شاہ نے اسے بہت ڈانٹنا تھا ہو سکتا ہے اسے تھپڑ بھی پڑتے۔۔۔یا وہ کوئی انتہائی قدم اٹھانے پر مجبور ہو جاتی کہ اسے شاہ کے ساتھ کہیں بھیج دیتی اور حور اپنے اور شاہ کے سرد تعلقات سے کسی کو بھی آگاہ کرنے کی متمنی نا تھی۔۔۔

جبھی دھک دھک کرتے دل سے اٹھی تھی۔۔۔لیمن کلر کے سوٹ پر اورنج دوپٹہ شانوں پر پھیلائے بالوں کو جوڑے میں قید کیے جس میں سے چند آوارہ

لٹیں اس کے چہرے کے گرد جھولتی اس کے حسن میں چار چاند لگا رہی تھی شہد رنگ بڑی بڑی خوبصورت آنکھوں میں رت جگے کی سرخی لیے وہ بکھری الجھی ہوئی قیامت خیز سراپا کی حامل انگلیاں چٹخاتی خود کی حالت پر دھیان دیے بغیر کمرے سے باہر نکلی اور کوریڈور میں دائیں بائیں دیکھتی چھوٹے چھوٹے احتیاط سے قدم اٹھاتی اس کمرے کی جانب بڑھی تھی۔۔۔

۔۔۔

حور لب دانتوں تلے دبائے دھیرے سے اندر بڑھی تھی اور انہیں قدموں پر گھوم کر دروازہ لاک کیا۔۔۔ مگر جیسے ہی پلٹی نائٹ بلب کی مدھم روشنی میں پورے کمرے میں پھیلے سیگریٹ کے مرغولوں نے اسے چکرانے پر مجبور کر دیا تھا کہ بے ساختہ اس نے دوپٹے کا پلو ناک پر رکھ کر سگریٹ کی سمیل کو روکا۔۔۔

معاً کمرے میں جگہ جگہ رقص کرتے یہ مرغولے مقابل کے ساری رات سیگریٹ سے دل جلانے کا پتا دیتے حور کو اپنی غلطی پر نادم ہونے پر مجبور کر گئے تھے۔۔۔ کہ لمحے میں وہ کثرت سے ہوئی سیگریٹ نوشی کی وجہ جان کر ہول اٹھی تھی اس نے دائیں ہاتھ سے جھٹک کر دھواں دور کیا اور مضطرب نگاہیں بیڈ کی جانب بڑھائیں مگر بیڈ خالی دیکھ کر اس نے بیڈ کے بائیں جانب دیکھا۔۔۔ تو مقابل سیٹنگ ایریا میں پڑی راکنگ چیئر پر بڑی شان سے

براجمان ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے سیگریٹ کے کش لیتا گہری سیاہ آنکھوں میں سرخی لیے دلچسپ نگاہوں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔

تو مقابل کو خود کی جانب تکتا پا کر حور پزل سی ہوئی تھی کہ اس کی نظروں کی تپش کا اثر تھا جبھی اس کے ہاتھ سے دوپٹے کا پلو چھوٹ گیا تھا۔۔۔ مقابل کی آنکھوں سے بیک وقت چھلکتے غصہ، تکلیف، شکوہ، اور بے پناہ محبت سے اس کی پلکیں لرز اٹھی تھیں کہ یکایک اس نے مقابل کی آنچ دیتی نگاھوں کو تاب نالاتے نظریں پھیریں تو اس کے ہاتھ میں دبی سیگریٹ سے ہوتی ٹیبل پر سجی ایش ٹرے پر پڑی تو دل دھک سے رہ گیا۔۔۔ جو راکھ سے بھری ہوئی تھی۔۔۔۔ حور مجوب سی وہیں کھڑی انگلیاں مروڑتی سر جھکا گئی۔۔۔۔

جبکہ شاہ کی نگاہیں تو اس کے چہرے پر جم سی گئی تھی۔۔۔ جو رف سے حلیے میں اسے ٹف ٹائم دے گئی تھی۔۔۔۔ کہ وہ جو ساری رات تڑپتا رہا تھا جسے سکون کا پل بھی میسر نا آیا تھا اب گویا اسے کے جلتے دل پر ٹھنڈی پھوار پڑی

تھی۔۔۔یہ صورت یہ وجود اس کی خوشبو یہ لڑکی گویا اس کا نشہ بن گئی تھی ۔۔۔جسے نا دیکھتا تو پاگل ہونے لگتا اور دیکھ لیتا تو بہکنے لگتا تھا۔۔۔

وہ یک ٹک اس کی گھنی مژگان کو دیکھ رہا تھا جو عارضوں پر بچھی ہوئی تھیں ۔۔۔نگاہیں بہکتی ہوئی اس کے یاقوتی کٹاؤ دار لبوں پر آن ٹھہری تھیں۔۔۔ جو سختی سے آپس میں پیوست شاہ کی دھڑکنوں میں طلاطم برپا کر گئے تھے ۔۔۔معاً وہ اپنی جگہ سے اٹھا تھا اور مضبوط چال چلتا اس کی جانب بڑھا۔۔۔ حور جو پریشان سی کھڑی فرش کو گھور رہی تھی کہ مقابل کے بڑھتے قدم اپنی جانب دیکھ کر اس کے حواس مختل ہونے لگے۔۔۔۔بے ساختہ اس نے سر اٹھا کر آنکھیں پھاڑے خود سے چار قدم کی دوری پر آتے ارباز عالم شاہ کو دیکھا تھا۔۔۔جو بلیک شلوار قمیض میں ملبوس، کف کہنیوں تک فولڈ کیے ایک ہاتھ کی انگلیوں میں سگریٹ تھامے اور دوسرے سے ماتھے پر بکھرے بال درست کرتا، آنکھوں میں خطرناک حد تک سرخی لیے اضطرابی کیفیت

میں مبتلا اس کی جانب آتا حور کی دھڑکنوں کو بری طرح منتشر کر گیا تھا

۔۔۔کہ ترت سے اس نے فاصلہ بڑھانے کو دو قدم پیچھے لیے تھے۔۔۔

مگر مقابل کو اس کا فاصلہ بڑھانا سخت ناگوار گزرا تھا کہ وہ ماتھے پر بے شمار بل

ڈالے ایک ہی جست میں اس کے انتہائی قریب پہنچ کر اس کی کمر میں ہاتھ

ڈال کر خود کے بے انتہا نزدیک کر گیا تھا تو اس اچانک ہوئی کاروائی پر حور نے

تعجب سے دیکھا تو بدلے میں وہ منہ میں قید دھواں اس کے چہرے پر چھوڑ گیا

۔۔۔وہ جو پہلے ہی سگریٹ کی مہک اور دھوئیں کی وجہ سے بمشکل کھانسی

روکے کھڑی تھی۔۔۔کہ شاہ کے اس عمل پر اسے یکدم کھانسی کا دورہ پڑا تھا

۔۔۔تو شاہ نے متحیر نگاہوں سے اسے دیکھا تھا۔۔۔

جو شدت سے کھانستی اس کا شانہ مضبوطی سے تھام کر سینے پر سر ٹکا گئی۔۔۔

تو اس کی بگڑتی حالت دیکھ شاہ نے انگلیوں میں دبی آدھی سگریٹ کے

ٹکڑے کو دیکھا اور پھر حور کو تو اس کو خود کے عمل پر ہلکا سا پچھتاوا ہوا جبھی

لب بھینچ کر سیگریٹ زمین پر پھینک کر اسے بھاری بوٹ سے مسلا تھا اور حور

کے گرد حصار باندھ کر اس کے سر پر ٹھوڑی ٹکا کر اس کی کمر پر ہاتھ پھیرتا اسے پر سکون کرنے لگا۔۔۔۔

حور پشت پر اس کے ہاتھوں کو سرکتا محسوس کر کے اس میں مزید سمٹی تھی ۔۔۔اور شاہ نے شدت سے اسے سینے میں بھینچ کر اپنے باغی دل کو گویا سکون پہنچایا تھا۔۔۔وجود میں جیسے جان سی بھر گئی تھی۔۔۔ساری اضطراری جاتی رہی تھی۔۔۔تمام بے چینی و بیکلی ختم ہوئی تھی۔۔۔کہ اس کی باہوں میں کھڑی یہ لڑکی اس کا سکون تھی۔۔۔وہ جو ساری رات انگاروں پر لوٹتا رہا تھا اس کے قرب میں راحت کی انتہا ہوئی تھی۔۔۔۔

آئی ایم سوری اگر آپ وقت پر آتی تو اس کی جگہ آپ ہوتیں"۔۔۔شاہ" نے زو معنی گھمبیر تاسر گوشی کی تو اس کے سینے سے لگی کھڑی حور کو زور کا اچھو لگا کہ وہ باقاعدہ لرزنے لگی اور سانسیں اس کی زو معنی بات پر اکھڑنے لگیں تھیں تو شاہ اس کی حالت کی پیش نظر اسے اپنے حصار میں بیڈ کی جانب

آیا۔۔۔وہ جس نے آج تک کسی سے سوری نا کی تھی وہ مضبوط مرد اپنی چھوٹی سی بیوی کے آگے جھک گیا تھا۔۔اس کے ہر ہر عمل ہر ہر گفتگو اور ہر ہر انداز سے عشق جھلکتا تھا۔۔۔۔اتنا عشق تھا کہ عشق کی انتہا تھی جس کا تصور بھی حور کے لیے نا ممکن تھا۔۔۔

اس نے کسی نازک آبگینے کی طرح اسے کنگ سائز بیڈ پر بیٹھایا تھا اور سائیڈ ٹیبل پر پڑا ریموٹ اٹھا کر بٹن پریس کیا تھا کہ تمام کرٹن ونڈوز سے سرکتے چلے گئے اور اتنی ہی تیزی دھواں غائب ہوا تھا دھواں نکلتے ہی تمام کرٹنز پھر سے جڑ گئے تھے۔۔۔تو شاہ روم ریفریجریٹر کی جانب بڑھا تھا۔۔۔وہ گلاس میں پانی انڈیل کر اس کی جانب آیا جو کھانس کھانس کر سرخ ہو چکی تھی۔۔۔ شاہ نے اپنے ہاتھوں سے اسے پانی پلایا تو حور نے اسے دیکھے بنا گھٹا گھٹ پانی پی کر اپنے خشک حلق کو تر کیا۔۔۔آدھا گلاس پانی پی کر حور نے نفی میں سر ہلایا تو شاہ نے گلاس سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر اسے شانوں سے تھام کر بیڈ کراؤن سے لگایا اور دائیں بائیں ہاتھ رکھے ہلکا سا اس پر جھک آیا۔۔۔تو اس کو خود پر

جھکا دیکھ حور نے حرت سے اسے دیکھا اس کے کلون اور سگریٹ کی ملی جلی خوشبو نے اس کے گرد ایک حصار سا قائم کر دیا تھا۔۔۔

شاہ کی گہری نظروں سے چھلکتے پیغامات پر دل نے پسلیوں سے سر پٹخنا شرع کر دیا اور وجود میں سرد لہر سی سرائیت کر گئیں۔۔۔ نظروں کے اس تصادم پر اس نے نگاہیں چرائیں۔۔۔۔ تو شاہ نے اس کی پیشانی پر لب رکھے اور اس کے کان کے قریب جھکا تھا۔۔۔اس کے لبوں کے دہکتے لمس اور کان پر گرم سانسیں محسوس کر کے حور کی سانسیں پھولنے لگیں تھیں۔۔۔

آج کے بعد ایسا مت کیجیے گا۔۔۔مجھے میری موجودگی میں آپ ہمیشہ اپنے" آس پاس چاہیں۔۔۔آپ کی زرا سی دوری اب برداشت نہیں۔۔۔میرا ضبط آزمانہ چھوڑ دیں۔۔۔ورگرنہ آپ کو شکایت کرنے کا حق میسر نا ہو گا"

شاہ نے بھاری دلفریب انداز میں سرگوشی کرتے اس کی کان کی لو کو لبوں میں دبایا تو حور کے منہ سے سسکی سی نکلی تھی۔۔۔وہ باخوبی اس کی بات سمجھ گئی تھی کہ شاہ واضح طور پر اسے آگاہ کر گیا تھا معاً اب وہ اس کی ذرا سی دوری افورڈ نہیں کر سکتا تھا۔۔۔اور وہ تھی کہ اس کے بلانے کے باوجود بہت دیر سے آئی تھی۔۔۔۔

وہ تھوڑا دور ہوا اور اس کے دلکش چہرے کو دیکھا جو نگاہیں جھکائے ہوئے تھی۔۔

اس کے چہرے کے گرد جھولتی لٹیں شاہ کو اپنی رقیب لگیں تھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر انہیں کان کے پیچھے اڑیسہ تھا۔۔۔شاہ کا حدت بھرے لمس پر حور نے پلکوں کی چلمن اٹھا کر اسے دیکھا پر نظریں مقابل کے گریبان سے ہو کر واپس عارضوں پر بچھ گئیں تھیں۔۔۔۔

مم مجھے نن نیند آگئی تھی"۔۔۔۔حور اس کی اس قدر نزدیکی پر بے ربطگی" سے بولی تھی۔۔۔

توشاہ نے اس کی ٹھوڑی کے نیچے انگلی رکھ کر نہایت نرمی سے اس کا چہرہ اپنے روبرو کیا تھا۔۔۔تو حور نے گھنی مژگان کی جھالر اٹھا کر سب کی بار براہ راست اس کی آنکھوں میں دیکھا۔۔۔۔

آپ سوئیں ہیں تو یہ آنکھیں کیوں رت جگے کی چغلی کھا رہی ہیں۔۔۔۔" یقین جانیں اب آپ کی نیندیں اور سکون میری قربت کے ہی طلبگار ہیں ۔۔۔تو یہ دور رہنے والی اذیتیں دینا اور لینا چھوڑ دیں"۔۔۔۔

شاہ نے مخمور لہجے میں مدھم سرور بخش سرگوشی کرتے باری باری اس کی دونوں آنکھوں کو چھوا تھا تو اس کے سینے میں جزبات انگڑائی لے کر بیدار ہو چکے تھے کہ جبھی وہ دل کو ہاتھوں مجبور ہو کر اس کے چہرے پر جا بجا محبت کی مہر ثبت کرتا حور کی سانسیں سینے میں الجھا گیا تھا۔۔۔۔

توحور نے تڑپ کر اس کی شرٹ کر مٹھی میں دبوچا۔۔۔اس کا لمس اس کے اندر ایسی حدت بھر دیتا تھا کہ حور کا رواں رواں دہک اٹھتا تھا۔۔۔

پیچھے ہوں پلیز"۔۔۔اپنے چہرے پر جابجا اس کے لبوں کا آنچ دیتا لمس محسوس کر کے حور نڈھال سی بولی تو بدلے میں اس نے جھٹکے سے اپنے قریب کھینچا تھا کہ حور کے جوڑے میں مقید بال پشت پر لہرا کر دائیں بائیں شانوں پر بکھر گئے تھے۔۔۔تو شاہ نے اس کی کمر کے گرد حصار مضبوط کرتے اس کی گردن میں چہرہ چھپایا تھا۔۔۔

اب یہ ناممکن ہے۔۔۔آپ میری سانسیں لے لیں مگر مجھے اپنے وجود" سے اس خوشبو سے دور نہیں کر سکتی۔۔۔لحاظہ مجھ سے چھپنا کترانہ ترک کر دیں"۔۔۔وہ اس کی گردن پر بئیر ڈر گڑتا مخمور آواز میں بولا تھا۔۔۔

تو گردن پر سرسراتے اس کے لبوں کا لمس اور داڑھی کی چھبن محسوس کر کے حور کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی تھی۔۔۔

بہت برے ہیں آپ"۔۔۔اس کو رکتے نا دیکھ حور روہانسی آواز میں بولی تو"

شاہ نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔حور کا چہرہ سرخ قندھاری ہو گیا تھا اور آنکھوں میں نمی تیر رہی تھی۔۔۔شاہ کو ٹوٹ کر اس کے پیار آیا تھا دل کیا کہ سارے پردے سارے لحاظ سارے ڈر بلائے طاق رکھ کر اسے خود میں سمو لے مگر مقابل کہ نازک مزاجی آڑے آگئی تھی۔۔۔۔

آپکی سوچ سے بھی زیادہ"۔۔۔شاہ نے سنجیدگی سے کہتے اپنی بکھری" ہوئی سی بیوی کو دیکھا اور پھر تنگ کرنے کا ارادہ ترک کیے ڈریسنگ کی جانب بڑھا تو حور نے اس کے ہٹتے ہی لپک کر کمفرٹ اٹھا کر سر تک تانا تھا اور کمبل کے اندر اپنی چڑھیں سانسیں بحال کرنے لگی۔۔۔

شاہ نے ایک نظر اسے آئینے میں دیکھا اس کی احتیاطی تدابیر دیکھ کر اس نے نچلے لب کا کونہ دانتوں تلے دبا کر مسکراہٹ روکی اور گھڑی ڈریسنگ ٹیبل پر رکھ کر دیوار گیر الماری سے شرٹ اور ٹراوزر لے کر واشروم بند ہو گیا۔۔۔

تقریباً دس منٹ بعد وہ بلیک ٹراوزر شرٹ میں ملبوس گیلے بالوں میں دونوں ہاتھوں سے کنگھی کرتا فریش سا باہر آیا تھا تو نظر اس پر گئی جواب بیڈ کے کنارے پر پڑی خود کو کمفرٹ میں پیک کیے ہوئے تھی۔۔۔شاہ اس کے وجود پر گہری نگاہ ڈال کر ڈریسنگ ٹیبل کی طرف آیا تھا اور اپنی فیورٹ پرفیوم خود پر سپرے کرتا بیڈ کی جانب بڑھا۔۔۔

اس کو اپنی بیوی کی حثیت سے اپنے کمرے اپنے بیڈ پر دیکھ کر جذبات میں تموج برپا ہوا تھا دل میں لاکھوں ارمان جاگ اٹھے تھے مگر وہ خود پر ضبط کے کڑے پہرے بٹھائے مضبوط قدم اٹھاتا اس کے قریب آیا تھا اور سائیڈ ٹیبل پر پڑا اے سی کا ریموٹ اٹھا کر کولنگ بڑھاتا بیڈ کے بائیں جانب دراز ہوا تھا

۔۔۔۔

حور جو شاہ کے ساتھ بیڈ شیئر کرنے پر اپنی شور مچاتی دھڑکنوں کو شمار کرتی ابھی تک جاگ رہی تھی کہ اس سے چھپنے اور بچنے کو خود کو مکمل طور پر کمبل

سے کور کیے ہوئ تھی معاً شاہ کے انتہائی قریب آکر دراز ہونے پر سانس روک گئ۔۔۔۔

حور یہاں آئیں"۔۔۔لحظہ بھر کی خاموشی کے بعد ارباز عالم شاہ کی بھاری" گھمبیر مگر مدھم آواز گونجی تھی کہ سٹیچو بنی حور اپنی جگہ پر پڑی آنکھیں زور سے میچ گئ۔۔۔۔

میں جانتا ہوں کہ آپ جاگ رہی ہیں"۔۔۔اس کی وجود میں کوئی" حرکت نا دیکھ وہ ازلی انداز میں بولا تھا اور کروٹ کے بل دراز ہوتے کہنی بیڈ پر ٹکا کر اس کی جانب رخ کرتے جھٹکے سے اس کے چہرے سے کمبل ہٹایا تھا ۔۔۔تو حور جو اس افتاد کے لیے تیار نا تھی اس اچانک ہوئی کاروائی پر جھٹکے سے آنکھیں کھولیں اور سہمی نظروں سے خود پر جھکے شاہ کو دیکھا تھا۔۔۔

جبکہ شاہ کی نظریں تو ہمیشہ کی طرح اس کے چہرے کو نقوش میں کھو سی گئی تھیں اس کے خوبصورت چہرے پر بکھرے بال گویا چاند کے بادلوں کی اوٹ میں ہونے کا منظر پیش کر رہے تھے۔۔۔

م میں سو رہی تھی"۔۔۔شاہ کی گہری لو دیتی نگاہوں سے خائف ہوتے حور" نے انتہائی مدھم آواز میں کہا تھا۔۔۔جبکہ دل تو گویا پاگل کرنے پر تلا تھا ۔۔۔اس کے سہمے انداز پر اس نے بڑی نرمی سے اس کے چہرے پر بکھری ان گھٹاؤں کو سائیڈ پر کیا تھا اور بغیر حور کو کچھ بھی سمجھنے کا موقع دیے اس کے پہلو میں ہاتھ لپیٹ کر اپنے انتہائی قریب کھینچا تھا کہ وہ کٹی ڈالی کی طرح ساری کی ساری اس کے وجود پر آن گری تھی۔۔۔۔حور آدھی سے زیادہ شاہ کے سینے پر اس کے رحم و کرم پر پڑی تھی۔۔۔حور نے محجوب ہوتے بر محل فاصلہ بنانا چاہا تھا کہ شاہ نے اس کی کوشش ناکام بناتے بڑے استحقاق اس کی پشت کے گرد حصار سخت کیا تھا اور اس کے گلے میں پڑا دوپٹہ کھینچ کر دور

اچھال گیا تو حور نے دھک دھک کرتے دل سے سراسیمگی کیفیت سے دیکھا تھا مگر وہ فرط جذبات میں محو اس کے گھنے ریشمی بالوں میں چہرہ چھپایا گیا

تو شاہ کے اس عمل نے حور کے تمام حواس گویا سلب کر ڈالے تھے اور اسے اپنے دائرے میں مقید کر لیا تھا کہ چاہ کر بھی وہ شاہ کے ساحرانہ حصار سے نکل نا پائی تھی۔۔۔

میری جان آپ کی ان بے معنی کوششوں سے میرا عشق میری شدتیں کم نہیں ہوں گی۔۔۔ یہ آپ کے لیے لازوال ہیں۔۔۔ جتنا دور ہونے کی کوشش کریں گی۔۔۔ یہ بڑھتی جائیں گی اور آپ ابھی ہمت نہیں رکھتی کہ میرے عشق کے جوبن سے ٹکرا سکیں۔۔۔ تو یہ مجھ سے فاصلے بنانے کے تمام راستے ختم کر دیں"۔۔۔

وہ ایک ہاتھ اس کی پشت سے گزار کر پیٹ پر گرفت سخت کیے دوسرا ہاتھ اس کے بالوں میں الجھائے چہرہ اس کے شانے میں چھپائے گہرا سانس بھر کر مخمور لہجے میں سرگوشی کی تھی کہ اس کے استحقاق اس کی باتیں اور اس کی قربت سے حور کا وجود دہک اٹھا تھا۔۔۔اور دھڑکنیں گویا پاگل سی ہوا ٹھیں تھیں۔۔۔ جنہیں شاہ باخوبی اپنے سینے پر محسوس کر کے مستغنی ہوتا اسے مزید خود میں بھینچ گیا تھا۔۔۔۔

حور کی حالت بگڑنے لگی تھی کہ آج رخصتی کے بعد وہ اس کے ساتھ بیڈ شیئر کر رہی تھی اور وہ جانتی تھی کہ شاہ اسے ایک انچ بھی خود سے دور نہیں کرے گا جبھی تو وہ اس کے بلانے ہر بھی نا آئی تھی اور اب شاہ کی اس قدر نزدیکی اس کی قربت میں اس کے حواس مختل ہونے لگے تھے۔۔۔ نیندیں گویا دور جا سوئیں تھیں۔۔۔شاہ کی قربت اس کی ہوش اڑائے دے رہی تھی وہ اس کی آنچ دیتی قربت میں پگھلتی جا رہی تھی کہ اس نے اپنی خراب ہوتی

حالت کی پیش نظر اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر دور ہونا چاہا مگر ناکام رہی

مجھے ایسے نیند نہیں آئے گی"۔۔۔حور مزاحمت ترک کرتی اس کے "
سینے میں منہ چھپا کر نم لہجے میں بولی۔۔۔تو شاہ نے اس اس کے شانے سے
سر اٹھا کر اسے دیکھا تو نظر اس کے خوبصورت بالوں پر پڑی۔۔۔
اب سے ایسے سونے کی عادت ڈال لیں"۔۔۔"
شاہ نے اس کے بالوں پر لب رکھے ازلی انداز میں کہا۔۔تو حور اس کی شرٹ
کو مٹھی میں دبوچ کر اس میں سمٹی۔۔۔۔
آپ مجھے کیوں نہیں سونے دے رہے"۔۔۔حور گویا دو قدح پر اتر آئی"

باخدا میں آپ کو سلانے کی کوشش کر رہا ہوں مگر آپ مسلسل مجھے بہکا"
رہی ہیں"۔۔۔اس کو الجھتے دیکھ شاہ نے لب دبا کر کہا تو حور نے سر اٹھا کر

اسے دیکھا مگر مقابل کہ آنکھوں میں خمار کی سرخی دیکھ کر اس کا دل سوکھے پتے کی مانند لرز اٹھا کہ فوراً سے اس سے چھپنے کو چہرہ اس کی گردن میں چھپایا

میں آپ سے محبت نہیں کرتی"۔۔۔وہ اس باہوں میں پڑی اس کی گردن" میں چہرہ چھپائے اپنی نفرت کا دم بھر رہی تھی۔۔۔تو شاہ نے اس کے بالوں سے ہاتھ ہٹا کر اپنے سر کے نیچھے رکھا اور دوسرا اس کے پہلو پر سختی سے لپیٹ کر اس مزید اپر کھینچا تھا کہ حور اب ساری کی ساری شاہ پر آ گئی تھی۔۔۔اس کی ٹانگیں اپنی ٹانگوں میں قید کیے وہ اس کے سر پر ٹھوڑی ٹکا گیا۔۔۔۔

آپ مجھ سے محبت نہیں کرتی مت کریں۔۔۔مگر میری محبت کو مجھ سے" دور نہیں کر سکتی۔۔۔ورنہ میں آپ میں اس حد تک شامل ہو جاؤں گا کہ آپ کا میرے بغیر لمحہ گزارنا مشکل ہو جائے گا۔۔۔آپ کو خود میں اس قدر سمودوں گا کہ آپ کی نفرت کا یہ بھرم ریت کی دیوار ثابت ہو گا۔۔۔۔اب

سو جائیں ورنہ میرے بہکے جذبات کا سامنا کرنا آپ کے لیے مشکل ہو جائے گا"۔۔۔

وہ سپاٹ آواز میں مگر مشفقانہ مزاجی سے گویا ہوا تھا تو اس کے لہجے میں کچھ ایسا ضرور تھا کہ حور کے دہکتے وجود میں سرد لہر سرایت کر گئی تھی کہ وہ مزاحمت کرنے اور ہلنے کی کوشش بھی نا کر پائی تھی۔۔۔اور جھٹ سے اس کے سینے پر سر رکھے آنکھیں موند گئی۔۔۔ جبکہ دل کا ہمکنا ہنوز برقرار رہا تھا مگر وہ کوئی ایسی حرکت کر کے شاہ کی دی وارننگ کا سامنا کرنے کی سکت نا رکھتی تھی

۔۔۔۔

تو اس کے نرم و ملائم وجود کے لمس کو اور اس کی سانسوں کو اپنی گردن پر محسوس کرتے دل میں اٹھے جزبات کی شوریدگی پر بند باندھے وہ ضبط کی طنابیں کھینچ کر اس کے شانے میں چہرہ چھپا گیا تھا اور اس کے بالوں کی دلفریب مہک خود میں اتارتا اس کی مدھم سانسیں سننے لگا تھا۔۔۔

ماضی

حور جانو چلو جاؤ اب۔۔۔اور پرمیشن لے کر ہی آنا"۔۔۔"

شاہ کے جانے کے بعد نینا نے پریشان حور کو مخاطب کیا۔۔

جو شاہ سے پہلے ہی جھجکتی تھی اور اب تو وہ اور ڈر گئی تھی۔۔۔

آپی پلیز آپ بھی ساتھ چلیں"۔۔۔۔حور نے رونی صورت بنائے کہا"

۔۔۔۔

نہیں تم اکیلی جاؤ مجھے یقین ہے تم اجازت لے لو گی"۔۔۔نینا نے جھٹ"

سے انکار کیا۔۔۔۔

آپ پھر کسی کو تو میرے ساتھ بھیجیں"۔۔۔حور نے لاچارگی سے کہا۔۔۔"

حور تمہیں پتا ہے نا کہ لالے کو پسند نہیں کوئی ان کے کمرے میں جائے"

"۔۔۔نینا نے اسے سمجھانا چاہا۔۔۔

تو پھر مجھے تو وہ اپر پہنچا دیں گے "۔۔۔ حور روہانسی ہوئی۔۔۔۔"
جبکہ باقی سب خاموش تماشائی بنے ہوئے تھے۔۔۔

جب تم نے اتنی بڑی غلطی کی لالے نے کچھ نہیں کہا تو اب بھی نہیں کہیں "
گے۔۔۔ چلو جاؤ۔۔۔اب "۔۔۔
وہ حور کو زبردستی دھکیلتی وہاں سے سیڑھیوں تک لے آئی۔۔۔۔
آپی مجھے ڈر لگ رہا ہے "۔۔۔ حور نے یاسیت میں ڈوبے کہا۔۔۔"
یار کچھ نہیں ہوتا شاہ لالے تمہیں کھا تھوڑی جائیں گے۔۔۔بس تھوڑی "
رونی صورت بنا لینا کچھ نہیں کہیں گے "۔۔۔نینا نے آنکھیں دیکھائیں
۔۔۔۔
اگر اتنا پتا تو آپ چلی جائیں "۔۔۔ حور نے منہ کے زاویے بنائے کہا۔۔۔"

اوکے میں جاتی ہوں اور انہیں بتاتی کہ کل تم تیمور کے ساتھ ہمیں بنا بتائے "
گئی تھی "۔۔۔نینا نے اس کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھا۔۔۔

نہیں نہیں آپی رکیں میں جاتی ہوں "۔۔۔"

حور نے روہانسی ہو کر اسے روکا اور پھر چھوٹے چھوٹے قدم سیڑھیوں کی
جانب بڑھائے۔۔۔

حور ایسے جاؤ گی تو رات تک پہنچو گی تم لالے کے کمرے میں، زرا جلدی "
جاؤ "۔۔۔نینا نے مسکراہٹ دبائے پیچھے سے ہانک لگائی تو حور نے کھا جانے
والی نظروں سے اسے دیکھا اور پھر بے مروتی سے زینے چڑھتی اپری پورشن
کی جانب بڑھی۔۔۔۔

وہ سیڑھیاں عبور کرتی اپر آئی ہی تھی کہ اس کے پیچھے ہی ارباز عالم شاہ کا خاص ملازم ہاتھ میں ٹرے تھامے اپر آتا شاہ کے کمرے کی جانب بڑھا

تو حور جو پہلے ہی کوئی بہانہ سوچ رہی تھی اس کے کمرے میں جانے کے لیے معاً ملازم کے ہاتھ میں چائے کے برتن کی ٹرے دیکھ کر اس کی خوبصورت آنکھیں چمک اٹھیں۔۔۔۔

بخش بابا"۔۔۔۔ملازم بخش بابا جو منہ دھیان اپنے کام سے جا رہا تھا کہ " حور کے پکارنے پر رکا۔۔۔

جی بیٹیا رانی"۔۔۔۔"

یہ چائے آپ کہاں لے کر جا رہے ہیں"۔۔۔۔حور اس کے قریب آتی" نرم لہجے میں استفہامیہ گویا ہوئی۔۔۔۔

شاہ بیٹے کے لیے "۔۔۔بخش بابا نے فوراً سے بتلایا۔۔۔"

اچھا یہ مجھے دیں میں لے کر جاتی ہوں "۔۔۔حور نے ترت سے ٹرے لینے کے لیے ہاتھ آگے بڑھائے۔۔۔

نہیں حور بیٹیا آپ کو شاہ بیٹے دیکھ کر غصے ہوں گے۔۔آپ جانتی تو ہیں " انہیں پسند نہیں کوئی ان کے کمرے میں جائے تو آپ کیسے "۔۔؟۔۔۔ بخش بابا گھبراہٹ اور پریشانی کی ملی جلی کیفیت میں بولے تو حور نے ملتجی نظروں سے دیکھا۔۔۔

بابا وہ کچھ نہیں کہیں گے مجھے ان سے ضروری بات کرنی ہے اس لیے میں " جا رہی۔۔آپ یہ ٹرے مجھے دیں "۔۔۔حور نے یقین دلایا۔۔۔ مگر آپ "۔۔۔بخش بابا ابھی بھی پریشان ہی دیکھے تھے۔۔۔ "

"پلیز بخش بابا ویسے تو ہم جا نہیں سکتے۔۔۔ایسے بہانہ مل جائے گا۔۔۔ ہمیں ان سے پرمیشن چاہیے۔۔۔۔سب انتظار میں ہیں"۔۔۔حور نے عاجزانہ کہا تو بخش بابا اس کی روہانسی صورت دیکھ کر فوراً سے مان گیا۔۔۔۔

"ٹھیک ہے بیٹیا یہ لیں۔۔۔اور جائیں۔۔۔۔انشاءاللہ شاہ بیٹا آپ کی بات ضرور مان لیں گے"۔۔۔۔

بخش بابا اس کے ہاتھ میں ٹرے تھما کر اس کے سر پر ہاتھ رکھتا واپس چلا گیا تو حور چہرے پر مدھم مسکراہٹ سجائے اس کے کمرے کی جانب قدم بڑھائے۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ جو اپنے کمرے میں آیا تھا ارادہ فریش ہو کر تھوڑی دیر آرام کرنے کا تھا مگر آفس سے آئی اس کے آفیسر کی جانب سے ضروری کال میں دی گئی اطلاع اور فارورڈ میل نے اس کے اندر طیش کا لاوا سا بھر دیا تھا۔۔۔ کہ وہ فریش ہونے کا ارادہ ترک کیے انہیں قدموں پر اپنے کمرے سے ملحقہ سٹڈی روم میں گیا تھا۔۔۔

بلیک پینٹ وائٹ شرٹ میں ملبوس، کف کہنیوں تک فولڈ کیے، سلکی سیاہ بال بے ترتیب سے پیشانی پر بکھرے تھے آنکھوں میں سرخی لیے وہ ہلکی بڑھی ہوئی داڑھی اور نفاست سے تراشی ہوئی مونچھوں میں وہ رف سے حلیے میں بھی بلا کا ہینڈسم لگ رہا تھا۔۔۔۔

اس کی پیشانی پر نمودار بے شمار بل بھینچے جبڑے اور آنکھوں میں بڑھتی سرخی اس کے شدید غصے میں ہونے کا عندیہ دے رہی تھی۔۔۔۔

ارباز عالم شاہ سیگریٹ کے گہرے کشش لیتا ہلکا سا ٹیبل پر جھک کر سپاٹ تاثرات سے لیپ ٹاپ پر کوئی میل دیکھ رہا تھا۔۔۔

(جس میں واضح طور پر اسے دھمکی کے ساتھ چیلنج کیا گیا تھا کہ کل ہونے والے جلسے میں وہ ایک بم+م بلاسٹ کرنے والے ہیں اور ارباز عالم شاہ میں اتنا دم ہے تو اسے روک کر دیکھائے)۔۔۔اس نے قہر برساتی نظروں سے اس میل کو دیکھا تھا۔۔۔

شاہ یہ سب کچھ صرف ہمیں ڈائیورٹ کرنے کے لیے کر رہا ہے۔۔۔اس" کا مقصد اس آدمی کو بچانا ہے"۔۔۔

دفعتاً اس کے کان میں لگے آلے سے اثنان ملک کی آواز ابھری تو شاہ نے فقط ہنکار بھرنے پر اکتفا کیا۔۔۔

اس کی آنکھوں میں عجیب سا تاثر ہلکورے لے رہا تھا۔۔۔

وہ بار باران لفظوں کر پڑھتا مقابل کو انجام تک پہنچانے کا انتظام سوچ رہا تھا

۔۔۔۔

میرے خیال میں ہمیں کل کا جلسہ ڈیلے کروا دینا چاہیے "۔۔۔اثنان نے "

رائے جاننا چاہی۔۔۔

اس کے فضول کے مفروضات ہمیں اپنے کام سے بعض نہیں رکھ سکتے "

۔۔۔اور نا ہی ہم اس کی گیڈر بھبھکی کے ڈر سے یہ جلسہ کینسل کروائیں گے

۔۔۔وہ ایک تیر سے دو شکار کرنا چاہ رہا ہے اس کا مقصد کل کے جلسے کو روکنا

ہے۔۔۔اور دوسرا مقصد ہم سے پہلے اس آدمی تک پہنچنا ہے۔۔۔جو کہ نا

ممکن ہے "۔۔۔شاہ کی گھمبیر رعب دار آواز گونجی تھی۔۔۔۔

بدلے میں وہ ہماری فیملی پر بھی اٹیک کر سکتا ہے "۔۔۔اثنان نے ایک اور "

پہلو اٹھایا۔۔۔

ہم کمزور نہیں ہیں کہ فیملی کی حفاظت نا کر سکیں"۔۔۔۔"

شاہ نے سرد لہجے میں اثنان کو آگاہ کیا تھا کہ جبھی دروازے پر ہوتی دستک نے اس کی توجہ مبذول کروائی تھی تو شاہ نے زرا سا گردن موڑ کر سٹڈی کے دروازے سے اس پار کمرے میں دیکھا تو اس جانب سے کوئی جواب نا پا کر حور گھبراہٹ زدہ سی کمرے میں آئی تھی۔۔۔۔

شاہ جو اسی طرف دیکھ رہا تھا دفعتاً کمرے میں آنے والی کے فیروزی آنچل نے اسے حیران سا کر دیا تھا۔۔۔پل میں اس آنچل والی کا تدراک ہوتے ہی چہرے کے تاثرات بدلے تھے آنکھوں میں چمک ابھری تھی اور دل نے بیٹ مس کی تھی کہ وہ جو غصے میں پنپ رہا تھا مقابل کو دیکھ کر سارا طیش جاتا رہا تھا۔۔۔وہ دنگ سا اس کی اپنے کمرے میں موجودگی کا خود کو یقین دلاتا چند لمحوں کے لیے سب کچھ بھول بیٹھا تھا۔۔۔گویا یاد تھی تو سامنے کھڑی ہستی

۔۔۔جو اس کا عشق تھی۔۔۔جس میں اس کی جان تھی۔۔۔جس کی سانسیں اس کی زندگی کی نوید تھیں۔۔۔

جو اس کی دھڑکنوں کے دھڑکنے کی وجہ تھی۔۔۔وہ مبہوت سا جذبہ کے عالم میں اس آنچل کو لہراتا دیکھ رہا تھا۔۔وہ اس کے کمرے میں تھی۔۔۔ہاں وہ پہلی بار اس کے کمرے میں آئی تھی۔۔۔وہ جسے شاہ اپنی زندگی میں شامل کر کے ہمیشہ کے لیے اپنے دل کی اس کمرے کی مالکن بنانا چاہتا تھا آج اس کی موجودگی نے اس کے اندر سرشاری سی بھر دی تھی۔۔۔۔

پھر ہمیں کیا کرنا چاہئے "؟۔۔۔ائیر پوڈ سے اثنان کی سوالیہ آواز گونجی "

۔۔۔

حور "۔۔۔اثنان کی بات کو سنی انسنی کرتے شاہ کے لب سرگوشی میں " سرسرائے تھے۔۔۔

تو دوسری جانب موجود اثنان جو شاہ کے کچھ بولنے کا منتظر تھا کہ حور کا نام سن کر چونکا۔۔۔۔

کیا مطلب۔۔۔۔ کہیں بھابھی تیرے کمرے میں تو نہیں"۔۔۔دوسری" جانب سے اثنان شوخی ہوا۔۔۔

ہمم"۔۔۔شاہ نے ہنکار بھر کر اس کے گمان کو سچ ثابت کیا تھا۔۔۔تو اثنان" ملک کے چہرے پر خوبصورت مسکراہٹ نمودار ہوئی۔۔۔۔

شاہ جی تمہیں میری قسم کال مت بند کرنا۔۔۔میں تمہاری حور بھابھی سے" ہوئی رومینٹک گفتگو سننا چاہتا ہوں۔۔۔دراصل میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ ہر وقت مرچیں چبائے شخص کا اپنی من پسند ہستی کے ساتھ کیسا لہجہ ہوتا ہے "۔۔۔۔اثنان نے قہقہہ لگا کر شاہ کو تنگ کرنا چاہا۔۔۔

مجھے طوبیٰ شاہ کے لیے ایک میچور انسان چاہیے۔۔۔امیچور اور محبت سے "
نابلد نہیں"۔۔۔

مقابل بھی شاہ تھا کہ اثنان کو اچھلنے پر مجبور کر گیا۔۔۔۔

سالہ تمہارا میں ہی بنوں گا۔۔۔تم مجھے خود سے دور نہیں کر سکتے "۔۔۔"

اثنان نے منہ بسور کر کہا۔۔۔۔

تمہیں میں اپنے پرسنل میں نہیں رکھ سکتا"۔۔۔شاہ نے تصحیح کی۔۔۔"

یہ تیرا میرا پرسنل کب سے ہو گیا"۔۔۔۔اثنان تڑخا۔۔۔"

تم میرے دوست ہی رہو بیوی میری حور بنے گی"۔۔۔"

شاہ نے کہہ کر بنا اس کی سنے کال کٹ کر دی اور مضبوط قدم اپنے کمرے کی جانب بڑھائے جہاں اس کی عزیز از جان ہستی کھڑی تھی۔۔۔

۔۔۔۔

حور نے حلق تر کرتے نہایت مدھم آواز میں دستک دی تھی۔۔۔

آواز اتنی کم تھی کہ وہ خود بھی بمشکل سن پائی تھی۔۔۔اس نے لحظہ بھر ٹھہر کر پھر سے دستک دی مگر جواب ندارد تھا۔۔۔تو پھر اللہ کا نام لے کر اس نے بنا پرمیشن کے ہی اندر جانے کا حوصلہ پیدا کیا اور پھر بڑی احتیاط سے ہینڈل گھما کر اس نے دھڑکتے دل سے لرزتے قدم اندر رکھے تھے۔۔۔

کمرے میں آتے ہی اس کی آنکھیں دنگ رہ گئیں تھیں۔۔۔وہ متحیر نظروں سے اس ماسٹر بیڈ روم کو دیکھ رہی تھی جو اسے کسی اور ہی جہاں میں لے گیا تھا ۔۔۔کہ حور نے اس سے پہلے اتنا خوبصورت اور اتنا ڈیسنٹ روم نا دیکھا تھا ۔۔۔پوری حویلی میں یہ سب سے بڑا کمرا مقابل کے زوق و شوق کی عکاسی کرتا حور کے دل میں ایک امنگ پیدا کر گیا تھا کہ بے ساختہ اس کے دل سے اس کمرے کو اپنا بنانے کی دعا نکلی تھی۔۔۔

وہ مبہوت سی آنکھیں پھاڑے بنا پلک جھپکائے گرے اور بلیک کمبینیشن کے اس کمرے کو دیکھ رہی تھی۔۔۔کنگ سائز بیڈ کے بائیں جانب کے کورنر میں چھت کو چھوتی ونڈوز تھیں جن پر گرے مہرون رنگ کے دبیز پردے روشنی کو اندر آنے سے روک رہے تھے۔۔۔جبکہ اس کے بائیں سائیڈ پر دیوار گیر مرر الماری کے ساتھ ہی بڑا سا ڈریسنگ ٹیبل پڑا تھا اور اس کے ساتھ ہی ڈریسنگ روم کا دروازہ تھا۔۔۔اور الماری کے دائیں جانب واشروم کا دروازہ تھا۔۔۔

جبکہ بائیں جانب ایک بڑے روم کا جتنا کشادہ سیٹنگ ایریا تھا جس میں بلیک رنگ کے چیسٹر صوفے اور کاؤچ ترتیب سے لگے ہوئے تھے۔۔۔

ان کے سامنے ہی دیوار پر فل سکرین ایل ای ڈی لگی تھی۔۔۔جن کے ساتھ ہی چلر رکھا تھا اور اس کے ساتھ ہی روم ریفریجریٹر تھا۔۔۔سیٹنگ ایریا سے

سٹڈی کا دروازہ ملحقہ تھا۔۔۔ جبکہ بیڈ کراؤن کی دیوار کے ساتھ ہی بالکل اپر فل سائز کا اے سی لگا تھا جس کی کولنگ سے کمرا کافی ٹھنڈا تھا۔۔۔ بیڈ کے سائیڈ ٹیبل پر انٹر کام پڑا تھا۔۔۔ وہ آنکھیں پھاڑے ایک ایک چیز کا معائنہ کرتی بالکل گم سم سی کھڑی تھی کہ مقابل کی موجودگی اور غیر موجودگی کے متعلق بالکل بھول چکی تھی۔۔۔۔ اسے شاہ کا کمرہ بہت پسند آیا تھا۔۔۔ ہر چیز میں بلیک رنگ دیکھ کر اسے اندازہ ہوا تھا گویا مقابل کا پسندیدہ رنگ بلیک تھا۔۔۔

وہ اس کمرے کی چیزوں میں اس قدر کھوئی تھی کہ جان ہی نا پائی شاہ اس کی بائیں جانب کھڑا کس قدر محویت سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔

معاً جلد ہی مقابل کے کلون اور سگریٹ کی ملی جلی خوشبو نے اس کی توجہ مبذول کروائی تھی تو اس نے بے ساختہ گردن موڑ کر اپنے سے چند قدم کی

دوری پر کھڑے ارباز عالم شاہ کو دیکھا۔۔۔تو ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی۔۔۔

وہ خوشمگیں گہری نظروں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔تو حور اس کی نظروں کے ارتکاز پر پزل سی ہوتی ٹرے ٹیبل پر رکھ گئی۔۔۔۔

آپ کیوں لے کر آئیں ہیں"۔۔۔"

اس کے ہاتھ میں ٹرے دیکھ کر شاہ کی گھمبیر آواز گونجی تو حور کی دھڑکنوں نے سینے میں ادھم مچایا تھا کہ وہ لب دبا کر اس کی جانب پیٹھ کیے ٹیبل کے قریب نیچے بیٹھتی کپ میں چائے نکالنے لگی۔۔۔

وہ بخش بابا آرہے تھے پھر"۔۔۔حور نے بات اُدھوری چھوڑی۔۔۔"

پھر"۔۔۔؟شاہ اس کی مدھم آواز سے مستفید ہوتا سیٹنگ ایریا میں ہی" پڑے صوفے پر براجمان ہوا تھا۔۔اور نگاہیں اس کی پشت پر مرکوز کیں

۔۔۔

جبکہ حور کے دل کی دھک دھک عروج پکڑ چکی تھی اس کا دل کر رہا تھا وہ اس ساحرانہ شخص کے سحر سے بھاگ نکلے۔۔ مگر اب جب یہاں تک آ ہی گئی تھی تو پر میشن لے کر ہی جاتی۔۔۔ کہ سب کزنز کی امیدیں اب سے سے جو وابسطہ تھیں۔۔۔اور اپر سے نینا شاہ کی دھمکی بھی یاد تھی۔۔۔

مم میں نے ان سے کہا کہ میں لے جاتی ہوں۔۔۔مجھے آپ سے بات، " مطلب پر میشن چاہیے تھی"۔۔۔ حور نے مقابل کے رعب و پرسنیلٹی سے خائف ہوتے اپنے آنے کا مدعا بیان کیا۔۔۔اور چائے کا کپ ٹرے میں رکھے اس کی جانب آئی۔۔۔ جبکہ شاہ کی غائر نظریں اس پر جمی تھیں ۔۔۔جس نے مکمل طور پر شاہ کو تسخیر کر لیا تھا۔۔۔

کیسی پرمیشن"۔۔۔وہ رعونت بھرے انداز میں گویا ہوا تھا تو حور کو کچھ " ڈھارس ملی تھی کہ وہ جو سمجھ رہی تھی شاہ غصہ کرے گا اس کا انداز تخاطب اس کی سوچ کے متضاد تھا۔۔۔۔

حور نے لرزتے ہاتھوں سے اس کے سامنے ٹرے کی تھی۔۔۔تو شاہ کے دل میں جذبات کا تموج برپا ہوا تھا گویا اپنی عزیز من ہستی کے ہاتھ سے چائے پینے کا لطف ہی کچھ الگ تھا کہ اس نے فوراً سے کپ اٹھا کر لبوں سے لگائے اپنے اندر اٹھتے طوفان کو پرسکون کرنا چاہا تھا۔۔۔

شاہ لالے۔۔۔وہ"۔۔۔حور تھوڑا دور ہو کر کھڑی ہوتی تمہید باندھے " بولنے لگی تھی کہ اس کے لالے کہنے پر مقابل نے جس تاثر سے دیکھا تھا کہ حور کے وجود میں سرد لہر سرائیت کر گئی۔۔۔اسے سمجھ ہی نا آئی تھی کہ اس کے ساتھ ہوا کیا ہے۔۔۔شاہ کا نظر بھر کر دیکھنا کس قدر جان لیوا تھا۔۔۔

اس کی بس دلکش آنکھیں ہی سامنے والے کو چاروں شانے چت کر دیتی تھیں اور یہ تو نازک سی حور تھی۔۔۔۔

بولیں"۔۔۔۔اس کی پیشانی پر چمکتے پسینے کو دیکھ کر شاہ متانت بھرت انداز" میں گویا ہوا۔۔۔۔اور چائے کا گھونٹ بھرا۔۔۔اس چائے کا ذائقہ اسے دنیا کے تمام ذائقوں سے بہترین لگا تھا۔۔۔۔

ہم سب ناران جانا چاہتے ہیں۔۔۔۔پر دادا سائیں بابا بڑے پاپا ہمیں" پرمیشن نہیں دے رہے"۔۔۔وہ ہاتھ مسلتی نگاہیں جھکا کر بولی۔۔۔

تو اس معاملے میں، میں کیا کر سکتا"۔۔۔۔وہ اس کی آمد کا مطلب سمجھ گیا" مگر اسے اس سے بات کرنا اچھا لگ رہا تھا جبھی انجان بنتے شاہ نے دائیں ابرو اچکائے استفسار کیا۔۔۔تو حور جو پہلے ہی پاگل دل کی دھڑکنوں سے متفکر تھی کہ شاہ سے براہِ راست مکالمہ بازی اور اس کے لہجے کی گھمبیرتا سے دل مزید توحش کا شکار ہونے لگا تھا۔۔۔۔

ہمیں آپ کی پرمیشن چاہیے کیونکہ وہ سب آپ کا کہہ رہے"۔۔۔حور نے"
چور نظروں سے اسے دیکھ کر کہا مگر مقابل کو خود کی جانب تکتا پا کر ترت
سے نگاہیں جھکا لیں۔۔۔

اور اگر میں بھی باقی سب کی تعید کروں تو"۔۔۔شاہ اس کے من موہنے"
چہرے کو دیکھ کر ازلی انداز میں بولا۔۔۔

پلیز۔۔۔ہمیں جانا ہے۔۔۔پھر سب اپنے اپنے کام پر چلیں جائیں گے تو"
ہم سب انجوائے کرنا چاہتے ہیں"۔۔۔حور مصر ہوئی تھی۔۔۔

تو شاہ نے گہرا سانس بھرا۔۔۔

ٹھیک ہے"۔۔۔اس نے بغیر کسی حیل و حجت کے اجازت دے دی۔۔۔"
مطلب آپ نے ہمیں اجازت دے دی نا"۔۔۔حور نے آنکھوں میں"
چمک لیے لبوں کو دانتوں تلے دبائے یقین دہانی چاہی۔۔۔

ہمم "۔۔۔تو شاہ نے اس کی قاتلانہ اداؤں پر دل کو قابو کرتے ہنکار بھری"

۔۔۔۔

ہم سب آج ہی جانا چاہتے ہیں "۔۔۔حور نے بتلایا ساتھ ہی رائے جاننا چاہی تھی۔۔۔۔

اوکے "۔۔۔شاہ نے گھمبیر لہجے میں اجازت دی اور فون کی جانب متوجہ ہوا کہ سامنے یہ کھڑی یہ لڑکی اس کی دل کی دُنیا میں شوریدہ طوفان برپا کر گئی تھی۔۔۔اگر وہ مزید کچھ دیر اسے دیکھتا تو خود کو بھول بیٹھتا۔۔۔

بہت، بہت زیادہ شکریہ ار باز لالہ "۔۔۔وہ ممنونیت بھرے انداز میں بولی"

۔۔۔۔

اس کی ضرورت نہیں۔۔۔سکیورٹی آپ سب کے ساتھ ہو گی ان کے ساتھ کسی طرح کی کوئی شرارت نہیں چلے گی۔۔۔اور تیمور آپ لوگوں کے

ساتھ نہیں جائے گا"۔۔۔شاہ نگاہیں فون پر گاڑھے سنجیدگی سے بولا

۔۔۔تو حور کا دل کیا وہ پوچھ ڈالے کہ تیمور کیوں نہیں مگر خاموش رہی۔۔۔

اوکے"۔۔۔۔وہ لبوں پر جان لیوا مسکراہٹ سجائے بولی۔۔۔"

آپ کا کمرہ بہت پیارا ہے کاش یہ میرا روم ہوتا"۔۔۔۔وہ جو جانے لگی تھی"

کہ ایک بار پھر سے اس کمرے کو حسرت سے دیکھتی بولے بغیر نا رہ سکی۔۔۔

تو اس کے لہجے کی راست بازی پر شاہ کے دل نے بیٹ مس کی تھی۔۔۔

آپ کو چاہیے یہ روم"۔۔۔شاہ نگاہیں فون کی سکرین سے اٹھا کر لو دیتی"

نظروں سے اسے دیکھتا استفہامیہ گویا ہوا۔۔۔

نہیں آپ کا ہے تو میں کیسے لے سکتی ہوں"۔۔۔حور نے فوراً سے نفی"

۔۔۔۔۔

اتنا مشکل بھی نہیں ہے لے سکتی آپ "۔۔۔شاہ اپنی جگہ اس اٹھ کر اس"
کے قدرے نزدیک آتا معنی خیزی سے بولا۔۔۔
وہ کیسے "۔۔۔حور نے آنکھیں مزید بڑی کیے پوچھا۔۔۔"

اگر آپ کو یہ روم چاہیے تو کچھ دنوں بعد آپ کا ہو جائے گا "۔۔۔شاہ نے"
اس کی انکھوں میں جھانکتے گھمبیر لہجے میں کہا۔۔۔
کیا واقعی "۔۔۔وہ مقابل کی معنی خیزی باتوں سے انجان چہک کر"
بولی۔۔۔اس کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا تھا۔۔۔
ہمم "۔۔۔تو شاہ نے فقط سر ہلانے پر اکتفا کیا۔۔۔"

تھینک یو "۔۔۔وہ کہہ کر تیز تیز قدموں سے دروازے کی جانب بڑھی کہ"
وہ جلد از جلد سب کو خوشخبری سنانا چاہتی تھی۔۔۔اس نے دروازہ کھولا ہی
تھا دفعتاً سامنے سے آتے دادا سائیں کو دیکھ کر چونکی۔۔۔

توابراہیم شاہ حور کی شاہ کے کمرے میں موجودگی سے باخوبی سمجھ گئے تھے

۔۔۔۔

نہیں ملی نااجازت"۔۔۔ابراہیم شاہ مسکراہٹ دبائے بولے۔۔۔توحور"
کے لبوں پر مسکراہٹ مچل اٹھی۔۔۔۔

مل گئی ہے دادا سائیں۔۔۔آپ نے تو ہمیں انکار کیا دیکھیں ہمارے لالے"
نے ہمیں اجازت دے دی"۔۔۔حور ناک چڑھا کر گویا ہوئی اور باہر نکل گئی

۔۔۔

توابراہیم شاہ نے اپنے خوبرو پوتے کو دیکھا۔۔۔۔

آپ نے کیوں اجازت دی۔۔۔سکیورٹی کے کافی مسئلے چل رہے ہیں""

۔۔۔۔

ابراہیم شاہ ارباز کو دیکھ کر آنکھوں میں محبت سموئے نرم انداز میں گویا ہوئے۔۔۔۔

اجازت لینے کے لیے سب نے جس ہستی کا چناؤ کیا اسے خالی ہاتھ بھیجنا مجھے " گوارا نہیں تھا"۔۔۔

ارباز شاہ سنجیدگی سے گویا ہوا تو ابراہیم شاہ نے اچھنبے سے اسے دیکھا۔۔۔۔

ارباز شاہ کا فقط یہ جملہ انہیں بہت کچھ بتا گیا تھا۔۔۔۔

ارباز عالم شاہ۔۔۔۔ کیا آپ "۔۔۔؟؟؟"

ابراہیم شاہ نے بات ادھوری چھوڑی۔۔۔۔

بالکل درست سمجھے آپ "۔۔۔۔یہ لڑکی آپ کے پوتے کی رگوں میں " خون بن کر دوڑنے لگی ہے کہ اس کے بغیر جینے کا تصور بھی ممکن نہیں رہا"

۔۔۔۔

شاہ مسکرا کر بھاری گھمبیر لہجے میں گویا ہوا تو ابراہیم شاہ نے خوشی و مسرت سے ارباز کو خود میں بھینچا تھا۔۔۔

کہ وہ دادا پوتے سے زیادہ دوست تھے۔۔۔اور شاہ اپنے دل کی ہر بات ابراہیم شاہ کو بتاتا تھا تو یہ کیسے نا بتاتا۔۔۔

اس خبر نے ابراہیم شاہ کو باغ باغ کر دیا تھا کیونکہ تمام پوتے پوتیوں میں اسے سب سے زیادہ محبت ان دونوں سے تھی اور پھر ان دونوں کو ایک رشتے میں منسلک دیکھنا تو ان کی بڑی حسرت رہی تھی مگر بچوں کی خوشی کی خاطر وہ یہ خواہش فقط اپنے سینے میں دبائے پھر رہے تھے اور آج ارباز شاہ کے اقرار نے ابراہیم شاہ کی تمنا پوری کرتے انہیں گویا دلی تسکین بخشی تھی۔۔۔

طوبی شاہ باقی سب کے ساتھ بیٹھی حور کا انتظار کر رہی تھی کہ جب اس کا فون رنگ ہوا تھا۔۔۔

اثنان کا نام دیکھ کر وہ ترت سے اپنی جگہ سے اٹھ کر سیٹنگ ایریا سے نکل کر لان میں آئی تھی۔۔۔

اس نے فون کام سے لگایا ہی تھا۔۔۔

اسلام علیکم "۔۔۔۔ سپیکر سے مقابل کی خوبصورت آواز اُبھری تھی "

۔۔۔جو طوبی شاہ کے لبوں پر مسکراہٹ بکھیر گئی تھی۔۔۔

وعلیکم اسلام۔۔۔۔کیسے ہیں "۔۔۔اس نے چھوٹتے ہی حال احوال "

دریافت کیا۔۔۔

محبت سے دور انسان کیسا ہو سکتا، بلکل ویسا "۔۔۔۔اثنان نے دل کی حالت "

کو لفظوں کا جامہ پہنایا تھا۔۔۔۔تو طوبی شاہ کی دھڑکنوں کی روانی بڑھی تھی

۔۔۔۔

محبت کو پانے میں سب سے اہم کام صبر ہوتا ہے "۔۔۔۔"

طوبیٰ نے سرگوشی میں مقابل کی بے چینی دور کرنا چاہی تھی۔۔۔

اور محبت کی تڑپ ہی انسان کو بے صبرا بنا دیتی ہے طوبیٰ شاہ۔۔۔۔ مجھ میں "
اب صبر نہیں۔۔۔۔ مجھے بس آپ جلد از جلد میری بیوی بن کر میری
دسترس میں چاہیے "۔۔۔۔ اثنان نے جذب کے عالم میں کہا تھا۔۔۔
تو طوبیٰ کو اپنا دل ہتھیلیوں میں دھڑکتا محسوس ہوا تھا۔۔۔۔
کیا سب مان جائیں گے "۔۔۔۔ طوبیٰ شاہ نے خدشہ ظاہر کیا۔۔۔"
شاہ مان جائے تو باقی بھی راضی ہوں گے "۔۔۔ اثنان کی سنجیدہ آواز اُبھری "
تھی۔۔۔
لالے نا مانے تو "۔۔۔۔ طوبیٰ شاہ نے ایک اور سوال اٹھایا۔۔۔"

میری جان۔۔۔ عشق محبت کے مرض میں مبتلا دوسروں کی محبتوں میں "
ولن نہیں بنا کرتے۔۔۔۔ آپ کے لالے صاحب عشق کی مرض میں مبتلا ہو
چکے ہیں۔۔۔ تو ہمارے رشتے سے انہیں کوئی اعتراض نہیں ہو گا
"۔۔۔ اثنان کی مسکاتی آواز اُبھری۔۔۔۔

کیاااامطلب لالے کو محبت۔۔۔۔۔کس سے ؟۔۔۔کب سے۔۔۔۔کون" ہے وہ۔۔۔کہاں ہے وہ۔۔۔کیسی ہے وہ۔۔۔اور لالہ کیسے جانتے"؟۔۔۔ یکدم سے طوبیٰ شاہ کی جانب سے سوالات کی بوچھاڑ ہوئی تھی۔۔۔۔

آپ کی بہت قریبی ہے آپ بہت اچھی طرح سے جانتی ہیں انہیں"۔۔۔۔" اثنان کے لہجے میں حور کے لیے احترام تھا۔۔۔۔

کیاوہ بھی لالے کو چاہتی ہے"۔۔۔۔؟طوبیٰ کے دل میں سب کچھ جان" لینے کی کھلبلی سی مچی تھی۔۔۔

چاہنے لگ جائیں گی"۔۔۔۔اثنان کے لبوں پر مسکراہٹ بکھری تھی۔۔۔" اسے ارباز شاہ کے لیے حور پرفیکٹ لگی تھی۔۔۔۔

اثنان مجھے بہت خوشی ہورہی ہے لالے کے لیے"۔۔۔۔طوبیٰ چہک کر" بولی تھی۔۔۔اس کا چہرہ خوشی سے تمتارہا تھا۔۔۔

آپ کو جان کر مزید خوشی ہو گی کہ آپ کا لالہ ہمارے متعلق سب جان گیا"
ہے"۔۔۔اثنان کی مسکاتی آواز اُبھری۔۔۔۔
تو طوبی شاہ کو زور کا اچھو لگا تھا۔۔۔

اب کیا ہو گا"۔۔۔اس کی بوکھلاہٹ میں ڈوبی آواز سپیکر سے ابھری تو"
دوسری جانب موجود اثنان کے لبوں پر شریر مسکراہٹ رقصاں ہوئی تھی
۔۔۔

اب یہ ہو گا کہ ہم جلد از جلد شادی کر کے آپ کے لالہ کو ماموں بنائے گے"
"۔۔۔مقابل نے نچلا لب دانتوں تلے دبائے کہا تو طوبیٰ شاہ محجوب سی
دھنک رنگوں میں نہا گئی۔۔۔
آپ کو شرم نہیں"۔۔۔۔وہ لرزتی آواز میں بمشکل بولی تھی۔۔۔"

آپ سے کیسی شرم۔۔۔جان ہیں آپ تو"۔۔۔اثنان کی جذبات سے چور آواز گونجی طوبی شاہ کا فشار خون معمول سے بڑھا گئی تھی۔۔۔

آپ آوٹنگ سے ہو کر آجائیں پھر میں شاہ سے ہمارے رشتے کی بات کرتا"۔۔۔اثنان نرم لہجے میں گویا ہوا تھا۔۔۔

ابھی تو ہمیں اجازت بھی کوئی نہیں دے رہا"۔۔۔وہ پریشانی سے بولی۔۔۔" جس کو آپ بھیج چکیں ہیں اس کے آگے مقابل کے انکار کی کوئی وجہ نہیں" بچتی"۔۔۔اثنان نے اسے باتوں ہی باتوں میں آگاہ کیا تھا جو کہ اس کے سے کے اپر سے گزر گئی۔۔۔

آپ ریڈی ہو جائیں۔۔۔اور اپنا بہت سارا خیال رکھیے گا۔۔۔"

میرے پاس ایک ہی ایک جان ہے اور آپ کو لے کر میں کوئی کمپرومائز نہیں کر سکتا"۔۔۔اثنان نے مشفقانہ مزاجی سے کہا تھا تو طوبیٰ شاہ مسکرا کر کال رکھ گئی۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ارباز عالم شاہ سے اجازت ملتے ہی ہائی پروف سکیورٹی کے ہمراہ دس گاڑیوں کا قافلہ شاہ پور گاؤں سے روانہ ہوا تھا۔۔۔یارم شاہ اور سبطین شاہ نے جانے سے منع کر دیا تھا کہ دونوں کو کچھ ضروری کام تھے مگر ارباز عالم شاہ کے کہنے پر کہ بلاشبہ سکیورٹی ساتھ ہے مگر ان پر اندھا اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔۔۔ان سب کے ساتھ ان کا جانا ضروری ہے۔۔۔تو شاہ کی بات سمجھتے وہ بھی ان کے ساتھ ناران کاغان جا رہے تھے۔۔۔۔

درمیان میں تین فورچیونر میں حویلی کی رونقیں براجمان تھیں جبکہ ان کے آگے پیچھے دو گاڑیاں لڑکوں کی تھیں اور ساتھ ان کے پانچ فورایکس فور میں

براجمان گ+ن تھامے بلیک پینٹ شرٹ میں ملبوس چہرہ رومال سے کور کیے گارڈز تھے۔۔۔

سر ٹوٹل دس گاڑیاں ہیں۔۔۔اور درمیان والی پانچ گاڑیوں میں ارباز عالم شاہ کی فیملی ہے"۔۔۔یہ سن کر مقابل کے چہرے پر ناگواری چھائی تھی ۔۔۔

سر انہیں گھیرنا ناممکن ہے"۔۔۔"

مارنا تو ناممکن نہیں"۔۔۔مقابل نے قدرے غصے سے کہا۔۔۔"

سر ارباز عالم شاہ کی فیملی پر وار کرنا آسان نہیں ہے۔۔۔کس قدر سیکورٹی سخت ہے ان کے ساتھ اور دوسری بات ان پر حملہ کرنے سے پہلے وہ ہمیں دبوچ لے گا"۔۔۔

تم اس کے آدمی ہو یا میرے"۔۔۔"

سر میں آپکا ہی ملازم ہوں بس یہ کہہ رہا ہوں کہ فلحال یہ ممکن نہیں" ۔۔۔۔"

تم ان سے فاصلہ برقرار رکھ کر پیچھا کروان کا۔۔۔مجھے کل تک ہر حال میں "
شاہ فیملی میں سے کوئی ایک لڑکی اپنی دسترس میں چاہیے۔۔۔کیونکہ ارباز
شاہ کو اس کے ارادوں سے بعض رکھ کر اسے اپنے سامنے جھکانے کا اس سے
بہتر کوئی منصوبہ نہیں ہو سکتا۔۔۔کل کا دن میں اس پر وہ وار کروں گا کہ وہ
سن رہ جائے گا"۔۔۔۔

مقابل نے کہہ کر کال کٹ کر دی تو بابر نے نفرت بھری نگاہوں سے فون کو
گھورا تھا۔۔۔۔

تمہارے لیے تمہارا ہی منصوبہ تار عنکبوت ثابت ہونے والا ہے"۔۔۔۔"

بابر بڑبڑایا تھا اور پھرتی سے ڈھلوان اترتا دوسری جانب روڈ پر کھڑی اپنی
گاڑی کی جانب بڑھا تھا۔۔۔۔۔

اور جہاں محبت ہو وہاں ڈر اور خوف تو ہوتا ہی ہے محبوب سے دور ہونے کا محبوب کے بچھڑ جانے کا۔۔۔اور پھر یکطرفہ محبت میں یہ خوف شدت پکڑ جاتا ہے۔۔۔

بلاشبہ ارباز عالم شاہ بھی اسی خوف کا شکار ہو گیا تھا۔۔۔۔وہ جس نے آج تک کسی سے خوف نا کھایا تھا۔۔۔ہاں وہ محبتوں میں گندھا شخص تیمور شاہ سے خوف زدہ ہوا تھا۔۔۔۔۔وہ ایک ہی نظر میں بندے کو جانچ لیتا تھا اور تیمور کا حور کی جانب جھکاؤ اسے اضطرابی کیفیت میں مبتلا کر گیا تھا۔۔۔اسی وجہ سے تیمور کو حور کے ساتھ نا جانے دیا تھا۔۔۔۔اور پھر تیمور کو مختلف کاموں پر لگائے رکھا تھا کہ وہ تیمور کو حور کے متعلق سوچنے بھی نہیں دے سکتا تھا

۔۔۔

تیمور شاہ کچھ دیر پہلے ہی زمینوں کا چکر لگا کر آیا ہی تھا کہ پھر ارباز شاہ کے حکم پر وہ دربار پر لنگر تقسیم کرنے آ گیا تھا۔۔۔۔

تیمور شاہ تم کیوں نہیں گئے "۔۔۔شہاب شاہ اسے دربار پر دیکھ کر حیران ہوا تھا۔۔۔

اسلام علیکم لالہ۔۔۔جی بس اربازلالے نے روک لیا کچھ کام تھے """ ۔۔۔تیمور نے اس سے مصافحہ کرتے کہا۔۔۔

کام وام تو ہوتے رہتے ہیں اور جہاں تک میں جانتا ہوں کہ اربازعالم ملٹی ٹاسکر بندہ ہے تو تم سے کیا کام کروانا پڑ گیا "۔۔۔شہاب شاہ نے جانچتی نظروں اسے دیکھ کر کہا۔۔۔

کچھ خاص نہیں اب سب تو نہیں جا سکتے کسی ایک کا حویلی رکنا ضروری تھا" ۔۔۔لالے خود ضروری کام سے گئے ہیں۔۔۔دادا سائیں اور تایا ابو کسی سیاست دان کے گھر گئے ہیں اور چچا جان شہر گئے ہیں۔۔۔تو حویلی میں کوئی مرد نہیں تھا اس لیے انہوں نے مجھے روک لیا"۔۔۔

تیمور کے مسکرا کر کہا اور ملازم کو اشارہ کیا کہ وہ باقی کی دیگیں تقسیم کر دیں

صحیح تو ہمیں کہہ دے ہم آجاتے حویلی۔۔۔پر تمہیں روک کر مجھے اچھا" نہیں لگا۔۔۔تم کونسا یہاں رہتے ہو۔۔۔سالوں بعد آتے ہو"۔۔۔شہاب شاہ اس کے شانوں کے گرد باہیں حمائل کرتا اسے ساتھ لیے آگے کی جانب قدم بڑھانے لگا۔۔۔

اور مجھے اچھا لگا یہ سب کر کے"۔۔۔تیمور نے مسکرا کر کہا۔۔۔"

یہ بتاؤ کہ پڑھائی کیسی جا رہی ہے"۔۔۔"

بہت اچھی"۔۔۔تیمور نے مسکرا کر کہا۔۔۔"

کسی کو پسند کرتے ہو"۔۔۔"

وہ اسے دوستانہ رویہ رکھتے استفسار کر گیا تو تیمور نے حیرت سے انہیں دیکھا

بڑا غیر ارادتاً سوال تھا۔۔۔

لندن میں کوئی پسند ہے کیا"۔۔۔شہاب نے پھر سے پوچھا۔۔۔"

نہیں۔۔۔یہاں پسند ہے"۔۔۔تیمور نے کچھ سوچ کر کہا۔۔۔"

کون پسند ہے"۔۔۔؟"

حور عین"۔۔۔تیمور نے اس کی جانب دیکھتے بتایا۔۔۔"

اچھی بات ہے۔۔۔باہر جتنی مرضی عیاشی کرو۔۔شادی ہمیشہ خاندان میں" ہی کرنی چاہیے۔۔۔لڑکی کی جائیداد بھی ساری آپ کے حصے میں آتی ہے ۔۔۔اور بیوی بھی آپ کی غلام بن کر رہتی ہے۔۔اور پھر چاہے آپ باہر جتنی مرضی عورتیں رکھو"۔۔۔شہاب شاہ اسے غلط پٹی پڑھاتا گویا ہوا تھا۔۔۔

دراصل غلط لوگ ہمیشہ غلط ہی سیکھاتے ہیں۔۔۔وہ خود تو نا اچھا کر سکتے ہیں بلکہ دوسروں کو بھی اپنے جیسا بنانے کی کوشش کرتے ہیں اور یہ انسان پے

منحصر ہے کہ وہ غلط کے ساتھ رہ کر اسے اچھا بناتا ہے یا پھر خود غلط بنتا ہے

لالہ مجھے اب حویلی جانا ہے"۔۔۔اس کی بات تیمور کو ناگوار سی گزری" تھی کہ فوراً سے جانے کا بول گیا۔۔۔

اب سارے کام ہو گئے ہیں تو حویلی نہیں میں تمہیں ایک بہت خاص جگہ پر" لے جانے والا ہوں جہاں تم سب کچھ بھول کر کسی اور ہی دنیا میں پہنچ جاؤ گے"۔۔۔

شہاب شاہ خباثت بھری مسکراہٹ لبوں پر سجائے گویا ہوا تھا۔۔۔

پر لالہ میں"۔۔۔ تیمور نے کچھ کہنا چاہا۔۔۔"

تم ایک بار میرے ساتھ چلو۔۔۔اگر تمہیں جگہ پسند نا آئی تو ہم فوراً" واپس آجائیں گے"۔۔۔

شہاب شاہ کے کہنے پر وہ سر ہلا کر اس کے ساتھ جانے پر آمادہ ہو گیا۔۔۔

اور یہیں سے وہ غلط سیڑھی پر قدم رکھ چکا تھا۔۔۔

اگلے پانچ منٹ میں دھول اڑاتی لینڈ کروزر شہر کے راستے پر گامزن تھی

۔۔۔۔

ٹھیک دس منٹ بعد وہ ریڈ لائٹ ایریا میں رینا بائی کے سامنے براجمان تھے

۔۔۔۔

یہ ولایتی کون ہے؟۔۔رینا بائی پان چباتی خوشمگیں نظریں تیمور پر گاڑھے" بولی تھی۔۔۔

بھائی ہے میرا اس کے لیے کوئی خاص محفل کا انتظام کریں۔۔۔خا۔۔۔رینا" جی"۔۔۔شہاب خالہ کہتے کہتے رک گیا تھا۔۔۔۔

آپ کا بھائی ہے تو ہمارا بہت قریبی ہوا۔۔۔۔ہم ان کے لیے پورے دل" سے محفل سجائیں کہ یہ کبھی بھول نہیں پائیں گے"۔۔۔۔رینا بائی اٹھلاتے گویا ہوئی تھی۔۔۔جبکہ تیمور اس کی بات اگنور کرتا اس کوٹھے کو دیکھ رہا تھا

۔۔۔اس کے دل میں عجیب سی الجھن پیدا ہوئی تھی۔۔۔احساسات بھی کچھ تبدیل ہوئے تھے۔۔۔اسے وحشت سی ہونے لگی تھی اس جگہ سے۔۔۔۔

لالہ ہمیں چلنا چاہیے "۔۔۔یکدم سے وہ اپنی جگہ سے کھڑا ہوتا بولا۔۔۔۔"

ارے پیارے بابو ایسے کیسے آپ جا سکتے ہیں۔۔۔ہم جانتے ہیں آپ کو یہ " جگہ پسند نہیں آئی پر کچھ ہی دیر میں یہ جگہ آپ کی پسندیدہ ترین جگہوں میں شمار ہو گی "۔۔۔۔

رینا بائی فوراً سے اس کے پاس آتی اس کی گال کو چھو کر پیار سے بولی تھی تو تیمور نے شہاب کو دیکھا۔۔۔جس نے سے آنکھوں سے ہی اسے کچھ دیر رکنے کا اشارہ کیا تو وہ خاموش ہو کر واپس سے اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔۔۔

جناب ہمیں تھوڑا سا وقت درکار ہے "۔۔۔۔رینا بائی شہاب کے سامنے " آتی بولی۔۔۔

ٹھیک ہے مگر ہم زیادہ دیر انتظار نہیں کر سکتے۔۔۔۔جلد ہی محفل کا آغاز کریں"۔۔۔۔شہاب نے زرا سخت لہجے میں کہا تو وہ ترت سے غائب ہوئی تھی۔۔۔

لالہ یہ تو کوٹھا ہے ہم یہاں کیوں آئے ہیں"۔۔۔۔تیمور رینا بائی کے جاتے ہی شہاب سے گویا ہوا۔۔۔

ہم یہاں سکون لینے آئے ہیں۔۔۔شراب اور شباب جب سامنے ہوں تو سکون کی انتہا ہوتی ہے۔۔۔۔آج تمہیں اس سے واقف کرواؤں گا"۔۔۔۔

نہیں لالہ مجھے نا شراب پینی ہے نا شباب چاہیے۔۔۔آپ چلیں یہاں سے۔۔۔دادا سائیں اور ارباز لالے کو علم ہو گیا تو وہ ہمیں زندہ زمین میں گاڑھا دیں گے"۔۔۔

تیمور پریشانی سے گویا ہوا۔۔۔۔

تم پریشان مت ہو۔۔۔اب آئے ہیں تو تھوڑا انجوائے کر کے ہی جائیں گے "
۔۔۔اور تم شراب مت پینا بس شباب کو تھرکتے دیکھنا۔۔۔۔خود بخود بہک
جاؤ گے "۔۔۔۔

شہاب شاہ شیطانی مسکراہٹ لبوں پر سجائے گویا ہوا تھا۔۔۔کہ جبھی نزاکت
سے چلتی رینا بائی واپس آئی تھی۔۔۔

جناب تشریف لائیے "۔۔۔۔"

رینا بائی نے انہیں اس کمرے کے ساتھ ملحقہ بڑے سے ہوادار کھلے کمرے
میں آنے کی دعوت دی تو شہاب شاہ تیمور کو لیے اس جانب چل دیا۔۔۔۔
سامنے کا ماحول دیکھ کر تیمور کو سخت الجھن سی ہوئی تھی۔۔۔

کمرے کی دیوار کے چاروں سائیڈ پر گدے لگے تھے جن پر گاؤ تکیہ لگا کر بیٹھنے
کا انتظام تھا جبکہ درمیان میں بڑا سا حصہ کھالی تھا جو رقص کے لیے مختص تھا
۔۔۔

جہاں ان کے بیٹھنے کی جگہ تھی وہاں سامنے چھوٹی سی تپائی پڑی تھی جس پر شراب کی بوتلیں سجی ساتھ اور کچھ کھانے کی چیزیں پڑیں تھیں۔۔۔۔

کمرے کی سیٹنگ دیکھ کر اسے لگا تھا کہ یہ کمرا فقط رقص کے لیے ہی تھا۔۔۔

شہاب شاہ اس کا ہاتھ تھامے اس جگہ پر چل دیا جہاں گندے مشروب کی بوتلیں رکھیں تھیں۔۔۔۔

شہاب شاہ نے اسے اپنے ساتھ بیٹھایا اور رینا بائی کو اشارہ کیا تھا تو اس نے سر ہلا کر دونوں ہاتھوں کی زوردار تالی بجائی تھی تو بائیں جانب سے گھونگریوں کی چھن چھن کرتی نازک انہدام دوشیزہ نسبتاً دلہن کی طرح سجی انارکلی فارم میں گھونگٹ اوڑھے چھوٹے چھوٹے قدم لیتی کمرے کے وسط میں آن رکی تھی۔۔۔

اس کی ادائیں اور چلنے کے انداز اور اس کے سراپے پر تیمور کی نظریں جم سی گئیں تھیں۔۔۔۔

اس کے دل میں عجیب سے جذبات سر ابھارنے لگے تھے۔۔۔۔

کہ جبھی میوزک آن ہوا تھا اور وہ لڑکی تھرکنے لگی تھی۔۔۔۔رقص کرتے کرتے وہ اپنا دوپٹہ کھینچ کر دور اچھال گئی تھی تو اس کے وجود کی نشیب و فراز واضح ہوتے مقابل پر ایک جادوئی سحر سا طاری کر گئے تھے۔۔۔وہ انتہا کی خوبصورت نازک بدن حسینہ تھی۔۔۔جس کے رقص کرنے کے ساتھ اس کی وجود کی رعنائیاں واضح ہوتی مقابل کے جذبات میں ہلچل پیدا کر گئیں تھیں۔۔۔تیمور سانس روکے اس حسینہ کو دیکھ رہا تھا۔۔۔اور شہاب شاہ شراب کے نشے میں دھت ہوتا چلا جا رہا تھا۔۔۔۔

تیمور کے دل کی حالت بدلی تھی۔۔۔کہ سامنے کھڑی لڑکی اس کو اپنی جانب کھینچنے لگی تھی۔۔۔جبھی وہ لڑکی رقص کرتی ہوئی اس کی جانب آئی تھی اور اس کی جانب ہاتھ بڑھایا تو غیر ارادتاً تیمور اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ گیا۔۔۔تو اس لڑکی نے گہری دلچسپ مسکراہٹ لبوں پر سجائے اس کے ہاتھ پر دباؤ

بڑھا کر اپنی جگہ سے اٹھ کر اسے بھی ساتھ کھڑے ہونے کا اشارہ دیا تو تیمور اس کے سحر میں جکڑا ارد گرد سے بیگانہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔۔

وہ لڑکی ناز سے مسکراتی اس کا ہاتھ کھینچ کر اسے لیے بائیں جانب بنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔۔۔

یہ کون ہے شہاب "۔۔۔۔"

ان کے جاتے ہی رینا بائی نے پوچھا۔۔۔۔

یہ ہمارے لیے ایک بہت اہم مہرہ ہے خالہ "۔۔۔۔وہ زہریلی مسکراہٹ" سے بولا۔۔۔تو رینا بائی بھی مسکرا دی تھی۔۔۔

چاہے انجانے میں ہی سہی کسی غلط شخص کے ساتھ اٹھایا ایک قدم انسان کی زندگی برباد کر دیتا ہے۔۔۔ تیمور پہلی بار شہاب شاہ کے ساتھ آیا تھا۔۔۔اور یہاں سے اس کی زندگی ایک نئے راستے کی مسافر بننے والی تھی۔۔۔وہ چاہتا تو

خود کو روک سکتا تھا۔۔۔ مگر وہ اس گند سے نکلنے کی بجائے اس میں مزید اترتا چلا گیا تھا۔۔۔

سبطین شاہ جو ناران آتے ہی کسی ضروری کام سے نکل گیا تھا کہ اب رات گئے واپس آیا۔۔۔ تو لاونج میں ہی دائیں جانب بنے آتش دان کے پاس رکھی کرسی پر روباب شاہ کو بیٹھے پایا جو ارد گرد سے انجان ڈرائی فروٹ کھاتی ناول پڑھنے میں مصروف تھی۔۔۔۔

تو وہ آنکھیں گھما کر رہ گیا۔۔۔۔

وہ ایسی ہی تھی۔۔۔ جہاں جب جیسے وقت ملتا اپنی الگ دنیا کھول کر بیٹھ جایا کرتی تھی۔۔۔ اور سبطین شاہ کو اس کی اس عادت سے چڑ تھی۔۔۔

وہ اسے ہمیشہ کورس کی کتابوں میں دیکھنا پسند کرتا تھا اور وہ تھی کہ اس کی پسند پر ناپسند کو ترجیح دیتی اس کو طیش دلایا کرتی تھی۔۔۔

وہ اس کی پرنسز تھی جسے سب اجازت تھی سوائے ناول پڑھنے کے۔۔۔ مگر وہ پھر بھی ناول پڑھ لیا کرتی تھی۔۔۔

ایک تو یہ لڑکی اور اس کے ناول۔۔۔ مجھے ناول پر پابندی لگانا پڑے گی""" ۔۔۔۔ وہ بڑبڑایا تھا اور گھنے بالوں میں ہاتھ پھیر کر اس کی جانب قدم بڑھائے۔۔۔۔

سبطین نے ایک نگاہ پورے لاونج میں دوڑائی ساری لائٹس آف تھیں اور آتش دان سے نکلتی روشنی ارد گرد پھیل کر چیزوں کو واضح دکھنے میں مددگار ثابت ہو رہی تھی۔۔۔ ارگرد کے طواف کے بعد اس کی نگاہیں اس کی روشن چہرے پر ان ٹکیں تھیں۔۔۔ اس کے چہرے کے گرد جھولتی لٹیں اور اس کی محویت نوٹ کر کے اس کے لبوں پر مسکراہٹ چھائی تھی۔۔۔۔ کہ بے ساختہ اس کی سبز آنکھوں میں چمک ابھری تھی۔۔۔

وہ ہولے سے قدم لیتا اس کے قریب ہوا تھا۔۔۔اور ہلکا سا اس کی جانب جھک کر بھاری آواز میں بولا۔۔۔۔

کیا ہو رہا ہے اس وقت "۔۔۔۔اس کی آواز میں مصنوعی سختی اور کچھ رعب" تھا۔۔۔

آہہہ "۔۔۔۔"

روباب جو بالکل مگن سی بیٹھی تھی مقابل کی بھاری آواز سن کر یکدم سے اس کے منہ سے چیخ نکلی تھی اور ہڑ بڑا کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔۔

اور سامنے دیکھا جہاں وہ بلیک پینٹ شرٹ میں ملبوس بلیک ہی جیکٹ پہنے گلے میں مفکر ڈالے دلکشی سے مسکرا تا روباب کے دل کی دنیا میں اتھل پتھل برپا کر گیا تھا۔۔۔۔

افففف آپ نے تو مجھے ڈرا دیا"۔۔۔روباب دل پر ہاتھ رکھے خفا انداز میں"
بولی تو وہ شانے اچکا کر رہ گیا۔۔۔۔
تم پھر سے یہ بیماری کھول کر بیٹھی تھی"۔۔۔۔اس نے آنکھیں چھوٹی کیے"
اسے گھورتے پوچھا۔۔۔۔

ن نہیں تو"۔۔۔اس نے فوراً سے فون ٹیبل پر پٹختے جھوٹ بولا تھا۔۔اسے"
ہمیشہ ایک ہی جھوٹ بولنا پڑتا تھا۔۔۔اور وہ بڑے دھڑلے سے بول جایا
کرتی تھی۔۔۔
اس بار اگر تمہارے نمبر کم آئے تو آئی سوئیر روباب شاہ میں تمہارے ناول"
دفنا دوں گا"۔۔۔۔وہ انگلی اٹھا کر اس کو وارننگ دیتا بولا۔۔۔

نہیں آئیں گے نا"۔۔۔وہ یکدم سے ہول اٹھی تھی۔۔۔۔

دو ماہ چار دن ہیں تمہارے پاس۔۔۔اس کے بعد میں تمہارے ناولز کو الٹا" لٹکا دوں گا"۔۔۔وہ سبز آنکھوں سے اسے گھورتا بولا تھا تو روباب نے ملتجی نظروں سے اسے دیکھا تھا۔۔۔

ظالم تو مت بنے"۔۔۔روباب نے روہانسی ہو کر کہا تھا۔۔۔"

تم مجھے مجبور کر رہی ہو ظلم کرنے پر۔۔۔خیر فلحال تو بخش رہا ہوں۔۔۔ "

آگے مجھ سے کوئی امید مت رکھنا"۔۔۔

وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے بولا تو روباب کے چہرے پر مسکراہٹ کھل گئی۔۔۔

تم اس وقت تک یہاں کیا کر رہی ہو"۔۔۔سبطین نے کلائی پر بندھی " گھڑی پر وقت دیکھا جہاں اب رات کے دو بج رہے رہے تھے۔۔۔تو اس نے ماتھے پر بے شمار بل ڈالے استفسار کیا۔۔۔اسے روباب کا رات گئے اکیلے

لاونج میں بیٹھنا سخت برا لگا تھا۔۔۔گھر میں بہت سے ملازم تھے جن کے بیچ وہ اکیلی تھی۔۔۔اسے کسی پر اعتبار نہیں تھا۔۔۔۔وہ تو یونیورسٹی میں اس کے سائے تک کو اکیلا نا چھوڑتا تھا تو یہاں کیسے چھوڑ دیتا۔۔۔چاہے اپنا گھر تھا مگر وہ کسی پر بھروسہ نہیں کرتا تھا۔۔۔۔

اس کا یہی انداز روباب شاہ کو بہت سے خوش فہمیوں میں مبتلا کر گیا تھا۔۔۔

(کچھ خوش فہمیاں جب ختم ہوتی ہیں تو دردناک ازیت دیتی ہیں)۔۔۔

میں آپ کا انتظار کر رہی تھی"۔۔۔روباب نے لب کچلتے اس کی سبز" آنکھوں میں دیکھتے حقیقت بیانی سے کام لیا تھا۔۔۔معاً وہ پچھلے چھ گھنٹوں سے اس کے انتظار میں پورے ووڈن ہاؤس میں پاگل ہوئی پھرتی رہی تھی اور اب گھنٹہ پہلے ہی وہ آتش دان کے قریب آکر بیٹھی تھی۔۔۔

سبطین شاہ کا نظروں سے اوجھل ہونا اسے پریشان کر دیتا تھا۔۔۔وہ خود اپنی حالت سے بے چین تھی اور آج صبح سے اس کی غیر موجودگی میں روباب کو کچھ اچھا نا لگ رہا تھا۔۔۔اپنے دل کی بگڑتی حالت سے پیچین وہ یہاں وہاں پھرتی خود کو پر سکون کرنے کی ناکام کوشش میں تھی۔۔۔پچھلے کچھ دنوں سے ہی مقابل کو دیکھ کر اس کی دھڑکنوں نے لے بدلنی شروع کر دی تھی۔۔۔۔

اور کچھ مقابل کا تحکم بھرے انداز سے اسے محبت ہو گئی تھی۔۔۔سبطین کا رعب ڈالنا، حکم دینا اور لالے بولنے پر ڈانٹنا اسے بہت اچھا لگتا تھا۔۔۔کہ وہ جان بوجھ کر اسے لالہ کہتی اور پھر اس کی سبز آنکھوں کی گھوریاں دیکھ کر کھل کر مسکراتی تھی۔۔۔۔

کبھی کبھی تو وہ اسے سب کے سامنے بھی لالہ کہنے پر ڈانٹ دیتا تھا۔۔۔اور روباب کے دل میں خوشی سے پھول کھل اٹھتے تھے یہ سوچ کر کہ مقابل بھی اسے پسند کرتا تھا۔۔۔ مگر یہ صرف روباب کی سوچ تھی۔۔۔

(کبھی کبھی جو ہم سوچتے ہیں ویسا نہیں ہوتا۔۔ حقیقت اس کے متضاد ہوتی ہے۔۔۔ ہم اپنی سوچوں میں ہی بہت سے خود ساختہ فیصلے کر لیتے ہیں۔۔۔ اور خود ساختہ فیصلے اکثر غلط ہوا کرتے ہیں)۔۔۔

کیوں"؟۔۔۔۔مقابل نے بائیں ائیبرو اچکائے استفسار کیا۔۔۔"

وہ آپ نے کھانا نہیں کھایا اس لیے"۔۔۔۔روباب نے مسکرا کر نرم لہجے" میں کہا۔۔۔

تو سبطین نے بغور اسے دیکھا۔۔۔۔

تم اس وقت اس اس لیے جاگ رہی ہو۔۔۔ کہہ میں نے کھانا نہیں کھایا"

"۔۔۔اس نے پھر سے استفسار کیا۔۔۔

تو روباب نے اثبات میں گردن ہلائی۔۔۔

میری پاگل بلی۔۔۔میں کھانا کھا کر آیا ہوں تمہیں سو جانا چاہئے تھا""

۔۔۔۔

سبطین نے مسکرا کر نفی میں سر ہلاتے کہا تو روباب نے متحیر نگاہوں سے اسے دیکھا۔۔۔جو جتنی بھی دیر سے آتا روباب کو کال کر کے جگا کر اپنے لیے کھانا لانے کا کہتا تھا۔۔۔ مختصر یہ کہ وہ روباب کے ہاتھ سے لایا ہوا کھانا کھاتا تھا۔۔۔اور اکثر تو روباب کی اس سے لڑائی ہوتی رہتی تھی جو آدھی رات اسے جگا دیا کرتا تھا۔۔۔ کیونکہ اسے لیٹ نائٹ گھر آنے کی عادت تھی اور روباب بہت چڑتی تھی۔۔۔اور آج جب وہ اس کے انتظار میں تھی تو وہ باہر سے کھا کر آ گیا تھا۔۔۔اس کا دل ذرا سا اداس ہوا تھا۔۔۔

تو آپ بتا دیتے، مجھے لگا آپ پھر مجھے جگائیں گے اس لیے میں سوئی نہیں"

"۔۔۔روباب نے بیکل ہوتے معصومیت سے کہا تھا۔۔۔

تو سبطین شاہ نے نچلا لب دانتوں تلے دبا کر مسکراہٹ روکی۔۔۔وہ اکثر اپنی بلی کو تنگ کیا کرتا تھا اسے اچھا لگتا تھا روباب کا کیوٹ غصہ دیکھنا۔۔۔

ان دونوں میں بہت اچھی دوستی تھی دونوں ایک ہی یونیورسٹی میں پڑھتے تھے۔۔۔ سبطین روباب سے سینئر تھا اور روباب ایک کلاس اس سے پیچھے تھی۔۔۔یونیورسٹی میں سبطین کسی بچے کی طرح اس کا خیال رکھتا تھا تو اکثر اس کی کلاس فیلوا سے تنگ کرتی تھیں تو وہ تنک کر کہتی میرا لالہ ہے ایسا ویسا کچھ نہیں۔۔۔

مگر پچھلے کچھ دنوں سے اس کے دل میں سبطین کے لیے بے پناہ محبت پیدا ہو گئی تھی کہ وہ خود بھی خود پر حیران تھی۔۔۔اور آج جب وہ سارا دن اسے

نظر نا آیا تھا نا آیا تھا تو بے چینی حد سے سوا ہوئی تھی تنگ آ کر اس نے سونیا کو کال ملائی تھی۔۔۔تو اس نے اس کے پھڑکتے دل کو گویا باور کروایا تھا کہ اسے سبطین شاہ سے محبت ہو گئی تھی۔۔۔تو روباب کو بھی اس کے سامنے ماننا پڑا تھا کہ ہاں یہ محبت ہے اسے سبطین شاہ کی عادت ہو گئی تھی۔۔اسے اس کی ڈانٹ رعب اور خوشمگیں گھوریوں کی عادت ہو گئی تھی۔۔۔اسے محبت ہو گئی تھی۔۔۔اس مغرور شہزادے سے محبت۔۔۔پر کیا اسے محبت تھی۔۔۔۔؟

Zubi Novels Zone

ہاں یار وہ دعا کے ساتھ وقت کا پتا ہی نہیں چلا"۔۔۔"

سبطین نے گردن سے مفلر نکالتے عام سے لہجے میں کہا تھا تو روباب نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔۔

!دعا۔"۔۔۔!"وہ یہاں"۔۔۔۔۔"

روباب نے اچنبھے سے پوچھا۔۔۔۔

وہ اچھی طرح جانتی تھی دعا کو۔۔۔وہ سبطین کی کلاس میٹ تھی۔۔۔وہ اور سبطین ہر وقت ساتھ ہوتے تھے۔۔۔جب بھی سبطین شاہ اس کی کلاس میں آتا تو دعا بھی ساتھ ہوتی تھی۔۔۔دعا بہت پیاری لڑکی تھی۔۔۔وہ اس کو بھی سبطین کی طرح ٹریٹ کرتی تھی۔۔۔۔دعا بہت اچھے اخلاق کی مالک تھی۔۔۔اور روباب کو دعا اچھی لگتی تھی۔۔۔مگر نجانے آج کیوں اسے دعا سے نفرت سی محسوس ہوئی تھی۔۔۔اس کے دل میں انجانے خدشوں نے ڈیرہ جما لیا تھا۔۔۔

چہرے پر سراسیمگی سی پھیل گئی تھی۔۔۔تو دل خوف سے دھڑک اٹھا تھا ۔۔۔کچھ چھن جانے کا خوف۔۔۔

(ایسے خوف کتنے اذیت ناک ہوتے ہیں۔۔۔جو ہر وقت انسان کو سولی پر لٹکائے رکھتے ہیں)۔۔۔

وہ اپنے پرینٹس کے ساتھ یہاں آئی ہوئی ہے۔۔۔اس نے آج مجھے اپنے" گھر کھانے پر انوائیٹ کیا ہوا تھا۔۔۔تو بس ان کے ساتھ باتوں میں وقت کا پتا ہی نہیں چلا"۔۔۔

وہ جیکٹ اتار کر شگفتگی سے گویا ہوا تھا۔۔۔روباب کی حالت سے س جون جس کے اندر جھکڑ برپا تھے۔۔۔

روباب نے متحوش نگاہوں سے اسے دیکھا تھا۔۔۔وہ جانتی تھی اس کی طرح وہ بھی سبطین شاہ کی دوست تھی۔۔۔مگر اب اسے سبطین شاہ کے ساتھ کوئی بھی لڑکی گوارا نہیں تھی۔۔۔اس کی سوچ تھی کہ اگر اسے سبطین شاہ سے محبت ہو سکتی ہے تو دعا کو بھی ہو سکتی ہے۔۔۔اور اسی سوچ نے اس کا تن من سلگا کر رکھ دیا تھا۔۔۔

معاً وہ کچھ کہتی کہ جبھی سبطین کا فون رنگ ہوا۔۔۔ سبطین نے پاکٹ سے فون نکالا تو سکرین پر دعا لکھا جگمگا رہا تھا۔۔۔اس کا نام دیکھ کر سبطین کے چہرے پر مسکراہٹ در آئی۔۔۔۔

پرنسز کھانا تو میں کھا کر آیا ہوں، اب بس چائے کی طلب ہو رہی ہے۔۔۔"

تم چائے میرے کمرے میں لے آؤ"۔۔۔۔روباب جو گم سم سی اس کے چہرے کو دیکھ رہی تھی۔۔۔کہ اس نے فون پر نگاہیں جمائے مشفقانہ انداز میں روباب سے کہا اور بنا اس کے متفکر چہرے کو دیکھے جیکٹ اور مفلر بازو پر ڈالے فون کان سے لگائے لمبے لمبے ڈگ بھرتا اپنے کمرے میں جانب بڑھ گیا تھا۔۔۔۔

تو روباب نے اس کی پشت کو تکتے گھرا سانس بھر کر اپنے اندر کی گھٹن کو کم کیا تھا اور پھر بوجھل قدموں سے کیچن کی جانب بڑھ گئی۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

خیریت۔۔۔اس وقت کال کر رہی ہو سب ٹھیک ہے"۔۔۔؟"

اپنے کمرے میں آتے ہی وہ جیکٹ اور مفلر صوفے پر رکھتا خود بھی صوفے پر آرام دہ حالت میں بیٹھا پاؤں سامنے پڑی میز پر رکھ کر آنکھیں موند گیا

جی سب ٹھیک ہے بس نیند نہیں آرہی تھی"۔۔۔دعا کی کھنکتی آواز" ابھری۔۔۔

نیندیں کہاں گنوادی ہیں میڈم"۔۔۔سبطین شاہ لبوں پر شریر" مسکراہٹ جمائے بولا۔۔۔

بس ایک شخص لوٹ گیا ہے"۔۔۔دعا کی سرگوشی نما آواز ابھری تھی "

اور کون ہے وہ شخص"۔۔۔اس نے اسی کے انداز میں سوال کیا تھا۔۔۔" سبطین شاہ"۔۔۔!دعا مسکرا کر بولی۔۔۔"

ابھی سے نیندوں کے جانے کا ملال ہونے لگا جبکہ میں تو تمہیں تم سے "
چرانے والا ہوں "۔۔۔وہ گھمبیر تا گویا ہوا تھا کہ دفعتاً کھٹکے کی آواز پر اس نے
مڑ کر دیکھا تھا تو روباب شاہ ہاتھ میں ٹرے لیے کمرے میں آئی تھی۔۔۔وہ
سبطین کی دعا سے ہوئی گفتگو نا سن پائی تھی۔۔

لالے آپ کی چائے "۔۔۔وہ جان بوجھ کر بولی تھی وہ اس کی ڈانٹ سننا "
چاہتی تھی۔۔۔پیار بھری رعب دار ڈانٹ۔۔۔جس سے روباب کو محبت
تھی۔۔۔۔

ہے ے ے مجھے لالے مت بولا کرو یار۔۔۔میں تمہارا پاٹنر "
ہوں "۔۔۔سبطین نے اسے ہمیشہ کی طرح ٹوکا تھا تو وہ چمکتے چہرے سے سر
ہلا گئی۔۔۔اسے خوشی ہوئی تھی بے انتہا خوشی۔۔۔

(خوشی کا ایک پل سو دکھوں پر بھاری ہوتا ہے۔۔۔اور ایک دکھ ساری
خوشیاں کھا جاتا ہے)۔۔۔

کون ہے"۔۔۔دعا نے فوراً سے استفسار کیا۔۔۔"

پرنسز ہے"۔۔۔۔سبطین نے مسکرا کر اسے دیکھتے ٹرے سے کپ اٹھا کر"

دوسری جانب کال پر موجود دعا کو بتایا تھا۔۔۔

وہ اس وقت تک جاگ رہی ہے"۔۔۔دعا کا لہجہ عجیب ہوا تھا۔۔۔گویا اسے"

اس وقت روباب کا سبطین کے کمرے میں آنا ناگوار گزرا تھا۔۔۔۔

ہممم چائے پیو گی۔۔۔پاٹنر چائے بہت اچھی بناتی ہے"۔۔۔۔"

وہ اس کی کے لہجے کی کاٹ اگنور کرتا نرم لہجے میں بولا۔۔۔

جبکہ روباب جو سمجھ رہی تھی اس کا شک یقین میں بدلا تھا وہ واقعی دعا سے

بات کر رہا تھا۔۔۔

غم وغصے کی کیفیت میں اس کا چہرہ سرخ ہوا تھا۔۔۔وجود میں آگ سی بھر گئی تھی۔۔۔یکدم سے اسے دعا پر بے تحاشا طیش آیا تھا۔۔۔اس کا دل کر رہا تھا اس سے فون چھین کر دعا کو کھری کھری سنائے اسے بتائے کہ سبطین شاہ صرف اس کا ہے دور رہے اس سے۔۔۔اور آج کے بعد کبھی کال کرنے کی جرات نا کرے۔۔۔مگر وہ لب بھینچ گئی۔۔۔۔وہ خود پر قابو پا گئی۔۔۔ حالانکہ اس کا خود پر قابو پانا بہت مشکل تھا۔۔۔مگجبکہ روباب جو سمجھ رہی تھی اس کا شک یقین میں بدلا تھا وہ واقعی دعا سے بات کر رہا تھا۔۔۔

Zubi Novels Zone

غم وغصے کی کیفیت میں اس کا چہرہ سرخ ہوا تھا۔۔۔وجود میں آگ سی بھر گئی تھی۔۔۔یکدم سے اسے دعا پر بے تحاشا طیش آیا تھا۔۔۔اس کا دل کر رہا تھا اس سے فون چھین کر دعا کو کھری کھری سنائے اسے بتائے کہ سبطین شاہ صرف اس کا ہے دور رہے اس سے۔۔۔اور آج کے بعد کبھی کال کرنے کی جرات نا کرے۔۔۔مگر وہ لب بھینچ گئی۔۔۔۔وہ خود پر قابو پا گئی۔۔۔

حلانکہ یہ بہت مشکل تھا۔۔اور وہ کام کر گئی تھی۔۔۔وہ اپنی محبت کو کسی اور سے بات کرتا دیکھ کر سہہ گئی تھی۔۔۔وہ بہت باہمت لڑکی تھی۔۔۔

سبطین اسے اپنے کمرے میں بھیجو۔۔۔ابھی اور اسی وقت "۔۔۔دوسری" جانب سے دعا نسبتاً چلائی تھی۔۔۔تو سبطین شاہ کو اس کے رویہ پر حیرت ہوئی۔۔۔

کیا ہوا"۔۔؟اس نے لب بھینچ کر اس سے استفسار کیا۔۔۔ سبطین کو دعا کا" انداز گراں گزرا تھا۔۔۔

اسے بھی اور اسی وقت وہاں سے بھیجو"۔۔۔وہ لمبے لمبے سانس لیتی بولی" ۔۔۔

اوکے اوکے ریلیکس مائی لو"۔۔۔اس کی حالت کی پیش نظر وہ متفکر انداز" سے گویا ہوا تھا۔۔۔تو روباب جسے کچھ امید تھی کہ سبطین صرف اس کا ہے

۔۔۔لمحے میں امید ٹوٹی تھی۔۔۔مقابل کے "لو" کہنے پر روباب کو لگا کہ اس کے قدموں کے نیچے سے زمین سرک گئی ہو۔۔۔وجود سے روح کھینچ لی گئی ہو۔۔۔دل کو کچل دیا گیا ہو۔۔۔پل میں اس کی رنگت زرد پڑی تھی اور وجود پر لرزا طاری ہوا تھا۔۔۔کہ اس کے ہاتھ سے ٹرے چھوٹ کر فرش پر گرتی ٹکروں میں تقسیم ہوئی تھی۔۔۔۔

تو سبطین جو دعا کی جانب متوجہ تھا کہ آواز پر اس نے دائیں جانب دیکھا ۔۔۔تو نظر فرش پر بکھرے ٹکڑوں سے ہوتی روباب پر گئی۔۔۔تو اس کے چہرے کی زرد رنگت اور وجود پر کپکپی دیکھ کر وہ فوراً سے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔۔

آریوا وکے "۔۔۔وہ اس کے پاس آتا اس کے کندھے پر ہاتھ رکھے" پریشانی سے گویا ہوا تھا۔۔۔۔

وہ وہ۔۔۔آپ"۔۔۔۔اس کے لب محض پھڑ پھڑا اٹھے تھے اس کے لبوں" سے الفاظ نکلنے سے انکاری ہوئے تھے۔۔۔۔اور آنکھوں میں آنسوں جمع ہوتے بہنے کو بے تاب ہوئے تھے۔۔۔

مطلب وہ جو محبت تھی وہ یکطرفہ تھی

مطلب ہم نے پالا تھا خوا مخواہ کا دکھ

(کتنا مشکل ہوتا ہے اپنی محبت کو کسی اور کی محبت میں مبتلا دیکھنا۔۔۔۔روح لرز جاتی ہے۔۔۔وجود جیسے زندہ لاش بن جاتا ہے اور دل بنجر ہو جاتا ہے ۔۔۔محبت جب کسی اور کی دسترس میں جاتی معلوم ہوتی ہے تو دل پھٹتا محسوس ہوتا یوں لگتا ہے کہ وقت نزع آ گیا ہے۔۔۔مگر انسان پھر بھی جی رہا ہوتا ہے۔۔۔سانسیں پھر بھی چل رہی ہوتیں۔۔مگر احساسات مردہ ہو چکے ہوتے ہیں)۔۔۔

اور یہی سب کچھ اس وقت روباب کے ساتھ ہو رہا تھا وہ جس نے ابھی محبت کو ٹھیک سے محسوس بھی نا کیا تھا وہ محبت اس سے منہ موڑ گئی تھی۔۔۔۔

اسے لگا تھا وہ ابھی فرش پر گر جائے گی۔۔۔اس کی اندرونی خلفشار مقابل پر عیاں ہو جائیں گے کہ جبھی وہ سختی سے لب دانتوں تلے دبائے فرش پر بیٹھ کر وہ ٹکڑے سمیٹنے لگی۔۔۔۔

چھوڑ دو تم جاؤ سو جاؤ۔۔۔مجھے تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی"۔۔۔"

سبطین کو اس کی یکدم سے بگڑتی حالت پر تشویش ہوئی تھی۔۔۔۔

پر"۔۔۔وہ بھیگی آواز میں اتنا ہی بول پائی تھی۔۔۔"

اٹس او کے ملازم صاف کر دے گا۔۔۔جاؤ ریسٹ کرو"۔۔۔۔ "

سبطین نے اس کے جھکے سر کو دیکھتے تفکر سے کہا۔۔۔تو وہ جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھی تھی اور آنسوؤں بھری ایک گہری شکوہ کناں نظر اس پر ڈالے بھاگتی کمرے سے نکلتی چلی گئی۔۔۔

تو سبطین الجھی نظروں سے اسے جاتا دیکھتا رہا۔۔۔اسے اس کی آنکھوں میں نظر آتا شکوہ بے چین سا کر گیا تھا۔۔۔

کیا ہوا سبطین"۔۔۔ سپیکر سے دعا بھی کچھ ٹوٹنے کی آواز سن چکی تھی کی" پریشانی سے گویا ہوئی۔۔۔

کچھ نہیں پرنسز کی طبیعت ٹھیک نہیں شاید"۔۔۔اس کی پریشانی میں ڈوبی" آواز ابھری۔۔۔

تو تم نے کیوں اسے آدھی رات تنگ کیا۔۔۔۔ریسٹ کرنے دیتے""

۔۔۔۔

وہ بول رہی تھی مگر اس کی آنکھوں کے پردے پر اس کی آنسوؤں سے تر آنکھیں گھوم رہی تھیں۔۔۔۔

میں کچھ پوچھ رہی ہوں"۔۔۔جواب ناپا کر دعا پھر سے بولی۔۔"

ہاں اوکے۔۔۔چلو تم سو جاؤ صبح بات کرتے ہیں"۔۔۔سبطین نے کال" کٹ کر دی اور ایک نظر فرش پر بکھرے ان ٹکڑوں کو دیکھ کر ایک ہی گھونٹ میں چائے حلق سے اتراتا اپنی جگہ سے اٹھ کر ڈریسنگ روم بند ہو گیا۔۔۔

۔۔۔۔

اس کے دل کی دینا ویران ہوئی تھی۔۔۔شام تک وہ سونیا سے اپنے احساسات شیئر کر کے کتنی خوش تھی۔۔۔اسے کہاں پتا تھا کہ اس کی یہ خوشی صرف چند پل کی تھی۔۔۔

میں نے دیکھا ہے خوشیوں کو دکھوں میں بدلتے۔۔۔)

خوشیاں قسمت والوں کو راس آتی ہیں)۔۔

وہ جسے اپنا سمجھ رہی تھی وہ تو کسی اور کا تھا۔۔۔وہ جس کے رعب ڈانٹ کو پیار سمجھتی تھی وہ تو اس کی دوستی تھی اس کی کئر تھی۔۔۔نا کہ اس کی محبت۔۔۔

تو وہ کیوں اس سے محبت کر بیٹھی۔۔۔

یہ اس کی یکطرفہ محبت تھی۔۔۔اور یکطرفہ محبت زندگی کو روگ بنا دیتی ہے ۔۔۔محبوب نظروں کے سامنے ہو مگر اس پر حق کسی اور کا ہو تب تکلیف حد

سے سوا ہوتی ہے۔۔۔اور ایسی تکلیف روح تک کو زخمی کر دیتی ہے۔۔۔اس تکلیف کا ازالہ محبوب کی معیت میں میسر آتا ہے جب محبوب ہی اپنا نا ہو تو ازالہ کیسا۔۔۔سکون کیسا۔۔پھر ہر حال میں ہر قیمت پر یکطرفہ محبت کا درد سہنا پڑتا ہے۔۔۔اور وہ سہہ رہی تھی۔۔۔۔

محبت تو تھی اسے کسی اور سے شاید
ہم سے تو یوں ہی ہنسی مزاق رکھتا تھا۔۔

(دراصل محبت تو الہام ہے جو چوری چوری چپکے چپکے دل میں اتر جاتی ہے اور انسان اس محبت کے آگے بے بس ہوتا چلا جاتا ہے۔۔۔محبت ہی تو ہے جو انسان کو بے بس بناتی ہے)۔۔۔۔

روباب بے بس ہوئی تھی۔۔۔وہ چاہ کر بھی کچھ نہیں کر سکتی تھی۔۔۔یہ دعا اس کی زندگی میں بدعا ثابت ہوئی تھی۔۔۔جو اس سے اس کی سبطین کو چھین کر لے گئی تھی۔۔۔

وہ فرش پر بیٹھی گھٹنوں پر سر رکھ کر ٹانگوں کے گرد بازو باندھے اپنی ادھوری محبت کا ماتم کرتی سسک رہی تھی۔۔۔۔یہ ساری رات اس کی روتے سسکتے گزرنے والی تھی۔۔۔

اگر تو دیکھ سکے میرے دل میں اپنا مقام
تو تجھے کسی اور کو دیکھنا گناہ لگے

انسان میں شرم حیا نام کی چیز بھی ہوتی ہے"۔۔۔۔"

وہ دانت پیستی بولی تھی اپنے ارگرد ان تین لڑکوں کو دیکھ کر۔۔۔۔جو اس کو گھیرے کھڑے تھے۔۔۔۔

جب پریاں آسمان سے اتر آئے تو شرم و حیا ہم پر حرام ہو جاتی ہے"۔۔۔۔"

ایک لڑکا اس کو سر سے پیر تک گھورتا بیہودہ انداز میں بولا تھا تو نینا شاہ نے کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔جو نہیں جانتے تھے کہ اس کو گھیر کر اپنے لیے موت کو بلاوا دے چکے تھے۔۔۔

وہ جانتی تھی کہ کچھ ہی دیر بعد وہ مقابل کے پیروں میں نظر آنے والے تھے ۔۔۔اس کے لبوں پر مسکراہٹ کھل گئی تھی اپنے "ڈینجرس مین" کو یاد کر کے۔۔۔۔جو اس کو کوئی بھی مشکل محسوس کرنے دینے سے پہلے حاضر ہو جایا کرتا تھا۔۔۔۔بقول نینا کے اس کا "جلاد بوتل والا جن"۔۔۔

جس کو دل میں زرا سا یاد کرنے کی ضرورت ہوتی تھی کہ وہ حاضر ہو جایا کرتا تھا۔۔۔نینا کو چوکانا اس کا پسندیدہ مشغلہ تھا شاید۔۔۔

وہ اس وقت بلیک پینٹ شرٹ میں ملبوس اس پر گرم لانگ مہرون کوٹ زین تن کیے پیروں میں لانگ شوز پہنے براؤن لمبے سلکی بالوں کی پونی ٹیل بنائے ہاتھوں میں ہاف گلوز پہنے، سرخ و سفید رنگت کی حامل خوبصورت نقوش والی نینا شاہ بلا کی پیاری لگ رہی تھی۔۔۔

وہ بڑے اطمینان سے لانگ کوٹ کی پاکٹس میں ہاتھ ڈالے ببل گم چباتی سنو فالنگ انجوائے کر رہی تھی۔۔۔ مگر اچانک سے سنو فالنگ رک گئی تھی تو وہ شانے آچکا کر رہ گئی اور گلوز میں مقید ہاتھ سر پر پھیر کر روئی کے زرا سے گالے سر سے جھٹکے تھے۔۔۔

یقیناً تم گھٹیا نسل کی پیداوار اور اعلی درجے کے بے غیرت بھیڑیا ہو۔۔۔"

خیر یہ بتاؤ کہ تم جانور مرنا پسند کرو گے یا ہڈیاں تڑوا کر زندہ رہنا"۔۔۔۔وہ ان سے خائف ہوئے بغیر وسط میں کھڑی تند لہجے میں بولی تھی۔۔۔

ان جیسے لوگ معاشرے میں بے شمار ہر جگہ موجود ہیں جن کی وجہ سے ایک اکیلی لڑکی کبھی بھی خود کو محفوظ تصور نہیں کرتی۔۔۔۔

تو اس نازک انہدام کو دیکھ کر ان کا استہزاء قہقہے گونج اٹھے تھے۔۔۔۔

آپ جیسی حسن کی دیوی کو دیکھ کر اندر کا جانور جاگ آتا ہے"۔۔۔"

ہمیں مرنا بھی قبول ہے پر صرف آپ کی پناہوں میں"۔۔۔۔ "

دوسرا لڑکا انگوٹھے سے اپنے ہونٹوں کا دایاں کنارہ رگڑتا کرتا غلیظ خیالات کو پالے بولا تھا اور قدم اس کی جانب بڑھائے تو نینا شاہ نے دائیں ابرو اچکا کر اسے دیکھا تھا۔۔۔

ایسے مت دیکھو۔۔۔ ہمیں مرنا ہے اس کے لیے قریب آنا پڑے گا"۔۔۔"

وہ ہوس بھری نگاہوں سے اسے دیکھتا بولا تھا تو باقی دو کا قہقہہ گونج اٹھا

۔۔۔۔

تم لوگوں کی موت وہ طے کرے گا"۔۔۔۔ تو نینا نے بائیں جانب سے" چند قدم کی دوری پر آتے یارم شاہ کی جانب اشارہ کیا تھا۔۔۔

تو ان لڑکوں نے بے ساختہ گردن گھما کر اسے دیکھا تھا جو لمبا چوڑا کسرتی جسامت کا حامل بلیو پینٹ پر ییلو شرٹ زیب تن کیے اس پر براؤن جیکٹ پہنے جس کی زپ کھلی اس کا مضبوط چٹانی ابھرا سینہ واضح کر رہی تھی۔۔۔ وہ

چلتا ہوا لائٹر سے منہ میں دبی سیگریٹ سلگاتا، لانگ بوٹ میں قید مضبوط قدموں کے برف پر نیشان چھوڑتا سرد نظروں سے انہیں دیکھتا لمحہ بالمحہ قریب آتا ان کو تھوک نگلنے پر مجبور کر گیا تھا۔۔۔

اس کی سیاہ خوبصورت آنکھوں میں ایسا تاثر نمایاں تھا کہ وہ لڑکے بے ساختہ حواس باختہ ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔۔۔۔

تو نینا شاہ نے بغور ان کی اڑی رنگت دیکھی تھی اور پھر اپنے وائلڈ مین کو ۔۔۔جو گھنے بال ترتیب سے سیٹ کیے چہرے پر نارمل تاثرات جمائے مگر آنکھوں میں سرد پن لیے بے نیازی سے سگریٹ کے کش لیتا بلا کا ہنڈسم لگ رہا تھا۔۔۔تو اس کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔۔۔

ایک بات بتا دوں تمہیں۔۔۔۔تمہارے ان نادر خیال کے عوض تم لوگ" بھاری قیمت چکانے والے ہو اپنی ہڈیوں کے سورمے کی شکل میں۔۔۔اگر

زندہ بچو اور مجھ سے معافی کا خیال جاگے تو جوتے منہ میں ڈال کر معافی مانگ لینا۔۔۔ویسے تو میں اپنے جلاد جن کی طرح معاف نہیں کرتی مگر تمہاری عمریں دیکھ کر مجھے تھوڑا ترس آجائے گا"۔۔۔ہو سکتا ہے معاف کر دوں۔۔ قسمت آزما لینا"۔۔۔۔

وہ انیس، بیس سال کے لڑکے تھے۔۔۔نینا شاہ کو ان کی کچھ لمحوں بعد بنتی درگت کا سوچ کر زرا سا دکھ ہوا تھا۔۔۔

ہہہ ہم ڈرتے نہیں ہیں اس سے۔۔۔وہ ایک ہے اور ہم تین"۔۔۔۔" ان کا سرغنہ لبوں پر زبان پھیرتا بولتا گویا خود کو دلاسہ دے رہا تھا۔۔۔

اور جو مجھ سے نہیں ڈرتے ان کو سزا بہت بھیانک دیتا ہوں میں۔۔۔" سوائے میری مس فیوچر زوجہ کے"۔۔۔۔

دفعتاً قریب سے ابھرتی اس کی سرد کٹیلی آواز نے ان منچلوں کو ہڑ بڑا کر رکھ دیا تھا۔۔۔

تو یارم شاہ نے ایک غضب ناک نگاہ نینا پر ڈالی تو وہ خفیف سی ہوتی نظریں چرا گئی۔۔۔

اب بتاؤ سالوں۔۔۔۔بہن سے کیا گفتگو ہو رہی تھی"۔۔۔۔یارم شاہ" سیگریٹ برف پر پھینکتا بوٹ سے مسلتا مصروف سا بولا تھا۔۔تو وہ لڑکے اپنے انتہائی قریب اونچے لمبے اور مضبوط وجود کے سامنے اپنی دبلی پتلی حالت دیکھ خود میں کہیں دبکے تھے۔۔۔مزید اس کے انداز نے انہیں بوکھلا کر رکھ دیا تھا۔۔۔

تم جو بھی ہو یہاں سے نکل جاؤ۔۔۔ہمارا تجھ سے کوئی واسطہ نہیں"۔۔۔"
ان کا سرغنہ اپنے سے چار قدم کی دوری پر کھڑے یارم شاہ کو دیکھتا مضبوط
لہجے میں بولا۔۔۔۔جبکہ خوف اس کے چہرے سے عیاں تھا۔۔۔

مگر میرا تو ہے۔۔۔سالوں"۔۔۔۔وہ سالوں کی س تھوڑی کھینچ کر اس"
انداز سے بولا تھا کہ نینا نے بے ساختہ امڈ آنے والی مسکراہٹ روکنے کے لیے
لب آپس میں دبائے۔۔۔

ہم تمہارے سالے نہیں لگتے بلکہ ہم تمہارے ب"۔۔۔اب کی بار دوسرا"
لڑکا لب ترکیے کچھ کہنے والا تھا پر مقابل نے اس کا جملہ پورا ہونے سے پہلے
ہی دائیں ہاتھ کا مکہ اس کی کنپٹی پر دے مارا تھا کہ وہ توازن برقرار نا رکھ پاتے
منہ کے بل برف پر جا گرا تھا۔۔۔۔

تم میرے سالے ہو۔۔۔ جس کا اقرار اگلے چھ منٹ میں تم خود کرنے "

والے ہو"۔۔۔

باسٹرڈ"۔۔۔ "

وہ دھاڑا تھا اور پھر زخمی شیر کی مانند ان پر پل پڑا تھا۔۔۔۔

یارم شاہ نے ان تینوں لڑکوں میں سے دو زیادہ بولنے والوں کو روئی کی طرح دھنک کر رکھ دیا تھا۔۔۔۔

نینا بڑی دلچسپی سے ان کو مارتا پڑتا دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

جبکہ تیسرا لڑکا زرد رنگت لیے سانس روکے وحشت زدہ سا اپنے دوستوں کی حالت دیکھ دیکھ شش پنج کھڑا تھا۔۔۔ دفعتاً کچھ چٹخنے کی آواز آئی تھی۔۔۔ اور اس کی آنکھیں پھیلیں جبکہ نینا شاہ کی آنکھوں میں یارم شاہ کے عمل سے ستائش جاگی تھی۔۔۔ کیونکہ مقابل ان کی حالت درگوں کر کے اب بقول نینا کے ان کی ہڈیوں کا سورمہ بنانے کے واسطے دونوں لڑکوں کی ایک ایک

ٹانگ توڑ چکا تھا۔۔۔تو شدت تکلیف کے باعث شاران فوریسٹ میں ان کی چیخیں دور دور تک گونج اٹھیں تھیں۔۔۔

مگر ان لڑکوں کی بدقسمتی کہ جس جگہ وہ موجود تھے وہاں کسی اور شخص کا نام و نشان نا تھا۔۔۔۔

وہ یہیں نہیں رکا تھا اور ان کی دائیں بائیں بازو بھی توڑ چکا تھا۔۔۔
تو تیسرا لڑکا یہ سب دیکھ کر گھٹنوں کے بل برف پر ڈھ سا گیا تھا۔۔۔
اس کے دوست چیختے چلاتے مدد کے لیے پکار رہے تھے۔۔۔
کبھی وہ اس کے پیر پکڑتے اور کبھی ہاتھ جوڑ کو معافی مانگتے۔۔۔

جبکہ یارم شاہ بغیر رکے ان کے پہلو پر بھاری بوٹوں کے ٹھوڈے رسید کرتا انہیں نیم بے ہوش سا کر گیا تھا۔۔۔

اب بولو۔۔۔رشتہ یاد آیا کہ نہیں"۔۔۔۔ماتھے پر بے شمار بل ڈالے اس" نے دونوں کو بالوں سے پکڑ کر سخت گرفت کرتے سپاٹ انداز میں استفسار کیا تھا۔۔۔۔

جج جی ہم سالے ہیں۔۔۔یہ ہماری بہن ہے"۔۔۔۔وہ دونوں درد میں" بڑی مشکل سے بولے تھے۔۔۔

یہ تو اچھا کہ تمہیں یاد آگیا۔۔۔مگر تمہاری سزا ختم کرنے پر قائل" نہیں۔۔۔کیونکہ جہاں بات میری لیڈی کی آجائے تو یارم شاہ سفاکیت کا آخری درجہ بھی کراس کر جاتا ہے"۔۔۔

وہ جنونی انداز میں شرٹ کے نیچے سے گن نکال کر اس کی پچھلی سائیڈ سے ان کے ناک کو نشانہ بنائے دھاڑا تھا تو ان کے ناک سے خون کی دھاریں پھوٹ پڑیں تھیں۔۔۔۔

جبکہ اپنے دوستوں کو موت کے بالکل قریب دیکھ کر تیسرا لڑکا بھاگ کر نینا شاہ کے پاس آیا تھا۔۔۔

باجی پلیز ہمیں معاف کر دیں اور اسے روکے۔۔۔۔ورنہ وہ انہیں مار دے گا"۔۔۔۔

وہ لڑکا نینا کے سامنے ہاتھ جوڑتا بولا تو نینا شاہ گہرا سانس بھر کر رہ گئی۔۔۔

میں معافی ایک ہی صورت دے سکتی ہوں"۔۔۔۔نینا سنجیدگی سے کہہ کر" کچھ گز دور درخت کی جانب بڑھی اور اس کے تنے سے ٹیک لگا کر بازو سینے پر باندھے اطمینان سے کھڑی ہو گی۔۔۔ مگر ان لڑکوں کی انتہائی نازک حالت دیکھ کر افسوس ہوا تھا کہ جبھی تیسرا لڑکا واپس بھاگا۔۔۔۔جہاں وہ اب تک ان کا سورمہ بنا تا ان کے کندھوں پر گن کی پچھلی سائیڈ مار رہا تھا۔۔۔۔

تواس لڑکے نے پھرتی سے ان دونوں کے پیروں سے ایک ایک بوٹ نکال کر زبردستی ان کے منہ میں ڈالا۔۔۔تو یارم شاہ نے حیرت سے پلٹ کر نینا شاہ کو دیکھا۔۔۔تو وہ کندھے آچکا گئ۔۔۔

پلیز باجی اب تو معاف کر دیں ہمیں۔۔۔اور بچالیں اس سے"۔۔۔وہ لڑکا" پھر سے نینا کی طرف بھاگا تھا۔۔۔وہ یارم شاہ سے شدید خوف زدہ تھا۔۔۔

تو یارم شاہ ان دونوں کو چھوڑ کر اسی جانب بڑھا۔۔۔تو یارم کو آتا دیکھ تیسرا لڑکا بچاؤ کے لیے نینا شاہ کے پیچھے تنے کی دوسری جانب ہوا۔۔۔

میں نے تو معاف کر دیا مگر اس کی کوئی گارنٹی نہیں"۔۔۔نینا نے چہرہ ترچھا" کیے کہا تو لڑکا تھر تھر کانپنے لگا تھا۔۔۔

جبھی یارم شاہ سلگتی نگاہیں نینا پر جمائے جھٹکے سے اس لڑکے کو کالر سے دبوچ کر اپنے مقابل کر چکا تھا۔۔۔

مم معاف کر دیں بھائ غلطی ہو گئ"۔۔۔وہ لڑکا گڑگڑایا تھا۔۔۔"

معافی لفظ میری ڈکشنری میں نہیں۔۔۔تم اس لیے بچے کھڑے تھے"
کیونکہ تم کچھ نہیں بولے مگر سزا کے مستحق تم بھی ہو۔۔۔کیونکہ برے کا
ساتھ دینے والا بھی برا ہوتا ہے"۔۔۔
وہ یکے بعد دیگرے اس کی منہ پر مکوں کی برسات کرتا اس کو لہولہان کر گیا تھا
۔۔۔۔

ہم آئندہ ایسا نہیں کریں"۔۔۔۔وہ لڑکا نقاہت زدہ آواز میں بولا تھا تو"
یارم شاہ نے اسے بھی ان کے اپر پٹخا جو ہلکی ہلکی سانسیں لے رہے تھے۔۔۔
تمہارا جوتا کہاں ہے"۔۔۔وہ یکدم دھاڑا تھا تو اس لڑکے نے ترت سے"
شوز نکال کر اپنے منہ میں رکھا اور اس کے سامنے ہاتھ جوڑ دیے۔۔۔
تو نینا شاہ جو کب سے خاموش کھڑی تھی یارم شاہ کی جانب آئی۔۔۔
بس کرو چھوڑ دو انہیں"۔۔۔وہ اس کے شانے پر ہاتھ رکھتی مدھم آواز"
میں بولی۔۔۔

عزت سے بولو تو کچھ سوچ سکتا اور ہاں آج کے بعد آ گر تم نے مجھے تم کہہ "
کر مخاطب کیا تو۔۔۔ تمہیں اسی برف میں دفنا دوں گا"۔۔۔۔وہ پہلے بھی
بہت طیش میں تھا اور مزید طیش اسے نینا کا رویہ دلا گیا تھا۔۔۔وہ اسے کتنی بار
کہہ چکا تھا کہ آپ بولا کرے مگر وہ تھی کہ سنتی نہیں تھی۔۔۔تو لگے ہاتھوں
یارم شاہ نے اسے بھی جھڑک دیا تھا۔۔۔تو اس کا یہ روپ دیکھ کر نینا نے
اثبات میں سر ہلایا۔۔۔۔

بس کریں چھوڑ دیں انہیں"۔۔۔۔اب کی بار وہ لجاجت سے بولی تھی تو"
یارم شاہ نے اس کی فرمانبرداری پر چمکتی نگاہوں سے اس کو دیکھا تھا۔۔۔جو
اس کے بازو سے لگی کھڑی اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔

تمہارے معاملے میں، میں بڑا وائلڈ ہوں نینا شاہ۔۔۔شکر کرو کہ آبان شاہ" بچا ہوا ہے"۔۔۔

وہ بائیں ہاتھ سے اس کی پیشانی سے بال ہٹاتا دانت پیس کر بولا تو نینا شاہ کے دل نے بیٹ مس کی تھی۔۔۔

تمہارے پاس دس منٹ ہیں ان سمیت یہاں سے غائب ہو جاؤ۔۔۔ورنہ" ان میں سے پہلی موت تمہاری ہو گی"۔۔۔۔

وہ تیسرے لڑکے کو باقی دو کی جانب اشارہ کرتا سرد آواز میں پھنکارا تھا تو وہ جو جوتے منہ میں ڈالے ہوئے تھے جھٹ سے منہ سے نکالے تھے اور مشکور نگاہوں سے نینا شاہ کو دیکھا۔۔۔

تو یارم شاہ مڑ کر آہنی گرفت میں نینا شاہ کی کلائی دبوچے اسے کھینچ کر اس کی پشت اسی درخت کے تنے سے لگا کر نینا شاہ کے بالکل قریب ہوتا ہوا تھا۔۔۔

تو اس کو اپنے حد درجہ نزدیک دیکھ کر اس کو اپنا دل ہتھیلیوں میں دھڑکتا محسوس ہوا تھا۔۔۔جب وہ ایک بازو اس کے سر کے اپر تنے پر ٹکائے اور دوسرے ہاتھ میں تھامی گن اس کی پیشانی پر رکھ چکا تھا۔۔۔۔

تو نینا نے بغیر ڈرے اس کی آنکھوں میں دیکھا تھا۔۔۔

جو اس وقت کسی بھی تاثر سے عاری تھیں۔۔۔۔وہ اپنے تاثرات چھپانے میں ماہر تھا۔۔۔۔

گارڈز کے بغیر کیوں آئی یہاں تک "۔۔۔وہ اس کی کن پٹی پر دباؤ بڑھائے" درشت لہجے میں استفہامیہ گویا ہوا تھا۔۔۔۔

میں ہر وقت فوج لے کر نہیں گھوم سکتی"۔۔۔"

نینا نے منہ بسورا۔۔۔

مقابل کی قربت اور اس کے پاس سے اٹھتی مہنگی پرفیوم کی خوشبو اس کے حواس مختل کر رہی تھی۔۔۔

اس دل کش مہک نے اس کی دھڑکنوں میں بھونچال سا برپا کر رکھا تھا۔۔۔

تم تو مجھے لے کر بھی نہیں گھوم سکتی"۔۔۔وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا" بہت کچھ جتا گیا۔۔۔

میں ہر وقت لڑائی بھڑائی نہیں چاہتی"۔۔۔مقابل بھی نینا تھی۔۔۔"

اس کے لیے تمہیں میری دنیا میں قیدی بن کر رہنا پڑے گا۔۔۔وگرنہ یہ" خون خرابہ دیکھنے کی عادت ڈال لو"۔۔۔

وہ گن اس کی ٹھوڑی کی نیچے رکھ کر اس کا چہرہ مزید اونچا کیے سرگوشی میں بولا تھا تو نینا شاہ کے وجود میں سرد لہر سی سرائیت کر گئی تھی۔۔۔۔

کیسے انسان ہیں آپ۔۔۔ایسے کون مارتا ہے"۔۔۔"

وہ دھک دھک کرتے دل سے اس کے سنجیدہ چہرے کو دیکھ کر بولی۔۔۔۔

میں ایک شریف بندہ ہوں پر شریف حرکتیں مجھے سوٹ نہیں کرتیں"

"۔۔۔۔

وہ اس کے چہرے کے نقوش کو گہری نظروں سے دیکھتا ٹھہرے ہوئے لہجے میں بولا تھا۔۔۔۔

مجھے تو آپ کی سمجھ نہیں آتی"۔۔۔نینا شاہ نے منہ کے زاویے بنائے کہا"

۔۔۔۔

میں تمہاری سمجھ میں نہیں آؤں گا مجھ پر تبصرے کرنے بند کرو اور یہ بتاؤ"
کہ تم کب سے انسانوں کی ہمدرد بننے لگی۔۔جہاں تک مجھے یاد ہے تم نے
ہمیشہ میرا خون ہی پیا ہے"۔۔۔
وہ آنکھوں میں شرارت کا عنصر لیے جبکہ چہرے پر بھرپور سنجیدگی سجائے
نپ تلے انداز میں بولا تھا۔۔تو نینا شاہ کی آنکھیں پھیلیں۔۔۔

آپ کہنا کیا چاہ رہے ہیں"۔۔۔وہ ناک نتھنے پھلائے چیخی۔۔۔۔"

اٹس اوکے لیڈی، ڈونٹ بی پینک۔۔میں اس چڑیل سے شادی کر سکتا ہوں"
۔۔۔تمہیں زبردستی انسان بننے کی ضرورت نہیں۔۔۔اہم آل ویز ودیو

"۔۔۔وہ گن واپس رکھ کر دائیں ہاتھ سے اس کا گال سہلاتا مشفقانہ انداز میں بولا تھا۔۔۔۔

تو بدلے میں نینا شاہ نے آنکھیں چھوٹی کیے اسے گھورا۔۔۔

میرا سارا بلڈ تمہارا ہے"۔۔۔وہ لب دبائے ہلکا سا اس کے کان کی جانب جھک کر سرگوشی نما بولتا نینا کو سلگا گیا تھا۔۔۔

یارم"۔۔۔۔وہ یکدم سے چلا اٹھی تھی اور اس کے سینے پر بے دریغ مکے برسانے لگی۔۔۔۔تو بڑی اچانک سے اس کے نازک ہاتھ کی انگلیاں مقابل کے لبوں سے ٹکرائیں تھیں۔۔۔

معاً اس کے ہاتھوں کا لمس لبوں پر محسوس کر کے یارم شاہ کی آنکھوں میں چمک بڑھی تھی۔۔۔۔

دفعتاً یارم شاہ کی سیاہ آنکھوں میں ابھرتے تاثر پر نینا شاہ نے لب دانتوں تلے دبائے اس کے سینے پر رکھ کر دور کرنا چاہا۔۔۔

تو وہ بڑی سہولت سے اس کے نازک ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھوں میں قید کر گیا

۔۔۔۔

ایک شریف آدمی کے جذبات جگا کر اس سے شرافت کی توقع رکھنا" بیواقوفی ہوتی ہے۔۔۔ مس فیوچر زوجہ "۔۔۔

وہ گھمبیر تاسر گوشی میں بولتا اس کے لب کو دانتوں سے آزادی بخش گیا۔۔۔۔

جنگلی شریف آدمی "۔۔۔ تو نینا نے مسکراہٹ دبائے تصحیح کی۔۔۔ "

بجافرمایا"۔۔۔یارم شاہ نے وارفتگی سے اسے دیکھ کر سر خم تسلیم "
کیا۔۔۔اور جھک کر اس کی صبیح پیشانی پر عقیدت بھرا بوسہ دیا تھا تو اس
کے لبوں کے دہکتے لمس محسوس کر کے اس کی پلکوں میں لرزش پیدا ہوئ
تھی۔۔۔

زندگی کی قسم، زندگی بن گئی ہو تم نینا شاہ"۔۔۔۔"
وہ ہولے سے بڑبڑایا تھا اور پر اس کا ہاتھ تھامے آگے کی جانب چل پڑا
۔۔۔۔تو نینا کے چہرے پر زندگی سے بھرپور مسکراہٹ رقصاں ہوئ تھی
۔۔۔

وہ بڑی چاہت سے اپنے مغرور شہزادے کو دیکھ رہی تھی جو سامنے دیکھتا اس
کو ہمقدم کر گیا تھا۔۔۔۔

آئندہ تم جہاں جاؤں گی گارڈز کے ہمراہ جاؤ گی"۔۔۔"
وہ کچھ دیر پہلے ہوا واقع یاد کر کے سنجیدگی سے بولا تھا۔۔۔

میں ان کے ساتھ نہیں جاؤں گی"۔۔۔نینا شاہ نے نفی کی۔۔۔تو یارم شاہ"
نے رک کر سرد گھوری سے نوازا۔۔۔

میری بات مانا کرو فائدے میں رہو گی"۔۔۔وہ پاکٹ سے سیگریٹ اور"
لائٹر نکالتا ہنوز انداز میں بولا تھا۔۔۔

وہ کیسے بھلا"۔۔۔نینا نے اسے سیگریٹ منہ میں دبائے دیکھ کر بھنویں اچکا"
کر کہا۔۔۔

کیونکہ فیوچر میں تمہیں ہر گز بخشنے والا نہیں"۔۔۔وہ سیگریٹ سلگا کر" لائٹر واپس رکھتا اس کی آنکھوں میں جھانک کر گھمبیر تا بولا تھا۔۔۔

یہ آپ بات بات پر مجھے فیوچر کا طعنہ کیوں دیتے ہیں"۔۔۔نینا شاہ نے" آنکھیں گھمائیں۔۔۔

طعنہ نہیں وبال جان بناؤں گا میں تمہارے لیے"۔۔۔وہ گہرا کش لیتا اس" کا ہاتھ پھر سے اپنے ہاتھ میں قید کیے آگے چل پڑا۔۔۔

آپکی سوچ ہے"۔۔۔نینا نے ناک سکیڑ کر کہا۔۔۔"

اور میں سوچنے سے پہلے عمل کرتا ہوں"۔۔۔یارم شاہ نے اپنے کندھے" تک آتی نینا کو زرا ترچھی نظر سے دیکھ کر باور کروایا۔۔۔

میں آپکی نہیں مانوں گی"۔۔۔نینا شوز سے برف اچھالتی بولی۔۔۔۔"

جان عذاب میں پاؤ گی"۔۔۔۔وہ دھواں ہوا میں چھوڑتا بولا تھا۔۔۔"

تو نینا نے بڑے غور سے ان دھویں کے مرغولوں کو دور جاتا دیکھا تھا۔۔۔اور پھر اس کو۔۔۔۔

آپ سب کزنز سیگریٹ کیوں پیتے ہیں"۔۔۔؟نینا اس کا سائیڈ چہرہ دیکھتی" بیزار سی بولی تھی۔۔۔گویا اسے مقابل کا سیگریٹ سے دل جلانا ناگوار گزرا تھا ۔۔۔۔

کیونکہ ہمارے پاس بیویاں نہیں"۔۔تو اس کے سوال پر مقابل نے گردن" موڑ کر آنکھ ونک کرتے مسکاتے لہجے میں کہا تھا۔۔۔کہ نینا نے اس کے کندھے پر مکہ مارا تو یارم شاہ کا قہقہہ گونج اٹھا تھا۔۔۔

لوفر آدمی "نینا بڑبڑائی تھی۔۔۔"

یس آئی ایم۔۔۔اونلی فار یو"۔۔۔وہ اپنے ہاتھ میں دبے اس کے ہاتھ" کی پشت کو لبوں سے چھو کر محبت سے چور بولا تھا۔۔۔

۔۔۔

۔۔۔ گرم سیل اس کی آنکھوں سے رواں تھا۔۔۔ سوچتے اس کی آنکھیں بند ہونے لگیں تھیں۔۔۔

تقریباً نو بجے دھڑ دھڑ دروازہ بجنے کی آواز سے اس کی آنکھ کھلی تھی۔۔۔

روباب "۔۔۔۔۔۔ یہ طوبی شاہ کی آواز تھی۔۔۔۔"

روباب ہمیں شاران فوریسٹ جانا ہے جلدی سے ریڈی ہو جاؤ پھر ناشتہ " کر کے سب چلتے ہیں "۔۔۔۔۔

مجھے نہیں جانا میری طبیعت ٹھیک نہیں۔۔۔ میں کل چلوں گی "۔۔۔۔ وہ " کہنیوں کے بل بیڈ سے اٹھ کر کراؤن سے ٹیک لگاتی نقاہت زدہ آواز میں بولی تھی۔۔۔۔

اوہو کیا ہوا۔۔۔ دروازہ کھولو "۔۔۔۔ اس کی پریشان آواز آئی۔۔۔۔"

میں ٹھیک ہوں تھوڑی دیر اور ریسٹ کرنا چاہتی ہوں "۔۔۔۔"

وہ فلحال کسی کا بھی سامنا نہیں کرنا چاہ رہی تھی۔۔۔

اچھا چلو میں ادھر ہی ہوں۔۔۔۔تم ریسٹ کرو۔۔۔۔میں کچھ دیر بعد چکر لگاتی ہوں"۔۔۔

وہ کہہ کر چلی گئی تو روباب نے سائیڈ ٹیبل سے پڑا فون اٹھایا۔۔۔۔

ہیلو سونیا"۔۔۔۔وہ دوسری جانب سے کال اٹینڈ ہونے پر ہچکیاں بھر کر رونے لگی تھی۔۔۔

روبی۔۔۔۔روبی"۔۔۔۔میری جان کیا ہوا"۔۔۔۔"

سونیا کی پیشانی میں ڈوبی آواز سپیکر سے ابھری تھی۔۔۔۔

میں نے اسے کھو دیا سونیا اسے پانے سے پہلے میں نے کھو دیا"۔۔۔۔"

روباب دکھ سے چور آواز میں بولی تھی۔۔۔۔تو سونیا کا دل جیسے مٹھی میں جکڑا تھا۔۔۔۔

چپ چپ کرو تم۔۔۔اور مجھے شروع سے بتاؤ کہ کیا ہوا"۔۔۔۔ "

تو روباب نے ساری بات اس کے گوشوار کی۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔

وہ بیڈ پر چت لیٹی تھی۔۔۔ کمبل سینے تک اوڑھے ایک بازو آنکھوں پر رکھے اور دوسرا ہاتھ پیٹ دھرا تھا۔۔۔ سبطین دروازہ نوک کرتے اندر آیا تو روباب نے دستک پر آنکھوں سے بازو ہٹا کر دیکھا۔۔۔ سامنے ہی وہ دشمن جان کھڑا تھا۔۔۔ جس کا وہ صبح سے انتظار کرتی تڑپ رہی تھی۔۔۔

آپ"۔۔۔ سبطین کو دیکھ وہ جلدی سے اٹھ کر بیٹھی تھی۔۔۔اور گلے میں" پڑا دوپٹہ سیٹ کیا۔۔۔۔

کیسی طبعیت ہے۔۔۔پرنسز"۔۔۔ سبطین شاہ متفکر لہجے میں بولا تھا"

۔۔۔۔

ٹھیک ہوں"۔۔۔روباب نے بخار سے سرخ آنکھوں سے اسے دیکھتے کہا"

۔۔۔

تو اس نے آگے بڑھ کر بائیں ہاتھ کی پشت سے اس کی پیشانی چھو کر بخار چیک کیا تھا جو ابھی بھی گرم تھا۔۔۔۔

مگر مجھے تو ٹھیک نہیں لگ رہی"۔۔۔وہ پیچھے ہوتا اسے گھور کر بولا۔۔۔"

تھوڑا بسا بخار کے اتر جائے گا"۔۔۔"

روباب نے ہلکا سا مسکرا کر کہا۔۔۔

تو سبطین نے بغور اس کا چہرہ دیکھا تھا جو بخار کی وجہ سے سرخ پڑ چکا تھا۔۔۔ آنکھوں پر سوجن تھی۔۔۔اور لب بھی خشک پڑ چکے تھے۔۔

میڈیسن لی۔۔۔اس نے فکر مندی سے پوچھا۔۔۔تو روباب نے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔

جلدی سے بخار بھگاؤ پھر ہم گھومنے چلیں گے"۔۔۔وہ اس کے چہرے کو " نظروں کے حصار میں لیے نرم انداز میں بولا۔۔۔

مم مجھے کچھ کہنا ہے آپ سے "۔۔۔اس کی بات اگنور کرتی وہ الجھتی بولی "

۔۔۔

ہاں بولو۔۔۔میں سن رہا ہوں "۔۔۔وہ ہمہ تن گوش ہوا تھا۔۔۔"

کیا ہوا۔۔۔خیریت ہے سب "۔۔۔۔اس کو انگلیاں مروڑتی دیکھ وہ "

دھیمی آواز میں استفہامیہ گویا ہوا تھا۔۔۔

ووہ میں "۔۔۔۔روباب بری طرح نروس ہوئی تھی۔۔۔"

ہاں بولو "۔۔۔سبطین کو اس کے گھبرانے پر حیرت ہوئی تھی۔۔۔"

مم مجھے آپ سے محبت ہے۔۔۔اس نے آنکھیں میچے عجالتہً کہہ ڈالا تھا "

ساتھ ہی دل سینے میں سکڑ کر پھیلتا دھڑکنوں میں طلاطم برپا کر گیا تھا۔۔۔

جبکہ مقابل نے متحیر نگاہوں سے اسے دیکھا تھا۔۔۔

کیا کہا "۔۔۔پھر سے کہنا "۔۔۔اسے لگا اسنے کچھ غلط سن لیا ہو۔۔۔"

یکدم سے چہرے کے نقوش تنے تھے۔۔۔

مجھے آپ سے محبت ہو گئی ہے"۔۔۔۔"

وہ انگلیاں چٹخاتی بولی تھی کیونکہ سامنے کھڑے وجود کے تاثرات انتہائی پتھریلے ہوئے تھے۔۔۔۔اس کا دل سینے میں خوف سے تڑپ اٹھا تھا۔۔۔۔ مقابل کی سبز آنکھوں میں سرخی اترے دیکھ کر۔۔۔۔

روباب شاہ۔۔۔ تمہیں علم ہے ک تم کیا کہہ چکی ہو"۔۔۔۔ "

وہ شعلہ اگلتی نگاہیں اس پر گاڑھے تند لہجے میں بولا تھا۔۔۔۔اس کے ماتھے پر بے شمار بل بڑے تھے اور کن پٹی کی رگیں ابھر آئیں تھیں۔۔۔۔

جبکہ اس کے لہجے کی کاٹ اور آنکھوں میں سرد جمود دیکھ کر روباب کا دل ماتم کناں ہوا تھا۔۔۔مطلب اس کو محبت نہیں تھی۔۔۔اگر اس کو محبت ہوتی تو آج روباب کی اظہار پر اس کا رد عمل یقیناً اس سے متضاد ہوتا۔۔۔۔

اس نے گہرا سانس بھرا تھا۔۔۔اور بیڈ سے اٹھ کھڑی ہوئی تو لمحہ بھر کے لیے اس کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا تھا۔۔۔

میں نے اپنی محبت کا اقرار کیا ہے۔۔۔مجھے محبت ہے آپ سے "۔۔۔"

جس سے محبت ہو اسے بتا دینا چاہیے۔۔۔تم بتا دو۔۔۔ہو سکتا ہے تمہاری" محبت دیکھ مقابل کے دل میں بھی تمہارے لیے محبت پیدا ہو۔۔۔یا ہو سکتا ہے وہ بھی تمہارے لیے یہ انوکھا جزبہ رکھتا ہو۔۔۔اور تمہاری جانب سے پہل کے انتظار میں ہو"۔۔۔اس کے کانوں میں سونیا کا بولے لفظ گونج اُٹھے تھے۔۔۔

روباب نے جھکا سر اٹھا کر اس کی سبز آنکھوں میں پھلتی سرخی دیکھ کر کہا تھا تو بڑی اچانک مقابل کا ہاتھ اٹھا تھا جو اس کے چہرے پر نشان چھوڑ گیا تھا ۔۔۔اس کے تھپڑ نے اس کو لڑکھڑانے پر مجبور کر دیا تھا۔۔۔

شٹ اپ۔۔۔ تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔۔۔ تمہاری ہمت کیسے " ہوئی ایسی بے شرمی کرنے کی "۔۔۔

وہ غصے سے پھٹ پڑا تھا۔۔۔اس کا چہرہ طیش کے عالم میں سرخ ہو چکا تھا۔۔۔ تو روباب شاہ نے گال پر ہاتھ رکھے حیرت سے اسے دیکھا تھا۔۔۔ کیا محبت کے انعام میں تھپڑ ملا کرتے ہیں۔۔۔وہ محض سوچ کر رہ گئی تھی۔۔۔

کیا اس نے غلطی کر دی تھی۔۔۔پر نہیں یہ غلطی نہیں تھی۔۔۔یکطرفہ محبت میں وہ تو مقابل کو ہمسفر بنانا چاہتی تھی۔۔۔

کسی کو شریک حیات بنانے کی خواہش کرنا غلط تو نہیں۔۔۔اور وہ تھا کہ اس کی محبت کو بے شرمی کہہ رہا تھا۔۔۔وہ الجھ سی گئی تھی۔۔۔شدید الجھن کے ساتھ غم کا شکار ہوئی تھی۔۔۔اس کا سانس سینے میں اٹکنے لگا تھا۔۔۔۔

انکھوں میں پہلے حیرت امڈ آئی تھی۔۔۔پھر آنسوں جمع ہوئے تھے اور پھر ان سیاہ نین کٹوروں میں تیرے پانی میں اس کی تکلیف واضح ہوئی تھی۔۔۔

اس نے جلتی سوجی آنکھوں سے مقابل کو دیکھا تھا جو آنکھوں سے ہی اسے بھسم کرنے پر تلا تھا۔۔۔۔

جواب دو۔۔۔تم ایسا سوچ بھی کیسے سکتی ہو۔بے حیا لڑکی"۔۔۔"

وہ دھاڑا تھا"۔۔۔اسے روباب کا بے دھڑک اظہار محبت انتہائی ناگوار گزرا تھا۔۔۔

محبت کا اظہار کرنا بے شرمی نہیں ہے۔۔۔نا میں نے کوئی بے حیائی کی ہے"
کہ آپ مجھے ایسے نشانہ بنائے۔۔۔۔میں نے بس اپنے دل کی بات بتائی ہے
۔۔۔اچھے لگتے ہیں آپ مجھے۔۔۔شادی کرنا چاہتی ہوں"۔۔۔

روباب نے آنسوں سے تر چہرہ لیے رندھی آواز میں کہا تھا تو مقابل کا تن من سلگ اٹھا تھا۔۔۔اسے حیرت ہوئی تھی شدید حیرت۔۔۔اس کی بلی بگڑ گئی تھی۔۔۔۔یہ فقط اسے لگتا تھا۔۔۔۔پر اس نے تو کچھ غلط نا کہا تھا۔۔۔بس محبت جلد ہو گئی تھی۔۔یا اظہار جلدی کیا تھا۔۔۔صورت جو بھی تھی۔۔۔ روباب کو رسوائی ملی تھی۔۔۔بے شرم اور بے حیا جیسے الفاظوں میں۔۔۔

یہ بے حیائی نہیں تو کیا ہے۔۔۔میری نظر میں اپنا مقام کھو چکی ہو"۔۔۔۔"
وہ پھر اشیر بنا دائیں بائیں چکر کاٹ رہا تھا کہ پھر رک کر سپاٹ لہجے میں بولا تھا

۔۔۔۔

آپ کریں تو محبت۔۔۔میں کروں تو بے حیائی"۔۔۔اس نے بے حال ہوتے اسے دیکھ کر سرگوشی میں کہا تھا۔۔۔

کیا بکواس کر رہی ہو تم"۔۔۔یہ کیا فضولیات پال کر بیٹھی ہو تم"۔۔۔۔"

پل میں وہ اس کی گردن دبوچے سخت گرفت میں لیتا غرایا تھا۔۔۔اسے تو روباب کی معصومیت پسند تھی۔۔۔اور آج اس کا اظہار کرنا مقابل کا دماغ گھما کر رکھ گیا تھا۔۔۔اس نے تو کبھی اس نیت سے روباب کو نا دیکھا تھا وہ تو اچھا دوست سمجھتا تھا تو روباب کیسے اتنا آگے نکل گئی۔۔۔۔

یہ فضولیات نہیں ہے۔۔۔اگر ہے تو پھر آپ کیوں دعا کے لیے یہ " فضولیات پال کر بیٹھے ہیں"۔۔۔۔وہ ہچکیاں بھرتی اس کے دو بدو مشکل

بول پائی تھی۔۔۔تو بدلے میں سبطین شاہ اس کی گردن پر گرفت سخت کر گیا۔۔

اوہ۔۔۔تو تمہیں اس بات کا دکھ ہے۔۔۔تف ہے تم پر۔۔۔۔تمہارے" اس ڈرامے کی وجہ میں اچھی طرح سمجھ گیا ہوں۔۔۔تمہیں جلن ہو رہی ہے دعا سے۔۔۔رات تم نے اسے میرا "لو" کہنا سن لیا تھا اور اب تم اس کے مقابل آن کھڑی ہوئی ہو۔۔۔کہ راتوں رات تمہیں مجھ سے محبت بھی ہو گئی"۔۔۔۔

وہ اسے بیڈ پر جھٹکتا ہتک آمیز لہجے میں بولا تھا۔۔۔وہ اس پر دعا کو ترجیح دے گیا تھا۔۔۔تو روباب خالی خالی نظروں سے اسے دیکھتی رہ گئی۔۔۔۔جو اس کی ذات کی دھجیاں بکھیر گیا تھا۔۔۔اسے اپنا وجود ہوا میں تحلیل ہوتا محسوس ہوا تھا۔۔۔اور سر میں ٹھیسیں اٹھنے لگیں تھیں۔۔۔۔

تم میری دعا کی جگہ نہیں لے سکتی۔۔۔بہتر ہے جو دوستی کا رشتہ ہے اسے بر" قرار رہنے دو یہ محبت ادھر ہی ختم کر دو۔۔۔۔آئندہ میں تمہارے منہ سے یہ سب نا سنو۔۔۔۔آئی سمجھ"۔۔۔وہ سرد نظروں سے اسے دیکھتا بے لچک انداز میں بولا تھا۔۔۔اسے مقابل پر گزری کیفیت سے کوئی سروکار نا تھا

۔۔۔

ایسا نہیں ہو سکتا۔۔۔۔آپ میری محبت کے قاتل مت بنے۔۔۔آپ کو" دعا سے محبت ہے اور مجھے آپ سے۔۔۔میں آپ سے شادی کرنا چاہتی ہو ۔۔۔مرد کو چار شادیوں کی اجازت ہے۔۔۔آپ مجھ سے شادی کر لیں۔۔۔ میں آپ کو نہیں روکوں گی آپ دعا سے بھی کر لیں۔۔۔پر مجھے خود سے دور مت کریں مجھے اپنا لیں۔۔۔مجھے آپکی عادت ہو گئی ہے"۔۔۔۔

وہ لڑکی آنسوؤں سے تر چہرہ لیے اپنی بے بسی کے ہاتھوں مجبور عزت نفس تک داؤ پر لگاتی مقابل کے سامنے گڑگڑائی تھی۔۔۔اسے گلے میں شدید درد ہو رہی تھی۔۔۔وجود سے گویا جان نکلتی محسوس ہو رہی تھی۔۔ہاتھ پاؤں سن پڑ چکے تھے۔۔۔

سوچنا بھی مت۔۔۔اپنے دماغ سے یہ فتور نکال دو۔۔۔مجھے ایک بات بار" بار دوہرانا پسند نہیں"۔۔اس کے مشورے پر وہ دانت کچکچتا بولا تھا۔۔۔

کیوں۔۔۔کیا کسی لڑکی کو محبت نہیں ہو سکتی۔۔۔اگر ایک لڑکی محبت کا" اظہار کرے تو بے حیا بن جاتی ہے اور اگر کسی کو انکار کر دے تو بد کردار بن جاتی ہے"۔۔۔وہ اس میں سبز آنکھوں میں دیکھتی دکھ سے بولی تھی

۔۔۔۔

شٹ اپ میں نے تمہیں بد کردار نہیں کہا"۔۔۔ سبطین تو گویا بھڑک اٹھا" تھا۔۔۔

بے حیا تو کہہ دیا۔۔ کیا یہ بد کردار سے کم ہے"۔۔۔ رونے اور کچھ" طبیعت خراب کے باعث اس کی آواز بھاری ہوئی تھی۔۔۔ تو وہ اس کے قریب ہوا تھا۔۔۔ اور پھر تھوڑا سا اس کی جانب جھکا تھا۔۔۔ تو نظریں اس کے سرخ ہوتے رخسار پر پڑیں۔۔۔ اسے اپنے عمل پر پشیمانی ہوئی تھی۔۔۔ مگر وہ ظاہر نہیں کر سکتا تھا۔۔۔

تمہارے لیے بہتر تو یہ ہے کہ مجھے خود سے نفرت کرنے پر مجبور مت کرو" ۔۔۔ میری نفرت تم سہہ نہیں سکو۔۔ اس لیے میں آخری بار کہہ رہا ہوں

اپنی اس محبت کو دفن کر دو گرنہ میرے عتاب کا نشانہ بنو گی۔۔۔پرنسز

"۔۔۔

وہ ہولے سے اس کا گال تھپتھپا کر دور ہوا تھا اور مڑتا کمرے سے نکلتا چلا گیا

۔۔۔۔

جبکہ روباب ہارے ہوئے جواری کی طرح اپنی قسمت کو ستی رہ گئی۔۔۔۔

اس کی خوبصورت آنکھوں سے آنسوں جھرنوں کی مانند بہتے چلے جا رہے تھے اس نے اپنی عزت نفس کو بھی داؤ پر لگا کر دیکھ لیا تھا۔۔۔اسے محبت نہیں تھی پر اس طرح دھتکارنے کا حق بھی نا تھا۔۔۔

میں اچھی طرح جانتا ہوں اس کے کارندے اس جلسہ میں داخل ہونے کی" جرات نہیں کریں گے۔۔۔یہ فقط ان کی غرفش ہیں۔۔جن کی میری نظر

میں رتی بھر بھی اوقات نہیں"۔۔۔مگر عوام کی حفاظت کے لیے سکیورٹی فورسز کی غیر معمولی تعیناتی نہایت ضروری ہے۔۔۔اس سے ہم اس شخص کو یہ تاثر دیں گے کہ ہم واقعی اس کی دی دھمکی کے زیر اثر ہیں۔۔۔تو اس کی ساری توجہ محض اس پر مرکوز ہو گی۔۔۔اس کی سوچ کے مطابق ہم سب جلسہ کو کامیاب بنانے کے لیے سرگرداں ہوں گے۔۔۔مگر یہ اس کی بھول ہے کہ بیک وقت ایک آئی بی آفیسر کی پاور آزمانہ زندگی کو داؤ پر لگانے کے مترادف ہوتا ہے"۔۔۔

ہنگامی میٹنگ میں ارباز عالم شاہ کی گھمبیر تاً رعب دار آواز پر وہ تمام آفیسر ہمہ تن گوش تھے۔۔۔

جگہ جگہ پر پولیس اور فوج تعینات ہو گی۔۔۔ہر شخص کو چینکنگ کے بعد" اندر آنے دیا جائے۔۔۔ایسے میں وہ وہاں آکر اپنے چیتھڑے نہیں کروانا

چاہیں گے۔۔۔مجھے اس بات کا ہنڈرڈ پرسنٹ یقین ہے۔۔۔۔کہ وہ پرائم منسٹر پر اٹیک کرنے کا پلین بنائے بیٹھا ہے۔۔۔تو اس شخص نے ضرور کسی ماہر شوٹر کو ہائر کیا ہو گا۔۔۔۔اس لیے آپ کو آس پاس کی بلڈنگ کا جائزہ لینا ہو گا ۔۔۔وہاں پولیس کے اہلکار تعینات کریں۔۔۔۔شاپنگ مال،انڈسٹری آف دی ایس،دی سکالر یونیورسٹی اور تمام نزدیک کے ایریاز میں بند عمارت کو اپنے انڈر لو"۔۔۔

ہمارے کچھ آفیسر سول سروس میں شامل ہوں گے۔۔۔آنے جانے والے ہر شخص پر ان کی نظر ہو گی"۔۔۔

جبکہ کچھ آفیسر باقاعدہ فوج اور پولیس کے ساتھ شامل ہوں گے"۔۔۔۔"

سعد تم میجر دانش کے ساتھ اس جلسے کی فضائی مانٹرنگ کرو گے"۔۔۔۔"

جبکہ ہمارے باقی آفیسر کی ہمیشہ سے جو زمہ داری رہی ہے اس پر عمل پیرا" ہوں گے۔۔۔۔اس سلسلے میں فوج اور پولیس آپ کے شانہ بشانہ ہو گی ۔۔۔۔"

آپ سب یہ جان لیں کہ اس معاملے میں رتی برابر بھی غلطی کی گنجائش "
نہیں۔۔۔اس دہشت گرد کو پکڑنا ہمارا اہم فریضہ ہے۔۔۔ورنہ وہ بہت
سی جانوں کو نگل سکتا ہے۔۔۔اس لیے آپ کا ہمہ وقت چاکو چوبند رہنا آپ
کے زندہ رہنے سے زیادہ ضروری ہے۔۔۔یہ وقت ہے اپنے آپ کو منوانے
کا اس شخص کے ناپاک ارادوں کو مٹی میں ملانے کا"۔۔۔۔

ایک بات یاد رہے۔۔۔میری نگاہیں آپ سب پر جمی ہوں گی۔۔۔جس کا "
جو کام ہے وہ اس پر اپنا بیسٹ دے گا۔۔۔آپ کی اس مشن سے زرا سی بھی
لاتعلقی بہت بڑے نقصان کا موجب بنے گی۔۔۔۔کنٹرول روم میں تمام
فوٹیج پر باریک بینی سے نظر ہونی چاہیے آپکی۔۔۔۔جبکہ باقی کام ہماری فوج
اور پولیس کرے گی"۔۔۔۔

وہ اپنے آفس یونیفارم بلیک پینٹ شرٹ میں ملبوس، ویسٹ پر گن ہولسٹر
پہنے، گھنے بال ہمیشہ کی طرح ماتھے پر بکھیرے، چہرے پر سنجیدگی سجائے،

آنکھوں میں سرخی جمائے وہ سرد نگاہوں سے اس بڑے سے حال نما میٹنگ روم میں موجود ٹیبل کے گرد کرسیوں پر براجمان آفیسرز سے اس ہنگامی میٹنگ میں اجلاس کے بارے بریفنگ دیتا کانچ کی لمبی سی ٹیبل کے سرے پے دونوں ہاتھ جمائے وہ تھوڑا جھک کر مائک میں بول رہا تھا جبکہ باقی سب خاموشی سے اس کی ہدایات سن رہے تھے۔۔۔۔

کہ جبھی اس کا فون رنگ ہوا تھا۔۔۔اسے جس کال کا انتظار تھا وہی تھی

۔۔۔۔۔

شاہ نے بنا توقف کے فون کان سے لگایا تھا۔۔۔۔

سر وہ مالا کنڈ آرہا ہے"۔۔۔مقابل کی الرٹ آواز گونجی تھی۔۔"

گڈ جاب بابر"۔۔۔۔"

ووی آر کمنگ فار ہم"۔۔۔"

اس نے بھاری آواز میں کہا تھا۔۔۔کہ جبھی اس نے اشارہ کیا تھا تو اثنان سمیت اس کی ٹیم کے باقی میمبرز اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے تھے

۔۔۔۔

گڈ لک آفیسرز"۔۔۔۔"

شاہ نے ایک طائرانہ نگاہ سب پر ڈالی اور پھر بھاری قدموں کی چھاپ چھوڑتا میٹنگ روم سے باہر نکلا تھا۔۔۔اس کے ساتھ اس کی ٹیم کے ممبر مخصوص لباس بلیک پینٹ شرٹ میں ملبوس الرٹ سے اس کے پیچھے باہر آئے تھے ۔۔۔جہاں بلڈنگ سے دور بڑے سے گراؤنڈ میں چاپر تیار تھا۔۔۔

ان کے بیٹھتے ہی پائلٹ نے ہیلی کاپٹر زمین سے اوپر اٹھانا شروع کر دیا تھا اور پھر ٹھیک دو منٹ بعد ہیلی کاپٹر اڑان بھرتا منزل کی جانب رواں تھا

۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ لوگ جھیل سیف الملوک کے خوبصورت اور دلفریب قدرتی نظاروں سے لطف اندوز ہونے کے لیے آئے ہوئے تھے۔۔۔سب تصاویر بناتے پتھروں پر براجمان خوش گپیوں میں مصروف تھے۔۔۔کہ جب عباس شاہ کے فون پر کال آئی تھی تو وہ ایکسکیوز کرتا وہاں سے اٹھ کر کچھ فاصلے پر جا ٹھہرا تھا۔۔۔تو اس کے جاتے ہی نمل شاہ نے بے چینی سے پہلو بدلا تھا۔۔۔اسے عباس شاہ اچھا لگتا تھا۔۔۔جس سے عباس شاہ انجان تھا۔۔۔وہ سنجیدہ مزاج کا مالک ارباز شاہ کی کاربن کاپی تھا۔۔۔

نمل لب کچلتی وقفے وقفے سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔اور اس کی محویت عباس کی جانب دیکھ کر آبان شاہ پیچ وتاب کھا رہا تھا۔۔۔۔جو کب سے عباس شاہ کو تک رہی تھی۔۔۔۔

معاً وہ دل کے ہاتھوں مجبور اپنی جگہ سے اٹھی اور عباس شاہ کی جانب قدم بڑھائے ہی تھے کہ برجستہ آبان شاہ اس کے راستے میں حائل ہوتا اس کو

کلائی سے دبوچے قدرے سائیڈ پر لے آیا تھا جہاں رش نا ہونے کے برابر تھا

تو اس اچانک ہوئی کاروائی پر نمل ہکا بکا سی آبان شاہ کو دیکھے گئ۔۔۔ جس کے چہرے پر چھائے پتھریلے تاثرات اس کی اندرونی خلفشار کا ثبوت دیتے نمل شاہ کو پل بھر کے لیے حیرت میں ڈال گئے تھے۔۔۔۔

کہاں جا رہی تھی تم "۔۔۔۔وہ ماتھے پر تیوری چڑھائے سرد آواز میں" چنگھاڑا تھا۔۔۔اس کے دل میں عجیب سی بے چینی سی بھر گئ تھی۔۔۔۔وہ نمل شاہ کو چاہتا تھا اور وہ تھی کہ اس کے بھائی پر وارفتہ تھی۔۔۔یہ سوچ کر ہی اس کی رگوں میں بہتا خون لاوے کی مانند کھول اٹھا تھا۔۔۔کہ بارہا بار نمل پر اپنی محبت آشکار کر چکا تھا اور وہ تھی کہ اس کی محبت کو اہمیت تک نا دیتی تھی۔۔۔پیروں میں روندرہی تھی۔۔۔پر وہ بڑا ضدی مزاج شخص تھا۔۔۔

اپنی محبت کی قدر کروانا اسے بہتر آتا تھا۔۔۔وہ نمل شاہ کا رخ اپنی جانب موڑنا جانتا تھا۔۔۔

اور وہ عباس شاہ کی ذات سے منسلک ہونا چاہتی تھی جو بالکل اس کی محبت سے انجان تھا۔۔۔جس کی دل میں نمل شاہ کے لیے کچھ نا تھا۔۔۔جو اسے ہمیشہ ار باز عالم شاہ کی طرح ٹریٹ کرتا تھا۔۔۔اور ایک آبان شاہ تھا جس کے پیچھے ایک دنیا دیوانی تھی اور وہ اس کے پیچھے دیوانہ تھا۔۔۔مگر نمل شاہ کو اس کی پرواہ تک نا تھی۔۔۔وہ عباس سے چاہت کا دم بھرتی تھی اور آبان شاہ اس کی چاہت میں پاگل ہوتا جا رہا تھا۔۔۔

وہ آبان شاہ جو کتنی لڑکیوں کا کرش تھا جو چھوٹی سی عمر میں اتنا نام کما چکا تھا کہ باہر کے ملک تک اس کا نام تھا ایک پہچان تھی وہ بزنس کی دنیا میں ایک ابھرتا ستارا تھا۔۔۔جس کے چرچے بزنس کی دنیا میں ہر طرف پھیلے ہوئے تھے۔۔

وہ اس کے دل میں پنپتی عباس شاہ کے لیے چاہت سے واقف تھا کہ جبھی اس کو دبے لفظوں میں سمجھا چکا تھا کہ عباس شاہ کو دیکھنا اس کے بارے سوچنا چھوڑ دے وہ اس سے محبت نہیں کرتا۔۔۔اس کا نکاح بچپن میں ہی ہو گیا تھا ۔۔۔وہ اپنی بیوی کے سوا کسی کو دیکھنا گوارا نہیں کرتا مگر نمل شاہ پر اس بات کا کوئی اثر نا تھا۔۔۔وہ سب کچھ جانتے بوجھتے عباس شاہ کی جانب کھینچی چلی جا رہی تھی۔۔۔

اور اس کی یہ ہٹ دھرمی آبان شاہ کو سخت طیش میں مبتلا کر دیتی تھی۔۔۔ آبان شاہ جانتا تھا کہ نمل کی شادی اس کے سوا کسی سے نہیں ہو سکتی مگر وہ اپنے محبوب کو کسی اور کی جانب دیکھ کر تڑپ اٹھتا تھا۔۔۔دل جیسے دھڑکنا چھوڑ دے گا۔۔۔ابھی بھی اس کا عباس شاہ کی جانب متوجہ رہنا اس کو انتہائی قدم اٹھانے پر مجبور کر رہا تھا مگر وہ ضبط کیے اس۔کا دماغ ٹھکانے لگانے کے لیے کھینچ کر اس جانب لے آیا تھا۔۔۔

آپ کو مطلب نہیں ہونا چاہیے "۔۔۔۔"

مقابل کی خوبصورت ہیزل آنکھوں میں بیک وقت محبت، چاہت، دیوانگی غصہ انتشار اور خوف کی ہلکی سی رمق پر وہ ظالم بنی نگاہیں چرا کر بولتی مقابل کو سلگا گئی تھی۔۔۔

وہ تھا جو اس کا دیوانہ تھا۔۔۔ جس کی ہر آتی جاتی سانسوں میں نمل شاہ بستی تھی۔۔ جس کی صورت جس کا وجود مقابل کے زندہ رہنے کی وجہ تھی۔۔۔ جو اس کے عشق میں پاگل تھا۔۔۔ جس کے تمام واسطے نمل شاہ سے جڑے تھے جس کے خیالات میں نمل شاہ تھی۔۔۔ جس کے دن رات اس کی سوچوں میں گزرتے تھے جو اس کی جانب سے اظہارِ محبت کی آس لگائے بیٹھا تھا اور وہ تھی کہ اسے مطلب سنا رہی تھی۔۔۔

اس کی بات پر آبان شاہ نے شرر بار نگاہیں اس پر گاڑھے بھنچے جبڑوں سے اسے دونوں بازوؤں سے کھینچ کر پتھر سے لگایا تھا کہ پیٹھ پتھر سے ٹکرانے پر نمل کے منہ سے سسکی سی نکلی تھی۔۔۔تو نمل شاہ نے ہلکی نم آنکھوں سے اسے دیکھا تھا۔۔۔جس کا چہرہ طیش کے عالم میں سرخ پڑ چکا تھا۔۔۔اور آنکھوں میں سرد پن چھا گیا تھا۔۔۔

وہ اس کے دائیں بائیں پتھر پر ہاتھ رکھے براہ راست اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔۔۔

تمہیں میں چھوٹ دے رہا ہوں تو اس کا مطلب ہر گز نہیں کہ تمہیں ہر" قسم کی من مانی کی اجازت ہے"۔۔۔

اس کی سرد وارننگ میں ڈوبی آواز نے نمل شاہ کی دھڑکنوں میں ہلچل سی پیدا کی تھی۔۔۔

تمہارے ہر ایک عمل سے میرا مطلب جڑا ہے۔۔۔اور میں یہ قطعی"
برداشت نہیں کروں گا کہ تم مجھ سے زرا سی بھی لاتعلقی برتو۔۔۔اس لیے
میں تمہیں آخری بار کہہ رہا ہوں نمل شاہ کہ عباس لالے سے دور رہو
۔۔۔۔وہ تم سے بے خبر ہیں انہیں بے خبر رہنے دو۔۔۔اگر انہیں زرا سا بھی
تمہاری اس نام نہاد محبت کے بارے علم ہوا تو وہ تمہیں بخشے نا بخشے میں تمہیں
زندہ زمین میں صرور گاڑھ دوں گا"۔۔۔
وہ نیچی آواز میں چلایا تھا تو نمل شاہ نے سختی سے آنکھیں میچ کر کھولیں۔۔۔۔
اس کا غصے بھرا انداز پر اس کو جان نکلتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔

میں ان سے محبت کرتی ہوں"۔۔۔وہ اس کو شدید غصے میں دیکھ کر مدھم"
آواز میں بولی جبکہ سینے میں دل اس سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا۔۔۔۔
تو آبان شاہ کے پارے کا گراف آخری درجے تک جس پہنچا تھا۔۔۔

وٹ دا ہیل "۔۔۔۔"

اسے تم محبت کہتی ہو۔۔۔ کسی کے شوہر پر وارفتہ ہو تم "۔۔۔وہ اس کے "

چہرے کے بائیں جانب پتھر پر ہاتھ مارتا چلا اٹھا تھا۔۔۔

اس کہاں برداشت تھا نمل شاہ کا کہیں اور متوجہ رہنا۔۔۔ کسی اور سے محبت

کے دم بھرنا۔۔۔ وہ اسے اپنی محبت میں غرق دیکھنے کا خواہاں تھا۔۔۔۔

تو آبان شاہ کی دھاڑ اور ہیزل آنکھوں میں اترتی سرخی نے اسے لرزنے پر

مجبور کر دیا تھا۔۔۔ کہ وہ اس کی نظروں سے بچنے کو آنکھیں میچ گئی۔۔۔

یہ جو کچھ کر رہی ہو تم اس سے میری محبت کم نہیں ہو گی۔۔۔ تم صرف "

آبان شاہ کی بنو گی، اسے اپنے ذہن میں بیٹھا لو جتنی جلدی ہو سکے "۔۔۔

وہ اس کی مژگان میں پیدا ہوتی لرزش پر نظریں جمائے سرد آواز میں بولا تھا

۔۔۔۔

ممکن نہیں ہے کہ جو آپ چاہیں وہی آپ کو ملے "۔۔۔وہ لبوں پر زبان پھیرتی ہنوز آنکھیں میچھے منمنائی تھی۔۔۔

تو آبان شاہ نے بغور اسے دیکھا تھا۔۔۔

برف سی رنگت کی حامل، خوب صورت نین نقش میں وہ ارباز شاہ سے مشابہہ رکھتی آنکھیں موندے کھڑی مقابل کے دل کی دنیا میں گھر قائم کر گئی تھی۔۔۔۔

نا ممکن کو ممکن کرنا مجھے آتا ہے اور میں جو چاہتا ہوں حاصل کر کے رہتا ہوں "۔۔۔۔

اس کی نظریں اس کے ناک میں چمکتی چھوٹی سی سفید نوز پن پر جمی تھی ۔۔۔۔

تو اس کی لہجے کی گھمبیرتا اور بات میں پختگی پر نمل نے آنکھیں کھولے آبان شاہ کو دیکھا تھا۔۔۔

سفید شرٹ اور بلیک پینٹ میں ملبوس وہ گردن کے گرد مفلر ڈالے گھنے بال ترتیب سے سیٹ کیے، خوبصورت سفید چہرے پر نفاست سے تراشی ہوئی داڑھی مونچھوں میں وہ ہیزل آنکھوں والا لڑکا پل بھر کے لیے اس کی دھڑکنوں کی لے پر قابض ہوتا اسے بے چین سا کر گیا تھا۔۔۔۔

میں بڑا خود غرض بندہ ہوں۔۔۔۔چاہے یکطرفہ ہی سہی اپنی محبت کو کسی اور کو دیکھنا تو کیا سوچنے بھی نہیں دے سکتا نمل شاہ۔۔۔میری زندگی کا اہم فریضہ تمہیں تم سے توڑ کر خود سے جوڑنا ہے"۔۔۔۔

وہ ٹھہرے ہوئے لہجے میں بولا تھا تو اس کی دیوانگی کے انتشار پر وہ پہلو بدل کر رہ گئی۔۔۔۔

مقابل کی دیوانگی کی شوریدگی میں وہ خود کو تحلیل ہوتا محسوس کر رہی تھی

میں آپ سے کہہ رہی ہوں کہ آپ ہٹ جائیں۔۔۔خود کو برباد مت کریں۔۔۔میرے دل میں کوئی اور ہے۔۔۔مجھے پتا ہے کہ عباس شاہ مجھے نہیں ملے گا۔۔۔مگر آپ کو بہت اچھی لڑکی ضرور مل جائے گی"۔۔۔

وہ اس کی نظروں کی تپش سے گھبرا کر نگاہیں جھکائے بولی تھی۔۔۔تو آبان شاہ کی نظر اس کی گھنی مژگان کی جھالر پر جا اٹکیں تھیں۔۔۔۔

کوئی تم سا ملے یہ ناممکن ہے۔۔۔مجھے تم چاہیے ہو"۔۔۔۔"

وہ بائیں ہاتھ کی انگلی اور انگوٹھے سے اس کی ٹھوڑی اپر کرتے چہرہ اپنے روبرو کیا۔۔۔

ایک بات کان کھول کر سن لو۔۔۔۔میں ہر گز پیچھے نہیں ہٹوں گا۔۔۔ "
میں تمہارے دل میں اس قدر بس جاؤں گا کہ تم عباس شاہ کا نام تو کیا اس کی
اس بے نام محبت کو بھی کبھی یاد کرنے کے قابل نہیں رہو گی۔۔۔اس دل
"!!میں بسوں گا تو صرف میں۔۔۔

!!اس روح سے جڑوں گا تو صرف میں "۔۔۔۔"

وہ انگوٹھے سے اس کی ٹھوڑی سہلا کر مدھم آواز میں بولتا مقابل کو اپنے سحر
میں جکڑ گیا تھا کہ وہ یک ٹک بنا پلک جھپکائے آبان شاہ کی آنکھوں میں دیکھے
چلی گئی تھی۔۔۔۔

میں اپنی محبت کو یکطرفہ ہر گز نہیں رکھو گا۔۔۔میں اپنے محبوب کو اپنا" بناؤں گا۔۔۔اسے میرا جنون سمجھو،خود غرضی سمجھو،مجھے فرق نہیں پڑتا" !۔۔۔

وہ گھمبیر لہجے میں بولا تھا اور اس کی یک ٹک خود پر جمی آنکھوں پر ہلکی سی پھونک ماری کہ نمل کی پلکیں لرز اٹھیں تھیں گویا اس کے سحر سے باہر نکلی تھی۔۔۔

میں آپکی نہیں بنوں گی۔۔۔۔سنا آپ نے۔۔۔آپ زبردستی نہیں کر سکتے " "۔۔۔

اس جادو گر کو دیکھ کر وہ تڑخ کر گویا ہوئی تھی۔۔۔جو دھیرے دھیرے اسے اپنے ذات میں جکڑتا جا رہا تھا۔۔۔

وہ ایک ساحرانہ شخص تھا۔۔۔جس کی شخصیت کا اثر اور رعب و جلال تو تھا ہی تھا مگر اس کی باتیں اس کا دھونس بھرا انداز اور بات میں راست بازی نے اس کی دھڑکنوں میں ایک تموج برپا کر دیا تھا۔۔۔وہ خود کو ان میں بہتا محسوس کر رہی تھی۔۔۔وہ اس کے سحر میں خود کو گم ہوتا محسوس کرتی بے بس ہو چلی تھی۔۔۔

میری بننے کی تیاری کرو۔۔۔میں تمہارے دماغ سے تمام فطور نکال کر خود کو بھر دوں گا۔۔۔کہ تم سوتے جاگتے اٹھتے بیٹھتے صرف آبان شاہ کو یاد کرو گی"۔۔۔۔

میں اتنا جانتا ہوں کہ نمل شاہ میری ہے۔۔۔تمہیں میرے لیے بنایا گیا ہے۔۔۔اور آبان شاہ تمہیں ہر گز نہیں چھوڑ سکتا مرتے دم تک نہیں "۔۔۔

وہ اس کے چہرے کو والہانہ نظروں سے دیکھتا استحقاق بھرے انداز میں گویا ہوتا نمل شاہ کو بھونچکا کر رکھ گیا تھا۔۔۔

کہ وہ اس کے ازلی حق جمانے والے انداز پر بپھر اٹھی تھی۔۔۔

آپ کی سوچ ہے کہ آپ مجھے پالیں گے۔۔۔میں آپکی قسمت میں نہیں" ہوں۔۔۔۔جب مجھے میری محبت نہیں مل سکتی تو آپکو بھی نہیں ملے گی "۔۔۔

اسے آبان شاہ سے خوف محسوس ہوا تھا۔۔۔جو آج اس پر براہ راست اپنی چاہت لٹا کر اسے اپنا بنانے کی ضد کرتا اس کے دل کو بری طرح اپنے قابو میں کر گیا تھا۔۔۔

اس کے چلانے پر آبان شاہ نے برجستہ سارے فاصلے سمیٹ کر اس کے لبوں پر انگشت شہادت رکھ کر گویا مزید بولنے سے بعض رہنے کا اشارہ دیا تھا۔۔۔ تو اس کے ہاتھوں کے لمس پر نمل شاہ کا وجود دہک اٹھا تھا۔۔۔ چہرہ سرخ قندھاری ہوا تھا۔۔۔

اور میں اپنی قسمت بدلنے پر یقین رکھتا ہوں "۔۔۔"
وہ اس کے لبوں پر انگلی پھیرتا ذرا سخت لہجے میں بولتا اس کے وجود میں برق رفتار سی بھر گیا تھا۔۔۔

تو نمل شاہ نے متحیر نگاہوں سے اسے دیکھا تھا جس کے لبوں پر مسکراہٹ در آئی تھی اور ہیزل آنکھوں کی چمک بڑھ کر اسے بے قرار سا کر گئی تھی

۔۔۔

اس کی آنکھوں کی چمک اس کی ضد اور جنونی کیفیت کو واضح کر رہی تھی

۔۔۔کہ وہ جو چاہتا تھا اسے حاصل کرنا اس کی زندگی کا مقصد بن جاتا تھا۔۔۔

تو گویا اس کی زندگی کا سب سے اہم اور بڑا مقصد نمل شاہ کا حصول ٹھہرا تھا

۔۔۔

اس لیے تم صرف آبان شاہ کی بنو گی یہ میرا وعدہ ہے تم سے۔۔۔اور جس" دن تم مکمل میری بن کر میری دسترس میں آؤ گی۔۔۔تو اس دن تم آبان شاہ کی محبت کی انتہا دیکھ کر پاگل ہو اٹھو گی۔۔۔جب یہ سانسیں میرے نام پر چلیں گی۔۔۔!!"

اس نے اس کے نچلے لب کے کنارے کو ہلکا سا مسلا تھا کہ اس کی سانسوں کی فراوانی اکھڑنے لگی تھی۔۔۔

اس کی سانسوں کی زیر و بم آبان شاہ کے چہرے پر پڑ رہی تھیں اور آبان شاہ کی گرم سانسوں کے تھپیڑوں سے نمل کو اپنا چہرہ جھلستا محسوس ہو رہا تھا

میں تمہیں اس قدر محبت دوں گا کہ تم میرے سوا کچھ بھی یاد نہیں رکھ پاؤ" !!گی"---

وہ چہرہ اس کے چہرے سے انچ بھر کے فاصلے پر نزدیک کرتا اٹل ارادوں سے بولتا نمل شاہ کو ہولا کر رکھ گیا تھا----

آپ کچھ نہیں کر سکتے اور میرے کچھ نہیں بن سکتے---"

آئی سمجھ---"اس کا تنفس تیز ہوا تھا---مقابل کی باتیں اس کے دل و دماغ میں اترتی اس کے وجود میں لرزش پیدا کر گئیں تھی کہ اپنی کیفیت کے بنیاد پر وہ بیکل ہوتی غرا اٹھی تھی---

تواس کی بدلتی کیفیت پر مقابل کے لبوں پر قاتلانہ مسکراہٹ بکھر گئی تھی

!سب کچھ میں بنوں گا"---"

! سب کچھ "---"

وہ اس کے کان کے قریب جھکا تھا اور پھر سب کچھ پر زور دیتا پر فریب انداز میں گھمبیرتا گویا ہوا تھا تو نمل شاہ کو وجود سے روح پرواز ہوتی محسوس ہوئی تھی---

تم چاہ کر بھی کچھ نہیں کر پاؤ گی"---وہ تھوڑا دور ہوا اور اس کی پھیلیں" آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے سنجیدگی سے بولا تھا---تو نمل شاہ کے چہرے پر سراسیمگی سی در آئی تھی---تو سانسیں سینے میں دبتی محسوس ہوئی تھی

"!!جب میں تمہاری زندگی بنو گا۔۔۔"

وہ اس کی کھڑی مغرور ناک کو لبوں سے چھو گیا۔۔۔تو نمل شاہ کو جسم سے حرارت کم ہوتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔اس کے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے پڑ چکے تھے۔۔۔

وہ متحر زدہ اس جادو گر کو دیکھے جا رہی تھی۔۔۔اس جو بری طرح اس کے حواس سلب کر گیا تھا۔۔۔

Zubi Novels Zone

"!! تمہاری سانسیں بنوں گا۔۔۔"

وہ تھوڑا سا جھکا تھا اور اس کے لبوں کے نزدیک اپنا چہرہ کیے اس کی تیز ہوتی سانسوں میں گہرا سانس بھر کر انہیں اپنے سینے میں اترا تا بولا تھا تو نمل شاہ کو اپنے ارد گرد آکسیجن کم ہوتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔

جبکہ سانسیں لمحہ بھر کے تھمی تھی۔اور پھر دل گویا سینے سے پار آنے کو بے تاب ہوا اٹھا تھا۔۔۔

وہ اسکی کیفیت پر سرشار سا اس کے ہاتھ کو تھام کر اسے دل۔کے مقام پر رکھ گیا۔۔۔تو نمل شاہ کا دل سینے میں سکڑ کر پھیلا تھا۔۔۔

"!!اور تمہارا۔۔۔۔"

"!!دل۔۔۔"

وہ اس کے ہاتھ پر اپنے ہاتھ دھرے اس کی دھڑکنوں کو محسوس کرتا اس کی سیاہ بڑی بڑی آنکھوں میں ہیزل آنکھیں گاڑھے بولتا لحظہ بھر ٹھہرا تھا۔۔۔ تو اس کے توقف پر نمل کا سانس بھی اٹکا تھا۔۔۔

"!!صرف میں بنوں گا۔۔۔"

وہ گھمبیر سرگوشی میں بولا تھا۔۔۔تو اس نے اٹکی سانسیں بحال کی تھی۔۔۔
اور ایک بار پھر سے آبان شاہ اس کی سانسوں میں گہرا سانس بھرتا اپنے سینے میں اتار کر اس کو اس کے قدموں پر لڑکھڑانے پر مجبور کر گیا تھا۔۔۔

اس کی دھڑکنوں پر میرا نام ہو گا۔۔۔!!" وہ اس کے ہاتھ کی پشت" انگوٹھے سے رب کرتا بولا تھا اور نمل شاہ کو لگا تھا کہ اگر مزید کچھ دیر یہ شدت بولتا تھا تو وہ مر جائے گی۔۔۔۔

"!! یہ آنکھیں۔۔۔۔جو کسی اور پر جمی ہیں۔۔۔"
اس نے دھیرے سے اس کی انکھوں کو چھوا تھا۔۔۔

"!! ان آنکھوں میں ایک عکس ہو گا اور وہ آبان شاہ کا ہو گا۔۔۔ "
اس کی سیاہ آنکھوں میں وہ اپنا عکس دیکھ کر مسکرا اٹھا تھا۔۔۔اور نمل شاہ اس کی مسکراہٹ پر خود کو مستغرق ہوتا محسوس کر رہی تھی۔۔۔

"!! اس وجود پر کسی کا حق ہو گا تو وہ آبان شاہ ہو گا۔۔۔"

"!! ان سوچوں میں کوئی ہو گا تو وہ آبان شاہ ہو گا۔۔۔"

وہ دھیرے سے اس کی کن پٹی کو لبوں سے چھو گیا تھا۔۔۔

تو وہ اس کے سحر میں جکڑی آنکھیں موند گئی۔۔۔

"!! اس چہرے پر بکھرے رنگوں کی وجہ ہو گا تو صرف آبان شاہ۔۔۔"

وہ اس کی گال کو انگوٹھے سے سہلاتا مشفقانہ مزاج سے بولا تھا۔۔۔

اس کے لمس کی حدت وہ اپنی روح میں تحلیل ہوتی محسوس کر رہی تھی۔۔۔

!! میری محبت کی برسات میں فنا ہونے کے لیے تیار رہو"۔۔۔"

یہ آبان شاہ کی محبت ہے۔۔۔ خود غرض محبت۔۔۔ اور یہ خود غرضی تب"

تک رہے گی جب تک تم میرے دائرے میں نہیں آجاتی"۔۔۔

وہ اس کی پیشانی سے ماتھا ٹکا کر ٹھہرے ہوئے لہجے میں بولا تھا۔۔۔۔

تو کچھ لمحے ایسے ہی سر گئے تھے جب وہ دور ہوا تو نمل شاہ کے حواس بھی بحال ہوئے تھے تو وہ ہڑ بڑائی سی جانے کے پر تولنے لگی۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ قدم اٹھاتی آبان شاہ۔اس۔کے دونوں ہاتھوں کو قید کیے پتھر سے لگا گیا۔۔۔۔

اس کی آنکھوں میں تھوڑی دیر پہلے والی نرمی کی جگہ سرد تاثر ہلکورے لے رہا تھا۔۔۔ جبکہ چہرے کے تاثرات حد درجہ سنجیدہ تھے۔۔۔

نمل کچھ کہنا چاہ رہی تھی مگر اس کی سرد نگاہوں سے خائف لفظ سینے میں دبا گئی۔۔۔۔

اب اگر میں نے تمہاری آنکھیں عباس لالے پر جمی دیکھیں تو انجام کے "

!! لیے تیار رہنا"۔۔۔

!! پاگل عاشق کا پاگل پن"۔۔۔"

!! قیامت سے پہلے قیامت "۔۔۔۔"

وہ اس کے چہرے پر پھنکارتا دور ہوا تھا اور فتح مندی سے مسکراتا بنا اس کو دیکھے مضبوط قدم اٹھا دور ہوتا چلا گیا۔۔۔۔

پیچھے وہ اس کی باتوں کے زیر اثر اس کے حصار میں کھڑی اسے جاتا دیکھتی رہ گئی تھی۔۔۔۔

ہیلو "۔۔۔۔ نیند کے خمار میں ڈوبی آواز نے دوسری جانب موجود حور کو" غصے کے تموج میں مبتلا کر دیا تھا۔۔۔۔

میں کل سے کالز کر رہی ہوں۔۔۔۔ مگر تمہیں کوئی پرواہ نہیں جیسے " تمہارے دل کی مراد پوری ہو گئی ہو "۔۔۔۔

وہ غصے سے پھٹ پڑی۔۔۔۔جو کل سے کال کر کر کے آدھی ہو چکی تھی ۔۔۔۔مگر وہ نجانے کہاں مصروف تھا کہ اس کی کال تک نا اٹھا سکا۔۔۔

اس بات سے انجان کہ وہ تو کوٹھے پر مصروف رہا تھا اور تقریباً آدھی رات وہ شہاب شاہ کے ساتھ حویلی لوٹا تھا۔۔۔تب تک سب اپنے اپنے کمروں میں خواب خرگوش کے مزے لوٹ رہے تھے۔۔۔۔تو وہ بنا توقف بھاگنے کے انداز میں اپنے کمرے میں آتا بیڈ پر ڈھیر ہو گیا تھا۔۔۔اس پر ایک الگ ہی خمار سوار تھا۔۔۔کہ بیڈ پر لیٹتے ہی وہ پل میں نیند کی وادیوں میں اترتا چلا گیا تھا

۔۔۔

وہ کیا کر آیا تھا۔۔۔شہاب شاہ اسے کس گند کی سیر کروا کر آیا تھا۔۔۔اسے کچھ ہوش نا تھا۔۔۔وہ اس وقت سونا چاہتا تھا۔۔۔اس پر نشہ سا طاری تھا ۔۔۔پہلی بار وہ صنفِ نازک کے قریب گیا تھا اور اس قربت نے اسے دنیا

بھلا کر رکھ دی تھی کہ وہ اچھے برے کی تمیز کھو کر اپنے ضمیر کی آواز پر کان لپیٹے ہوش و حواس سے بیگانہ ہو گیا تھا۔۔

اے ے ے ریلیکس شیرنی۔۔۔میں بہت تھک گیا تھا۔۔اس لیے" جلدی سو گیا"۔۔۔اس کی نیند کے باعث ابھرتی بھاری آواز نے حور کی دھڑکنوں میں انتشار برپا کر دیا تھا۔۔۔

بے ساختہ اس نے دل پر ہاتھ رکھا تھا۔۔۔

ایسا کون سا کام کیا تم نے جو اتنا تھک گئے"؟۔۔۔دوسری جانب سے حور" نے مصنوعی اشتعال سے استفسار کیا تھا تو تیمور جو سب کچھ بھولے بھرپور نیند لے رہا تھا کہ حور کے سوال پر اس کی ساری خماری بھک سے اڑی تھی ۔۔۔بے ساختہ اس کی دھڑکنیں کسی احساس کے تحت تیز ہوئیں تھی تو وہ جھٹکے سے بیڈ سے اٹھ بیٹھا۔۔اس کا دل اتنا زور سے دھڑک اٹھا گویا ابھی سینے کا پنجرا توڑ کر باہر نکل آئے گا۔۔اور وجود یکدم سے ٹھنڈا پڑ گیا تھا۔۔۔

وہ یکدم سے حواس باختہ سا ہوا تھا اور چہرہ سفید پڑا تھا جیسے کوئی چوری پکڑی گئی ہو۔۔۔۔

اسے اب ہوش آیا تھا کہ وہ کیا کر بیٹھا تھا۔۔۔یہ سب کچھ غیر ارادتاً ہوا تھا ۔۔۔وہ کیسے کسی کے ساتھ حرام تعلقات قائم کر آیا تھا۔۔۔

یہ کیا کر دیا تم نے تیمور۔۔۔تم تو حور سے محبت کرتے تھے۔۔۔تم نے اس محبت کی لاج تک نا رکھی۔۔۔تم نے اس کی پاکیزہ محبت پر اس کوٹھے والی سے ملے چند لمحات کو ترجیح دی۔۔۔تم نے حرام کو چنا"۔۔۔اس کا ضمیر اسے جھنجھوڑ کر رکھ گیا تھا۔۔۔۔

" حرام کے راستے پر چلنے والے حلال سے محروم رہتے ہیں۔۔۔حرام کی لذت انسان کا سکون چھین لیتی ہے وہ انسان کو درندہ بنا دیتی ہے۔۔۔اور

انسان سکون کی تلاش میں نجانے اور کتنے گناہوں میں ڈوبتا چلا جاتا ہے

"۔۔۔

وہ زنا کر چکا تھا۔۔۔۔

ایک کبیرہ گناہ۔۔۔

اس کے ضمیر نے چیخ چیخ کر اسے احساس دلایا تھا تو اس کے ماتھے پر پسینے کے قطرے در آئے جبکہ چہرہ حواس باختہ ہو گیا تھا۔۔۔وہ خود کو منو بوجھ تلے دبا محسوس کر رہا تھا۔۔۔اس کی سانسیں سینے میں دبنے سی لگیں تھیں

۔۔۔۔اسے گزری رات اپنا بہکنا یاد آیا تھا۔۔۔

کہ ایک عورت کے نشے میں ڈوبا وہ حرام کام کر گیا تھا۔۔۔وہ طوائف کے ساتھ غلط تعلق بنا آیا تھا۔۔۔۔وہ جو بچپن سے ہی باھر رہا تھا جس نے آج تک کوئی ایسا کام نا کیا تھا۔۔۔وہ شہاب شاہ کی معیت میں کبیرہ گناہ کر گیا تھا

۔۔۔

ایک اچھے انسان کی صحبت برے انسان کو راہِ راست پر لے آتی ہے اور "
ایک برے انسان کی صحبت اچھے انسان کو برائی کے راستے پر گامزن کر سکتی
ہے۔۔ مگر یہاں معاملہ سمجھ بوجھ کا ہے۔۔۔ یہ سارے عقل کے کھیل ہیں
۔۔۔جو سمجھ گیا وہ تر گیا جو انجان رہا وہ ڈوب گیا"۔۔۔۔

حالانکہ تیمور چاہتا تو شاہ شہاب شاہ کو صحیح راستہ دیکھا سکتا تھا مگر وہ تو اس کا
پیروکار ثابت ہوا تھا۔۔۔

وہ کیسے سب کر گیا اسے سمجھ نا آئی۔۔۔اس نے بے اختیار بالوں میں ہاتھ
پھیر کر خود کو لعنت ملامت کیا تھا۔۔اس کی سوچیں کل رات میں اٹک سی
گئیں تھیں۔۔۔۔

جب انسان کوئی گناہ کرے اور پھر اس پر پچھتاوا ہو تو سمجھو اس کا ضمیر ابھی زندہ ہے۔۔۔اور جس کا ضمیر زندہ ہو تو وہ توبہ کا راستہ اختیار کرنے اپنے کیے تمام گناہوں کی بخشش مانگ سکتا ہے۔۔۔

تیمور تم پھر سے سو گئے "۔۔۔!! مکمل خاموشی پا کر وہ قدرے " جھنجھلاہٹ زدہ سی بولی تھی۔۔۔تو حور کی آواز نے اسے سوچوں کے بھنور سے نکالا تھا۔۔۔اور لمحے میں وہ ایک نتیجے پر جا پہنچا تھا۔۔۔

حور عین میں شادی کرنا چاہتا ہوں۔۔۔ جتنی جلدی ہو سکے مجھے تم سے " شادی کرنی ہے۔۔۔ورنہ میں خود کو روک نہیں پاؤں گا۔۔۔میں اس گناہ سے بچنا چاہتا ہوں۔۔۔فقط تم ہو جو مجھے بچا سکتی ہو۔۔۔ تم مجھے سنبھال سکتی ہو "۔۔۔

وہ ڈھکے چھپے انداز میں اسے اپنی حالت سے آگاہ کر گیا تھا۔۔۔تو حور نے نا سمجھی سے فون کو گھورا گویا تیمور کو گھور رہی ہو۔۔۔

ورنہ میں بہت کچھ کھودوں گا۔۔۔مجھے ڈر ہے میں تمہیں کھودوں گا "

"۔۔۔

اس کی پریشانی سے مزین آواز نے حور کے چہرے سے مسکراہٹ سمیٹی تھی

۔۔۔۔

کیا ہوا تیمور سب ٹھیک تو ہے۔۔۔کون سا گناہ کر رہے ہو تم۔۔۔۔کیا کھو دو گے "۔۔۔۔حور نے الجھتے پوچھا۔۔۔

کچھ ٹھیک نہیں۔۔۔مجھے تم چاہیے بس۔۔۔۔"

جو کچھ مجھ پر کل آشکار ہوا ہے وہ مجھے چین نہیں لینے دے رہا۔۔۔میں تمہیں اپنے بہت قریب دیکھنا چاہتا ہوں "۔۔۔۔

تم نہیں سمجھ سکتی میری کیفیت۔۔۔ایک طرف ڈر ہے تو دوسری طرف" جزبات کا طوفان۔۔۔ڈر اور جذبات کی جنگ میں جزبات ہر طرح کے ڈر پر ہیوی ہوتا جاتا ہے۔۔۔اس کی رو میں بہتے انسان کا خود پر سے اختیار ختم ہو جاتا ہے۔۔۔اور میں بندہ بشر غلطیوں کا پتلا ہوں۔۔۔میں اس سب سے بچنا چاہتا ہوں۔۔۔مجھے تمہارا ساتھ چاہیے"۔۔۔وہ اندرونی خلفشار سے آگاہ کرتا سخت مضطرب سا تھا۔۔۔

کیا کہہ رہے ہو تم۔۔۔تیمور مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہی"۔۔۔اس کی" باتیں اس کے سر پر سے گزر رہی تھیں۔۔۔

میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں ہوں۔۔۔کیا تمہیں میری زوجیت قبول" ہے"۔۔۔؟

وہ اس کے سوال سرے سے نظر انداز کرتا بدلے میں سوال کر گیا تھا۔۔۔

توحور جو پہلے ہی اسے پسند کرتی تھی۔۔۔معاً تیمور کے پوچھنے پر وہ دھنک رنگوں میں نہا گئی تھی۔۔۔اسکا چہرہ دہک اٹھا۔۔۔جبکہ لبوں پر شرمگیں مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا۔۔۔

بولو"۔۔۔؟"

سپیکر سے ابھری بے چین آواز نے اس کے وجود میں خوشی کی لہر سی بھر دی تھی۔۔۔

جج جی"۔۔۔"

تو تیمور جو اس کے جواب سے خوف زدہ سا تھا اس کے مثبت جواب پر اس کے چہرے پر سکون کی لہر در آئی۔۔۔

ٹھیک ہے میں ابھی مام سے ہمارے رشتے کی بات کرتا ہوں"۔۔۔"

تیمور نے ہلکے پھلکے انداز میں کہا اس کے دل پر پڑا بوجھ کچھ کم ہوا تھا۔۔۔

تم شرما رہی ہو"۔۔۔حور کی جانب سے کوئی آواز نا سنی تو وہ شرارت سے "
بولا۔۔۔

نہیں ایک جن شوہر بنتا کیسے لگے گا یہ سوچ رہی ہوں"۔۔۔حور نے تڑخ "
کر کہا تو تیمور کا قہقہہ برجستہ تھا۔۔۔

بے فکر رہو کام میں انسانوں والے ہی کروں گا"۔۔۔۔ تیمور کی بھاری "
خمار آلود آواز پر وہ اس کی بے باکی کے مظاہرے پر دھڑکتے دل سے بنا کچھ
کہے کال بند کر گئی تو تیمور گہرا سانس بھرتا سر بیڈ کراون سے ٹکا گیا۔۔۔۔

اس کی نگاہوں میں گزری رات میں اس نازک حسینہ کا سراپا گھوم گیا تھا تو دل
میں عجیب سے جذبات پھر سے سر ابھارنے لگے تھے۔۔۔اسنے بر محل سر
جھٹکا اور خود کو اس پراگندہ سوچوں سے بعض رکھنے کے واسطے اپنی جگہ سے
اٹھ کر وارڈروب کی جانب بڑھا۔۔۔۔

کہاں ہے وہ سندر پری"۔۔۔۔"

پچاس سالہ اشرف جوئیہ آنکھوں میں شیطانی چمک لیے لبوں پر غلیظ مسکراہٹ سجائے بے قراری سے اس فلیٹ میں داخل ہوتا سامنے ہی صوفے پر براجمان بابر سے گویا ہوا تھا جو اسے دیکھ کر مودبانہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔۔۔

تو بابر نے اس کے ساتھ آئے بغور اس شخص کو دیکھا تھا۔۔۔جو شکل و صورت سے پاکستان کا تو ہر گز نا لگا تھا اور پھر پیچھے کھڑی اس کی فوج کو دیکھا جو الرٹ سے گن تھامے یہاں وہاں گردنیں گھما کر جائزہ لے رہے تھے

بے ساختہ اس کے لبوں کو مسکراہٹ نے چھوا تھا اس کے باڈی گارڈز کو دیکھ کر۔۔۔جو اس کے شاہ سر کے ایک پنج کی مار تھے۔۔۔ہاں البتہ وہ نیا آدمی اچھی خاصی صحت والا پینتیس تیس سالہ کوئی لڑکا تیار الگا تھا۔۔۔مگر شاہ کے سامنے وہ صفر تھا۔۔۔جتنی دہشت، پرسنیلٹی رعب و جلال اور دبدبہ شاہ کا تھا اس کڑچھے بریلر نے اندر تک ہل جانا تھا۔۔۔جب شاہ نے اس کو اپنا اصلی روپ دیکھانا تھا۔۔۔تو ممکن تھا کہ اس کی سانسیں بھی روانگی سے انکار کر بیٹھتں۔۔۔۔

ارباز عالم شاہ ایک معمہ تھا۔۔۔جسے حل کرنا کسی کے بس میں نا تھا۔۔۔وہ دشمنوں کے لیے بھیانک موت تھا۔۔۔کہ جو اس سے الجھ بیٹھتا تھا اس کی زندگی تمام ہو جاتی تھی۔۔۔اور اب یقیناً اشرف جوئیہ کی سانسیں بھی بابر کو چند لمحوں کی محتاج لگیں تھیں۔۔۔۔

اندر ہے سر آپ کے انتظار میں بہت بے چین۔۔۔تڑپتی سلگتی ہوئی۔۔۔"
آپ کی گردن کاٹ مطلب آپ کی گردن کا ہار بننے کی طلب میں بے قرار
ہے بہت۔۔۔ابھی آپ کو سن کر وہ آتی ہی ہوں گی"۔۔۔

بابر نے سنجیدہ نظروں سے اسے دیکھ کر قدرے لفظوں پر خاصہ زور دے کر
کہا تھا تو اس کے زو معنی جملوں سے بے خبر اشرف جوئیہ کا چہرہ چمک اٹھا
تھا۔۔۔

اس کی عمر دراز کی گندی ذہنیت پر بابر دل ہی دل میں کئی بار پر لعنت بھیج چکا تھا
۔۔۔۔

مجھے یقین نہیں ہو رہا کہ ارباز شاہ کے گھر کی عورتیں ایسی بھی ہو سکتیں ہیں"
۔۔۔"

وہ مونچھوں کو تاؤ دیتا کروفر سے صوفے پر براجمان ہوا تھا۔۔۔اس کا دل بلیوں اچھل رہا تھا کہ گویا وہ ہر طرف سے شاہ کو مات دینے میں کامیاب ٹھہرا تھا مگر یہ اس کی خام خیالی تھی۔۔۔

سر ان کے گھر کی عورتیں بہت عزت واحترام والی ہیں۔۔۔ مگر اس حویلی" کی یہ ایک اولاد جو آپ پر فدا ہو گئی ہے۔۔۔تو اس میں باقی سب پر تبصرے کی کوئی تک نہیں بنتی"۔۔۔۔۔بابر نے اس کے مکرہ چہرے کو دیکھ کر ماتھے پر بل ڈالے مگر نرم لہجے میں کہا تھا تو اشرف جوئیہ نے بغور اسے دیکھا۔۔۔۔

مجھے کیوں لگتا ہے کہ مجھے تم سے بغاوت کی بو آ رہی ہے"۔۔۔۔اشرف" جوئیہ سر تا پیر اسے دیکھتا بولا تھا تو بابر نے مصنوعی ہڑ بڑانے کی ایکٹنگ کی

۔۔۔۔

سر۔۔ بابر بغاوت نہیں کرتا بلکہ بغاوت کرنے والوں کو اس کی آخری"
منزل تک ضرور پہنچاتا ہے۔۔۔۔اور میں جس کے لیے کام کرتا ہوں اس
کے لیے میں اپنے خون کا ایک ایک قطرہ بھی بہانے سے گریز نہیں کروں گا
۔۔۔۔بغاوت تو پھر سوچ سے باہر کا لفظ ہے"۔۔۔۔

بابر نے ایک نظر اس کو دیکھتے سر جھکا کر اپنے وفادار ہونے کا یقین دلایا تھا
۔۔۔تو اس کے لہجے کی موشگافیوں سے نابلد وہ کھل کر مسکرایا تھا۔۔۔۔
مجھے تم پر یقین ہے"۔۔۔اس نے پرتپاک انداز میں کہا تھا تو بابر کے لبوں پر"
معنی خیز مسکراہٹ در آئی۔۔۔۔

میں آپ کے یقین کو یادگار بنانے والا ہوں سر"۔۔۔۔بابر بھی دوبدو بولا"
تھا۔۔۔۔
کہ جبھی اس کے فون پر گھنٹی بجنے لگی۔۔۔

اویس... تم ریسٹ ہاؤس آرام کرو بچے۔۔۔میں رات تک لوٹوں گا ایک "
ضروری کام میں مصروف ہوں"۔۔۔۔

دوسری جانب سے نجانے کیا کہا گیا تھا۔۔۔کہ اشرف جوئیہ کا قہقہہ گونجا
۔۔۔۔

اوکے انجوائے کرو۔۔۔کوئی مسئلہ ہو تو میں سنبھال لوں گا"۔۔۔۔"
اشرف جوئیہ نے مکروہ انداز میں کہا اور کال بند کر دی۔۔۔۔

بچہ ہے دل بہلانے کا سامان ڈھونڈ رہا ہے۔۔۔سنا ہے یہاں پر مال بڑا تگڑا"
ملتا ہے"۔۔

اشرف جوئیہ نے ساتھ بیٹھے شخص کو کہا تو دونوں کا چھت پھاڑ قہقہہ گونجا تھا
۔۔۔تو بابر نے لب بھینچے ان دونوں کتوں کو دیکھا تھا جن کا وقت اب کم رہ گیا
تھا۔۔۔۔

معاً اشرف جوئیہ بابر کی جانب متوجہ ہوا۔۔۔

کیا اس نے مجھے دیکھا ہے"۔۔۔؟؟ وہ اس بند کمرے کی جانب دیکھتا بے چینی سے بولا۔۔۔

جی آپ کی تصویر دیکھائی تھی میں نے۔۔۔ وہ بہت واویلا مچا رہی تھی تو میں نے کہا کہ یہ ہمارے سر ہیں تو آپ کو دیکھتے ہی وہ چپ ہو گئی۔۔۔ میں نے تو کہا کہ وہ کافی بوڑھے ہیں۔۔۔ مگر اس نے کہا کہ نہیں ان میں بہت طاقت ہے۔۔۔ اور وہ آپ کی طاقت آزمانہ چاہتی ہے"۔۔۔

بابر نے لب دبائے کہا تھا تو اشرف جوئیہ کا دل دھڑکا تھا۔۔۔ اور آنکھوں میں چمک بھی بڑھ گئی تھی۔۔۔

انہوں نے یہ بھی کہا کہ آج کسی صورت آپ پر رحم نہیں ہو گا۔۔۔ آپ کو" ان کے طیش مطلب محبت میں بھیگنا ہی پڑے گا"۔۔۔۔

باہر نے مزید گوہر افشانی کی۔۔۔ تو اشرف جوئیہ نے سینہ چوڑا کیا تھا۔۔۔

جبکہ بابر کا دل کر رہا تھا کہ وہ زور زور سے قہقہے لگائے تو دوسری جانب اندر موجود ارباز شاہ نے بابر کی بات سختی سے مٹھی بھینچی اور سرد نظروں سے اثنان کو گھورا جو دانت نکوستا اسے بری طرح سلگا گیا تھا۔۔۔

تو آج تمہارا رومینس کا موڈ ہے"۔۔۔اثنان ملک نے بڑی ادا سے شاہ سے" پوچھا کم اور بتلایا زیادہ تھا تو بدلے میں وہ اس کی کن پٹی پر گن رکھ گیا۔۔۔

رومینس تو بیوی کے ساتھ ہی ہو گا فلحال اس زبردستی کے طوق کو اپر" پہنچانے کا من ہے"۔۔۔

ارباز شاہ نے گن سے اس کی کنپٹی پر خاصا دباؤ بڑھا کر آنکھوں میں سرد پن لیے کہا تھا۔۔۔تو اثنان گھگھیا سا گیا۔۔۔

یار میرے ہونے والے بچوں کا ہی خیال کر لو"۔۔۔اثنان نے دہائی دی"

۔۔۔۔

تم نہیں رہو گے تو بچے بھی نہیں ہوں گے"۔۔۔وہ بھاری لہجے میں بولا"

۔۔۔

ان کا ماموں اتنا ظالم نہیں ہو سکتا"۔۔۔اثنان نے کہہ کر لب دانتوں تلے" دبایا۔۔تو شاہ نے قہر ڈھاتی نظر اس پر ڈالے پسٹل کاک کی تھی۔۔۔

خاموش ہی رہنا ورنہ جو ئیہ سے پہلے تمہیں اپر پہچانا میرے لیے ضروری"" ہو جائے گا"۔۔۔

وہ سخت آواز میں تنبیہ بولا تھا۔۔تو اثنان نے بھی گن ہولسٹر سے نکالی تھی

۔۔۔۔

طوبی شاہ کو آنے دو میری زندگی میں۔۔۔پھر تم سے بدلے لوں گا"۔۔۔"

وہ بڑبڑایا تھا۔۔۔

ایک پاگل انسان مجھے اپنی بہن کے لیے قابل قبول نہیں"۔۔۔۔شاہ"
بھاری قدموں کی دھمک چھوڑتا دروازے کی جانب بڑھا۔۔۔۔

سیم رائے میری بھی ہے۔۔۔کہاں میری معصوم حور عین بھابھی۔۔۔اور"
کہاں ایک الٹے دماغ کا شخص"۔۔۔
اثنان نے منہ بنایا۔۔۔
تو بدلے میں شاہ نے جن نظروں سے گھورا تھا تو وہ شانے آچکا کر رہ گیا۔۔۔
مزاق تھا"۔۔۔۔اثنان نے کھسیانی ہوتے کہا۔۔"
لیکن میرا مذاق ہر گز نہیں تھا"۔۔۔۔شاہ نے اسے باور کروایا اور کان میں"
لگے ائیر پیس پر یس کیا۔۔۔
موو"۔۔۔۔اس نے سنجیدگی سے اپنی ٹیم کو اشارہ دیا تھا۔۔۔کہ دوسری"
جانب سے اوکے کی آواز آئی تھی۔۔۔

طوبیٰ میری ہی ہو گی"۔۔۔اثنان نے منہ بسورا۔۔۔"

وقت بتائے گا"۔۔۔شاہ نے ایک نظر اس پر ڈالی اور باہر کی جانب بڑھا"

۔۔۔۔

جبکہ باہر بیٹھا اشرف جوئیہ پھولے نا سما رہا تھا۔۔۔کہ۔بابر کی بات کو وہ کسی الگ رنگ میں ڈھال گیا تھا تو اس پاگل بڈھے کے ٹھر کی مزاج پر بابر نے اسے دل ہی دل میں صلواتیں سنا ڈالیں تھیں۔۔۔

جوئیہ پہلے مجھے یہاں سے نکالنے کی تیاری کرو اس کے بعد جس کے ساتھ" عیاشی کرنا"۔۔۔

اس سارے وقت میں پہلی بار اس آدمی کی انگلش ایکسنٹ لیے اردو میں آواز گونجی تھی۔۔۔

تم بے فکر رہو کچھ ہی دیر تک ہیلی کاپٹر پہنچنے والا ہے"۔۔۔۔جوئیہ نے" تسلی دی۔۔۔

ویسے اگر تم چاہو تو اس کے ساتھ تم بھی کچھ وقت گزار سکتے ہو"۔۔۔" جوئیہ نے آفر دی تھی۔۔۔

جی جی سر۔۔۔انہیں کوئی مسئلہ نہیں ایک ساتھ دونوں کو ٹھکانے لگانے" میں"۔۔۔۔بابر کی چہک بھری آواز پر جوئیہ نے گردن گھوما کر اسے دیکھا تھا کہ جبھی ڈھیروں قدموں کی آواز ابھری تھی اور دیکھتے ہی دیکھتے بلیک یونیفارم میں ملبوس ہاتھوں میں گن لیے مسلح افراد اس کے آدمیوں پر گن رکھے ان کو چاروں طرف سے گھیر چکے تھے۔۔۔

یہ سب سے اتنی اچانک ہوا تھا کہ یہ دیکھ کر اشرف جوئیہ اور وہ انگریز اچھل کے اپنی جگہوں سے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔۔۔۔

توجوئیہ نے شاکی نظروں سے بابر کو دیکھا تھا جس کے لبوں پر شریر مسکراہٹ رقصاں تھی۔۔۔۔

تمہارے یقین کو یادگار بنانے کی ایک کامیاب کوشش"۔۔۔بابر نے" مسکاتی آواز میں کہا۔۔۔۔

میں تمہیں چھوڑوں گا نہیں دھوکے باز"۔۔۔۔جوئیہ حواس باختہ سا چلا" اٹھا تھا۔۔۔اس کے وہم و گمان میں بھی نا تھا کہ بابر اس کے ساتھ کوئی فریب کرے گا۔۔۔

پہلے خود کو تو چھڑوالو بڈھے"۔۔۔۔۔بابر نے نخوت سے سر جھٹکا۔۔۔"

اندھا یقین کرنے والے ہی دنیا میں مات کھاتے ہیں بابر اور جوئیہ ان میں" سے ایک ہے"۔۔۔

کہ جبھی عقب سے گھمبیر آواز نے ان دونوں کو پلٹنے پر مجبور کیا تھا۔۔۔تو ارباز عالم شاہ کو دیکھ کر جوئیہ کا سانس اٹکا تھا۔۔۔

تت تم یہاں کیسے "۔۔۔۔وہ حلق تر کرتا بولا۔۔۔۔اس کا چہرہ خوف سے زرد پڑ چکا تھا۔۔۔کہ وہ جو باتوں کی گولی باری جانتا تھا اب مقابل کو دیکھ کر روح تک لرز گئی تھی۔۔۔۔

سہنے کی ہمت نا ہو تو عمل سے پہلے ہزار بار سوچ لینا چاہئے۔۔۔"کہ کتا" غرانے سے شیر نہیں بن جاتا"۔۔۔۔وہ سرخ آنکھیں اس کے خوف زدہ چہرے پر گاڑھے پھنکارا تھا تو جوئیہ اپنی موت کو سامنے دیکھ کر کپکپا سا گیا تھا

۔۔۔

تم شاید بھول رہے ہو کہ میں کون ہوں "۔۔۔وہ لب تر کرتا بھبکا تھا "

۔۔۔

تم اس قابل نہیں ہو کہ تمہیں یاد کیا جائے "۔۔۔شاہ نے اشارہ کیا تھا تو "

برجستہ اس کی ٹیم کے ممبران آدمیوں کو لیے باہر کھڑی گاڑیوں کی جانب

بڑھے تھے۔۔۔

جسے اس دنیا سے جانے کی جلدی ہو وہ ارباز شاہ سے الجھ کر اپنی خواہش "

پوری کرتا ہے۔۔۔اور میں تمہاری یہ خواہش ضرور پوری کروں گا مگر کچھ

حساب کتاب کے بعد۔۔۔

کیونکہ تم میرے پسندیدہ دشمن ہو۔۔۔اور جو دشمن پسند کے ہوں انہیں "

میں سزا زرا الگ دیتا ہوں "۔۔۔

ارباز شانے اس کی دونوں ٹانگوں کا نشانہ بنایا تھا کہ وہ چیخ کر اس کے قدموں میں آن گرا تھا۔۔۔

ارباز عالم شاہ۔۔۔۔دشمنوں کے لیے موت کا دوسرا نام تھا۔۔۔
معاً اس نے پینٹ کی پاکٹ سے تیز دھار آلہ نکال کر اسے معافی تلافی کا موقع دیے بغیر چیختے ہوئے جوئیہ کی آنکھوں میں پیوست کیا تھا۔۔۔تو وہ درد کی شدت سے مزید چلا اٹھا۔۔۔

جبکہ دوسری جانب یہ سب دیکھتے گورے نے بھاگنے کی کوشش کی تھی مگر اثنان کی گن سے نکلنے والی گولی نے اسے فرش پر ڈھیر کر دیا تھا۔۔۔

میرے گھر کی عورتوں پر نظر رکھ کر تم نے اپنے انجام کو خود چنا ہے جوئیہ" اور میں تمہیں تمہارے انجام سے نواز رہا ہوں"۔۔۔۔

اس نے اس کی آنکھوں سے نکلتے خون کو دیکھ کر اس کا جبڑا دبوچا تھا پھر کے ہونٹوں پر کٹ لگاتے اس کی زبان کاٹ ڈالی تھی۔۔۔

اس گندی زبان سے تم نے میرے گھر کی عزت پامال کرنے کی بات کی" تھی"۔۔۔باسٹرڈ"۔۔

وہ پھنکار رہا تھا۔۔۔یہ سب دیکھ کر فرش پر پڑا گورا جس کی پشت پر اثنان بھاری بوٹ کا دباؤ بڑھائے کھڑا تھا وہ سکتے کی حالت میں چلا گیا تھا۔۔۔جب جوئیہ کی کٹی ہوئی انگلیاں اور زبان فرش پر دیکھی تھی تو وہ بے ہوش ہونے کے در پر ہوا تھا۔۔۔

جبکہ بابر اور اثنان بغیر کیسی تاثر کے یہ سب دیکھ رہے تھے جیسے ان کے لیے یہ بہت معمولی بات تھی۔۔۔

اس غلیظ دماغ میں تم نے میری عزتوں کے بارے سوچ رکھی"۔۔۔وہ اس" کی کن پٹی پر چاقو سے وار کرتا اسے دنیا سے آزادی بخش گیا تھا۔۔۔خون تیزی سے بہتا فرش کو رنگتا چلا گیا تھا۔۔۔۔

جو میرے گھر کی عزتوں پر غلط نظر رکھے گا۔۔۔جو میری عزتوں پر وار" کرنے کی کوشش کرے گا۔۔ارباز عالم شاہ اس کو ادھیڑ کر رکھ دے گا "۔۔۔

اس نے سرد آواز میں کہہ کر ایک ہی جھٹکے سے تیز دھار آلہ اس کی گردن پر رکھ تھا۔۔۔کچھ ہی دیر بعد جوئیہ کی گردن تن سے جدا پڑی تھی۔۔۔

یہ سب صاف کرواؤ بابر"۔۔۔۔وہ گھمبیر آواز میں بولا تھا۔۔۔۔کہ جبھی" اس کا آفیسر اندر آیا۔۔۔

سر سعد کی کال آئی ہے۔۔۔شوٹر کو دی ایس بلڈنگ کی چھت سے "
حراست میں لیا گیا ہے"۔۔۔۔۔

توشاہ نے سر ہلایا اور اس کی جانب متوجہ ہوا جو تھر تھر کانپ رہا تھا۔۔۔۔
تمہاری موت میں چند دن باقی ہیں جو کچھ جانتے ہو اگلنا شروع کرو"۔۔۔"
وہ رومال سے ہاتھ صاف کرتا صوفے پر بیٹھا تھا اور سرخ نگاہیں اس پر
گاڑھیں تو وہ بنا کسی توقف کے درد برداشت کرتا طوطے کی طرح سب بتاتا
چلا گیا۔۔۔۔۔

چند ہی منٹوں بعد اس کے بے ہوش وجود کو ارباز کے آفیسرز لے جا رہے
تھے جبکہ اشرف جوئیہ کی لاش کا اب وہاں شبہ تک نا تھا۔۔۔سب کچھ پہلے
کی طرح صاف شفاف تھا۔۔۔۔

شاہ جی کیوں نا بے چین آنکھوں اور تڑپتے دل کو قرار پہنچایا جائے"۔۔۔۔"

اثنان نے ڈھٹائی کا مظاہرہ کرتے کہا۔۔۔تو ار باز عالم نے سوالیہ ائیبرو اچکائی

۔۔۔

ءمیرا مطلب حور عین بھابھی سے ملاقا کر لینی چاہیے"۔۔۔

اثنان نے مسکراہٹ دبائے کہا۔۔۔۔

ان کی فکر تم مت کرو۔۔۔اور یہاں سے نکلنے کی کرو"۔۔۔۔شاہ نے فون "

پر کچھ میسج ٹائپ کرتے اسے بنا دیکھے کہا۔۔۔

یار میں تمہارے بغیر نہیں جا سکتا۔۔۔تو مجھے خود سے جدا کرنے والی بات نا"

کیا کر"۔۔۔اثنان دھپ سے اسکے ساتھ جڑ کر بیٹھا تھا تو شاہ نے کوفت بھری

نظروں سے اسے دیکھا تھا۔۔۔تو بدلے میں وہ اس کے شانے پر سر رکھ گیا

۔۔۔

جبکہ یہ سب دیکھتے بابر نے مسکراہٹ دبائی۔۔۔

تم بچ گئے ہو ورنہ جو کچھ تم کہہ چکے ہو شاہ کی نظروں سے گر چکے ہو اسے "
عورت بنا کر "۔۔۔

اب اس سے پہلے کہ شاہ تمہارے گلے کا ہار بنے بھاگو یہاں سے "۔۔۔"
اثنان نے بابر کو دیکھ کر کہا تو بابر نے ہڑ بڑا کر شاہ کی جانب دیکھا جس کی سرخ
نگاہیں اپنی جانب پا کر وہ سرپٹ دوڑا تھا۔۔۔

تمہارا موت سے لگاؤ بڑھتا جا رہا ہے "۔۔۔شاہ نے شرر بار نگاھوں سے "
اثنان کو گھورا۔۔۔

تیری باہوں میں موت بھی قبول ہے "۔۔۔اثنان نے دلربا انداز میں کہہ "
کر شاہ کو تنگ کرنا چاہا۔۔۔

عورتوں والے گٹس اپنانے سے تم میری عورت نہیں بن جاؤ گے۔۔۔"
لحاظہ جان پیاری ہے تو فاصلہ رکھو "۔۔۔شاہ نے خونخوار نظروں سے اسے
دیکھ کر دور جھٹکا۔۔۔

تجھ سے فاصلے موت کی صورت ممکن ہے۔۔۔لحاظہ میں حوربھا بھی کی جگہ " ناسہی پر تیری پہلی بیوی میں ہی رہوں گا"۔۔۔۔اثنان نے قہقہہ لگایا تو شاہ نے ہمیشہ کی طرح گولی چلائی تھی جو ہمیشہ کی طرح ضائع کرتے اثنان نے اپنا بچاؤ کر گیا تھا۔۔۔

سبطین شاہ جو ابھی اٹھا تھا کہ انگڑائی لے کر بالکنی کی جانب بڑھا ارادہ فریش ہوا کھانے کا تھا۔۔۔

اس نے جیسے ہی بالکنی کا دروازہ کھولا ٹھنڈی ہوا کا جھونکا اس کے وجود سے ٹکراتا خوشکن تاثر بخش گیا تھا۔۔۔اس نے بالوں میں ہاتھ پھیر کر نیچے جھانکا تو روباب کو سمندر خان کے ساتھ کھڑے پایا۔۔۔تو بر محل اس کے ماتھے پر دو بل پڑے تھے۔۔۔۔جواب سمندر خان کی کسی بات پر مسکراتی ہوئی سبطین شاہ کو آگ لگا گئی تھی۔۔۔

اس کے چہرے پر اسے اداسی ڈھونڈنے سے بھی نا ملی تھی اس کی وہ حالت جس میں وہ اس سے محبت کا اقرار کر رہی تھی اس کا شبہ تک نا تھا۔۔۔اسے وہ بالکل ٹھیک ہنستی مسکراتی روباب لگی تھی۔۔۔جسے اس کی پرواہ تک نا تھی

۔۔۔

اور روباب کو ہنستے مسکراتے دیکھ کر نجانے اسے کیوں برا لگا۔۔۔اور اس سے بھی زیادہ اس کا سمندر خان کے ساتھ باتیں کرنا اس کی باتوں پر مسکرانا برا لگ رہا تھا کہ وجود میں بہتا خون کھول اٹھا تھا۔۔۔

وہ شعلہ اگلتی نگاہوں سے انہیں دیکھ رہا تھا۔۔۔بس تو تب ہوئی جب سمندر خان نے اسے کالے رنگ کا شاپر پکڑایا تھا تو لیتے وقت روباب کے ہاتھ اس کے سے ہاتھ ٹچ ہونے پر اس کر وجود میں آگ کے شرارے سے دوڑ گئے

۔۔۔

جبھی وہ غصے سے کھولتے دماغ سے تن فن کرتا اپنے کمرے کی جانب بڑھا ارادہ نیچے جا کر روباب سے استفسار کا تھا۔۔۔

کسی کو پتا تو نہیں چلانا۔۔۔"! روباب دائیں بائیں کچھ فاصلے پر کھڑی ان" گارڈز کو دیکھ کر مدھم آواز میں بولی۔۔۔

نہیں باجی ام چھپا کر لایا ہے"۔۔۔ سمندر خان نے بھی اسی کے انداز میں" جواب دیا تو روباب نے جھپٹ کر وہ شاپر اپنے ہاتھ میں لیا تھا۔۔۔

تمہیں راستوں کی سمجھ تو ہے نا"۔۔۔ روباب نے ایک بار پھر سے تصدیق" چاہی۔۔۔

جی باجی مجھے سب پتا ہے"۔۔۔ سمندر خان نے سر ہلایا۔۔۔"

تو ٹھیک ہے تم چار بجے کیچن میں آ جانا۔۔۔ ہم سب تمہارا وہیں انتظار کریں" گی"۔۔۔

جی اچھا باجی"۔۔۔ سمندر خان نے فوراً سے حامی بھری۔۔۔"

اور ایک بات میری کان کھول کر سن لو سمندر خان۔ اگر اس بارے کسی کو" بھی پتا چلا تم ہم سب تمہیں سمندر خان سے نہر خان بنانے میں وقت نہیں لگائیں گی"۔۔۔۔الٹا سارا الزام تم پر لگا دیں گی اور پھر جو شاہ لالے تمہارا حشر کریں گے وہ تم مرتے دم تک نہیں بھولو گے"۔۔۔

روباب نے اسے دھمکی دی تو اس نے گہرا گھونٹ بھرا۔۔۔

نہیں باجی بے فکر رہیں"۔۔۔اس نے نفی میں سر ہلاتے کہا۔۔۔۔"

گڈ۔۔۔۔اب تم چار بجے سے پہلے اپنی بہن کو لے کر آ جانا اور"۔۔۔۔"

کیا ہو رہا ہے یہاں"۔۔۔۔۔۔"

وہ مزید کچھ کہتی کہ عقب سے آتی سبطین شاہ کہ بھاری آواز پر وہ دونوں اچھل پڑے تھے۔۔۔۔

روباب نے گردن ہلکی سی موڑے دائیں جانب کھڑے خون آشام نظروں سے گھورتے سبطین شاہ کو دیکھا۔۔۔

تو گہرا سانس بھر کر رہ گئی۔۔۔

آپ جائیں"۔۔۔اس نے ڈرے دبکے سمندر خان کو کہا تھا تو وہ فوراً سے" آگے بڑھ گیا۔۔۔تو سبطین شاہ نے شعلہ بار نظر سمندر خان پر ڈالی۔۔۔

جی بولیں"۔۔۔۔تو وہ سبطین شاہ کہ جانب متوجہ ہوئی۔۔۔مگر اس کا" انداز مقابل کو مزید سلگا گیا تھا۔۔۔

کیا کر رہی تھی اس کے ساتھ تم"۔۔۔۔۔"

وہ سخت انداز میں سوالیہ بولا تو روباب شاہ لب بھینچ گئی۔۔۔۔

آپ نے دیکھا نہیں پارسل دینے آیا تھا وہ"۔۔۔روباب نے ہاتھ میں پکڑا"
شاپر اونچا کرتے اسی کے انداز میں جواب دیا تو سبطین شاہ کا چہرہ سرخ پڑا

۔۔۔۔۔

اپنے انداز بیاں پر توجہ دو محترمہ۔۔۔۔مجھے اس طرح کا لہجہ ہر گز پسند نہیں"
"۔۔۔وہ نخوت سے بولا تھا تو روباب کو بھی غصہ چڑھا۔۔۔۔
مجھے بھی اس طرح کے سوالات کے جواب دینے کی عادت نہیں۔۔۔اور"
آپ کو تو بالکل نہیں"۔۔۔
وہ بھی دبی دبی آواز میں غرا اٹھی تھی۔۔۔
اتنی اکڑ کیوں دیکھا رہی ہو۔۔۔میں دیکھ رہا ہوں جب سے میں نے تمہیں"
ریجکٹ کیا ہے تم مجھ سے بات کرنے کے تمیز لحاظ سب بھول گئی ہو"۔۔۔۔
وہ دوپہر کی بات کا حوالہ دے گیا کہ جب اس نے ملازمہ کے ہاتھ اسے چائے
بنا کر لانے کا پیغام بھیجا تھا اور روباب نے منہ پر انکار کر دیا تھا۔۔۔

آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے لالے۔۔۔جو جیسا سوال کرے گا ویسا جواب "
پائے گا"۔۔۔روباب نے سنجیدگی سے اسے دیکھ کر سر پر پڑی شال درست
کرتے لالے پر خاصہ زور دیا اور آگے بڑھ گئی۔۔۔
تو سبطین شاہ نے ہاتھ کی مٹھی بھینچ کر اپنے اشتعال پر قابو پاتے اسے جاتے
دیکھا۔۔۔
اسے صاف صاف روباب کا لالے کہنا تنزیہ لگا تھا۔۔۔ سبطین شاہ کو روباب
کا یہ رویہ ایک آنکھ نا بھا رہا تھا کہ وہ لب بھینچ کر اسے جاتا دیکھتا رہ گیا۔۔۔

Zubi Novels Zone

لالے دیکھیں میرا ریزلٹ آگیا میں نے اے پلس گریڈ لیا ہے"۔۔۔"
مروہ خوشی سے چہکتی ہاتھ میں ٹیبلٹ پکڑے لاونج میں بیٹھے آبان شاہ
، سبطین شاہ، عباس، بلاج اور بسمل لوگوں کی جانب آئی تھی جبکہ یارم شاہ
اپنے کمرے میں سو رہا تھا اس کی طبیعت تھوڑی ناساز تھی۔۔۔وہ سب دیوار

گیر نسب فل سکرین کی ایل ای ڈی پر بھرپور محویت سے پاکستان کا میچ دیکھ رہے تھے۔۔۔کہ مروہ کے آواز پر سب نے گردنیں موڑ کر اسے دیکھا ۔۔۔۔جو چمکتے چہرے سے آتی بھاگ کر اپنے بھائی آبان شاہ کے سامنے ٹیلٹ کر گئی۔۔۔۔

تو اس کے معصوم چہرے پر بچوں جیسی خوشی دیکھ کر وہ سب بے ساختہ مسکرا اٹھے تھے۔۔۔

مسکراہٹوں کی وجہ تھی وہ لڑکی۔۔۔۔جس کے پاس ایک ذخیرہ تھا خوشیوں کا۔۔۔چمکتا پر نور چہرہ خوشیوں کا گویا خزانہ تھا۔۔۔

سانولی سلونی سی کشش والے نقوش کی حامل کسی بھی توجہ مبذول کروانے کا ہنر رکھتی تھی۔۔۔

اس پر ہمہ وقت اس کے لبوں پر مزین دلفریب مسکراہٹ کسی کو بھی دیوانہ کرنے کی صلاحیت رکھتی تھی۔۔۔۔

توآبان شاہ نے شفقت بھری مسکراہٹ سے اپنی اکلوتی معصوم سی بہن کو دیکھا۔۔۔۔

گندمی مگر کشش سے بھرپور رنگت کی حامل سیاہ آنکھوں میں دیپ جلائے جھلملاتی پلکوں سے آبان شاہ کی جانب دیکھتی گویا کریڈٹ کی منتظر کھڑی تھی۔۔۔

توآبان شاہ کو ٹوٹ کر اپنی بہن پر پیار آیا تھا۔۔۔

وہ اس کا نتیجہ ملاحظہ کر کے اپنی نشست چھوڑ کر اٹھا تھا اور نہایت عقیدت سے اس کے سر پر لب رکھے تو مروہ کے چہرے پر پھول کھل اٹھے تھے۔۔۔

بھائیوں کی جان تھی وہ لڑکی۔۔۔اور بھائی اس کے محافظ۔۔۔اس کی خوشیوں کے ذریعے۔۔۔اس پر نثار ہونے والے۔۔۔اس کے شہزادے۔۔۔

ماشاءاللہ گڑیا۔۔۔کانگریچولیشن۔۔ایم پراوڈ آف یو"۔۔۔"

آبان شاہ مشفقانہ مزاجی سے بولا تو باقی سب بھی اپنی معصوم کزن کو دیکھتے اپنی نشستوں سے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔۔۔

شاہ حویلی کی سب سے معصوم بچی مروہ شاہ تھی۔۔۔جو بہت کم بولتی تھی ۔۔۔سب کو اس کی معصومیت سے بہت پیار تھا۔۔۔یہ بہت صبر والی اپنے بھائی آبان شاہ کی جان تھی۔۔۔آبان کی اس کے لیے محبت پر بالاج اس کا چھوٹا بھائی جل بھن کر رہ جایا کرتا تھا۔۔۔

ابھی بھی اس کی تعریف پر وہ منہ بسور کر رہ گیا۔۔۔

بچپن سے ہی وہ معصوم سی لڑکی اچھے گریڈ حاصل کر کے سب کو حیران کر دیا کرتی تھی۔۔۔اور آج بھی اس کے اچھے نتیجے نے سب کو بہت خوش سا کر دیا تھا کہ جبھی سب باری باری اس کا سو فیصد نتیجہ دیکھ کر اس کے سر پر ہاتھ رکھے مبارک دے رہے تھے۔۔۔

آبان شاہ نے انعام کے طور پر پانچ پانچ ہزار کے دو نوٹ نکال کر اس کی ہتھیلی پر رکھے تو مروہ کی آنکھوں میں جگنوں چمک اٹھے تھے۔۔۔۔

معاً سبطین اور عباس نے بھی یہی عمل دوہرایا تو مروہ کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ رہا

۔۔۔۔

جبکہ بالاج اور بسمل منہ لٹکا کر سب دیکھ رہے تھے۔۔۔

"دیکھ رہے ہو تم دونوں نالائقوں کے سردارِ اول۔۔۔ کبھی تمہاری جانب سے ایسی خوشی ہمارے نصیب میں ہو گی بھی کہ ہمیشہ ناک ہی کٹوانی پڑے گی یہ کہہ کر کہ بدقسمتی سے ہمارے گھر میں دو پڑھے لکھے ان پڑھ پیدا ہوئے

ہیں"۔۔۔۔آبان شاہ نے بالاج اور بسمل کو دیکھ کہا جو منہ کے زاویے بنا رہے تھے۔۔۔

بالاج اور بسمل کا پڑھائی کی طرف دھیان کم اور شرارتوں میں زیادہ لگتا تھا ۔۔۔اس لیے ان کے نمبر ہمیشہ کم آتے تھے۔۔۔جبکہ انہیں کی کلاس میں ہدا اور عشال فرسٹ پوزیشن لیتی تھیں۔۔۔اور ان سے دو کلاس آگے مروہ ایف ایس سی کی سٹوڈنٹ تھی جس کا آج ریزلٹ آیا تھا۔۔۔

بھائی ہم کٹواتے رہیں گے تو آرون بھائی اور مروہ بہن جوڑتے رہیں گے "۔۔۔۔"

ان دونوں نے بنا کوئی اثر لیے بنا کہا تو برمحل وہ تینوں کی گھوریوں کا نشانہ بنے ۔۔۔تو مروہ فقط مسکرا کر رہ گئی۔۔۔

اس بار اگر ان کے گریڈ کم آئے تو ڈیرے کی صفائی کے لیے انہیں ملازمت" پر رکھ لینا"۔۔۔ سبطین شاہ نے سنجیدگی سے آبان کو کہا تو وہ دونوں اچھل پڑے۔۔۔۔۔

چھوٹوں پر شفقت کا حکم ہے لالے "۔۔۔ بالاج نے دفاع کیا۔۔۔"

شیطانوں پر تو نہیں "۔۔۔۔ کب سے خاموش کھڑا عباس شاہ بھی بولا تو ان" دونوں کی آنکھیں پھیلیں۔۔۔

لالے آپ بولتے بھی ہیں "۔۔۔ بسمل نے مصنوعی حیرت سے پوچھا تھا"

۔۔۔۔

مارنا بھی جانتا ہوں "۔۔۔ عباس شاہ نے سرد گھوری سے نوازتے کہا تو وہ " اپنا سا منہ لے کر رہ گئے۔۔۔۔

آپ ہمیں ٹارچر کر رہے ہیں ہم شاہ لالے کو بتائیں گے "۔۔۔"

وہ قدرے غصے سے بولے۔۔۔۔

اپنا قد آور عمر دیکھ کر ہمیں دھمکی دو "۔۔۔"

بچوں سے لڑنا ہمیں زیب نہیں دیتا "۔۔۔ورنہ ایک آواز کی مار ہو "۔۔۔۔

سبطین نے مصنوعی اشتعال سے کہا تو وہ دونوں دھیرے سے وہاں سے کھسک گئے۔۔۔۔

لالے جان آپ نے کوئی پرومس کیا تھا "۔۔۔ان کے جاتے ہی مروہ کی " مترنم آواز گونجی تو زینے اترے آرون شاہ کے کان کھڑے ہوئے۔۔۔ کہ اس کے ریزلٹ میں اچھے نمبر لینے والی خبر وہ سن چکا تھا۔۔۔

لالے ہمیشہ حاضر ہیں اپنی گڑیا کے لیے۔۔۔ یہاں سے واپسی پر ہم تمہارا " میڈیکل کالج میں ایڈمیشن کروانے چلے گے "۔۔۔آبان نے محبت سے کہا تو مروہ ترت سے اس کے گلے لگی۔۔۔

تھینک یو بھیا"۔۔۔وہ چہک کر کہتی وہاں سے واپس پلٹی تو نظر خود کی جانب" دیکھتے آرون شاہ سے ٹکرائی تو مروہ کے چہرے سے مسکراہٹ سمٹی۔۔۔ کیونکہ مقابل کی سخت گھوریوں نے اسے دہشت زدہ سا کر دیا تھا۔۔۔وہ جب بھی سامنے آتا اسے ایسے ہی گھورتا تھا۔۔۔تو مروہ کو اس باڈی بلڈر کی خونخوار نظروں سے خوف آتا تھا۔۔۔جو ہر وقت وحشتگی میں لپٹی رہتی تھیں۔۔۔

اپر سے اس کا دراز قد کاٹھ مضبوط توانا جسم اور سیاہ سرد آنکھیں اور پھر بھورے بالوں کا جوڑے کی قید میں لپٹا ہونا۔۔۔۔

افففف اسے دیکھ کر مروہ کانپ جایا کرتی تھی۔۔۔اس کے حلیے سے اسے خوف آتا تھا۔۔۔جو باقاعدہ غنڈا لگتا تھا۔۔۔بلکہ غنڈوں کا سرغنہ ڈیسنٹ سرغنہ کہ اس کی ڈریسنگ بہت زبردست ہوتی تھی۔۔۔

اپر سے اس کا انداز تخاطب رعب اور دبا اس کی جان لیتا تھا۔۔۔وہ بہت کم ہی اس کے سامنے آتی تھی اور جب بھی آتی آرون شاہ کی جانب سے شعلہ بار گھوریوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔۔۔

ابھی وہ فارمل ڈریس بلیک پینٹ وائٹ شرٹ میں ملبوس شرٹ کے اپری تین بٹن کھولے، آستین کہنوں تک فولڈ کیے، بازوؤں کے مسلز شرٹ سے واضح چھلک رہے تھے۔۔۔کلائی پر برانڈڈ واچ پہنے، ہلکی بھوری بیرڈ اور مونچھوں تلے عنابی لب سختی سے پیوست کیے، سیاہ رات کی مانند گہری آنکھیں جن میں ہر وقت ایک سرد جمود منجمند رہتا تھا۔۔۔پیروں میں وائٹ جوگرز پہنے وہ سرخ و سفید چہرے پر پتھریلے تاثرات سجائے شرر بار نگاہیں مروہ پر گاڑھے دھیرے دھیرے سٹیپ لیتا مروہ کو ہمیشہ کی طرح خوفزدہ سا کر گیا تھا۔۔۔

مروہ نے حلق تر کیا اور بڑے محتاط انداز میں قدم لیتی اس سے فاصلہ قائم کیے سیڑھیوں پر لگی ریلنگ کے ساتھ چپک کر سر جھکائے، زینے چھڑھنے لگی ---

!! سنو"----"

جب وہ اس کے مقابل پانچوے زینے پر آئی تھی تو آرون شاہ کی بھاری آواز نے اس کے قدم جکڑے----

بے ساختہ اس کا دل سینے میں سکڑ کر پھیلا تھا----

مروہ نے ڈرے ڈرے دھیرے سے سر اٹھایا تو آرون شاہ کے ماتھے پر بل پڑے----

وہ ہر وقت اس کا خود سے خوف زدہ رہنا باخوبی نوٹ کرتا تھا وہ جو اس سے سہمی سہمی اس کو کوئی وحشی ثابت کر کے اس کا دماغ گھما دیا کرتی تھی۔۔۔اور آج تو اس کی حقیقتاً بس ہوئی تھی۔۔۔

جج جی"۔۔۔مزید اس کہ جھجھکتی آواز نے اس کے وجود میں آگ کے" شرارے سے بھر دیے تھے۔۔۔۔

یہ تم ہر وقت مجھ سے خوف زدہ رہ کیوں رہتی ہوں کیا میں تمہیں آدم خور" لگتا ہوں"۔۔۔وہ غصے بھرے انداز میں نیچی آواز میں چینگھاڑا تھا تو مروہ اپنی جگہ سے اچھلی۔۔۔۔

وہ تو اس لیے گھورتا تھا کہ وہ۔جب بھی سامنے آتا تو وہ ڈر کا فاصلہ بنا لیتی تھی ۔۔اس کی موجودگی میں وہ یا تو وہاں سے اٹھ جاتی یا پھر آتی ہی نہیں تھی

۔۔۔۔

آپ ایسے دیکھتے ہیں تو مجھے خوف آتا ہے"۔۔۔۔وہ منمنا کر زرا سی انگلی اٹھا" کر اس کی آنکھوں کی جانب اشارہ کرتی بولی تو آرون شاہ کا پارہ چڑھا۔۔۔۔ وہ اس سے بہت کم کلام کرتی تھی وہ بھی ہوں ہاں تک اور آج جب اپنے بھائیوں کی موجودگی کا خیال کر کے سچائی سے بولی تھی تو وہ بپھر سا گیا تھا

۔۔۔۔

اس نے سرعت سے اسے بازو سے دبوچ کر اپنے مقابل کھینچا تو وہ اس باڈی بلڈر کے سخت ہاتھ کی انگلیاں اپنے بازو میں دھنستے محسوس کر کے درد سے تڑپ اٹھی تھی۔۔۔۔

تمہیں کیا لگتا کہ مجھے شوق ہے تمہارے کالے چہرے کو دیکھنے کا۔۔۔میں "
تمہاری ہر وقت چھوئی موئی بنے رہنے اور بلاوجہ مجھ سے خوف کھانے والی
عادت پر گھورتا ہوں مس بلیکی "۔۔۔۔وہ اسے جھٹکا دے کے چبا چبا کر بولا
۔۔۔تو اپنی اس قدر تزلیل پر اس کی شفاف آنکھوں میں آنسوں تر آئے جبکہ
چہرہ سراسیمہ سا ہوا تھا۔۔۔

وہ جو سوچتی تھی وہ ویسا ہی تھا۔۔۔غنڈا موالی قسم کا۔۔۔۔

بچپن سے ہی وہ ایسا اکھڑ مزاج تھا۔۔۔اور اب تو اس کے مزاج ہی نہیں ملتے
تھے۔۔۔خود کو پتا نہیں کیا سمجھتا تھا۔۔۔۔خود پر غرور تھا۔۔اپنی وجاہت کا
!!مان تھا۔۔شاید زیادہ خوبصورت تھا تو دوسروں کو حقیر سمجھتا تھا۔۔۔۔

جو بھی تھا مروہ کو شدید قسم کا زہریلا لگا تھا۔۔۔۔

آپ اپنے حلیے پر توجہ دیں تو میں آپ سے خوف زدہ بھی نا ہوں"۔۔وہ آنسوں کو بہنے سے روکتی روندھی آواز میں بولی۔۔۔تو آرون شاہ نے ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچ کر غضب ناک تیوروں سے اسے دیکھا۔۔۔

تم کون ہوتی ہو میرے حلیے پر بات کرنے والی۔۔۔اب تمہارے ڈرنے کی" وجہ سے میں اپنی لک بدل لوں۔۔بھاڑ میں جاؤ۔۔۔ڈرو بے بہوش ہو جو مرضی کرو۔۔۔مگر میرے سامنے کبھی اپنی زبان مت چلانا ورنہ اپنی لک کے مطابق کام کرنے میں مجھے کوئی مضحکہ نا ہو گا۔۔۔اور تمہیں اصل غنڈے سے متعارف کروا کر تمہاری اس زبان کو کاٹ کر لٹکا دوں گا"

۔۔۔۔

وہ دھمکی آمیز بولتا مروہ کو مزید دہشت زدہ سا کر گیا تھا۔۔۔کہ آنسوں اس کی گالوں پر بہے نکلے تھے۔۔۔

آپ اب بھی اپنی اصلیت ہی دیکھا رہے ہیں"۔۔۔وہ جھلملاتی پلکوں سے"
ٹوٹتے آنسوؤں سے تر چہرہ لیے نم آواز میں بولی۔۔۔
اسے آرون شاہ سخت برا لگا تھا۔۔۔۔

تو مقابل کھڑا آرون شاہ اس کی زبان پر عش عش کر اٹھا تھا۔۔۔۔
تم جیسی زبان دراز لڑکیوں کے ساتھ سب مینرز بھولنے پڑتے ہیں۔۔۔۔"
اور تمہارے معاملے میں ہمیشہ میں ایک بد تمیز لوفر اور بد معاش غنڈا ہی
ثابت ہوں گا۔۔۔تو بہتر ہے اپنی شکل گم کرو"۔۔۔
وہ غصے سے کھولتے دماغ سے تنبیہ بولا تھا۔۔۔

تو مرو وہ لب بھینچ گئی۔۔۔اس کی ناک سرخ ہو گئی تھی اور آنکھوں کے
ڈورے بھی رونے کے باعث سرخی کے لپیٹ میں آئے تھے۔۔۔

کوئی اتنا بد تمیز کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔اور پھر سارے کا سارا۔۔۔حد تھی ویسے مروہ کڑھ کر رہ گئی۔۔۔۔

اس نے ایک نظر لاونج میں بیٹھے سب کزنز پر ڈالی اور پھر اس کی جانب دیکھا جو گویا نگاہوں سے ہی بھسم کرنے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔۔مروہ خائف سے ہوتی تیزی سے دو سیڑھیاں عبور کر گئی اور پھر زرا سی گردن موڑ کر اس کو دیکھا جو اب نیچے جا رہا تھا۔۔۔۔

یکدم اس کے وجود میں گویا غصہ کا غلبہ سا اٹھ آیا تھا کہ جبھی انجانے میں اس شیر سے الجھنے کا سوچ بیٹھی تھی۔۔۔۔۔

مجھے بھی کوئی ضرورت نہیں ایک جاہل بد تمیز غنڈے کے منہ لگنے کی "۔۔۔۔"

آنکھوں میں مرچیاں بھرے ناک سکیڑ کر بولی تو وہ جو اپنے دھیان میں جا رہا تھا کہ اس کی آواز پر پلٹ کر خونخوار نظروں سے دیکھا۔۔۔

مگر وہ اثر لیے بنا اپنے دل۔ کی بھڑاس نکال کر اپر کی جانب بھاگی تو پیچھے وہ بھی اس کا دماغ درست کرنے غضب ناک تیوروں سے اس کے قدموں پر قدم رکھتا اس کی پیچھے بھاگا۔۔۔

اسے پیچھے آتا دیکھ مروہ کی قدموں میں تیزی آئی تھی۔۔۔اس سے پہلے کہ وہ اپنے کمرے کی جانب بڑھتی وہ جلد ہی اس کے سر پر پہنچا ایک ہی جست میں اسے کھینچ کر دیوار سے لگا گیا تھا۔۔۔تو اس افتاد پر مروہ کی پھولیں سانسیں سینے میں دبنے سی لگیں تھی۔۔۔اور دل کی دھڑکنیں مدھم پڑی تھی۔۔۔ مقابل کو اپنے روبرو دیکھ کر۔۔۔جس کا چہرہ طیش کے عالم میں سرخ تھا اور کن پٹی کی رگیں ابھر آئیں تھیں۔۔۔

تمہیں منہ لگانا بھی کون چاہتا ہے۔۔۔اور نا تم اس قابل ہو کہ تمہیں منہ " لگایا جائے۔۔۔تو تمہاری سوچ بھی تمہاری طرح کالی ہے۔۔۔کیونکہ آرون شاہ کا ٹیسٹ اتنا خراب نہیں ہو سکتا"۔۔۔۔

وہ اس کا جبڑا دبوچے پھنکارا تھا تو مروہ کا دل لرز اٹھا تھا۔۔۔جبکہ وجود سے سکت ختم ہوتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔اور چہرہ کی رنگت متغیر ہوئی تھی ۔۔۔۔

کیسا آدم بیزار شخص تھا وہ۔۔۔خود کچھ بھی کہے تو ٹھیک اس نے کہا تو پاگل ہو اٹھا تھا۔۔۔

مروہ کلستی ہوئی دونوں ہاتھوں سے اس کا ہاتھ اپنے چہرے سے پیچھے کرنے کی سعی کرنے لگی۔۔۔مگر ناکام رہی۔۔۔اس کی چہرے پر پکڑ اتنی مضبوط تھی کہ مروہ کی زبان دانتوں تلے آتی کٹ سی گئی تھی تو شدت سے منہ میں خون کا ذائقہ گھلنے لگا تھا۔۔اور درد حد سے تجاوز ہوا تھا۔۔۔۔

میں تم سے عزت سے بات کر رہا تھا مگر تمہیں عزت راس نہیں آئی"۔۔۔"
وہ کرخت آواز میں بولا تھا تو شدید درد کے باعث بھی اس کی بات پر مروہ کی آنکھیں پھیلیں۔۔۔۔

یہ عزت سے بات تھی۔۔۔اس بندے کے نزدیک عزت سے بات کرنا اسے کہتے تھے تو بد تمیزی کا کیا عالم ہونا تھا۔۔۔
مروہ دل ہی دل میں صلواتیں سنا کر رہ گئی۔۔۔

میں نے آپ سے ایسا کچھ نہیں کہا۔۔۔۔جو آپ اتنا چیخ رہے ہیں۔۔۔میں" نے بس اپنے ڈرنے کہ وجہ بتائی ہے"۔۔۔وہ بمشکل بول پائی تھی تو آرون شاہ کے لبوں پر قاتلانہ مسکراہٹ مچلی تھی۔۔۔۔

وہ جو دہشت میں مبتلا تھی نجانے اتنی ہمت کہاں سے مجتمع کیے وہ اس کو دو بدو جواب دے رہی تھی وہ خود پر حیران تھی مگر اندر سے دل خوف سے پھڑ پھڑا رہا تھا۔۔۔۔

میں چاہتا تھا تم میرے سامنے بکری بننا چھوڑ دو مگر تم تو ڈائریکٹ شیرنی کے " عہدے پر فائض ہونے لگ گئی۔۔۔پر میرے ہوتے ایسا ممکن نہیں مروہ بی بی "۔۔۔

وہ مسکراتا آخر میں برفیلے لہجے میں دھاڑا تھا تو مروہ نے ڈر کر جھرجھری سی لی ۔۔۔۔

وہ چہرہ اس کی نزدیک کیے چند انچ کا فاصلہ رکھ گیا اور سیاہ شعلہ اگلتی نگاہیں اس کی آنکھوں میں گاڑھیں۔۔۔۔

اس لیے ضروری ہے کہ تم مجھ سے ڈرو۔۔۔بے پناہ ڈرو اور اپنی زبان "
کو لپیٹ کر رکھو۔۔اور جس دن میں نے تمہاری آنکھیں خوف سے خالی
دیکھیں وہ دن تمہارا آخری دن بنا دوں گا"۔۔۔۔
اب تمہارا سامنا ایک بدتمیز انسان سے رہے گا تو لحاظہ آنکھوں میں خوف"
اور زبان قابو میں رکھنا۔۔۔۔مروہ شاہ"۔۔۔۔
وہ تنبیہ مگر درشتگی بھرے لہجے میں بولتا مروہ شاہ کو لرزا سا گیا تھا۔۔۔کہ
مقابل کی دھمکی پر وہ آنکھیں میچ گئی۔۔۔اس کے ماتھے پر پسینے کی موندیں
چمک اٹھی تو دل کانوں میں دھڑکتا محسوس ہوا تھا۔۔۔

اس کو لرزتے دیکھ وہ اس کا چہرہ چھوڑ کر تھوڑا پیچھے ہوا تھا۔۔۔اور بغور اسے
دیکھا جس کے چہرے پر اس کی انگلیوں کے نشان چھپ سے گئے تھے۔۔۔۔

اور ایک بات کان کھول کر سن لو تم میڈیکل میں ایڈمیشن نہیں لو گی گھر "
بیٹھو گی "۔۔۔وہ تنفر بھری نظروں سے اس کے چہرے کو دیکھ کر تحکمانہ
گویا ہوا تھا اور پینٹ کی پاکٹ سے ایک چھوٹا سا آلہ نکالا جس کے اندر مختلف
ڈیزائنز کے چاقو تھے۔۔۔تو مرو وہ جو آنسوں روکنے کی کوشش میں آنکھیں
میچے کھڑی تھی۔۔۔کہ جھٹ سے آنکھیں کھولیں۔۔۔۔
تو مقابل کے کے ہاتھ میں ایک باریک سی تیز دھار نائف دیکھ کر گہرا گھونٹ
بھرا۔۔۔۔

کک کیوں "۔۔۔اس نے سوکھے لبوں پر زبان پھیر کر جھجھکتے پوچھا تھا"
۔۔۔
جبکہ اس کے ہاتھ میں یہ سب دیکھ کر وہ مان گئی تھی کہ یہ ایک غنڈا ڈاکٹر تھا
۔۔۔۔

پہلے تو وہ اسے لک وائز لگا تھا مگر اوزار دیکھ کر وہ حقیقتاً خود کو غنڈا ثابت کرتا مروہ کے ننھے دل پر دھاک بٹھا گیا تھا۔۔۔

تمہیں سنائی نہیں دے رہا"۔۔اس کی کیوں پر وہ بھڑک کر نائف اس کے لبوں پر رکھ گیا تو مروہ کے منہ سے چیخ نکلی تھی۔۔۔

آپ ہوتے کون ہیں مجھ پر پابندی لگانے والے۔۔۔میرے باپ بھائی زندہ ہیں"۔۔۔وہ ڈر ڈر کر اٹکتی آواز میں بولی تھی مگر بولی ضرور تھی دفاع بھی تو کرنا تھا۔۔۔

جبکہ اس کا بولنا مقابل کو سخت ناگوار گزرا تھا۔۔۔

وہ زبان چلا کر مقابل کو مزید ضد میں مبتلا کر گئی تھی۔۔۔

مگر انہیں تمہارے اس معصوم چہرے کے پیچھے گز بھر زبان کا نہیں پتا"۔۔۔جو وہاں جا کر نجانے کیا گل کھلائے گی۔۔۔اور میں نہیں چاھتا کہ شاہوں کی عزت پر حرف آئے اس سے پہلے تمہیں دنیا سے بے دخل کر

دوں گا۔۔۔اس لیے اپنے دماغ میں بیٹھالو کہ تم یونیورسٹی نہیں جاؤ گی

"۔۔۔

وہ بپھرے شیر کی مانند غرایا تھا تو اس کی بات پر مروہ کو بے اختیار غصہ آیا تھا

۔۔۔۔

وہ کون ہوتا تھا اسے جج کرنے والا۔۔۔وہ کیا تھی سب کو پتہ تھا تو وہ کیوں اس کی ذات کی دھجیاں کر گیا تھا۔۔۔

شٹ اپ آپ "۔۔۔وہ بھڑکی تھی مگر اتنی ہی تیزی سے چلائی۔۔"

آہہہ "۔۔۔۔"

جب آرون شاہ اس کے نچلے لب پر کٹ لگا کر اس کو خاموش کرا گیا تھا۔۔۔

میرے سامنے جو شاوٹ کرتا ہے میں اسے ہمیشہ کے لیے چپ کرا دیتا" ہوں۔۔۔مگر تمہیں صرف دو چار روز بولنے سے قاصر کر رہا ہوں کالی چڑیل "۔۔۔۔

زہن نشین کرلو"۔۔۔وہ کہتا دور ہوا تھا۔۔۔۔"

اور آلہ پاکٹ میں ڈالے ایک نظر اسے دیکھا جو نچلے لب پر دوپٹے کا پلو جمائے خون روکنے کی کوشش کرتی سہمی آنسوؤں بھری نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

!! گڈ ایسا ہی خوف رکھنا فائدے میں رہو گی بلیکی"۔۔۔۔"

اس کی آنکھوں میں دہشت دیکھ کر وہ پراسرار سا مسکرایا تھا اور واپس مڑا اس کا رخ سیڑھیوں کی جانب تھا۔۔۔

درد کی شدت سے مروہ کی آنکھوں سے آنسوں ٹوٹ کر گرتے جا رہے تھے ۔۔۔اسے آرون شاہ ایک آنکھ نا بھایا تھا۔۔اس نے نفرت بھری نگاہوں سے اس کی پشت کو گھورا تھا اور پھر سسکتی ہوئی سی اپنے کمرے کی جانب آئی

تھی۔۔۔دروازے کے قریب پہنچ کر اس نے گردن ترچھی کیے اسے دیکھا

۔۔۔جواب پہلے زینے پر قدم رکھنے والا تھا۔۔۔

مونسٹر"۔۔۔۔ تبھی اس نے درد کے باوجود شدید نفرت سے آواز لگائی"

۔۔۔۔

تو مقابل نے زرا سا رخ موڑے آگ برساتی نظروں سے دیکھا۔۔۔

اللہ کرے آپ کو کالی بیوی ملے"۔۔۔۔وہ بھرائی آواز میں بدعا دیتی بولی"

تو وہ انہیں قدموں پر مڑا۔۔

!!تمہاری تو"۔۔۔۔"

وہ دانت کچکچا کر واپس سے اس کی جانب بڑھنے لگا تھا مگر مروہ چھپاک سے اندر بند ہوتی کمرا لاک کر گئی تو وہ خون آشام نظروں سے دروازے کو دیکھتا نیچے کی جانب بڑھا۔۔۔۔۔

سلی گرل"۔۔۔اس کے لب بے آواز پھڑ پھڑائے تھے۔۔۔"

۔۔۔۔۔

سبطین شاہ صبح سے بے چین تھا کہ اسے روباب کے ہاتھ کی چائے نہیں مل رہی تھی ملازمہ سے دو بار بنوا کر پی چکا تھا مگر وہ ذائقہ نا تھا۔۔۔تو اپنی پسندیدہ چائے نا ملنے پر اس کا دماغ خاصا گھوما ہوا تھا۔۔۔اسے تپ تو روباب پر چڑھی ہوئی تھی۔۔۔جو کو عادت لگا کر اب مکمل لاتعلقی برت رہی تھی۔۔۔کہ دو بار وہ انکار کر چکی تھی۔۔۔اور سبطین شاہ پیچ و تاب کھا کر رہ گیا۔۔۔۔

وہ چہرے پر پتھریلے تاثرات جمائے اس کے پیچھے کیچن میں گیا۔۔۔

چائے بناؤ میرے لیے"۔۔۔روباب جو فون کیچن کاؤنٹر پر رکھے کیبنٹ" سے برتن نکال رہی تھی۔۔۔وہ اس کی موجودگی سے مکمل بے خبر تھی ۔۔۔۔کہ جبھی اس کی بھاری رعب دار آواز پر روباب نے اچھل کر پیچھے دیکھا تو وہ دروازے کے بیچ و بیچ کھڑا غضبناک تیوروں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

روباب کو بالکل بھی اندازا نہیں تھا کہ وہ چائے نا ملنے پر اس قدر طیش میں آ جائے گا۔۔۔وہ تواب سے لاتعلق بننے کی کوشش کر رہی تھی وہ اپنی محبت اپنے دل کے کسی کونے میں دبا چکی تھی اور خود کو مکمل خوش رکھنے کی کوشش کرتی اس سے فاصلہ بنائے ہوئے تھی۔۔۔اور وہ تھا کہ اسے دھتکار کر بھی اسی سے آس لگائے بیٹھا تھا۔۔۔

اسے اس کی چاہ نا تھی مگر اس کی بنی چائے کی طلب تھی۔۔۔وہ گہرا سانس بھر کر رہ گئی۔۔۔

میں نہیں بنا سکتی جس کو پینی وہ اپنے لیے خود بنا لے"۔۔۔"

روباب زرا سا چہرہ ترچھا کیے سپاٹ آواز میں اس کے منہ پر انکار کرتی واپس اپنے کام میں لگ گئی تھی تو اس کے انکار سے سبطین شاہ کے غصے کا گراف

بلند ہوا تھا۔۔۔اس کا یہ سخت رویہ سبطین شاہ کو سلگا رہا تھا اور وہ اس آتش میں خود کو جلتا محسوس کر رہا تھا۔۔۔

"تمہیں کیا تکلیف ہوتی ہے چائے بناتے ہوئے۔۔۔۔جب پتا بھی ہے کہ مجھے تمہارے ہاتھ کی بنی چائے کی طلب ہوتی ہے تو یہ نکھرا کر کے کیا ثابت کرنا چاہ رہی ہو"۔۔۔

وہ بجلی کی تیزی سے اسے بازو سے کھینچ کر رخ اپنی جانب کرتا سرخ نگاہیں اس کی آنکھوں میں گڑھے دھاڑا تھا تو خوف سے روباب کا دل سینے میں پھڑ پھڑا سا گیا تھا اس کو اس قدر غصے میں دیکھ کر۔۔۔

"میں ہر وقت آپ کو چائے بنا کر نہیں دے سکتی"۔۔۔وہ چہرے پر سنجیدہ تاثرات لیے مدھم آواز میں بولتی مقابل کے وجود میں لاوا سا بھر گئی تھی

۔۔۔

اسے عادت ڈال کر اب وہ فرار اختیار کرنا چاہ رہی تھی۔۔۔ سبطین شاہ کے ماتھے پر شکنوں کا جال نمودار ہوا تھا۔۔۔

ہر وقت تم ہی بنا کر دو گی آئی سمجھ۔۔۔عادت لگا کر یوں پیچھا چھڑوا نہیں سکتی تم"۔۔۔۔۔

وہ اس کے دونوں بازوؤں کر دبوچے غیض و غضب کے عالم میں چینگھاڑا تھا

۔۔۔۔

تو روباب شاہ نے شکوہ کناں نظروں سے سے دیکھا تھا۔۔۔

وہ چائے کا دیوانہ تھا اس کا کیوں نہیں تھا۔۔۔روباب محض سوچ کر رہ گئی

۔۔۔۔

ایسی عادتیں جو انسان کو رسوا کروائیں ان عادتوں سے تعلق توڑ لینا"

چاہیے"۔۔۔۔

وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی کھردرے لہجے میں بولی تھی۔۔۔۔

تو سبطین شاہ کے لبوں پر تمسخر بھری مسکراہٹ رقص کر گئی تھی۔۔۔

وہ تمہاری عادتیں تھیں جو تمہیں رسوا کروا گئی۔ میں رسوا نہیں ہوں گا "

کیونکہ یہ سبطین شاہ کی عادتیں ہیں جو ختم نہیں ہوں گی بلکہ مزید پختہ ہوتی

جائیں گی۔۔۔ کیونکہ میں ان عادتوں کی وجہ کو اپنے دائرے سے منسلک رکھنا

جانتا ہوں"۔۔۔

وہ اسے سرخ نظروں سے دیکھتا برفیلے لہجے میں باور کروا کر دور ہوا۔۔۔

کتنا خود غرض تھا وہ۔۔۔خود سے جڑی اس کی عادتوں کو روند کر وہ اسے سے جڑیں اپنی عادتوں کو تقویت دے گیا تھا۔۔۔روباب اسے دیکھتی رہ گئی

۔۔۔

میری طلب تمہارے ہاتھ کی بنی چائے کی ہے۔۔۔میں یہ عادت کبھی" نہیں چھوڑ سکتا۔۔۔اگر اب تم نے میرے لیے چائے بنانے سے انکار کیا تو !! باخدا میں تمہارے ہاتھ کاٹنے سے گریز نہیں کروں گا"۔۔۔

وہ اس سے دو قدم کی دوری پر کھڑا غصے سے پھنکارا تھا۔۔۔تو اس کی دھمکی پر روباب کی آنکھیں پھیلیں۔۔۔

کتنا خطرناک بن جاتا تھا وہ اپنی عادتوں کے بارے میں۔۔۔!! اور اس کی !! عادتوں کا کوئی مول نا تھا۔۔۔

وہ یکدم سے بھنا اٹھی تھی۔۔۔

میں نہیں"۔۔۔اس نے پھر سے انکار کرنا چاہا۔۔"

شٹ اپ۔۔۔انکار مت کرنا ورنہ مجھے سائیکو پاؤ گی۔۔۔پانچ منٹ میں "
!! چائے بنا کر بھیجو باہر "۔۔۔۔
وہ اس کی بات بیچ میں ہی کاٹ کر کرخت انداز میں بولا تھا تو روباب نے بھی غصے بھری نظر سے دیکھا۔۔۔۔

چاہے روؤ چیخو چلاؤ۔۔۔میرے لیے چائے ہمیشہ تم ہی بناؤ گی "۔۔۔وہ " بھاری لہجے میں کہتا مڑا تھا مگر دو قدم اٹھا کر پھر رکا اور گردن ترچھی کیے اسے دیکھا۔۔۔۔

اور ہاں رات میرے کہنے سے پہلے ہی کمرے میں پہنچا دینا"۔۔۔ "

وہ اسے دھونس بھرے انداز میں رات کے لیے بھی حکم صادر کرتا مضبوط چال چلتا کمرے سے نکل گیا جبکہ پیچھے کھڑی غصے سے بپھری روباب نے اس کی پشت کو گھورا۔۔۔

ہنہہ "۔۔۔"چائے بناؤ"۔۔۔"چائے بناؤ"۔۔"چائے بناؤ"۔۔۔"
تبھی تو یہ آدمی اندر سے اتنا کالا ہے"۔۔۔"
وہ چڑ کر بھڑکی تھی اور پٹخنے کے انداز میں کیتلی چولہے پر رکھی۔۔۔

اس نے شدید خراب موڈ کے ساتھ چائے بنائی تھی اور اس میں دل کھول کر شوگر ڈالی تھی۔۔۔ارادہ اسے اپنے ہاتھ کی بنی چائے سے بعض رکھنے کا تھا

۔۔۔۔

روباب نے کلستے ہوئے چائے کا کپ ٹرے میں رکھ کر ملازم بخش کو دیا تھا اور پھر اپنے لیے کافی بنانے لگی۔۔۔۔

اسکے کافی بنائے تک باقی ساری کزنز بھی کیچن میں دھاوا بول چکی تھیں

۔۔۔۔

میں تیار ہوں آپی"۔۔۔۔ حور نے چمکتے چہرے پر معمولی گبھراہٹ سجائے کہا۔۔۔

وہ تو سہی ہے مگر تمہارا اکیلی کا جانا ٹھیک نہیں اور ہم سب بھی نہیں جا سکتی" تمہارے ساتھ تو بالاج اور بسمل کو کچھ فاصلے تک بھیج دیتے ہیں۔۔۔ اگلا کام تمہارا ہو گا"۔۔۔ نینا شاہ نے قدرے پریشانی سے کہا۔۔۔۔

کہہ تو ٹھیک رہی ہو وہ اس کو چھوڑ کر واپس آ جائیں گے۔۔۔ اور پھر لے" آئیں گے۔۔۔ ویسے بھی دوربین سے تو تم ہماری نظروں میں ہی رہوں گی

کوئی ایسا ویسا ڈر ہوا بھی تو گارڈز کس لیے ہیں فوراً بتا دیں گے "۔۔۔طوبیٰ شاہ نے بھی نینا کی تعید کی جبکہ نمل، مروہ، ہدا اور عشال تو بہت ایکسائیٹڈ سی لگ رہی تھیں۔۔۔۔پہلی بار وہ لوگ گارڈز کو چمکا دینے والی تھیں تو خوشی دیدنی تھی۔۔۔۔۔

!! ٹھیک ہے تو حور کیا تم تیار ہو اس ایڈونچر کے لیے "۔۔۔۔"
اگر تم نہیں ریڈی تو ہم کوئی اور بھی شرط رکھ سکتے ہیں "۔۔۔روباب نے" آخری بار اس سے پوچھا تھا۔۔۔

وہ لوگ گیم کھیل رہے تھے جس میں سب کو کچھ ایڈونچر بھرے ٹاسک دینے تھے اور پہلا نمبر ہی حور کا آیا تھا تو حور کو یہ ٹاسک ملا تھا کہ اس نے ووڈن ہاؤس سے دور جنگل کے اس پار برف کے چھوٹے سے پہاڑ پر سنو مین

بنا کر اسے ریڈ کیپ پہنانا تھی۔۔۔۔وہ بھی بنا کسی ہیلپ کے۔۔۔۔گارڈز اور اپنے تمام کزنوں سے چھپ کر۔۔۔۔حور کو یہ ٹاسک پورا کرنا تھا۔۔۔۔ ووڈن ہاؤس سے اس پہاڑی تک فاصلہ تقریباً دس منٹ کا تھا۔۔۔جنگل سے گزر کر پندرہ منٹ کا بنتا تھا جبکہ روڈ سے دس منٹ کا تھا مگر حور سڑک سے جا کر کسی کی نظروں میں نہیں آنا چاہتی تھی اس لیے دوسرا راستہ چنا تھا۔۔۔

نہیں آپی میں اس کے لیے بہت خوش ہوں۔۔۔اور یہ کون سا دور ہے""" ۔۔۔حور چہک کر بولی۔۔۔۔

ہاں مگر تمہیں جنگل سے گزر کر جانا پڑے گا"۔۔۔نمل نے اسے آخری" بار بتایا۔۔۔۔

یہی تو ایڈونچر ہو گا۔۔۔اور حور عین کچھ بھی کر سکتی ہے"۔۔۔وہ شوخی" سے بولی تھی۔۔۔۔

مگر پیار نہیں"۔۔۔نینا نے مسکراہٹ دبائے کہا۔۔۔"

وہ بھی کر سکتی ہوں آپی"۔۔۔حور نے منہ بسورا۔۔۔اس کی آنکھوں" کے دریچوں پر تیمور کا چہرہ چھپ دیکھلا کر غائب ہوا تھا۔۔۔تو لبوں پر مسکراہٹ در آئی۔۔۔

کس سے؟ شاہ لالے سے"۔۔۔طوبی شاہ نے ٹکڑا لگایا۔۔۔اسے اثنان" کی بات کا تھوڑا سا کھٹکا ضرور ہوا تھا۔۔۔

اللہ اللہ کیا کہہ رہی ہیں آپ"۔۔۔ان سے کون پیار کر سکتا ہے"۔۔۔" حور دہل کر بولی۔۔۔تاثر ایسا تھا کہ گویا اسے مقابل سے پیار ہو گیا ہو اور اب پچھتا رہی ہو۔۔۔

ہر لڑکی!!!۔۔۔کیونکہ میرے لالے جیسا کوئی نہیں"۔۔۔"

طوبی نے اسے آنکھیں دیکھائے کہا تھا۔۔۔جو اس کے لالے کے پیار سے پناہ مانگ رہی تھی۔۔۔

وہ تو آپ نے درست کہا۔۔۔جو ان سے پیار کرے گی وہ زندہ کہاں بچے گی"

"۔۔۔۔

حور کے سامنے اس کی سحر انگیز شخصیت چھائی تو یکدم سے دھڑکنوں میں اشتعال برپا ہوا تھا۔۔۔۔

میرے لالے کی پرسنیلٹی ہی ایسی ہے جس کے دائرے میں لوگ گھومتے " رہتے ہیں پر چھٹکارا ممکن نہیں ہوتا"۔۔۔۔

نینا نے پستہ منہ میں ڈالتے کہا۔۔۔۔تو حور گہرا سانس بھر کر رہ گئی۔۔۔۔

ویسے حورا گر تمہیں محبت ہو گئی شاہ لالے سے پھر"۔۔۔؟؟"

آپی مجھے زندہ رہنا ہے"۔۔۔حور نے روہانسی ہو کر کہا۔۔۔مقابل کے" سامنے آتے ہی اس کی دھڑکنوں کو نجانے کیا پر لگ جایا کرتے تھے۔۔۔کہ وہ اس کی شخصیت میں خود کو گم ہوتا محسوس کرتی تھی۔۔۔

اگر ان کو ہو گئی تو"۔۔۔؟؟روباب نے کافی کا گھونٹ بھر کر نینا کو دیتے" روباب سے کہا۔۔۔

تو میں ان سے نہیں کروں گی۔۔۔مجھے ان سے ڈر لگتا ہے"۔۔۔حور نے" جھرجھری سی لے کر کہا تھا۔۔۔

وہ بہت پوزیسیو ہیں اپنی چیزوں کے لیے۔۔۔۔اگر انہیں محبت ہو گئی تو"
ان کی محبت میں تم سانس تک نہیں لے پاؤ گی اور تمہارے دل کی دھڑکنیں
کبھی بھی معمول پر نہیں آئیں گی۔۔۔لکھ لو میری بات"۔۔۔نینا نے دلکشی
سے مسکراتے کہا تھا۔۔۔اسے تخیل میں شاہ اور حور کی جوڑی بے پناہ اچھی
لگی تھی۔۔۔اس کے شاہ لالے کی چھوٹی سی دلہن۔۔۔۔

میری کونسا ان سے شادی ہونی جو میں لکھوں"۔۔۔"
وہ کندھے اچکا کر بولی مگر دور کھڑی قسمت اس نادان کی سوچ پر مسکرا اٹھی
تھی۔۔۔
لو سمندر خان اور اس کی بہن بھی آ گئے"۔۔۔کیچن کی کھڑکی سے باہر کی"
جانب جھانکتے روباب نے چہک بھری آواز میں کہا۔۔۔
میں بلاج بسمل کو بلا کر آتی ہوں"۔۔۔۔تبھی نینا کیچن سے باہر نکلی لاونج کی"
جانب بڑھی جہاں سب لڑکے میچ میں محودِ کھ رہے تھے۔۔۔۔

ماں مجھے آپ سے ضروری بات کرنی ہے"۔۔۔ٹھاہ کی آواز سے دروازہ" کھولے وہ دندناتا ہوا اندر آیا تو اپنے باپ کو ماں کے انتہائی قریب بیٹھا دیکھ کر مسکراہٹ دبائی۔۔۔

شکر ہے تیمور تمہیں ماں باپ کا کمرا بھی نظر آ گیا"۔۔۔"
ریحانہ سٹپٹا کر دور ہوتی خجالت مٹاتی بولی تو حسن شاہ نے بھرپور گھوری بیٹے کو نوازی۔۔۔

یہ کوئی طریقہ ہے کسی کے کمرے میں آنے کا"۔۔۔وہ مصنوعی غصے سے" بولے۔۔۔

ماں باپ کے کمرے میں آنے کا کوئی طریقہ نہیں ہوتا۔۔۔والد محترم""" ۔۔۔تیمور مسکراہٹ دبائے سرعت سے اپنے باپ اور ماں کے درمیان

بیڈ پر براجمان ہوا۔۔۔تو ریحانہ شاہ نے محبت سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا تو حسن شاہ نے اس کے درمیان میں بیٹھنے پر ائیبرو اچکائی۔۔۔۔۔

"یوں مت دیکھیں۔۔۔والد۔۔۔۔دراصل میں کسی کے بھی پرسنل میں انٹرفیئر سے پرہیز کرتا ہوں۔۔۔اور پچھلے دو منٹ سے لاونج میں آپ کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔۔مگر صبر مزید نا ہوا تو یہاں آنے کی خطا کر بیٹھا کیونکہ آپ پریم پجاریوں کو تو وقت ہی نہیں کمرے سے نکلنے کا"۔۔۔۔۔تیمور نے آنکھیں گھما کر سر ریحانہ شاہ کے شانے سے ٹکایا۔۔۔۔

تو وہ مسکرا اٹھیں۔۔۔۔

"کام کی بات کرو لڑکے"۔۔۔حسن شاہ سنجیدگی سے گویا ہوئے۔۔۔۔"

آپ مجھے ابھی سے بھگانا چاہ رہے ہیں جبکہ میں تو رات اسی کمرے میں اپنی ما" کی گود میں سو کر گزارنے والا ہوں"۔۔۔۔ تیمور نے بھی بھرپور سنجیدگی سے کہا۔۔۔۔

اس معاملے میں مجھے باپ کی بجائے اپنا دشمن پاؤ گے"۔۔۔۔ وہ بیڈ سے" اٹھ کر سامنے پڑے کشادہ صوفے پر براجمان ہوتے بولے تو تیمور اطمینان سے ماں کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گیا۔۔۔۔

ٹھیک ہے یہ کمرا آپ کو مبارک میں اپنی ماں کو لے جاتا ہوں۔۔ اٹھیں ماں" ہمیں جانا ہے یہاں سے"۔۔۔۔ تیمور نے اپنی ماں کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔۔۔ تو حسن شاہ نے دانت کچکچائے۔۔۔۔

خبردار جو میری بیوی کو ہاتھ بھی لگایا تو"۔۔۔ وہ بھڑکے تھے۔۔۔"

یہ لیں لگالیا کیا کریں گے "۔۔۔۔ تیمور نے اپنی ماں کے گرد حصار باندھا تھا"

۔۔۔

تو باپ بیٹے کی میٹھی نوک جھوک کرانجوائے کرتی ریحانہ شاہ مسلسل مسکرا رہی تھی۔۔۔۔

تیمور ٹانگوں کی سلامتی چاہتے ہو تو نکلو ہمارے کمرے سے "۔۔۔ وہ لفظ چبا" چبا کر بولے۔۔۔۔

آپ میری ماں کو ہم بچوں سے دور نہیں کر سکتے۔۔۔ ہر وقت تو چپکے رہتے " ہیں تھوڑا وقت ہمیں بھی گذارنے دیں اپنی والدہ کے ساتھ "۔۔۔ تیمور بھی ڈھٹائی کے اول درجے پر پہنچ گیا تھا۔۔۔۔

تمہاری ماں کا سارا وقت میرا ہے۔۔۔اب جلدی سے بولو کیوں آئے ہو"

یہاں۔۔۔اور پھر اپنا راستہ ناپو"۔۔۔۔

حسن شاہ نے تیمور کو اپنی بیوی کی گود میں سر رکھے سکون سے سوتا دیکھ کر جتلایا۔۔۔۔

دیکھیں ماں سمجھا لیں اپنے شوہر کو ورنہ ہم آپ کو الگ کر دیں گے ان سے"

"۔۔۔ تیمور نے اپنی ماں کے چہرے کو چھو کر کسی بچے کی طرح شکایت لگائی تھی۔۔۔تو ریحانہ شاہ کے ساتھ ساتھ حسن شاہ نے بھی مسکراہٹ دبائی

۔۔۔

تم کل کی فلائیٹ سے واپس روانہ ہو۔۔۔مجھے خدشہ لاحق ہو گیا ہے تم سے"

۔۔۔تم میری بیوی کو بگاڑ دو گے"۔۔۔

حسن شاہ نے بیوی کو گہری نظروں سے دیکھ کر تیمور سے کہا۔۔۔

اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی بیوی کو آپ سے نا چھینا جائے تو مجھے میری" بیوی لا کر دیں"۔۔۔ تیمور نے سرعت سے کہا تو وہ دونوں حیران ہوا ٹھے

۔۔۔

کیا مطلب"۔۔۔۔ حسن شاہ نے اچھنبے سے پوچھا۔۔۔"

ظاہر سی بات ہے ڈیڈ۔۔۔ لڑکا بڑا ہو گیا ہے اب شادی کی بات خود کرتے" بھلا اچھا لگے گا"۔۔۔

خیر اچھا تو میں آپکو کسی صورت نہیں لگوں گا۔۔۔اس لیے کہہ رہا ہوں" ۔۔۔کہ میری شادی کروائیں"۔۔۔ تیمور نے شرمانے کی ناکام ایکٹنگ کرتے کہا۔۔۔۔

کیا تمہیں شادی کرنی ہے"۔۔۔حسن شاہ نے سنجیدگی سے استفسار کیا"

۔۔۔۔

جی آپ کو نہیں پتا کیا بیٹا آپ کا شادی کی عمر کا ہو گیا ہے۔۔۔اس کے "
سامنے آپ بیوی سے رومانس کرتے ہیں۔۔۔تو بیٹے کے لیے بھی کوئی اچھی
سی لڑکی تلاش کریں۔۔۔پر نا جی آپ کو کہاں فرست "۔۔۔۔ تیمور نے منہ
بسورا۔۔۔۔

سچ بتاؤ کیا تم شادی کرنا چاہتے ہو ابھی تو تمہاری پڑھائی "۔۔۔۔ریحانہ شاہ"
نے اس کا چہرہ اپنی جانب موڑے خوشی سے پوچھا۔۔۔

پڑھائی بھی ہو جائے گی اور شادی میں سچ میں کرنا چاہتا ہوں۔۔۔۔"
حور عین شاہ سے "۔۔۔۔
اس نے مسکرا کر دونوں کے سروں پر بم پھوڑا۔۔۔

کیا واقعی"۔۔۔ریحانہ شاہ جو سمجھ رہی تھی کہ تیمور کسی گوری کو پسند" کر کے بیٹھا ہے مگر حور عین کا نام سنتے ہی اس کا چہرہ خوشی سے تمتما اٹھا تھا

۔۔۔

کیا حور عین بھی تمہیں پسند کرتی ہے۔۔۔؟"اس کی ماں نے اشتیاق سے" پوچھا۔۔۔

بالکل"۔۔۔"رشتے کی بات کریں آپ لوگ۔۔۔بیوی میں ساتھ لے کر" ہی جاؤں گا"۔۔۔ تیمور نے اپنے باپ کو جتلایا۔۔۔

جبکہ ریحانہ شاہ کا تو خوشی کا کوئی ٹھکانہ نا تھا۔۔۔

ایسے کیسے ہم بھیج دیں گے"۔۔۔حسن شاہ نے بھتیجی کی سائیڈ لی۔۔۔"

ٹھیک ہے پھر میں اپنی ماں کو لے کر باہر چلا جاؤں گا"۔۔۔۔ تیمور نے" دھمکی دی۔۔۔۔

بلیک میل مت کرو کرتا ہوں بات"۔۔۔ حسن شاہ سر جھٹکتے بولے تھے" ۔۔۔۔

آج رات تک رشتہ ڈن ہو جانا چاہیے والد محترم"۔۔۔۔ تیمور نے مزید" لب کشائی کی تو حسن شاہ کے ماتھے پر بل پڑے۔۔۔

چلو نکلو اب ہمارے کمرے سے"۔۔۔۔وہ سختی سے بولے۔۔۔۔"

بہت جلد آپ میرے بچوں کو پیار کرنے کے لیے ترسیں گے"۔۔۔۔"

تیمور اٹھ کر ماں کے ماتھے پر بوسہ دیتا بولا۔۔۔۔

تمہاری جرات کہ تم ہمیں دور رکھو گے"۔۔۔۔ حسن شاہ نے گھورا۔۔۔۔"

باپ پر گیا ہوں۔۔۔کیا کروں"۔۔۔۔ تیمور شا نے اچکا کر دروازے کی" سمت بڑھا۔۔۔۔

میں بات نہیں کروں گا"۔۔۔ حسن شاہ نے کرخت آواز میں باور کروایا"

۔۔۔۔

رات تک کا وقت ہے آپ کے پاس ڈیڈ۔۔۔ورنہ صبح مجھے اس کمرے میں" شفٹ ہونے سے کوئی نہیں روک سکتا"۔۔۔

وہ لبوں پر دل جلانے والی مسکراہٹ سجائے اپنے باپ کو کہتا کمرے کی دہلیز پار کر گیا۔۔۔

گدھا ہے پورا"۔۔۔ حسن شاہ محض بڑبڑا کر رہ گئے۔۔۔۔"

آپ کا ہی ہے"۔۔۔ریحانہ شاہ مسکرا کر کہتی اپنی جگہ سے اٹھی اور" ڈریسنگ روم میں گھس گئی۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ ایک ہاتھ جینز کی پاکٹ میں ڈالے دوسرے ہاتھ سے فون پر کچھ ٹائپ کرتا آہستہ آہستہ قدم اٹھائے لاونج سے گزر کر خارجی دروازے کی جانب بڑھ رہا تھا کہ جب اسے کے ہاتھ میں پکڑے فون پر ان ناؤن نمبر سے کال آنے لگی

تیمور کے چہرے پر ناگوار تاثرات چھائے کہ وہ حور کو میسج کر رہا تھا مگر سینڈ کرنے سے پہلے ہی کال آنے لگی۔۔۔

یس"۔۔۔اس نے کال اٹینڈ کرتے فون کان سے لگایا۔۔۔"

مزاج باخیر تو ہیں جناب۔۔۔ہمارے بخشے لمحات کی کرم نوازی اتنی عام تو" !! نہیں تھی کہ ہمیں بھلایا جاسکے"۔۔۔

سپیکر سے ابھرتی نسوانی آواز پر تیمور کے ماتھے پر بل پڑے۔۔۔

کون"۔۔۔اس نے سخت انداز میں مقابل سے پوچھا۔۔"

آپ کی داسی جناب۔۔۔گلشن "۔۔۔۔"

وہ اٹھلاتے گویا ہوئی تو تیمور کی پیشانی پر بل پڑے۔۔۔

بولو۔۔۔فون کیوں کیا ہے "۔۔۔۔"

تیمور سپاٹ آواز میں بولا۔۔۔

جناب آپ کو اپنے قریب چاہتی ہیں۔۔۔ملنا چاہتی ہیں آپ سے "۔۔۔"
وہ بہکے لہجے میں گویا ہوئی تھی۔۔۔تو تیمور شاہ کے جبڑے تن گئے۔۔۔۔

بند کرو بکواس۔۔۔میرے پاس وقت نہیں۔۔۔تم سے ملنے کا۔۔۔تمہیں "
ملنے کے لیے اور بہت مل جائیں گے مجھے اب کال مت کرنا "۔۔۔۔وہ نیچی
آواز میں دھاڑا تھا۔۔۔وہ جو ایک بار بہک کر گناہ کر بیٹھا تھا دوبارہ ہر گز نہیں
چاہتا تھا۔۔۔

سوچ لیں ہم سے نا ملے تو ہم آپ کے گھر چلیں آئیں گی "۔۔۔مقابل"
نے دھمکی دی۔۔۔تو تیمور لب بھینچ گیا۔۔۔
اسے شدت سے پچھتاوا ہوا تھا۔۔۔

کتنے پیسے چاہیے تمہیں "۔۔۔ تیمور نے پیسوں کا استفسار کر کے جان"
چھڑانا چاہی کہ جبھی کرخت آواز میں گویا ہوا تھا۔۔۔
پر مقابل کے ارادے تو کچھ اور ہی تھے۔۔۔

مجھے آپ چاہئے بس آج ملنے آجائیں پھر کبھی نہیں کہیں گے "۔۔۔گلشن"
نے مسکراتی آواز میں اپنی شرط بتائی تو وہ کڑوا گھونٹ پی کر رہ گیا۔۔۔۔
ٹھیک ہے "۔۔۔ تیمور نے بے دلی سے کہہ کر کال کٹ کی اور پورچ میں"
کھڑی اپنی گاڑی کی جانب بڑھا۔۔۔۔
اس کے تیور انتہائی خطرناک تھے۔۔۔

شہاب صاحب وہ آرہا ہے "۔۔۔۔شہاب جو اپنے ڈیرے پر بیٹھا تھا کہ "
مقابل کی کال پر فوراً فون کان سے لگایا تو اس کے مثبت جواب پر مکروہ
مسکراہٹ نے اسکے لبوں کا احاطہ کیا تھا۔۔۔

بہت اچھا گلشن آرا "۔۔۔۔یقیناً اب تو تم انعام کی حقدار ٹھہری ہو "۔۔۔۔"
شہاب شاہ زو معنی انداز میں بولا۔۔۔۔
جناب انعام میں آپ ہوں تو گلشن آرا سو بار قربان "۔۔۔۔"
وہ بھی زو معنی لہجے میں بولی تھی تو شہاب کا قہقہہ گونجا۔۔۔
کیا سوچا ہے پھر "۔۔۔وہ لجاجت سے بولی۔۔۔۔تو اس کے چہرے پر خطر "
ناک تاثرات چھائے تھے۔۔۔۔

پہلے جو تمہارے زمے آج کا کام ہے وہ پورا کرو۔۔۔اس بار تم نے اسے بلایا ہے اگلی بار وہ خود آنا چاہیے۔۔اس پر اپنا ایسا جادو چلاؤ کہ وہ تم میں سب کچھ ہار بیٹھے "۔۔۔۔

اور آج ڈر گز کی مقدار زرا زیادہ رکھنا "۔۔۔شہاب شاہ سپاٹ انداز میں بولا تھا۔۔۔۔

فکر نا کریں صاحب جیسا آپ چاہتے ہیں ویسا ہی ہو گا۔۔۔ گلشن آرا کوئی عام چیز نہیں ہے۔۔۔اچھے اچھوں کو اپنا دیوانہ کر دیا ہے تو پھر یہ تو ابھی نادان کچی عمر کا بالک ہے "۔۔۔۔۔

گلشن آرا لگاوٹ بھرے انداز میں بولی تو شہاب شاہ کے لبوں پر شیطانی مسکراہٹ در آئی۔۔۔

ٹھیک ہے خاص انجوائے کروانا میرے بھائی کو"۔۔۔شہاب نے خباثت سے کہا۔۔۔

تو گلشن آرا مسکرا اٹھی۔۔۔

آپ کے لیے بھی حاضر ہیں"۔۔۔۔وہ خمار آلود آواز میں بولی۔۔۔"

میری جان میں تم سے کل ملوں گا آج مجھے کچھ ضروری کام ہے"۔۔۔۔"

شہاب نے اسی کے انداز میں کہا تھا تو گلشن آرا کی کھنکتی ہنسی گونجی۔۔۔

میں انتظار کروں گی آپکا"۔۔۔۔"

اوکے"۔۔۔۔شہاب شاہ نے یک لفظی جواب دے کر کال رکھ دی اور اگلا لائحہ عمل تیار کرنے لگا۔۔۔۔

چلو حور جلدی سے یہ عبایا پہنوں۔۔۔۔ تمہیں آدھے گھنٹے میں واپس آنا ہے"۔۔۔۔روباب نے اسے عبایا پہناتے کہا۔۔۔

ہاں موسم بھی خراب ہو رہا ہے"۔۔۔نینا نے کیچن کے دروازے سے" باہر جھانک کر کہا۔۔۔

سنو حور۔۔۔ سنو مین بن گیا تو ٹھیک ورنہ تم ایک سٹک پر کیپ اڑا کر فوراً" آنے کی کرنا۔۔۔وہ نا ہو بارش شروع ہو جائے"۔۔۔اب کی بار طوبیٰ شاہ نے اسے کہا۔۔۔

اوکے آپی ٹھیک ہے"۔۔۔حور نے حجاب لیپٹ کر عجلت میں کہا۔۔۔" جبکہ سمندر خان کیچن کا دوسرا دروازہ جو کہ باہر صحن کی جانب کھلتا تھا اس کے ساتھ کھڑا ان کا انتظار کرنے لگا۔۔۔

بالاج اور بسمل بھی آ چکے تھے اور روباب ان دونوں کو سب سمجھا چکی تھی ۔۔۔تو ان کے ساتھ وہ بھی بہت ایکسائیٹڈ سے تھے۔۔۔۔

حور سمندر خان کی بہن زرینہ بن کر جانے والی تھی۔۔۔اور بالاج بسمل کو سمندر خان اپنے ساتھ آؤٹنگ کا کہہ کر لے جانے والا تھا۔۔۔۔

کچھ ہی دیر بعد وہ بالکل ریڈی تھی۔۔۔۔

اوکے حوردھیان سے۔۔۔ہماری نظریں تم پر ہی ہوں گی۔۔۔اگر" بارش ہونے لگے تو واپس آجانا"۔۔۔روباب نے ایک بار پھر سے کہا۔۔۔

تو وہ سر ہلا کے بالاج بسمل کے ساتھ کیچن کے دروازے سے باہر نکل گئی

۔۔۔

سمندر خان کی بہن سمجھ کر گارڈ نے کوئی استفسار نا کیا البتہ بالاج بسمل کو روکا تھا تو انہوں نے مخصوص درخت تک ساتھ جانے کا اشارہ کرتے کہا تو وہ سر ہلا گیا۔۔۔

یہ راستہ ہے باجی۔۔آپ کو یہاں سے سیدھا جانا ہے۔۔۔آگے ایک چھوٹا" سا جنگل آئے گا۔۔۔اس سے آگے آپ کو پانچ منٹ کی چڑھائی چڑھنا پڑے گی۔۔۔اور سامنے ہی آپ کی مطلوبہ جگہ ہو گی"۔۔۔

آپ دھیان رکھیے گا۔۔۔دائیں بائیں نہیں جانا۔۔۔پھر راستہ بھول جائیں" گی۔۔۔بس اس درخت کی نشانی سمجھ لیں تو واپسی پر آپ کو کوئی دقت نہیں ہو گی"۔۔۔۔

ووڈن ہاؤس سے آدھے کلو میٹر سے دور وہ ایک ڈھلوان کے قریب کھڑے ہوئے تھے جب سمندر خان نے اسے بتانے کے ساتھ ساتھ سمجھایا تھا

۔۔۔۔

ٹھیک ہے سمندر خان میں بس آدھے گھنٹے میں واپس آؤں گی۔۔۔آپ" بالاج اور بسمل کو لے جاؤ واپس"۔۔۔۔

حور نے سر ہلا کر خوشی سے کہا تھا۔۔۔

آل دا بیسٹ آپی"۔۔۔بالاج اور بسمل نے اس یک زبان کہا تو نقاب کے" پیچھے اس کے لبوں پر دلفریب مسکراہٹ در آئی۔۔۔

تھینک یو بندروں "۔۔۔اب بھاگو واپس۔۔۔۔حور نے نقاب درست "
کرتے کہا۔۔۔تو وہ دونوں اپنے ناموں پر منہ بسور کر رہ گئے۔۔۔۔اور حور
ان کی شکلوں پر توجہ دیے بغیر ڈھلوان اترنے لگی۔۔۔۔۔

باجی یہ راستہ بالکل محفوظ ہے کوئی خطرے والا بات نہیں ہے۔۔۔بس "
یہاں لوگ زرا کم آتے جاتے ہیں اس لیے سنسان ہے آپ ڈرنا مت
"۔۔۔۔سمندر خان نے پیچھے سے ہانک لگائی تھی۔۔۔
شکریہ سمندر خان بھائی "۔۔۔۔"
میں بالکل نہیں ڈر رہی "۔۔۔۔حور نے گردن موڑ کر اونچی آواز میں کہا "
۔۔۔۔
جب تک آپ جنگل کے رستے پر نہیں پہنچ جاتی ہم ادھر ہی ہیں آپی """
۔۔۔۔بالاج نے بلند آواز میں کہا۔۔۔۔
اوکے "۔۔۔۔۔"

حور نے بنا مڑے آگے کی جانب تیز تیز قدم اٹھاتے پھولتی سانوں سے کہا تھا

کچھ ہی منٹوں بعد وہ جنگل کے قریب تھی۔۔۔

آسمان بادلوں سے ڈھکا ہونے کی باعث جنگل میں رات کا سماں تھا۔۔۔ حور کا دل تھوڑا سا ڈرا تھا۔۔۔ جب بادل گرجے تھے۔۔۔ مگر پھر لب تر کرتی قرآنی آیات کا ورد کرتی آگے بڑھ گئی۔۔۔

اسے جاتا دیکھ کر وہ تینوں بھی واپسی کے راستے پر گامزن ہوئے تھے۔۔۔۔

پانچ فٹ دو انچ قد کی وہ خوبصورت لڑکی وجود کو برقع میں چھپائے سر پر حجاب کیے شال شانو پر دائیں بائیں ڈالے پیروں میں لانگ شوز پہنے وہ شہد رنگ آنکھوں میں چمک سموئے دھڑکتے دل سے آگے بڑھ رہی تھی۔۔۔

خاردار جھاڑیوں کے جھنڈ سے گزرتی وہ مسلسل آگے بڑھ رہی تھی۔۔۔کہ یکدم سے ٹھٹھرا دینے والے سرد ہوا کے جھونکے نے اس کے وجود پر کپکپی سی طاری کی تھی۔۔۔۔

کیونکہ اب بادلوں کی گرج چمک کے ساتھ ہوا نے بھی حصہ ملا لیا تھا۔۔۔تو زور و شور سے چلتی ہوائیں۔ جن کے باعث درختوں کے پتے ہلتے آپس میں ٹکراتے مبہم آواز پیدا کرتے کچھ الگ ہی سندیس سنا رہے تھے۔۔۔۔

حور نے سہمی نظروں سے اس جنگل کو دیکھا تھا۔۔۔اسے اس اچانک چلنے والی ہوا سے خوف محسوس ہوا تھا۔۔۔وہ ایک جگہ رک کر دائیں بائیں دیکھنے لگی تھی۔۔۔ جبھی سمندر خان کی بات یاد آئی کہ آپ کو سیدھا جانا ہے تو وہ ایک نظر اپر درختوں کی چوٹیوں سے چھلکتے آسمان کی جانب ڈالی جہاں بادل کسی بھی لمحے برسنے کو بے تاب ہوئے تھے۔۔۔۔

افف کتنا ویران ہے یہ جنگل۔"۔۔۔"

حور تم بھی نا جنگل ویران ہی ہوتے ہیں"۔۔۔وہ خود سے بڑبڑاتی سر جھٹک" کر آگے بڑھنے لگی۔۔۔۔

اگر کوئ جانور آگیا تو"۔۔۔چلتے چلتے بے ساختہ اسے خیال آیا تو بائیں جانب" قدرے فاصلے پر پڑی ایک موٹی سے لکڑی دیکھائی دی۔۔۔۔

سمندر نے کہا تھا یہاں کوئی جانور نہیں۔۔۔۔ مگر اٹھا لیتی ہوں کیا پتا کوئ" آجائے"۔۔۔وہ خود سے بولتی اس جانب آئی۔۔۔

گڈ اب اسے میں تیز تیز چل بھی پاؤں گی"۔۔۔اس کی آنکھیں مسکرا" اٹھیں تھیں۔۔۔۔

ہم تم ایک جنگل میں گم۔۔۔۔۔اور شیر آجائے۔۔۔۔"

تم کانپور مگر وہ تمہیں کھا جائے"۔۔۔وہ ڈنڈا زمین پر مارتی آگے بڑھ رہی تھی۔۔۔۔

ویسے بالی لوگوں کو بندہ ڈرانے کے لیے یہاں لے آئے۔۔۔ان کے" سارے جن بھاگ جائیں گے"۔۔۔۔وہ بولتی آخر میں کھلکھلا اٹھی تھی

۔۔۔

وہ اب تقریباً اس جنگل سے نکلنے ہی والی تھی۔۔۔کہ جبھی اس خود پر ایک دو بوندیں گرتی محسوس ہوئی۔۔۔

اوہ! بارش نے ابھی آنا تھا"۔۔۔حور نے آسمان کی جانب دیکھتے دکھ سے کہا"

۔۔۔

وہ رک کر بوندا باندی خود پر گرتی محسوس کرتی سوچ میں پڑ گئی کہ کیا کرے ۔۔۔واپس جائے یا ٹاسک مکمل کرے۔۔۔۔۔۔معاً اس کے کانوں میں نسوانی آواز میں مدد طلب آواز پڑی تھی۔۔۔۔

بچاؤ۔۔۔کوئی سن رہا ہے۔۔۔اللہ کے واسطے کوئی تو بچالو"۔۔۔۔بائیں" جانب ایک کھلے میدان کے اس پار گھنے درختوں کے بیچ سے آتی آواز نے حور کے قدموں کو جکڑا تھا۔۔۔

وہ جو جلد از جلد اس پہاڑی کے قریب پہنچنا چاہتی تھی کہ جنگل کے اختتام پر ہی مسلسل مدد کے لیے آتی آواز نے اس کی توجہ مبذول کروائی تھی۔۔۔۔

یہ یہ کون ہے"۔۔۔۔اس کی آواز لڑکھڑا سی گئی تھی۔۔۔۔"

اس سنسان جنگل میں لڑکی کے چلانے کی آواز نے اسے خوف زدہ کر دیا تھا

۔۔۔۔وہ سہمی نگاہوں سے دائیں بائیں دیکھنے لگی تھی۔۔۔۔

بچاؤ۔۔۔ چھوڑو مجھے "۔۔۔میں نے کہا چھوڑو مجھے "۔۔۔"

لڑکی شاید زور آزمائی کر رہی تھی کہ جبھی اس کی آواز میں بے بسی شامل تھی

۔۔۔

تم جتنا چیخو گی اتنا ہی تڑپو گی تو بہتر ہے منہ بند کر کے مجھے کرنے دو جو میں "

چاہتا ہوں "۔۔۔۔

تبھی بھاری مردانہ رعب دار آواز نے اس کو سراسیمہ سا کیا تھا۔۔۔

حور کا دل ان آوازوں پر سہم سا گیا تھا مگر اس مرد کے منہ سے نکلے الفاظوں

نے اس کے اندر خوف کے ساتھ ساتھ آگ سی بھر دی تھی۔۔۔کہ بے

ساختہ اس کو اپنا وجود جلتا محسوس ہوا تھا۔۔۔وہ لڑکا اس کے ساتھ غلط کر رہا

تھا۔۔اور حور اس کو بچانا چاہتی تھی۔۔۔اس کی سانسیں تیز ہونے لگیں

تھیں۔۔۔۔ جبھی وہ سب کچھ بالائے طاق رکھتے اس جانب بھاگی جہاں سے آوازیں اب اسے قریب سے آتی سنائی دے رہی تھیں۔۔۔۔

میں تو کہتا ہوں اس کا منہ بند کر دو۔۔۔ سالی دماغ کھا گئی ہے"۔۔"

وہاں شاید اور بھی لڑکے تھے۔۔۔ کیونکہ ایک اور انجانی آواز اُبھری تھی

۔۔۔

اس کی چیخوں کا بھی اپنا ہی مزہ ہے"۔۔۔ مگر دوبارہ ابھرتی اس مکروہ آواز" نے حور کے قدموں میں تیزی بھر دی تھی۔۔۔

اسے کسی بھی حال میں اس لڑکی کی مدد کرنی تھی۔۔۔ جس کی گریازاری جاری تھی۔۔۔۔

۔۔۔۔

اس لڑکی پر کوئی جھکا اس کے ساتھ زبردستی کرنے کی کوشش کر رہا تھا جبکہ اس کا دوست اور گارڈز ان کے گرد کھڑے یہ منظر دیکھ رہے تھے۔۔۔۔ کہ جبھی حور کی آواز پر سب نے بیک وقت اس کی جانب دیکھا۔۔۔۔

وارے نیارے ہو گئے ہیں۔۔۔ایک اور ہماری قربت کی خواہاں نکل آئی" ہے"۔۔۔۔اس کے دوست نے کہا تھا۔۔۔ جبکہ مقابل اس لڑکی کو چھوڑ کر بنا پلک جھپکائے حور کی آنکھوں میں جھانک رہا تھا۔۔۔۔

اتنی حسین آنکھیں"۔۔۔اس لڑکے کا دل پوری سپیڈ سے دھڑک اٹھا تھا"

۔۔۔

تم ساتھ دو تو اسے چھوڑ سکتا ہوں۔۔۔بلکہ دنیا چھوڑ سکتا ہوں"۔۔۔۔" وہ بھاری آواز میں بولتا نیچے پڑی اس لڑکی سے پھلانگ کر اس کی جانب بڑھتا بولتا حور کو وحشت زدہ سا کر گیا تھا۔۔۔۔

کہ جبھی وہ لڑکی اٹھ کر پھٹے کپڑوں سے اس کی طرف بھاگتی آئی تھی اور حور کے پیچھے کھڑی ہوتی ہچکیاں بھرتے رونے لگی تھی۔۔۔جبکہ مقابل کے ساتھ آئے دو گارڈز چند قدم کی دوری پر ہی ان کی جانب بندوقیں سیدھی کر چکے تھے۔۔۔۔

تم جیسے کتوں کا دنیا چھوڑنا ہی بہتر ہے"۔۔۔"

وہ اپنے گرد لپٹی شال اتار کر اس لڑکی کے گرد لپیٹتی دانت پیستے بولی تھی

۔۔۔۔

تمہیں پا کر دنیا چھوڑوں گا"۔۔وہ برقع میں چھپے اس کے وجود کو دیکھتا بولا"

۔۔۔

تمہارے گھر میں ماں بہن نہیں ہیں کیا۔۔۔جو عزت کا نہیں پتا۔"۔۔"

وہ اپنی ہم عمر اس لڑکی کو ساتھ لگاتی غصے میں بولی۔۔۔

ان میں تم نہیں ہو"۔۔۔۔"

مجھے تم چاہئے ہو۔۔۔میں اسے چھوڑتا ہوں۔۔۔لیکن اس کی جگہ تم"

میرے جزبات کی شدت برداشت کرو گی"۔۔۔

مقابل کی گندی بکواس سن کر حور کا چہرہ سرخ پڑا تھا۔۔۔اس نے تنفر بھری

نظروں سے اسے دیکھا تھا۔۔۔

بولو۔۔۔اس کی جگہ تم"۔۔۔"

اگر منع کیا پھر بھی تم"۔۔۔"

وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا سودا کر رہا تھا۔۔۔

جبکہ اس کے محافظ اور دوست دور کھڑے ان کی گفتگو سے مستفید ہو رہے

تھے۔۔۔

تم تیار رہنا۔۔۔ہمیں یہاں سے بھاگنا ہے"۔۔۔حور نے اس لڑکی کے"

ہاتھ پر دباؤ بڑھاتے مدھم آواز میں کہا تھا۔۔۔

کہ صرف وہی سن پائی تھی۔۔۔

وہ انتہائی خوبصورت پٹھانی لڑکی تھی جو اپنی خالہ کے گھر جا رہی تھی کہ راستے میں ان لچوں کی نظر پڑی اور وہ اسے گھسیٹ کر یہاں لے آئے تھے۔۔۔۔

جج جی "۔۔۔وہ بھی ہلکی بآواز میں اس کے ساتھ چپکی بولی تھی۔۔۔"

اویس جوئیہ کی نگاہیں تو بس اس پر جم سی گئیں تھیں۔۔۔۔

تمہیں میرے ساتھ چند دن گزارنے ہوں گے "۔۔۔"

وہ رعب دار آواز میں حور سے بولا تھا۔۔۔

میں تم جیسے جہنمی کی شکل پر ہزار بار تھوکتی ہوں "۔۔۔حور نے چیختے ہوئے"

زمین پر پڑا ڈنڈا اٹھا کر اس کے سر میں مارا تھا۔۔۔۔

آہہہ "۔۔۔۔چیخ کے ساتھ اویس جوئیہ دوہرا ہوا تھا۔۔۔"

بھاگو "۔۔۔۔وہ بنا دیکھے اس لڑکی کو لیے بھاگی۔۔۔۔"

کہ جبھی اس کے گارڈز اور دوست دوڑ کر اس کی سمت بڑھے۔۔۔

پکڑو اسے۔۔۔۔اس لڑکی کو پکڑو۔۔۔۔مجھے وہ چاہیئے ہر حال میں "۔۔۔۔"

اویس جو ئیہ سر پکڑے دھاڑا تھا تو اسکے گارڈز سرعت سے اسی جانب بھاگے

۔۔۔۔

اے ے ے رکو ورنہ ہم گولی چلا دیں گے "۔۔۔۔"

گارڈز نے پیچھے سے سخت آواز میں کہا تھا۔۔۔ کہ جبھی وہ گھنی جھاڑیوں میں داخل ہوئیں تھیں۔۔۔

یہاں سے ہمیں الگ ہونا ہے۔۔۔ تمہیں اپنے گھر کا پتا ہے نا"۔۔۔ حور" نے پھولتی سانسوں سے پوچھا۔۔۔

جی مجھے پتا ہے پر آپ "۔۔۔اس نے روتے ہوئے بات اُدھوری چھوڑی"

۔۔۔۔

اوکے پھر جلدی جاؤ یہاں سے۔۔۔ جاؤ"۔۔۔"

وہ پیچھے مڑ کر ان آدمیوں کو دیکھ کر اسے کہتی خود سے دور کرنے لگی۔۔۔۔

میں نہیں جاؤں گی آپ کو چھوڑ کر"۔۔۔وہ لڑکی نفی میں سر ہلانے لگی"

۔۔۔

میرا گھر یہاں قریب ہے میں پہنچ جاؤں گی۔۔۔تم جاؤ"۔۔۔"

حور کے سخت انداز میں کہنے پر وہ لڑکی سر ہلا کر بائیں جانب بھاگی تھی اور حور دائیں جانب۔۔۔۔

گارڈز دوسری لڑکی کو چھوڑ کر حور کے پیچھے گئے تھے۔۔۔۔برقع پہننے کی وجہ سے اسے بھاگنے میں مشکل ہو رہی تھی کہ جبھی پتھر سے پیر ٹکرانے پر وہ لڑکھڑا کر بری طرح گری تھی۔۔۔اور اس کے ماتھے پر چوٹ لگی تھی۔۔۔جہاں خون کی بوندیں تیزی سے نکلنے لگی تھی۔۔۔حور کے منہ سے درد کے باعث کراہ نکلی تھی۔۔۔اس نے بے ساختہ ہاتھ اپنی پیشانی پر رکھا تھا اور

لڑکھڑاتی اپنی جگہ سے اٹھی تھی پر تب تک اویس جوئیہ کے آدمی اس کے سر پر پہنچتے بندوقیں تان گئے تھے۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

آنکھوں میں شیطانی چمک لیے اویس جوئیہ نے کھینچ کر اس کے سر سے حجاب اتارا تھا تو حور نے آنکھیں میچ کر کھولی تھیں۔۔۔۔

پردہ ہٹتے ہی مقابل کی آنکھیں اس کے خوبصورت چہرے پر جم سی گئیں تھیں۔۔۔۔

جاؤ تم لوگ"۔۔۔۔"

اس نے بغیر پیچھے مڑے سخت آواز میں اپنے دوست اور اپنے آدمیوں کو کہا تھا۔۔۔۔

پر ہم کہاں"۔۔۔۔؟"

میں نے کہا جاؤ یہاں سے "۔۔۔وہ اس کے چہرے کو والہانہ تکتا بولا تھا تو"
وہ تینوں حور کے چہرے سے بڑی مشکل سے نظریں چراتے دور ہوتے گئے تھے۔۔۔

شدت سردی کے باعث اور برستی بارش میں اس کا چہرہ سرخ پڑ گیا تھا جبکہ برقع وجود سے چپک گیا تھا۔۔۔
لمبے گھنے بال بھیگے اطراف میں شانوں پر پڑے تھے۔۔۔
جبکہ وہ لرزتی ہوئی بازو اپنے گرد باندھے نفرت بھری نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

تم جانتی ہو میں نے انہیں کیوں بھیجا"۔۔۔"
وہ اس کی گھنی مژگان پر نگاہیں جمائے اس کی اوڑ قدم بڑھاتا بولا۔۔۔
تو حور نے شرربار نگاھوں سے اسے دیکھا تھا۔۔۔

کیونکہ تمہیں جی بھر کر میں دیکھنا چاھتا ہوں چھونا چاہتا ہوں۔۔۔ تمہیں" اپنی باہوں میں بھرنا چاہتا ہوں۔۔۔اس وقت صرف تم اور میں ہوں "۔۔۔

اور وہ بیچ میں خلل پیدا نا کریں۔۔۔ کیونکہ تم میرے دل کو بھا گئی ہو اور جو" چیز میرے دل کو بھا جائے وہ صرف میری رہتی ہے۔۔۔ میرا سارا وقت صرف اس کا ہوتا ہے اور اس دوران میں کسی کو بھی بھی ہمارے بیچ برداشت نہیں کرتا"۔۔۔

وہ اس کے وجود کو دیکھتا عجیب سے لہجے میں بولا تھا تو حور کو اس سے خوف محسوس ہوا تھا۔۔۔

مگر تم مجھے انتہا کے گھٹیا شخص لگے ہو۔۔۔جانے دو مجھے ورنہ میرے لالے "
تمہارے ٹکڑے کر ڈالیں گے "۔۔۔

وہ اس کے قدموں کو اپنی جانب بڑھتا دیکھ پیچھے ہوتی بولی تھی۔۔۔۔

تمہیں تو اب مر کر بھی نہیں چھوڑ سکتا۔۔۔ایک خوبصورتی اور اپر سے "
ادائیں۔۔۔میں تمہیں رام کرنا چاہتا ہوں "۔۔۔۔

آج اس جنگل میں ابھی اور اسی وقت میں تمہیں پاؤں گا۔۔۔۔کیونکہ "
تمہیں فارم ہاؤس لے جا کر پانے میں وقت لگے گا اور اتنا صبر مجھ میں نہیں
ہے "۔۔۔وہ مکروہ انداز میں سختی سے بولا تھا۔۔۔

وہ جھٹکے سے اسے کھینچ کر اس کے وجود سے برقع اتار چکا تھا۔۔۔تو مقابل کی
حرکت پر حور کا ہاتھ اٹھا تھا۔۔۔

اس کے تھپڑ پر اویس جوئیہ کی آنکھوں میں گویا خون اتر آیا تھا۔۔۔کہ جبھی
اس نے اسے بازو سے دبوچ کر اس کا جبڑا آہنی گرفت میں لیا تھا۔۔۔

میں تمہارے ساتھ نرمی سے پیش آرہا تھا مگر تم اس لائق نہیں ہو سالی"

"۔۔۔اس نے چینگھاڑ کر اسے زمین پر دھکا دیا تھا۔۔۔

تم نے ہاتھ اٹھا کر بہت غلط کیا ہے۔۔۔اب تم میری درندگی دیکھو گی۔۔۔"

تمہیں میں ہر گز نہیں بخشو گا۔۔۔اس کا خمیازہ تمہارا وجود ادا کرے گا"۔۔۔

اویس جو یا اس کے نازک وجود پر گندی نگاہیں جمائے سخت انداز میں بولا تھا

۔۔۔۔

دور رہو کمینے انسان میرے پاس مت آنا"۔۔۔حور غصے اور خوف کی ملی"

جلی کیفیت میں بولی تھی۔۔۔

دور نہیں۔۔۔اب تو تمہاری روح میں اتروں گا"۔۔۔"

اس نے جیکٹ اتار کر دور پھینکی اور اس پر جھک آیا۔۔۔

ہٹو۔۔۔دور رہو"۔۔۔حور کہنیوں کے بل پیچھے ہٹتے بولی۔۔۔"

مگر مقابل تو وحشیانہ طریقے سے اس پر جھپٹا اس کے گلے سے شرٹ پھاڑ چکا تھا۔۔۔

تو اس کی اس حرکت پر حور اس کے چہرے کو ناخنوں سے نوچنے لگی تھی۔۔۔

چھوڑو مجھے غلیظ انسان۔۔۔میں تمہیں تمہارے منصوبے میں کبھی کامیاب" نہیں ہونے دوں گی"۔۔۔

وہ پے در پے اس کے چہرے پر ہاتھ مارتی اپنے دفاع میں بولتی اسے خود سے دور جھٹکنے لگی تھی۔۔۔

جبکہ وہ خطرناک تیور لیے اب اس کی آستین کو کھینچ کر پھاڑ چکا تھا تو حور نے زور سے ہاتھ اس کے منہ پر دے مارا تھا۔۔۔

تو اویس جو ئیہ جو پہلے ہی جانور بنا ہوا تھا مزید اس کے پھٹے لباس سے چھلکتے وجود دیکھ کر پاگل ہو گیا تھا کہ جبھی وہ ماتھے پر بل ڈالے کچھ فاصلے پر پڑے

اس کے برقع کی جانب بڑھا تھا تو اس کا ارادہ بھانپ کر حور پھرتی سے اٹھی اور دائیں جانب پڑا پتھر اٹھایا تھا جیسے ہی وہ برقع لے کر مڑا حور نے پورے زور سے اس کے ماتھے پر مارا تھا۔۔۔۔

آہہہ "۔۔"

یکدم اس کے منہ سے چیخ نکلی تھی۔۔۔اور ماتھے پر گہرے زخم سے خون تیزی سے نکلتا چلا گیا تھا۔۔۔ تبھی حور نے بغیر رکے دو بار اور وار کیا تھا ۔۔۔تو اس کو سر تھام کر چیختا دیکھ کر درختوں کی اوٹ سے اس کے آدمیوں کو آتا دیکھ کر ایک بار پھر سے بھاگی تھی۔۔۔۔

اس کے منہ سے چیخ سنتے ہی اس کا دوست اور آدمی جوان سے فاصلے پر دوستی لڑکی کو ڈھونڈ رہے تھے کہ اویس جوئیہ کی درد بھری آواز پر اس جانب آئے تھے۔۔۔سامنے ہی وہ سر تھامے زمین پر لیٹا کراہ رہا تھا۔۔۔

پکڑواسے... کسی بھی صورت وہ نکلنی نہیں چاہیے۔۔۔مجھے ہر قیمت پر وہ "
لڑکی چاہیے۔۔۔۔۔میں اسے نہیں چھوڑوں گا"۔۔
وہ بمشکل بولا تھا تو اس کے آدمی ایک بار پھر سے اس کے پیچھے بڑھے تھے
۔۔۔جبکہ اس کے دوست نے اسے سہارا دیا تھا۔۔۔
اسے ساتھ لے کر آنا ورنہ میں تمہاری گردنیں تن سے جدا کر دوں گا"
"۔۔۔وہ غصے کی شدت کے باعث چیخا تھا۔۔۔
تو اس کے آدمی جو اس کے وحشانہ سلوک سے اچھی واقف تھے جبھی حلق تر
کرتے اسی جانب گئے جس طرف حور گئی تھی۔۔۔

وہ ٹھنڈ سے کپکپاتی لرزتے لبوں سمیت اندھا دھن بھاگ رہی تھی۔۔۔وہ
راستہ بھول چکی تھی۔۔۔اسے کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ کس سمت جا
رہی ہے۔۔۔مگر وہ اپنی جان بچانے کے لیے پوری ہمت سے بھاگ رہی تھی

۔۔۔جھاڑیوں سے گزرنے کے باعث اس کے کپڑے مزید اٹکتے پھٹتے چلے جارہے تھے جبکہ وجود پر بھی شاخوں کے رگڑنے سے زخم ہو گئے تھے۔۔۔

حور درد سے کراہتی اور ٹھنڈ سے ٹھٹھراتی بے حال ہو چکی تھی۔۔۔جبکہ آنکھوں سے نکلتے آنسوں متواتر اس کے گالوں کو بھگوتے جارہے تھے۔۔۔ وہ کسی بھی طرح اس جنگل سے نکلنا چاہتی تھی۔۔۔معاً کچھ فاصلے پر ہی اسے ڈھلوان میں سڑک دیکھائی دی تھی تو حور کے منہ سے شکر کا کلمہ نکلا تھا جبھی وہ ان آدمیوں کو خود سے تھوڑے فاصلے پر دیکھے نیچے کی جانب بھاگی تھی

۔۔۔

وہ رہی پکڑو اسے۔۔۔جانے نا پائے"۔۔۔"

فائر کھولو جلدی"۔۔۔"

وہ آدمی اونچی آواز میں چلاتے فائر کر گئے تھے۔۔۔ان کا مقصد حور کو ڈرانا تھا اس لیے گولی ہوا میں چلائی تھی۔۔۔۔

مگر وہ بنا مڑے روڈ پر اندھا دھند بھاگنے لگی تھی۔۔۔۔ جبھی اسے جیپ کی آواز سنائی دیں تو اس نے مڑ کر دیکھا۔۔۔۔ دائیں جانب سے موڑ کاٹتی ایک تیز رفتار جیپ اس کے پیچھے ہی تھی۔۔۔۔ جس میں رومال سے چہرہ چھپائے چند آدمی ہاتھوں میں بندوق تھامے جیپ میں بیٹھے حور کو دبوچنے کے لیے بے تاب نظر آئے تھے۔۔۔ تو حور کے قدموں میں پھرتی بھری تھی۔۔۔ وہ پوری جان لگا کر روڈ پر بھاگتی اپنے بچ جانے کہ دعا کر رہی تھی۔۔۔

جبھی اس نے بل کھاتی سڑک کے بائیں جانب رخ کیا تھا۔۔۔۔

ایک اور ضروری کام نمٹا کر وہ اپنے ریسٹ ہاؤس گئے تھے اور کچھ دیر ریسٹ کے بعد وہ ووڈن ہاؤس کی جانب رواں دواں تھے۔۔۔۔۔

بارش کے باعث روڈ پر پھسلن ہونے کی وجہ سے وہ گاڑی سست روی سے چلاتا فون سے ابھرتی مقابل کی بات سن رہا تھا۔۔۔۔

کہ جبھی دوسری جانب سے کچھ کہا گیا تھا جو اسے سخت ناگوار گزرا تھا

میں اس سب کا روادار نہیں ہوں۔۔۔ مگر تمہاری ضد کی خاطر میں تمہیں" وہاں جانے دے رہا ہوں۔۔۔ ایک بات یاد رکھنا تمہیں کچھ ہوا تو میں خود اپنے ہاتھوں سے تمہیں زندہ لحد میں اتار دوں گا"۔۔۔۔

گاڑی میں چھائی پراسرار خاموشی میں ارباز عالم شاہ کی سرد آواز گونجی تھی ۔۔۔ کہ فون کے دوسری جانب موجود شخص نے بلا توقف دہشت سے جھرجھری سی لی تھی۔۔۔۔

وہ بلیک شلوار قمیض میں ملبوس سکن شال چوڑے مضبوط کندھوں پر ڈالے ایک ہاتھ سے فون کان سے لگائے دوسرے سے مہارت سے ڈرائیو کر رہا تھا

جبکہ اس کے ساتھ ہی فرنٹ سیٹ پر براجمان ہم رنگ لباس میں موجود براؤن جیکٹ پہنے اثنان ملک شاہ کی گفتگو سنتا اپنے ہاتھ میں پکڑے فون پر کچھ ٹائپ کر رہا تھا۔۔۔۔۔

میں سب سنبھال لوں گا"۔۔۔۔مقابل کی منمناتی آواز آئی تھی۔۔۔۔"

تم پہلے ہی بہت من مانی کر چکے ہو۔۔۔ مگر اس بار میں تمہارے تمام تر" کارناموں پر انعام ایک ہی بار دے کر تمہیں ہمیشہ کے لیے گھر بیٹھا دوں گا "۔۔۔۔اس کی بے تکی زد پر شاہ نے بھنویں سکیڑیں تھیں تو بے ساختہ اس کے دونوں ابیرو کے درمیان دو لکیریں ابھری تھیں۔۔۔جو اس کی طبیعت کا خاصہ اس کی شخصیت پر رعب کی علامت اس کی خوبصورتی میں اضافے کا سبب بنتی تھیں۔۔۔

تو اثنان نے مسکراتی نگاہ اس پر ڈالی تھی۔۔۔تو شاہ نے ایک غصے بھری گھوری سے نوازا تھا تو وہ آنکھیں گھما کر رہ گیا۔۔۔۔

آپ کو مجھ پر بھروسہ ہونا چاہیئے "۔۔۔دوسری جانب سے ملتجی آواز میں "
اجازت طلبی کی رمق تھی۔۔

تم پر ہے مگر ان پر نہیں۔۔۔ تمہاری زرا سی بے احتیاطی تمہیں مشکل میں "
ڈال سکتی ہے اس لیے فخر اور سعد تمہارے ساتھ رہیں گے "۔۔۔
مقابل بھی شاہ تھا جبھی بلا تردد انکار کر گیا تھا۔۔۔

میں ایک ایجنٹ ہوں "۔۔۔"
مقابل نے گویا اپنی پوزیشن کو آڑ بنایا تھا۔۔۔

بلاشبہ۔۔۔۔پر میں تمہیں پرفیکٹ دیکھنا چاہتا ہوں اس بات پر عمل کر کے "
میں تمہیں اکیلا نہیں بھیج سکتا۔۔۔ مشن ہے تو ٹیم ورک میں ہی کرنا پڑے گا
۔۔۔ورنہ سکون سے گھر بیٹھو"۔۔۔۔

شاہ نے اپنے ازلی دو ٹوک انداز میں کہا تھا تو دال نا گلتی دیکھ وہ لب کچل کر رہ گیا۔۔۔۔

میرا دل کر رہا ہے میں اس کے ٹکڑے کر دوں۔۔۔ہمارے بیچ ایک "
شیطان ہے یہ مجھ سے برداشت نہیں ہو رہا"۔۔۔
جبھی اس کی طیش میں ڈوبی آواز ابھری تھی۔۔۔۔

اس کے لیے تم بے فکر رہو اس کا انجام طے ہے"۔۔۔شاہ نے بنا سنے کال "
رکھ دی تھی۔۔۔۔تو وہ لب بسور کر رہ گیا۔۔۔

کیا تم اس کے لیے خوف زدہ ہو"۔۔۔"

اثنان نے فون سے نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا جس کی پر سوچ نظریں ونڈ سکرین سے پار روڈ پر جمی تھیں۔۔۔

میں اسے کھونا نہیں چاہتا۔۔۔میرے لیے وہ بہت اہم ہے"۔۔۔وہ" گھمبیر تا بھاری آواز میں بولا تھا کہ یکایک اس کی آنکھوں کی پتلیاں سکڑیں تھیں۔۔۔اور پھر ماتھے پر بل نمودار ہوئے تھے۔۔۔۔جبکہ چہرہ پر تناؤ چھایا تھا تو بے اختیار اثنان نے بھی اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا تھا۔۔۔۔ تو سامنے نظر آتے منظر پر اس کی آنکھیں پھیلیں تھیں۔۔۔

وہ پیچھے دیکھتی لڑکھڑاتے قدموں سے آگے بھاگ رہی تھی۔۔۔جبکہ اس کے پیچھے دو آدمی گن لیے اسے مسلسل رک جانے کا کہتے اس سے چند قدموں کی دوری پر تھے۔۔۔

اوران کے پیچھے جیپ تھی جس میں اسلحہ سے لیس افراد قہقہے لگاتے سست روی سے گاڑی چلا رہے تھے کہ ان کے تئیں حوران کے قبضے میں تھی

مگر جیسے ہی حور نے چہرہ سامنے کیا اور منہ سے چپکے بال ہٹائے تھے۔۔۔تو گاڑی میں بیٹھے دونوں شخص پل بھر کے لیے پتھر ہوئے تھے۔۔۔ان کے وجود میں آگ کے شرارے بھڑکتے خون کی جگہ گویا لاوا سا بھر گئے تھے

سامنے ہی وہ ابتر حالت میں ڈری سہمی حور کو دیکھ رہے تھے۔۔۔

بے اختیار دونوں کے جبڑے تن گئے تھے۔۔۔اور سلگتی نگاہیں حور سے ہوتی ان دو آدمیوں پر اور پھر ان کے پیچھے جیپ میں بیٹھے افراد پر گئیں تھیں جو بے ہنگم قہقہے لگاتے حور کے ڈر سے مستفید ہو رہے تھے۔۔۔

حور جو اندھا دھند بھاگ رہی تھی کہ نگاہیں سامنے سے آتی گاڑی پر پڑی تھیں۔۔۔جو چند گز دوری پر تھی تو اپنی موت کو قریب ترین آتا دیکھ کر اس کی دھڑکنیں تیز ہوئی تھیں اور وجود سے جان نکلتی محسوس ہوئی تھی

۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ لہرا کر گرتی دفعتاً شاہ نے بریک پر پیر دبایا تھا تو گاڑی کے ٹائروں کی چرچراہٹ فضا میں گونج اٹھی تھی اور گاڑی ایک جھٹکے سے حور کے دو قدموں کے فاصلے پر رکی تھی۔۔۔اور وہ یکدم سے گاڑی کے بونٹ پر آن گری تھی۔۔۔

یہ سب اتنی اچانک ہوا تھا کہ حور مخل ہوتی خود کو مرا تصور کر رہی تھی۔۔۔

مگر کچھ لمحے سرکتے ہی جب اسے اپنے بچ جانے کا احساس ہوا تو اس نے پھرتی سے سر اٹھا کر دیکھا۔۔۔تو سامنے ہی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے شاہ کو دیکھ کر اس کے اوسان خطا ہوئے تھے۔۔۔جب کہ سینے میں دھڑکتا دل سست پڑا تھا۔۔۔۔

اس کی رنگت پیلی پڑی تھی مقابل کی خود پر گڑھی منتقمانہ نظروں کو دیکھ کر ۔۔۔

جن میں عجیب سا تاثر ہلکورے لیتا اس کی روح تک لرزا گیا تھا۔۔۔۔

وہ لمبے لمبے سانسیں بھرتی مختل حواسوں سے شاہ کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

معاً اس نے دھڑکتے دل سے گردن موڑ کر ان آدمیوں کو اپنے سے کچھ قدم کی دوری پر رکے دیکھا تھا تو اس کی آنکھیں میں تشکر کے آنسوں در آئے تھے ۔۔۔

جبھی وہ سپاٹ تاثرات لیے گاڑی سے باہر آتا حور کی سوچنے کی صلاحیت مفقود کر گیا تھا۔۔۔کہ مقابل کو دیکھ کر اس کی سانسیں سینے میں دبنے لگیں تھی۔۔۔

جبکہ اثنا ایک نظر اس کے سفید پڑتے چہرے پر ڈالے نگاہیں چرائے گاڑی کی مخصوص جگہ سے گن نکال کر ان آدمیوں کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔۔

تو حور شاہ کو اپنی جانب آتا دیکھ کر بھاگ کر دو قدموں کا فاصلہ سمیٹے اس کے سینے سے جا لگی تھی۔۔۔۔

وہ اسی سے ڈر کر اسی میں چھپی تھی۔۔۔

کوئی اور وقت ہوتا تو شاہ کے جزبات میں طلاطم برپا ہوتا۔۔۔اپنے عشق کو اپنے وجود میں ملحق ہوتا محسوس کر کے۔۔۔مگر اس کے جزبات پر اوس پڑی

تھی۔۔۔اسے اس حالت میں دیکھ کر۔۔۔اس کے وجود ان دیکھی آگ میں جل رہا تھا۔۔۔اور وہ خود کو خاکستری ہوتا محسوس کر رہا تھا۔۔۔۔

شاہ نے خون چھلکاتی آنکھوں سے اپنے سینے سے لگی حور کو دیکھا تھا اور پھر ان آدمیوں کو جو ان سے فاصلے پر کھڑے حور کو ہی گھور رہے تھے۔۔۔

اوئے چھوڑو لڑکی کو"۔۔۔۔"

جیپ سے اترتے ایک شخص نے خاصے رعب سے ارباز عالم شاہ سے کہا تھا مگر اسی اسی لمحے کراہ کر سڑک پر گرا تھا جب اثنان کی گن سے نکلنے والی گولی اس کی ٹانگ میں پیوست ہوئی تھی۔۔۔

اور اس کے بعد اثنان نے بنا انہیں سنبھلنے کا موقع دیے ان پانچوں کے کسی کے ہاتھ اور کسی کی ٹانگ کا نشانہ لے کر نہیں بھونچکا کر رکھ گیا تھا کہ وہ سب زخمی ہاتھ اور ٹانگ لیے چہروں پر تنفر سجائے اسے ہی دیکھ رہے تھے ۔۔۔۔جو اشتعال انگیز ان کی جانب بڑھا تھا۔۔۔۔

ایک پل میں ہزار موت مار چکی ہیں آپ"۔۔۔اس کے جگہ جگہ سے پھٹے" کپڑوں سے چھلکتے زخمی وجود کے گرد شال لپیٹتا وہ کس قدر کرب سے بولا تھا کہ حور تڑپ اٹھی تھی۔۔۔اس کی شال کو مٹھی میں قید کیے اس کے سینے پر سر ٹکا کر ہچکیوں سے رو دی تھی۔۔۔

وہ ارباز شاہ کو دیکھ کر خوشی اور تشکر کی ملی جلی کیفیت میں اپنی آبرو کے محافظ کے سینے سے لگی کھڑی رو رہی تھیں۔۔۔

تو مقابل کھڑا وہ مضبوط مرد شدت غم کو ضبط کرتا اس کے گرد سخت حصار باندھ کر سینے میں چھپا کر گویا پناہ دے گیا تھا۔۔۔حور کو اس حالت میں دیکھ کر اس کی آنکھوں میں لہو اتر آیا تھا۔۔۔جبکہ چہرہ چٹانوں کی مانند سخت تھا

۔۔۔کن پٹی کی رگیں اُبھری اس کے اندرونی خلفشار کا ثبوت دیتی اس کے بے پناہ غضب کا عندیہ دے رہی تھیں۔۔۔

اس نے آنکھیں زور سے میچ کر کھولیں تھیں اور سرخی مائل نگاہیں اپنے سینے سے لگی روتی ہوئی حور پر مرکوز کیں۔۔۔۔

حور کا ایک ایک آنسوں مقابل کے دل پر گرتا گویا تیزاب کی مانند اثر کر رہا تھا

۔۔۔۔

پھر بھی زندہ رکھے ہوئیں ہیں"۔۔۔وہ اس کے سر کے پچھلے حصے پر نرمی" سے ہاتھ سہلاتا اسے خاموش کروانے کی کوشش کرتا بھاری لہجے میں بولا تھا

۔۔۔

تو حور نے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔

مم مجھے نہیں پتا تھا یہ سب "۔۔۔وہ شال چھوڑ کر اس کے قمیض کو" مٹھیوں میں جکڑ کر بولی تھی۔۔وہ سب کچھ بھولے ار باز شاہ کو دیکھ کر اپنا غم غلط کرتی اس کے سینے میں چھپی کھڑی تھی۔۔۔

اس وقت حور کو مقابل کا وجود اس کا توانا سینہ دنیا کی مضبوط ترین پناہ لگی تھی

۔۔۔۔

زندگی تمام کر کے روح پھونکنے کا ہنر باخوبی رکھتی ہیں "۔۔۔وہ اس کے " سر پر نامحسوس طریقے سے لب رکھتا گھمبیر مگر انتہائی سخت آواز میں بولا تھا تو حور مزید اس میں سمٹی۔۔۔۔

وہ سمجھ گئی تھی کہ وہ کتنی بڑی غلطی کر چکی تھی اور ار باز عالم شاہ سے تو پہلے ہی ایک دنیا جھجکتی خوف کھاتی تھی اور وہ تو نازک سی لڑکی تھی۔۔۔

کیسے اس کا غصہ برداشت کرے گی۔۔۔۔یہ سوچ آتے ہی اس کے ہاتھ پاؤں پھولے تھے۔۔۔

غ غلطی ہو گئی، معاف"۔۔۔وہ شدتوں سے روتی آواز میں بمشکل بولی تھی"

۔۔۔مقابل کا ڈر اس کی سکت چھینتا جا رہا تھا۔۔۔۔

عجیب بات تھی جس سے ڈر رہی تھی اسی کی باہوں میں خود کو محفوظ تصور بھی کر رہی تھی۔۔۔۔

آپ کی غلطی معافی کے قابل نہیں ہے۔۔۔یہ بہت سی زندگیوں کو ختم" کرنے کا موجب بنی ہے"۔۔۔۔

شاہ نے اس کے آنسوں سینے پر محسوس کرتے سپاٹ آواز میں کہا تھا۔۔۔۔

تو حور کی ہچکیاں مزید بڑھیں تھیں۔۔۔۔

آپ نے گھر سے نکل کر میرے قہر کو دعوت دی ہے"۔۔۔وہ ٹھوڑی اس"
کے سر پر جمائے سرد آواز میں بولا تھا تو بے ساختہ حور نے بھیگی پلکیں اٹھا کر
اسے دیکھا تھا جس کے چہرے پر چھائے تاثرات اور آنکھوں میں اتری سرخی
نے اس کو دہلا کر رکھ دیا تھا کہ دہشت کے باعث وہ زد پڑی تھی۔۔۔۔
مگر یہ قہر آپ کو چھو بھی نہیں سکتا یہ ان پر ٹوٹے گا جنہوں نے آپ کو بے"
پردہ کیا ہے"۔۔۔
وہ اس کی بدلتی رنگت پر طیش ضبط کیے اس کی نم آنکھوں میں سرخ آنکھیں
گاڑھے نہایت مدھم آواز میں مشفقانہ گویا ہوتا اس کے سر پر شال درست کر
گیا تو حور نے اٹکی سانسیں بحال کیے گہرا سانس بھرتے سر اس کے شانے
سے ٹکایا۔۔۔
تو اس نے اسے ساتھ لگائے گاڑی کا پچھلا دروازہ کھول کر اسے اندر بیٹھایا تھا
کہ جبھی حور نے بے چینی بھری خوف زدہ نگاہوں سے اسے دیکھا تھا

۔۔۔۔۔

مجھے شدت پسندی کے آخری درجے تک پہنچا چکی ہیں آپ۔۔۔اگر زندہ" رہنا چاہتی ہیں تو یہاں سے ہلیے گا مت"۔۔۔۔

غلطی سے بھی باہر دیکھنے کی جرات مت کیجیے گا۔ورنہ اس گاڑی سمیت آگ لگادوں گا آپ کو"۔۔۔

وہ دائیاں بازو گاڑی کے دروازے پر رکھے دوسرا ہاتھ گاڑی کی چھت کے کنارے پر دبائے تھوڑا سا جھک کر اس کی آنکھوں میں براہ راست دیکھتا ٹھہرے ہوئے مگر سرد لہجے میں دھمکی آمیز بولا تھا تو دہشت کے عالم میں حور کی ہچکیاں تھمیں۔۔۔اور سانسیں سینے میں دبنے لگیں۔۔۔۔

بھاری ہرجانہ ادا کریں گی۔۔۔موت کی صورت"۔۔۔وہ وحشت ناک " لہجے میں بولتا زور سے گاڑی کا دروازہ بند کر گیا تھا تو ٹھاہ کی آواز پر حورا اچھل

کر دور ہوئی اور اس کی دھمکی کی پیش نظر سر گھٹنوں پر ٹکا کر درد کے باعث سسکنے لگی تھی۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شاہ چھوڑ دے انہیں مر جائیں گے وہ"۔۔۔"

اثنان نے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اس بپھرے شیر کو پکڑنے کی کوشش کی تھی جن کو وہ مار مار کر لہولہان کر گیا تھا۔۔۔

میں ان کے وجود کر ریزہ ریزہ کر دوں گا۔۔۔انہوں نے بے حرمتی کی" ہے اس کی۔۔۔میں ان کے ناپاک وجود کو کچل ڈالوں گا"۔۔۔.

اس نے ایک ہی جھٹکے سے خود کو اثنان کی گرفت سے آزادی کروایا تھا۔۔۔ اور اس کے ہاتھ سے گن چھین کر ان کی جانب بڑھا۔۔۔جو ٹوٹے ہاتھ پاؤں اور زخموں سے چور وجود لیے آخری سانسیں لیتے کراہ رہے تھے۔۔۔

شاہ ان سے پوچھ لو وہ کس کے آدمی ہیں"۔۔۔اثنان نے شاہ کو پھر سے" مخاطب کیا تھا۔۔۔

جس کے بھی آدمی ہوں مجھے نہیں پرواہ۔۔۔وہ میرا عشق ہے اثنان" !!۔۔۔انہوں نے اسے بے پردہ کیا ہے"۔۔۔

اور اپنے عشق کی تزلیل میرے دل میں زخم کر گئی ہے۔۔۔میں اس کو" آج اس حالت میں دیکھ کر ایک وحشی انسان بن گیا ہوں۔۔۔اور ایک وحشی !!انسان سے کچھ بھی توقع رکھی جا سکتی ہے"۔۔۔

اور تم مجھے کہہ رہے ہو کہ میں ان سے پوچھوں"۔۔۔وہ درشتگی سے"
دھاڑا تھا کہ اثنان لب بھینچ گیا۔۔۔اسے اندازا تھا کہ وہ کس قدر کرب میں
ہے مگر اتنا بپھر جائے گا وہ بس سوچ کر رہ گیا۔۔۔
مگر"!!۔۔۔اس نے پھر سے لب کھولنے چاہے۔۔۔"

مجھ میں اتنا صبر نہیں کہ میں ان سے سوال جواب سننے بیٹھوں۔۔۔میں"
چٹکیوں میں حساب بے باک کرنے والا شخص ہوں۔۔۔ان کی موت عبرت
ناک بنا کر میں اپنے دل کو تسکین پہنچاؤں گا۔۔۔ورنہ مجھ پر میری سانسیں
حرام ہیں"۔۔۔

وہ شعلہ اگلتی آنکھیں سڑک پر کراہتے ان کے زخمی ادھڑے وجودوں پر
گاڑھے ان میں گولیاں اتارتا دہشت ناک انداز میں بولا تھا۔۔۔

تواس کے غصے کو دیکھ کر ایک پل۔کے لیے اثنان ملک بھی خائف ہوا تھا

۔۔۔۔

اور میں ہر کام حلال طریقے سے کرتا ہوں تو سانسیں حرام کیوں لوں گا""

۔۔۔۔!!

وہ ان کے وجود میں گولیاں اتار کر اس جیپ کی جانب بڑھا تھا اور جھٹکے سے تار کھینچ کر پیٹرول کی ٹینکی لیک کر گیا تھا کہ پانی کی مانند پیٹرول جیپ سے نکلتا پاس پڑی ان کی لاشوں کو بھیگو کر سڑک پر پھیلتا چلا گیا تھا۔۔۔

شاہ رک جا یہ کیا کرنے لگا ہے بھابھی ڈر جائے گی"۔۔۔"

اس کا ارادہ بھانپ کر اثنان نے اسے بعض رکھنا چاہا تھا۔۔۔

اسے بھی پتا لگے کہ اس کی ایک غلطی مجھے کس حد تک پہنچا سکتی ہے"۔۔۔"

اس نے بہت غلط کیا اثنان۔۔۔۔میں اس کو سزا نہیں دے سکتا۔۔۔ مگر" ان کے وجود کو راکھ کے اسے سمجھا ضرور سکتا ہوں۔۔۔۔ کہ وہ جو رو رہی ہے تو میں مر رہا ہوں۔۔۔وہ تکلیف میں ہے تو راحت مجھ پر کیسے اتر سکتی !! ہے"۔۔۔۔

اگر آج اسے کچھ ہو جاتا تو میں دنیا کو فنا کر دیتا۔۔۔۔اس دل کو برباد کر دیتا" !!۔۔۔یہ زندگی تمام کر دیتا"۔۔۔

وہ پھنکارا تھا اور پاکٹ سے لائٹر جلا کر ان کی لاشوں پر پھینکا تھا تو یکدم سے آگ کے شعلے بھڑک اٹھے تھے۔۔۔ مگر وہ دونوں بغیر توجہ دیے دوری کھڑی اپنی گاڑی کی جانب آئے تھے۔۔۔۔ہلکی ہلکی بارش میں وہ دونوں مکمل بھیگ چکے تھے۔۔

معاً زوردار دھماکہ ہوا تھا اور اسی پل شاہ نے پچھلی نشست کا دروازہ کھولا تھا تو حور جو رونے میں مصروف تھی کہ دھماکے کی آواز پر سر اٹھایا تھا۔۔۔

سامنے ہی آگ میں لپٹی جیپ کی فٹ اپر اڑتی دیکھ کر اس نے شاہ کو دیکھا تھا جو بھیگے لباس میں چہرے پر سرد تاثرات جمائے آنکھوں میں ناقابل برداشت سرخی لیے اب اس کے برابر براجمان ہوا تھا۔۔

تو معاملہ سمجھ کر حور سانسیں روک گئی تھی۔۔۔

اس سارے دورانیے میں اس نے باہر دیکھنے کی غلطی نا کی تھی مگر اب باہر کا منظر دیکھ کر جسم سے گویا روح پرواز ہونے کے لیے حلق میں آن اٹکی تھی ۔۔۔وہ آنکھیں پھاڑے بے جان سی اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔تو اس کو سانسیں روکتا دیکھ کر شاہ نے کھینچ کر اپنے سینے سے لگایا تھا۔۔۔

ریلیکس بچہ کچھ نہیں ہوا"۔۔۔اس نے نرم لہجے میں اسے بہلایا تھا۔۔۔"

وہ اس کا بچہ ہی تو تھی معصوم شرارتی بچہ۔۔۔

وہ آگ۔۔۔وہ آدمی"۔۔۔۔حور خوف کے عالم میں اسے دیکھتی بس اتنا" ہی بول پائی تھی۔۔۔۔

تو شاہ نے اس کے چہرے سے بال ہٹا کر سرخ آنکھیں اس کی پھیلیں آنکھوں میں گاڑھی تھیں۔۔۔

یہ ان کا انجام تھا"۔۔۔۔شاہ نے سنجیدگی سے مگر مدھم آواز میں کہا تھا تو وہ" یک ٹک دیکھنے لگی۔۔۔۔

!!ہر وہ وجود عبرت کا نشان بنے گا جو آپ کے بارے غلط سوچے گا"۔۔۔"

!!ہر وہ وجود جھلسے گا جو آپ کو چھونے کی کوشش کرے گا"۔۔۔"

!!اور ہر وہ وجود مٹے گا جو آپ کو مٹانے کی کوشش کرے گا"۔۔۔"

وہ بول رہا تھا اور حور کو اپنا دل کانوں میں دھڑکتا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔پہلی بار وہ شاہ کو اتنے قریب سے اس روپ میں دیکھ کر لرز سی گئی تھی۔۔۔کہ مقابل کا رعب اس کا انداز تخاطب اس کو کسی انجانے احساس میں جکڑ سا گیا تھا کے بے ساختہ وہ نگاہیں جھکا گئی تو شاہ کی آنکھوں میں چمک ابھری تھی کہ جبھی اس کے وجود کو لرزتا دیکھ اس کے گرد حصار مضبوط کر گیا تھا۔۔

آپ ارباز عالم شاہ کی عزت ہیں۔۔۔اور ارباز عالم عزتوں پر سودے بازی" نہیں کرتا۔۔۔اس کے لیے چاہے دنیا سے جنگ کیوں نا کرنی پڑے۔۔۔ میں ہر اس ہستی کو دنیا سے بے دخل کرنا فرض سمجھوں گا جو میری عزت کو پامال کرنے کا سوچے گا"۔۔۔۔وہ اس کے بال سہلاتا گھمبیر تاسر گوشی میں بولتا حور کے دھڑکنیں منتشر کر گیا تھا۔۔۔۔

تو بے ساختہ حور نے گہرا سانس بھرا تھا۔۔۔۔

مم مجھے آپ سے ڈر لگ رہا ہے"۔۔۔وہ خوف میں ڈوبی مدھم آواز میں بولی اس کے وجود میں سمٹی تھی۔۔۔

جو کچھ آپ کر چکی ہیں اس کے نتیجے پر ڈرنا بھی چاہیے۔۔۔مگر میرے لیے" بہت معتبر ہیں آپ۔۔۔اس لیے آپ کو معاف کیا ہوا ہے۔۔۔ورنہ ارباز عالم شاہ سے کچھ بھی توقع رکھی جا سکتی ہے سوائے معافی کے"۔۔۔۔ وہ سنجیدگی سے بولا تھا تو حور کی سانسیں اکھڑنے لگیں۔۔۔

مم میری غلطی نہیں ہے میں اس لڑکی کو بچانا چاہتی تھی"۔۔۔اس نے" ٹپ ٹپ آنسوں برساتی آنکھوں سے سر اٹھا کر اسے دیکھ کر کہا۔۔۔۔ اسے شاہ کے نرم رویے پر کچھ ڈھارس ملی تھی کہ جبھی وہ اپنا خوف بیان کر گئی ورنہ تو وہ اسے دیکھ کر حواس کھونے کے در پر تھی۔۔۔۔

لیکن خود کو مصیبت میں ڈال کر"۔۔۔کہ جبھی اثنان نے ڈرائیونگ"
سیٹ سنبھالتے ہلکے پھلکے انداز میں کہا تھا اور بیک ویو مرر سے شاہ کو دیکھ کر
تعیدی انداز میں ابرو اچکائی تو اس کا اشارہ سمجھ کر اس نے سر دگھوری سے
نوازا۔۔۔

ہاسپٹل چلو"۔۔۔"

سینے سے لگی حور کے بال سہلا کر اس کی پیشانی پر لگے زخم پر نظریں جمائے
اس نے گاڑی ریورس لیتے اثنان کو ازلی انداز میں کہا تو وہ خفیف سا سر ہلا گیا
۔۔۔

کیسے ہوا یہ سب۔۔۔خالہ۔۔۔آپ تھیں کہاں"۔۔۔"

شہاب شاہ چائے کے برتنوں کو زمین پر پھینکتا چینگھاڑا تھا۔۔۔
صبح ہی اسے خبر ملی تھی اور وہ آگ بگولہ سب کچھ چھوڑے استفسار کے لیے
کوٹھے پر موجود تھا۔۔۔

اور تم گلشن آرا۔۔۔ تم نے تو ڈر گز تیمور کو دیے تھے تو پھر تم اتنے نشے میں "
کیسے سو رہی تھی۔۔ کہ تم نے طے خانے کو چیک کرنا بھی گوارا نا کیا"۔۔۔۔
کہاں ہیں وہ لڑکیاں کہاں گئی کچھ آتا پتا نہیں "۔۔۔۔"

وہ طیش میں گرجا تھا اور اسے بالوں سے دبوچ کر جھٹکا دیا تھا کہ ازیت کے
باعث اس کے منہ سے سسکی سی نکلی تھی۔۔۔

قسم لے لیں صاحب میں رات چیک کر کے ہی گئی تھی۔۔۔۔"

میں نے خود لاک لگایا تھا طے خانے کا اور اس کی چابیاں بھی میرے پاس
تھیں۔۔۔۔ جبکہ اس کا تالہ توڑا گیا ہے اور
شبن بھی غائب ہے۔۔۔ صبح سے ہم اسے ڈھونڈ چکے ہیں۔۔۔۔ پر وہ کہیں
نہیں ہے۔۔۔ ہمیں یہ سارا کیا دھرا اس کا لگتا ہے "۔۔۔۔

وہ سسکتی اپنے سر کے پیچھے اس کے ہاتھوں میں قید اپنے بالوں پر ہاتھ رکھے
بمشکل بول پائی تھی۔۔۔۔

تو تمہیں میں نے کیا کہا تھا کہ اس معاملے میں کسی پر بھروسہ نہیں کرنا۔۔۔"
میں نے کتنی مشکل سے ان بیس لڑکیوں کو اٹھوایا تھا ان کی قیمت بھی وصول کر چکا تھا میں باس سے"۔۔

وہ غصے سے پاگل ہوتا اسے زور سے زمین پر دھکا دے گیا تھا تو گلشن آرا روتی ہوئی اوندھے منہ زمین پر گری تھی۔۔۔۔

تم جانتی ہو وہ انڈر ورلڈ کا ڈان ہے۔۔۔۔اگر وقت پر میں نے ان لڑکیوں" کو نا بھیجا تو وہ چٹکیوں میں ہمیں مسل کر رکھ دے گا"۔۔۔۔

وہ تخت پر لات رسید کرتا گھر کا تھا۔۔۔۔۔

تو وہ دونوں سہم سی گئیں تھیں۔۔۔جبکہ باقی ملازم بھی سر جھکائے اپنی جان بخشی کی دعائیں کر رہے تھے۔۔۔۔۔۔۔۔

کچھ بھی کرو ہر حال میں مجھے چاہیں وہ لڑکیاں ورنہ میں تم سب کو زندہ جلا" دوں گا"۔۔۔۔

پتا کرو کون ہے ہمارا دشمن۔۔۔جو رات کے اندھیرے میں وار کر گیا"

۔۔۔۔شبن کون ہے۔۔کس کا آدمی ہے۔۔۔اسے پکڑ کر لاؤ ہر حال میں

زندہ یا مردہ"۔۔۔۔

وہ لائن میں کھڑے اپنے ان خاص آدمیوں سے بولا تھا۔۔۔

تو وہ سر ہلا کر وہاں سے نکل گئے تھے۔۔۔۔۔

میرے بچے ریلیکس رہو۔۔۔کوئی بہانہ بنا دو کہ کچھ سیکورٹی کا مسئلہ ہے"

۔۔۔اور آگے ہم انہیں تیس لڑکیاں ایک ساتھ دیں گے"۔۔۔۔

رینا بائی نے اسے پر سکون کرنا چاہا۔۔۔۔

تو شہاب شاہ نے خطرناک نظروں سے دیکھا۔۔۔۔

اگلی بیس کو تو بھگا دیا ہے تیس کہاں سے لے آئیں گے"۔۔۔۔۔وہ پھنکارا"

تھا۔۔۔۔

وہیں سے جہاں سے پہلے آتی ہیں۔۔۔تم اس کے ساتھی ہو اسے تم پر اعتبار"
تو ہو گا"۔۔۔۔رینا بائی اس کے شانے پر ہاتھ رکھے بولی تھی۔۔۔۔

تو شہاب شاہ سوچ میں پڑ گیا۔۔۔

پرویز میرے لندن جانے کے انتظامات کرواؤ"۔۔۔۔اس نے داڑھی"
مسلتے خاص ماتحت کو حکم دیا تھا۔۔۔۔۔

تو رینا بائی اور گلشن آرا نے سکون کا سانس لیا تھا ورنہ تو وہ ان کو قتل کرنے
کے در پر آ گیا تھا۔۔۔۔۔

ارباز عالم شاہ۔۔۔آپ کیا کہنا چاہیں گے اس بارے"۔۔۔"

حور اور تیمور کا رشتہ ہمیں کر دینا چاہیے یا کچھ وقت انتظار کرنا چاہیے"۔۔۔"

دادا سائیں نے خاموش بیٹھے سنجیدہ سے ماحول پر چھائے اس شخص کو مخاطب
کیا تھا۔۔۔۔

آپ سب بڑوں کو جو بہتر لگے "۔۔۔۔اس نے گہرے لہجے میں چند حرفی" الفاظ کا چناؤ کرتے ناہاں کی تھی اور نا انکار کیا تھا۔۔۔

اس کے اندر ایک جھکڑ برپا ہو چکا تھا تو وہ ایک ان دیکھے عذاب میں مبتلا ہوا تھا

۔۔۔۔

اپنے بیٹوں سے ہم مشورہ کر چکے ہیں اب اپنے بڑے پوتے سے پوچھ رہے ہیں "۔۔۔

آپ کی رائے اور آپ کا فیصلہ ہمارے ہر فیصلے کے لیے بہت اہمیت رکھتا ہے "۔۔۔۔

ابراہیم شاہ نے پریشانی چھلکتے چہرے سے اسے باتوں ہی باتوں میں جتلایا تھا ۔۔۔کہ گویا اگر وہ ایک بار انکار کرے تو وہ ابھی حور کا رشتہ اس سے کرنے میں سیکنڈ نہیں لگائیں گے۔۔۔

ہاشم شاہ کی جگہ وہ اپنے بڑے پوتے ارباز عالم شاہ کو رکھتے تھے۔۔۔۔وہ جانتے تھے کہ ہاشم شاہ سے غلطی ہوئی ہے اور وہ پچھتاوے پر ہے مگر اب وہ چاہ کر بھی اسے وہ مقام نہیں دے سکتے تھے۔۔۔اس لیے اس مقام سے اس کے بیٹے ارباز کو نوازا تھا تو ہاشم شاہ بھی پر سکون تھا کہ اس کے بعد بھی یہ جگہ اس کے بیٹے کی ہونی ہوتی تھی گویا یہ بات اسے تسلی دی ہوئی تھی اور اس لیے وہ خود بھی بڑی حویلی کے معاملات سے دور رہتا تھا۔۔۔۔

لاونج میں حویلی کے تمام افراد براجمان تھے۔۔۔۔سوائے تیمور شاہ کے

جب ابراہیم شاہ نے اپنے بیٹوں کے بعد اپنے بڑے پوتے سے رائے جانی تھی۔۔۔

کیونکہ کچھ دیر پہلے ہی حسن شاہ دادا سائیں سے حور اور تیمور کے رشتے کی بات چھیڑ چکے تھے۔۔۔ارباز عالم شاہ کی اندورنی حالت سے بے خبر۔۔۔جو درد عشق کو برداشت کرتا خود کو کٹتا محسوس کر رہا تھا۔۔۔

جب اسے حسن شاہ کی زبانی حور اور تیمور کا ایک دوسرے کو پسند کرنا اور شادی کے متعلق متفق ہونا پتا چلا تھا۔۔۔

حسن شاہ تو کل رات ہی بات کرنا چاہتے تھے مگر ابراہیم شاہ اور عثمان شاہ کی حویلی میں واپسی رات دیر سے ہوئی تھی تو انہوں نے صبح بات کرنے کا سوچا تھا اور صبح وہ بات کرنے ہی لگے تھے کہ جبھی سات آٹھ گاڑیوں کا قافلہ حویلی کی اندورنی دروازے پر آن رکا تھا۔۔۔تو بڑے سب ان کو یوں اچانک واپس آتا دیکھ کر اور حور کے ماتھے پر سنی پلس لگا دیکھ کر ہڑ بڑا اٹھے۔۔۔

ان کے استفسار پر طوبیٰ شاہ نے سارا واقع بیان کیا تھا تو شاہ کی ڈانٹ اور غصے کا نشانہ بننے کے بعد ان سب کزنز کو بڑوں سے بھی ڈھیر ساری عزت افزائی کا سامنا کرنا پڑا بڑھا تھا۔۔۔اور لڑکے تو لڑکیوں کی چلا کی پر بھڑکے ہوئے تھے۔۔۔کہ سبطین شاہ رو باب کو، آبان نمل کو، آرون مروہ کو اور یارم شاہ نینا کو جبکہ اثنان ملک طوبی کو گھور کر انہیں نظروں سے ہی بھسم کرنا چاہتے تھے۔۔۔

بالاج اور بسمل بھی شاہ سے ڈانٹ سن کر دبکے ہوئے تھے۔۔۔ہدا اور عشال لاعلمی کا مظاہرہ کر کے بچ گئیں تھیں۔۔۔

جبکہ ان سب میں حور تھی جو سب کی توجہ کا مرکز خدمتیں کرواتی غلطی کے باوجود سب کی خونخوار نظروں سے بچی ہوئی تھی۔۔۔۔

اور اب لڑکے گھر والوں سے بھی ڈانٹ سننے کے بعد شدید قسم کے غصے میں پنپتے اپنے کمروں میں چلے گئے تھے۔۔۔

اور کچھ دیر بعد وہ سب فریش ہو کر سب کے ساتھ ناشتہ کرنے کے بعد لاونج میں براجمان تھے۔۔۔۔

پھر حسن شاہ نے رشتے کے بابت بات کا آغاز کیا تھا تو ماحول گھمبیر ہو گیا تھا

۔۔۔

ابراہیم شاہ کے استفسار پر سب کی نگاہیں ارباز عالم شاہ پر جم سی گئیں تھیں

۔۔۔۔۔

تو بے ساختہ اس خوبصورت شخص کی دلکش گہری سیاہ آنکھوں کی چمک ماند پڑی تھی اور اس نے ایک آخری امید طلب نظروں سے حور کو دیکھا تھا۔۔۔ اور اس پل ارباز عالم شاہ کو لگا تھا کہ سانسیں اس پر حرام ہوئی ہیں۔۔۔دل ویران ہوا تھا جس میں کل کے گزرے واقع کے بعد کئی پھول کھلے تھے وہ سب گویا جھڑتے چلے گئے تھے جب اس شخص نے حور کے لبوں پر شرمگیں

مسکراہٹ اور چہرے پر تیمور کے نام سے سجے رنگ دیکھے تھے۔۔۔تو اس کے وجود میں سکت کم پڑی تھی۔۔۔چہرہ متغیر ہوا تھا اور آنکھوں کے کنارے سرخی سے ہمکنار ہونے لگے تھے۔۔۔

شہابی رنگت میں بھی سرخیاں گھل آئیں تھیں۔۔۔۔وہ گہری امید طلب نظروں کو جھکا گیا تھا۔۔۔وہ اپنے اندر چھڑی اس جنگ کو دبا گیا تھا۔۔۔۔

اور یہی وہ لمحہ تھا جب اپنے بھائی کی محبت سے واقف اسے کسی اور کے ساتھ جڑتا دیکھ کر عباس شاہ کا چہرہ سپاٹ ہوا تھا اور اس نے استفہامیہ نگاہیں ارباز عالم شاہ پر مرکوز کی تھیں۔۔۔۔گویا وہ اس کے بولنے کا منتظر مگر مضطرب تھا

۔۔۔۔

جبکہ ارباز کے ساتھ براجمان اثنان ملک بھی شاہ کی اندرونی حالت سے واقف ضبط سے لب سیے بیٹھا تھا۔۔۔

ان تمام افراد میں موجود وہ تین شخص تھے جو حور کے لیے ارباز عالم کے عشق سے واقف تھے۔۔۔اور تینوں شخص کے چہروں پر اضطرابیت چھلک رہی تھی

۔۔

وہ ساحرانہ شخصیت کا حامل بلیک پینٹ اور وائٹ شرٹ میں ملبوس کف کہنیوں تک فولڈ کیے، کلون کی خوشبو میں بسا شخص دونوں بھنویں کے درمیان دو بل ڈالے، لب بھینچے ہمیشہ کی طرح سب کو اپنے ذات کے حصار میں قید کر گیا تھا۔۔۔

اس کی پیشانی کی ابھرتی لکیری اس کے اندرونی خلفشار کا پیغام دے رہی تھیں

۔۔۔

اگر یہ دونوں راضی ہیں تو میری رائے ان کے حق میں ہے"۔۔۔۔گھمبیر" بھاری آواز گونجی تھی تو حور کا چہرہ تمتما اٹھا۔۔۔۔تو ارباز عالم شاہ اس پر ایک غائر نظر ڈال کر نگاہیں پھیر گیا تھا۔۔۔۔

تو اس کے جواب پر عباس شاہ اور اثنان ملک کے بیچ نظروں کا تبادلہ ہوا اور پھر دونوں نے سوالیہ نگاہوں سے ارباز عالم شاہ کو دیکھا تھا۔۔۔جو خود کو بیگانہ اور لاپرواہ سا کر گیا تھا۔۔۔۔

تو سرعت سے دونوں لب بھینچ گئے۔۔۔گویا انہیں ارباز عالم شاہ سے اس طرح کے جواب کی ہرگز توقع نا تھی۔۔۔۔

جیسا کہ سب راضی ہیں تو ہمیں بھی اس رشتے سے کوئی اعتراض نہیں۔۔۔"

اور جہاں تک بات ان دونوں کی شادی کی ہے تو اس دوران ہم چاہتے ہیں کہ باقی بچوں کے بھی نکاح کر دیں۔۔۔۔رشتے تو ان کے بچپن میں طے ہیں اب بس بچوں کو اس متلعق آگاہ کر کے ان کی رائے جان لیتے ہیں اور پھر اللہ کے فضل سے ان کو ایک نیک بندھن سے منسلک کر دیتے ہیں"۔۔۔۔

دادا سائیں کی سنجیدہ آواز پر باقی سب چھوریک پارٹی کے کان کھڑے ہوئے تھے۔۔۔ماسوائے عباس شاہ کے۔۔۔۔

بچے سب یہیں موجود ہیں۔۔۔تو انہیں بتا بھی دیتے۔۔۔۔"

اور ان کی پسند بھی جان لیتے ہیں"۔۔۔

ابراہیم شاہ کے لیے سب سے اہم خوشی بچوں کی خوشیاں تھیں۔۔۔اس لیے وہ اپنے سارے کنبے میں موجود بغیر کسی پر دباؤ بڑھائے ان کی رضامندی جاننے کو ترجیح دے گئے تھے۔۔۔۔

تو بے ساختہ تمام چھوریک پارٹی نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا تھا

۔۔۔۔۔

ہم نے سبطین اور روباب، یارم اور نینا، آبان اور نمل، آرون اور مروہ" آپ سب کے رشتے کیے تھے۔۔۔اور آج وہ وقت آگیا ہے کہ انہیں مضبوط بندھن میں باندھا جائے۔۔۔۔

جس کو کوئی اعتراض ہے ہمارے اس فیصلے سے وہ ابھی بتادے"۔۔۔۔

ہم کسی پر کوئی دباؤ نہیں ڈالیں گے۔۔۔اگر راضی ہیں تو جیسا ہم چاہتے ہیں" ویسا ہی ہو گا۔۔۔ تیمور اور حور کی شادی پر ہی آپ سب کے نکاح بھی ہوں گے"۔۔۔۔

داؤد شاہ کی سنجیدہ آواز نے پل بھر کے لیے سوائے بڑوں کے باقی سب کو حیرت کے سمندر میں ڈبو دیا تھا۔۔۔

طوبی شاہ کا ہم اپنے خاندان"۔۔۔وہ کچھ کہنے لگے تھے کہ جب ارباز شاہ" کی گھمبیر آواز گونجی۔۔۔

طوبی شاہ کے سوا آپ باقی سب سے ان کی رضا جان کر ان کے رشتے کر" دیں۔۔۔ مگر طوبی شاہ کا رشتہ میں اپنی مرضی سے خاندان سے باہر کروں گا ۔۔۔جہاں طوبی کی خوشی ہو گی"۔۔۔اس نے سہولت سے انکار کیا تھا اور اس سے پہلے کہ کچھ مزید کہتا۔۔۔ جبھی اثنان نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر مزید کچھ بھی کہنے سے روکا تھا۔۔۔تو شاہ نے سرد نظروں سے اسے

دیکھا تھا مگر اثنان لب بھینچ کر سر کو نفی میں جنبش دے گیا تو شاہ نے مٹھی بھینچی تھی۔۔۔۔

ٹھیک ہے بیٹا۔۔۔ ہم راضی ہیں"۔۔۔۔ان کے کہنے پر طوبیٰ کی اٹکیں" سانسیں بحال ہوئیں تھیں۔۔۔

باقی سب بھی اپنی ہاں، نا سے آگاہ کریں دیں"۔۔۔۔انہوں خاموش بیٹھے" تمام بچوں سے ایک بار پھر استفسار کیا تھا۔۔۔۔

سبطین کی خونخوار نظریں روباب پر جمیں تھیں جبکہ وہ لب سیے سر جھکا کر بیٹھی تھی۔۔۔سب کچھ سبطین پر ڈالے کہ نکاح اسے نہیں کرنا تو انکار بھی وہ خود کرے۔۔۔ جبکہ یہی توقع مقابل روباب سے بھی رکھ رہا تھا۔۔۔

دوسری طرف آبان کی مسکاتی نگاہیں نمل پر جمیں تھیں جبکہ نمل پہلو بدلتی بے چین ہوئی تھی۔۔۔کہ وہ آبان کو نہیں عباس کو پسند کرتی تھی اور دوسرا اس کی زندگی کے اتنے بڑے فیصلے میں ماں باپ بیچ میں نا تھے البتہ ار باز اور یارم شاہ کی موجودگی میں کچھ پر سکون تھی۔۔۔۔

جبکہ یارم شاہ اور نینا کی معنی خیز نگاہوں کا تبادلہ ہوا تھا دونوں کو کوئی اعتراض نا تھا۔۔۔

تو آرون بھی لب بھینچے خاموش تھا جبکہ مروہ کی آنکھوں میں نمی تر آئی تھی ۔۔۔۔

کسی کی جانب سے کوئ بھی جواب نا پا کر سب بڑوں کے موجودگی میں ان کے سامنے ان کے رشتے جوڑ کر نکاح کی تاریخ مکمل کر دی گئ تھی۔۔۔۔

کیونکہ سبطین اور یارم شاہ کو ٹریننگ پر جانا تھا۔۔۔عباس شاہ بھی لا میں ہائر ایجوکیشن کے لیے ابروڈ جا رہا تھا۔۔۔اور تیمور شاہ کو بھی واپس جانا تھا جس کے باعث وہ اگلے جمعہ ان کے نکاح رکھ چکے تھے۔۔۔۔

اصولاً تو سب ارباز عالم شاہ کی شادی کے خواہاں تھے مگر وہ سب کے اصرار پر مکمل خاموشی برتے ہوئے تھا اور اس کا ایک ہی جواب تھا کہ وہ فلحال شادی نہیں کرنا چاہتا جس پر وہ سب خاموش ہو جاتے تھے۔۔۔اور جب سے دادا سائیں کو پتا چلا تھا کہ ارباز حور کو پسند کرتا ہے تو ان کی خوشی ہی الگ تھی وہ جلد ان کی شادی کروانا چاہتے تھے مگر آج حور اور تیمور کی بات نے انہیں ارباز کے لیے پریشان کر دیا تھا۔۔۔

معاً سب طے ہونے کے بعد ارباز عالم مردان خانے کی جانب بڑھا تھا اس کے پیچھے اثنان اور عباس شاہ بھی گئے تھے۔۔۔جن کے تیور انتہائی سخت لگ رہے تھے۔۔۔

لالے جان۔۔۔آپ ایسا کیسے کر سکتے ہیں"۔۔۔"

وہ محبت ہے آپ کی۔۔۔پسند کرتے ہیں آپ اسے۔۔۔تو پھر یہ"

!!دستبرداری کیوں"۔۔۔۔

عباس شاہ غم میں پنپتا استفسار پر اتر آیا تھا۔۔۔

شاہ ان کی جانب پشت کیے مردان خانے کے بڑے سے حال میں لگی دیوار گیر ونڈو میں لگے سفید شفاف شیشے کے اس پار حد نگاہ تک پھیلے لان میں بچھی اس سرسبز گھاس کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

آپ جانتے ہیں کہ آپ کے فیصلے کی اہمیت مانی جاتی ہے تو آپ نے دادا" سائیں سے اپنے اور حور کے رشتے کی بات کیوں نہیں کی"۔۔۔۔عباس شاہ تو سیخ پا ہوا اٹھا تھا۔۔۔

ارباز عالم شاہ کو کول دیکھ کر جو بنا کچھ کہے ان کی ہاں میں ہاں ملائے وہاں سے کنارا کر آیا تھا۔۔۔

میں اس سے محبت نہیں عشق کرتا ہوں"۔۔۔کہ جبھی ارباز شاہ نے" سیگریٹ سلگاتے تصیح کی تھی۔۔۔

آپ کیسے اپنے عشق کو چھوڑ سکتے ہیں"۔۔۔وہ سخت تاثرات لیے جرح پر" اتر آیا تھا۔۔۔

وہ دونوں اس سٹرونگ مین کے دل میں اٹھتے طوفان سے باخوبی واقف تھے جبھی اس کی اندرونی حالت پر سخت پریشان تھے۔۔۔

میں چھوڑ نہیں رہا اس کی خوشی دیکھ رہا ہوں۔۔۔"

عشق کا سب سے پہلا اور آخری امتحان ہی محبوب کی خوشی ہوتا ہے"۔۔۔وہ ٹھہرے ہوئے مگر گہرے لہجے میں بولا تھا تو عباس کو تیمور پر بے پناہ غصہ آیا تھا۔۔۔جو اس کے لالے سے اس کی محبت چھین رہا تھا۔۔۔۔

اور آپکی خوشی"۔۔۔وہ اس کے قریب آتا اس کے شانے پر ہاتھ رکھتا غم" کے عالم میں روندھی آواز میں بولا تھا۔۔۔

تو ارباز نے پلٹ کر اسے دیکھا تھا جس کی آنکھوں میں نمی تھی۔۔۔کہ وہ اپنے لالہ کی جان تھا اور اپنے لالے کو اس حالت میں دیکھ کر وہ اندر سے کٹ کر رہ گیا تھا۔۔۔ جبھی زور سے ارباز عالم شاہ کے گلے لگا تھا۔۔۔۔

محبت میں پالینا سب کچھ ہوتا تو دنیا میں صرف عاشق اور محبوب ہی بچتے باقی" لوگوں کا وجود تک نا ہوتا۔۔۔اور میں محبت کو چھیننے والا نہیں بلکہ اس کی

خوشی میں خوش ہونے والا عاشق ہوں"۔۔۔ارباز شاہ اسے سینے میں بھینچے سنجیدگی سے بولا تھا۔۔۔

پرلالے"۔۔۔وہ اس سے دور ہوا اور کچھ کہنا چاہا تھا۔۔۔"

میں اس کے جزبے کی قدر کرتا ہوں کیونکہ میں خود اس جزبے کا اڈیکٹ" ہوں"۔۔۔ارباز نے گویا بات ہی ختم کر دی تھی۔۔۔

میں ایسا نہیں ہونے دوں گا"۔۔۔تو عباس غصے سے بھڑک اٹھا تھا۔۔۔"

تم میرے خلاف ہرگز نہیں جاؤ گے۔۔۔جو جیسا ہو رہا ہے ہونے" دو"۔۔۔ارباز شاہ صوفے پر براجمان ہوتا سپاٹ آواز میں بولا تھا تو وہ نظریں چرا گیا۔۔۔

آپ چاہتے ہیں میں جانتے بوجھتے اسے آپ کے علاوہ کسی اور کا ہونے دوں"
"۔۔۔اس نے پھر سے کوشش کی تھی۔۔۔

وہ میری قسمت ہوتی تو مجھے مل جاتی۔۔۔میں اس کی خوشیاں اس پر حرام"
نہیں کر سکتا۔۔۔بہتر ہے کہ تم سب بھول جاؤ"۔۔۔ارباز عالم نے سخت
انداز میں اسے باور کروایا تھا تو وہ گہری سانس بھر کر رہ گیا۔۔۔

میں انہیں آپ کے علاوہ کسی اور کا ہوتا نہیں دیکھ سکتا۔۔۔میں آج ہی"
یہاں سے جا رہا ہوں۔۔۔کیونکہ میں یہاں رکا تو برداشت کھوں دوں گا
"۔۔۔عباس شاہ نے کھڑے کھڑے ہی اپنا فیصلہ سنایا تھا۔۔۔تو لحظہ بھر
ارباز نے اسے سرد نظروں سے گھورا۔۔۔

ٹھیک ہے جاؤ"۔۔۔شاہ نے بھاری آواز میں کہا تھا تو وہ بے بسی میں گھرا" واپس پلٹ گیا۔۔۔

کیا تمہیں طوبی سے شادی نہیں کرنی"۔۔۔وہ سیگریٹ ایش ٹرے میں" مسلتے کب سے خاموش مگر خود کی جانب گھورتے اثنان کو مخاطب کیا۔۔۔

جب میرا یار خوش ہو گا تب میں بھی خوشی مناؤں گا ورنہ مجھ پر ایسا ہر ایک" احساس حرام ہے"۔۔۔وہ چہرے پر چٹانوں کی سختی لیے کرخت آواز میں بولا تھا۔۔۔

تو تم چاہتے ہو میں اسے کہیں اور بیاہ دوں"۔۔۔ارباز شاہ نے تنبیہ نظروں" سے گھورا۔۔۔

اگر تم دو پیار کرنے والے کو الگ کرنا چاہتے تو سب سے پہلے حور بھابھی کو" اپنی زندگی میں لاتے "۔۔۔مقابل بھی اثنان ملک تھا جو اس کے ہر ایک سوال کا جواب رکھتا تھا۔۔۔

انہیں بھابھی مت بولو وہ کسی اور سے جڑنے جا رہی ہے "۔۔۔شاہ نے سر" صوفے کی پشت سے ٹکائے بی چینی سے ہاتھ گھنے بالوں میں پھیر کر بھاری خشک آواز میں کہا تھا۔۔۔تو اثنان نے لب بھینچے تھے۔۔۔

پر میں بھابھی ہی بولوں گا کیونکہ میں نے ہمیشہ انہیں تمہاری نسبت سے" دیکھا ہے۔۔۔اور میری بھابھی وہی بنے گیں "۔۔۔

اثنان نے بھی اسی کے انداز میں کہا تھا۔۔۔جبکہ اس کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا شاہ کو بے بس دیکھ کر۔۔۔

دنیا کو جھکانے والا آج خود جھک گیا تھا۔۔۔اپنے عشق سے۔۔۔وہ اپنی چاہت کو دبا گیا تھا۔۔۔اور رشتوں کو بچا گیا تھا۔۔۔

آخر تم دونوں چاہتے کیا ہو"۔۔۔۔شاہ یکدم کاٹ دار انداز میں پھنکارا تھا تو" اثنان نے بوجھل سانس ہوا کے سپرد کیا۔۔۔۔

دنیا سے خوف نا کھانے والا عشق سے کیوں خوف زدہ ہے"۔۔۔۔اثنان" نے سوال کیا تھا۔۔۔تو شاہ نے سلگتی سرخ نگاہوں سے اسے دیکھا تھا۔۔۔

میں عشق سے خوف زدہ نہیں عشق کے قائدے پر عمل پیرا ہوں"۔۔۔۔" میں اسے چھیننے پر قائل نہیں ہوں۔۔۔بالفرض میں ایسا کر بھی لوں تو کیا" وہ مجھ سے محبّت کر پائے گی"۔۔۔

اس نے برفیلے لہجے میں اثنان سے جواب طلب کیا تھا۔۔۔

وہ وقت کے ساتھ ساتھ ٹھیک ہو جائے گی"۔۔۔اثنان نے جواز پیش کیا"

۔۔۔۔

اور تب تک اس کی یہ بے رخی مجھے مار دے گی"۔۔۔"

شاہ نے دل پر ہاتھ رکھ کر گھمبیر تاسر گوشی میں کہا تھا۔۔۔۔اس کی حد درجہ سرخ آنکھوں میں نمی تر آئی تھی جو اثنان سے مخفی نا رہی تھی۔۔۔۔

شاہ"۔۔۔اثنان تڑپ اٹھا تھا۔۔۔۔"

کہ دفعتاً اس کے فون کی مخصوص بپ بجی تھی۔۔۔

آفس چلو"۔۔۔۔وہ اس کی پکار ان سنی کرتا حکم صادر کرتا اپنی جگہ سے اٹھا" تھا۔۔تو اثنان فلوقت خاموشی اختیار کیے اس کے ہم قدم ہوا تھا اور دونوں سنجیدہ سے

اپنی گاڑی کی جانب بڑھے تھے۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ماں وہ مجھے ایک آنکھ نہیں بھاتی"۔۔۔"

آرون شاہ کی غصے بھری آواز گونجی تھی۔۔۔کہ کپڑے طے کرتی فرزانہ شاہ نے تیز گھوری سے نوازا تھا مگر وہ اثر لیے بنا دھپ سے صوفے پر گرنے کے انداز میں بیٹھ گیا تھا۔۔۔۔

تو تم کونسا اسے بھاتے ہو۔۔۔ تمہیں دیکھ کر تو بیچاری چھپنے لگتی ہے"۔۔۔" فرزانہ نے اسے گویا یاد دلایا تھا تو وہ آنکھیں گھما کر رہ گیا۔۔۔۔

اس کے اسی ابنارمل رویے سے تو مجھے چڑ ہے"۔۔۔وہ سر جھٹکتا گویا ہوا"

۔۔۔۔

خبردار جو میری معصوم بہو کو ابنارمل کہا تو۔۔۔اور اسے تمہارے اس " غنڈوں والے حلیے سے خوف آتا ہے"۔۔۔

فرزانہ شاہ نے ماتھے پر بل ڈالے اس کے بڑھے بالوں کی جانب اشارہ کیا تھا

اس وقت وہ ہلکی نیلی جینز کی شرٹ جو کہ گٹھنوں سے پھٹی تھی، سفید شرٹ میں ملبوس جس کے کف کہنیوں تک فولڈ تھے اور ہمیشہ کی طرح شرٹ کے اپری تین بٹن کھلے تھے جس میں سے اس کے گلے میں پہنی چین واضح دکھ رہی تھی اور براؤن بالوں کو پونی میں قید کیے بلیک اسنیکرز پہنے وہ لاپرواہ سا سیاہ رات کی مانند گہری سیاہ آنکھوں میں چمک لیے، حد سے زیادہ سفید رنگت پر ہلکی براؤن داڑھی مونچھوں میں اس پر کسی ترکش ہیرو کا گمان ہو رہا تھا

ماں آپ کو شکر کرنا چاہیے آپکا بیٹا اتنا ہینڈسم اور گڈ لوکنگ ہے۔۔۔ایک" دنیا مرتی ہے اس پر"۔۔۔آرون شاہ دائیں ہاتھ کے انگوٹھے سے داڑھی کھجاتا لبوں پر دلفریب مسکراہٹ سجائے بولا تھا۔۔۔

پر تمہاری منگیتر دیکھنا گوارا نہیں کرتی"۔۔۔وہ کپڑے اٹھا کر الماری میں" رکھتی رسانیت سے گویا ہوئی۔۔۔۔

ماں مجھے اس سے شادی نہیں کرنی"۔۔۔آرون اپنی بات پر زور دیتا بولا"

۔۔۔۔

تو جا کر ابا سائیں سے کہو۔۔۔جب سب نے پوچھا تھا تب تو کچھ نہیں بولے" اب ہم انکار کریں گے تو بھائی صاحب کیا سوچیں گے"۔۔۔فرزانہ سخت لہجے میں بولی۔۔۔۔

وہ بلیکی میری منکوحہ نہیں بن سکتی"۔۔۔وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر تیز لہجے " میں بولا تھا۔۔۔۔

منہ بند رکھو اپنا۔۔۔تم سے زیادہ پیاری ہے وہ مجھے۔۔۔چراغ لے کر بھی" ڈھونڈو تو اس طرح کی بچی نا ملے۔۔۔۔

صاف بات ہے آرون۔۔۔خود جا کر منع کرو اور سب کو جواب دو کہ تم اس کی سانولی رنگت کی وجہ سے نکاح نہیں کرنا چاہتے"۔۔۔۔

بس اتنا سوچ لینا کہ کل کو اگر تمہاری بہنوں کو بھی کوئی رنگت کو آڑ بنا کر" ٹھکرا دے تو تم کیسے برداشت کرو گے"۔۔۔فرزانہ شاہ نے اسے ڈپٹتے آئینہ دیکھایا تھا۔۔تو وہ لب بھینچ گیا۔۔۔

بس مجھے وہ اچھی نہیں لگتی"۔۔۔اب کے اس نے ایک اور جواز پیش کیا تھا" ۔۔۔

لگنے لگ جائے گی۔۔۔۔جب نکاح میں ہو گی۔۔۔اور تم مجھ سے بحث "
مت کرو۔۔۔ہم نے تمام فیصلہ تم لوگوں پر ہی چھوڑا تھا تو جواب بھی خود دو
۔۔۔ہمیں بیچ میں لا کر بد گمانی کا سامان پیدا مت کرو"۔۔۔
فرزانہ شاہ نے صاف ہری جھنڈی دیکھا دی تھی تو وہ کڑھ کر رہ گیا۔۔۔

ویسے سیم رائے مروہ کی بھی ہو گی تمہارے لیے۔۔۔اسے بھی تم سے "
شادی کا کوئی شوق نہیں ہو گا یقیناً"۔۔۔
فرزانہ شاہ مسکراہٹ دبائے بولی۔۔۔اسے پتا تھا کہ اپنے اڑیل گھوڑے کو
کیسے لگام ڈالنی تھی۔۔۔

ایسے کیسے۔۔۔وہ تو کہتی ہو گی کہ۔۔۔۔"وہ کہتے کہتے رکا گیا تھا۔۔۔"
جب اس کے کانوں میں اس کا بولہ جملہ گونجا تھا۔۔۔

اللہ کرے آپ کو کالی بیوی ملے "۔۔۔اس کی پیشانی پر بل پڑے تھے جبھی "
وہ تن فن کرتا باہر نکلا تھا اور اس کے کمرے کی جانب بڑھا۔۔۔

۔۔۔

اور یہ بات باہر کھڑے آرون شاہ کی انا پر کاری وار کر گئی تھی۔۔کہ گویا جسے آج تک کسی نے ریجکٹ نا کیا تھا بہت سی لڑکیاں اس کی صورت وشہابی کی دیوانیاں تھیں۔۔۔اس سے شادی کرنا چاہتی تھی۔۔۔۔مگر وہ تیس مار خان بنی انکار کر رہی تھی۔۔۔

لمحے میں اس نے اپنا فیصلہ بدلہ تھا۔۔۔وہ اس بلیکی پر دسترس پا کر اسے باور کروانا چاہتا تھا۔۔۔۔

اب تو وہ بھی شادی اسی سے کر کے اس پر حکم چلانے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔۔۔

تب کیوں نہیں بولی جب ابا سائیں نے پوچھا تھا"۔۔۔نتاشہ شاہ اس کے " بالوں پر تیل لگا کر انہیں کیچر میں قید کرتی سخت تیوروں سے بولی تھی۔۔۔ مجھے لگا وہ خود ہی انکار کر دیں گے "۔۔۔۔مروہ مری مری آواز میں بولی"

۔۔۔

جب سے اس نے اپنے اور آرون کے رشتے کا سنا تھا اس کا دل بیٹھا جا رہا تھا ۔۔۔اور کل والی ہوئی ملاقات کے بعد تو وہ اسے سچ مچ کا غنڈا لگتا تھا۔۔۔ جس نے اس کے لبوں پر کٹ لگا دیا تھا پھر سب کے پوچھنے پر اس نے چوٹ لگنے کا بہانہ کرتے اسے دل ہی دل میں کتنا کوسہ تھا۔۔۔بے ساختہ مروہ نے اپنے لبوں پر لگی اس چوٹ کو چھوا تھا۔۔۔۔

مگر اس نے نہیں کیا تو اس کا مطلب وہ چاہتا ہے۔۔۔۔تو تمہیں کیا مسئلہ ہے"۔۔۔نتاشہ شاہ آئل کی بوتل پر ڈھکن بند کرتی اپنی جگہ سے اٹھی۔۔۔

ماں وہ غنڈا ہے مجھے اس سے شادی نہیں کرنی پلیز آپ بابا سے بات کریں" ۔۔۔نہیں میں خود رات بابا جان سے بات کروں گی"۔۔۔مروہ ملتجی آواز میں بولی۔۔۔

توآرون شاہ کادل کیا تھااس بھولی بھالی معصوم صورت والی چڑیل کی گردن دبادے۔۔۔

خبردار جو تم ہمیں بیچ میں لے آئی۔۔۔تمہاری وجہ سے ہم اپنے تعلقات خراب نہیں کر سکتے۔۔۔انکار کرنا ہے تو جا کر ابا سائیں سے خود کہو کہ تمہیں اس کے حلیے سے نفرت ہے۔۔۔اور میرا نہیں خیال کہ تمہارا یہ جواز وہ قبول کریں گے"۔۔۔۔

نتاشہ شاہ غصے سے بولی تھی تو مروہ نظریں جھکا گئی۔۔۔

ابھی سر دھونے کی کوئی ضرورت نہیں تین چار گھنٹے بعد دھو لینا"۔۔۔۔وہ سخت نگاہ اس پر ڈالے ہدایت کرتی کمرے سے نکل گئی۔۔۔

تو مروہ رونی صورت بنائے بیڈ پر ڈھ سی گئی۔۔۔۔

آرون جو دروازے پر کھڑا تھا کہ نتاشہ شاہ کے قدموں کی آہٹ سنتے پلر کے پیچھے ہو گیا اور ان کے گزرتے ہی وہ بھینچے جبڑوں سے ٹھاہ کی آواز سے دروازہ کھولے مروہ کے کمرے میں آیا تو وہ جو دادا سائیں سے بات کرنے کے متعلق سوچ رہی تھی کہ آواز پر ہڑ بڑا کر اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

اور حیرت سے آنکھیں پھاڑے آرون شاہ کو اپنے کمرے میں دیکھنے لگی۔۔۔

کیا کہا تم نے چچی سے "۔۔۔وہ غصے سے کھولتا اس کے سر پر جا کھڑا ہوتا" نیچی آواز میں دھاڑا تھا۔۔۔

تو مروہ نے گلے میں پڑا دوپٹہ درست کرتے سہمی نظروں سے اسے دیکھا ۔۔۔جو شعلہ جوالہ بنا اسے گھور رہا تھا۔۔۔

مم مجھے آپ سے نکاح نہیں کرنا آپ بھی تو یہی چاہتے ہیں "۔۔۔وہ لب تر" کرتی بولی۔۔۔تو آرون نے اسے سر سے پیر تک گھورا۔۔۔جو وائٹ ڈریس

میں جامنی دوپٹہ گلے میں ڈالے بالوں پر تیل لگا کر انہیں جوڑے میں ڈھالے سادہ سی بغیر کسی میک اپ کے بلا کی پر کشش لگ رہی تھی۔۔۔۔

تمہیں کیسے پتا کہ میں کیا چاہتا ہوں۔۔۔۔ہاں یہ بات درست ہے کہ میں " تمہیں پسند نہیں کرتا لیکن نکاح میں تمہیں چاہتا ہوں "۔۔۔۔

وہ اس کی چمک دار مژگان پر نظریں جمائے ہنوز انداز میں بولا تو مروہ نے حیران کن آنکھوں سے اسے دیکھا تھا۔۔۔ مروہ اس کی بات پر چکرا سی گئی تھی کہ وہ تو اسے پسند نہیں کرتا پھر نکاح کیوں چاھتا تھا۔۔۔۔

اور خبردار جو تم نے دادا سائیں سے کچھ کہا تو "۔۔۔اس نے انگلی اٹھا کر " سپاٹ آواز میں تنبیہ کی۔۔۔۔

مگر مجھے نہیں کرنا نکاح "۔۔۔وہ روہانسی ہوتی گویا بھڑک اٹھی تھی۔۔۔۔"

مجھے بھی تم سے کوئی عشق نہیں ہے۔۔۔ مگر اب نکاح تمہارا مجھ سے ہی"
ہو گا یہ بات اس چیمبر میں فٹ کر لو"۔۔۔۔وہ کرخت آواز میں دو انگلیوں
سے اس کی کن پٹی کو چھوتا بولا۔۔۔۔

تم نے مجھے بد دعا دی تھی نا وہ بد عا تمہارے ہی گلے پڑ گئی ہے۔۔۔اب"
میری وہ کالی بیوی تم ہی بنوں گی۔۔۔۔تو لحاظہ اب تم، میرے اصولوں پر چلنے
کی تیاری کرو۔۔۔ بلیکی"۔۔وہ اس کے نچلے ہونٹ پر دیے اپنے زخم کے
نشان پر نرمی سے انگوٹھا پھیرتے گھمبیر تاسر گوشی نما گویا ہوا تھا۔۔۔۔تو مروہ
نے شدت تنفر سے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔

میری بات پر عمل کرنا ورنہ پچھتانے کا موقع دیے بغیر تمہیں اپر پہنچا دوں گا"
"۔۔۔۔

جانتی تو ہو میں کتنا بڑا غنڈا ہوں۔۔۔مارنے میں سیکنڈ نہیں لگاؤں گا "

"۔۔۔

اس کی آنکھوں میں غصہ دیکھ کر وہ لبوں پر یکطرفہ مسکراہٹ سجائے سرد لہجے میں دھمکی دے کر اس کا گال تھپکتا کمرے سے نکل گیا۔۔۔

جبکہ مرو وہ بے پناہ غصے سے سرخ چہرہ لیے اسے جاتا دیکھتی رہ گئی۔۔۔۔

شام سے وہ کوٹھے پر گیا تھا اور پھر آدھی رات وہ وہاں گزار کر ڈیفنس میں بنے شاہ ولا میں آگیا تھا۔۔۔۔رات کا باقی حصہ اور آدھا دن وہاں گزار کر وہ اب فریش سا شاہ حویلی لوٹا تھا۔۔۔

کل جو اس کے چہرے پر پچھتاوا تھا وہ سب چلتا بنا تھا۔۔۔اسے کوئی پرواہ تک نا تھی۔۔۔کہ وہ ایک اور رات اس کوٹھے پر اس کمرے میں گزار آیا تھا۔۔۔

اس کے چہرے پر کوئی شبہ تک نا تھا۔۔۔اس کے دلکش چہرے پر ایک انوکھی شادابی چھائی تھی۔۔۔۔لبوں پر زیر کر دینے والی مسکراہٹ جمی تھی۔۔۔ اس کے دل میں کوئی گلٹ نا تھا کوئی کسک نا تھی۔۔۔کوئی پریشانی نا تھی۔۔۔ جیسے وہ جو کر آیا تھا ٹھیک تھا۔۔۔وہ پر سکون تھا۔۔۔۔اس کے دل میں سکون تھا۔۔۔

وہ یہاں سے شدید غصے میں گیا تھا مگر لوٹا تھا تو اس کے تاثرات بہت نارمل تھے۔۔۔

بلکہ اس کی ایک الگ سی پرسنیلٹی ظاہر ہوئی تھی۔۔۔وہ خوش تھا بہت خوش ۔۔۔گویا اسے کوئی ڈر نا تھا کہ فیملی کو پتا چلا تو کیا ہو گا۔۔۔شاید وہ جواب بھی سوچ چکا تھا یا پھر اسے یقین تھا کہ کسی کو پتا نہیں چلے گا۔۔۔

وہ جمپ لگا کر فور چیونر سے اترا تھا قدم اندر کی جانب بڑھائے تھے۔۔۔۔

پانچ فٹ سے نکلتا قد مضبوط توانا سینہ، نیلی آنکھوں میں ایک الگ سی چمک لیے وہ خوبصورت نقوش کا حامل جوان بلیک جینز اور بلیک ٹی شرٹ میں ملبوس سیاہ گھنے بال جیل سے سیٹ کیے ہلکی ہلکی داڑھی مونچھوں میں گلابی لبوں پر الوہی مسکراہٹ جمائے وہ گاڑی کی چابی کا رنگ انگلی پر گھماتا لاونج میں داخل ہوا تھا۔۔

سامنے ہی اس کی دادی سائیں ماں اور چچیاں بیٹھیں زیورات دیکھتیں شادی کی تیاریوں میں لگی ہوئی تھیں۔۔۔

شہر کی سب سے بڑی جیولری شاپ سے کچھ زیورات کے ڈیزائن منگوائے گئے تھے۔۔۔اور وہ سب گہنے اور مختلف زیوارت پسند کر رہی تھیں۔۔۔

یہ سب دیکھ کر اس کے دل نے بیٹ مس کی تھی تو مطلب اس کے والد صاحب نا صرف رشتہ پکا کر چکے تھے بلکہ شادی کی بھی تاریخ فائنل کر دی گئی تھی۔۔۔۔

ہائے لیڈیز"۔۔۔۔وہ آہستہ آہستہ چلتا ان کے قریب آتا بولا تھا تو سب نے "
بے ساختہ اس خوبصورت انگریزوں کی مانند دکھتے جوان کو دیکھا تھا۔۔۔۔
جس کی نیلی آنکھوں میں چمک گویا سمندر کے قید ہونے کا ثبوت پیش کر رہی
تھیں۔۔۔۔

وعلیکم السلام"۔۔۔۔دادی سائیں نے آنکھیں دیکھائیں۔۔۔"
تو وہ نچلے لب کا کنارا دانتوں میں دبا گیا۔۔۔

کیا ہو رہا ہے"۔۔۔۔وہ چابی پاکٹ میں رکھتا گھمبیر آواز میں بولا۔۔۔۔۔"
تمہاری ہونے والی دلہن کے لیے زیور پسند کر رہے ہیں"۔۔۔نتاشہ اس"
کی چچی نے مسکرا کر کہا۔۔۔۔

تو میری دلہن کو بولیں ناوہ خود کریں پسند۔۔۔مجھے آپ کی چوائس پر یقین نہیں"۔۔۔۔ تیمور منہ کا زاویہ بنا کر بولا۔۔۔۔

تو انہوں نے مصنوعی گھوری سے دیکھا۔۔۔۔

ارے لڑکے تم ہم پر شک کر رہے ہو"۔۔۔۔دادی سائیں نے ماتھے پر بل ڈالے کہا۔۔۔۔

بالکل نہیں۔۔۔دراصل آپ لوگ زرا ایجڈ ہو گئی ہیں تو آپ کو سمجھ نہیں آئے گی کہ آج کل کی لڑکیاں کیا پسند کرتی ہیں"۔۔۔۔وہ آنکھیں گھما کر بولتا ان کو تپا گیا تھا۔۔۔تو سب نے بیک وقت دیکھا۔۔۔۔

تم عورتوں کے معاملے میں مت بولو"۔۔۔ تبھی ریحانہ شاہ نے ڈپٹا۔۔۔۔"

میری ہونے والی دلہن عورت ہی ہے تو میں کیوں نا بولوں"۔۔۔۔وہ" مسکراہٹ دبائے بولا۔۔۔۔

تمہیں نہیں پتا تم خاموش رہو اور ہمیں کام کرنے دو"۔۔۔۔ عظمی شاہ نے" گھر کا۔۔۔وہ جانتی تھی کہ یہ جان بوجھ کر انہیں تنگ کر رہا تھا۔۔۔۔

کیا مطلب میری ہونے والی بیوی چڑیل ہے"۔۔۔۔وہ آنکھیں پھاڑے" رازداری سے بولا تھا۔۔۔

تیمور"۔۔۔ریحانہ شاہ نے تنبیہ نظروں سے گھورا۔۔۔۔"

اوکے پر مجھے آپ کی چوائس پر شک رہے گا"۔۔۔۔وہ شانے آچکا کر بے" نیازی سے بولا۔۔۔۔

حور بھی ہم دے رہے ہیں اور شک بھی ہم پر"۔۔۔فرزانہ شاہ نے"
مصنوعی غصے سے دیکھا۔۔۔

وہ تو میری پسند ہے"۔۔۔وہ سیڑھیوں کی جانب قدم لیتا جاتے جاتے بھی"
انہیں تنگ کرنا نہیں بھولا تھا۔۔۔

خبردار جواب شادی تک تم حور سے ملے تو"۔۔جبھی دادی سائیں نے سختی"
سے کہا تھا گویا سزا سنائی تھی۔۔۔
جو عورتوں کی طرح جری پر اتر آیا تھا۔۔۔تو اب سزا بھی بنتی تھی۔۔۔

تب تک آپکا پوتا ختم ہو جائے گا دادی سائیں۔۔۔۔اور یقیناً آپ مجھے"
سانسیں لینے سے نہیں روکیں گی"۔۔۔۔
وہ بڑے خوبصورت انداز میں ان پر اپنے لیے حور کی اہمیت اجاگر کرتا انہیں
رشک کرنے پر مجبور کر گیا تھا۔۔۔

ڈرامہ مت کرو"۔۔۔۔دادی سائیں نے جھڑکا۔۔۔"

میں سچ کہہ رہا دادی سائیں۔۔۔۔مجھے سلامت دیکھنا چاہتی ہیں تو یہ ظلم" مت کریں مجھ پر"۔۔

یہ دیکھیں ابھی بھی میری سانسیں اکھڑ رہی ہیں میں نے اسے دیکھا نہیں نا"

"۔۔۔

وہ لبوں پر شریر مسکراہٹ سجائے بولتا سب کو ہنسنے پر مجبور کر گیا تھا۔۔۔۔اور تیز تیز سیڑھیاں پھلانگ گیا کہ کوئی بعید نا تھی دادی سائیں پھر روک لیتی

۔۔۔

جبکہ پیچھے وہ اس کی سپیڈ دیکھ کر ارے ارے کرتی رہ گئ۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔

وہ دھڑلے سے اس کمرے میں آتا اسے بیڈ پر کتابوں میں مصروف دیکھ کر دلفریب انداز میں بولتا ہلکی سی اس کے سر پر چپت رسید کر گیا۔۔۔

حور جو پہلے ہی بپھری بیٹھی تھی کہ گویا شادی سے پہلے ہی اس کے بغیر چھٹی کے پیپرز کی ڈیٹ شیٹ آگئی تھی اور اسے پڑھنا پڑ رہا تھا بجائے اپنی شادی کی تیاری کے۔۔۔اور دوسرا وہ جب سے گھر آئی تھی تیمور غائب تھا اس نے اتنی کالز میسجز کیے تھے مگر اس کا نمبر آف تھا۔۔اس سے حور کا پارہ مزید ہائی ہو گیا تھا۔۔کیونکہ گھر میں ان کی شادی کی بات طے ہو کر تیاریاں بھی شروع کر دی گئیں تھیں اور وہ تھا کہ غائب تھا۔۔۔جسے اتا پتا نا تھا۔۔۔

شٹ اپ"۔۔۔تبھی اس نے شہد رنگ بڑی بڑی آنکھوں میں غصہ" سموئے درشتگی سے کہا تھا۔۔۔

تو تیمور نے اس کے یوں آنکھیں دیکھانے پر مسکراہٹ دبائی۔۔۔

چڑیل ہو پتا ہے مجھے ہر بار ثابت کرنا ضروری ہوتا ہے۔۔۔میرے دل کا ہی"
خیال کر لو"۔۔۔۔

وہ آنکھیں پٹپٹاتا صوفے پر براجمان ہوا تھا تو حور نے خونخوار نظروں سے گھورا
۔۔۔

یار جان لینی ہے تو سیدھی طرح لے لو یوں نظروں کے تیر مت چلایا کرو"
۔۔۔دل بہک جاتا ہے۔۔۔پھر سنبھالنا مشکل ہوتا ہے"۔۔۔۔وہ آنکھوں
میں چمک لیے مسکراتی آواز میں بولا۔۔۔۔

تو حور کا ناک اور گال شدت غصے سے لال ہوئے تھے۔۔۔

تم کتنے غیر زمہ دار ہو"۔۔۔۔وہ چلا اٹھی تھی۔۔۔"

ظاہر ہے شادی کے بعد ہی زمہ دار بنوں گا نا"۔۔۔۔وہ دونوں بازو سر کے"
پیچھے ٹکائے بے پرواہی سے بولا تھا۔۔۔

وہ جان بوجھ کر حور کو تپا رہا تھا۔۔۔۔

تو نکلو یہاں سے، شادی کے بعد مجھ سے بات کرنا"۔۔۔"

وہ بھی بھڑکی تھی۔۔۔کہ اس نے اس کا حال احوال بھی نا پوچھا تھا۔۔۔اس کے ماتھے پر چوٹ لگی تھی۔۔۔جبکہ وہ تو جان بوجھ کر اگنور کر رہا تھا۔۔۔

میری شیرنی گھائل کیوں ہے"۔۔۔جبھی وہ میٹھے لہجے میں استفسار کر گیا"

۔۔۔

تو حور کی آنکھوں میں پانی تیر آیا تھا۔۔۔

بات نا کرو مجھ سے۔"۔۔۔وہ بھرائی آواز میں بولی اور توجہ کتابوں پر" مرکوز کی۔۔۔۔

اچھا تم کر لو"۔۔۔۔وہ اٹھ کر اس کے پاس آتا بولا۔۔۔"

شٹ اپ"۔۔۔وہ اسے دیکھتی چلائی تھی۔۔۔"

اوکے "۔۔۔وہ شانے آچکا کر اس کے ساتھ براجمان ہوتا الٹ پلٹ کر "
کتابیں دیکھنے لگا۔۔۔تو حور اس کی بے نیازی پر مزید سلگ گئی تھی۔۔۔
تمہیں زرا شرم نہیں تیمور "۔۔۔وہ دانت پیستی غرائی۔۔۔"

میں نے کونسا بے شرمی والا کام کر دیا۔۔۔وہ تو ہفتے بعد کروں گا نا"
"۔۔۔تیمور آنکھیں پٹپٹا کر بولا۔۔۔
شٹ اپ تیمور "۔۔۔تو شرم و غصے کی ملی جلی کیفیت میں مبتلا وہ چیخی "
اٹھی تھی۔۔۔

اوکے "۔۔۔وہ تابعداری کا مظاہرہ کرتے کتابوں کے اوراق دیکھنے لگا۔۔۔"

تیمور تمہیں زرا احساس نہیں "۔۔۔کچھ توقف کے بعد وہ پھر سے بولی"
۔۔۔

میں نے کیا کر دیا یار"۔۔۔وہ معصومیت کے ریکارڈ توڑ کر حور کو زچ کے "
آخری درجے تک پہنچا گیا تھا۔۔۔

تمہیں اپنی غلطی کا زرا نہیں پتا"۔۔۔۔وہ اس کے ہاتھ سے کتاب چھین کر "
بھڑکی۔۔۔۔

میں نے کیا غلطی کی یار"۔۔۔وہ بالوں میں ہاتھ پھیرتا مسکرا کر بولا تھا۔۔۔"
شٹ اپ"۔۔۔۔نکلو میرے کمرے سے"۔۔۔۔وہ کتاب اس کے "
کندھے کر مارتے چیخی تھی۔۔۔۔

اچھا چلو پھر میرے کمرے میں چلتے ہیں"۔۔۔۔وہ مسکرا کر بولتا اپنا بچاؤ"
کرنے لگا۔۔۔۔

میں نے کہا نکلو تو نکلو"۔۔۔۔وہ سخت غصے میں سیخ پا ہوتی چنگھاڑی تھی تو"
تیمور اپنے بچاؤ کے لیے فورا سے بیڈ سے اٹھ گیا۔۔۔

تمہیں لے کر جاؤں گا میں۔آؤ چلیں"۔۔۔وہ اس کے آگے ہاتھ پھیلا کر"

بولا تو حور نے کتاب زور سے اسے کے ہاتھ پر دے ماری۔۔۔۔

آہہ ظالم ہاتھ توڑ دیا"۔۔۔وہ درد سے کراہ کر ہاتھ جھٹکتے بولا۔۔۔"

تو حور بیڈ سے اٹھ کر اس کی جانب آئی۔۔۔

میں تمہاری شکل نہیں دیکھنا چاہتی"۔۔۔۔وہ اسے بازو سے گھسیٹ کر باہر"

نکالنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔۔

نہیں میں نہیں جاؤں گا"۔۔۔وہ نفی میں سر ہلاتا معصومیت سے بولا"

۔۔۔تو حور نے اس کی ٹانگ پر زور سے پاؤں مارا۔۔۔

آئی امی۔۔۔۔ظالم عورت"۔۔۔۔وہ چیخا تھا۔۔۔"

جبھی حور اس کے پیچھے آتی اس کی کمر پر دونوں بازو ٹکا کر دھکا دیا تو وہ جو اس افتاد کے لیے تیار نا تھا توازن برقرار نا رکھ پاتے دو تین قدم تیز تیز بھرتا لڑکھڑایا۔۔۔۔

سنو نا یار میں ضروری کام میں مصروف تھا۔۔۔ شیرنی بات سن یار۔۔۔۔ " مجھے دیکھنے تو دو خود کو "۔۔۔۔ وہ ملتجی ہوا۔۔

جہاں کل سے گئے ہوئے تھے وہیں جاؤ "۔۔۔ وہ پھولی سانسوں کے مابین " بولی۔۔۔۔

میں چلا جاؤں گا تو پھر تم یاد کرو گی "۔۔۔۔ وہ بگڑا کر بولا۔۔۔۔ "

تو حور بھی شعلہ جوالہ بنی غصے سے تن فن کرتی اس کے سامنے آئی۔۔۔

کہاں جاؤ گے ہاں "۔۔ "

منہ توڑ دوں گی "۔۔۔۔ وہ دونوں ہاتھ کمر پر ٹکائے گھر کی تھی۔۔۔۔ "

توڑ دو۔۔۔ تمہارا ہی ہے "۔۔۔وہ اس کے چہرے پر پھونک مارتا محبت "
سے بولا تو حور دو قدم پیچھے ہوئ۔۔۔
کہاں تھے تم "۔۔۔۔وہ ہنوز انداز میں بولی۔۔۔"

یار میں ضروری کام سے شہر سے باہر گیا تھا"۔۔۔وہ بالوں میں ہاتھ پھیرتا"
صفائی سے جھوٹ بول گیا تھا اور اسے کوئی ملال بھی نا تھا۔۔۔

اتنے ہڈ حرام ہو تم۔۔۔ ضروری کام کب سے کرنے لگے "۔۔۔۔"
حور نے جانچتی نظروں سے دیکھا۔۔۔

میں خاص ضروری کام کرتا ہوں "۔۔۔وہ اس کے ہاتھ پکڑ آنکھوں میں "
جھانکتا معنی خیزی سے بولا۔۔۔

اب یہ کیا ہے"۔۔۔وہ اس کے ہاتھوں سے اپنے ہاتھ نکالتی بولی۔۔۔"

مجھے تم پر پیار آرہا ہے حور"۔۔۔وہ اس کی سرخ ناک اور گال دیکھتا جذب"

کے عالم میں بولا ان کو چھونے لگا تھا کہ وہ دو قدم پیچھے ہوئ۔۔۔۔

اور مجھے تم پر غصہ"۔۔وہ کڑے انداز میں بولی۔۔۔"

سوری یار سزا دے لو"۔۔۔۔وہ ایک کان پکڑتا بولا۔۔۔"

ہفتے بعد دوں گی۔۔۔اب جاؤ یہاں سے مجھے پیپر یاد کرنا ہے"۔۔۔۔وہ"

سر جھٹک کر دور ہوئی۔۔۔

اگر تم نے ایسا کچھ کیا تو پھر میری سزا کے لیے بھی تیار رہنا"۔۔۔۔منہ"

چھپاتی پھروں گی"۔۔۔۔وہ یکدم غصے سے بولا تھا۔۔۔

وقت بتائے گا"۔۔۔حور نے ناک سے گویا مکھی اڑائی۔۔۔۔"

میں تمہیں بتا رہا ہوں حور۔۔۔مجھے جو سزا دینی ہے پہلے دو۔۔۔بعد کی سزا "
تمہارے ہی نقصان کا باعث بنے گی۔۔اور تم بہت پچھتاؤ گی"۔۔۔
اس ناراضگی میں ہماری شادی خراب مت کرنا ورنہ میں تباہی مچا دوں گا"
"۔۔۔۔

وہ سنجیدگی سے تنبیہہ کہہ کر کمرے سے نکل گیا تو حور بنا اثر لیے بیڈ کی سمت بڑھ گئی۔۔۔۔

۔۔۔۔

نہیں پہلے کھیلو ہمارے ساتھ "۔۔۔وہ مزے سے اس کی گڑیا کے بال کھینچتا" بولا تھا تو ہدا غصے سے بھرا اٹھی تھی۔۔۔کہ تن فن کرتی سٹڈی ٹیبل چھوڑ کر اس کی جانب بھاگی تھی۔۔۔۔

بسمل چھوڑو میری کتاب "۔۔۔اپنی سٹوری بک بسمل کے ہاتھ میں دیکھ" کر عشال چلائی تھی۔۔۔۔

نہیں پہلے ہمارے ساتھ کھیلو "۔۔۔اس نے بھی بالاج والا جملہ دوہرایا تھا" ۔۔۔۔تو وہ بپھر کر بیڈ سے اٹھی تھی۔۔۔۔

تم لوگوں کو کیا مسئلہ ہے۔۔۔ہمیں نہیں کھیلنا "۔۔۔"

وہ دونوں دائیں بائیں ان کی جانب آتی بھڑکی تھیں۔۔۔

ٹھیک ہے تو پھر یہ لو "۔۔۔بیک وقت دونوں نے گڑیا کو توڑا تھا اور بک کو" پھاڑا تھا کہ وہ تو دونوں صدمے میں چلی گئیں تھیں۔۔۔اپنی اپنی پسندیدہ چیزوں کی ناقدری پر۔۔۔

بک پھٹی فرش پر پڑی تھی اور اس کے اپر گڑیا کا سر بازو اور ٹانگوں کے ٹکڑے پڑے تھے۔۔۔

بے ساختہ دونوں کے کی آنکھوں میں آنسوں جمع ہوئے تھے۔۔۔۔

ہم دادا سائیں کو بتاتی ہیں "۔۔۔وہ بھرائی آواز میں بولیں تھیں۔۔۔۔اور " کمرے سے باہر بھاگیں۔۔۔۔

ہم ڈرتے تھوڑی ہیں "۔۔۔۔انہوں نے بغیر اثر لیے کہا اور ان کے پیچھے " بڑھے۔۔۔۔۔

دادا سائیں دیکھیں بالاج اور بسمل نے کیا کیا "۔۔۔۔وہ اپنی بک اور گڑیا اٹھا" کر ابراہیم شاہ کے کمرے میں آتی ٹیبل پر پٹختے غصے سے بولیں۔۔۔۔

تو ابراہیم شاہ جو کسی کتاب کے مطالعہ میں مصروف تھے کہ ہدا اور عشال کو روتا دیکھ کر ان کی جانب بڑھتے اپنی ننھی پریوں کو سینے سے لگا گئے۔۔۔۔

یہ کیا بد تمیزی ہے"۔۔۔وہ سخت انداز میں بالاج سے بولے جبکہ بسمل تو"

لاونج سے دادی سائیں کو لینے گیا تھا کہ گویا اس پورے گھر میں ان کی صرف

دادی تھی جن کو اپنے پوتوں پر مکمل یقین تھا اور وہ ہمیشہ ان کی طرف داری

کرتی تھیں۔۔۔کیونکہ ان کی معصومیت کی پرکھ صرف دادی سائیں کو تھی

۔۔۔۔

جھوٹ ہے یہ جھوٹ بول رہی ہیں"۔۔۔بالاج شاہ نے معصوم چہرہ بنائے"

کہا۔۔۔۔

اسے نئی ڈول چاہیے اور اسے نئی بک۔۔اس لیے خود توڑ کر آئیں ہیں"

"۔۔۔تبھی دادی سائیں کا ہاتھ پکڑ کر اندر آتے بسمل بھی اپنے حق میں بولا تھا

۔۔۔۔

تو ان کے اس صفائی سے جھوٹ بولنے پر وہ آگ بگولہ ہوئی تھیں۔۔۔۔

دادا سائیں یہ جھوٹ بول رہے ہیں انہوں نے گڑیا توڑی ہے اور کتاب "
پھاڑی ہے اور کہا ہے کہ ہم دادا سائیں سے ڈرتے تھوڑی ہیں "۔۔۔
عشال چشمہ ٹھیک کرتی سوں سوں کرتی بولی تھی۔۔۔۔

ہم سچ کہہ رہے ہیں دادی سائیں۔۔۔ ہم نے کچھ نہیں کیا۔۔ ہم نے انہیں "
کہا ضرور ہے کہ کھیلو ہمارے ساتھ پر ہم نے کچھ نہیں توڑا "۔۔۔ بالاج اور
بسمل مصنوعی روہانسی آواز میں دائیں بائیں سے اپنی دادی کو ہگ کرتے بولے
تھے۔۔۔ کیونکہ ابراہیم شاہ ہدا اور عشال کو دائیں بائیں شانے سے لگائے
کھڑے انہیں ہی گھور رہے تھے۔۔۔ گویا وہ ان کی حرکتوں سے باخوبی
واقف تھے۔۔۔

جبکہ وہ دونوں ان کی ڈھٹائی پر کھول کر رہ گئیں تھیں۔۔۔

ہمیں تم سے یہ امید نہیں تھی ہداعشال"۔۔۔دادی سائیں انہیں سینے سے" لگاتی بولی۔۔۔

اور ہمیں آپ سے امید نہیں تھی بالاج بسمل"۔۔۔ابراہیم شاہ بھی بول" پڑے تھے۔۔۔۔

آپ نے انہیں سر پر چڑھا دیا ہے"۔۔۔وہ لگے ہاتھوں اپنی بیوی کو بھی" نشانہ بنا گئے تھے۔۔۔۔

اور آپ کیوں ہر وقت میرے بچوں کے پیچھے پڑے رہتے ہیں"۔۔۔دادی" سائیں نے اپنے پوتوں کی سائیڈ لی تھی تو بالاج اور بسمل نے ایک دوسرے کی جانب دیکھ کر آنکھ ونک کی تھی۔۔۔۔

میں تو آپ کے پیچھے بھی پڑا ہوں وہ الگ بات ہے کہ آپ کے پاس اب"
ہمارے لیے وقت ہی نہیں"۔۔۔ابراہیم شاہ نے بھی حساب چکتا کیا تھا تو
دادی سائیں سٹپٹا سی گئیں۔۔۔

اس عمر میں آپ کا دماغ خراب ہو گیا ہے"۔۔۔وہ خفت مٹانے کو سخت"
انداز میں بولی۔۔۔۔

اس عمر میں آپ اور بھی پیاری لگنے لگیں ہیں۔۔"
اگر بچوں کے بعد آپ میرے خیال کا خیال کریں تو ہم بڑھاپے کے ایک اور
سہارے پر غور کر سکتے ہیں"۔۔۔ابراہیم شاہ مسکراہٹ دبائے سنجیدگی سے
بولے تھے کہ دادی سائیں کا سرخ چہرہ دیکھ کر ان چاروں کا قہقہہ گونجا۔۔۔

اب آپ یہ کہیں گی اس عمر میں ہم بے شرم بھی ہو گئے ہیں"۔۔۔وہ اپنی"
ہی بات پر محظوظ ہوئے تھے۔۔۔تو دادی سائیں نے گھورا۔۔۔

بچوں کا ہی خیال کر لیں"۔۔۔وہ غصے سے بولی۔۔۔"

بچوں کا ہی خیال ہے بیگم ورنہ ہمارے خیال کافی بلند ہیں"۔۔۔دادا سائیں" شریر انداز میں بولے تو ان چاروں نے مسکراہٹ دبائی۔۔۔۔

آپ کے نادر خیال صرف خیال ہی رہیں گے حقیقت نہیں"۔۔۔دادی " سائیں شرم و غصے میں بولی۔۔۔

یہ حقیقتیں ہمارے خیال سے ہی پیدا ہوئی ہیں بیگم "۔۔۔ابراہیم شاہ ہدا" اور عشال کے سر ہو بوسہ دیتے محبت سے بولے۔۔۔۔تو ان چاروں کا قہقہہ گونجا تھا۔۔۔۔

ہم اپنا مقدمہ لے کر یہاں آئے تھے مگر یہاں تو منصف اپنا مقدمہ کھول" کر بیٹھ گئے "۔۔۔عشال مسکرا کر بولی تو ان دونوں کی توجہ بچوں کی جانب ہوئی۔۔۔

تم لوگوں نے اب میری پوتیوں کو تنگ کیا تو ہاسٹل شفٹ کروادوں گا" "۔۔۔ تبھی دادا سائیں مصنوعی غصے سے کرخت آواز میں بولے۔۔۔

دادی سائیں۔۔۔دیکھیں دادا سائیں جیلس ہو رہے ہیں ان کو برداشت" نہیں ہمارا آپ کے ساتھ رہنا"۔۔۔

بسمل نے اپنی دادی کے شانے پر سر رکھے دکھی لہجے میں کہا۔۔۔

ایسے کیسے آج سے تم لوگ ہمارے کمرے میں سوں گے میرے" بچوں"۔۔۔تو دادی سائیں کا دل فوراً سے پگھلا تھا۔۔۔

آپ ان کی وجہ سے ہمیں سکون سے محروم نہیں کر سکتیں"۔۔۔دادا"
سائیں تھوڑا سخت انداز میں بولے۔۔۔کہ وہ ان دونوں شریروں کی چالاکی پر
گھور کر رہ گئے تھے۔۔۔

پوتے پوتیوں کی شادیاں ہو رہی ہیں اور آپ کو اپنی پڑی ہے"۔۔۔دادی"
سائیں نے سارا بدلہ چکایا تھا۔۔۔

تو ابراہیم شاہ نے اپنی بیگم کے غصے پر مسکراہٹ دبائی۔۔۔
بیگم ہمارے پاس بھی دل ہے"۔۔۔وہ ہنوز انداز میں بولے۔۔۔"
آپ کے دادا کے تیور سہی نہیں لگ رہے بچوں چلو ہم آپ کے کمرے میں"
چلیں"۔۔۔وہ بالاج اور بسمل سے بولی اور دروازے کی جانب بڑھیں

۔۔۔۔

ارے بیگم ہمیں چھوڑ کر نہیں جاسکتی آپ "۔۔۔ابراہیم شاہ ملتجی ہوئے کہ "
دادی سائیں اب ان سے ناراض ہو گئی تھیں۔۔۔

دادا سائیں ہماری گڑیا"۔۔۔"
ہماری بک "۔۔۔۔"
عشال ہدا کو اپنا دکھ یاد آیا تھا تو دکھ سے بولیں۔۔۔۔

بخش یار بچیوں کو لے شہر لے جاؤ اور انہیں ان کی پسند کی چیزیں دلوا دو"
"۔۔۔ تبھی دادا سائیں نے چائے لے کر آتے ملازم بخش سے کہا تھا۔۔۔۔

اگر ہمیں بھی ساتھ بھیج دیں تو ہم دادی سائیں آپ کو دے سکتے ہیں "
"۔۔۔بسمل نے مڑ کر اپنے دادا سے کہا۔۔۔

ٹھیک ہے جاؤ اور ہمیں اپنی بیگم کو منانے دو"۔۔۔"

وہ فوراً سے مان گئے تو وہ چاروں مسکراتے چہروں سے ان کے کمرے سے نکل گئے۔۔۔۔۔

جبکہ ابراہیم شاہ اپنی بیگم کا ہاتھ تھام کر انہیں صوفے پر بیٹھا چکے تھے۔۔۔۔

۔۔۔۔۔

اسے ابھی چند منٹ ہی گزرے تھے کہ جبھی دھڑ دھڑ سے کسی نے دروازہ بجایا تھا تو روباب نے ہول کر آنکھیں کھولیں۔۔۔

مقابل شاید شدید غصے میں تھا کہ اس لیے ابھی بھی دروازہ دھڑ دھڑا رہا تھا

۔۔۔۔

بے ساختہ اس نے دل پر ہاتھ رکھا تھا۔۔۔ سبطین کا سوچ کر۔۔ کہ اگر وہ ہوا تو۔۔۔اس کے آگے سوچ ہی سوہانے روح تھی۔۔۔وہ اس کا غصہ دیکھ چکی تھی جبھی خود میں سمٹ سی گئی تھی کہ لب کچلتی دروازہ دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

ک کون"۔۔۔۔معاً اس نے کھولنے سے پہلے پوچھنا ضروری سمجھا تھا کہ " اگر سبطین ہوا تو وہ کبھی نہیں دروازہ کھولے گی۔۔۔وہ پہلے ہی اس کی خونخوار نظروں سے خائف تھی۔۔۔۔۔

مگر دوسری جانب سے جواب ندارد تھا پر لحظہ بھر کے لیے دروازے پر زور دار دستک رکی تھی۔۔۔۔اور پھر دروازہ زور زور سے بجنے لگا تھا۔۔۔پھر اسے خیال آیا تھا کہ گویا بالاج بسمل نا ہوں۔۔۔۔

کون ہے بد تمیز"۔۔۔ تبھی وہ بھی سارے ڈر بھلائے غصے میں بھڑکی" تھی۔۔۔کیونکہ وہ ہی اس کے کمرے کے دروازے کو اکھاڑنے کے درپر آجاتے تھے۔۔۔اور ابھی بھی ویسی کوشش جاری تھی۔۔۔۔

صبر کرو آج تم دونوں کی تو میں ہڈیاں توڑتی ہوں"۔۔۔وہ غرا کر" دروازے کی سمت بڑھی تھی اور جھٹکے سے دروازہ کھولا تھا مگر سامنے ہی سبطین کو غضبناک تیوروں میں دیکھ کر اتنی ہی تیزی سے بند کرنا چاہا تھا۔۔۔ پر سرعت سے وہ آہنی ہاتھ کا زور دروازے پر ڈال کر اس کی کوشش ناکام بناتا دروازہ دھکیل کر اندر آتا بجلی کی تیزی سے اسے دیوار کے ساتھ پن کر گیا تھا۔۔۔

اس کی خونخوار نگاہیں اس کے چہرے پر جمی تھیں۔۔۔

جبکہ روباب تو اس کی اس دیدہ دلیری پر متحیر نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔۔

ایسے کام ہی نا کرو کہ تمہیں منہ چھپانا پڑے "۔۔۔"

وہ ایک ہاتھ اس کے سر کے بائیں جانب جبکہ دوسرا ہاتھ دائیں جانب اس کے پہلو کے قریب دیوار پر جمائے سبز آنکھیں اس کی آنکھوں میں گاڑھے درشت لہجے میں پھنکارتا اس کے دروازہ بند کر کے بیٹھے والی حرکت پر گہرا طنز کر گیا تھا۔۔۔تو روباب نے لب بھینچے۔۔۔۔

میں نے ایسا کچھ نہیں کیا کہ مجھے آپ سے منہ چھپانا پڑے "۔۔۔۔وہ بھی" اس کی آنکھوں میں دیکھتی اپنے لفظوں پر زور دیتی سنجیدگی سے بولی تھی ۔۔تو مقابل کی پیشانی پر بل نمودار ہوئے تھے۔۔۔۔

!!تو پھر تم بولی کیوں نہیں، اس وقت "۔۔۔۔"

وہ دانت پیستا بولا تھا۔۔۔۔

!! بات تو آپکی بھی ہو رہی تھی پھر آپ کیوں نہیں بولے "۔۔۔"

روباب کی جوابی کارروائی اس کے اندر بھڑکی آگ کو مزید بھڑکا گئی تھی

۔۔۔۔۔

!! تم تو بہت خوش ہو گی تمہاری دلی خواہش کی تکمیل جو ہو رہی ہے "۔۔۔"

وہ تنفر آمیز لہجے میں اس کے منہ پر پھینکارا تھا۔۔۔اس کی تیز سانسوں کے تھپیڑوں سے روباب کو اپنا چہرہ جھلستا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔بے ساختہ اس نے آنکھیں میچ کر کھولیں تھیں۔۔۔

دونوں کے چہروں میں انچ بھر کا فاصلہ برقرار تھا اور دونوں ہی شدید غصے بھری نگاہوں سے ایک دوسرے کو بھسم کرنے پر تلملا رہے تھے۔۔۔۔

ایک کا چہرہ غصے سے سرخ تھا تو روباب کا چہرہ اس کی گرم سانسوں سے سرخ پڑ گیا تھا۔۔۔۔

میں نے ایسی خوشی کی خواہش چھوڑ دی ہے جو بعد میں دکھ دے"۔۔۔۔ "

!!

وہ سنجیدگی سے بولی تھی اور اس کا حصار توڑ کر بائیں جانب سے نکلنا چاہا تھا کہ دفعتاً وہ اسے بازو سے دبوچ کر واپس اسی جگہ کھڑا کر گیا تھا۔۔۔۔

تو یہ کیا ڈرامہ ہے۔۔۔ کیوں زبردستی میرے ساتھ کے خواب دیکھ رہی ہو"

"۔۔۔ وہ پھر اشیر بنا غرا اٹھا تھا۔۔

مجھے آپ کے ساتھ کی تمنا ہی نہیں رہی۔۔ خواب تو دور کی بات ہے"

۔۔۔ اور میں کیوں بولو۔۔۔ آپ کو کوئی اور پسند ہے آپ بتائیں جب مجھے کوئی ہو گا تو میں بتا دوں گی"۔۔۔۔

وہ اس کی آہنی ہاتھ کی گرفت سے اپنا بازو چھڑواتی جھٹپٹا کر بولی تھی۔۔۔

تواس کی آخری بات اس کے دل میں کسی کانچ کی طرح کھب سی گئی تھی۔۔۔ کہ سرعت سے اس کی آنکھوں میں خون اتر آیا تھا۔۔۔ گویا اسے روباب کا کسی اور کو پسند کرنا سخت ناگوار گزرا تھا اسے خود بھی اندازا نا تھا کہ وہ طیش کے آخری درجے پر پہنچ گیا تھا کہ جبھی اس نے اس کی گردن کو سخت ہاتھ کی پکڑ میں جکڑا تھا۔۔۔

تمہیں کوئی کیسے پسند ہو گا تمہیں تو میں پسند ہوں نا"۔۔۔ وہ اس کی گردن" پر دباؤ بڑھائے آنکھوں میں چنگاریاں بھرے مگر سرد برفیلے لہجے میں بولا تھا گویا خود کو یقین دلا رہا تھا یا اس سے استفسار کر رہا تھا روباب سمجھ نا پائی تھی ۔۔۔

نہیں۔۔۔آپ مجھے پسند نہیں ہیں"۔۔۔۔وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی"
جھوٹ بول گئی تھی۔۔۔۔یہاں اس کی محبت کی قدر نہیں تھی وہ پھر سے
اپنی چاہت کا دم بھر کر خود کو اپنی محبت کو بے مول نہیں کر سکتی تھی۔۔۔
ایک بار بتا کر دیکھ لیا تھا کم از کم دل میں کوئی کسک باقی نا تھی۔۔۔البتہ اپنی
محبت کو دل کے کسی آخر کونے میں چھپا گئی تھی۔۔۔
یہ انمول جزبہ تھا۔۔۔وہ اسے انمول ہی رکھنا چاہتی تھی۔۔۔بے قدرے
!!کے آگے رولنا نہیں۔۔۔

!!نہیں ہوں، تو پھر خاموش کیوں رہی۔۔۔ڈیم اٹ"۔۔۔"
اس کی آنکھیں سلگ اٹھی تھیں اس کو رو باب سے اس جواب کی امید نا تھی
۔۔۔گویا وہ دل سے اس کے منہ سے خود کو اس کی پسند بنتا سننا چاہتا تھا۔۔۔

تبھی وہ اس کی گردن چھوڑ کر دیوار پر مکہ رسید کرتا گر جاتھا۔۔۔تو روباب یکدم سے لرز اٹھی تھی۔۔۔

آپ بھی تو خاموش رہے تھے اس کا مطلب آپ بھی مجھ سے نکاح کرنا" چاہتے ہیں"۔۔۔مقابل بھی روباب تھی سوال کے بدلے سوال کر کے مقابل کا دماغ خراب کرنا اچھے سے جانتی تھی۔۔۔۔

اوشٹ اپ۔۔۔میں نے تمہیں بے مول ہونے سے بچایا ہے اگر میں انکار" کر دیتا تو بھری محفل میں تمہاری کیا عزت رہ جاتی۔۔۔میں خاموش رہا تو فقط تمہارے لیے۔۔۔اب جاؤ اور جا کر انکار کرو"۔۔۔۔وہ اسے جھٹک کر دور ہوا اور شعلہ اگلتی نگاہیں اس پر گاڑھے تحکمانہ گویا ہوا تھا۔۔۔۔

میرے پاس انکار کی کوئی بنیادی وجہ نہیں البتہ آپ کے پاس ہے۔۔۔آپ" دعا کو پسند کرتے ہیں تو آپ جا کر اس نکاح کو رکوا دیں میری عزت کی فکر مت کریں آپ"۔۔۔وہ اپنا بازو سہلاتے بولی تھی۔۔۔۔

تو سبطین شاہ نے سرخ نگاہوں سے اسے دیکھا تھا۔۔۔

میرا ضبط مت آزماؤ روباب شاہ۔۔۔میں آخری بار کہہ رہا ہوں جا کر فوراً" انکار کرو"۔۔۔۔وہ دھاڑا۔۔۔اس کی دھاڑ میں ایک الگ ہی جنون تھا ۔۔۔وہ تب سے سلگ رہا تھا جب سے روباب نے اس کی محبت سے انکار کیا تھا۔۔۔۔

روباب کو اس سے خوف آ رہا تھا مگر وہ خود کو مضبوط ظاہر کیے کھڑی تھی ۔۔۔

میں بھی آخری بار کہہ رہی ہوں کہ میں انکار نہیں کروں گی۔۔۔۔آپ "
مجھے ان کی نظروں میں مشکوک بنانا چاہتے ہیں۔۔۔۔آپ سارا الزام مجھ پر
ڈالنا چاہتے ہیں کہ میں انکار کروں اور آپ ان کی نظر میں اچھے رہیں"۔۔۔
وہ آنکھوں میں نمی لیے سنجیدگی سے بولی تھی۔۔۔۔

تو سرعت سے سبطین شاہ نے ٹیبل پر پڑا ڈیکوریشن پیس اٹھا کر اسکے سر کے
بالکل قریب دیوار پر دے مارا تھا۔۔۔۔
تو اس اچانک ہوئی افتاد پر اپنے انتہائی قریب ٹھاہ کی آواز پر اس کے منہ سے
دبی دبی سے چیخ نکلی تھی۔۔۔۔بے ساختہ اس نے بچاؤ کے لیے ہاتھ اپنے
چہرے پر دھرے تھے۔۔۔۔جب وہ سبز آنکھوں میں خطرناک حد تک
سرخی لیے اس کی جانب آیا تھا۔۔۔

اوراس کے دائیں بائیں دیوار پر ہاتھ جمائے اس کی جانب تھوڑا سا جھکا تھا۔۔۔ تو روباب نے لرزتے دل سے چہرے سے ہاتھ ہٹایا تھا۔۔۔ تو مقابل کو دیکھ کر روباب کا دل ہیبت کے باعث پسلیوں سے سر پٹختا باہر آنے کو بے تاب ہوا تھا۔۔۔ روباب کو اس وقت وہ کوئی جنگلی لگ رہا تھا وہ یکدم سے دہشت میں مبتلا ہوئی تھی۔۔۔ اس کا چہرہ زرد پڑا تھا جبکہ ماتھے پر پسینے کی بوندیں ابھر آئیں تھیں۔۔۔۔

اگر اگلے دس منٹ کے اندر اندر تم نے انکار نا کیا تو پھر تم خود گڑگڑاؤ گی مجھ سے چھٹکارا پانے کے لیے۔۔۔۔ اور یقین جانو تب تم اپنی آخری سانس تک مجھ سے رہائی نہیں پا سکو گی"۔۔۔

تم میرے نام میں قید، پنجرے میں بند اس پرندے کی طرح ہو گی جو" !! سانسیں بھی اپنے مالک کے رحم و کرم پر لیتا ہے"۔۔۔

!! تمہارے لیے میں ایک جلاد صیاد ثابت ہوں گا"۔۔۔"

میں زندگی تنگ کر دوں گا تم پر۔۔۔کہ تم پچھتاؤ گی میری بات نا ماننے پر"

!!"۔۔۔۔

وہ ٹھہرے ہوئے لہجے میں آنکھوں میں دہشت سموئے پھنکارا تھا۔۔۔وہ اسے اپنی زوجیت کے پنجرے سے بچانے کی خاطر اسے وقت دے گیا تھا وہ اسے تنبیہ کر گیا تھا کہ وہ بچا لے خود کو۔۔۔ورنہ وہ بہت خطرناک ثابت ہو گا اس کے لیے۔۔۔۔

جب میرا نکاح آپ سے ہو گا ہی نہیں تو میں یہ فضولیات کیوں پالوں"

"۔۔۔۔مگر روباب بھی اپنے نام کی ایک تھی۔۔۔

کہ دل میں ڈر رکھنے کے باوجود وہ حلق تر کرتی مضبوط لہجے میں بولی تھی

۔۔۔۔

میں تم سے نکاح کا خواہاں نہیں ہوں کہ تم مجھے چیلینج کرو اور میں اسے پورا کروں"۔۔۔!!

اس کے لیے تمہیں وقت دیا ہے جس میں سے تین منٹ گزر چکے ہیں" ۔۔۔آنے والا گیارہواں منٹ تمہاری قسمت طے کرے گا۔۔۔اور تب تم خود کو مجھ سے جدا نہیں کر سکو گی۔۔۔۔اور میں تمہاری خواہش کا احترام باخوبی طریقے سے کروں گا"۔۔۔!!

وہ گہرے برفیلے لہجے میں کہہ کر دور ہوا تھا اور ایک تنبیہ نظر ڈالے کمرے سے نکل گیا۔۔۔جبکہ روباب اس کی دھمکی کی پیش نظر کشمکش میں گھری کھڑی انگلیاں مروڑتی سوچنے لگی تھی کہ انکار کرے یا نا کرے۔۔۔

اپنے دل میں پنپتے ان بے جا مفروضات کو جڑ سے اکھاڑ پھینکیں بیٹا۔۔۔ان" کو بڑھاوا دینے کی صورت آپ خود پر سانسیں تنگ کریں گی۔۔۔اور میں بنا مروت نبھائے آپ کو زندہ لحد میں اتارنا فرض سمجھوں گا"۔۔۔

وہ لاونج میں بیٹھے افراد سے مل کر قدرے سائیڈ پر کھڑی نمل شاہ کے قریب آیا تھا۔۔اور بڑے بھائیوں کی طرح اس کے سر ہاتھ رکھ کر گھمبیر سنجیدگی میں ڈوبی آواز میں گویا ہوا تھا۔۔۔تو اس کے لہجے میں چھپی کاٹ پر نمل شاہ کا سانس سینے میں ہی اٹک سا گیا تھا۔۔وہ اپنی چوری پکڑے جانے کے خوف اور عباس شاہ کی دھمکی پر لرز اٹھی تھی۔۔۔وہ آنکھیں پھاڑے سکتے کی حالت میں کھڑی اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

مقابل کے چہرے پر چھائے تاثرات دیکھ کر اس کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی تھی۔۔۔کہ بے ساختہ اس نے حلق تر کیا تھا۔۔۔

آبان شاہ سے بہتر ہمسفر آپ کو کہیں نہیں ملے گا۔۔۔بغیر کسی تردد کے "
مان جانا آپ کی قسمت سنوار دے گا۔۔۔
میرے بھائی کو دکھ دینے کا سوچنا بھی مت "۔۔۔
وہ اس کی پھیلیں آنکھوں میں اپنی سیاہ آنکھیں گاڑھے برفیلے لہجے میں باور کرواتا دور ہوا تھا اور پھر بنا اس پر دوسری نگاہ ڈالے بھنچے جبڑوں اور سنجیدہ تاثرات سے حویلی کا لاونج پار کرتا پورچ میں کھڑی اپنی گاڑی کی جانب بڑھ گیا تھا۔۔۔
نمل شاہ گویا زلزلوں کی زد میں کھڑی فرش گھورتی رہ گئی تھی۔۔۔وہ تو سمجھتی تھی کہ عباس شاہ انجان تھا۔۔۔مگر وہ تو جان بوجھ کر انجان بن رہا تھا۔۔۔وہ اسے بہن سمجھتا تھا اور آج اس کی باتوں نے اسے باور کروا دیا تھا۔۔۔بے ساختہ اس کی آنکھوں میں نمی در آئی تھی۔۔۔اور وہ چہرہ جھکا گئی
۔۔۔

جبکہ باقی سب حیران و پریشان سے اسے جاتا دیکھتے رہ گئے تھے۔۔۔

وہ چلا گیا تھا سب نے اسے بہت روکنے کی کوشش کی تھی۔۔۔ مگر اسے نا رکنا تھا اور نا وہ رکا تھا۔۔۔ شاید فلحال اس کا جانا بہتر تھا اگر رکتا تو پھر کول عباس شاہ کا غصہ برداشت کرنا کسی کے بس میں نا ہوتا۔۔۔

وہ تہس نہس کر دیتا ہر چیز۔۔۔ اور پھر حور عین شاہ کو گھسیٹ کر وہ شاہ کے پاس لے آتا۔۔۔ تب شاید زیادہ تباہی مچتی۔۔۔

وہ کسی کی پرواہ تک نا کرتا اگر اسے ارباز عالم شاہ نا روکتا۔۔۔

وہ کول مائنڈ بندہ اپنے آپ میں کس قدر آگ تھا کوئی جان جاتا تو بے جان ہو جاتا۔۔۔ وہ دنیا کو اپنی انگلیوں پر چلانے کا ہنر رکھتا تھا۔۔۔ نا کہ دنیا کے اشاروں پر چلنا۔۔۔

وہ بہت کھرد ماغ بندہ تھا۔۔۔بنا اپنے دشمن سے مزاکرات کیے وہ مقابل کو ابدی نیند سلانا فرض سمجھتا تھا۔۔۔

ارباز عالم شاہ کا دوسرا روپ کہا جائے تو غلط نا ہو گا۔۔۔

وہ ارباز شاہ کا سایہ تھا۔۔۔

وہ اپنی شخصیت میں چھپا ایک کہرام تھا جو مقابل پر ٹوٹتا تھا تو نسلیں برباد کر دیتا تھا۔۔۔

جو اسے جانتے تھے وہ پناہ مانگتے تھے اور جو نہیں جانتے تھے وہ فائدے میں رہتے تھے۔۔۔۔

وہ ایک آگ تھا۔۔۔جو اس سے ٹکراتا تھا اس کا جلنا لازم و ملزم ہوتا تھا۔۔۔

وہ کشمکش میں بیگانگی سی حالت میں کھڑی تھی۔۔۔اسے شدید الجھن میں ڈال گیا تھا وہ شخص۔۔۔کہ وہ جو خود بھی انکار کر سکتا تھا اسے وقت دے گیا تھا

اسے شرط و شروط بتا گیا تھا۔۔۔

روباب لب بھینچے دائیں بائیں چکر کاٹتی سوچنے میں غرق تھی۔۔۔کہ جبھی اسے ملازمہ نے آکر عباس شاہ کے جانے کی اطلاع دی تھی تو وہ حیرت زدہ سی انہیں قدموں پر نیچے بڑھی تھی۔۔۔۔

عباس شاہ سے مل کر اس کا رخ اب دادا سائیں کے کمرے کی جانب ہوا تھا

۔۔۔

وہ دروازے پر دستک دے کر اجازت ملتے ہی اندر آئی تھی تو سامنے ہی دادا سائیں کے ساتھ سبطین شاہ کو براجمان پا کر اس کا رواں رواں لرز اٹھا تھا ۔۔۔جو سرخ نگاہوں سے اسے ہی گھور رہا تھا۔۔۔

مقابل کے چہرے پر چھائے پتھریلے تاثرات اور ماتھے پر نمودار بل اس کے طیش ضبط کرنے کا پتا دے رہے تھے۔۔۔

کہ روباب شاہ کا دل یکدم سے ناخوشگوار احساس کے تحت دھڑ کا تھا۔۔۔ جبکہ چہرہ سراسیمہ سا ہوا تھا۔۔۔۔

کیا اس نے دیر کر دی تھی۔۔۔ کیا اب وہ اس کے نام کے پنجرے میں قید" ہونے والی تھی۔۔۔ کیا وہ اپنے قول کے مطابق اس پر زندگی تنگ کرنے والا تھا۔۔۔ کیا وہ جلاد صیاد ثابت ہو گا"۔۔۔ طرح طرح کے سوال اس کے ذہن میں سر ابھارنے لگے تھے۔۔۔

وہ آنکھیں پھاڑے سبطین شاہ کو دیکھے گئی تھی۔۔۔

جی بیٹا بولیں"۔۔۔۔"

روباب کے چہرے پر ہوائیاں اڑی دیکھ کر دادا سائیں نے مشفقانہ مزاجی سے استفسار کیا تھا تو روباب نے یکدم سے نگاہوں کا زاویہ بدل کر انہیں دیکھا

۔۔۔۔

وہ ء، وہ دادا سائیں میں نن نکاح"۔۔۔وہ انگلیاں مروڑتی منمنائی تھی۔۔۔"
وہ مقابل جلاد کے مطابق انکار کرے والی تھی۔۔۔وہ سخت ہچکچاہٹ کا شکار ہوئی تھی۔۔۔۔

اس سے پہلے کہ جملہ مکمل کر پاتی سبطین شاہ کی گھمبیر رعب دار آواز گونجی تھی۔۔۔۔

میں نے دادا سائیں کو بتا دیا ہے کہ ہمارے نکاح کی شاپنگ تم میرے ساتھ" کرنا چاہتی ہو۔۔۔میرے پاس آج وقت نہیں اس لیے تم ناراض ہو۔۔۔پر کل میں تمہیں یونیورسٹی سے واپسی پر پک کر لوں گا"۔۔۔۔

اس کے ہر ایک لفظ سے واضح غصہ چھلک رہا تھا جبکہ آنکھوں میں وارننگ تھی۔۔۔

تو مقابل کے لفظوں پر غور کر کے اس کے چودہ طبق روشن ہوئے تھے

۔۔۔۔

کک کیا"۔۔۔۔وہ مختل حواس میں ہکلا سی گئی تھی۔۔۔۔"

یہی تو شکایت لگانے آئی ہو تم "۔۔۔۔ سبطین شاہ نے دانت پیس کر اپنی"

بات پر زور دیا۔۔۔۔تو روباب کو اچنبھا ہوا۔۔۔۔

مگر آپ تو"۔۔۔اس نے پھر سے کچھ کہنا چاہا تھا کہ سبطین شاہ کا چہرہ سرخ"

ہوا تھا۔۔۔۔

میں دس منٹ پہلے ہی دادا سائیں سے بات کر چکا ہوں بے فکر رہو"۔۔۔۔"

اس نے دبے لفظوں میں اسے وقت کا احساس دلایا تھا تو روباب کا چہرہ سفید

پڑا تھا۔۔۔

کک کیا وہ دس منٹ لیٹ ہو گئی تھی۔۔۔۔کیا اب وہ اس پر حکمرانی کرنے والا تھا"۔۔۔وہ دل ہی دل میں خود سے مخاطب ہوئی تھی۔۔۔۔

بیٹا آج ہمیں کسی ضروری کام سے جانا ہے۔۔۔اس لیے سبطین کے ساتھ آپ کل چلے جانا"۔۔۔ "

دادا سائیں شفقت بھرے انداز میں مسکرا کر گویا ہوئے تھے۔۔۔۔

!! چلیں دادا سائیں"۔۔۔۔"

سبطین شاہ اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھتا ابراہیم شاہ سے مخاطب ہوا تھا اور پھر وہ دونوں اپنی جگہ سے اٹھے۔۔۔

خوش رہو"۔۔۔دادا سائیں اس کے سر پر ہاتھ رکھتے آگے بڑھ گئے۔۔۔۔"

تو پیچھے سبطین شاہ خون چھلکاتی آنکھوں سے اسے گھورتا اس کے بے پناہ نزدیک آیا تھا۔۔۔۔

!!میں نے تمہاری خواہش کا احترام کیا ہے۔۔۔"

اب تم میرے عتاب کا احترام کر کے مجھ میں دفن ہونے کی تیاری کرو

!!"۔۔

وہ اس کے انتہائی قریب چہرہ کیے ہلکا سا کان کی جانب جھکا وحشت زدہ

سرگوشی میں بولا تھا۔۔۔تو دہشت کے باعث روباب نے سانس روک کر

ہراساں نظروں سے اسے دیکھا تھا۔۔۔

گیارہواں منٹ تمہاری قسمت طے کر چکا ہے۔۔۔اب یہ قید تم پر فرض کر"

!!دی گئی ہے جانم"۔۔۔

اس سے چھٹکارا تمہاری موت کے بعد بھی ممکن نہیں۔۔۔کیونکہ تمہاری"

!!قبر میں اپنے وجود میں بناؤں گا"۔۔۔

وہ تھوڑا سا دور ہوا تھا اور براہ راست اس کی آنکھوں میں جھانکے دھیمے مگر کرخت لہجے میں بولتا روباب کی سانسوں کو سینے میں دبنے پر مجبور کر گیا تھا

اس کی وجود میں سرد لہر سرایت کر گئی تھی۔۔۔مقابل کے اٹل ارادوں کی گواہی دیتے جملے اس کی جان نکالنے کے درپر آئے تھے۔۔۔

اس نے نمی گھلی آنکھوں سے مقابل کو دیکھا تھا جس کی قربت اور وجود سے اٹھتی خاص کلون کی خوشبو اس کی حواس مختل کر رہی تھی۔۔۔۔

میں انکار کرنے آئی ہوں"۔۔۔اس نے سوکھے لبوں پر زبان پھیر کر" مدھم آواز میں کہا تھا۔۔۔گویا اس بپھرے شیر کو پر سکون کرنا چاہا تھا۔۔۔تو اس کی بات پر مقابل کے لبوں پر پراسرار سی مسکراہٹ در آئی تھی۔۔۔۔

وقت کو کھو کر پچھتاوے ہی حصے میں آتے ہیں اور اب تم اسی پچھتاوے میں "
اپنی تمام زندگی گزارو گی "۔۔۔

یاد رکھنا تمہارا بے وقتاً انکار مجھے انتہائی قدم اٹھانے پر مجبور کر دے گا "
!!۔۔۔اور پھر سزا تمہاری سوچ سے بھی بڑھ کر سخت ہو گی "۔۔۔۔

وہ سبز آنکھوں میں چمک لیے برفیلے لہجے میں پھنکارا تھا تو روباب شاہ کا دل لرزا تھا۔۔۔

!! ایک جلاد صیاد کی قید مبارک جانم "۔۔۔۔"

معاً وہ اس کے حد درجہ نزدیک ہوا تھا اور دلفریب انداز میں گھمبیر تاثر گوشی کرتا اس کی پیشانی پر سلگتے لب رکھ گیا تھا۔۔۔تو اس کے حدت بھرے لمس پر روباب شاہ کرنٹ کھا کر دور ہوئی تھی۔۔۔اس کے جسم میں واضح لرزش پیدا ہوئی تھی مقابل کے لمس سے اسے اپنی پیشانی سلگتی محسوس ہوئی تھی ۔۔۔وہ آنکھیں پھاڑے متحیر نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

دفعتاً وہ لبوں پر قاتلانہ مسکراہٹ سجائے دور ہوتا ایک سرد نگاہ اس پر ڈالے اسے بت بنا چھوڑے لمبے لمبے ڈگ بھرتا اس کی نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔۔

جبکہ روباب حیرت کا مجسمہ بنی وہ راہ تکتی رہ گئی جہاں سے سبطین شاہ گیا تھا

۔۔۔۔

وہ جو کہتا تھا وہ کرتا تھا اب چاہے روباب جتنا مرضی انکار کرتی وہ پیچھے ہٹنے والا نہیں تھا۔۔۔۔!!

روباب شاہ نڈھال سی صوفے پر ڈھ سی گئی تھی۔۔۔

"نہیں میں بات کروں گی دادا سائیں۔۔ میں انہیں بتاؤں گی کہ وہ دعا کو پسند کرتے ہیں۔۔ میں اس سے نکاح نہیں کروں گی۔۔ ورنہ وہ ساری زندگی مجھ سے ناکردہ گناہ کا بدلہ لے گا۔۔ میں اسے اس کی محبت سے دور نہیں کر سکتی

۔۔میں دادا سائیں کو سب بتادوں گی۔۔میں کسی انتقام کا نشانہ نہیں بنوں گی

۔۔میں سبطین شاہ سے اس کی محبت نہیں چھینوں گی۔۔۔۔ابھی ہفتہ باقی

ہے یہ چند منٹ کیسے میری قسمت طے کر سکتے ہیں"۔۔۔

وہ خود کلامی میں گویا ہوتی خود کو ڈھارس بندھا رہی تھی۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔

وہ بار بار پلکیں جھپک کر آنکھوں میں آتی نمی کو چھپانے کی سعی کرتی بولی جو کہ آبان شاہ کی تیز نظروں سے مخفی نا رہی تھی۔۔۔

ٹھیک ہے بیٹا جاؤ۔۔۔۔آبان شاہ نمل کو چھوڑ آؤ"۔۔۔"

دادی سائیں نے آبان کو کہا جو ابھی ائیر پورٹ پر عباس شاہ کو چھوڑ کر واپس لوٹا تھا۔۔۔

تو دادی کے حکم پر آبان خفیف سا سر ہلا گیا۔۔۔تو آبان شاہ کے نام پر نمل نے لرزتی پلکوں سے اسے دیکھا۔۔۔

بلیک شلوار سوٹ میں ملبوس وہ لمبا چوڑا کسرتی جسامت کا حامل جوان ہیزل آنکھوں میں عجیب سا تاثر لیے اسے دیکھتا نمل کی دھڑکنوں میں انتشار برپا کر گیا تھا۔۔۔

آبان شاہ سے بہتر ہمسفر آپ کو کہیں نہیں ملے گا"۔۔۔اس کے کانوں میں" عباس شاہ کا بولا جملہ گونج اٹھا تھا کہ یکلخت اس نے نظروں کا رخ بدلا تھا۔۔۔

توآبان شاہ اسے دیکھ کر باہر کی جانب بڑھ گیا۔۔۔تو پیچھے وہ بھی سب سے ملتی حویلی کے داخلی وخارجی دروازے کی جانب بڑھی تھی۔۔۔۔

آگے بیٹھو"۔۔۔"

نمل شاہ کو گاڑی کی پچھلی نشست کا دروازہ کھولتے دیکھ وہ تحکمانہ بولا تھا تو اپنے خیالوں میں گم نمل شاہ نے چونک کر اسے دیکھا تھا جو آنکھوں میں سرد جمود لیے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔

تو نمل شاہ نے لب بھینچے ٹھاہ کی آواز سے دروازہ بند کیا تھا اور غصے سے سرخ چہرہ لیے اگلی نشت کا دروازہ کھول کر بیٹھی اور اتنی ہی زور سے دروازہ بند کیا تھا گویا آبان شاہ دروازے کے بیچ میں ہو۔۔۔

تو اس کی حرکات پر لمحہ بھر کے لیے اس کے لبوں کے گوشوں میں مسکراہٹ رینگ کر معدوم ہوئی تھی۔۔۔

معاًوہ سنجیدہ سا ڈرائیونگ سیٹ سنبھال کر بنا اس کی جانب دیکھے گاڑی سٹارٹ کرتا حویلی سے باہر جاتے ڈرائیووے پر منتقل کر چکا تھا۔۔۔

تمہاری طبیعت ٹھیک ہے"۔۔۔؟"

ایک نظر اس کے سرخ چہرے کو دیکھ کر آبان شاہ نے نگاہیں سامنے روڈ پر مرکوز کیے بھاری گھمبیر لہجے میں استفسار کیا تھا۔۔۔

جبکہ وہ اچھی طرح اس کے اترے چہرے کا سبب جانتا تھا۔۔۔اس کے دل میں پھر سے آگ لگی ہوئی تھی۔۔۔ نمل شاہ کو عباس شاہ کے لیے آنسوں چھپاتا اس کے لیے اداس ہوتا دیکھ کر۔۔۔

وہ ضبط کے کڑے مراحل سے گزر رہا تھا۔۔۔ مگر وہ حتی الامکان لہجہ نرم رکھ کر اس سے استفسار کر گیا تھا۔۔۔

آپ سے مطلب آپ گاڑی چلائیں"۔۔۔"

تو نمل شاہ دھڑکنوں کو شمار کرتی انتہائی تند لہجے میں بولی تھی۔۔۔وہ تو پہلے ہی اس سے گھبرائی ہوئی تھی کہ اس کی ساحرانہ شخصیت اس کو اپنے حصار میں جکڑ رہی تھی۔۔۔اس پر مستزاد اس کی اپنے لیے پرواہ کرنا۔۔۔وہ سخت الجھن کا شکار ہوئی تھی۔۔۔

تو اس کے یوں بد تمیزی سے کہنے پر آبان شاہ نے جھٹکے سے گاڑی کو بریک لگائی تھی۔۔۔کہ نمل شاہ اس افتاد کے لیے تیار نا تھی جبھی سنبھل نا پاتے وہ شدت سے آگے کی جانب جھکی تھی اس سے پہلے کہ اس کا سر ڈیش بورڈ سے ٹکراتا بروقت آبان شاہ اس کے سر کے آگے اپنا مضبوط ہاتھ رکھتا اسے چوٹ لگنے سے بچا گیا تھا اور اتنی ہی تیزی سے اسے دونوں بازوؤں سے دبوچ کر

اپنی جانب کھینچا تھا۔۔۔کہ نمل شاہ اس پے درپے اچانک ہوئی کاروائی پر بھونچکا کر رہ گئی تھی۔۔۔۔

"یہ جو بات بات پر تم مطلب جاننے بیٹھ جاتی ہو۔۔۔اگر میں نکاح سے پہلے مطلب سمجھانے بیٹھ گیا تو پھر تمہیں ہی شکایت ہو گی"!!۔۔۔

وہ ہیزل آنکھوں میں سرخی لیے برہم لہجے میں گویا ہوتا اسے بہت کچھ باور کروا گیا تھا کہ نمل شاہ نے ہڑبڑا کر خائف نظروں سے اسے دیکھا تھا۔۔۔

"بہتر ہے کہ تمیز کے دائرے میں رہ کر مجھ سے بات کیا کرو۔۔۔میں تم سے محبت کرتا ہوں اس کا غلط فائدہ اٹھانے کی ضرورت نہیں ہے ورنہ میں نے فائدہ اٹھایا تو تم منہ چھپاتی پھروں گی"۔۔۔

وہ سپاٹ آواز میں بولتا استحقاق بھری نگاہ اس پر ڈالے دور ہوا تھا۔۔۔اور پھر گاڑی اسٹارٹ کرتے چھوٹی حویلی جانے والی سڑک کی طرف موڑی تھی

۔۔۔

جبکہ نمل شاہ گہرے گہرے سانس بھرتی دروازے کے ساتھ چپک کر بیٹھی اپنی سانسیں ہموار کرنے لگی۔۔۔

تومت کریں آپ مجھ سے محبت۔۔۔کیوں پتھر سے سر پٹخ رہے ہیں""

۔۔۔

وہ کچھ توقف کے بعد سنجیدگی سے بولی تھی۔۔۔تو آبان نے ترچھی نگاہوں سے اسے دیکھا تھا اور پھر نگاہیں سامنے مرکوز کیں۔۔۔۔

اس پتھر سے ایک بار نکاح ہو جائے۔۔موم بھی کر لوں گا"۔۔۔وہ سرد" لہجے میں بولا تھا۔۔۔تو نمل شاہ کے وجود میں گویا آگ سی بھر گئی تھی۔۔۔۔

آپکی محبت مجھے پگھلا نہیں سکتی۔۔۔میرے جزبات آپ کے لیے سرد ہی" رہیں گے"۔۔۔

وہ اس کے معنی خیز مکالمات سے بیزاری دیکھاتی بولی۔۔۔۔جبکہ دل نے سینے میں ادھم مچار کھا تھا۔۔وہ اپنی دل کی بگڑتی حالت پر سخت پریشان تھی ۔۔۔

وہ جو اس پر ابھی سے حق جتلاتا تھا نکاح کے بعد تو اس کے پاس تمام حقوق محفوظ ہونے تھے۔۔۔

نمل شاہ کا چہرہ انجانے احساسات سے قندھاری ہوا تھا۔۔۔

توآبان شاہ نے اس کے روکھے لہجے پر لب بھینچے اس کو دیکھا تھا جس کا رخ ونڈو سے باہر نظر آتے منظر کی جانب تھا۔۔۔

میری محبت کو چیلینج اتنا ہی کرنا نمل شاہ۔۔۔ جتنا بعد میں اس محبت کی" شدت سہہ سکو۔۔۔اور میرا نہیں خیال کہ تمہارا ناتواں وجود فلحال یہ شدتیں برداشت کر پائے گا"۔۔۔

وہ گھمبیر معنی خیز آواز میں بولتا اس کو سٹپٹانے پر مجبور کر گیا تھا کہ نمل شاہ نے نچلا لب دانتوں تلے دبائے اپنی کیفیت پر قابو پایا۔۔۔

میری محبت کی طاقت دیکھنے کے لیے میرے نکاح میں آنے کی تیاری کرو" !!"۔۔۔

بہت جلد میں تمہیں تمہاری روح سمیت خود میں جزب کرلوں گا کہ تم خود" !!کو مجھ میں ڈھونڈو گی"۔۔۔

وہ سرد لہجے میں اسے بہت کچھ باور کروا گیا تھا کہ نمل شاہ نے دھڑکتے دل سے اسے دیکھا۔۔۔وہ شان بے نیازی سے گاڑی ڈرائیو کرتا اس کی سانسیں خشک کرنے پر تلا تھا۔۔۔۔

اس کی باتیں اس کی دھڑکنوں پر قابض ہوتی لے بدلنے کا ہنر رکھتیں تھیں اور وہ اس کے ساتھ خود کو بے بس محسوس کرتی ناچاہتے ہوئے بھی اس کی شخصیت کے سحر میں مبتلا ہو جاتی تھی۔۔۔

میں آپ سے نکاح_"۔۔۔۔اس نے جھنجھلاہٹ زدہ کچھ کہنا چاہا تھا کہ" مقابل نے سہولت سے اس کی بات بیچ میں کاٹ دی تھی۔۔۔

نمل شاہ ان لبوں سے کچھ بھی ایسا مت ادا کر دینا کہ پھر ساری زندگی بولنے "
!! کے لیے ترس جاؤ"۔۔۔۔

اس نے خون آشام نظروں سے نمل کو دیکھتے تنبیہ کی تھی کہ اس کی آنکھیں لبالب پانیوں سے بھر گئیں۔۔۔۔

نکاح کرنے سے آپ مجھے پا نہیں لیں گے۔۔۔میں آپ کی کبھی نہیں بنوں "
گی"۔۔۔اس نے منمنا کر گویا مقابل کو پھر سے دکھ دیا تھا۔۔۔آبان شاہ کے لبوں پر دلکش مسکراہٹ در آئی تھی۔۔۔وہ خاصی چالاک تھی۔۔۔
اسے دکھ دے کر خود سے دور رکھنا چاہتی تھی۔۔۔

مگر وہ یہ نا جانتی تھی کہ بھلا زندگی جتنے مرضی دکھ دے زندگی کو چھوڑا نہیں جاتا۔۔۔اور آبان شاہ نمل شاہ کو مرتے دم تک نہیں چھوڑ سکتا تھا۔۔۔وہ اسے چھوڑ دیتا تو خود کہاں جاتا۔۔۔

زندگی 'اختتام' بھی کسی بنیاد پر ہوتی ہے اور آبان شاہ وہ بنیاد ہی ختم کر چکا تھا تو گویا نمل شاہ ابتدا سے انتہا تک آبان شاہ کی تھی۔۔۔۔

وہ تمہارا مسئلہ نہیں۔۔۔مجھے تم میرے نام سے منسوب چاہئے ہو۔۔۔اس" کے بعد تم اپنی کوششیں جاری رکھنا اور میں اپنی محبت جاری رکھوں گا"۔۔۔ وہ بھاری آواز میں بول کر اسے ہمیشہ کی طرح لاجواب کر گیا تھا۔۔۔ جبھی گاڑی چھوٹی حویلی کے گیٹ کے سامنے رکی تھی اس سے پہلے کہ نمل دروازہ کھول کو باہر نکلتی آبان نے سرعت سے اس کا ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھ کی گرفت میں جکڑا تھا۔۔۔تو نمل نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔۔

سانسوں کا سفر تم سے تم تک ہے"

ہاں میری محبت بھی تم سے تم تک ہے

جزبہ عشق سچا نہ ہوتا تو راستہ بدل لیتے

"میرے راستوں کا گزر تم سے تم تک ھے

اس نے اس کے نازک ہاتھ کو لبوں سے چھو کر گمبھیر سرگوشی میں کہا تھا کہ وہ یک ٹک سی اسے دیکھے گئ۔۔۔

یوں مت دیکھو بہک گیا تو سنبھلنا مشکل ہو جائے گا۔۔۔اور پھر میں ہفتے کا" بھی انتظار نہیں کروں گا۔"۔۔۔

اس کی محویت نوٹ کرتے آبان شاہ نے اس کی جانب جھکے سرگوشی میں کہا تھا کہ وہ یکدم سے ہوش میں آتی جھٹکے سے ہاتھ چھڑوا کر گاڑی سے اترتی حویلی کے اندر بڑھ گئی۔۔۔

تو اس کی تیز تراری پر آبان نے مسکاتی نگاہوں سے اسے جاتا دیکھا تھا۔۔۔

دشمنِ جاں"۔۔۔وہ ہولے سے بڑبڑایا تھا اور گاڑی ریورس کرتا بڑی" حویلی کے راستے پر گامزن ہوا تھا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

کہا جا رہے ہو تم"۔۔۔؟"

وہ اپنی دھن میں مگن یارم کے کمرے میں آتی بولی جو وائٹ شلوار قمیض میں ملبوس خود پر پرفیوم سپرے کرتا کہیں جانے کے لیے تیار تھا کہ جبھی مقابل کے تم کہنے پر ناگوار نظروں سے گھورا۔۔۔

مطلب آپ"۔۔۔وہ کھسیانی ہوتی فوراً سے تصیح کر گئی۔۔۔"

میری نرمی کو میری کمزوری مت سمجھو نین۔۔۔کسی دن جان سے جاؤ گی" !! "۔۔۔۔

وہ اس کی تم کہنے والی عادت پر رعب دار آواز میں تنبیہ کرتا اپنا والٹ اور فون پاکٹ میں ڈالنے لگا۔۔۔

تو نینا نے بغور اسے دیکھا تھا۔۔۔

اتنے تیار ہو کر کہاں جا رہے آپ "۔۔۔اس نے سخت لہجے میں پوچھا"

۔۔۔۔

تو یارم شاہ نے سیاہ چمکتی آنکھوں سے اسے دیکھا۔۔۔ جس کے تیور روایتی بیویوں والے لگ رہے تھے۔۔۔

ڈیٹ پر جا رہا ہوں "۔۔۔معاً وہ اس کے قریب آتا دلفریب انداز میں بولا" تھا تو پل میں نینا شاہ کا چہرہ متغیر ہوا تھا۔۔۔ کہ جبھی اس نے بجلی کی تیزی سے یارم شاہ کی قمیض کو گریبان سے دونوں مٹھیوں میں جکڑا تھا۔۔۔

تو یارم شاہ نے اس کی حرکت پر بھنویں سکیڑیں۔۔۔

مجھے دغا دینے کا سوچنا بھی مت یارم شاہ ورنہ مجھ پر آپ کا قتل واجب ہو"
جائے گا"۔۔۔

وہ اس کی شرٹ کو جھٹکا دے کر شدت پسندی سے چیخی تھی۔۔۔تو یارم شاہ
کے لبوں پر مسکراہٹ در آئی۔۔۔

یہ میری محبت ہی ہے نین کہ تم میرے گریبان تک پہنچ آئی۔۔۔دغا"
دینے کا سوچا ہوتا تو اب تک یہ ہاتھ دھڑ سے جدا ہوتے"۔۔

وہ اس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں کی نرم گرفت میں قید کیے گھمبیر تاسر گوشی
میں بولا تھا کہ نینا شاہ نے آئیبرو اچکائی۔۔۔

تو بدلے میں وہ اس کے ہاتھوں کو لبوں سے چھو کر بنا اسے سمجھنے کا موقع دیے
اسے پیچھے پڑے صوفے پر دھکیل گیا تھا کہ توازن برقرار نا رکھ پاتے وہ بیٹھنے
کے انداز میں صوفے پر ڈھ سی گئی تھی۔۔۔

اس نے آنکھیں چھوٹی کیے یارم شاہ کو گھورا جواب اس کے دائیں بائیں ہاتھ رکھے جھک آیا تھا۔۔۔

تو پھر اتنا تیار کس لیے ہوئے"؟۔۔۔وہ اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر فاصلہ" قائم کرتی ہنوز انداز میں بولی تھی۔۔۔

ابھی تم بیوی نہیں بنی اس لیے یہ سوال جواب اپنے پاس رکھو"۔۔۔وہ" مسکرا کر بھاری لہجے میں بولتا بھرپور طریقے سے نینا شاہ کو سلگا گیا تھا۔۔۔تو نینا شاہ نے دانت پیسے۔۔۔

ٹھیک ہے پھر دور ہٹیں مجھے بھی کہیں جانا ہے"۔۔۔وہ تندہی سے بولی اور" اپنی جگہ سے اٹھنا چاہا پر اتنی ہی تیزی سے مقابل کوشش ناکام بنا گیا۔۔۔

کہاں"؟۔۔۔وہ استفہامیہ نگاہیں اس پر گاڑھے سنجیدگی سے بولا۔۔۔تو"
نینا شاہ نے دل جلا دینے والی مسکراہٹ لبوں پر سجائے اس کی آنکھوں میں
جھانکا۔۔۔۔

ابھی آپ شوہر نہیں بنے اس لیے یہ سوال جواب اپنے پاس رکھو"۔۔۔وہ"
بھی پل میں حساب چکتا کرتی یارم شاہ کو سلگا گئی تھی۔۔۔
تو یارم شاہ نے سرد نظروں سے اس کے چہرے پر جھولتی بالوں کی لٹ کو
انگلی پر لپیٹ کر جھٹکا دے کر اس کا چہرہ اپنے نزدیک کیا تھا کہ درد کی شدت
سے نینا کے منہ سے سسکی نکلی۔۔۔

تمہارے معاملے میں، میں ہمیشہ وائلڈ ہوں یہ تم کیوں بھول جاتی"
ہو"۔۔۔وہ اس کی کن پٹی کو دہکتے لبوں سے چھوتا پھنکارا تھا۔۔۔۔
تو نینا نے شاکی نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔۔

اب بتاؤ کہاں جانا ہے "۔۔۔وہ اس کے بالوں کی لٹ سے انگلی آزاد کرتا" بولا۔۔۔

ڈیٹ پ "۔۔۔وہ بھی پورا بدلہ لینا چاہتی تھی۔۔۔۔"

نین "۔۔۔اس کا جملہ مکمل ہونے سے پہلے وہ دھاڑا تھا کہ نینا شاہ نے" یکدم جھرجھری سی لی۔۔۔

اس کی نین ڈیٹ پر جانے کا ذکر کر رہی تھی اس کی رگوں میں بہتا خون کھول اٹھا تھا۔۔۔وجود میں غصے کا ابال در آیا تھا۔۔۔

تم میرے ہاتھوں مرو گی نین "۔۔۔اور تمہاری گردن کاٹتے وقت مجھے" !! بالکل افسوس نہیں ہو گا"۔۔۔

وہ دائیں ہاتھ سے اس کی شہ رگ چھوتا ٹھہرے لہجے میں بولا تھا تو نینا شاہ نے ملال سے اسے دیکھا۔۔۔

جو خود کچھ بھی کہہ کر اس کی جان سولی پر لٹکا دیتا تھا وہ کچھ کہہ دے تو اندر کا وائلڈ مین جاگ جاتا تھا۔۔۔۔

اس کی آنکھوں میں پھیلیں سرخی دیکھ کر نینا نے لب ترکیے اسے تنگ کرنے کا ارادہ ترک کیا۔۔۔

وہ آج شام ہماری یونیورسٹی میں فنکشن ہے"۔۔۔اس نے مدھم لہجے میں" کہا۔۔۔تو وہ جو بپھرا شیر بنا کھڑا تھا کہ پر سکون ہوتا اس کے چہرے پر گہرا گرم سانس چھوڑتا دور ہوا۔۔۔تو نینا کو اپنا چہرہ جھلستا محسوس ہوا تھا کہ اس نے لرزتی پلکوں سے اسے دیکھا۔۔۔۔

تم ریڈی رہنا میں شام تک آجاؤں گا"۔۔۔۔وہ اس کی پلکوں کا رقص دیکھتا" نرم لہجے میں بولا۔۔۔۔

نہیں تو میں آبان کے ساتھ"۔۔۔نینا جلدی سے کہا۔۔۔"

مجھے لگتا ہے کہ تم چل چل کر تھک گئی ہو اس لیے وہیل چیئر پر بیٹھنا چاہتی ہو"۔۔۔وہ جو دروازے کی جانب بڑھ رہا تھا کہ نینا شاہ کی بات پر کرخت آواز میں بولا۔۔۔

بات بات پر دھمکی"۔۔۔نینا شاہ منہ بسور کر اپنی جگہ سے اٹھی۔۔۔" مجبور کرتی ہو۔۔۔ایسے سنتی کہاں ہو"۔۔۔وہ اسے گھور کر بولا۔۔۔" شادی نہیں کروں گی میں اگر مجھے اب دھمکی دی تو"۔۔۔وہ ناک سکیڑ" کر اپنے تئیں دھمکی برائے دھمکی دے گئی۔۔۔

اٹھا کر لے جاؤں گا اور پھر ترستی رہو گی اپنوں کے لیے"۔۔۔وہ پھر سے" دھمکی آمیز گویا ہوا تھا۔۔۔تو نینا شاہ کا دل کیا اپنے بال نوچ لے۔۔۔ کیا ہے آخر"۔۔۔وہ دانت پیستی غرائی۔۔۔"

ریڈی ہو جاؤ۔۔۔میں آتا ہوں۔۔اور ہاں آبان شاہ کے ساتھ جانے کا"
سوچنا بھی مت ورنہ ٹانگیں توڑ کر ہاتھ میں پکڑا دوں گا"۔۔۔

وہ اسے جاتے جاتے بھی دھمکی دینا نا بھولا تھا اور عجلت میں کمرے سے باہر
نکل گیا تو نینا شاہ پیچ و تاب کھا کر رہ گئی۔۔۔۔

سر ہمارے آدمی کل سے اب تک سارا علاقہ چھان چکے ہیں۔۔۔پر ان"
دونوں لڑکیوں کا کہیں سے پتا نہیں چلا"۔۔۔۔
وہ آدمی مقابل کے خوف کے زیر اثر مؤدبانہ کھڑا بولا تھا۔۔۔
تو بے ساختہ اویس جوئیہ نے ہاتھ میں پکڑی آدھی وہسکی کی بوتل اس کی
جانب پھینکی تھی کہ وہ اس آدمی کے سر سے اپر گزرتی دیوار سے ٹکرا کر چکنا
چور ہو گئی تھی۔۔۔اس اچانک ہوئے حملے پر خوف کے عالم میں اس شخص
کے پیشانی پر پسینے کے قطرے نمودار ہوئے تھے۔۔۔

وہ اچھی طرح جانتا تھا جو بات اویس جوئیہ کو پسند نا آتی اس پر وہ ایسے ہی آپے سے باہر ہوتا وحشی بن جاتا تھا۔۔۔اور اس کو نشے میں دھت وحشانہ حالت میں دیکھ کر مقابل کو اپنی جان کے فکر ستا رہی تھی۔۔۔

!! کیسے۔۔۔۔کیسے آخر"۔۔۔"

زمین نگل گئی یا آسمان کھا گیا"۔۔۔"

کیونکہ نہیں ڈھونڈ پا رہے تم لوگ"۔۔۔۔"

اویس جوئیہ نے جس چیز کی خواہش کی ہے وہ اس کی دسترس میں آئی ہے"۔۔۔تو وہ لڑکی کیوں نہیں آسکی ابھی تک"۔۔۔۔وہ انتہائی طیش میں دھاڑا تھا۔۔۔۔

مجھے وہ لڑکی چاہیے"۔۔۔"

وہ ضد بن چکی ہے میری"۔۔۔"

وہ مجھ سے دور نہیں جاسکتی۔۔۔میں اسے قید کرنا چاہتا ہوں۔۔۔۔میں "

اسے اپنے پاس رکھنا چاہتا ہوں"۔۔۔۔

اسے لے آؤ۔۔۔۔اسے ڈھونڈو"۔۔۔۔"

ورنہ قتل کردوں گا تم سب کو"۔۔۔"

اویس جوئیہ پاگل ہوا اٹھا تھا۔۔۔وہ ٹیبل پر سجی تمام مہنگے برانڈ کی گندی مشروب کی بوتلیں فرش پر پھینکتا چیخ رہا تھا۔۔۔اس کی آنکھیں غصے اور بے بسی کے باعث سرخ انگارہ ہو رہی تھیں۔۔۔وہ تمام چیز چکنا چور کرتا آپے سے باہر ہو گیا تھا۔۔۔اس نے خالی ٹیبل کو الٹ دیا تھا۔۔۔

جبکہ اس کا یہ روپ دیکھ کر اور اس کی بگڑتی حالت پر دروازے کے باہر کھڑا ملازم سرپٹ اپنے بڑے صاحب کی جانب دوڑا تھا۔۔۔

وہ کل ہی ناران سے واپس آئے تھے۔۔۔اسے ان آدمیوں کی فکر نا تھی کہ وہ جھلس کر مر گئے تھے۔۔۔کیسے مرے کیا ہوا اسے کوئی لینا دینا نا تھا۔۔۔ پولیس کو اطلاع ملی تو وہ لاعلمی ظاہر کر گیا تھا جبکہ باقی سب شوکت جوئیہ نے سنبھال لیا تھا۔۔۔پولیس اور وہ یہ جاننا چاہا رہے تھے کہ ان کو اتنی بھیانک موت دینے والا کون تھا مگر فلحال کوئی سراغ ہاتھ نا لگا تھا۔۔۔جبکہ اس سب میں اویس جوئیہ تھا جو حورعین کے ہاتھ سے جاتے ہی انگاروں پر لوٹ رہا تھا۔۔۔اسے بس حورعین چاہئے تھی اور کل سے اس کے آدمی چپہ چپہ دیکھ چکے تھے۔۔۔مگر حورعین کا کہیں نام و نشان نا تھا۔۔۔اور اب جب اس کے آدمی نے بتایا تھا تو وہ غصے سے کھول اٹھا تھا۔۔۔

اس کے سر پر پٹی بندھی تھی۔۔۔اس نے اس پٹی کو چھوا تھا۔۔۔

"تم نے مجھے چوٹ دی ہے۔۔۔تم نے میرے دل کو رام کیا ہے۔۔۔تم نے یہ چوٹ میرے دل کو پہنچائی ہے۔۔۔اس دل پر مرہم بھی تم رکھو گی"۔۔۔

میں تمہیں ڈھونڈ نکالوں گا۔۔۔۔میں تمہیں پالوں گا"۔۔۔"

تم اویس جوئیہ کی ہو"۔۔۔

تم میری ہو۔۔۔تم مجھ سے بھاگ نہیں سکتی"۔۔۔"

وہ اپنے سر پر بندھی پٹی پر ہاتھ رکھتا بڑبڑاتا ہوا صوفے پر ڈھ سا گیا تھا۔۔۔۔

جبکہ دروازے میں کھڑے شوکت جوئیہ اور اس کا بڑا بیٹا صابر جوئیہ حیران و پریشان سے اویس جوئیہ کو دیکھ رہے تھے۔۔۔جو کل سے یوں ہی تڑپ رہا تھا

۔۔۔۔

اجمل پتا لگاؤ آخر کون ہے وہ لڑکی جس نے ہمارے بیٹے کی یہ حالت کی"

ہے"۔۔۔۔

شوکت جوئیہ کرخت آواز میں اپنے پیچھے کھڑے ملازم سے تحکمانہ گویا ہوا تھا۔۔۔

جی صاحب"۔۔۔۔تو وہ تابعداری سے کہتا فوراً سے پلٹ گیا تھا۔۔۔۔"

اویس یہ کیا حالت بنالی ہے تم نے"۔۔۔۔"

جبھی صابر جوئیہ پریشانی سے اس کی جانب بڑھتا گویا ہوا۔۔۔۔

تو اویس نے گردن موڑ کر اپنے باپ اور بھائی کو دیکھا تھا۔۔۔

بھائی۔۔۔۔بھائی مجھے وہ لڑکی چاہیے "۔۔۔وہ اٹھ کر اپنے بھائی کے "

گلے لگتا بولا تھا تو صابر جوئیہ نے اپنے چھوٹے بھائی کو تڑپتہ دیکھ کر لب بھینچے

تھے۔۔۔

ایسا کیا ہے اس میں جو تم اتنے پاگل ہو گئے ہو "۔۔۔جبھی شوکت جوئیہ بھی "

اپنے بیٹے کو اس حالت میں دیکھ کر غصے سے بولا۔۔۔۔

ڈیڈ وہ لڑکی میری دسترس میں آکر نکل گئی ڈیڈ۔۔۔وہ مجھے ادھورا چھوڑ "

گئی ہے۔۔۔میں اسے پانا چاہتا ہوں "۔۔۔جبھی وہ اپنے بھائی سے دور ہوتا

بے بسی سے چلا اٹھا تھا۔۔۔

اوکے ریلیکس میں پتا کرواتا ہوں۔۔۔تم اپنی حالت درست کرو۔۔۔۔"

ابھی ڈیڈ پریس کانفرنس کرنے والے ہیں اور ہمارا ساتھ ہونا بہت ضروری ہے"۔۔۔صابر جوئیہ اس کے گال پر ہاتھ رکھتا نرمی سے بولا۔۔۔۔

آپ سچ کہہ رہے ہیں"۔۔۔۔اس نے تائید چاہی۔۔۔۔"

ہممم"۔۔۔۔تو صابر جوئیہ نے فقط ہنکار بھری۔۔۔"

ڈیڈ"؟۔۔۔۔تو اس نے استفہامیہ اپنے باپ کی جانب دیکھا تھا۔۔۔"

اس بارے بعد میں بات کرتے ہیں۔۔۔پہلے تم ہمارے ساتھ چلو"۔۔۔"

شوکت جوئیہ اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہتا باہر نکل گیا۔۔۔

تو وہ دونوں بھی اس کے پیچھے بڑھ گئے۔۔۔

اِک شخص سے وابستہ،

جذبات ہیں صف بستہ

اِک طرزِ عقیدت ہے،

!یک طرفہ محبت بھی

وہ اپنی ذات میں الجھا بکھرا سا اپنے آفس میں موجود سربراہی کرسی پر براجمان تھا سیگریٹ کے گہرے کش لیتا

سرخ نگاہوں سے دیوار میں نسب ایل ای ڈی پر شوکت جوئیہ کی لائیو پریس کانفرس دیکھ رہا تھا۔۔۔

جبکہ ٹیبل کے اس پار پڑی کرسی پر براجمان اشان ملک کی نگاہیں بھی سکرین پر جمی تھیں۔۔۔۔وہ وقفے وقفے سے شاہ کو بھی دیکھ رہا تھا۔۔۔۔جو اضطرابی کیفیت میں مبتلا سیگریٹ پر سگریٹ پیتا گویا خود کو جلا کر بھسم کرنے پر تلا تھا۔۔۔۔

اس کے ظاہری حالت ٹھہرے سمندر کی طرح تھی بالکل خاموش لیکن اس کے اندر ایک جھکڑ برپا تھا۔۔۔ایک ان دیکھی ازیت،ایک ان دیکھا درد اس کے شہابی چہرے پر رقصاں تھا۔۔۔۔

مگر وہ غم ءبے چینی ءبے بسی ءبے قراری سب کچھ دل میں دبائے اپنے اندر اٹھتے اس طوفان سے نظریں چرائے بڑے انحماق سے مقابل کی گفتگو سن رہا تھا۔۔۔

ان سے قدرے چند قدم کی دوری پر بابر کھڑا تھا۔۔۔کمرے میں موجود تینوں نفوس کی نظریں سکرین پر جمی تھیں۔۔۔۔

"اشرف جوئیہ میرا بھائی تھا۔۔۔پر میرا اس سے کوئی رشتہ نہیں۔۔۔وہ غلط اور مشکوک سرگرمیوں میں ملوث تھا۔۔۔جب مجھے علم ہوا تو میں نے اسے اس سب سے بعض رہنے کا کہا مگر وہ نہیں مانا تو میں نے قطع تعلق کر لیا

۔۔۔میرا بھائی غیر ملکی ایجنسیوں کے ساتھ شامل رہا مجھے اس بات کا کوئی علم نہیں۔۔۔ناہی میرا اس کی حیات میں تعلق استوار تھا۔۔۔اس نے تو مرنے سے پہلے میرے بیٹے پر بھی حملہ کیا تھا۔۔۔کیونکہ میرا بیٹا اویس جوئیہ جس کو میں نے ہی بھیجا تھا کہ وہ اپنے چچا کو سمجھائے الٹا اس نے اسے اپنے عتاب کا نشانہ بنایا"۔۔۔

شوکت جوئیہ نے اپنے بیٹے اویس کی جانب اشارہ کیا تو کیمروں کا رخ اس کے چہرے کی جانب ہوا تھا۔۔۔

تو شاہ نے بغور اویس جوئیہ کے ماتھے پر بندھی پٹی دیکھی تھی۔۔۔بے ساختہ اس کی سیاہ آنکھوں میں ایک چمک ابھر کر معدوم ہوئی تھی۔۔۔

عوام کو سراسر بیوقوف بنا رہے ہیں۔۔اس پر اشرف جوئیہ فائر کرنا بہتر" سمجھتا نا کہ لڑائی بھڑائی"۔۔۔ارباز شاہ سیگریٹ کا دھواں ہوا میں تحلیل کرتا بھاری آواز میں بولا تھا۔۔۔

سر مجھے لگتا ہے اس نے کسی لڑکی سے مار کھائی ہے"۔۔۔بابر نے مسکرا کر" کہا۔۔۔

تمہارا اندازہ درست ہے بابر۔۔۔اناڑی خود کو کھلاڑی سمجھ رہا ہے"۔۔۔" اثنان سخت لہجے میں بولا۔۔۔اور ایل ای ڈی آف کر دی۔۔۔کیونکہ انہیں اس کی فضول بکواس سے کوئی مطلب نا تھا۔۔۔انہوں نے ایک درندے کو ہستی سے مٹا دیا تھا تو یہ کیا چیز تھی۔۔۔جتنے مرضی جھوٹ بولتا۔۔آنا تو ان چنگل میں ہی تھا۔۔۔انہیں جس آدمی کی تلاش تھی وہ آئی ایس آئی کے انڈر تھا اور اشرف جو ئیہ ابدی نیند سو چکا تھا۔۔۔باقی شوکت جو ئیہ اپنی پوزیشن بچانے کے لیے جھوٹ کا سہارا لے رہا تھا جو کہ فرضی تھا۔۔۔اس سے ارباز شاہ اور اثنان مالک کو کوئی لینا دینا نا تھا۔۔۔وہ اس کو چھوٹ دے رہے تھے کیونکہ وہ اس کے زریعے اس کے نیٹ ورک کے گرد گھیرا تنگ کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔۔۔

اویس جوئیہ وہاں کیا کر رہا تھا پتہ لگواؤ"۔۔۔"

شاہ نے گھمبیر آواز میں کہا تھا۔۔۔تو بابر اثبات میں سر ہلا کر ترت سے کمرے سے نکل گیا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اسلام علیکم سر"۔۔۔"

وہ نکھرا نکھرا سا سفید پینٹ اور ہلکی سبز شرٹ میں ملبوس خوشبوؤں میں مہکتا ،چوکلیٹی بال جیل سے سیٹ کیے، گہری جھیل جیسی آنکھوں میں چمک لیے خوبصورت چہرے پر شریر مسکراہٹ سجائے وہ شاہانہ انداز میں چلتا آفس آیا تھا کہ اسے دیکھ کر بے ساختہ فخر اور سعد نے سلام کیا۔۔۔

وعلیکم السلام۔۔۔۔فخر وءشاہ سر کی سناؤ"۔۔۔۔"

اس نے آتے ہی شاہ کے مزاج جاننا چاہے۔۔۔

کیونکہ وہ صبح اس کے بلانے کی بجائے اب آیا تھا تو دل میں دھڑکا سا تھا۔۔۔

شاہ سر بہت غصے میں ہیں۔۔۔انہوں نے آپکی شیان شان ٹارچر سیل بھی" تیار کروالی ہے"۔۔۔فخر نے مسکراہٹ دبائے کہا۔۔۔

تم مجھے میرے دشمن لگ رہے ہو فخر"۔۔۔مقابل نے فخر کو گھور کر کہا" ۔۔۔۔

سر فخر سچ کہہ رہا ہے۔۔۔سر نے کہا ہے کہ جو کچھ آپ نے کیا ہے اس کے" بدلے رات الیکٹرک چیئر پر گزارنی پڑے گی"۔۔۔۔سعد نے بھی جلدی سے کہا۔۔۔

تم لوگ بھی میرے ساتھ تھے پھر تم پر اتنی عنایت کیوں'۔۔۔مقابل" نے دونوں کو شرربار نگاھوں سے گھورا۔۔جوز نگر بر گرہڑپ رہے تھے ۔۔۔۔

سر ہم تو آپکے آڈر فالو کر رہے تھے۔۔اس لیے شاہ سر نے ہمیں معاف کر" دیا ہے"۔۔۔فخر نے مسکرا کر کہتے مقابل کا دل جلایا۔۔۔

آپ کو صرف بیٹھنا ہے سر کرنٹ ہم نے لگانا ہے اور وہ ہم نہیں لگائیں گے " "۔۔۔سعد نے مسکراہٹ دبائے گویا فراخ دلی کا مظاہرہ کیا تو مقابل تو واقعی دل و جان سے جل اٹھا تھا۔۔۔

پر میں تم دونوں کو ہر گز معاف کرنے والا نہیں"۔۔۔اس نے سرعت"
سے دونوں کے آگے سے زنگر اٹھا لیے اور پاس سے گزرتے ٹی بوائے کو پکڑا
دیے۔۔۔

سر ہمارے زنگر"۔۔۔وہ دونوں چیخے۔۔۔"

اپنی اپنی بیویوں سے زنگر مطلب (جوتے) کھانا"۔۔۔وہ خطرناک تیور"
لیے پاکٹ سے فون نکالے بولا۔۔۔۔
تو مقابل کا ارادہ بھانپ کر ان دونوں نے مسکین صورت بنائے اس کو دیکھا
۔۔۔

سر ہم شاہ سر سے رحم کی اپیل کریں گے"۔۔۔وہ دونوں یک زبان"
بولے۔۔۔

وہ میرا اور ان کا معاملہ ہے۔۔تم لوگ اپنی بیویوں سے اپیل کرو شاید بچ جاؤ"
"۔۔۔اس نے کرخت آواز میں کہہ کر فون کان سے لگایا۔۔۔

میں سعد کا بوس بات کر رہا ہوں۔۔۔ مس آپ کے شوہر آفس آنے کی"
بجائے ہوٹل میں کسی لڑکی کے ساتھ ہیں"۔۔۔
مقابل نے شریر مسکراہٹ سجائے سعد کو دیکھتے کال پر کہا۔۔۔ تو سعد کا
سانس سوکھا تھا۔۔۔

نہیں نہیں بے بی ایم ہیئر۔۔۔ ود بوس"۔۔"
بوس از لائینگ"۔۔۔۔"
سعد گھبرا کر بولا۔۔۔ مگر تب تک مقابل نے کال کٹ کر دی۔۔۔
سر میری بیوی گھر نہیں آنے دے گی"۔۔۔ سعد روہانسی ہوا۔۔۔ کچھ دن"
پہلے ہی تو اس کی شادی ہوئی تھی اور اس کے بوس نے غلط فہمی ڈال دی تھی
۔۔۔۔

سر سر پلیز میری بیوی بہت خطرناک ہے"۔۔۔فخر نے اسے اگلی کال کرتے دیکھ التجا کی۔۔۔

تم سے زیادہ خطرناک نہیں ہو گی"۔۔۔مقابل نے گھور کر فون کان سے لگایا۔۔۔

آپ کا شوہر آفس نہیں آیا بلکہ کسی لڑکی کے ساتھ شہر سے باہر گیا ہے۔۔۔" اگر اس کا یہی معمول رہا تو نوکری سے ہاتھ دھو بیٹھے گا"۔۔۔اس نے مصنوعی کرخت آواز میں کہا تھا۔۔۔

نہیں نہیں بیگم۔۔۔میں یہاں ہوں۔۔۔یہاں ہوں میں"۔۔۔" فخر چیخا تھا مگر اس نے تب تک کال کٹ کر دی تھی۔۔۔

سر کیوں"۔۔۔۔۔وہ دونوں احتجاجاً بولے۔۔۔۔"

کیونکہ میں معاف نہیں کرتا"۔۔۔اس نے ایک ادا سے بالوں میں ہاتھ پھیر کر کہا۔۔۔تو ان دونوں نے پریشان صورت بنائے ایک دوسرے کو دیکھا۔۔۔۔

گڈ لک آفیسرز"۔۔۔۔"

وہ لبوں پر دل جلا دینے والی مسکراہٹ سجائے بڑے خوبصورت انداز میں بدلہ لیتا سیٹی کی دھن بجاتا شاہ کے آفس کی جانب بڑھا تھا۔۔۔

جبکہ پیچھے وہ اڑی رنگت لیے اپنی اپنی بیگموں کو کال کرتے انہیں سمجھانے میں جت چکے تھے۔۔۔۔

میں جاننے کی گستاخی کر سکتا ہوں شاہ صاحب کہ خود کو جلانے کا کام کب تک جاری رہے گا"۔۔۔۔

وہ شاہ سے مخاطب ہوا تھا جو سگریٹ کے دھوئیں کے بادلوں پر نظر جمائے کسی گہری سوچ میں مبتلا تھا۔۔۔

جب تک زندگی ہے"۔۔۔وہ گھمبیر تا گویا ہوا تھا۔۔۔"

تو اثنان نے لب بھینچے۔۔۔

یہ کیسی محبت ہے شاہ۔۔۔جس میں محبوب سے دستبردار ہوا جائے"

"۔۔۔اثنان دبا دبا سا چلایا تھا۔۔۔تو کمرے کے باہر کھڑا وجود جو دروازہ کھولنے لگا تھا ٹھٹھک کر وہیں رکا تھا۔۔۔اور دھڑکتے دل سے اندر ہونے والی گفتگو سننے لگا۔۔۔

اس کے چلانے پر شاہ نے لہو رنگ آنکھوں سے اثنان کو دیکھا تھا۔۔۔

اس کی سیاہ آنکھوں میں ایک آگ تھی۔۔۔ایک تپش تھی۔۔۔ایک لپک تھی۔۔۔ایک جنون تھا۔۔۔بے بسی تھی۔۔۔ غم کا موجزن تھا، کسی خاص کے بچھڑنے کا ستم تھا۔۔۔

اثنان تم واقف ہو کہ وہ تیمور سے محبت کرتی ہے "۔۔۔شاہ نے سرد لہجے " میں اسے باور کروایا۔۔۔

اور تمہاری محبت "۔۔۔۔وہ ہنوز انداز میں بولا۔۔۔"

تو باہر کھڑے شخص کا دل زور زور سے دھڑکا تھا۔۔۔ گویا وہ بھی شاہ کے جواب کا شدت سے منتظر تھا۔۔۔۔

یکطرفہ ہے "۔۔۔۔شاہ نے بھاری لہجے میں کہا تھا تو باہر کھڑے نفوس کو " لگا تھا جیسے ہوا میں آکسیجن کم ہو گئی ہو اس کا سانس لینا محال ہوا تھا۔۔۔یکدم سے وہ دیوار کا سہارا لے گیا تھا۔۔۔وہ تو سمجھتا تھا کہ صرف وہ حور کو چاہتا ہے

مگر وہ کیسے انجان رہا۔۔۔وہ تو شاہ سے اپنے اور حور کے بارے بات کرنا چاہتا تھا مگر شاہ تو خود اس کے عشق میں مبتلا جل رہا تھا۔۔۔وہ شخص بے چین ہوا تھا۔۔۔دل کی حالت بدلی تھی۔۔وہ جو کچھ دیر پہلے خوش تھا۔۔۔مگر اب اس کی آنکھوں میں ڈر، خوف، وسوسے امڈ آئے تھے۔۔۔۔

اور میں تمہاری محبت یکطرفہ نہیں رہنے دوں گا شاہ۔۔۔میں حور عین" بھابھی کو بتاؤں گا کہ تم اس سے عشق کرتے ہو۔۔اور اسے ہر حال میں تمہارا ہونا ہے۔۔۔اگر وہ تمہارے علاوہ کسی اور کا سوچے گی تو انجام کی زمہ دار خود ہو گی"۔۔۔اثنان جو کب سے اپنے اندر اٹھتے طوفان پر قابو پائے ہوئے تھا بالآخر پھٹ پڑا تھا۔۔۔

تو شاہ نے سپاٹ نظروں سے اسے دیکھا تھا۔۔۔مگر اسے کوئی پرواہ نا تھی ۔۔۔جبکہ دروازے پر کھڑا وہ وجود زلزلوں کی زد میں تھا۔۔۔اس کا وجود جیسے منو مٹی کے بوجھ تلے آیا تھا۔۔۔

اثنان ملک اسے تم سے محبت کرنے پر مجبور کر دے گا۔۔۔"
اور اگر وہ تمہیں خوشی نہیں دے سکتی۔۔۔تو میں اسے کسی کا نہیں ہونے دوں گا۔۔اور جب تک میرے یار کو اس کی محبت نہیں ملتی میں حویلی سے کوئی ڈولی نہیں اٹھنے دوں گا"۔۔۔وہ طیش کے عالم میں گرجا تھا۔۔۔اس کا دل کر رہا تھا وہ حور کو گھسیٹ کر شاہ کے پاس لے آئے۔۔۔۔اور وہ ایسا کر گزرتا اگر شاہ اسے اجازت دیتا۔۔۔۔

شاہ نے لب بھینچے اپنے دوست کو دیکھا تھا۔۔۔جو اس کے لیے کسی بھی حد تک جانے کے لیے تیار تھا۔۔۔۔

تمہیں طوبیٰ شاہ سے وابستگی ہونی چاہیئے۔۔۔مجھے میرے حال پر چھوڑ دو"

"۔۔۔وہ سگریٹ ایش ٹرے میں مسلتا برفیلے لہجے میں دوٹوک بولا تھا۔۔۔

مقصد مقابل کو پر سکون کرنا تھا۔۔۔

جبکہ دروازے کے باہر کھڑا شخص بجھے دل اور ٹوٹے سپنوں کی کرچیاں لیے بے سدھ سا ان کی گفتگو سن رہا تھا۔۔۔بے ساختہ اس کی آنکھوں میں نمی تر آئی تھی۔۔۔

کیوں، کیوں چھوڑ دوں۔۔تو میرا یار ہے۔۔اور تجھ پر میری جان قربان" ہے۔۔۔میں ہر اس چیز کو اور اس شخص کو مٹا دوں گا جو تم سے تمہاری خوشی چھینے گا۔۔۔اس لیے میں تیمور کو مار ڈالوں گا میں اسے تمہاری خوشیاں نہیں چھیننے دوں گا"۔۔۔وہ شاہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے پھنکارتا اپنی جگہ سے اٹھا تھا۔۔۔

کیونکہ وہ اپنے دوست کی حالت پر تڑپ رہا تھا۔۔۔اسے کہاں برداشت تھا شاہ کی آنکھوں میں نمی دیکھنا۔۔۔آج تک۔اس نے ایک مضبوط شاہ کو دیکھا تھا۔۔۔اور آج وہ ایک محبت میں ہارے ہوئے شخص کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔اور اس کو اپنے یار کی یہ ہار منظور نا تھی۔۔۔جو بنا کوشش کیے ہی ہار مان گیا تھا

۔۔۔

زندگی پیاری ہے تو تیمور سے سو فٹ دور رہنا اثنان۔۔۔ورنہ میں بھول جاؤں گا کہ ہمارے بیچ دوستی کا کوئی رشتہ تھا"۔۔۔شاہ نے انتہائی سخت لہجے میں تنبیہ کہا تھا کہ اثنان لب بھینچ گیا۔۔۔

"مجھے نہیں پرواہ۔۔۔میں تیری خوشی تجھ تک پہنچاؤں گا۔۔۔اس کے لیے چاہے مجھے اپنی جان کیوں نا دینی پڑے"۔۔۔وہ سخت انداز میں بولا اور دروزے کی جانب بڑھا۔۔۔

تو باہر کھڑا وہ شخص ٹوٹا بکھرا سا، دل میں ارمانوں کی موت لیے، خود سے لڑتا بمشکل پاؤں گھسیٹے واپس مڑ گیا۔۔۔

میری خوشی اس کی خوشی سے جڑی ہے۔۔۔ تم اس کمرے سے قدم سوچ" سمجھ کر اٹھانا اثنان۔۔۔ میری محبت میں دشمنی کی بنیاد مت رکھ دینا۔۔۔ نسلیں برباد ہو جائیں گی"۔۔۔۔

شاہ اپنی جگہ سے اٹھ کر اس سے چند قدم کی دوری پر کھڑا ٹھہرے ہوئے لہجے میں اسے آخری وارننگ دی گیا تھا تو اثنان ملک کے قدم گویا زمین نے جکڑے تھے۔

اس نے طیش اور بے بسی کے عالم میں گن زور سے دیوار میں دے ماری تھی ۔۔۔اور تن فن کرتا اس کی جانب بڑھتا اس کے گلے لگا تھا۔۔۔

شاہ تجھے تیرے عشق کا واسطہ ہے۔۔۔مجھے اجازت دے۔۔۔میں اسے "
تیرے قدموں میں لا کر رکھ دوں گا"۔۔۔
وہ اس کو بھینچے بے بسی سے بولا تھا۔۔۔

عشق کو قدموں میں نہیں لایا جاتا۔۔۔ عشق کا درجہ بہت اونچا ہے اور "
وہ۔تو پھر حور ہے میری حور۔۔۔میرے دل کی ملکہ۔۔۔۔اس کا رتبہ بہت
بلند ہے"۔۔۔
شاہ نے اسے کی پشت پر گھیرا مضبوط کیے نرمی سے کہا تھا۔۔۔۔

شاہ میرا دل جل رہا ہے۔۔۔تم جانتے بوجھتے تیمور سے اس کی شادی کیسے "
ہونے دے سکتے ہو"۔۔۔۔۔
اثنان اس سے دور ہوتا رندھی آواز میں بولا۔۔۔

کیونکہ میں اس سے اس کی محبت نہیں چھین سکتا۔۔۔محبت نا ملنے کا دکھ میں "
جانتا ہوں۔۔۔اور وہ تو بہت نازک ہے برداشت نہیں کر پائے گی "۔۔۔
شاہ بے چینی سے بولا تھا۔۔۔۔

اور تم۔۔۔۔تم اس کا کسی اور کی دسترس میں جانا برداشت کر لو گے "۔۔۔"
اب کی بار اثنان نے مقابل کے دل پر کاری وار کیا تھا کہ وہ تڑپ اٹھا تھا۔۔۔
اپنے محبوب کا کسی اور کی دسترس میں جانے کا خیال ہی جان لیوا تھا۔۔۔اس کا
دل سکڑ کر پھیلا تھا۔۔۔اور ماتھے کی رگیں ابھر آئیں تھیں۔۔۔اس نے
ہاتھ کی مٹھی بھینچ کر اپنے اندرونی خلفشار پر قابو پایا تھا۔۔۔

عشق طلب نہیں مانگتا۔۔۔۔اس کا میری نظروں کے سامنے رہنا ہی میری "
سانسوں کی تقویت کے لیے کافی ہے "۔۔۔

وہ باکمال شخص تھا۔۔۔وہ تاثرات چھپانے میں ماہر تھا۔۔۔اور وہ چھپا گیا تھا

۔۔۔وہ بڑی خوبصورتی سے اپنے دل میں اٹھی ہوک کو دبا گیا تھا۔۔۔

تم روز روز تڑپنا چاہتے ہو"۔۔۔اثنان نے بے تاثر نظروں سے دیکھا۔۔۔"

میں اس کے بغیر پل پل تڑپتا ہوں۔۔۔مگر برداشت کامل کرنا چاہتا ہوں""

۔۔۔وہ گھمبیر لہجے میں بولتا اپنی چیئر کی جانب بڑھا۔۔۔۔

کبھی کبھی مجھے لگتا ہے بھابھی کی جگہ میں ہوتا"۔۔۔"

اثنان نے منہ بسور کر کہا اور صوفے پر ڈھ گیا۔۔۔

پھر مجھے تم سے نفرت ہی ہوتی"۔۔۔شاہ تنفر سے بولا۔۔۔"

اور میں تجھ سے بے انتہا محبت کرتا"۔۔۔اثنان نے دانت نکوسے۔۔۔تو"

شاہ اسے گھور کر لیپ ٹاپ کی جانب متوجہ ہو گیا۔۔۔

سر کیا ہوا"۔۔۔۔؟"

شاہ سر نے مارا ہے کیا"۔۔۔۔سعد اور فخر اس کے پریشان چہرے کو دیکھ کر"

اس کی جانب بڑھتے بولے۔۔۔

مارا نہیں ہے۔۔۔بس دل کھینچ لیا ہے یار۔۔۔جس کا درد برداشت سے"

باہر ہے فخرو"۔۔۔۔

وہ نڈھال سا صوفے پر بیٹھتا ہلکے پھلکے انداز میں بولنے کی سعی کر رہا تھا۔۔۔

جبکہ اس کی آنکھیں سرخ انگارہ ہو رہیں تھیں۔۔۔۔خوبصورت شادابی

چہرے پر ویرانی رقصاں تھی۔۔۔۔

میں نے ابھی تمہیں تمہاری بیویوں سے عارضی دور کرنے کی کوشش کی"

اور بدلے میں میں مکمل اپنی محبت سے دور ہو گیا"۔۔۔وہ۔ہنسا تھا۔۔۔ایک

کھوکھلی ہنسی تھی۔۔۔

سعد اور فخر متفکر سے اسے دیکھ رہے تھے۔۔۔

وہ خود کو ہارا ہوا جواری سمجھ رہا تھا۔۔۔ جس نے محبت ہار دی تھی۔۔۔اس کی جھیل کی مانند گہری آنکھوں میں ایک گہرا زخم درپردہ تھا۔۔۔بے ساختہ اس نے بالوں میں ہاتھ پھیر کر گہرا سانس بھرتے سر صوفے کی پشت سے ٹکایا تھا

۔۔۔۔۔

وہ بھی محبت کرتا تھا۔۔۔ مگر حور سے کوئی اتنی محبت کرے گا وہ جہاں کا تھاں رہ گیا۔۔۔

آج وہ شاہ سے اپنے رشتے کی بات کرنے آیا تھا مگر وہ اپنی محبت کا دم اس کے سامنے بھرنے کے قابل نہیں رہا تھا۔۔۔

میں اس سے کنارہ کشی کر لوں گا۔۔۔میری محبت شاہ سر کی محبت کے "
سمندر کے آگے فقط ایک قطرہ ہے "۔۔۔وہ بڑبڑایا تھا۔۔اس کی آنکھوں
میں آنسوں تھے۔۔۔اس نے آنکھیں میچ کر کھولیں تھیں۔۔۔

سر کیا کہہ رہے ہیں آپ "۔۔۔اس کی بڑبڑاہٹ اور سراسیمہ سے رویے "
پر سعد اور فخر اس کے برابر دائیں بائیں بیٹھتے بولے۔۔۔
تو مقابل نے لال انگارہ آنکھوں سے ان دونوں کو دیکھا۔۔۔

!!!بخت کے تخت سے یکلخت اتارا ہوا شخص
!!!تم نے دیکھا ہے کبھی جیت کے ہارا ہوا شخص

یاد آتا ہے تو بڑھ جاتا ہے نقصان کا رنج
میں نے کھویا ہے مشقت سے کمایا ہوا شخص

وہ بھاری آواز میں بولا تھا۔۔۔اس کی لہجے میں ایک ناختم ہونے والا دکھ تھا ایسی تکلیف تھی کہ فخر اور سعد تڑپ اٹھے تھے اپنے سر کی حالت پر۔۔۔

سر کسے کھو دیا آپ نے "۔۔۔سعد نے پریشانی سے پوچھا تھا۔۔۔۔"

میں نے کھویا ہے مشقت سے کمایا ہوا شخص "۔۔۔۔وہ زخمی مسکراہٹ " لبوں پر سجائے بولا تھا۔۔۔۔

سر ہم اسے آپ سے دور نہیں جانے دیں گے آپ حکم کریں سر کون ہے " وہ "۔۔۔۔فخر تڑپ کر بولا تھا۔۔۔

وہ نہیں جانتے تھے کہ ان کے سر کو کیا ہوا۔۔۔مگر وہ اپنے سر کو ہنستا مسکراتا دیکھنا چاہتے تھے۔۔۔اور اس کے لیے کسی بھی حد تک جا سکتے تھے۔۔۔

خوشی کو دکھ میں بدلتا دیکھا ہے کبھی"۔۔۔اس نے فخر کی جانب دیکھتے"
سوال کیا۔۔۔۔
تو فخر نے نفی میں گردن ہلائی۔۔۔
مجھے دیکھ لو"۔۔۔وہی زخمی مسکراہٹ وہی دل چیرنے والا لہجہ تھا کہ فخر"
نے لب بھینچے۔۔۔۔۔

منزل کے قریب پہنچ کر کسی کو منزل چھوڑتے دیکھا ہے کبھی"۔۔۔اب"
کے اس نے سعد سے سوال کیا تھا۔۔۔
اس نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔
مجھے دیکھ لو"۔۔۔۔وہ گہرا سانس بھر کر دونوں کے شانوں پر ہاتھ رکھتا "
بکھرے لہجے میں بولا تھا۔۔۔۔

سر ہم وہ منزل وہ خوشی لے آئیں گے آپ تک "۔۔۔وہ دونوں جزباتی " ہوئے تھے۔۔۔

کسی سے اس کا عشق چھین کر مجھے وہ منزل وہ خوشی نہیں چاہیے یار "۔۔۔" محبت قربانی مانگتی ہے۔۔۔اور میں نے اپنی محبت ایک شخص کے عشق پر " قربان کر دی "۔۔۔

وہ سینے میں اٹھتی تکلیف کو دبائے سرگوشی نما بولا تھا۔۔۔اور اپنی جگہ سے اٹھا۔۔۔

وہ اپنی ذات میں ایک گمنام شخص تھا۔۔تو آج ثابت ہوا تھا۔۔۔گمنام محبت بھی گمنام کرتے ہیں۔۔۔

سر تو آپکا کیا بنے گا "۔۔۔سعد نے سوال کیا۔۔۔"

زندگی میں سب کچھ نہیں ملا کرتا۔۔۔کچھ حسرتوں کا ادھورا رہ جانا بہتر ہوتا ہے"۔۔۔وہ پینٹ کی پاکٹ میں ہاتھ ڈالے سر جھکائے بڑبڑایا تھا اور قدم باہر کی جانب بڑھائے۔۔۔معاً کچھ سوچ کر رکا تھا۔۔۔

شاہ سر کو پتا نا چلے کہ میں آیا تھا۔۔۔دراصل مجھے ایک ضروری کام یاد آ گیا " ہے وہ کر کے پھر سر سے ملوں گا"۔۔۔وہ سنجیدگی سے کہہ کر رخ پھیرے آگے بڑھ گیا۔۔۔

جبکہ سعد اور فخر حیران و پریشان کھڑے اسے جاتا دیکھتے رہ گئے۔۔۔

کون تھا وہ شخص"۔۔۔؟"

جو اپنی محبت قربانی کر گیا تھا۔۔۔جو چپ کر کے آیا تھا اور لوٹ گیا تھا۔۔۔

("وہ ایک راز تھا۔۔۔اور راز تو پھر راز اچھے لگتے ہیں۔۔۔کھل جائیں تو ازیت دیتے ہیں)۔۔۔

اس کے لبوں پر مسکان تھی اور آنکھیں نم تھی۔۔۔اس نے ایک نظر آسمان کو دیکھا تھا۔۔۔اور پھر پاکٹ میں ہاتھ ڈالے سڑک کے کنارے چلتا اپنی اور مقابل کی محبت کا احتساب کرتا جا رہا تھا۔۔۔

وہ جزبات میں آیا ہوا شخص تھا۔۔۔اور جزبات میں آیا شخص کچھ بھی کر سکتا ہے۔۔۔خودکشی، عشق، فنا، قتل یا پھر ترکِ تعلق !!..

کتنی دیر سے تمہاری تیاری ختم نہیں ہو رہی نین۔۔۔اب اگر ایک منٹ" بھی دیر ہوئی تو بھول جاؤ کہ تمہیں میں کسی فنکشن پر لے جاؤں گا"۔۔۔

وہ جو کب سے تیار پورچ میں کھڑی گاڑی سے ٹیک لگائے اس کا انتظار کر رہا تھا بلآخر صبر کا پیمانہ لبریز ہوتے ہی وہ اسے میسج بھیج کر ہمیشہ کی طرح دھمکی دے چکا تھا۔۔۔

وہ جو آخری نظر خود کو آئینے میں دیکھ رہی تھی کہ میسج بپ بجتے ہی اسے اندازہ ہوا تھا کہ مقابل کس قدر غصے میں ہے۔۔۔ معاً وہ بنا نوٹیفکیشن اوپن کیے پھرتی سے فون اٹھا کر اپنے کمرے سے نکلی تھی۔۔۔

وہ اسنیکرز میں مقید پاؤں سیڑھیوں پر رکھتی چند سیکنڈ میں ہی زینے عبور کرتی اب تقریباً بھاگنے کے انداز میں لاونج سے گذرتی خارجی دروازے کی جانب بڑھی تھی۔۔۔

جبکہ باقی خواتین جو لاونج میں ہی بیٹھی تھیں منہ کھولے اس کے حلیے کو دیکھ رہیں تھیں جو اس طرح فنکشن میں جا رہی تھیں مگر بولیں کچھ نہیں کہ کچھ دیر میں وہ خود ہی واپس آنے والی تھی۔۔۔

مما میں جا رہی ہوں"۔۔۔اس نے چیخ کر علان کیا تھا۔۔۔"

آپی آپ اس طرح جائیں گی"۔۔۔ حور سے رہا نا گیا تو اس کے لباس کو" دیکھ کر بول ہی پڑی۔۔۔

کیا مطلب "۔۔۔نینا نے چلتے چلتے سوال داغا۔۔۔"

مطلب یہ کہ آپ فنکشن میں جا رہی ہیں یا بائیک ریس میں "۔۔۔حور" نے بڑی بڑی آنکھیں پھیلائے استفسار کیا۔۔۔

ارادہ تو یہی تھا مگر وائلڈ مین پھر منہ سے آگ برسائے گا"۔۔۔وہ ہاتھ" لہرا کر بنا اپنی ماں کی سخت گھوریوں کی پرواہ کیے باہر نکل گئی۔۔۔

سامنے ہی اسے یارم شاہ گاڑی کے بونٹ سے ٹیک لگائے کھڑا فون اسکرین پر انگلیاں چلاتا دکھا تھا۔۔۔

نینا دبے پاؤں اس کی جانب بڑھی اور پھر عین اس کے پیچھے جا کر شوز میں بند پاؤں میں پنجوں کے بل اوپر ہوتی بمشکل مقابل کھڑے چھ فٹ سے نکلتے قد کے حامل یارم شاہ کی آنکھوں پر نرم و نازک ہاتھ رکھ گئی تھی۔۔۔

تو وہ جو اپنے دھیان میں کھڑا تھا نینا شاہ کے نرم و نازک ہاتھوں کا لمس اس کے دل میں ایک سکون سا نچھاور کر گیا تھا دل نے بیٹ مس کی تھی۔۔۔

تیری خوشبو سے ہم پہچان لیتے ہیں تمھیں
آنکھوں سے ہاتھ ہٹاؤ جی بھر کر دیکھیں تمھیں۔

ایک سرور بخش لمس تھا کہ یارم شاہ نے گہرا سانس بھر کر سرگوشی کی تھی اور اس کی کلائی کو تھام کر نرمی سے اسے اپنے آگے کھینچا تھا کہ وہ لہرا کر اس کے سامنے آن کھڑی ہوئی تھی۔۔۔

تو یارم شاہ جو اس کو تیار روپ میں دیکھنے کے لیے بے چین تھا۔۔۔ کہ نینا کو دیکھ کر اسے حیرت کا جھٹکا لگا اور پھر اس کے وجود سے چپکی اندرونی شرٹ سے بل کھاتے پہلو پر نظر پڑتے ہی یکایک اس کی آنکھوں میں غصہ در آیا تھا ۔۔۔بے ساختہ اس کی کلائی پر گرفت انتہائی سخت کی تھی کہ نینا جو اس کے

منہ سے تعریفی کلمات سننے کی خواہاں تھی کہ یکدم سے کلائی میں درد محسوس کے منہ سے سسکی نکلی۔۔۔۔۔

اس نے یارم شاہ کو دیکھا جس کی سیاہ آنکھوں میں گویا آگ کے شرارے پھوٹ رہے تھے۔۔۔وہ شرربار نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

یہ کیسا لباس ہے نینا شاہ"۔۔۔وہ چبا چبا کر بولا۔۔۔"

اس کے ماتھے پر بے شمار بل پڑے تھے۔۔۔جو اپنے وجود کی نمائش کرتی لاپرواہ سی یارم شاہ کا خون کھولا گئی تھی۔۔۔۔۔

وہ اس وقت بلیک جینز پر فٹ وائٹ شرٹ پہنے جو بالکل اس کے جسم سے چپکی ہوئی تھی اور اس کے اپر کھلی سی فل سلیوریڈ شرٹ پہنے جس کے آگے کے سارے بٹن کھلے تھے جس سے اس کی بدن کی بناوٹ واضح عیاں ہوتی مقابل کو انگاروں پر لوٹا گئی تھی۔۔۔کف کہنیوں تک فولڈ کیے وہ بالوں کی

پونی ٹیل بنائے پاؤں میں اسنیکرز پہنے، میک اپ سے پاک چہرہ لیے نسبتاً لڑکوں جیسے حلیے میں یونیورسٹی کے فنکشن پر جانے کے لیے تیار تھی۔۔۔ اور اسے دیکھ کر یارم شاہ کا پارہ ہائی ہوا تھا جو خود سے اتنی لاپرواہی برت رہی تھی یہ سوچتے ہوئے بھی کہ وہاں کتنے لڑکے ہونے تھے۔۔۔ کیونکہ اس لباس میں نینا شاہ اتنی پیاری لگ رہی تھی کہ لحظہ بھر کے لیے یارم شاہ خود مبہوت سارہ گیا تھا۔۔۔ مگر اسے دیکھنے کا حق صرف مقابل کے پاس محفوظ تھا تو کیسے لوگوں کی نظریں اس کے وجود پر برداشت کرتا۔۔۔ اس کی ماتھے کی رگیں ابھر آئیں تھیں۔۔۔

کیا ہے اس کو"۔۔۔ نینا نے حیرت سے اپنے لباس کو دیکھا تو یارم شاہ نے" پلٹ کر اسے جھٹکے سے گاڑی سے لگایا تھا۔۔۔

تمہیں کیا لگتا ہے کہ میری غیرت مر چکی ہے جو تمہیں خوشی خوشی اس" طرح پرائے لوگوں کے سامنے لے جاؤں گا"۔۔۔ وہ اس کے خوبصورت

سانچے میں ڈھلے وجود پر ایک گہری نگاہ ڈالے اس کی آنکھوں میں جھانکتا سرد لہجے میں پھنکارا تھا تو نینا شاہ نے اچھنبے سے اسے دیکھا۔۔۔

کیا برائی ہے اس"۔۔۔۔وہ اپنے کپڑوں پر نظریں مرکوز کیے بولی ہی تھی" کہ بلا توقف وہ اس کی بات بیچ میں کاٹ گیا۔۔۔۔

اشششش۔۔۔ تمہیں اس لباس میں دیکھنے کا حق صرف مجھے ہے۔۔۔ صرف" یارم شاہ اپنی نین کو الجھے بکھرے گہرے حلیے میں دیکھ سکتا ہے۔۔۔ کوئی اور دیکھے گا تو جان سے جائے گا۔۔۔اس لیے آج کے بعد اگر ایسی ڈریسنگ کر کے کمرے سے باہر بھی نکلی تو یارم شاہ کا وحشی روپ دیکھو گی۔۔۔ میں تمہارا دماغ ٹھکانے لگا کر ہمیشہ کے لیے تمہارے ہی کمرے میں قید کر دوں گا"۔۔۔۔وہ اس کے لبوں پر انگلی کا دباؤ بڑھائے اس کی آواز حلق میں دباتا بے لچک انداز میں استحقانہ بولا تھا کہ نینا شاہ اس کی اس قدر جنون و ملکیت کی رمق پر سراسیمگی سے اسے دیکھے گئی۔۔۔

کہ جبھی وہ اس کی آنکھوں میں الجھن دیکھ کر ایک ہاتھ کی انگلیاں نرمی سے اس کے چہرے پر پھیر کر نینا شاہ کی سانسیں بوجھل کر گیا تھا۔۔۔

اپنے کمرے میں جیسے مرضی لباس پہنو مگر باہر انسانوں والے حلیے میں نکلا" کرو۔۔۔اب تم میری زندگی میں شامل ہو رہی ہو تو یہ بچپنا چھوڑ دو نینا شاہ ۔۔۔اگر میں تمہیں میچیورٹی کا سبق پڑھانے بیٹھ گیا تو تم برداشت نہیں کر پاؤ گی"۔۔۔

وہ سرگوشی نما گمبھیر لہجے میں بولتا نینا شاہ کو بہت کچھ باور کروا گیا تھا کہ وہ سانس روکے یک ٹک یارم شاہ کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

تمہارے پاس پانچ منٹ ہیں۔۔۔جاؤ اور کسی ڈھنگ کے لباس میں واپس" آؤ"۔۔۔وہ اس کا گال تھپک کر دور ہوتا تحکمانہ گویا ہوا۔۔۔اور گہرا سانس

بھر کر اپنے دل کی دھڑکنوں کو اعتدال میں لانا چاہا جو نینا شاہ کو دیکھ کر باغی ہوتی جا رہی تھیں۔۔۔۔

ٹھیک تو تھا یہ ڈریس"۔۔۔۔نینا نے قدرے غصے سا کہا جو اس کو اتنی باتیں" سنا گیا تھا۔۔۔اسے تو اپنے ڈریس میں کوئی برائی نہیں دکھی تھی۔۔۔وہ لب بھینچ کر مقابل کو دیکھنے لگی۔۔۔جس کا چہرہ سپاٹ تھا اور بے تاثر نگاہیں اس پر جمی تھیں۔۔۔

اسے تم ٹھیک کہہ رہی ہو جو تمہارے وجود کو ڈھانپ کر بھی عیاں کر رہا" ہے"۔۔۔۔

وہ اس کو اپری شرٹ سے کھینچ کر جھٹکے سے اپنے قریب کر کے شرٹ کے بٹن بند کرتا جس انداز میں بولا تھا کہ نینا شاہ کو شرمندگی سی ہوئی تھی کہ جبھی وہ بنا کچھ کہے واپس مڑ گئی۔۔۔

اندر بیٹھی خواتین اسی کے انتظار میں تھی معاً اسے واپس آتا دیکھ کر مسکراہٹ دبائی۔۔۔

وہ میں اس ڈریس میں کمفرٹیبل فیل نہیں کر رہی"۔۔۔نینا ان سب کو" سوالیہ نگاہوں سے اپنی جانب دیکھ کر مسکرانے کی ناکام سعی کرتی بولی اور تیزی سے اپنے کمرے کی جانب بھاگی۔۔۔

جبکہ پیچھے ان سب کا چھت پھاڑ قہقہہ گونجا تھا۔۔۔

جو اچھی طرح جانتی تھیں کہ کون کمفرٹیبل فیل نہیں کر رہا تھا۔۔۔

نینا شاہ تم میرے لیے کڑا امتحان ثابت ہو رہی ہو"۔۔۔وہ سیگریٹ کے" کش لیتا بڑبڑایا تھا۔۔۔یارم شاہ جس کے لیے وقت کا ہر سیکنڈ قیمتی تھا وہ پچھلے ایک گھنٹے سے اس کے انتظار میں کھڑا تھا۔۔۔

اس کی ڈکشنری میں لفظ انتظار صرف نینا شاہ کے لیے ہی لکھا گیا تھا۔۔۔وہ چاہے خوشی یا چاہے بیزاریت میں مبتلا ہوتا مگر اس پر نینا شاہ نے اپنے لیے انتظار کرنا فرض کر دیا تھا۔۔۔کیونکہ نینا شاہ اس کی زندگی پر اس سے بھی زیادہ حق رکھتی تھی۔۔۔۔

وہ اس وقت بلیک پینٹ اور ٹی شرٹ پر بلیک فل سلیو ویس کوٹ زیب تن کیے، بال ترتیب سے جیل سے سیٹ کیے، ہلکی ہلکی بیئرڈ میں بلا کا خوبصورت لگ رہا تھا، گھنی مونچھوں تلے عنابی لبوں میں سیگریٹ دبائے، سیاہ آنکھوں میں معمولی سا غصہ لیے، خوبصورت تنے نقوش کا مالک، گاڑی کے دروازے سے پشت ٹکائے پیروں کا کروس بنائے کھڑا دروازے کی جانب ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔

اس کی آنکھوں کے کناروں میں سرخی پھیل رہی تھی۔۔۔

اس سے پہلے کی انتظار مزید طوالت کا شکار ہوتا سامنے ہی وہ کوئی پریوں کے دیس سے اتری حسینہ دونوں ہاتھوں سے پیروں کو چھوتی فراک تھامے نزاکت سے چلتی اس کی جانب ہی آتی یارم شاہ کو مبہوت کر گئی تھی۔۔۔بے ساختہ اس کے ہاتھ سے سیگریٹ چھوٹ کر زمین پر گری تھی۔۔۔اور اس کا سارا غصہ جھاگ کی طرح بیٹھ گیا تھا۔۔۔کیونکہ وہ قاتل حسینہ اس کو چاروں شانے چت کر گئی تھی۔۔۔

پرفیکٹ"۔۔۔اس کے لبوں سے بے اختیار پھسلا تھا۔۔۔"

وہ اس وقت نیٹ کے گھیرے دار انتہائی خوبصورت فراک میں ملبوس، ریشمی گھٹاؤں کو جوڑے میں قید کیے جس سے اس کی نازک گردن واضح عیاں ہو رہی تھی۔۔۔شربتی آنکھوں کو دو آتشہ بنائے، کٹاؤں دار شنگرفی لبوں پر ریڈ لپ اسٹک لگائے، کانوں میں نازک سے ائیرنگ پہنے، دوپٹہ پشت سے گزار

کر دائیں بائیں بازو پر پھیلائے وہ یارم شاہ سے قدرے فاصلے پر رکی اسکا چین سکون غارت کر گئی تھی۔۔۔

کہ وہ یک ٹک سا بنا پلک جھپکائے اس کے خوبصورت نقوش میں کھو کر دنیا جہاں سے غافل ہو گیا تھا۔۔۔

وہ اس کی دھڑکن تھی۔۔۔ جسے دیکھ کر اس کا دل ہمکنے لگتا تھا۔۔۔

یارم شاہ کی محویت نوٹ کر کے وہ ایک ادا سے مسکرائی تھی۔۔۔۔

کیسی لگ رہی ہوں"؟۔۔۔۔ وہ ہلکا سا گھوم کر پر جوش سی بولی تھی معاً اس" کی مترنم آواز پر وہ حوش کی دنیا میں لوٹا تھا۔۔۔

اور دو قدموں کا فاصلہ سمیٹ کر اس کے قریب تر کھڑا ہوا تھا۔۔۔ جو دل لوٹ لینے والی مسکراہٹ سجائے کھڑی تعریف سننے کے لیے بے چین ہوئی تھی۔۔۔۔

دل کر رہا ہے تمہیں اس دنیا سے جدا کر دوں۔ایسی لگ رہی ہو"۔۔۔وہ"
والہانہ تکتا گھمبیر تا گویا ہوا تھا کہ نینا کا حیرت سے منہ کھلا تھا۔۔۔
کیا اتنی بری لگ رہی ہوں"۔۔۔اس نے ٹھنکتے ماتھے پر بل ڈالے استفسار"
کیا تھا۔۔۔جو ہمیشہ کی طرح اس کے امیدوں پر پانی پھیر دیتا تھا۔۔۔۔
ہم جب تک تم میری دسترس میں نہیں آتی بری ہی لگو گی"۔۔۔وہ اسے"
سر تا پیر دیکھتا بوجھل معنی خیز لہجے میں بولا تھا۔۔۔۔
جو کہ نینا کے سر پر سے گزری۔اسے تو غم کھائے جا رہا تھا کیونکہ یارم شاہ
کبھی اس کی تعریف نہیں کرتا تھا۔۔۔

آپ کبھی میرے ساتھ دو بول پیار کے نہیں بول سکتے"۔۔۔وہ یاسیت "
سے گویا ہوئی تھی کہ یارم شاہ کے لبوں پر طمانیت بھری مسکراہٹ رقصاں
ہوئی تھی۔۔۔اور سیاہ آنکھوں میں چمک ابھری تھی۔۔۔

دو بول کیا میں تمہارے لیے پیار کا سمندر بن جاؤں گا۔۔۔پر نکاح کے بعد"
۔۔اس سے پہلے مجھ سے کوئی امید مت رکھو۔۔۔بلا وجہ سر پر چڑھ جاؤ گی
"۔۔۔

وہ وارفتگی سے اس کی صراحی دار گردن دیکھتا گہرا سانس بھر کر بولتا سرعت سے اس کا جوڑا کھول گیا تھا کہ نینا کے ریشمی شہد رنگ بال لہرا کر پشت پر بکھر گئے تھے۔۔۔

یہ کیا"۔۔۔اس نے اچنبھے سے اسے دیکھا۔۔۔"
تمہاری گردن مجھے تمہارا خون پینے پر اکسا رہی تھی"۔۔۔وہ شانے اچکا کر"
بے نیازی سے بولا تو نینا نے گھورا۔۔۔

اب آپ کو میری گردن سے بھی مسئلہ ہو گیا"۔۔۔وہ دانت پیستی" غرائی۔۔۔۔

تم ساری کی ساری میرے لیے مسئلہ ہو"۔۔۔۔وہ بھاری لہجے میں بولا تھا" ۔۔۔نینا شاہ اس کی دھڑکنوں پر قابض ہوتی اسے بہکا رہی تھی۔۔۔

تو پھر نکاح کیوں کر رہے ہیں مجھ سے"۔۔۔۔وہ چیخی تھی۔۔۔اسے غصہ" آتا تھا۔۔۔اس جنگلی شریف آدمی کی شرافت پر۔۔۔جو اس کی تعریف کرنا گناہ سمجھتا تھا۔۔۔

کیونکہ یہ دل تمہیں دیکھ کر دھڑکتا ہے۔۔۔۔اگر تم سے دور ہو گیا تو" دھڑکنیں سمٹ جائیں گی"۔۔۔وہ اس کے سرخ لبوں پر فوکس کیے بولا تھا ۔۔۔

چلیں"؟۔۔۔نینا نے منہ بسور کر کہا معاً وہ پھر سے نا اسے واپس بھیج دے"

۔۔۔۔تعریف تو اس نے کرنی نہیں۔۔۔خامیاں ہی نکالے گا۔۔۔

دوپٹہ سر پر لو چادر اوڑھو"۔۔۔۔جبھی اس نے سپاٹ آواز میں نیا حکم صادر"

کیا تھا کہ نینا کی آنکھیں پھیلیں۔۔۔۔

یارم"۔۔۔وہ غصے سے چیخ اٹھی تھی۔۔۔جو آج اسے زچ کرنے پر تلا تھا"

۔۔۔

ڈواٹ فاسٹ"۔۔۔۔وہ بنا اثر لیے بولا تھا۔۔۔۔"

نینا آپی"۔۔۔۔۔کہ جبھی حور عین کی آواز گونجی۔۔۔جو لبوں پر شریر"

مسکراہٹ سجائے ہاتھوں میں شال لیے ان کے قریب آئی۔۔۔۔

وہ مما کہہ رہی تھیں شال لے جانا تو آپ بھول ہی گئیں۔۔۔واپس سے"

اندر نا آنے پڑے آپ کو اس لیے مجھے بھیجا"۔۔۔وہ نینا کے ہاتھوں میں

زبردستی شال پکڑا کر بولی تو نینا نے خونخوار نظروں سے اسے گھورا۔۔۔تو وہ مسکراہٹ دبا کر واپس مڑ گئی۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ بھی غصے میں تن فن کرتی واپس جاتی جبھی یارم شاہ نے اسے منہ پھلائے دیکھ کر آگے بڑھ کر اس کے سر پر دوپٹہ اوڑھایا اور ہاتھ سے شال لے کر اس کے دائیں شانے پر ڈالے اس کا ہاتھ تھامے اسے زبردستی گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھا گیا اور خود ڈرائیونگ سیٹ پر براجمان ہو کر ایک نظر اس کے لال بھبھوکا چہرے پر ڈالے گاڑی سٹارٹ کرتا حویلی کے ڈرائیووے پر منتقل کر گیا۔۔۔۔

گاڑی میں مکمل خاموشی چھائی ہوئی تھی۔۔۔یارم شاہ پر سکون سا نظریں سڑک پر مرکوز کیے گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا جبکہ نینا شاہ طیش میں بھری بیٹھی بار بار سلکی بالوں سے پھسلتا کبھی دوپٹہ سیٹ کرتی تو کبھی شانے سے ڈھلکتی شال درست کرتی۔۔۔اس تگودو میں اس کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔۔۔

یہ کیا تنبوں اوڑھا دیا ہے مجھے "۔۔۔ضبط کا شیرازہ بکھرتے ہی وہ چیخ اٹھی "

۔۔۔

تو یارم شاہ نے ایبرو اچکائی۔۔۔۔

میری سنگت میں یہ تنبوں تمہاری قسمت میں لکھ دیا گیا ہے۔۔۔بہت کر لی "

من مرضی۔۔۔اب سے تم باہر آتے جاتے شال اوڑھ کر نکلو گی۔۔۔گوٹ

اٹ "۔۔۔۔

وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا تنبیہ بولا تھا کہ نینا شاہ کا دل کیا اپنے بال نوچ لے

۔۔۔

جبھی اس بپھری شیرنی نے سٹیرنگ پر دھرا اس کا ہاتھ کھینچا تھا کہ یارم نے

حیرت سے اسے دیکھا اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھ پاتا نینا پوری شدت سے

اس کے ہاتھ پر دانت گاڑھ چکی تھی۔۔۔کہ درد کی لہر پر یارم شاہ نے لب

بھینچے۔۔۔ایک ہاتھ سے وہ ڈرائیو کرتا دوسرے ہاتھ پر اس قاتل حسینہ کو ظلم

کرتا دیکھ رہا تھا۔۔۔اس نے بالکل بھی اپنا ہاتھ نہیں کھینچا تھا۔۔۔بلکہ اس کے دانتوں کے جلد میں اترتے اٹھتے اس میٹھے درد پر اس کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔۔۔وہ اس کے ہاتھ کی پشت پر جگہ جگہ دانت گاڑھ رہی تھی ۔۔۔اور وہ لب دبائے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔اگر وہ اسے روکتا یا مزاحمت کرتا تو اس کا غصہ مزید بڑھ جانا تھا اس لیے وہ چپ چاپ اسے اس کا کام کرنے دے رہا تھا۔۔۔کچھ دیر بعد وہ اس کے ہاتھ کو مکمل زخمی کر کے اپنی مرضی سے پیچھے ہٹی اور اس کا ہاتھ دیکھا جس پر اس کے دانتوں کے نشان واضح کھب سے گئے تھے۔۔۔

بہت برے ہیں آپ "۔۔۔اس کی آنکھوں میں شوخی دیکھ کر وہ گہرے" گہرے سانس بھر کر اس کا ہاتھ دور جھٹکتی بھبھک کر بولی۔۔۔۔

کہ یارم شاہ کا زندگی سے بھرپور قہقہہ گونجا۔۔۔۔

جنگلی عورت "۔۔۔۔وہ بڑبڑایا تھا۔۔۔تونینا نے کھا جانے والی نظروں سے" دیکھا۔۔۔۔

آپ ہی اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہو گی

وہ اسے دیکھ کر دلفریب گھمبیر آواز میں گویا ہو کر اپنے ہاتھ پر مقید اس کے دانتوں کے نشانوں پر لب رکھ گیا۔۔۔

تو اس کے لہجے کی گھمبیرتا اور حرکت پر نینا شاہ یکدم سٹپٹا سی گئ۔۔۔

اور کیا عرض کریں گے آپ"۔۔وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی"

۔۔۔۔اس کا قہقہہ اسے سلگا گیا تھا۔۔۔

ایک بار تم سے نکاح ہو جائے۔۔۔اس کے بعد تمہیں سیدھا کروں گا۔۔۔"

بہت بگڑ گئی ہو"۔۔۔وہ اس کے کاٹنے والی حرکت کا اشارہ دے گیا۔۔۔اور

توجہ ڈرائیونگ پر مرکوز کی۔۔۔۔

خوش فہمیاں"۔۔۔نینا نے گویا ناک سے مکھی اڑائی۔۔۔"

میں خوش فہمیاں نہیں پالتا عمل کرتا ہوں فیوچر زوجہ"۔۔۔وہ سامنے دیکھتا" سنجیدگی سے بولا۔۔۔۔

میں نکاح کے وقت انکار کر دوں گی کہ مجھے آپ کی زوجہ"۔۔۔۔۔"

شٹ اپ"۔۔۔یکدم سے وہ آہنی ہاتھ کی گرفت میں اس کی نازک" گردن دبوچے درشتگی سے دھاڑا تھا۔۔۔کہ نینا کی آنکھیں پھیلیں۔۔۔ ایسا کرنے کا سوچنا بھی مت نین۔۔۔ورنہ تباہی تمہارا مقدر بنے گی"

"۔۔۔۔

وہ وہ خطرناک تیور لیے اس کی گردن پر دباؤ بڑھاتے پھنکارا تھا کہ نینا شاہ کو سانس بند ہوتا محسوس ہوا۔۔۔اس کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔۔۔اس نے شکوہ

کناں نظروں سے اسے دیکھا تھا۔۔۔تو اس کی آنکھوں میں نمی دیکھ کر وہ لب بھینچے گرفت نرم کرتا اس کی گردن سہلانے لگا۔۔۔

جان بوجھ کر مجھے ستانا تمہارا مشغلہ بن گیا ہے۔۔۔جو اب میں نے یہ مشغلہ اپنا لیا تو تمہارا ہر اک دن عذاب میں گزرے گا"۔۔۔۔

وہ برفیلے لہجے میں بولا تھا۔۔۔اور پھر نرمی سے اس کے بال کان کے پیچھے اڑیسے۔۔۔جو اس کے چہرے پر آتے یارم شاہ کو بیقرار کر رہے تھے

۔۔۔۔۔

کچھ خود کا خیال کرو۔۔۔کچھ میرا کرو۔۔۔دن بادن میرا خود کے لیے " پاگل پن مت بڑھاو۔۔تم برداشت نہیں کر پاؤ گی"۔۔۔وہ دبے لفظوں میں بہت کچھ جتاتا ہمیشہ کی طرح اس کا ہاتھ لبوں سے چھو کر سینے سے لگا گیا تھا

۔۔۔

تو نینا شاہ اپنے ہاتھ کے نیچے اس کے دل کی دھڑکنوں کو محسوس کرتی بنا کچھ بولے چہرہ موڑ گئی۔۔۔

ایک بار پھر سے گاڑی میں دو نفوس کر درمیان گہری خاموشی چھا گئی تھی اور نینا شاہ دل ہی دل میں یارم شاہ کے ساتھ کہیں نا جانے کا تہیہ کر چکی تھی۔۔۔

مزید چند منٹ گزرے تھے اور یارم شاہ نے گاڑی یونیورسٹی کی پارکنگ میں کھڑی کی تھی۔۔۔

اور پھر اسے بیٹھے رہنے کا اشارہ کرتا خود اتر کر اس کی جانب آیا تھا اور اس کی سائیڈ کا دروازہ کھول کر اس کی جانب ہاتھ بڑھایا تو نینا ناراضگی سے منہ پھیر گئی۔۔۔

نین۔۔۔ضد مت کیا کرو۔۔۔ایسے تم پر بے تحاشا پیار آتا ہے اور میں اگر" پیار جتانے بیٹھ گیا تو پھر تمہیں ہی شکوہ ہو گا"۔۔۔وہ اس کے پھولے چہرے

کو دیکھ کر دلفریب انداز میں مسکراتا بولا تھا۔۔۔جبکہ سیاہ آنکھوں میں چمک دیدنی تھی۔۔۔۔

تو اس کی معنی خیز بات پر نینا نے سخت نظروں سے گھورا۔۔۔۔

تعریف تو کرتے نہیں۔۔۔۔پیار آتا ہے"۔۔۔وہ برہم لہجے میں بولتی آخر" میں اس کا جملہ دوہراتی بڑبڑائی۔۔۔۔

تمہاری سوئی ابھی تک وہیں اٹکی ہوئی ہے"۔۔۔۔اب کی بار یارم شاہ نے" تیز نظروں سے دیکھا۔۔۔۔اور اسے باہر نکلنے کا اشارہ کیا۔۔

خوبصورتی کی تعریف کی جاتی ہے"۔۔۔۔وہ اس کے ہاتھ پر چٹکی کاٹ کر" پھر ہاتھ رکھتی زمین پر پیر رکھتی بولی۔۔۔تو یارم شاہ نے اس کے نازک ہاتھ ہے گرفت مضبوط کی تھی۔۔۔۔

کوئی خوبصورت لگے گی تو تعریف بھی کر دوں گا"۔۔۔وہ اسے اپنے ساتھ"
لیے آگے بڑھتا بے نیازی سے بولا تو نینا کا منہ حیرت سے کھل گیا۔۔۔
مطلب میں آپ کی نظروں میں خوبصورت نہیں ہوں"۔۔۔اس نے"
صدمے سے گھرے استفسار کیا۔۔۔
نہیں"۔۔۔اس نے سہولت سے نفی میں گردن ہلا کر نینا کو سلگایا تھا۔۔۔"
چھوڑو میرا ہاتھ"۔۔۔میں خود چلی جاؤں گی"۔۔۔وہ بھڑک کر بولی۔۔۔"

وہ اس جنگلی شریف آدمی کی ایک جنگلی عورت تھی۔۔۔

یہ ہاتھ تو قیامت تک نہیں چھوٹے گا۔۔۔اس لیے چپ چاپ ساتھ چلو""
۔۔۔وہ اس کے شانے سے ڈھلکتی شال درست کر کے اسے اپنی حفاظت
کے گھیرے میں لیے مسرور سا مسکراتا اندر بڑھ گیا۔۔۔۔

وہ جیسے ہی حال میں انٹر ہوئے تھے کہ جبھی نینا کی کلاس فیلو اس کی جانب بڑھی تھیں تو دوسری جانب یارم کے دوست آئے تھے۔۔۔

وہ لوگ ان دونوں کو کھینچ کر اپنی اپنی سائیڈ لے گئے تھے۔۔۔

نینا بلیک فراک میں لیمن رنگ کا دوپٹہ سر پر لیے جس میں سے اس کے بالوں کی کچھ لٹیں چہرے پر پڑیں اس کے حسن میں چار چاند لگا رہی تھیں کندھوں پر شال لیے وہ سب سے مختلف اور بے پناہ خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔

دوسری جانب یارم شاہ بھی اپنے دوستوں میں اپنے قد کاٹھ اور وجاہت میں بلا کا ہینڈسم لگ رہا تھا۔۔۔

فنکشن پوری آب وتاب سے جاری تھا۔۔۔ مدھم ڈسکو لائیٹس میں ہلکا پھلکا سا میوزک ماحول کو طلسماتی بنا رہا تھا۔۔۔ جبکہ لڑکیاں لڑکے قدرے سائیڈ پر ایک دوسرے سے باتوں میں مصروف لگ رہے تھے۔۔۔

یارم اور نینا نے اپنے اپنے فرینڈز میں اپنے نکاح کا بتایا تھا تو وہ سب بہت خوش ہوئے تھے۔۔۔

جبکہ ان سے قدرے فاصلے پر تین لڑکوں کا ٹولہ مسلسل نینا شاہ کو نظروں کے حصار میں لیے ہوئے تھا۔۔۔

اس کو چھونے کی حسرت ہی رہ گئی"۔۔۔نینا کی کلاس کا ہی ایک لڑکا بلال" ربانی جس کی گندی نظریں نینا پر ہی رہتی تھیں کہ آج اس کو اس روپ میں دیکھ کر سرد آہ بھرتا بولا تھا۔۔۔

وہ یارم شاہ سے تھپڑ بھی کھا چکا تھا۔۔۔کہ وہ اس کی بے لگام نگاہیں نینا پر مرکوز دیکھ کر اسے واضح دھمکی دے کر آخری بار تنبیہہ کر چکا تھا جس کے بعد وہ لڑکا نینا کو چوری چوری دیکھتا یارم شاہ پر پیچ وتاب کھا کر رہ جاتا۔۔۔

وہ یارم سے نینا کے ذریعے اپنی بیعزتی کا بدلہ لینا چاہتا تھا مگر یارم سائے کی طرح نینا کے ساتھ رہتا تھا کہ بلال کڑھ کر رہ جاتا۔۔۔

ہر وقت تو وہ سالہ یارم اس کے ساتھ چپکا ہوتا ہے"۔۔۔اس کا ساتھی بھی" منہ بنا کر بولا۔۔۔

کہ اب ان کا بدلہ ادھورا رہ جائے گا کیونکہ آج ان کا یونیورسٹی میں لاسٹ ڈے تھا۔۔۔

آج تم اپنے ارمان پورے کر سکتے ہو"۔۔۔یا یوں کہو کہ یارم شاہ سے اپنی" بیعزتی کا بدلہ لے سکتے ہو"۔۔۔۔تیسرا شیطانی مسکراہٹ لبوں پر جمائے پر اسرار سا بولا تھا تو ان دونوں کی آنکھیں چمکیں۔۔۔۔

اس نے جو مجھے تھپڑ مارا تھا میں کیسے بھول سکتا ہوں"۔۔۔بلال دائیں گال" پر ہاتھ رکھے نفرت سے یارم شاہ کو دیکھتا گویا ہوا۔۔۔۔جو اپنے دوستوں میں کھڑا کسی بات پر مسکراتا نینا شاہ کو نظروں کے حصار میں لیے ہوئے تھا۔۔۔

کہ جبھی بلال ربانی نے مکروہ انداز میں مسکرا کر پاس سے گزرتے ویٹر کو روکا تھا۔۔۔اور اس کے کان میں کچھ کہتا زبردستی ہاتھ میں پانچ ہزار کا نوٹ تھما گیا

تھا تو ویٹر چہرے پر چمک لیے سر ہلاتا لڑکیوں کے جھرمٹ کی جانب بڑھا

یار م کیسا ہے تو۔۔۔مبارک ہو تیری سیلیکشن ہو گئی"۔۔۔جبھی اندر آتا" حاشر یارم کو دیکھ کر چہک کر بولا اس کے گلے ملا تھا۔۔حاشر یارم کا دوست تھا جو پچھلے ایک ماہ سے یو کے تھا اور آج ہی آیا تھا۔۔۔

ویسے تو وہ اسے کال پر بارہا بار مبارک سے نواز چکا تھا اب چونکہ وہ فیس ٹو فیس مل رہے تھے تو ایک بار پھر سے بولا۔۔۔

ایک اور مبارک بھی دو جناب کو"۔۔۔رامش نے یارم کے کندھے پر ہاتھ" رکھتے حاشر سے کہا۔۔۔

وہ کیا"۔۔۔مقابل نے اچھنبے سے پوچھا۔۔۔"

جناب اسی ہفتے نکاح کر رہا ہے۔۔۔نینا سے"۔۔۔رامش نے بتایا۔۔۔"

ارے ارے۔۔۔میرے یار چھکے پے چھکے ماری جارہا تو"۔۔۔۔"

وہ شریر ہوتا یارم کا صدقہ اتارنے لگا تو یارم نے اس کے ہاتھ جھٹکے۔۔۔

یہ دادیوں والی عادات ابھی تک گئیں نہیں"۔۔۔۔اس کو اپنے ماتھے پر"

بوسہ کرتے دیکھ وہ جل کر بولا۔۔۔

نہیں تمہارے بچوں کو دادی مل جائے گی اور کیا چاہیے"۔۔۔حاشر نے "

آنکھیں دیکھائیں۔۔۔۔

ان کی اصل دادی ہے"۔۔۔یارم نے گھورا۔۔۔"

میں بھی تھوڑا پیار کرلوں گا تجھے کیا مسئلہ ہے"۔۔حاشر بضد ہوا۔۔۔۔"

چاچو بن کر کریں تو ٹھیک ورنہ تھرڈ جینڈر بننے کے شوق کہیں اور پورے"

کر"۔۔۔۔یارم نے آنکھیں گھما کر کہا تو باقی سب کے قہقہے نکلے۔۔۔اور

حاشر نے اس کے کندھے پر دھموکہ جڑا۔۔۔۔

سالے تجھے عزت راس ہی نہیں"۔۔۔۔وہ ہاتھ نچا کر بولا۔۔۔"

دادی راس نہیں"۔۔۔یارم شاہ نے مسکراہٹ دبائے کہا کہ ب"

سب کا چھت پھاڑ قہقہہ گونجا تھا۔۔۔

لو جی ابھی شہر بسا نہیں لٹیرے پہلے آ گئے"۔۔۔رامش نے یارم کی شادی"

اور بچوں کا اشارہ دیا کہ ان کے قہقہوں سے ایک بار پھر سے محفل زعفران

ہوئی۔۔۔۔

اور پھر وہ سب ایک دوسرے کو تنگ کرتے باتوں میں مگن ہو چکے تھے

۔۔۔۔

جبکہ دوسری طرف نینا جو اپنے دھیان میں کھڑی تھی کہ ان کو کولڈ رنک

سرو کرتا ویٹر نا محسوس انداز میں ڈرنک اس کے ڈریس پر گرا گیا تھا۔۔۔تو نینا

یکدم ہڑبڑا سی گئی۔۔۔۔

سوری میم"۔۔۔ویٹر نے مصنوعی شرمندگی کا اظہار کرتے معافی مانگی"

۔۔۔

اٹس اوکے "۔۔وہ اپنے دوپٹے اور فراک پر ایک نظر ڈالے منہ بنا کر بولی تو"

وہ فوراً سے وہاں سے ہٹ گیا۔۔۔

میں ابھی آتی ہوں "۔۔۔نینا نے مسکان سے کہا۔۔۔"

میں ساتھ چلوں "۔۔۔"

نہیں نہیں۔۔۔تم لوگ انجوائے کرو "۔۔۔وہ سر جھٹک کر کہتی وہاں سے "

نکل کر واشروم کی جانب بڑھی گئی۔۔۔تو وہ لڑکے جو اسی انتظار میں تھے

پلین کامیاب ہوتا دیکھ وہ بھی لمحے میں اس کے پیچھے بڑھے تھے۔۔۔

نینا لیڈیز واشروم میں آتی جلدی سے شال اور دوپٹہ اتار کر کپڑوں پر گری

کولڈرنک صاف کرنے لگی تھی۔۔۔

اسے بمشکل دو منٹ ہی ہوئے تھے کہ جبھی اسے اپنے پیچھے کسی کی موجودگی کا

احساس ہوا۔۔۔اسے لگا کہ مسکان ہو گی۔۔۔۔جبھی وہ مصروف سی اپنے

پیچھے کھڑے وجود سے مخاطب ہوئی۔۔۔

مسکان یہ میرے بال ہٹانا"۔۔۔اپنے ہاتھوں میں دبے دوپٹے کے پلو کو" ٹیپ کے نیچے کرتی وہ اپنے چہرے پر آئے بالوں کی وجہ سے بیزاری ہوئی تھی

۔۔۔۔

کہ پیچھے کھڑا بلال اس کو بنا دوپٹے کے آئینے میں دیکھ کر ہوش گنوا بیٹھا تھا ۔۔۔جبھی اس کے مخاطب کرنے پر آگے بڑھ کر اس کی پشت پر ہاتھ پھیر کر اپر کی جانب بڑھاتا اس کے چہرے سے بال ہٹانے لگا۔۔۔کہ وہ جو منہ دھیان تھی مقابل کے غلیظ لمس محسوس کر کے اس نے جھٹکے سے سر اٹھا کر سامنے لگے آئینے میں دیکھا تو اپنے پیچھے کھڑے بلال کو دیکھ کر اس نے تنفر سے اس کا ہاتھ دور جھٹکا تھا اور شرر بار نگاہوں سے دیکھتی پھرتی سے دور ہوئی۔۔۔۔

یہ کیا واہیات حرکت ہے۔۔۔اور تم یہاں کیا کر رہے ہوں"۔۔۔وہ اپنے" گرد دوپٹہ اوڑھے برہم لہجے میں بولی تو مقابل خباثت سے مسکراتا نینا کو چھوا ہاتھ لبوں سے لگا گیا۔۔۔۔

تمہیں چھونے کی آج میری حسرت پوری تو ہوئی مگر اب تمہاری نازک کمر" مجھے بری طرح تڑپا گئی ہے۔۔۔اور اب تمہیں باہوں میں بھر کر تمہارے سارے پردے گرانے کی حسرت جاگ اٹھی ہے"۔۔۔وہ انتہائی گندی نظروں سے اس کے وجود کو دیکھتا مکروہ انداز میں بولا تھا کہ نینا شاہ اس کے منہ سے فحش سن کا آگ بگولہ ہوتی لپک کر اس کے منہ پر پے در پے تماچے جڑ گئی تھی۔۔۔

کہ وہ جو اس افتاد کے لیے تیار نا تھا یکدم سے ہڑ بڑا سا گیا تھا۔۔۔

تم نے مجھے ہلکے میں لیا۔۔۔گالی۔۔۔تیرے ٹکڑے کر کے میں کتوں کو" کھلا کر تیری حسرت پوری کروں گی۔۔۔گند کی اولاد"۔۔

وہ پھر کر اس کا منہ نوچ چکی تھی کہ اپنی آنکھوں میں اس کے ناخنوں کی چھبن پر اس کے منہ سے بے ساختہ چیخ نکلی جبکہ وہ مغلظات بکتا اس کے بال دبوچ گیا۔۔۔

تونینا شاہ نے بجلی کی تیزی سے اس کے پیٹ میں گھٹنا جڑا تھا کہ وہ زور سے زمین پر گرا تڑپ اٹھا۔۔۔

جبھی دھڑام کی آواز پر دروازے کے باہر کھڑے اس کے دوست اندر بڑھے۔۔۔

اور فرش پر بلال کو گرے دیکھ وہ بھی گالیاں بکتے خطرناک تیور سے نینا شاہ کی جانب بڑھے۔۔۔

وہ جو سمجھ رہی تھی وہ اکیلا ہے اس کے چیلوں کو اندر آتا دیکھ کر اس کا چہرہ سراسیمہ ہوا تھا۔۔۔

یارم جو دوستوں میں مگن کھڑا کچھ دیر کے لیے نینا سے نظریں ہٹا گیا تھا۔۔۔ کہ اب اچانک اس کی نظر لڑکیوں کی جانب اٹھی تو نینا نظر نا آئی۔۔۔اس نے بے چینی سے طائرانہ نگاہ پورے حال میں دوڑائی مگر وہ کہیں نا دکھی۔۔۔تو

یارم کے ماتھے پر بل پڑے۔۔۔وہ دوستوں سے ایکسکیوز کرتا لڑکیوں کی جانب آیا۔۔۔

نینا کہاں ہے"۔۔۔اس نے مسکان سے پوچھا۔۔۔"

اس کے کپڑوں پر کولڈ رنک گر گئی تھی تو واشروم گئی ہے"۔۔۔مسکان" نے مسکرا جواب دیا تو وہ لب بھینچے تیزی سے وہاں سے نکلا تھا۔۔۔

اب بتا سالی۔۔۔بہت ہمت ہے تجھ میں۔۔۔کہ تو مجھے اکڑ دیکھائے گی" ۔۔۔مجھ پر ہاتھ اٹھائے گی۔۔۔آج تیری وہ حالت کروں گا کہ دنیا سے منہ چھپاتی پھروں گی"۔۔۔بلال ربانی طیش میں گرجا تھا اور اس کی جانب بڑھا ۔۔۔اس کے دونوں دوست بھی اس کے ساتھ تھے۔۔۔۔

خبردار اگر میرے قریب بھی آئے تو۔۔۔ورنہ یارم شاہ تمہیں زندہ نہیں" چھوڑے گا"۔۔۔وہ ان تینوں کو اپنی جانب آتا دیکھ چیخ کر بولی تھی۔۔۔

اس سے بھی نمٹ لوں گا پہلے تمہیں تو اپنی پاور زدیکھا دوں"۔۔۔وہ ایک"
لمحے میں اسے دبوچے اس کی پشت پر گرفت ڈالنے کی کوشش کرتا غلیظ
خیالات سے بولا تھا کہ نینا شاہ نے اپنے دفاع میں ہاتھ پاؤں چلانے چاہے
تھے پر بلال ربانی کے چیلے اس کو دائیں بائیں بازوں سے پکڑ گئے تھے۔۔۔
بڑا بہادر کیڑا ہے تم میں۔۔۔آج اسے مارنا ہی پڑے گا"۔۔۔وہ اس کے "
نڈر انداز پر چوٹ کرتا اس کے گلے کی جانب ہاتھ بڑھا کر دوپٹہ کھینچنے لگا تھا کہ
جبھی ٹھاہ کہ آواز سے دروازہ کھلا تھا۔۔۔
سامنے ہی وہ چہرے پر چٹانی تاثرات سجائے لہوں رنگ آنکھوں سے انہیں
گھورتا اندر آیا تھا کہ یارم شاہ کو دیکھ وہ تینوں گھبرائے تھے۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ تینوں کچھ کر پاتے یارم شاہ کا قہر ان پر ٹوٹ کر برسا تھا
۔۔۔۔

وہ لمحوں میں تینوں کو روئی کی طرح دھنک کر رکھتا انہیں لہولہان کر گیا تھا

جبکہ نینا شاہ ان کو اگنور کیے واش بیسن پر جھکی اپنے ہاتھوں اور چہرے سے اس کا گندہ لمس مٹا رہی تھی۔۔۔ان کو ادھ موئی حالت میں مبتلا کر کے یارم نے پاکٹ سے فون نکال کر کسی کو میسج کیا تھا اور نینا کی جانب بڑھا۔۔۔

تم ٹھیک ہو"۔۔۔اس نے اسے بازو سے پکڑ کر اپنے قریب کرتے دائیں" گال پر ہاتھ رکھے پریشانی سے پوچھا۔۔۔

آپ کے ہوتے ہوئے مجھے کچھ نہیں ہو سکتا"۔۔۔وہ مسکرا کر بولی تو یارم" شاہ نے گہری لودیتی نگاہوں سے اس کے دھلے دھلے چہرے کو دیکھا۔۔۔

نین تم میرے ہاتھوں سے یہ دنیا ختم کروادو گی"۔۔۔"

وہ اس کی کھڑی مغرور ناک پر ٹھہری پانی کی بوند کو لبوں سے چھن کر گھمبیرتاً بولا تھا۔۔۔تو نینا شاہ نے گھورا۔۔۔

دنیا کا کیا قصور ہے "۔۔۔وہ گہرا سانس بھر کر بولی۔۔۔۔"

جو تمہیں چھونے کی کوشش کرے گا وہ مرے گا۔۔اس لیے نہیں چاہتی " کہ میری درندگی دنیا دیکھے۔۔۔جلد از جلد میری قید میں آجاؤ"۔۔۔

وہ سائیڈ پر پڑی شال اس کے شانوں پر پھیلائے سرد لہجے میں گویا ہوا تھا

۔۔۔۔

تو اس کی شدت پسندی پر نینا مسکرا اٹھی۔۔۔

جبھی باہر سے کسی کے قدموں کی آواز آئی تھی اور چند باوردی افراد نظریں جھکائے اندر آتے ان کو اٹھا کر لے گئے تھے۔۔۔۔

ان کے پیچھے یارم بھی نینا کے گرد بازو پھیلائے اپنے حصار میں لیے باہر آیا ۔۔۔اس کا رخ پارکنگ کی جانب تھا۔۔۔معاً نینا کا دل بھی اُچاٹ ہو گیا تھا

جبھی چپ چاپ اس کے ہمراہی میں چل پڑی۔۔۔ مگر من میں مچلتا سوال پوچھنا نہیں بھولی تھی۔۔۔۔

کیا آپ نے انہیں چھوڑ دیا"۔۔۔نینا نے اس کے سپاٹ چہرے پر نگاہیں" جمائے استفسار کیا۔۔۔ کہ پہلے تو وہ اسے زبردستی مارنے سے روکتی تھی اور آج وہ اتنی آسانی سے انہیں چھوڑ گیا تھا۔۔۔ جبکہ اس بار تو بلال ربانی نے اسے چھونے کی گستاخی بھی کر ڈالی تھی۔۔۔ جانتے بوجھتے بھی یارم انہیں چھوڑ گیا تھا اسے یہ بات ہضم نا ہو رہی تھی۔۔۔۔

تو اس کے سوال پر یارم نے اپنے کندھے تک آتی نینا کو دیکھا تھا۔۔۔۔

موت کے بعد چھوڑوں گا"۔۔۔وہ اسے گاڑی میں بیٹھاتا بولا تھا کہ نینا نے" متحوش نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔

وہ یارم شاہ تھا۔۔۔جسے سمجھنا نینا کے بس میں نا تھا۔۔۔وہ چکرا سی گئی تھی ۔۔۔جو اس کی سوچ سے بھی زیادہ ظالم تھا۔۔۔۔

چھوڑ دیں ان کو"۔۔۔۔نینا نے اسے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے دیکھ ڈرتے" ڈرتے کہا تھا۔۔۔تو یارم شاہ نے خونخوار نظروں سے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔

تمہیں ہر بار رحم انہی پے کیوں آتا ہے جو تم پر بری نظر رکھتے ہیں"۔۔۔" جبکہ میں تم پر اچھی نظر رکھتا ہوں مگر میرے معاملے میں تو تم سے بڑا ظالم" کوئی نہیں ہوتا"۔۔۔۔وہ اسے کرارا سا جواب دے گیا تو نینا نے منہ بسورا۔۔۔۔

کیا کریں گے آپ ان کے ساتھ"۔۔۔نینا نے پوچھا۔۔۔"

یہ تمہارا دردِ سر نہیں"۔۔۔۔وہ گاڑی ریورس کرتا بولا تو نینا کو خود پر غصہ " آیا کہ وہ کیوں آئی اس جنگلی کے ساتھ۔۔۔۔۔

یہ آخری بار تھا یار م اب میں آپ ساتھ کہیں نہیں جاؤں گی"۔۔وہ اس کی"
مار دھاڑ والی عادت سے عاجز آتی بولی۔۔۔۔
اور تم ہر بار میرے ساتھ جاؤ گی۔۔۔ورنہ کہیں جاؤ گی ہی نہیں"۔۔۔"
وہ گاڑی روڈ پر ڈالے حتمی انداز میں بولتا نینا کو پتنگے لگا گیا تھا۔۔۔
وہ غصے سے کھولتی ہوئی رخ موڑ گئی۔۔۔۔
تو وہ بڑی سہولت سے ہاتھ بڑھا کر اسے خود کی جانب کھینچ گیا تھا۔۔۔
اس افتاد پر نینا نے سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔۔۔
مجھ سے رخ موڑ کر مجھے سخت قدم اٹھانے پر مجبور مت کرو"۔۔۔وہ"
شدت پسندی کے اول درجے پر پہنچا بے قراری سے بولا تھا اور اس کا سر اپنے
شانے سے لگا گیا تو نینا شاہ بنا کچھ بولے ہولے سے مسکرا دی تھی۔۔۔
ایک سیر تھا تو دوسرا سوا سیر تھا۔۔۔وہ دونوں ایک دوسرے سے بڑھ کر"
ایک دوسرے کو چاہتے تھے"۔۔۔

وہ دونوں ایک دوسرے کے دیوانے تھے۔۔۔

!! پاگل، عاشق سر پھرے دیوانے

ایلی۔۔۔ایلی"۔۔۔"

جوہن۔۔۔جوہن"۔۔۔"

کمون۔۔۔ایلی۔۔۔جوہن"۔۔۔۔"

کیمبرج یونیورسٹی کے پلے گراونڈ میں موجود دو نفوس پھرتی سے ایک دوسرے سے فٹبال اچکنے کے لیے آگے پیچھے دوڑ رہے تھے۔۔۔
جبکہ ارگرد سٹوڈنٹس پر جوش سے انہیں دیکھ کر ایلی اور جوہن رابرٹ کے نام کے نعرے لگاتے ان کو فٹ بال کا گول کرنے میں حوصلہ بڑھاتے کسی ایک کو شرط جیتنا دیکھنے کے لیے بے تاب نظر آرہے تھے۔۔۔

کہ جبھی ایلی نے گھوم کر بائیں پیر کی مدد سے بال کو کچھ اس انداز سے ہٹ کیا تھا کہ بال ہوا میں اڑتی ہوئی جو پوری شدت کے ساتھ سامنے کھڑے جال ہاؤس میں جا گری تھی۔۔۔

اور اس کے ساتھ ہی ایلی کے نام کا شور زور پکڑ چکا تھا۔۔۔ جبکہ جوہن منہ بنا کر سر کے پیچھے بالوں میں ہاتھ پھیر کر کندھے آچکا گیا۔۔۔

تو ایلی کے دلکش چہرے پر خوبصورت مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔۔۔

جوہن نے اسے دیکھ کر تعیدی انداز میں ایبرو اچکائی تھی۔۔۔

ایلی سے جیتنا ناممکن ہے"۔۔۔"

جبھی وہ گرے آنکھوں والی حور شمائل لڑکی فل ٹائیٹ جینز شرٹ میں ملبوس سلکی براؤن بالوں کی پونی ٹیل جھلاتی انگریزی میں ایک ادا سے بولی تھی۔۔۔

اور پھر آگے بڑھ کر جوہن کے گلے لگتی اس کی باہوں میں جھول گئی تھی

۔۔۔تو جوہن نے بڑی چاہت سے اس کے گرد حصار باندھا تھا۔۔۔

تم وہ پہلی لڑکی ہو ایلی جس سے ہار کر مجھے سکون ملتا ہے۔۔۔ورنہ تو اچھے اچھے جو ہن کے نام سے گھبرا اٹھتے ہیں"۔۔۔۔وہ اسے باہوں میں بھارے چاہت سے بولا تھا۔۔۔

اور مجھے تمہیں ہارا کر"۔۔۔۔ایلی چہک کر بولی تھی۔۔۔"

تو اسی لمحے گراؤنڈ سے گزرتے دو سلگتی سرخ نگاہوں نے ان دونوں کو لپٹا دیکھا تھا۔۔۔تو تن من میں ایک الاؤ دہک اٹھا تھا۔۔۔

وہ والہانہ جو ہن کے گلے لگی کھڑی مسکرا کر دور کھڑے شخص کی رگوں میں بہتا خون کھولانے کی وجہ بنی تھی۔۔۔کہ وہ ضبط سے مٹھیاں بھینچے ایک وحشت بھری نگاہ ان پر ڈالے پرنسپل آفس کی جانب بڑھ گیا۔۔۔

آج رات آٹھ بجے تم دونوں کی ریس ہے تیار رہنا"۔۔۔۔"

گروپ میں کھڑے ہنسی مزاق کرتے جولی نے ان دونوں کو آگاہ کیا۔۔۔تو وہ دونوں سر ہلا گئے۔۔۔

واؤ ڈیشنگ مین"۔۔۔۔جبھی جولی کی نظر بائیں جانب عباس شاہ پر پڑی" تھی جو بلیک پینٹ شرٹ میں ملبوس، کف فولڈ کیے، گھنے بال ماتھے پر بکھیرے، فون کان سے لگائے لب بھینچے سنجیدہ سا پارکنگ میں کھڑی اپنی گاڑی کی جانب بڑھ رہا تھا۔۔۔کہ جولی کی چیخ پر سب نے بے ساختہ اس یونانی دیوتاؤں کی آن بان والے شہزادے کو دیکھا تھا تو سب کے منہ سے ستائشی کلمات برآمد ہوئے تھے۔۔۔

جتنا پیارا ہے اتنا ہی مغرور ہے"۔۔وہ اس کی شاہانہ چال پر جملہ کستی بولی"

۔۔۔

نیو کمر ہے۔۔۔ریکنگ تو بنتی ہے یار"۔۔۔۔انہیں کے گروپ میں بوبی کی" آواز اُبھری۔۔۔۔

اسے دیکھ کر لگ رہا ہے ء کہ وہ ہم سے مات کھائے گا"۔۔۔ جبھی جولی" عباس شاہ کے قد کاٹھ اور مضبوطی کسرتی شانے دیکھ کر بوبی کو آنکھیں دیکھاتی بولی۔۔۔

وہ پوری طرح مقابل پر فدا ہوئی تھی۔۔۔ جس کے خوبصورت نقوش میں ایک کشش تھی کہ جو دیکھتا وہ بار بار دیکھتا ہی رہ جاتا تھا۔۔۔

ویسے پاکستانی ہے"۔۔۔دماغ ان کا بہت چلتا ہے بس استعمال نہیں کرتے" ،کیا لگتا ہے یہ کرے گا"۔۔۔اب کے کسی اور کی آواز اُبھری۔۔۔

کیوں نا اس کا بیئر لیول ہی چیک کیا جائے"۔۔۔ایڈی نے بھی ٹکڑا لگانا" ضروری سمجھا۔۔۔

ہاں ہاں ضرور"۔۔۔۔توسب کی کورس میں آواز بلند ہوئی۔۔۔۔ "

مگر ایلی ان کو بغیر جواب دینے فٹ بال انگلی پر گھماتی بس ان کی باتیں سن کر کر منہ بنا رہی تھی۔۔۔

ایلی وہ تمہاری کنڑی کا ہے تو یہ شب کام بھی تم کرو"۔۔۔۔جو ہن نے "

اسے مخاطب کیا۔۔۔

میری کنڑی یہ ہے"۔۔۔۔ایلی نے بھڑک کر آنکھیں دیکھائیں۔۔۔تو وہ"

گہرا مسکرا دیا۔۔۔

ہاں پھر یہ بال تم مارو اسے کیونکہ تمہارا نشانہ اچھا ہے یار"۔۔۔وہ سب بضد "

ہوئے۔۔۔

اگراس نے کچھ کہاتو"۔۔۔حقیقتاًوہ اس کی ساحرانہ پرسنیلٹی سے خوفزدہ" ہوئی تھی۔۔۔اسے لگ رہاتھاکہ اگرسوئے شیر کو چھیڑاتووہ غصے میں آکر انہیں ہمیشہ کے لیے سلادے گا۔۔۔۔

اس کے چہرے پر چھائے تاثرات بہت سنجیدہ تھے کہ اس کادل ڈول اٹھاتھا

۔۔۔

اوووایلی تم ڈررہی ہواس سے"۔۔۔وہ سب قدرے حیرت سے بولے"

۔۔۔۔

میں ڈرتی نہیں ہوں"۔۔۔ایلی غصے سے بولی۔۔۔"

ہم نے آنے والے ہر سٹوڈنٹ کی ریگنگ کی ہے توتم اس کو کیوں بخش رہی" ہو۔۔ہم کیا سمجھیں"۔۔۔۔جوہن نے اسے چھیڑا۔۔۔

جبھی وہ غصے سے کھولتی پورے زور سے بال پھینک چکی تھی کہ وہ جو گاڑی میں بیٹھ رہا تھا اس نے بجلی کی تیزی سے پلٹ کر بال اپنے ہاتھوں میں قید کی تھی۔۔۔

اور گہری سیاہ آنکھوں میں سرد تاثر لیے جن نظروں سے ایلی کو دیکھا تھا پل بھر کے لیے وہ گھبرا اٹھی تھی۔۔۔

جبکہ باقی سب اس کی اس قدر پھرتی پر حیران رہ گئے تھے۔۔۔

ایک جانب وہ دس نفوس کا ٹولہ جس میں تین لڑکیاں اور سات لڑکے تھے ۔۔۔جواب پارکنگ میں کھڑی اپنی اپنی گاڑیوں اور بائیک سے اتر کر مقابل کو دیکھ رہے تھے۔۔۔

اور ایک جانب عباس شاہ خونخوار نظروں سے انہیں گھورتا گویا بھسم کرنے کے درپر تھا۔۔۔

اوئے بال لے کر یہاں آؤ"۔۔۔جبھی جوہن نے اونچی آواز میں اسے "
مخاطب کیا تو مقابل نے سرد نگاہوں کا زاویہ جوہن پر مرکوز کر کے ائیبرو
اچکائی۔۔۔

سنا نہیں بال لے کر یہاں آؤ"۔۔۔۔وہ پھر سے بولا۔۔۔"
مجھے حکم دینے والا کوئی پیدا نہیں ہوا۔۔۔ہمت ہے تو یہاں سے آ کر لے جا"
بال"۔۔۔وہ بھاری بے لچک لہجے میں بولا تھا کہ ان سب نے ششدر
نظروں سے اسے دیکھتا۔۔۔

تمہاری اتنی جرات۔۔۔یو بلڈی"۔۔۔۔۔جوہن یکدم غصے سے بولا تھا"
۔۔۔ایلی کو بھی اس پر شدید غصہ آیا تھا جو انہیں اکڑ دیکھا رہا تھا۔۔۔اسے
غصہ تو اس شخص کی آنکھوں میں اپنے لیے بے پناہ نفرت پر آیا تھا۔۔۔

معاً عباس شاہ نے اسے سمجھنے کا موقع دیے بغیر بال کچھ اس انداز سے پھینکا تھا کہ وہ سیدھا جوہن کے سر سے زوردار ٹکرا کر ایلی کو بھی سلامی پیش کر گیا تھا۔۔۔

توسب کے منہ حیرت سے کھل گئے تھے۔۔۔کہ بے ساختہ وہ دونوں اپنے سر تھام گئے تھے۔۔۔

انہیں مقابل سے اس ری ایکشن کی توقع نا تھی۔۔۔

وہ ایسا ہی تھا توقع پر پورا اترنا اس کی شان کے خلاف تھا۔۔۔وہ اپنی مرضی کا مالک تھا۔۔۔اور جو اسے حکم دینے کی کوشش کرتا تھا وہ اسے غلام بنانا فرض سمجھتا تھا۔۔۔

آج کے بعد میری جرات جاننے کی گستاخی مت کرنا۔۔۔ورنہ تم لوگوں کا" گوشت ہڈیوں سے جدا نظر آئے گا"۔۔۔

عباس شاہ خطرناک انداز میں بولا تھا اور ایک تنفر بھری نظر ایلی پر ڈالی۔۔۔

فک مین آئی ول کل یو باسٹرڈ"۔۔۔۔جو ہن غرایا تھا اور وہ سب تن فن" کرتے عباس شاہ کی جانب بڑھے تھے۔۔۔جو پر سکون انداز میں کھڑا تھا

۔۔۔

ہاؤ ڈئیر یو"۔۔۔جبھی ایلی غصے سے چیختی آگے بڑھتی اس کو گریبان سے" پکڑنا چاہا تھا کہ مقابل اس کی کوشش ناکام بنا کر اس کے ہاتھ کو مروڑ گیا

۔۔۔۔

مس اپنے جزبات اور ہاتھوں کو قابو میں رکھیں۔۔۔اگلی بار ایسی حرکت کی" تو یہ ہاتھ توڑ کر آپ کی گردن کے ساتھ باندھ دوں گا"۔۔۔۔وہ برفیلے لہجے میں پھنکارا تھا اور اس کو دور جھٹکا تھا کہ وہ گرتے گرتے بچی۔۔۔۔

اہانت کے مارے اس کے انگریزوں جیسے نقوش میں سرخیاں گھل آئیں تھیں۔۔۔

یو اسٹوپڈ"۔۔۔وہ ہاتھ سہلاتی طیش کے عالم میں گرجی تھی۔۔۔"
شٹ یور ماؤتھ"۔۔۔"مجھ سے سوچ سمجھ کر الجھنا۔۔ورنہ خود کو کبھی" سلجھا نہیں پائیں گی"۔۔۔
وہ اپنے ازلی انداز میں آتا دھاڑا تھا۔۔کہ بے ساختہ سب گھبرا اٹھے تھے۔۔۔
مگر یہ صرف چند لمحے کے لیے تھا۔۔۔

مجھ پر شاؤٹ کرنے والے کو میں جہنم میں بھیجتی ہوں ڈیم مین"۔۔۔وہ" چینگھاڑی تھی۔۔۔اسے مقابل کھڑا یہ شخص زہر سے بھی زیادہ برا لگا تھا

۔۔۔

مگر اس بار جہنم میں آپ جائیں گی"۔۔۔وہ ہنوز انداز میں بولا تھا۔۔۔"

یو"۔۔۔ایلی نے چیخ کر مقابل پر ہاتھ اٹھانا چاہا کہ وہ بیچ ہوا میں اچک گیا"

۔۔۔۔

ڈونٹ"۔۔۔مجھے وحشی روپ دیکھانے پر مجبور مت کریں۔۔۔میں"
بہت خطرناک ہوں۔۔آپ سہہ نہیں پائیں گی"۔۔۔

وہ تھوڑا سا اس کے کان کی جانب جھکتا سرد آواز میں اسے وارن کرتا اس کے ہاتھ پر دباؤ بڑھا کر چھوڑ گیا تو وہ سرخ چہرے اور سرخ ہوتی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔

سمجھتے کیا ہو تم خود۔۔۔آج تمہارا وہ حشر کریں گے کہ دوبارہ اس یونیورسٹی" میں آنے کا سوچو گے بھی نہیں"۔۔۔

جوہن، ایڈی، بوبی اسی کی جانب لپکے تھے مگر اتنی ہی تیزی سے پیچھے جا گرے تھے۔۔۔

جب عباس شاہ نے لمحے میں انہیں پٹک کر رکھ دیا تھا۔۔۔

وہ جو سمجھ رہے تھے کہ پاکستانی کچھ نہیں کر سکتے۔۔۔وہ ایک پاکستانی منٹوں میں ان انگریزوں کی بینڈ بجا گیا تھا جو اسے خود سے کمتر سمجھ کر الجھ بیٹھے تھے

۔۔۔

اس سے پہلے کہ باقی بھی آتے اور عباس شاہ کے طیش کا نشانہ بنتے جبھی ڈین وہاں آیا تھا۔۔۔

کیا ہو رہا ہے یہ۔۔۔تم لوگوں کو شرم نہیں آتی"۔۔۔"

پہلے بھی میں تمہارے گروپ کے خلاف بہت شکایات سن چکا ہوں"۔۔۔

آج تو آپ لوگوں نے حد کر دی ہے"۔۔۔وہ برہم ہوا۔۔۔

سر یہ لڑکا"۔۔۔جو ہن نے کراہتے کچھ کہنا چاہا۔۔۔"

شٹ اپ"۔۔میں تمہیں ون ویک کے لیے سٹک آف کرتا ہوں"۔۔۔وہ"
جسے گارڈ نے سب کچھ بتایا تھا اور وہ کیمرے سے بھی جوہن لوگوں کی
بدتمیزی دیکھ چکا تھا جبھی سخت ایکشن لیتا بولا۔۔۔

پر سر"۔۔۔اب کے جولی نے کچھ کہنا چاہا۔۔۔"

نکل جاؤ ابھی اور اسی وقت۔۔۔اب ایک ہفتے تک اس یونیورسٹی میں مت"
آنا"۔۔۔وہ اس کی بات بیچ میں کاٹ گیا۔۔۔اور عباس کی جانب مڑا۔۔۔

سوری مسٹر شاہ"۔۔۔ڈین نے عباس شاہ سے معزرت کی۔۔۔تو وہ"
خفیف سا سر ہلا گیا۔۔۔تو ڈین انہیں گھور کر وہاں سے چلا گیا۔۔۔

تمہیں تو ہم دیکھ لیں گے"۔۔۔جوہن درد برداشت کرتا نیچی آواز میں"
گرجا تھا۔۔۔

ضرور۔۔۔اور اس بار تمہیں بچانے کے لیے ڈین نہیں آئے گا"۔۔۔وہ" ایلی پر نگاہیں جمائے جو ہن سے بولا۔۔۔

اور مس آپ۔۔۔اپنی حد میں رہیں تو بہتر ہو گا۔۔۔میری حدوں سے" ٹکرائیں گی تو جل جائیں گی"۔۔۔

وہ ایلی کی آنکھوں میں سرد آنکھیں گاڑھے دہشت ناک لہجے میں بولا تھا کہ پل بھر کے لیے اس کی آواز سے چھلکتی وحشت پر وہ متحیر سی کپکپا اٹھی تھی

۔۔۔۔

تو وہ تنبیہہ نظروں سے اسے دیکھ کر گاڑی میں بیٹھا تھا اور گاڑی ریورس کرتا ان کی نظروں سے اوجھل ہو گیا۔۔۔

جبکہ وہ سب بت بنے اس کو جاتا دیکھتے رہ گئے۔۔۔

وہ چند لمحوں میں ان پر اپنی حیثیت باور کروا گیا تھا۔۔۔

میں نے تو پہلے ہی کہا تھا وہ ہم سے مات کھانے والا نہیں ہے"۔۔۔جولی" منمنائی۔۔۔

جبکہ باقی سب پیچ وتاب کھا کر رہ گئے۔۔۔

اس کا کچھ کرنا پڑے گا۔۔۔اس کی وجہ سے ہمیں یونیورسٹی سے نکالا گیا" "۔۔۔جوہن بڑبڑایا تھا۔۔۔جبکہ ایلی کا بھی طیش سے برا حال تھا۔۔۔

اسے مقابل کے سخت انگلیوں کا لمس ابھی تک اپنی کلائی اور ہاتھ پر محسوس ہوتا سخت برا لگ رہا تھا۔۔۔

میں گھر جا رہی ہوں"۔۔جبھی وہ بگڑے موڈ کے ساتھ بولی اور اپنی بائیک" کی جانب بڑھ گئی۔۔۔۔

لانگ شوز میں مقید قدم لاونج میں رکھتی نگاہیں فون سکرین پر مرکوز کیے وہاں بیٹھے نفوسو کو سرے سے نظر انداز کیے ارد گرد سے مکمل لاتعلقی برتے وہ اپنے کمرے میں جانے کے لیے سیڑھیوں کی جانب بڑھی تھی۔۔۔

اس کی ماں جو اسی کے انتظار میں تھی عالی کی اس لاتعلقی پر کھول اٹھی۔۔۔۔

عالی یہاں آؤ"۔۔۔"

وہ اسے زینے چڑھتا دیکھ قدرے خشک مزاجی سے بولی۔۔۔۔

اس وقت میرا دماغ بہت خراب ہے مام میں اپنے کمرے کے علاوہ یہاں" وہاں نہیں جاسکتی"۔۔۔وہ ایک گہرا سانس بھر کر بولی۔۔۔

تو شکیلہ نے بے ساختہ عباس شاہ کو دیکھا۔۔۔جو ایل ای ڈی پر نگاہیں مرکوز کیے ہوئے تھا۔۔۔

تمہارا دماغ کبھی ٹھیک بھی ہوا ہے۔۔۔یہاں آؤ"۔۔۔"

"___پاکستان سے عباس بیٹا آ

اس کی ماں آنکھیں دیکھاتی بولی ہی تھی کہ عالی اس کی بات بیچ میں ہی کاٹ گئی۔۔۔۔

مما آپ پھر سے شروع ہو گئیں۔۔۔وہ پینڈو کبھی آپ کو بھولا بھی ہے"

"۔۔۔

عالی تڑخ اٹھی تھی کہ بنالحاظ مروت رکھے ہمیشہ کی طرح چڑ کر بولی۔۔۔اس کی عباس شاہ کی جانب پشت تھی۔۔۔

توعباس شاہ جو اس کی باتیں سن کر انجان بنا ہوا تھا کہ اپنے لیے اس کے خیالات جان کر اس نے لب بھینچے اور ایک سلگتی نگاہ اس کی پشت پر ڈال کر رخ موڑ لیا۔۔۔

اس کی آنکھیں لمحے میں شدت طیش سے سرخ پڑیں تھی۔۔۔

تمیز نام کی تو تم میں چیز نہیں ہے۔۔۔میں کہہ رہی ہوں کہ عباس یہاں آیا" ہوا ہے"۔۔۔شکیلہ بے چاری اپنی بیٹی کی زبان اور عباس کے لیے الفاظ کا چناؤ دیکھ کر شرمندہ سی ہوئی تھی۔۔۔

تو میں کیا کروں۔۔۔ویسے یہ پینڈو یہاں کیا کرنے آیا ہے"۔۔۔وہ" کندھے اچکا کر بے نیازی سے بول کر قدم باقدم زینے چڑھنے لگی۔۔۔ جبکہ عباس شاہ نے سختی سے آنکھیں میچ کر گویا خود کو قابو کیا تھا۔۔۔ یہ لڑکی اس کا صبر آزما رہی تھی۔۔۔

تمہاری یونیورسٹی میں پڑھنے کے لیے آیا ہے عباس اور ابھی وہ ادھر ہی ہے" "۔۔۔

اس کی ماں نے اسے دبے دبے لفظوں میں احساس دلانا چاہا۔۔۔

مگر اس پر کہاں اثر ہو رہا تھا۔۔۔

جھولا پہن کر آ گیا ہو گا۔۔۔اسے کہیں میری یونیورسٹی میں آنے کی کوئی" ضرورت نہیں۔۔۔میری بھی ناک کٹوائے گا۔۔۔یہ پاکستانی بہت عجیب لگتے ہیں مجھے "۔۔

وہ رکھائی سے بولی۔۔۔

تو عباس شاہ نے ایک نظر اپنی ڈیشنگ پرسنیلٹی پر ڈالے آئیبرو آچکا کر گویا" رئیلی "کا تاثر دیا تھا۔۔۔

تمہارے ماں باپ اور تم بھی پاکستانی ہو۔۔۔تو کیا ہم۔ بھی عجیب لگتے ہیں" "؟۔۔۔شکیلہ بیگم سخت طیش میں آتی بولی تھی۔۔۔

یس افکورس۔۔۔یہاں رہتے ہوئے بھی آپ ان ریت رواج کو اپنائے"
ہوئے ہیں۔۔۔اب خود دیکھ لیں کبھی مجھے گھر میں انگلش بولنے دی ہو جبکہ
پتا بھی ہے کہ مجھے اردو بولنے سے کوفت ہوتی ہے"۔۔۔
وہ ہاتھ نچا نچا کر بیزاریت سے بولی۔۔۔۔

بند کرو اپنی بکواس اور نیچے آکر عباس سے ملو"۔۔۔۔"
اب اس کی ماں کا ضبط بھی جواب دے گیا تھا۔۔۔اس کی بیٹی تھی ہی بد تمیز
۔۔۔جو کہ عباس شاہ خود ملاحظہ کر رہا تھا تو وہ اس کا پردہ رکھ کر کیا کرتی
۔۔۔۔

نہیں مجھے کوئی شوق نہیں اس پینڈو کو دیکھنے اور اس سے ملنے کا"۔۔۔وہ"
نخوت سے بولی آخری زینے پر قدم رکھ گئی۔۔۔۔

اگر وہ اس کی پرسنیلٹی دیکھ لیتی تو انگلی دانتوں تلے دبا دیتی۔۔۔وہ عباس شاہ تھا۔۔۔جس کا ایک نام تھا ایک مرتبہ تھا۔۔۔ایک پہچان تھی۔۔۔جس کی ایک دنیا دیوانی تھی۔۔۔اور وہ اس عباس شاہ کو پینڈو کہہ کر اس کی شخصیت کی تزلیل کر رہی تھی۔۔۔

پر اس بات سے انجان کہ اس کے ایک ایک لفظ کا بدلہ مقابل نے باخوبی لینا تھا۔۔کہ اس کے ہوش ٹھکانے آجانے تھے۔۔۔

عزت سے بولو۔۔۔شوہر ہے وہ تمہارا"۔۔۔شکیلہ بیگم نے جھڑکا۔۔۔"

ہنہہ شوہر۔۔۔۔یہ سن سن کر میرے کان پک گئے ہیں۔۔۔"
آپ بتادیں اس کو کہ میری نظر میں اس نکاح کی کوئی ویلیو نہیں ہے۔۔۔تو یہ سارا میس ختم کرے اور اپنے ویلیج کی کسی گوار سے شادی کرے"۔۔۔
وہ اپنے کمرے کی جانب بڑھتی اونچی آواز میں بولی۔۔۔

توعباس شاہ نے سختی سے ہاتھ کی مٹھی بھینچی تھی گویا اس کو مٹھی میں مسل ڈالا ہو۔۔۔

اس کے لیے اس نکاح کی ویلیو ٹکے کی نہیں تھی یہ سوچ عباس شاہ کو سخت قدم اٹھانے پر مجبور کر رہی تھی۔۔۔۔

علیحہ "۔۔۔۔شکیلہ غصے سے چیخی۔۔۔۔"

!! بس مام آپ کو ہر وقت چیخنے کے علاوہ اور کوئی کام ہے "۔۔۔"
وہ دوبدو بولی۔۔۔تو اس کی ماں خجل سی ہوئی تھی۔۔۔۔

نان سینس "۔۔۔۔وہ گہرا سانس بھرتی بولی۔۔۔"

یس آئی ایم۔۔۔آپ کے پینڈو سے تو لاکھ گنا اچھی ہوں۔۔۔"

اب اسے چلتا کریں فوراً"۔۔۔وہ حکم دیتی ٹھاہ کی آواز سے دروازہ بند کر گئی تھی۔۔۔تو شکیلہ بیگم سر پکڑ کر رہ گئی۔۔۔۔

بہت بد تمیز ہو گئی ہے یہ لڑکی۔۔۔میری ایک نہیں سنتی۔۔ہاتھوں سے" نکل گئی ہے یہ لڑکی"۔۔۔۔

وہ نڈھال سی صوفے پر ڈھ کر رو دینے کو تھی۔۔۔

بے فکر رہیں مما ٹھیک کر لوں گا میں اسے"۔۔۔وہ سنجیدگی سے بولتا اپنی" جگہ سے اٹھا تھا۔۔۔

عباس بیٹا اس کی طرف سے میں معافی"۔۔۔"

بالکل نہیں جو کچھ وہ کہہ چکی ہے اس کا حساب میں اس سے لوں گا۔۔۔"

آپ معافی مت مانگیں"۔۔۔وہ ان کے ہاتھ لبوں سے لگاتا بولا۔۔۔تو شکیلہ فقط سر ہلا گئی۔۔۔

مجھے اجازت دیں مما"۔۔۔عباس شاہ نے مدھم لہجے میں اجازت چاہی"

۔۔۔

بیٹا کھانا تیار ہے کھا کر جانا"۔۔شکیلہ بیگم نے روکنا چاہا۔۔۔"

نہیں۔۔۔مجھے کسی ضروری کام سے جانا ہے میں پھر آؤں گا"۔۔۔۔"

وہ ان کے سر پر لب رکھے وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔۔تو عالی کی باتیں سوچ کر شکیلہ بیگم کی آنکھوں میں نمی تر آئی تھی۔۔۔جو اتنے خوبرو جوان کو اتنا کچھ کہہ گئی تھی۔۔۔

وہ بلیک جینز پر نیوی بلیو ٹی شرٹ پہنے اس پر بلیک ویس کوٹ زیب تن کیے بال جیل سے سیٹ کیے اپنے آفس میں کرسی پر براجمان ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے اضطرابی کیفیت میں مبتلا سر کرسی کی پشت سے ٹکائے ایک ہاتھ کی

مٹھی بنا کر تھوڑی کے نیچے جمائے دوسرے ہاتھ کی انگلیاں ٹیبل پر ٹیپ کرتا غیر مرئی نقطے کو غور رہا تھا۔۔۔جبکہ سوچوں کا محور حور تھی۔۔۔

اس کے آنکھوں کے گوشوں میں سرخی حائل اس کے رت جگے کی چغلی کھا رہی تھی۔۔۔

جبکہ چہرے پر چھائے تاثرات اس کے غم کا حال آشکار کر رہے تھے۔۔۔۔

آج اس کا دل حد سے زیادہ اداس تھا۔۔۔وہ اسے دیکھنے کے لیے مچل رہا تھا ۔۔۔۔اور وہ خود پر ضبط کے پہرے بٹھائے ہوئے تھا۔۔۔

بے ساختہ اس نے آنکھیں میچ کر کھولیں تھیں تو آنکھوں کے دریچوں پر حور کا عکس جھلملانے لگا تھا۔۔۔۔کہ اس کے لبوں پر پُر تکلیف مسکراہٹ در آئی تھی۔۔۔

کسی کو اس کی محبت سے ملانے کے لیے خود کو برباد کر گیا تھا وہ شخص۔۔۔

اپنی محبت کو تابوت میں بند کر کے دل کے نہاں خانوں میں دفنا گیا تھا وہ شخص

پر ایک ہوک۔۔۔ایک کسک اس کو لمحہ بہ لمحہ تڑپا رہی تھی۔۔۔۔

تم سے دور جانا ازیت ناک ہے حور۔۔۔۔اور یہ ازیت میں اپنی قسمت میں "
خود لکھ چکا ہوں "۔۔۔

اس کے لب پھڑ پھڑائے تھے۔۔۔خود اذیتی کا شکار وہ خود سے ہی روٹھا لگ
رہا تھا۔۔۔

محبت سے دستبرداری آسان نہیں ہوتی جان مانگتی ہے یا جان لیتی ہے۔۔۔۔
اور اس عاشق نے اپنی جان دی تھی۔۔۔

جیسے جیسے بچھڑنے کے لمحات قریب آرہے ہیں۔۔۔دل ویران ہورہا ہے"
یار۔۔۔مجھے لگتا کہ میں شاید ہی زندہ رہ پاؤں"۔۔۔
وہ تخیل میں اس کے مسکراتے چہرے سے گویا ہوا تھا۔۔۔

تو اس کی آخری جملوں پر حور کا عکس غائب ہوا تھا۔۔۔کہ بے ساختہ وہ تڑپ اٹھا تھا۔۔۔

حور"۔۔۔اس کے لبوں سے سرگوشی میں اس کا نام نکلا تھا۔۔۔"
اس کا غائب ہوتا عکس اس کو پاگل سا کر گیا تھا کہ جبھی وہ جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھا تھا۔۔۔اسے دیکھنے کی خواہش زور پکڑ چکی تھی۔۔۔
اور وہ بنا کچھ سوچے بس اسے ایک نظر دیکھنے کے لیے آفس سے باہر نکلا تھا
۔۔۔اس کے ہر ایک عمل میں اضطراری چھلک رہی تھی۔۔۔

(جیسے اسے نا دیکھا تو سانسوں کی ڈور ٹوٹ جائے گی۔۔۔ جیسے وجود سے روح پرواز کر جائے گی۔۔۔ جیسے دنیا تمام ہو جائے گی)۔۔۔

کتاب عشق کے ہر ایک پنے پر لکھا دیکھا

محبت توڑ دیتی ہے جدائی مار جاتی ہے

وہ چند منٹوں میں اپنی گاڑی کی طرف آیا تھا اور ڈرائیونگ سیٹ سنبھالے انتہائی ریش ڈرائیو کرتا ٹھیک دس منٹ بعد اس کی یونیورسٹی پہنچا تھا۔۔۔ گاڑی پارکنگ میں کھڑی کرتا وہ بھاگتا ہوا اندورنی عمارت کی جانب بڑھا تھا۔۔۔

تڑپ، بے چینی، بے قراری اور تکلیف حد سے سوا ہوئی تھی۔۔۔۔

(وہ اس کا قیمتی اثاثہ تھی۔۔۔جسے وہ کھونے جا رہا تھا)۔۔۔

برسوں کا اثاثہ جب ہاتھ سے جاتا ہے تو ازیت نا قابل برداشت ہوتی ہے۔۔۔

اسے دل میں سوئیاں چبھتی محسوس ہوئیں تھیں۔۔۔وہ گہرے سانس بھرتا حور کے ڈیپارٹمنٹ میں داخل ہو کر اس کے کمرے کی جانب بڑھا تھا۔۔۔ جوں جوں وہ حور کے قریب جا رہا تھا اس کا دل سینے میں ادھم مچاتا اسے دیکھنے کے لیے بے تاب ہو رہا تھا۔۔۔

اور پھر چند قدموں کی مسافت پر وہ اس کمرے کی ونڈو کے قریب جا کر رکا تھا ۔۔۔اور طائرانہ نگاہ پورے کمرے میں دوڑائی۔۔۔کہ سامنے ہی نگاہ اس حور شمائل پر ٹھہر سی گئی۔۔۔سرخ دوپٹے کے ہالے سے چھلکتا اس کا خوبصورت چہرہ مقابل کی سانسیں روک گیا تھا۔۔۔کہ وہ دیوانہ وار یک ٹک

اسے دیکھ رہ رہا تھا۔۔۔جو تیز تیز ہاتھ چلاتی صفحے لکھتی جا رہی تھی۔۔۔اس کے ہاتھوں کی پھرتی بتا رہی تھی کہ اسے پیپر اچھی طرح تیار تھا۔۔۔

وہ ارد گرد سے انجان بڑے انحماق سے اپنے پیپر پر جھکی ہوئی مقابل کی دھڑکنوں کو تقویت فراہم کر رہی تھی۔۔۔

اور وہ والہانہ نگاہیں اس پر گاڑھے خود کو سکون پہنچاتا، ساتھ ہی اپنی قسمت پر ماتم کناں ہوا تھا۔۔۔۔

"کاش تم میری قسمت میں ہوتی۔۔۔کاش تمہیں چاہنے والا صرف میں ہوتا"

"۔۔۔اس کے لبوں سے بے اختیار لفظ پھسلے تھے جو کاش کی چادر میں لپٹے حسرت ہی رہ گئے تھے۔۔۔۔

اس کا دل کرلا اٹھا تھا۔۔۔وہ نجانے کتنی دیر اپنی پیاسی نظروں کو اس کی دید سے سیراب کرتا رہا تھا۔۔۔اور پھر وہاں سے واپس مڑا تھا۔۔۔

اسے دیکھنے کی تڑپ اسے دیکھنے کے بعد مزید بڑھ چکی تھی۔۔۔کہ وہ اپنے دل کی بگڑتی حالت سے گھبرا کر بمشکل خود کو گھسیٹے وہاں سے نکلا تھا۔۔۔

مجھے اپنے مرنے کا دکھ نہیں

پر ہائے میں تجھ سے بچھڑ جاؤں گا

آج پھر اس کی آنکھیں نم تھیں۔۔۔آج پھر وہ اپنی اور مقابل کی محبت کا موازنہ کر رہا تھا۔۔۔آج پھر اس کا دل درد سے بھر گیا تھا۔۔۔

ذرا ٹھہرو۔۔۔۔

مجھے محسوس کرنے دو

تمھارے بعد کا منظر

دلِ برباد کا منظر

جہاں پر آرزوؤں کے جواں لاشوں پر

کوئی رو رہا ہو گا

جہاں قسمت محبت کی کہانی میں

جُدائی لکھ رہی ہو گی

مجھے ان سرد لمحوں میں سسکتے درد کی گہرائی کو محسوس کرنے دو

ذرا ٹھہرو مجھے تنہائی کو محسوس کرنے دو۔۔۔

وہ بالوں میں ہاتھ پھیرتا خود کو شمار کرتا گاڑی کے پاس آیا تھا۔۔۔اور پاکٹ سے فون نکالا۔۔۔۔

فخر و۔۔۔آج دل گردے بہت اداس ہیں یار۔۔۔کچھ وقت کے لیے منظر سے غائب ہو رہا ہوں۔۔۔شاہ سر کو سنبھال لینا"۔۔۔۔اس نے فخر کو میسج بھیجا تھا اور پھر گاڑی میں بیٹھا تھا۔۔۔اس کا رخ آفس سے مخالف سمت تھا۔۔۔

اب خوش ہے میری معصوم گڑیا"۔۔۔۔"

پرنسپل کے آفس سے نکلتے آبان شاہ نے مروہ کی سیاہ آنکھوں میں چمک دیکھ کر پیار سے استفسار کیا۔۔۔

جبکہ آرون شاہ جو دلکش چہرے پر غصے کا غلبہ اوڑھے دانت پر دانت جمائے وقفے وقفے سے مروہ کو گھور رہا تھا۔۔۔اس کا بس نہیں چل رہا تھا مروہ کو اٹھا کر کہیں دور پھینک آئے۔۔۔جو اس کے لاکھ ڈرانے کے باوجود اس کے کالج میں پہنچ آئی تھی۔۔۔۔

وہ چہرے پر چٹانی تاثرات سجائے اپنے فون کی جانب متوجہ تھا کہ آبان شاہ کی آواز پر چونکا۔۔۔اور مروہ کو دیکھا جس کے معصوم چہرے پر کھلی مسکراہٹ دیدنی تھی۔۔۔۔

("معصوم اپرسی گڑیا")۔۔۔

("کچھ زیادہ نہیں ہو گیا")۔۔۔بے اختیار اس کے منہ سے پھسلا تھا۔۔۔

کیا کہا"۔۔۔؟؟آبان جو مروہ کی جانب متوجہ تھا کہ آرون کی بڑبڑاہٹ نا" سن پایا تھا۔۔۔جبکہ پاس کھڑی مروہ نے باخوبی سن کر بڑے کلس کر منہ پھیر لیا۔۔۔

یہ بندہ مجھے ہر روز پہلے سے زیادہ برا لگتا ہے"۔۔۔دھیرے سے اس کے" دل نے سرگوشی کی تھی۔۔۔

آج برا لگا ہے کل اسی پر جان وار و گی "۔۔۔۔دور کھڑی قسمت اس معصوم" کو دیکھ کر مسکرا اٹھی تھی۔۔۔۔

تو اس کی اس ادا پر آرون شاہ نے تعیدی انداز میں ابرو اچکائی تھی۔۔۔

واہ پدی تیری ادا"۔۔۔آرون اس کے منہ پھیرے والی جرات پر کڑھ اٹھا" تھا۔۔۔۔

میں کہہ رہا کہ وقت کچھ زیادہ نہیں ہو گیا۔۔۔میرے لیکچر کا ٹائم ہے تو میں" جاتا ہوں"۔۔۔آرون نے بیش قیمت ریسٹ واچ پر نگاہ دوڑا کر عجالتہً کہا ۔۔۔۔

ٹھیک ہے جاؤ۔۔۔اور ہاں کل سے مروہ تمہارے ساتھ جائے آئے گی اور" جائے گی"۔۔۔آبان شاہ نے اسے گویا زمہ داری سونپی تھی۔۔۔۔کہ وہ جو

قدم بڑھا رہا تھا ٹھٹھک کر رکا اور مروہ کو دیکھا جس کے چہرے کے تاثرات یکدم سے بدل گئے تھے۔۔۔

پر میں تو دوستوں کے ساتھ آتا جاتا ہوں"۔۔۔آرون نے فوراً سے انکار کرنا چاہا۔۔

اب منع کر دو۔۔۔۔جب آنا ایک ہی یونیورسٹی میں ہے تو"۔۔۔۔آبان نے عام سے انداز میں کہا۔۔۔

ہمممم"۔۔۔آرون نے ہنکار بھر کر منہ بنایا گویا کڑوا بادام کھا لیا ہو۔۔۔۔"

نہیں نہیں لالے مجھے اس کے ساتھ نہیں انا۔۔۔۔مجھے اس پر بھروسہ نہیں"۔۔۔۔

مروہ جو خاموش کھڑی تھی جلدی میں بغیر کچھ سوچے بول گئی کہ ان دونوں کی آنکھیں اور چہرہ متعجب ہوا تھا۔۔۔

کیا"۔۔۔آبان نے اچھنبے سے پوچھا۔۔۔"

ہاں کیا کہا"۔۔۔آرون بھی اچھل پڑا تھا اس کی آخری بات پر۔۔۔جبھی" آنکھیں نکال کر بھڑکا۔۔۔

تو مروہ کو احساس ہوا کہ وہ کیا بول گئی ہے۔۔۔جبھی ہڑبڑا کر تصحیح کرنے لگی ۔۔۔

مم میرا مطلب کہ مجھے اس کی ڈرائیونگ پر بھروسہ نہیں یہ بہت خراب" ڈرائیو کرتے ہیں۔۔۔جینا مرنا دیکھتے ہی نہیں۔۔۔اب ان کو نہیں جینا پر مجھے تو ابھی پھپھو بننا ہے نا"۔۔۔وہ شرارت سے آبان کو دیکھ کر بولی ۔۔۔۔

تو پل بھر کے لیے آبان کی آنکھوں کے دریچوں پر نمل کا نازک سا سراپا لہرا کر دل کی دھڑکنوں کو منتشر سا کر گیا تھا۔۔۔

جبکہ آرون کا شہابی چہرہ سرخ ہونے لگا تھا۔۔۔وہ اس کی ذات کی نفی کیسے کر سکتی تھی۔۔۔آرون اس کی ان باتوں سے بھسم ہونے لگتا تھا۔۔۔

یہ لڑکی بڑے دھڑلے سے اس کے دل پر گھونسے برسا کر انجان بن جایا کرتی تھی۔۔۔

کالی چڑیل اب تو تم میرے ساتھ ہی آو جاؤ گی اور روز ہی جیو مرو گی""

۔۔۔وہ کھا جانے والی نظروں سے مروہ کے سر کو دیکھ کر دل ہی دل میں بولا۔۔۔

نجانے اسے کیا تھا جس سے مروہ انکار کرتی تھی وہی بات وہ اپنی آنا پر لے لیتا تھا اور اس میں ہر وہ کام کر جاتا تھا جس کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔۔۔

برو نے کہا ہے نا کہ تم میرے ساتھ آیا جایا کرو گی تو بس بات ختم"۔۔۔" وہ زرا سخت لہجے میں بولا تھا تو مروہ نے پلٹ کر اسے دیکھا جو خونخوار نظریں اپنے شکار پر جمائے ہوئے تھا۔۔۔

میں آپکے ساتھ نہیں آؤں گی۔۔۔مجھے آپ زرا نہیں اچھے لگتے اور ایک" غنڈے کے ساتھ میں نہیں آجا سکتی"۔۔۔وہ ایک بار پھر اس کے حلیے پر اٹیک کر کے آرون شاہ کو زخمی کر گئی تھی۔۔۔کہ وہ تو بپھر سا گیا تھا۔۔۔

تم بھی مجھے اس وقت زہر لگ رہی ہو۔۔۔میں بس برو کی وجہ سے قربانی" دے رہا ہوں"۔۔۔جبھی وہ آبان کا خیال کیے بغیر غرا اٹھا تھا۔۔۔

چھوڑیں قربانی۔۔۔ثواب کمانے کے لیے میں ہی ملی ہوں"۔۔۔وہ منہ" بسور کر بولی۔۔۔

ثواب کمانے کے طریقے بہت ہیں۔۔۔ تمہارا کام کر کے یقیناً گناہ ہی کروں" گا"۔۔۔وہ بھی ترک باترک بولا تھا۔۔۔۔

تو آپ کو کس نے کہا کہ آپ میرا کام کریں۔۔۔میں ایک غنڈے شخص" سے زرا بھی مدد نالوں۔۔۔ جس سے ہر وقت مجھے خوف لاحق ہو۔۔۔اور آپ مجھے زہر سے بھی زیادہ برے لگتے ہیں"۔۔۔

وہ اسی کی بات اسی پر ڈال کر بدلہ لے گئی تھی۔۔۔۔

اس وقت مروہ آن ایکشن تھی۔۔۔کیونکہ بھائی کی موجودگی میں وہ خود کو شیرنی تصور کر رہی تھی اور پھر اسی موجودگی سے لمحے کے لیے لاعلم ہوتی آرون شاہ پر کاری جوابی وار کرتی اسے مکمل طور پر بھڑکا گئی تھی۔۔۔۔

مروہ کی باتیں سن کر آرون شاہ کے طیش کا گراف آخری لیول پر پہنچ گیا تھا اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتا جبھی آبان شاہ کی آواز گونجی۔۔۔۔۔

شٹ اپ"۔۔۔۔ تبھی آبان شاہ کی سخت آواز نے دونوں کو لڑائی کی دنیا"
سے باہر لا پٹخا تھا کہ وہ دونوں چونک اٹھے تھے۔۔۔۔

دیکھ لیں آپ۔۔۔آپ کو اب بھی لگتا ہے کہ مجھے اس کا خیال رکھنا چاہیے"
"۔۔۔آرون اس کو گھور کر اس کی زبان پر چوٹ کر گیا۔۔۔

حقیقتاً آبان بھی حیران تھا۔۔۔۔
بھائی مجھے آپ کے ساتھ آنا جانا ہے"۔۔۔وہ لاڈ سے بھائی کے سینے لگ گئی"
۔۔۔
اوکے جب تک میں پاک ہوں تب تک میرے ساتھ آؤ جاؤ گی اس کے"
بعد آرون"۔۔۔آبان نے اس کے سر پر لب رکھ کر آخر پر حکم دیا تھا۔۔۔۔
اوکے"۔۔۔۔مروہ نچار مان گئی تھی۔۔۔"
تو آرون شاہ نے شرر آلود نظروں سے اسے دیکھا تھا۔۔۔

اوکے"!!۔۔۔وہ اس کی نقل کرتا منہ میں بڑبڑایا تھا۔۔۔"

بلیکی کے نکھرے آج کل نِکھر رہے ہیں۔۔۔ تھوڑی خود بھی نکھر گئی تو جینا" محال کر دے گی"۔۔۔۔وہ بالوں میں ہاتھ پھیر کر سرگوشی نما خود سے مخاطب ہوا تھا۔۔۔

ٹھیک ہے میں جاتا ہوں"۔۔۔آرون ایک نظر مروہ کو بھائی کے ساتھ کھڑا" دیکھ کر آبان سے بولا تو اس نے زرا سا سر کو جنبش دی تھی۔۔۔

تو آرون نے قدم آگے کی جانب بڑھا دیے۔۔۔

جبھی آبان کا فون رنگ ہوا۔۔۔اس نے کان میں لگے ائیر پیس پر ہلکا سا پریس کیا تھا۔۔۔

جی۔۔۔بابا"۔۔۔۔"

دوسری جانب سے نجانے کیا کہا گیا تھا۔۔۔

اوکے ام کمنگ تب تک آپ سنبھالیں"۔۔۔"
آبان نے کہہ کر کال کٹ کہ اور آرون کی جانب متوجہ ہوا جو چند قدم کی دوری پر جا رہا تھا۔۔۔

آرون"۔۔۔معاً اس نے پکارا تھا۔۔۔"
جی برو"۔۔۔تو آرون نے مڑ کر انہیں دیکھا۔۔۔"

مروہ کو اپنے ساتھ گھر لے جانا مجھے آفس جانا ہے بہت ضروری میٹنگ ہے"۔۔۔آبان نے جلدی سے کہا اور منہ بنائے کھڑی مروہ کے ہاتھ پر بوسہ دیا تھا۔۔۔

اوکے "۔۔۔۔آرون نے گہرا سانس بھر کر کہا۔۔۔تو وہ مروہ سے سوری" کرتا جلدی سے پارکنگ کی جانب کھڑی اپنی گاڑی کی جانب بڑھا۔۔۔

اب سریہ کیوں بن گئی ہو "۔۔۔۔وہ اس کے قریب آتا تنک کر بولا۔۔۔"
جو ایک ہی جگہ سٹل ہو کر منہ پر بارہ بجائے کھڑی تھی۔۔۔۔
تو اس نے موٹی موٹی آنکھوں میں آنسوں بھرے اسے دیکھا تھا۔۔۔تو
آرون شاہ تو اس کی اداؤں پر ہی حیران رہ گیا تھا۔۔۔
ڈرامہ کوئین "۔۔۔اس کے دل نے لقب دیا تھا۔۔۔"

مجھے گھر چھوڑا آئیں "۔۔۔۔وہ ناک سکیڑ کر بولی۔۔۔"
تو آرون سلگ اٹھا۔۔۔۔

نوکر نہیں ہوں تمہارا ابھی محترمہ کو چھوڑنے جاؤں پھر واپس آؤں پھر "

جاؤں۔۔۔انسان ہوں میں روبوٹ نہیں "۔۔۔

وہ اس کو گرگٹ کی طرح رنگ بدلتے دیکھ کر متحیر سا بولا تھا۔۔۔جو کچھ

دیر پہلے شیرنی تھی اور اب سہمی ہرنی بنی کھڑی تھی۔۔۔

تو پھر میں کیا کروں "۔۔۔اس نے پلکیں جھپک کر انتہائی معصومیت سے "

استفسار کیا تھا۔۔۔تو آرون شاہ کے دل نے بیٹ مس کی تھی کہ اس نے

بالوں میں ہاتھ پھیر کر گہرا سانس بھرا۔۔۔

یہ سادگی یہ معصومیت یہ ادائیں

ہمیں ڈر ہے کہیں دیوانے نا ہو جائیں

جبھی وہ اس کے حد درجہ نزدیک ہوا تھا۔۔۔

چپ چاپ یہاں بیٹھ کر میرا انتظار کرو کچھ دیر تک آتا ہوں میں "۔۔۔ "
اس نے اس کی موٹی موٹی آنکھوں میں جھانک کر حکم صادر کیا تھا۔۔۔تو وہ
پریشان ہوا ٹھی۔۔۔۔

میں اکیلی بیٹھوں "۔۔۔مروہ روہانسی آواز میں بولی تھی۔۔۔۔وہ نروس "
ہوئی تھی یہاں وہاں لڑکیوں لڑکوں کو دیکھ کر۔۔۔ایک بھیڑ موجود تھی جن
میں سے کچھ کی نگاہیں انہیں پر جمی تھیں۔۔۔وجہ شاید آرون شاہ تھا۔۔۔
جس کے تقریباً سب ہی دیوانے تھے۔۔۔سوائے مروہ شاہ کے۔۔۔۔اور
آرون کو اس کے ساتھ کھڑے دیکھ کر وہ سب چہ مگوئیاں کرتے نظر آرہے
تھے۔۔۔

ان سب میں اس وقت یہ سامنے کھڑا مونسٹر اسے شدید اپنا لگا تھا جس کے
ساتھ وہ خود کو محفوظ تصور کر رہی تھی۔۔۔

اپنے ساتھ تو میں تمہیں بیٹھانے سے رہا"۔۔۔آرون نے پونی میں مقید" بالوں پر ہاتھ لے جا کر انہیں زرا سا کس کر مسکاتی آواز میں کہا تھا۔۔۔ مروہ کو صاف طنز لگا تھا۔۔۔

مجھے شوق بھی نہیں"۔۔۔جبھی وہ غصے سے چیخ کر بولی۔۔۔"

تمہاری زبان کا بند وست سوچا ہوا میں نے"۔۔۔"
بیٹھوں یہاں اور خبر دار جو یہاں وہاں ہلی تو"۔۔۔اس کو دوبدو بولتے دیکھ" کر وہ تنبیہ بولا۔۔۔

مجھے ڈر لگ رہا ہے"۔۔۔اس کو جاتے دیکھ مروہ پھر سے بولی۔۔۔"
تمہاری حفاظت کے لیے تمہارے پاس گز بھر کا ہتھیار موجود ہے بے فکر" رہو کوئی کچھ نہیں کہے گا"۔۔۔

وہ اسے چھوڑ کر لمبے لمبے ڈگ بھرتا نکل گیا۔۔۔

مونسٹر آدمی"۔۔۔وہ بھڑکی تھی۔۔۔اور بائیں جانب بنے بینچ پر بیٹھ کر" اس کا انتظار کرنے لگی۔۔۔جبکہ دل بھی ڈر رہا تھا۔۔۔

تقریباً آدھے گھنٹے سے وہ اس کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔

جب تین خوبصورت لڑکیاں ہاتھ میں چند کتابیں اور دائیں بازو پر آوور آل ڈالے چہرے پر میک اپ کیے انتہائی ماڈرن لباس میں ملبوس اس کے سامنے ان کھڑی ہوئیں۔۔۔

تو مروہ نے حیرت سے نہیں دیکھا جن کی آنکھوں میں شدید غصہ تھا۔۔۔

تو تم ہو میرے حق پر ڈاکہ ڈالنے والی"۔۔۔"

درمیان میں کھڑی سمارٹ سی لڑکی اسے سر سے پیر تک دیکھتی نخوت سے بولی تھی۔۔۔

تو مروہ پریشانی سے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

آپ کون"۔۔۔اس نے اچنبھے سے پوچھا۔۔۔"

میں آرون کی محبت اور تم ہمارے بیچ آنے والی گرہن"۔۔ "

کیا مطلب مس"۔۔۔مروہ ماتھے پر بل ڈالے سخت لہجے میں بولی۔۔۔"

اووبی بی اسی بھول پن کے جال میں پھنسایا ہے نا تم نے میرے آرون کو""
۔۔۔وہ چبا چبا کر بولی تو مروہ کو وہ سخت بری لگی تھی۔۔۔

یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں"۔۔۔ہیں کون آپ"!!۔۔۔"

شکل سے تو اتنی ڈیسنٹ لگتی ہیں اور بات کرنے کی تمیز نہیں"۔۔۔وہ معصوم ضرور تھی۔۔۔پر خود کی ذات پر انگلی اٹھانے والے کو منہ توڑ جواب ضرور دیتی تھی۔۔۔۔

جبھی اس لڑکی کی باتوں سے وہ خائف ہوتی برہم انداز میں بولی۔۔۔۔

تم جیسی چال باز لڑکی سے بات کرتے وقت تمیز بھولنی پڑتی ہے۔۔۔اور" ابھی تو میں تمہیں کچھ کہہ بھی نہیں رہی۔۔۔فلحال میں تمہارے اس کالے چہرے کو دیکھ رہی ہوں کہ تم میں ایسا کیا ہے جو مجھ میں نہیں۔۔۔تو پھر کیسے آرون شاہ جیسا خوبصورت لڑکا تم جیسے گند پر گر رہا ہے"۔۔۔

وہ دو قدم آگے آتی تند لہجے میں بولی تھی۔۔۔

تو اہانت کے مارے مروہ کی آنکھوں میں آنسوں جھلملانے لگے تھے۔۔۔

جبکہ چہرے کے تاثرات سخت ہوئے تھے۔۔۔

خبر دار۔۔۔۔میں آپ سے کچھ نہیں۔ کہہ رہی اس کا مطلب یہ نہیں"
کہ آپ کچھ بھی بکواس کرتی جائیں"۔۔۔
جبھی وہ جھٹکے سے اس کی جانب ایک قدم بڑھاتی انگلی اٹھا کر درشتگی سے بولی تھی۔۔۔۔

کیسے وہ لڑکی کہیں سے اٹھ کر اس کی ذات کی تزلیل کر رہی تھی۔۔۔شدت سے اس کے دل نے آرون شاہ کو پکارا تھا۔۔۔۔
تو پل بھر کے لیے وہ تینوں اس چھوٹی سی لڑکی کو اس قدر غصے میں دیکھ کر حیران ہوئی تھیں۔۔۔۔

اس کا میک اپ سے پاک چہرہ،اس کی سیاہ دلکش آنکھیں،اس کا سادگی بھرا انداز،اس کی باتوں میں رکھ کھاؤ،اس کا اپنے حق میں بولنا،اس کا معصوم مگر خطرناک غصہ،اس کی آنکھوں میں بیک وقت نمی اور طیش کچھ قدم دور

کھڑے آرون شاہ کو گھائل کر گیا تھا۔۔۔وہ سینے پر بازو باندھے یک ٹک اس پدی کو دیکھ رہا تھا جو ان تینوں کو منہ توڑ جواب دیتی انہیں دھواں دھواں سا کر گئی تھی۔۔۔۔

آرون کے ساتھ کھڑے اس کے فرینڈز کے چہروں پر مسکراہٹ چھائی ہوئی تھی۔۔۔وہ بھی اپنے دوست کی ہونے والی اس چھوٹی بیوی کو دیکھ رہے تھے

۔۔۔

بے بی کو برا لگا۔۔۔ جتنی تمہیں میری باتیں اس وقت بری لگ رہیں ہیں" اس سے زیادہ مجھے تمہاری یہ شکل بری لگ رہی ہے۔۔۔سیاہ لڑکی"۔۔۔۔ تمہیں کیا لگتا ہے تم آرون کو مجھ سے چھین لوں گی۔۔اس سے پہلے میں" تمہیں اپر پہنچا دوں گی"۔۔۔۔

اس لیے کوئی اپنے جیسا ڈھونڈو اور دور رہو آرون سے"۔۔۔"

وہ دائیں بائیں کھڑی اپنی دوستوں کو دیکھ کر مسکراتی تضحیک آمیز لہجے میں بولی تھی۔۔۔

تو دور کھڑے آرون اور اس کے دوستوں کے چہروں پر مسکراہٹ سمٹی تھی ۔۔۔آرون کے ماتھے پر بل پڑے تھے۔۔اور آنکھوں سے گویا شرارے پھوٹ پڑے تھے۔۔۔وہ انتہائی سخت تیور لیے ان کی جانب بڑھا تھا۔۔۔جو اس کی کزن اس کی منکوحہ اس کی ذات سے جڑنے والی لڑکی کی تزلیل کرتی آرون شاہ کا خون کھولا گئی تھی۔۔۔۔

آپ ایک پڑھی لکھی جاہل لڑکی ہیں۔۔۔اس لیے ایسی بکواس کر رہی ہیں" ۔۔آپ کو جو مسئلہ ہے آپ آرون سے ڈسکس کریں۔۔۔اور نکلیں یہاں سے"۔۔۔۔وہ ناک پر غصہ جمائے تنفر سے بولی تھی۔۔۔

تو بے ساختہ آرون کے لبوں پر مسکراہٹ در آئی تھی۔۔۔۔

ہتھارا اچھا چلا لیتی ہے"۔۔۔وہ بڑبڑایا تھا۔۔۔۔"

جبکہ وہ لڑکی تو بپھر سے گئی تھی۔۔۔مروہ سے اپنی اتنی انسلٹ سن کر۔۔۔۔

یو گری ہوئی لڑکی۔۔۔تمہاری اتنی ہمت"۔۔۔۔وہ چیخی تھی اور اس کا"

ہاتھ بلند ہوا تھا۔۔۔

اس سے پہلے کہ مروہ کو تھپڑ مارتی آرون ہوا میں ہی اس کا ہاتھ تھام گیا تھا۔۔

گری ہوئی تو تم ہو جو ایسی چیپ حرکتوں پر اتر آئی ہو"۔۔۔اور تمہاری"

جرات کیسے ہوئی میری عزت پے بات کرنے کی۔۔۔اس پر ہاتھ اٹھانے کی

"۔۔۔وہ اس کا ہاتھ مروڑ کر جھٹک گیا تھا کہ درد کی شدت سے اس لڑکی کے

منہ سے چیخ نکلی تھی۔۔۔

وہ سرد نگاہوں سے اسے دیکھا پھنکارا تھا اور مروہ کے گرد بازو پھیلا کر اسے اپنے تحفظ کا احساس دلایا تھا۔۔۔جو اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔آرون کو دیکھ کر اس کا سارا ڈر کہیں دور جس سویا تھا۔۔۔۔

وہ جس نے کچھ دیر پہلے کہا تھا کہ وہ غنڈے شخص سے زرا بھی مدد نا لے اب اسی کی مدد پر وہ پر سکون ہوئ تھی۔۔۔۔

تمہارے لیے یہ اتنی ہم ہے۔۔۔۔آرون کہ تم اس کی خاطر مجھے دھتکار رہے ہو"۔۔۔۔وہ چلا اٹھی تھی۔۔۔

بجا فرمایا مس کشمالہ۔۔۔یہ تم سے زیادہ اہم ہے۔۔۔"

بہتر ہے کہ تم اپنی راہ لو۔۔۔۔اور میری کزن سے سوفٹ دور چلتی پھرتی نظر آؤ"۔۔۔وہ ہنوز انداز میں بولا تھا۔۔۔

وہ صرف کلاس فیلو کی حثیت سے اسے چھوٹ دے گیا تھا ورنہ آرون شاہ سے کچھ بھی بعید کی جاسکتی تھی۔۔۔جو مرنے مارنے پر تل آتا تھا۔۔۔۔

یہ سانولی لڑکی تمہیں کیسے عزیز ہو سکتی ہے۔۔۔میں اسے مار دوں گی""

۔۔۔

وہ پاگل پن کی حد پار کرتی مروہ کی جانب جھپٹی تھی۔۔۔۔

کہ جبھی آرون نے اسے بازو سے پکڑ کر دور جھٹکا تھا۔۔۔۔

تمہاری اس غلیظ سفید چمڑی سے حد رجہ پاک اور معصوم ہے"۔۔۔"

وہ اسے معصوم کہہ رہا تھا جو خود اس پر بات کرتا تھا۔۔۔

مروہ نے سراسیمگی سے اسے دیکھا تھا۔۔۔

وہ آنکھوں میں سرخی لیے کشمالہ کی جانب متوجہ تھا۔

اگلی بار ایسی گستاخی کی تو یہ ہاتھ دھڑ سے جدا نظر آئے گا"۔۔۔وہ دھاڑا تھا"
۔۔۔اس کی کن پٹی کی رگیں ابھر آئیں تھیں۔۔۔کہ جبھی مروہ کو اپنے
شانوں پر آرون کی گرفت سخت ہوتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔گویا وہ اسے خود
میں چھپانا چاہ رہا تھا۔۔۔

اس کی دوست سب ایک طرف کھڑے اسے کی دیکھ رہے تھے جبکہ ارد گرد
کے سٹوڈنٹ بھی انہیں کی جانب متوجہ تھے۔۔۔

آرون میں تم سے "۔۔۔"
شٹ اپ۔۔۔میں تم سے محبت نہیں کرتا۔۔۔اور خبر دار جو آج کے بعد "
میری ہونے والی بیوی کے آس پاس بھی بھٹکی تو"۔۔۔وہ وحشت ناک لہجے
میں بولا تھا۔۔۔

کہ جبھی کشمالہ آنکھوں میں نمی لیے ایک نفرت آمیز نگاہ مروہ پر ڈالے وہاں سے نکل گئی تھی۔۔۔اس کے پیچھے اس کی دوستیں بھی مروہ کو گھورتی چلیں گئیں۔۔۔

آرون کے دوست مروہ سے ملنا چاہتے تھے پر آرون مروہ کا ہاتھ تھامے گاڑی کی جانب بڑھا۔۔۔اس کے قدم اتنے تیز تھے کی مروہ کو اس کے ساتھ بھاگنا پڑا تھا۔۔۔۔

ہو گیا شوق پورا۔۔۔۔اب آرام سے گھر بیٹھو گی تم"۔۔۔۔"

وہ اسے گاڑی کے پاس لا کر جھٹکے سے چھوڑتا کرخت آواز میں حتمی بولا تھا

۔۔۔۔

تو مروہ گاڑی کا سہارا لیتی گرتے گرتے بچی۔۔۔۔

نہیں مجھے ڈاکٹر بننا ہے"۔۔۔وہ تڑپ اٹھی تھی۔۔۔۔"

اب جب تک ہمارا نکاح نہیں ہوتا گھر پر ہی بیٹھو۔۔۔اس سے آگے ایک "
لفظ نہیں"۔۔۔۔وہ اس کی ہٹ دھرمی پر تحکمانہ گویا ہوا اور فرنٹ ڈور
کھول کر اسے اندر دھکیلا کہ وہ لب بھینچ گئی تھی۔۔۔۔

آپ کو مجھ سے پرابلمز ہیں یا میرے سامنے آیاں ہوتے اپنے رازوں سے "
خوف ہے"۔۔۔۔

وہ اس لڑکی کی محبت محبت کی گردان پر بولی۔۔۔

تو ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتے آرون نے سرخ نگاہوں سے اسے دیکھا۔۔۔
کون سے راز"۔۔۔۔اس کی آواز بھاری ہوئی تھی۔۔۔۔"

وہ جو آپ سے محبت کرتی ہے"۔۔۔مروہ کے ہاتھ گویا اہم وجہ آئی تھی"
اس مونسٹر سے نکاح سے بچنے کی۔۔۔کہ جبھی اسے جتلا گئی۔۔۔۔

تو"۔۔۔وہ گاڑی اسٹارٹ کرتا لاپرواہی سے بولا۔۔۔جبکہ اس پدی کے "
ارادوں سے باخوبی واقف ہوا تھا۔۔۔دل ہی دل میں اسے سراہے بغیر نارہ
سکا۔۔۔

تو یہ کہ میں دادا سائیں کو بتاؤں گی"۔۔۔وہ چہک کر بولی۔۔۔"
تو آرون نے رخ موڑ کر اسے دیکھا۔۔۔جس کا چہرہ چمک رہا تھا۔۔۔

نکاح تو تمہارا مجھ سے ہی ہوگا۔۔۔چاہے جو مرضی کرو"۔۔۔وہ سنجیدگی "
سے بول کر سیکنڈوں میں اس کا سپنا توڑ گیا تھا۔۔۔کہ مروہ بھنا اٹھی۔۔۔
مونسٹر"۔۔۔وہ اس کے منہ پر بول کر رخ موڑ گئی۔۔۔"
تمہاری دیدہ دلیری زیادہ نہیں ہو گئی۔۔۔نکاح ہو جائے پھر تمہیں مونسٹر "
کا اصل روپ دیکھاؤں گا"۔۔۔
وہ معنی خیزی سے بولا تھا۔۔۔

میں"۔۔۔مروہ نے کچھ کہنا چاہا تھا جبھی وہ اس کی بات کاٹ گیا۔۔۔۔"

چپ کر کے بیٹھو ورنہ اسی گاڑی کے نیچے دے دوں گا"۔۔۔"

وہ یکدم سے گرجا تھا کہ مروہ اپنی جگہ سے اچھلی اور ایک نظر اس کے سرخ چہرے کو دیکھ کر خاموش رہنے میں ہی عافیت جانی۔۔۔

بات معیوب بھی ہے، اور بہت خوب بھی ہے

میرا محبوب کسی اور کا محبوب بھی ہے

وہ چہرے پر چٹانی تاثرات سجائے خود سے بیزار فل سپیڈ سے ریش ڈرائیو کرتا سائیڈ میں رکھے فون پر بجتی بیل کو مسلسل اگنور کر رہا تھا۔۔۔ مگر اس کی یہ لاتعلقی مقابل کے میسج نے بھک سے ختم کی تھی کہ اس بار اسے کال اٹھانی ہی پڑی تھی۔۔۔

سوری سر"۔۔۔۔"

مقابل کے کچھ کہنے سے پہلے ہی وہ بول پڑا تھا۔۔۔کہ مبادا وہ اسے اپنی ٹیم سے دستبردار ہی نا کر ڈالے۔۔۔

فوراً آفس پہنچو"۔۔۔شاہ کے چند لفظوں سے غصہ چھلکتا اسے ہڑبڑانے" پر مجبور کر گیا تھا۔۔۔

سر میں سائیڈ پر آیا ہوں کچھ گھنٹوں میں حاضر ہوتا ہوں"۔۔۔وہ فوراً سے" بولا تھا۔۔۔

تو چند لمحوں کے لیے دوسری جانب خاموشی چھائی تھی۔۔۔

تمہارے دل گردوں کی اداسی کی وجہ جاننا چاہتا ہوں میں۔۔۔ایک گھنٹے" کے اندر اندر مجھ سے ملو۔۔۔ورنہ اپنی ٹانگوں کی سلامتی بھول جاؤ"۔۔۔۔ ارباز عالم شاہ کی ابھرتی بھاری رعب دار آواز پر اس نے لب دانتوں تلے دبایا ۔۔۔۔

اسے غصہ آیا تھا فخر پر جس نے اس کا میسج شاہ سر کو پڑھا دیا تھا۔۔۔اور اب اسے سوالوں کے جواب دینے کی فکر ستانے لگی تھی۔۔۔۔

اوکے سر میں آتا ہوں"۔۔۔وہ لب دبا گیا تھا۔۔۔اس کی تھکی ماندی آواز" اور خود سے کترانہ محسوس کر کے ارباز شاہ کے ماتھے پر بل پڑے تھے۔۔۔۔

تمہارا یہ ابنارمل رویہ مجھے انتہائی قدم اٹھانے پر مجبور کر رہا ہے۔۔۔لحاظہ" میرے سامنے اسی ٹائیگر کو لانا جو آج سے دو دن پہلے تھا۔۔۔یہ ٹائیگر آئے گا تو جان سے جائے گا"۔۔۔۔وہ دبے لفظوں میں اسے بہت کچھ جتا کر فون رکھ گیا تھا تو اس کے لبوں پر پھیکی مسکراہٹ در آئی تھی۔۔۔اس نے بے کل ہوتے بالوں میں ہاتھ پھیرا تھا۔۔۔

آپ کا حکم سر آنکھوں پر۔۔۔آپ کو اپنی زندگی دے دی ہے جیسے چاہیں" سلوک کریں۔۔۔میرے منہ سے اف تک نہیں نکلے گی۔۔۔کیونکہ آپ میرے لیے میری ذات سے بھی زیادہ اہم ہیں شاہ سر۔۔۔۔میری جان قربان ہے آپ پر"۔۔۔وہ بھاری نم آواز میں بولا تھا۔۔۔اور گاڑی کی سپیڈ خطرناک حد تک بڑھا دی تھی۔۔۔۔

اس نے دل مردہ کر دیا تھا۔۔۔دل زندہ رہتا۔۔۔تو محبت پر بغاوت اترتی !!۔۔۔

!!اور جہاں بغاوتیں اتر آئیں وہاں تباہیاں مچتی ہیں۔۔

اور وہ شخص ہر زاویہ سے خود کو نقصان کے ترازو میں تول گیا تھا۔۔۔

!! وہ زندہ تھا مگر زندگی نا تھی۔۔۔

جتنا سوگ منانا تھا منالیا۔۔۔اب آپ کے سامنے آپ کا وہی ٹائیگر آئے گا"

۔۔۔کیونکہ میں جانے سے پہلے اچھی یادیں چھوڑ کر جانا چاہتا ہوں"۔۔۔

وہ سرگوشی نما خود سے بولا تھا اور ایک عہد کر گیا تھا۔۔۔۔

نئے سفر کا عہد۔۔۔

!!کچھ پانے اور کچھ کھونے کا عہد۔۔۔

میری دہلیز سے ہو کر"

بہاریں جب گزرتی ہیں

یہاں کیا دھوپ

کیا ساون

ہوائیں بھی برستی ہیں

ہمیں پوچھو کیا ہوتا ہے

بنا دل کے جیے جانا"۔۔۔۔۔

بے وفائی مجبوری ہے جاناں

عظمت تمہارا برقرار رہے گی

اس کے لب سرگوشی میں ہلے تھے۔۔۔نیلی آنکھوں میں ایک وحشت برپا ہوئی تھی۔۔۔ایسی وحشت جو سب تباہ و برباد کرنے والی تھی۔۔۔ایسا جنون ایسی تڑپ ایسا انداز تھا کہ وہ خود کی ذات سے کٹتا جا رہا تھا۔۔۔اس جنون کے ہاتھوں مجبور ہو کر۔۔۔!!

اس وحشت میں گھر کر۔۔۔!!

وہ اپنا آپ برباد کرنے جا رہا تھا۔۔۔!!

وہ خود کو تباہی کے دہانے پر کھڑا کر چکا تھا۔۔۔اس کی نیلی آنکھوں میں اترا سرد پن اس کے چھپے ارادوں کا پتا دے رہا تھا۔۔۔اور ان میں بتدریج بڑھتی سرخی اس کی ابتر ہوتی حالت بیان کر رہی تھی۔۔۔

وہ اپنے اندر اٹھتے ضمیر کی آواز کو سختی سے دبا گیا تھا۔۔۔وہ لمحے میں لاپرواہی کا لبادہ اوڑھ گیا تھا۔۔۔

گویا اس کے مرنے جینے سے کوئی واسطہ نہیں تھا۔۔۔

میں جو کر رہا ہوں۔۔۔مجھے اس پر کوئی پچھتاوا نہیں۔۔۔۔میں تمہیں" دھوکہ نہیں دینا چاہتا شیرنی۔۔۔پر میں بہت کوشش کے باوجود بھی خود کو روک نہیں پا رہا۔۔۔یہاں آنا میری مجبوری بن گئی ہے۔۔۔میں بہت بے بس ہوں یار۔۔۔۔ تمہیں مجھے ایسے ہی قبول کرنا ہو گا۔۔۔مجھے میرے عیبوں کے ساتھ۔۔۔بغیر کسی اعتراض کے۔۔۔میں جانتا ہوں میں گنہگار

ہوں اور بہت کچھ غلط کر چکا ہوں اور کرنے بھی جا رہا ہوں۔پر میں اڈیکٹ ہوں چکا ہوں۔۔۔میرے لیے اب یہ سب چھوڑنا ناممکن ہے۔۔۔" تیمور شاہ بالوں میں ہاتھ پھیر کر تڑپتے وجود سے اس کوٹھے میں قدم رکھ چکا تھا

۔۔۔

اس کی رگوں میں۔بہتا خون یکدم سے کھول اٹھا تھا۔۔۔دل سینے کے پنجرے میں معصوم بچے کی طرح مچل اٹھا تھا۔۔۔وہ اسے آگے نا بڑھنے کی دہائی دے رہا تھا۔۔۔مگر وہ سدا کا ڈھیٹ اور ظالم ثابت ہوا تھا۔۔۔کہ اپنے ہی دل کی خواہشوں کو مار کر وہ بھاری مضبوط قدموں سے سیڑھیاں عبور کرتا بائیں جانب بنے کمرے کے دروازے کے سامنے رکا تھا۔۔۔

دروازہ ہلکا سا کھلا تھا۔۔۔کہ مقابل کہ نظریں ٹھہر سی گئیں تھیں۔۔۔ سامنے ہی نازیبا لباس میں ملبوس گلشن آرا بے باکی سے آڑی ترچھی بیڈ پر لیٹی دیوار گیر ایل ای ڈی پر کوئی مووی دیکھنے میں مگن تھی۔۔۔

کہ اسے دیکھ کر بیک وقت اس کی نیلی آنکھوں میں بلا کی چمک ابھری تھی ایسی چمک جو کسی شکاری کی آنکھوں میں اپنے شکار کو دیکھ کر در آتی ہے۔۔۔ جبکہ چہرے کے تاثرات بھی خوشگوار احساس میں بدلے تھے اور اس کے خوبصورت لبوں پر بھرپور مسکراہٹ چھائی تھی۔۔۔۔

اکیلے اکیلے مووی انجوائے کی جا رہی ہے"۔۔۔۔وہ اندر آتا ڈورلا کڈ کرتا" بولا تھا تو اس کی آواز پر گلشن آرا نے ایک جھٹکے سے پلٹ کر دیکھا تو اس کے سرخ لپ اسٹک سے سجے ہونٹوں پر، پراسرار سی مسکراہٹ چھائی۔۔۔۔ آج وہ خود چل کر آیا تھا اس کے پاس۔۔۔آج اسے بلانا نہیں پڑا تھا۔۔۔۔ گلشن آرا ایک۔ادا سے اٹھ کر اس سے دو قدم کی دوری پر مقابل آئی تھی۔۔۔۔

زہے نصیب۔۔۔زہے نصیب"۔۔۔۔"

بابو آپ یہاں"۔۔۔۔"

وہ طوائف اپنی حالت کی پرواہ کیے بغیر جسم کی نمائش کرتی مقابل کھڑے شخص کو پوری طرح اپنے سحر میں پاگل کرنے پر تلی تھی۔۔۔۔

تیمور شاہ اسے سر سے پاؤں تک۔دیکھتا آنکھوں میں خمار بھر کر سرعت سے اسے اپنی جانب کھینچ گیا تھا کہ وہ لہرا کر اس کے سینے سے جا لگی۔۔۔۔

تو تیمور نے ایک ہاتھ اس کی کمر میں ڈال کر دوسرا اس کی گردن پر رکھا تھا ۔۔۔کہ اس کے دہکتے لمس پر گلشن آرا پل بھر کے لیے مسرور ہوئی تھی اور دھڑکنوں کی لے بدلی تھی۔۔۔۔

تمہاری تڑپ مجھے یہاں کھینچ لائی ہے۔۔۔آرا۔۔۔۔ورنہ تیمور شاہ مر تا مر" جاتا اس غلیظ جگہ کی جانب کبھی نا دیکھتا"۔۔۔۔

وہ اس کے چہرے پر نظریں جمائے اس کے گلے کی ابھری بیوٹی بون کو بے باکی سے چھو کر بولا۔۔۔۔۔

تو گلشن آرا نے دلکشی سے مسکرا کر اس کے گلے میں باہیں ڈال دیں۔۔۔۔۔

!!میری تڑپ یا اس ڈرنک کی تڑپ"۔۔۔۔۔"

وہ آنکھوں میں چمک لیے نجانے کیا کھوجنا چاہ رہی تھی۔۔۔کہ تیمور شاہ نے سنجیدگی سے اسے دیکھا۔۔۔

تم اور تمہارے ہاتھ سے پی ڈرنک دونوں ہی جان لیوا ہیں۔۔۔۔اور میں " جان لیوا کام شوق سے کرتا ہوں "۔۔۔

وہ اس کی کمر پر دباؤ بڑھائے سرگوشی میں بولا تھا تو گلشن آرا اٹھلا کر دور ہوئی تھی۔۔۔۔

تو مطلب صاف ہے آپ کو وہ ڈرنک کھینچ لائی ہے "۔۔۔"

وہ بال جھٹک کر بولی۔۔۔

دونوں ہی۔۔۔۔آج میں دونوں کو باخوبی پینا چاہتا ہوں "۔۔۔۔وہ اسے " ایک بار پھر باہوں میں بھر کر بوجھل لہجے میں بولا تھا۔۔۔۔

تو گلشن آرا اپنا اتنا بڑا کام چند دنوں میں ہی مکمل ہوتا محسوس کرے کے کھل اٹھی تھی۔۔۔۔یقیناً شہاب شاہ اب اس سے کافی خوش ہونے والا تھا۔۔۔۔۔

کیا آپ کو مجھ سے محبت ہو گئی ہے"۔۔۔۔وہ اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر" ایک ادا سے بولی۔۔۔

عادت ہو گئی ہے"۔۔۔مقابل اس کی آنکھوں میں نیلی سرد آنکھیں" گاڑھے بولا تھا۔۔۔۔

عادتیں تو چھوٹ بھی جاتی ہیں"۔۔۔وہ مصنوعی اداسی سے بولی۔۔۔"

تمہیں کبھی نہیں چھوڑوں گا"۔۔۔۔وہ اسکی گردن سہلاتا بولا تھا تو گلشن" آرا کا چہرہ چمک اٹھا تھا۔۔

اسی خوشی میں کیا مہمان نوازی کروں"۔۔۔۔وہ اس کے سینے پر ہاتھ" پھیرتی بولی۔۔۔۔

بس خود کو میرے رحم و کرم پر چھوڑ دو"۔۔۔وہ اس کی بال ہاتھوں میں جکڑتا سرگوشی میں بولا تھا۔۔۔

اور ڈرنک"۔۔۔گلشن آرا نے ابرو اچکائی۔۔۔"

وہ تو لازمی ہے"۔۔۔تیمور اس کی کمر پر دباؤ بڑھا کر بولا۔۔۔'

تو گلشن آرا مسکرا کر دور ہوئی اور دیوار گیر الماری کی جانب بڑھ گئی۔۔۔۔

جبکہ تیمور آنکھوں میں سرخی لیے بیڈ پر ڈھ سا گیا تھا۔۔۔اس کی نگاہیں گلشن آرا پر جمیں تھیں۔۔۔جو خراب مشروب گلاس میں انڈیل رہی تھی

۔۔۔۔

آج تم بھی میرے ساتھ پیو گی"۔۔۔وہ تحکمانہ گویا ہوا تو گلشن آرا نے" حیرت سے اسے دیکھا۔۔۔۔

پر بابو میں تو"۔۔۔وہ بات ادھوری چھوڑ گئی۔۔۔"

کوئی عزر نہیں۔۔۔آج بس تم میں یہ شراب اور یہ تنہائی"۔۔۔وہ بوجھل لہجے میں معنی خیزی سے بولا تھا تو گلشن آرا کے وجود میں کھلبلی سی مچی تھی۔۔۔اور دل اس یونانی دیوتا کی جانب ہمکنے لگا تھا۔۔۔

ٹھیک ہے بابو"۔۔۔وہ بڑی خوشی سے مان گئی تھی اور دو گلاسوں میں" خراب مشروب انڈیلے بیڈ کے سائیڈ ٹیبل پر رکھے تیمور کے حدرجہ نزدیک براجمان ہوئی تھی۔۔۔

پہلے مجھے وہ دو جس کی طلب میری رگوں میں بہتے خون کو منجمند کر رہی" ہے"۔۔۔

وہ اس کی آنکھوں میں جھانکتا سنجیدگی سے بولا تھا تو پل بھر کے لیے گلشن آرا کے چہرے پر تاریک سایہ لہرایا۔۔۔

کک کیا مطلب بابو"۔۔۔گلشن ہکلائی تھی۔۔۔"

مطلب صاف ہے آرا۔۔۔ جس کی تم نے مجھے عادت ڈال دی ہے وہ"

ڈر گزلے آؤ"۔۔۔وہ بے قراری سے بالوں میں ہاتھ پھیرتا بولا۔۔۔

آپکو کیسے پتا کہ میں"۔۔۔سچ سامنے آتے گلشن آرا سے بولا نا گیا تھا۔۔۔"

میں بچہ نہیں ہوں۔۔۔مجھے جتنا تڑپاؤ گی اتنا ہی خود تڑپو گی"۔۔۔وہ ایک"

جھٹکے سے اس کی کلائی دبوچے دھاڑا تھا۔۔۔اس کی حالت خراب ہو رہی

تھی۔۔۔بے چینی اور غصے کت باعث اس کا چہرہ سرخ ہوا تھا۔۔۔

تو آپ کو ڈر گز چاہیے میں نہیں"۔۔۔گلشن آرا کو برا لگا تھا۔۔۔"

میں تمہارے لیے آیا ہوں آرا۔۔۔یہ سب مجھے تمہاری موجودگی میں"

سکون کے اس درجے تک لے جاتا ہے کہ جس سے کبھی میں نکلنا نہیں چاہتا

"۔۔۔۔

تو گلشن نے گہرا سانس بھرا تھا اور پھر اٹھ کر ڈریسنگ روم کی جانب بڑھی

۔۔۔

کچھ ہی دیر بعد اس کی ہاتھ میں چھوٹا سا پیکٹ تھا جسے دیکھ کر تیمور شاہ کی آنکھوں میں چمک ابھری تھی۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شدید سردی میں وہ شرٹ لیس سا بلیک ٹراؤزر میں ملبوس بالکنی میں کھڑا سیگریٹ پی رہا تھا۔۔۔اس کا کسرتی بدن اور ابھرا سینہ اس کے باقاعدگی سے جم کرنے کا ثبوت دے رہا تھا۔۔۔بلاشبہ وہ ایک مضبوط مرد تھا۔۔۔کسی بھی لڑکی کے خوابوں کا شہزادہ۔۔۔عباس شاہ۔۔۔!!

وہ مضطرب سا سیگریٹ پر سگریٹ پیتا آج ہوئے واقعات کے متعلق سوچ رہا تھا۔۔۔جبکہ آنکھوں کے دریچوں پر اس کا عکس چھپ دکھلا کر غائب ہوا تھا ۔۔۔جس نے عباس شاہ کی تزلیل میں ہر حد پار کر دی تھی۔۔۔

اس کی پیشانی کی رگیں ابھر آئیں تھیں اس کی باتیں یاد کر کے۔۔۔

وہ برداشت کر جاتا،، مگر اس کی آخری بات۔۔۔ جس میں وہ اپنی ماں سے علیحدگی کا مطالبہ کر کے اس کا خون کھلا گئی تھی۔۔۔ وہ برداشت کرنے کے قابل ہی نا تھی۔۔۔

عباس شاہ کا چہرہ سرخ ہوا تھا۔۔۔ جبکہ آنکھیں تو صبح سے ہی سرخی کے لپیٹ میں آئی ہوئیں تھیں۔۔۔

وہ جب جب اپنی منکوحہ کے الفاظ سوچتا تھا اس کا پارہ سوا نیزے پر پہنچ جاتا تھا ۔۔۔۔

آپ ڈھیل کی حقدار نہیں تھیں۔۔۔ آپ کو شروع میں ہی بیڑیاں ڈال" کر بیسمنٹ میں بند کر دیا ہوتا تو آج آپ ایک الگ شخصیت کی مالک ہوتیں "۔۔۔ وہ سرد آواز میں تخیل میں اسے گویا ہوا تھا۔۔۔

بہت بہت غلط کر چکی ہیں مسز۔۔۔ پہلی ملاقات میں ہی اس قدر ظلم" !!"۔۔۔۔

برسوں سے کیا صبر چند لمحوں میں ختم کروادیا ہے آپ نے۔۔۔اب "

میرے ساتھ آپ کا تڑپانا لازم و ملزم ہو گیا ہے "۔۔۔

آپ کو کیا لگتا ہے خود کے لیے میری تشنگی بڑھا کر میں آپ کو انجان رہنے "

دوں گا"۔۔۔!!

قطعاً نہیں "۔۔۔۔"

یہ تشنگی آپ سے ہی مٹے گی۔۔۔چاہے آپ راضی ہوں یا نا ہوں۔۔۔۔"

اب سکون دیں گی تو ہی سکون میں رہیں گی۔۔۔کیونکہ میرا قرار آپ سے

وابستہ ہے۔۔۔۔تو اب آپ کی نیندیں بھی مجھ سے وابستہ ہوں گی "۔۔۔۔

وہ سگریٹ کا گہرا کش لے کر دھواں ہوا میں تحلیل کرتا بوجھل لہجے میں

سرگوشی نما خیال میں ہی اس سے بولا تھا۔۔۔۔

اور پھر بچی سیگریٹ فرش پر پھینکے بوٹ سے مسلتا اپنے کمرے میں آیا تھا۔۔۔

اسے کے ارادے خطرناک لگ رہے تھے۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سیاہ ٹراؤزر پر سیاہ ہی ہڈی زیب تن کیے، ہاتھ ٹراؤزر کی پاکٹ میں ڈالے، وہ دھڑلے سے سیڑھیاں عبور کرتا اس کے کمرے کے سامنے آن رکا تھا۔۔۔ اس کے انداز میں ایک استحقاق تھا۔۔۔ غصہ تھا۔۔۔ تو آنکھوں میں ایک سرد جمود برپا تھا۔۔۔ اور چہرے کے تاثرات انتہائی سرد تھے۔۔۔

وہ ایک سخت ترین شخص تھا۔۔۔ جس نے معاف کرنا کبھی سیکھا ہی نہیں تھا ۔۔۔ اور پھر جان بوجھ کر کی غلطی نظر انداز کرنا۔۔۔۔

"!!نو۔۔۔ "

"!!نیور۔۔۔ "

چاہے وہ پسندیدہ فرد ہی کیوں نا ہو۔۔۔ سزا کا حقدار ٹھہرتا تھا۔۔۔ یہ الگ بات تھی کہ من پسند شخصیت کے لیے سزا ذرا مختلف ہوتی تھی۔۔۔ پر سزا ضروری ہوتی تھی۔۔۔

!! کیونکہ ادھار تو وہ کبھی رکھتا ہی نہیں تھا۔۔۔بلکہ دگنا لٹاتا تھا"۔۔۔"

عباس شاہ۔۔۔خود سے الجھنے والوں کے لیے ایک خاموش عذاب تھا

!!۔۔۔

جو بنا بتائے بغیر کوئی تاسف اشارہ دیے آتا تھا اور روح فنا کر کے جاتا تھا

!!۔۔۔

معاً آج بھی وہ کسی پر معمولی قہر ڈھانے اس کے کمرے کے باہر موجود تھا

۔۔۔

جس سے اندر سوئی وہ شخصیت انجان خواب خرگوش کے مزے لوٹ رہی تھی۔۔۔

مقابل کو وحشتوں کے سمندر میں غرق کیے وہ آج ہوئی کاروائی کو فراموش کر گئی تھی۔۔۔۔

مگر وہ کیسے فراموش کر دیتا جو گستاخی پے گستاخی کر چکی تھی۔۔۔۔

عباس شاہ کا گریبان پکڑنے کی۔۔۔۔۔یہی نہیں بلکہ ہاتھ اٹھانے کی جرات بھی کر ڈالی تھی۔۔۔اور پھر اس پر مستزاد اس کی زبان درازی۔۔۔۔

!! افففف۔۔۔۔

!! معافی کا جواز ہی نہیں بنتا تھا۔۔۔۔اور وہ بھی عباس شاہ سے توقع۔۔۔۔

!! ناممکن تھا۔۔۔

وہ پر سکون رہتا تھا مگر جب کوئی اسے جان بوجھ کر چھیڑتا تھا تو انہیں قبر میں " پہنچنے تک سبق ضرور سیکھا دیتا تھا۔۔۔۔

آپ کی گستاخیاں حد سے تجاوز کر گئیں ہیں۔۔۔ملاقات انتہائی ضروری ہو گئی ہے۔۔۔۔۔وائٹ روز "۔۔۔۔!!

وہ بڑبڑایا تھا۔۔۔۔

کول رہنے والا شخص آج لاوا بنا ہوا تھا۔۔۔

وہ ایک نظر دائیں بائیں دیکھ کر دروازہ کھولے بلیک شوز میں مقید بھاری قدم کمرے میں رکھ چکا تھا۔۔۔

سامنے ہی وہ برف کی مانند سفید لڑکی چمکتی رنگت لیے بیڈ پر لیٹی کمبل سینے تک اوڑھے گرے آنکھوں پر سیاہ لمبی پلکوں کی جھالر گرائے وہ عباس شاہ کو بری طرح ڈسٹرب کر گئی تھی۔۔۔۔

کہ سرعت سے وہ دروازہ لاکڈ کیے اس کی جانب بڑھا۔۔۔نائٹ بلب کی مدھم روشنی میں اس کا چمکتا دلکش چہرہ مقابل کی بے قراریاں بڑھا گیا تھا

۔۔۔

تو وہ دل کی سنتا اس کے انتہائی قریب براجمان ہوا تھا۔۔۔۔اور سیاہ خمار آلود نظروں سے اس کے تیکھے نقوش چھونے لگا تھا۔۔۔

خوبصورتی کی انتہا تھی تو وہ سامنے لیٹی یہ لڑکی تھی"۔۔۔۔چپکے سے اس" کے دل نے سرگوشی کی تھی۔۔۔۔

عباس شاہ اسے یک ٹک دیکھ رہا تھا۔۔۔

وہ لڑکی اس کو مکمل اپنے سحر میں جکڑ گئی تھی کہ اس کی دل کی دھڑکنوں نے روانی پکڑی تھی۔۔۔تو جذبات میں تلاطم برپا ہوا تھا۔۔۔اور ضبط کی طنابیں چٹخنے لگیں تھیں۔۔۔

اس پر فسوں ماحول میں اسے بے حد نزدیک سے دیکھنے پر دل نے اسے چھونے کی سر توڑ خواہش پکڑ لی تھی اور جزبات انگڑائی لے کر بیدار ہوئے تھے۔۔۔

تو وہ دل کی خواہش کا احترام کرتا ہاتھ بڑھا کر اس کے ماتھے پر بکھرے بال سمیٹ کر انگلیوں کے پوروں سے اس کا چہرہ چھونے لگا تھا۔۔۔معاً دل میں لگی آگ پر گویا ٹھنڈی پھوار پڑی تھی۔۔۔اس کے روئی کی مانند جلد کو محسوس کر کے۔۔۔

بے ساختہ اس نے بوجھل سانس ہوا کے سپرد کی تھی اور پھر اس کے دائیں بائیں ہاتھ رکھے اس پر جھک آیا تھا۔۔۔

عباس شاہ کی بہکی نگاہیں اس کے لبوں پر جا ٹھہریں تھیں۔۔۔ کٹاؤ دار لب آپس میں پیوست دیکھ کر اسے حلق میں کانٹے چبھتے محسوس ہوئے تھے۔۔۔ ان لبوں کا جام پینے کے لیے دل پسلیوں سے سر پٹخنے لگا تھا۔۔۔ تو رگوں میں بہتا خون جوش مارنے لگا تھا۔۔۔

کہ اپنے دل کی آواز پر وہ لبیک کہتا جھکا تھا اور بڑے استحقاق سے انچ بھر کا فاصلہ سمیٹ کر اس کے لبوں پر لب رکھ گیا تھا۔۔۔

وہ بڑے دھڑلے سے اس کے لبوں کو اپنے لبوں کی قید میں لیے ان کا جام پیتا اپنی تمام تر بے چینی اور غصہ اس میں اتارتا دنیا جہاں سے بے خبر ہوا تھا۔۔۔ وہ پہلی بار مقابل کو اس قدر جنون سے چھو رہا تھا۔۔۔ اس کے لمس میں ایک تپش تھی جو اس کو پگھلا رہی تھی۔۔۔ کہ وہ جو نیند میں غرق تھی۔۔۔ اپنی سانسوں کو بند ہوتا محسوس کر کے اور لبوں کو جلتا محسوس کر کے وہ بری طرح

کسمسائی تھی۔۔۔اس سے پہلے کہ وہ آنکھیں کھولتی عباس شاہ اس کی سانسوں کو آزادی بخشتا دور ہوتا گہرے سانس بھرتا اس کے بے آرام چہرے کو دیکھنے لگا۔۔۔

اس کی پلکوں میں ہوتی جنبش اور وجود میں ہوتی حرکت کچھ لمحوں بعد تھم سی گئی تھی اور وہ ایک بار پھر سے نیند میں گم ہو گئی تھی۔۔۔۔

اس کے لبوں کا جام اسے مدھوش کر گیا تھا۔۔۔ان کا نشہ سر چڑھ کر بولنے لگا تھا کہ اب کی بار وہ مکمل طور پر اس کے وجود پر قابض ہوتا ایک بار پھر سے اس کے لبوں پر جھکا تھا اور اس کے بھیگے ہونٹوں کو ہلکا سا چھو کر اپنا بوجھ اس پر ڈالے اس کی گردن میں میں چہرہ چھپا گیا تھا۔۔۔۔

اپنی گردن پر میٹھی چبھن اور وجود پر منوں بوجھ محسوس کر کے اس کی نیند بھک سے اڑی تھی۔۔۔

کہ اس نے جھٹ سے آنکھیں کھولیں۔۔۔تو خود پر جھکے کسی شخص کو دیکھ کر اس کے اوسان خطا ہوا تھے اور چہرہ متغیر ہوا تھا۔۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ مزاحمت کرتی مقابل اس کو جاگتے پا کر اس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں قید کیے اسے بے بس کر گیا تھا۔۔۔پیر کے انگوٹھے سے اس کی پنڈلیاں سہلاتے بیئرڈ اس کی شہ رگ پر رگڑتے وہ اسے تڑپا کر رکھ گیا تھا ۔۔۔کہ وہ مچل اٹھی تھی۔۔۔۔

چھوڑو مجھے کون ہو تم باسٹرڈ"۔۔۔۔وہ اس شخص کے بے باکیوں پر بن" جل مچھلی کی طرح تڑپی تھی۔۔۔کہ غصے کی شدت سے غرا اٹھی۔۔۔

معاً مقابل نے اس کی گردن سے چہرہ نکال کر اس کے روبرو کیا تھا۔۔۔تو وہ جو اس کی مضبوط گرفت سے خود کو چھڑانے کی جان توڑ کوشش کر رہی

تھی کہ عباس شاہ کو دیکھ کر اس کی آنکھیں پھیلیں جبکہ چہرہ سرخ ہوا تھا۔۔۔
اس شخص کو اپنے بیڈ روم میں اپنے قریب دیکھ کر وہ ششدر رہ گئی تھی۔۔۔
تم"۔۔۔وہ یکدم سے چیخی تھی۔۔۔۔ "

معاف کرنا میری فطرت میں نہیں"۔۔۔تو عباس شاہ سرخ آنکھیں اس"
کی آنکھوں میں گاڑھے برفیلے لہجے میں پھنکارا تھا کہ اس کے لہجے کے وار پر
ایلی خوف زدہ ہوئی تھی۔۔۔
دور ہٹو مجھ سے گھٹیا شخص"۔۔۔وہ اپنے خوف پر قابو پاتی اس کی گرفت"
میں جھٹپٹا اٹھی تھی۔۔۔

تو عباس شاہ نے سرد بے تاثر سیاہ آنکھوں سے اسے کی مزاحمت ملاحظہ فرمائی
تھی۔۔۔

کیوں ء کیا آپ کسی اور کو تصور کر رہی تھیں"۔۔۔مقابل نے لفظوں کا" نشتر چلایا تھا کہ ایلی کی آنکھیں پھیلیں۔۔۔

یو بلڈی فول"۔۔۔وہ گہرے گہرے سانس بھرتی چلائی تھی۔۔۔" اششش۔۔۔زبان پر پہرے بٹھائیں۔۔۔بہت خراب چلتی ہے۔۔۔یقین" جانے میں اس وقت خود کو آپ میں سمونے آیا ہوں نا کہ دور ہٹنے۔۔۔تو جس کو بھی آپ تصور کر رہی تھیں اسے دل و دماغ سے نکال دیں۔۔۔ کیونکہ اب سے آپ مجھے ہی اپنے بے حد نزدیک پائیں گی"۔۔۔۔

وہ اس کے لبوں کو انگوٹھے سے رگڑتا سخت لہجے میں بولا تھا تو ایلی کے لبوں سے ہلکی سے سسکی نکلی تھی۔۔۔اور گرے آنکھوں میں نمی تر آئی تھی۔۔۔ اس کے وہم و گمان میں بھی نا تھا کہ عباس شاہ اپنا بدلہ لینے کے لیے اس کے بیڈ روم میں اس کے قریب آجائے گا۔۔۔اسے شدید نفرت ہوئی تھی اس سے۔۔۔اور خوف بھی محسوس ہو رہا تھا کیونکہ مقابل کے چہرے پر چھائے

تاثرات اس کی جان لینے کے درپر تھے۔۔۔وہ پھٹی پھٹی نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔جبکہ دل کی دھڑکنوں قابو سے باہر تھیں۔۔۔۔

آپ مجھے اس وقت خود کی کلر لگ رہی ہیں"۔۔۔وہ اس کی کن پٹی کو انگلی " سے چھوتا مدھم سرور بخش سرگوشی میں بولا تھا۔۔۔کہ بے ساختہ ایلی سانس روک گئی۔۔۔تو وہ اس کے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھ کر کان کے قریب جھکا تھا۔۔۔کہ اس قدر نزدیکی پر مقابل کے مہنگے کلون کی خوشبو اس کے حواسوں پر طاری ہوتی اس کو طلسم میں جکڑ گئی تھی۔۔۔۔بے ساختہ اس نے گہرا سانس بھرا تھا تو اس کی خوشبو اس کے وجود میں اترتی روح میں سمائی تھی۔۔۔

اور میں خوشی خوشی خود کو آپ پر لٹا دیتا۔۔۔ مگر فلحال آپ اس عنایت کے " قابل نہیں۔۔۔اس لیے اب آپ صرف میری من مانیاں برداشت کریں گی"۔۔۔

وہ اس کی کان کی لو کو لبوں میں دبا کر اس کی گردن پر ہولے سے دانت گاڑھ چکا تھا کہ ایلی ہڑ بڑا سی گئی تھی۔۔۔ مقابل کی اس دیدہ دلیری پر اس کے وجود میں سرد لہریں سرایت کر گئی تھی اور ہتھیلیوں میں پسینہ پھوٹ آیا تھا۔۔۔

دور ہٹو مجھ سے "۔۔۔وہ نم آواز میں التجاً بولی تھی۔۔۔"

مقابل کے دہکتے لبوں کا لمس اس کی گردن پر جا بجا سرکتا اس کے وجود سے روح کھینچنے کے در پر تھا۔۔۔

وہ جتنی بھی بولڈ تھی۔ مگر تھی تو ایک لڑکی۔۔۔ کسی انجان شخص کو اپنے وجود پر دسترس پا کر دیکھتا وہ گھگیا سی گئی تھی۔۔۔ کہ وہ خود کو بے بسی کے موڑ پر کھڑا محسوس کر رہی تھی۔۔۔

اس وقت مجھے خود سے دور کرنا آپ کے لیے ہی غلط ثابت ہو گا"۔۔۔"

وہ خمار آلود لہجے میں بولتا اس کے شانے پر لب رکھ گیا تھا تو ایلی کی گرے آنکھوں سے آنسوں بہنے لگے تھے۔۔۔

وہ اس کی آہنی گرفت میں قید کوئی چڑیا لگی رہی تھی۔۔۔ جس کو پوری طرح قید کیے وہ اسے ہلنے جلنے سے قاصر کر گیا تھا۔۔۔

خطا کی سزا دینا وہ باخوبی جانتا تھا۔۔۔اسے پتا تھا کہ کب اور کس طرح مقابل کو مات دینی تھی۔۔۔!!

تم تو پاکستانی ہو۔۔ تمہیں ایسی گھٹیا حرکتیں کرتے شرم نہیں آتی"۔۔۔وہ کچھ نا بن پاتے بلا آخر لفظوں کو ہی ڈھال بنا چکی تھی۔۔۔تو اس کی بات پر مقابل کے لبوں پر دلکش مسکراہٹ در آئی۔۔۔اس نے چہرہ اس کی گردن سے نکالے اسے دیکھا تھا تو عباس شاہ کے لبوں پر کھلی مسکراہٹ اسے اسیر کر گئی تھی کہ وہ مبہوت ہوئی تھی۔۔۔

وہ اس قدر خوبصورت شخص تھا کہ اس کے لیے خوشی خوشی مرا اور مارا جا سکتا تھا۔۔۔

اس کے دل نے اعتراف کیا تھا۔۔۔اس کی دلکشی کسی کو بھی خود کے لیے پاگل کر سکتی تھی۔۔۔

تو کیا پاکستانیوں کا دل نہیں ہوتا"۔۔۔اس نے گھمبیرتا کہہ کر لب دانتوں" تلے دبا کر مسکراہٹ روکی تھی۔۔۔

تو وہ یکدم سے سحر سے باہر نکلی تھی۔۔۔

میں نے کہا دور ہٹو مجھ سے"۔۔۔وہ یکدم سے چینگھاڑی تھی۔۔۔"

اتنا سفر کر کے آیا ہوں۔۔۔۔ تھکاوٹ دور کیے بغیر تو بالکل نہیں جاؤں گا"

"۔۔۔۔ وہ اس کی تھوڑی کے وسط میں مقید اس بلیک تل پر لب رکھتا اس کے جان لبوں پر اٹکا گیا تھا۔۔۔

اس کی گستاخیاں بڑھتی جا رہی تھیں۔۔۔ کسی غیر کی پناہوں میں خود کو قید پا کر اس کی حالت بگڑنے لگی تھی۔۔۔۔

تم پاکستانی تو بہت پارسا ہوتے ہو پھر اب تمہاری پارسائی کہاں " گئی۔۔۔ شرم آنی چاہیے تمہیں"۔۔۔ ایلی بھڑک اٹھی تھی۔۔۔۔

تم ہوس پرست بھی ہو جان کر دکھ ہوا"۔۔۔۔"

وہ بمشکل آنسوں پر بند باندھے بھاری آواز میں بولی تھی۔۔۔

شٹ اپ۔۔۔ مائنڈ یور لینگوئج"۔۔۔"

یکدم سے وہ دھاڑا تھا کہ اس کی وحشت بھری آواز پر نے دہشت سے ایلی نے آنکھیں میچیں تھی۔۔۔

مجھے سبق پڑھانے کی بجائے اپنے بارے میں کیا خیال ہے۔۔۔کہ "
مسلمان ہوتے ہوئے بھی اپنے مذہب سے بالکل انجان گوروں کی باہوں
میں جھولتی پھر رہی ہیں۔۔۔

اور میں تو پھر بھی آپ کا ہم مذہب اور ہم وطن ہوں تو میرے نزدیک آنے
سے کیا تکلیف ہے آپ کو"۔۔۔

آپ کی خواہش میں بہتر پوری کر سکتا ہوں۔۔۔یقین رکھیں مایوس نہیں"
کروں گا"۔۔۔

وہ تضحیک آمیز لہجے میں بولتا اسے آئینہ دیکھا گیا تھا کہ اپنی تزلیل پر ایلی کی
آنکھیں سرخ ہوئیں تھیں۔۔۔اس کے آخری الفاظ اسے چابک کی طرح
لگے تھے کہ وہ بلبلا اٹھی تھی۔۔۔

تمہاری اتنی ہمت"۔۔۔وہ اپنے ہاتھ چھڑواتی گھر کی تھی۔۔۔"

ہمت بہت ہے مگر فلحال آپ کا چیخنا افورڈ نہیں کر سکتا"۔۔۔"

وہ سنجیدگی سے کہتا دور ہوا تھا تو اس کی بات میں پوشیدہ مطلب سمجھ کر ایلی جھٹکے سے اٹھ بیٹھی۔۔۔ جبکہ وجود پر نامحسوس سی کپکپی طاری ہوئی تھی۔۔۔ عباس شاہ کی نظریں اس کی گردن پر جمی تھیں جو اس کی شدتوں سے لال ہو چکی تھی۔۔۔

مقابل کی نظروں کا رخ دیکھ کر بے ساختہ اس نے بال دائیں بائیں شانوں پر پھیلا کر اپنی گردن چھپائی تھی۔۔۔

نکلو میرے کمرے سے کم ظرف آدمی"۔۔۔ وہ اسے انگلی سے دروازے" کی جانب اشارہ کرتی چیخی تھی۔۔۔

کم ظرف کہیں یا جو بھی۔۔۔ اگر اب سے مجھے آپ جو ہن کے آس پاس" بھی بھٹکتی نظر آئیں تو اپنے ساتھ اس بیڈ پر میری جگہ کنفرم سمجھیں"۔۔۔ وہ جس انداز میں بولا تھا کہ اہانت کے مارے ایلی کا چہرہ سرخ ہوا تھا۔۔۔

تم ہوتے کون ہو میری لائف میں انٹرفیئر کرنے والے"۔۔۔"
مقابل کو خود پر رعب جماتا دیکھ اس کے تن بدن میں آگ لگی تھی۔۔۔

آپ بس میری بات پر عمل کریں۔۔میں کون ہوں کون نہیں آپ کے"
لیے یہ جاننا ضروری نہیں"۔۔۔
وہ حکم صادر کرتا ہڈی کی کیپ سر پر کیے دروازے کی جانب بڑھا۔۔کہ پھر
کچھ سوچ کر رکا۔۔۔

!!ایک بات اور"۔۔۔۔"
اپنی ڈریسنگ پر توجہ دیں۔۔۔آج بھی جس لباس میں آپ تھیں بمشکل"
میرے ہاتھوں سے زندہ بچ پائیں ہیں۔۔۔
اگر نہیں چاہتی کہ ابھی آپکی سانسیں تمام ہوں تو صبح ڈھنگ کے لباس میں
یونیورسٹی آیئے گا"۔۔۔۔

وہ دوٹوک کہہ کر مڑا تھا کہ ایلی جو زخمی بپھری شیرنی بنی ہوئی تھی۔۔۔اس نے ترت سے سائیڈ ٹیبل پر پڑا اوازا اٹھا کر اس کی جانب پھینکا تھا مگر مقابل اتنی ہی تیزی سے کیچ کر گیا تھا۔۔۔

اس کی اس پھرتی پر وہ ہق دق سی رہ گئی۔۔۔کہ جبھی وہ اس کی جانب بڑھا تھا اور واز سائیڈ اس کی جگہ پر رکھے اس کے مقابل آیا تھا۔۔۔

یقیناً میرا یوں جانا آپ کو ناگوار گزر رہا ہے۔۔۔مجھے بھی خالی ہاتھ جانا اچھا نہیں لگ رہا"۔۔۔

وہ گھمبیر لہجے میں کہہ کر جھٹکے سے اسے قریب کھینچتا اس کے بازو پشت پر باندھے وہ اس کے لبوں کو قید کر گیا تھا۔۔۔چند سیکنڈ میں ہی وہ اس کی سانوں کو پیتا اسے ادھ موا کر گیا تھا۔۔۔

کچھ لمحوں بعد وہ اس کہ سانوں کو اپنے سینے میں اتارے دور ہوا تھا تو وہ نڈھال سی بیڈ پر ڈھ کر گہرے گہرے سانس بھرنے لگی۔۔۔

اس کی بکھری حالت دیکھ کر اس کے لبوں کے گوشوں میں مسکراہٹ بکھری تھی۔۔۔

تجھ پہ اتار دو اپنی بانہوں کی حرارت
رکھ دوں اس نومبر کو جُون کر کے۔۔۔

معاً وہ اس کی ناک کو لبوں چھو کر بولا تھا تو ایلی نے سرخ کھا جانے والی نگاہوں سے اسے دیکھا۔۔۔

اب سے اس لمس کی عادت ڈال لیں۔۔۔آگے برداشت کرنے میں آسانی ہو گی"۔۔۔

وہ اس کی آنکھوں پر پھونک مارے معنی خیزی سے کہہ کر رکا نہیں تھا اور کمرے سے نکلتا چلا گیا تو پیچھے ایلی شدید غصے کی لپیٹ میں ہر چیز فرش پر پٹختی چلی گئی تھی۔۔۔

نن نہیں کروانی میں نے یہ پ پٹی۔۔۔جج جب تک وہ نہیں ملتی میں یہ زخم" ٹھیک نہیں ہونے دوں گا۔۔۔وہ خود کرے گی پٹی۔۔۔ہاہٹو، دور رہو"۔۔۔۔

نشے میں دھت اویس جوئیہ لڑکھڑاتا ہوا سب کو خود سے دور دھکیلا رہا تھا۔۔۔اس کا بھائی اور ان کا ملازم اجمل اسے زبردستی سنبھال رہے تھے۔۔۔۔جو اپنے سر میں شراب کی بوتل مار کر پرانے زخم کو پھر سے ہرا کر گیا تھا اور اب لہولہان سا ان کی گرفت میں جھٹپٹا رہا تھا۔۔۔جبکہ شوکت جوئیہ اور ان کا فیملی ڈاکٹر ایک طرف کھڑے بغور اس کی بگڑتی حالت دیکھ رہے تھے۔۔۔

کچھ دیر پہلے ہی اجمل نے بھی حور کے متعلق ناکامی ظاہر کی تھی۔۔۔حالانکہ اویس جوئیہ خاکہ نگار سے اس کا خاکہ بھی تیار کرواچکا تھا۔۔۔اور اجمل اور اس کے باقی آدمی اسی خاکے کی مدد سے ناران کاغان حور عین کا پتا لگوا چکے تھے۔۔۔کیونکہ بقول اویس کے وہ وہیں کی رہائشی تھی اور اسے وہیں رہنا چاہیے تھا۔۔۔

پر ان دو دنوں میں وہ بھی ناکام ہی لوٹے تھے۔۔۔اور اس خبر نے اویس جوئیہ کو مزید پاگل سا کر دیا تھا۔۔۔

شوکت جوئیہ اس کے دوست کو بھی بلا چکا تھا اور اس سے بھی استفسار کیا تھا ۔۔۔وہ بھی رسان سے اس دن والی ساری کہانی سنا چکا تھا۔۔۔

اور اب اشرف جوئیہ اور اس کا بڑا بیٹا صابر جوئیہ کا طیش حور کے لیے زور پکڑ چکا تھا۔۔۔کیونکہ ان کے مطابق اس لڑکی کی وجہ سے اس کے بیٹے کی یہ حالت ہوئی تھی۔۔۔۔

نن نہیں کرواؤں گا میں پٹی۔۔۔سنا نہیں تو نے "۔۔۔وہ اجمل کو دور دھکا" دیتا چلا اٹھا تھا۔۔۔

یہ کیا پاگل پن ہے اویس۔۔۔خون بہہ رہا ہے۔۔۔پٹی کرواؤ"۔۔۔۔"

صابر جوئیہ سخت آواز میں بولا تھا۔۔۔

میں زخم نہیں بھرنے دوں گا"۔۔۔وہ آنکھوں میں سرخی لیے صابر جوئیہ" سے حتمی بولا تھا۔۔۔

ڈاکٹر اس کے پہلے ہی نشے میں ہونے کے باعث انجیکشن لگانے سے پرہیز کر رہا تھا۔۔۔مگر وہ تھا کہ سنبھلنے میں نہیں آرہا تھا۔۔۔

جبکہ شوکت جوئیہ اپنے بیٹے کی حالت دیکھ کر انگاروں پر لوٹ رہا تھا۔۔۔

ایسا تو نہیں تھا اس کا بیٹا۔۔۔جو ایک لڑکی کے لیے خود کو پاگل کرنے اور مارنے تک تل گیا تھا۔۔۔اس کی جیسی اور لڑکیاں سہی۔۔۔پھر کیوں وہ اسی پر اٹک گیا تھا۔۔۔آخر ایسا کیا تھا اس لڑکی میں۔۔۔

شوکت جوئیہ مسلسل سوچوں میں گرداں تھا۔۔۔

تم ٹھیک ہو جاؤ تو ہم مل کر اسے ڈھونڈے گے۔۔۔اس لیے چپ چاپ" پٹی کرواؤ"۔۔۔۔

صابر جوئیہ اسے بازو سے دبوچ کر دھاڑا تھا کہ اس کی مزاحمت رکی تھی ۔۔۔اور اس نے امید طلب نگاہوں سے صابر جوئیہ کو دیکھا۔۔۔

وہ مل تو جائے گی نا"۔۔۔"

ہم اسے پاتال سے بھی ڈھونڈ لائیں گے۔۔۔لیکن پہلے خود کو ٹھیک کرو"

۔۔۔۔"

وہ اس کے گال پر ہاتھ رکھتا بولا تھا تو اویس جوئیہ سر ہلاتا صوفے پر ڈھ سا گیا

۔۔۔تو صابر نے ڈاکٹر کو اشارہ کیا۔۔۔

کچھ ہی دیر بعد وہ اس کی پٹی کرتا شوکت جوئیہ کے ساتھ کمرے سے باہر آیا تھا

۔۔۔۔

جوئیہ میرا مشورہ یہ ہے کہ اپنے بیٹے کو کچھ عرصے کے لیے باہر بھیج"

دو"۔۔۔

توشوکت جوئیہ نے سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھا۔۔۔

یہ یہاں رہا تو ممکن ہے خود کا ناقابلِ تلافی نقصان پہنچا دے۔۔۔اسے" اس علاقے سے دور رکھو۔۔۔اور اس لڑکی کے تمام خاکے بھی اس کی نظروں سے اوجھل کر دو۔۔۔ورنہ جو اس کی کنڈیشن ہے اسے سنبھالنا مشکل ہو جائے گا۔۔۔

اس کے لیے ماحول چینج کرو۔۔۔تو جلد ہی اویس اس لڑکی کو بھول جائے گا"

ڈاکٹر کہ بات پر وہ سر ہلا گیا۔۔۔کہ وہ خود بھی یہی چاہتا تھا۔۔۔کہ اویس اس لڑکی کو بھول جائے۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ویسے تو باس سے ملنا بہت مشکل ہے۔۔۔کیونکہ وہ کسی کے سامنے نہیں" آتے۔۔۔مگر تمہاری آخری خواہش پر وہ مان گئے ہیں۔۔۔۔خیال رکھنا کوئی ایسی بات نا کر دینا کہ باس بنا سوچے تمہیں اپر پہنچا دیں"۔۔۔

دفعتاً ایک آدمی بلیک شیشے والے کیبن سے نکلتا اسی کے پاس آیا تھا جو پچھلے چار گھنٹوں سے باس سے ملنے کے لیے انتظار کر رہا تھا۔۔۔اور آخر کار وہ مان گیا تھا کہ جبھی اس آدمی نے اسے نصیحت کرنا ضروری سمجھی۔۔۔

تو شہاب شاہ سر اثبات میں ہلاتا تانے بانے بنتا آفس کی جانب بڑھا تھا۔۔۔

دروازے پر ناک کرتے وہ اندر داخل ہوا۔۔۔

سامنے ہی وہ سربراہی کرسی پر براجمان اس کی جانب پیٹھ کیے چہرہ دیوار کی سمت کیے سگار پی رہا تھا۔۔۔

شہاب نے بغور اس کو دیکھنے کی کوشش کی تھی مگر اس حصے میں اندھیرا تھا

۔۔۔

بولو"۔۔۔اس کی بھاری آواز گونجی تھی۔۔۔آواز سے شہاب کو وہ"

پچاس سال کا لگا تھا۔۔۔۔

میں آپ سے معزرت کرنے آیا ہوں"۔۔۔اس نے بات کا آغاز کیا۔۔۔"

پیسوں کے بدلے مجھے کام چاہیے ہوتا ہے معزرت نہیں"۔۔"

آپ کا مال میرے پاس محفوظ ہے۔۔۔دراصل کچھ سکیورٹی کے مسئلے بنے"

ہوئے ہیں اس لیے میں وہ لڑکیاں نہیں بھیج سکا مگر اگلے دس دن تک آپ کو

اس تعداد سے دگنی لڑکیاں مل جائیں گی"۔۔۔شہاب نے ملتجی کہا۔۔۔

میرے دھندے میں اعتبار کرنا مطلب اپنی موت کو دعوت دینا ہے۔۔۔"

مگر میں تم پر اعتبار کر کے وقت سونپ رہا ہوں۔۔۔اگلی بار ایسی کوتاہی تمہیں ناصرف بلیک ورلڈ بلکہ وائٹ ورلڈ سے بھی چھٹکارا دلا دے گی"۔۔۔وہ دھواں ہوا میں تحلیل کرتا پر سکون انداز میں بولا تھا۔۔۔

جی باس مجھے اندازہ ہے۔۔۔بے فکر رہیں آپ"۔۔۔۔"

میں تو بے فکر ہی ہوں۔۔۔ فکر کرنے کی ضرورت تمہیں ہے۔۔ تمہارے" پاس صرف دس دن ہیں"۔۔۔ باس نے کہا تو وہ سر ہلا کر کمرے سے نکل آیا

۔۔۔

اس نے شکر کا سانس خارج کیا تھا۔۔۔ پچھلے دو دنوں سے وہ اس سے ملنے کے لیے کئی جتن کر چکا تھا۔۔۔ اور اپنا پیغام بھی اس کے کارندوں کے ذریعے بھیج چکا تھا۔۔۔ جسے سنتے ہی باس نے اسے مار دینے کا حکم دیا تھا۔۔۔ پر شہاب شاہ نے ایک بار اس سے ملنے کی خواہش کی تھی۔۔۔ اور اب وہ باس سے مل کر اپنی زندگی کے بچ جانے کا پروانہ حاصل کر چکا تھا۔۔۔

وہ کچھ سوچتا اس بلڈنگ سے باہر نکل آیا تھا۔اسے جلد از جلد باس کا کام کرنا تھا ورنہ وہ کتے کی موت مارا جانا تھا۔۔۔

۔۔۔

مگر بجائے شاباشی دینے کے روباب شاہ کے متعلق شاہ کی تنبیہ آواز پر اس نے لب دانتوں تلے دبایا تھا۔۔۔

وہ سمجھتی نہیں ہے۔۔۔۔ نکاح نہیں کرنا چاہتی وہ اس زد پر اڑ گئی ہے" "۔۔۔۔ سبطین نے اس کا سوچ کر دانت پیسے تھے۔۔

تم بھی تو یہی چاہتے تھے تو اب اتنا بھڑک کیوں رہے ہو"۔۔۔ شاہ نے" اسے یاد دلانا ضروری سمجھا تھا۔۔۔۔

وہ مجھے ری جیکٹ کیسے کر سکتی ہے وہ تو مجھ سے محبت کرتی ہے"۔۔۔"

سبطین شاہ پاگل ہوا اٹھا تھا۔۔۔

جہاں تک میرے علم میں ہے تم اس کو پسند نہیں کرتے۔۔۔ پھر اتنا "

واویلا کیوں"۔۔۔ سپیکر سے بھاری پر سکون آواز میں ادا ہوتے لفظوں نے

اسے پتنگے لگا دیے تھے۔۔۔ کہ یکدم سے اس کو دم گھٹتا محسوس ہوا تھا اپنی

کیفیت سے انجان بنا تھا۔۔۔

پسند کرتا ہوں محبت نہیں کرتا یار"۔۔۔اس نے اضطراریت سے بالوں میں ہاتھ پھنسا کر گاڑی کے ٹائر پر بھاری شوز سے ٹھوکر ماری۔۔۔

پسند اور محبت کا بڑا گہرا تعلق ہے۔۔۔خیر میں اسے تمہارے عتاب کا نشانہ نہیں بننے دے سکتا اگر وہ راضی نہیں ہے تو تمہیں پیچھے ہٹ جانا چاہیے"۔۔۔سبطین شاہ کو واضح وارننگ لگی تھی۔۔۔کہ وہ بھنا اٹھا تھا

۔۔۔۔

وہ میرے نام سے منسوب ہو چکی ہے اب اس کا جینا مرنا میرے ساتھ لکھا ہے میں اس سے محبت نہیں کرتا مگر اسے خود سے دور بھی جانے نہیں دے سکتا"۔۔۔وہ اپنی بات پر زور دیتا بولا تھا۔۔۔

بہر حال یہ تو وہ طے کرے گی کہ اسے تمہارے نام کے ساتھ منسوب رہنا" ہے یا نہیں۔۔۔اور میں اس کے ہر فیصلے میں ساتھ ہوں"۔۔۔شاہ نے گویا اسے بتانا ضروری سمجھا تھا۔۔۔

تم میرے دوست ہو اگر یاد ہو تو"۔۔۔!! سبطین شاہ نے آنکھیں گھمائیں" ۔۔۔

اور میں اس کا بھائی بھی ہوں۔۔۔لحاظہ جو میری بہن چاہے گی وہی ہو گا""" ۔۔۔مقابل نے کہہ کر کال بند کر دی تھی۔۔۔

توسبطین شاہ لب بھینچ گیا۔۔۔کہ تبھی ایک بار پھر اس کا فون رنگ ہوا۔۔۔ عظمیٰ شاہ کی کال تھی۔۔۔

اسلام علیکم ماں"۔۔۔"

واعلیکم السلام"۔۔۔۔ سبطین ہم مال آئی ہوئیں ہیں۔۔ نکاح کی شاپنگ" کرنی ہے۔۔تو آپ ایسا کریں روباب کو ادھر چھوڑ جائیں"۔۔۔ عظمیٰ شاہ کی مصروف کن آواز ابھری۔۔۔

توبے ساختہ سبطین کو دادا سائیں سے کہی بات یاد آئی تھی۔۔۔(وہ دادا سائیں سے کہہ چکا تھا کہ روباب کو اس کے ساتھ نکاح کی شاپنگ کرنی تھی)۔۔۔

ماں آپ لوگ آرام سے اپنی خریداری کر لیں۔۔۔میں ضروری کام نپٹا کر" روباب کو خود شاپنگ کروا دوں گا"۔۔۔

روباب کے غصے کا سوچ کر اس کے لبوں پر معمولی سی مسکراہٹ در آئی تھی ۔۔۔

اوکے بیٹا۔۔۔پھر لازمی اسے اس کی پسند کا ڈریس دلوا دینا کیونکہ باقی سب کی تو پسند کی شاپنگ ہو گئی ہے بس روباب ہی رہ گئی ہے"۔۔۔عظمی شاہ نرمی سے بولی۔۔۔

ZNZ Zubi Novels Zone

بے فکر رہیں آپ کی بہو میڈم کو اس کی پسند (اپنی پسند) کی شاپنگ کروا دوں گا"۔۔۔وہ مسکرا کر گویا ہوا۔۔۔

ٹھیک ہے بیٹا گی امان اللہ"۔۔۔۔"

جب دلہن میری بننا ہے تو لباس بھی میری پسند کا ہی ہو گا نا"۔۔۔وہ بڑبڑایا" تھا اور پھر سامنے ہی کیفے کی جانب بڑھ گیا۔۔۔جہاں پچھلے آدھے گھنٹے سے کوئی اس کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔

میں اسے نہیں چھوڑ سکتا دعا"۔۔۔سبطین نے اسے دیکھ کر حتمی انداز" میں کہا تھا۔۔۔

تو پھر مجھے چھوڑ دو"۔۔۔دعا نے ایک نظر اسے دیکھ کر اپنا مؤقف واضح کیا" تھا۔۔۔کہ سبطین شاہ نے سلگتی نگاہوں سے اسے دیکھا۔۔۔

یہ کیا کہہ رہی ہو"۔۔۔اس کے لفظوں میں سرد پن عود آیا تھا۔۔۔"

ZNZ Zubi Novels Zone

ٹھیک کہہ رہی ہوں۔۔۔ تمہیں ہم دونوں میں سے ایک کو چننا ہو گا"۔۔۔" دعا نے گویا اپنی شرط اس کے سامنے رکھی تھی۔۔۔مگر اس کی انداز سے سبطین کو لگا تھا جیسے اسے کوئی پرواہ نہیں تھی۔۔۔وہ فون پر انگلیاں چلاتی غیر زمہ دارانہ رویہ اختیار کیے بیٹھی تھی۔۔۔

معاً سکرین پر کچھ دیکھ کر اس کے تاثرات بدلے تھے۔۔۔چہرہ یکدم سے سفید پڑا تھا۔۔۔اور پھر لمحہ بھر کر اس کی انگلیاں تیزی سے کچھ ٹائپ کرنے لگی تھیں۔۔۔جبکہ سبطین شاہ اس کے چہرے کے تاثرات نوٹ کر رہا تھا

۔۔۔

دعا سمجھنے کی کوشش کرو۔۔۔تم میری محبت ہو"۔۔۔۔وہ درشتگی سے" بولا۔۔۔

تو پھر محبت کو چنو اور اسے چھوڑ دو"۔۔۔۔دعا بی اپنی زد پر قائم رہی۔۔۔"

میری غیرت کو گوارا نہیں کرتی ہے کہ جو لڑکی میرے نام سے منصوب" ہے وہ کسی اور کی دسترس میں جائے۔۔۔ساری زندگی میں اسے اپنی نام کی بیڑیوں میں قید رکھنا چاہتا ہوں"۔۔۔اور تم میرے لیے کتنی اہم ہو یہ اچھی طرح جانتی ہو"۔۔۔وہ اس کی چہرے پر بوکھلاہٹ دیکھ کر بولا۔۔۔

میں کچھ نہیں ہوں۔۔۔اگر ہوتی تو تم مجھے چنتے"۔۔۔وہ خود کو کمپوز کرتی" بولی۔۔۔

دعا میں اب بھی تمہیں اپنا بنانا چاہتا ہوں۔۔۔کیونکہ میں تمہارے بغیر""

۔۔۔

مجھے کچھ نہیں سننا سبطین۔۔۔تمہارا اور میرا ساتھ ختم اب سے۔۔۔آج کے بعد میرے سامنے مت آنا۔۔۔تمہیں تمہاری زندگی مبارک۔۔۔اور ہاں ایڈوانس میں نکاح مبارک۔"۔۔

وہ اسے کچھ بولنے دینے سے قبل ہی اپنی کہہ کر گاڑی سے باہر نکل گئی۔۔۔ اس کے ہاتھ کی انگلیاں مسلسل فون کی سکرین پر گردش کر رہی تھیں۔۔۔۔ اور سبطین شاہ لب بھینچے اسے جاتا دیکھتا رہ گیا۔۔۔جواب ہوٹیل کے ساتھ بنے شاپنگ مال میں جا چکی تھی۔۔۔

وہ اسے یوں جان چھڑا کر گئی تھی۔۔۔ جیسے وہ خود اس سے دور جانا چاہتی ہو

۔۔۔۔

معاً سبطین نے کان میں لگے ائیر پیس کا بٹن پریس کیا تھا۔۔۔۔

اگلی زمہ داری تمہاری ہے سالک۔۔۔ وہ مجھے دیکھانے کے لیے مال میں " اینٹر ہوئی ہے مگر کچھ دیر تک ہوٹیل میں ہو گی"۔۔۔ سبطین شاہ نے گاڑی ریورس کرتے کہا تھا۔۔۔

اوکے ایم ریڈی"۔۔۔"

سالک کی الرٹ آواز گونجی تھی۔۔۔

توسبطین شاہ کچھ ضروری ہدایات کرتا گاڑی ڈرائیو وے پر منتقل کر گیا تھا

۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

دعا تیز تیز قدم اٹھاتی مطلوبہ کمرے میں پہنچنے کے لیے لفٹ میں داخل ہوئی تھی۔۔۔اس بات سے انجان کہ اس ہوٹیل میں جگہ جگہ پھرتے ویٹر کوئی عام آدمی نا تھے۔۔۔بلکہ آئی ایس آئی کے ایجنٹ تھے۔۔۔

وہ اپنی کلائی پر پہنی واچ پر ملتے سرخ سگنل کو بھولے ہوئے تھی۔۔کہ اس کا پورا دھیان صرف اور صرف موبائل سکرین پر نمودار ہوتی چیٹ پر تھا۔۔۔

اگر وہ سرخ سیگنل دیکھ لیتی تو بھول کے بھی یہاں نا آتی۔۔۔مگر اس وقت وہ سخت غصے میں تھی۔۔۔

ZNZ Zubi Novels Zone

پانچویں فلور پر جیسے ہی لفٹ رکی تو وہ بٹن پریس کرتی باہر نکلی تھی۔۔۔

دفعتاً وہ اپنے کمرے میں داخل ہوئی سامنے ہی دو افریقی فرد براجمان تھے جو اسے دیکھتے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔۔۔

تم لوگ یہاں کیوں آئے ہو"۔۔۔۔وہ بھڑکی تھی۔۔۔وہ خالصتاً انگلش" بول رہی تھی۔۔۔اس کا انداز خاصا بدلا ہوا تھا۔۔۔

آپ نے ہی تو ہمیں یہاں بلایا تھا۔۔۔۔مارتھا"۔۔۔"

ان میں سے ایک شخص بھی اسی کہ زبان (انگلش) میں حیرانگی سے بولا تھا ۔۔۔کہ یکدم سے تینوں نے چونک کر ایک دوسرے کو دیکھا۔۔۔

شٹ۔۔۔شٹ"۔۔۔۔"

آئی ایس آئی"۔۔۔"

ڈیم اٹ"۔۔۔۔دعا عرف (مارتھا) چیخی تھی۔۔۔

وہ جانتی تھی آئی ایس آئی کے ہتھے چڑھنا مطلب موت کو گلے لگانا تھا۔۔۔ اور پاکستان کی انٹیلیجنس۔۔۔دشمن کے سن کر ہی رونگٹے کھڑے ہو گئے تھے۔۔۔

ZNZ Zubi Novels Zone

بے ساختہ اس نے سر گھما کر سامنے ہی وال کلاک پر نگاہ دوڑائی تھی۔۔۔ جس کے وسط میں ہی سوئیوں کے سینٹر میں ایک ہول دیکھا تھا۔۔۔جس میں چھوٹا سا کیمرا لگا تھا۔۔۔

اس نے سخت نظروں سے ان دونوں شخص کو دیکھا تھا۔۔۔

ان کی حقیقت سامنے آچکی تھی۔۔۔۔ مگر ان کی اصل شکل سے وہ اب بھی ناواقف تھے اور یہ مارتھا کو گرین سگنل ملا تھا۔۔۔۔

ترت سے اس نے اپنے ہاتھ پر بندھی گھڑی کی ٹچ پیڈ پر انگلیاں چلائی تھیں ۔۔۔۔تو سیکنڈ میں سامنے کھڑے دو افراد کی کلائی پر بندھی گھڑی بلینک کرنے لگی تھی۔۔۔

ان تینوں نے آنکھوں ہی آنکھوں سے کوئی اشارہ کیا تھا۔۔۔کہ جبھی کمرے کے باہر ڈھیروں قدموں کی آواز آئی تھی۔۔۔

موووو"۔۔۔مار تھا یکدم۔سے چلائی تھی تو وہ تینوں گولی کی سپیڈ سے" کمرے سے ملحقہ بالکنی میں آئے تھے ان دونوں افراد نے وہ بالکنی کا دروازہ لاکڈ کیا تھا اور مار تھا جس نے پہلے ہی ایک رسی گملوں میں چھپا کر اپنے بھاگنے کا انتظام کر رکھا تھا۔۔اسے ریلنگ کے سرے سے باندھ کر وہ چند منٹوں کر اندر اندر آگے پیچھے لٹکے تھے۔۔۔

کہ جبھی دھڑ سے دروازہ کھلا تھا۔۔اور سالک اپنی ٹیم کے ساتھ بالکنی میں آیا تھا۔۔۔

رک جاؤ ورنہ ہم گولی مار دیں گے"۔۔۔ایک آفیسر کی سخت آواز گونجی"

۔۔۔جواب ہوٹیل کے پچھلے لان میں اتر کر بھاگنے لگے تھے۔۔۔

جبکہ سالک وائرلیس سے نیچے موجود آفیسرز کو ہدایات دے چکا تھا۔۔۔

اس کے دونوں ساتھی جو بھاگنے لگے تھے کہ جبھی سالک کی گولیوں کا نشانہ بنتے اپنے انجام کو پہنچے تھے۔۔۔تو مار تھانے جبڑے بھینچ کر اپنے آدمیوں کو دیکھا تھا۔۔۔اور پھر سر اٹھا کر زہر آلود مسکراہٹ سے سالک کو دیکھا تھا

۔۔۔

وہ سارا کھیل سمجھ گئی تھی۔۔۔سالک اور سبطین شاہ دوست تھے

۔۔۔سالک ان کے ساتھ ہی یونیورسٹی میں ہوتا تھا۔۔۔اسے اب سمجھ آئی تھی کہ کیسے اس کے سارے وار خالی جا رہے تھے۔۔۔حالانکہ وہ بہت محتاط

رہتی تھی مگر ہر بار ہی وہ ناکام ہوتی تھی۔۔۔اس بات سے انجان کہ وہ لوگ چیل جیسی نگاہیں اس کے ہر عمل پر مقید کیے ہوئے تھے۔۔۔مارتھا کو خود پر شدید غصہ آیا تھا۔۔۔وہ لوگ اس سے ڈبل گیم کھیل گئے تھے۔۔۔گویا وہ پہلے ہی اس کی اصلیت جانتے تھے۔۔۔

روباب کو دعا عرف مارتھا سے ملانا ایک پری پلین تھا کہ دعا کو کسی قسم کا شک نا ہو۔۔۔اور ہوا بھی ایسے ہی تھا۔۔۔اس کے گمان میں بھی نا تھا کہ سبطین شاہ ایجنسی کا بندہ تھا۔۔۔

اپنے دوست کو میری طرف سے گلے ملنا۔۔۔میرے دل کو قرار آئے گا"
۔۔۔اسے کہنا میں اس کی محبت کی قدر کرتی ہوں بالکل اس کی طرح"۔۔۔

وہ چلائی تھی اور پھر پارکنگ کی جانب بڑھنے کے لیے وہ پوری سپیڈ سے زگ زیگ بھاگنے لگی تھی۔۔۔

تھا جاؤ دعا۔۔۔ سالک پوری قوت سے دھاڑا تھا۔۔ جب تک باقی آفیسرز بھی ہوٹیل سے نکل کر اس کی جانب بڑھے تھے۔۔۔ جبھی سالک نے ایک اور فائر کھولا تھا۔۔۔

تقریباً پندرہ منٹ بعد اس نے گاڑی یونیورسٹی کے گیٹ کے سامنے روکی تھی

مگر سامنے ہی روباب کو سمندر خان کے ساتھ دیکھ کر اس کی سبز آنکھوں سے شرارے پھوٹ پڑے تھے۔۔۔

جب وہ سمندر خان کے ساتھ چلتی اس کی کسی بات پر مسکراتی ہوئی سبطین شاہ کو آگ بگولہ کر گئی تھی۔۔۔

کہ وہ تن فن کرتا گاڑی سے باہر نکلا اور کڑے تیروں سے ان کی جانب بڑھا تھا۔۔۔

معاً وہ وحشی سا ہوا تھا اس کی رگوں میں بہتا خون کھول اٹھا تھا جب روباب نے ہنوز مسکراتے ہوئے سمندر کی جانب ہاتھ بڑھایا تھا۔۔۔

وہ جو اندھا دھند بھاگتی پارکنگ میں کھڑی گاڑی کے قریب پہنچی ہی تھی کہ ٹانگ میں پیوست ہوتی آگ کی مانند دہکتے گولے پر جھٹکا کھا کر نیچے گری تھی

بے ساختہ اس کے منہ سے کراہ نکلی تھی۔۔۔کہ وہ کپکپاتا وجود لیے لرزتے ہاتھ اپنی ٹانگ پر رکھ کر درد کی شدت سے آنکھیں میچ گئی۔۔۔

اس نے وحشت بھری نم نگاہوں سے پیچھے دیکھا تھا جو تقریباً اس کے قریب ہی پہنچ چکے تھے۔۔۔

مار تھا لب بھینچ کر بمشکل اپنی جگہ سے اٹھی تھی کہ پھر لڑکھڑا کر گر گئی۔۔۔

تو اس نے ترت سے اس واچ سے ایک اہم پیغام بھیجا تھا اور پھر اس واچ میں موجود چپ نکال کر دانتوں تلے دبا کر اس کے ٹکڑے کر ڈالے اور ساتھ ہی

واچ کو بھی زمین پر دے مارا تھا کہ وہ چند ٹکڑوں میں تقسیم ہوئی تھی۔۔۔

جب تک سالک اور اس کی ٹیم اس کو گھیر چکے تھے۔۔۔

وہ پکڑی جا چکی تھی۔۔۔ایک آفیسر نے اس کی پشت پھر پہنا بیگ اتارا تھا۔۔۔

تو دوسرے نے واچ اٹھائی تھی۔۔۔

تم بہت پچھتاؤ گے"۔۔۔وہ یکدم سے غرا اٹھی تھی۔۔۔"

تو سالک نے آئی برو اچکائی۔۔۔۔

تم اپنے انجام کی پرواہ کرو۔۔۔ہمارا کام تم جیسے ملک دشمن کو پکڑنا ہے نا کہ "

پچھتانا"۔۔۔

سالک اس کی زخمی ٹانگ پر دباؤ بڑھائے بولا تھا کہ درد کی شدت سے وہ بلبلا اٹھی تھی۔۔۔

اس نے شکوہ کناں نظروں سے سالک کو دیکھا تھا جو اس مار تھا (دعا) کا بہت اچھا دوست تھا۔۔۔ جو ہر وقت ہنستا رہتا تھا۔۔۔ مگر آج اس کے چہرے پر چھائے چٹانی تاثرات دیکھ کر مار تھا ہق دق سی تھی۔۔۔ اس کے گمان میں بھی نا تھا کہ وہ شرارتی سالڑ کا اصل میں کس قدر دہشت ناک تھا۔۔۔ یقین تو اسے سبطین شاہ پر بھی نا تھا۔۔۔ پر ایجنسی کے بندے ایسے ہی ہوتے ہیں ۔۔۔ سوچ کے بالکل متضاد۔۔۔۔ وہ بی تو ایسی ہی تھی۔۔۔

دھوکہ دینے آئی تھی اور دھوکہ کھا گئی تھی۔۔۔۔

وہ تمہیں نہیں چھوڑے گا"۔۔۔"

اس سے بھی نمٹ لیں گے کیپٹن مارتھا سٹیون"۔۔۔"

سالک نے بھوری گھمبیر آواز میں کہا تھا کہ اس کا بدلہ لہجہ مارتھا کے لیے ایک اور بہت بڑا دھچکا تھا۔۔۔

ZNZ Zubi Novels Zone

تو مارتھا نے حیرانگی بھری نظروں سے اسے دیکھا تھا۔۔۔اس کا پورا نام تو صرف اس کے آفیسرز کو پتا تھا۔۔۔اور اس کے لور کو۔۔۔ورنہ اسے تو مارتھا ایلون کہتے تھے۔۔۔

اس کے سراسیمہ چہرہ دیکھ کر سالک اس کے قریب گھٹنے کے بل بیٹھا تھا

جانتی ہو دعا کون ہے"۔۔۔سالک نے نچلا لب دانتوں تلے دبائے اسے"
دیکھا تھا۔۔۔تو مار تھا کو شدید کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا تھا۔۔۔

اس نے سوالیہ نگاہوں سے سالک کو دیکھا تھا۔۔۔

تو سالک نے جھٹکے سے دعا کی شکل کا ماسک اتارا تھا تو مار تھا سٹیون کا اصل چہرہ
واضح ہوا تھا۔۔۔بے اختیار اس نے سختی سے آنکھیں میچ لیں۔۔۔

دعا کون ہے"۔۔۔اس نے گہرا سانس بھر کر پوچھا کیونکہ اس کی سچائی تو" سامنے آچکی تھی اور وہ دعا کے متعلق جاننا چاہتی تھی۔۔۔جو اس کو ہرا گئی تھی ۔۔۔وہ تو اسے مار چکی تھی مگر۔۔۔۔

اتنی بھی کیا جلدی ہے مس مارتھا۔۔۔ابھی آپ چلیں کہ میزبان پچھلے چار" گھنٹوں سے مہمان کا انتظار کر رہے ہیں۔۔۔انہیں شدید کوفت میں مبتلا کر چکی ہیں آپ۔۔۔ ممکن ہے کہ آپ کو سخت سزا جھیلنا پڑے"۔۔۔۔

وہ تمسخر سے گویا ہوتا اسے بازو سے دبوچے کھڑا کر چکا تھا اور پاکٹ سے سیاہ پٹی نکال کر اس کی آنکھوں پر باندھ دی۔۔۔تو مارتھا جھٹپٹا اٹھی تھی۔۔۔

تم اور تمہارا دوست میرے ہاتھوں ہی مرو گے"۔۔"

اپنی بیسٹ فرینڈ کے ہاتھوں مرنا اعزاز کہ بات ہو گی ہمارے لیے نہیں بلکہ" تمہارے لیے"۔۔۔وہ اس کے کان کے قریب پھینکارا تھا۔۔۔اور اس کے ہاتھوں کو جکڑا تھا۔۔۔

تمہارے ساتھ وقت اچھا گزرا کاش!! تم امریکہ کی ایجنٹ نا ہوتی" "۔۔۔سالک بڑبڑایا تھا۔۔۔اور اسے گھسیٹ کر سامنے کھڑی ڈبل کیبن گاڑی میں دھکیل گیا تھا۔۔۔

Congrats! Mission completed.

اس نے ایک میسج کیا تھا اور مارتھا کے ساتھ براجمان ہوا تھا کہ جبھی گاڑیاں ایک ہی رخ کی جانب رواں دواں ہوئیں تھیں۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تقریباً پندرہ منٹ بعد اس نے گاڑی یونیورسٹی کے گیٹ کے سامنے روکی تھی

۔۔۔

مگر سامنے ہی روباب کو سمندر خان کے ساتھ دیکھ کر اس کی سبز آنکھوں سے شرارے پھوٹ پڑے تھے۔۔۔

جب وہ سمندر خان کے ساتھ چلتی اس کی کسی بات پر مسکراتی ہوئی سبطین شاہ کو آگ بگولہ کر گئی تھی۔۔۔

کہ وہ تن فن کرتا گاڑی سے باہر نکلا اور کڑے تیوروں سے ان کی جانب بڑھا تھا۔۔۔

معاً وہ وحشی سا ہوا تھا اس کی رگوں میں بہتا خون کھول اٹھا تھا جب روباب نے ہنوز مسکراتے ہوئے سمندر کی جانب ہاتھ بڑھایا تھا۔۔۔

بہت شکریہ سمندر خان۔۔۔مجھے یہ گفٹ بہت اچھا لگا"۔۔۔روباب چمکتے" چہرے سے ناول کی کتاب سینے سے لگائے بولی۔۔۔

اس کے چہرے پر سمندر کے گفٹ سے پھوٹتی چمک دیکھ کر سبطین شاہ کی رگوں میں بہتا خون کھول اٹھا تھا کہ طیش کی شدت سے اس کا چہرہ سرخ پڑا تھا۔۔۔

اس سے پہلے کہ سمندر خان ہاتھ ملاتا سبطین شاہ آندھی طوفان بنا اس کا ہاتھ زور سے جھٹک کر سمندر خان سے دور کر گیا تھا۔۔۔تو اس اچانک ہوئی افتاد پر ان دونوں نے حیرت اسے دیکھا جس کی سبز آنکھوں میں اتری سرخی اس کی دہشت میں اضافہ کر رہی تھی۔۔۔گویا وہ انہیں نگاہوں سے ہی بھسم کرنے پر تلا تھا۔۔۔کہ سمندر خان اور روباب دونوں گھبرا سے گئے تھے ۔۔۔اس رعب دار شخصیت کے مالک کو دیکھ کر۔۔۔

تم یہاں کیا کر رہے ہو"۔۔۔سبطین شاہ خونخوار نظروں سے سمندر" خان کو دیکھتا نیچی آواز میں غرایا تھا۔۔۔

وہ بی بی جی نے ام کو بلایا تھا"۔۔۔"

سمندر خان بغیر دیر کیے بولا جس کے ارادے خطرناک لگ رہے تھے مبادا کوئی بعید نا تھی کہ وہ سمندر کو پیٹنا ہی نا شروع کر دے۔۔۔

تم کب سے غیروں سے ہاتھ ملانے لگی"۔۔۔"

معاً وہ روباب کی جانب مڑا تیز لہجے میں بولا۔۔۔تو روباب نے بے تاثر نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔

سمندر خان نے مجھے ناول گفٹ کیا ہے اسی کا شکریہ ادا کر رہی تھی"۔۔۔" وہ سنجیدگی سے بولی۔۔۔

تو سبطین شاہ کا دل کیا اس کو دو تھپڑ جڑ دے۔۔۔

شکریہ ادا کرنے کے لیے زبان ہی کافی ہے۔۔۔میرا خیال ہے تمہیں "
اپنے ہاتھوں سے نفرت ہو گئی ہے تڑوانا چاہ رہی ہو"۔۔۔

وہ اس کے چہرے پر نگاہیں گاڑھے جس انداز میں بولا تھا کہ روباب نے لب بھینچ کر خود کو کچھ کہنے سے بعض رکھا۔۔۔

جاؤ تم"۔۔۔اس نے روباب کے غصے بھرے نقوش دیکھتے سمندر کو حکم" دیا۔۔۔

نہیں رکو مجھے گھر جانا ہے"۔۔۔روباب اسے جاتا دیکھ فوراً سے بولی۔۔۔ "

سیدھی طرح کہہ دو کہ تم چلنے پھرنے سے تنگ آگئی ہو بیڈ ریسٹ چاہتی ہو"
۔۔۔"

وہ بھڑک اٹھا تھا کہ وہ اس کے سامنے سمندر کے ساتھ جانا چاہتی تھی۔۔۔ بمشکل اس نے غصہ ضبط کیا تھا۔۔۔ورنہ تو اس نے سمندر خان کو سمندر کی آخری طے میں غرق کر آنا تھا۔۔۔۔

سنا نہیں جاؤ"۔۔۔وہ دھاڑا تھا۔۔۔کہ سمندر خان جانے لگا۔۔۔"

رکو"۔۔۔۔جبھی اس کی کرخت آواز گونجی۔۔۔۔"

تو سبطین نے روباب کے سینے سے لگی ناول کی کتاب چھین کر اسے دی۔۔۔

آج کے بعد میری ہونے والی بیوی مطلب اپنی بہن کو ناول گفٹ کرنے"
سے پرہیز کرنا۔۔۔کیونکہ بھائی اپنی بہنوں کو گھر میں خوش دیکھنا چاہتے ہیں نا
کہ دن رات شوہر سے پیٹتا دیکھنا"۔۔۔

وہ سخت انداز میں بولا تھا تو جہاں سمندر خان نے سبطین کی پوزیسونس پر
مسکراہٹ دبائی تھی وہیں روباب کا منہ حیرت سے کھل گیا تھا۔۔۔

وہ اس کو ناول پڑھنے پر پیٹے گا۔۔۔۔روباب تو گھگیا سی گئی تھی۔۔۔۔

منہ بند کرو اور چلو"۔۔۔"

جبھی سبطین شاہ نے ایک ہاتھ میں اس کی کلائی جکڑے دوسرا اس کی تھوڑی کے نیچے رکھ کر منہ بند کیا تو وہ ہوش میں آتی اس کے ہاتھ سے اپنی کلائی آزاد کروانے لگی۔۔۔۔

چھوڑیں میرا ہاتھ میں آپکے ساتھ نہیں جاؤں گی"۔۔"

وہ یکدم غصے سے بولی۔۔۔جس نے اس کا ناول واپس کروادیا تھا۔۔۔

مجھے نکاح سے پہلے کچھ بھی ایسا کرنے پر مجبور مت کرو رو باب کہ تم خود" سے بھی چھپتی پھرو"۔۔۔اس کے لہجے میں کچھ تو ایسا تھا کہ وہ سٹپٹا بغیر کچھ کہے اس کے ساتھ چلنے لگی۔۔۔

سبطین اسے فرنٹ سیٹ پر بیٹھا کر خود ڈرائیونگ سیٹ پر آیا اور گاڑی اسٹارٹ کر کے سڑک پر ڈالی۔۔۔

کچھ دیر بعد رو باب کی جھنجھلاہٹ زدہ آواز گونجی۔۔۔

آپ مجھے ناول پڑھنے پر پیٹیں گے"۔۔۔وہ تو گویا ابھی تک صدمے میں" تھی تو سبطین نے مسکراہٹ دبائے اسے دیکھا۔۔۔

بہت زیادہ"۔۔۔۔وہ گھمبیر تا بولا۔۔۔"

کیسے"۔۔۔۔اس کو چہرہ سفید پڑا تھا سوچ کر سبطین شاہ اس پر ظلم کے پہاڑ" گرائے گا۔۔۔

تو سبطین اس کی سوچ پڑھ کر قہقہے لگانے کا دل کیا مگر ضبط کر گیا۔۔۔

جب تم میری بیوی بنو گی تب بتاؤں گا۔۔۔کہ شوہر کیسے پیٹتے ہیں"۔۔۔وہ" گلہ کھنکار کر معنی خیزی سے بولا۔۔۔

مقابل کی بات اس کے سر پر سے گزری تھی۔۔۔

اور ایسا تو کبھی نہیں ہو گا۔۔۔اس لیے آپ میرے اور میرے ناول کے " درمیان ولن مت بنے"۔۔۔

وہ بھبھک کر بولی۔۔۔

ولن تو میں بن گیا ہوں۔۔۔اب ناول چھوڑ کر مجھے پڑھنا"۔۔۔۔"

آپ کی سوچ ہے کہ میں ناول سے دستبردار ہوں گی"۔۔۔پہلے جو اس" سے بھی چھپ کر پڑھتی تھی اب اس نے ڈنکے کہ چوٹ پر پڑھنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔۔۔۔

دیکھتے ہیں"۔۔۔وہ سنجیدگی سے بول نگاہیں روڈ پر مرکوز کر گیا۔۔۔"

تو روباب رخ ونڈو کی جانب کر گئی۔۔۔اس کی سوچوں میں گزرے دنوں کے مناظر گردش کر رہے تھے۔۔۔۔

یہ لڑکی دھیرے دھیرے سے میری زندگی میں آکر خود کے لیے مصیبت" کھڑی کر رہی ہے"۔۔۔وہ دل ہی دل میں خود سے مخاطب ہوا تھا۔۔۔!!

ہم یہاں کیوں آئے ہیں"۔۔۔؟گاڑی مال کی پارکنگ میں رکتی دیکھ وہ" سوچوں کے بھنور سے باہر آتی بولی۔۔۔

تمہارے خواب پورے کرنے"۔۔۔وہ سنجیدگی سے کہہ کر اسے اشارہ" کرتا باہر نکلا۔۔۔

کیا مطلب"۔۔۔تو وہ بھی اس کی تقلید کرتی پوچھے بغیر نا رہ سکی۔۔۔"

نکاح کا جوڑا لینے"۔۔۔مقابل گہری نظروں اسے دیکھتے کہا اور ایک بار پھر"
سے اس کی کلائی پر گرفت جمائی

تو روباب نے حیرت سے اسے دیکھا تھا۔۔۔

گھر چلیں"۔۔۔جبھی وہ غصے سے بولی۔۔۔اپنے جذبات کا مذاق اڑاتا دیکھ"
کر اس کی آنکھوں میں نمی تر آئی تھی۔۔۔

اب جب وہ انکار کر رہی تھی تو وہ کیوں زبردستی کر رہا تھا۔۔۔اس کے سر
میں ٹیس سی اٹھی تھی۔۔۔

چپ چاپ میرے ساتھ چلو۔۔۔ڈریس تو میں خود سیلکٹ کر لوں گا البتہ"
مجھے تمہاری فیٹنگ کا اندازہ نہیں ہے۔۔وہ بھی نکاح کے بعد پتا چل جائے گی
"۔۔۔وہ ایک نظر چادر میں چھپے اس کے سراپے پر ڈالے بولا تو اس کی بے
باکی کے مظاہرے پر روباب کو کانوں سے دھواں نکلتا محسوس ہوا۔۔۔

اور وہ اس کے سرخ چہرے کو دیکھ مسکراہٹ دبائے ساتھ لیے نال میں آیا تھا
۔۔۔

آپ ایک انتہائی لوفر انسان ہیں"۔۔۔وہ خفت اور غصے کی ملی جلی کیفیت"
میں بولی۔۔۔

میری قید کے ساتھ ساتھ یہ لوفریاں بھی جھیلنی پڑیں گی۔۔محترمہ"""
۔۔۔۔

وہ بڑبڑایا تھا اور ایک برائیڈل ڈریسز والی شاپ میں اینٹر ہوا۔۔۔

تو سیلز گرل فوراً سے ان کی جانب لپکی تھی اور انہیں کاؤنٹر تک لے گئی۔۔۔

جی سر اینڈ میم میں آپکی کیا مدد کر سکتی ہوں"۔۔۔وہ مسکرا کر بولی۔۔۔"

نکاح کے لیے ڈریسز دیکھائیں"۔۔۔سبطین کو گرلز کی شاپنگ کا کوئی"
آئیڈیا تو نہیں تھا۔۔۔مگر پھر بھی اس کے لیے وہ اپنی پسند کا ہی لینا چاہتا تھا

۔۔۔

تو وہ لڑکی مسکراتی ہوئی قدرے سائیڈ پر پیک ڈریسز اٹھانے گئی۔۔۔روباب جو یہاں وہاں دیکھ رہی تھی۔۔۔کہ نگاہ ہینگر میں لٹکے ایک سادہ سے وائٹ شفون کے سوٹ پر گئی۔۔۔

یہ والا اچھا ہے"۔۔۔وہ اس کی چھوتی بولی۔۔۔۔"

تو سبطین کے ماتھے پر بل پڑے۔۔۔جو اس قدر سمپل سوٹ پسند کر رہی تھی۔۔۔گویا اس کا نکاح ہی نا ہو۔۔۔

تم سے تمہاری پسند کس نے پوچھی"۔۔۔جبھی اس نے دانت کچکچائے"۔۔۔۔

پہننا میں نے ہے تو میری مرضی"۔۔۔روباب بھی دوبدو بولی۔۔۔"

منکوحہ تم میری بننے جارہی ہو تو میری مرضی کا پہنو اوڑھو گی گوٹ"

اٹ"۔۔۔وہ بھاری آواز میں۔اسے بہت کچھ باور کروا گیا۔۔۔

جب میں آپ کی پسند نہیں ہوں تو مجھ پر ترس کھانے کی بالکل بھی "

ضرورت نہیں۔۔۔اور اس عنایت کی تو بالکل نہیں"۔۔۔وہ سیلز گرل کے

لائے ایمبرائیڈری کے انتہائی خوبصورت ڈریسز کی جانب اشارہ کرتی بولی۔۔

تو سبطین نے جبڑے بھینچے تنبیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔

منہ بند رکھو اگر نہیں چاہتی کہ یہاں کوئی تماشہ بنے۔"۔۔وہ نیچی آواز میں"

غرایا تھا۔۔۔تو روباب پاؤں پٹختی سائیڈ پر پڑے کاؤچ پر بیٹھ گئی۔۔۔

تمہارے لیے یہی ٹھیک ہے"۔۔۔وہ بڑبڑایااور سیلز گرل کی جانب متوجہ ہو گیاجواسے انتہائی بیش قیمت کے خوبصورت لباس دیکھارہی تھی۔۔۔۔

جبکہ روباب الگ تھلگ بیٹھ کر لاپرواہی برت گئی تھی۔۔۔

کہ جبھی اس کی نگاہ دروازے میں کھڑی دو لڑکیوں پر پڑی۔۔۔جو سبطین شاہ کو دیکھ رہی تھیں۔۔۔۔تو روباب جو لاکھ اس کی محبت سے انکاری ہوئی تھی کہ اس پر دوسری لڑکیوں کی نظر دیکھ کر اس کا تن بدن سلگ اٹھا۔۔معاًوہ بغیر کچھ سوچے سمجھے اس کے انتہائی پاس جا کھڑی ہوئی۔۔۔

اور مڑ کر ان لڑکیوں کو گھورا تو وہ دونوں ہڑبڑا کر باہر نکل گئیں۔۔۔

مجھے یہ پسند نہیں"۔۔۔اسے اپنے لیے ایک نہایت پیارے لہنگے کو سیلکٹ"
کرتا دیکھ اس کے دل نے بیٹ مس کی تھی کہ جبھی ہڑ بڑا کر جھٹ سے بولی
۔۔

مگر مجھے پسند ہے"۔۔۔تو سبطین شاہ نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں"
گاڑھے سنجیدگی سے کہا۔۔۔

Zubi Novels Zone

میں اتنا ہیوی نہی پہنتی"۔۔۔اس نے عذر پیش کیا۔۔۔"

مگر اب پہنو گی۔۔۔میرے نکاح میں آنا کوئی آسان نہیں ہے۔۔۔دل" گردے بڑے کرنے پڑیں گے"۔۔۔وہ اس کو اپنے شانے سے لگا کھڑا دیکھ مدھم آواز میں بولا۔۔۔کہ روباب یکدم سے دور ہوتی گرنے لگی تھی تو سبطین نے بروقت اس کا بازو پکڑ کر گرنے سے بچایا۔۔۔

اور تھوڑا وزن بھی بڑھاؤ"۔۔۔وہ اس کی جانب جھکتا بولا۔۔۔جو اپنی" بے باکیوں سے اس کا خون خشک کرنے پر تلا تھا۔۔۔کہ روباب کانوں کی کو تک سرخ پڑی جبھی خفت مٹانے کو پوچھ بیٹھی۔۔۔

آپ کو کیا ہے میری وزن سے"۔۔۔"

تو سبطین شاہ نے جن نظروں سے گھورا کہ وہ ہول اٹھی تھی۔۔۔

اور پھر اس نے خاموش رہنے میں ہی عافیت جانی تھی۔۔۔کچھ ہی دیر میں سبطین شاہ نے اپنی پسند سے ہی اس کے لیے جیولری ہیلز خریدیں تھیں۔۔۔جبکہ اس سارے دورانیے میں روباب خاموش روبوٹ بنی اس کے ساتھ چلتی رہی۔۔۔جبھی مقابل نے لیڈی گارمنٹس کی شاپ کے باہر اس کا ہاتھ چھوڑ دیا۔۔۔

جاؤ جو چاہیے وہ لے لو۔۔۔مجھے ضروری میسجز کرنے ہیں"۔۔وہ اس کے ہاتھ میں کارڈ تھما کر بولا تو روباب دھڑکتے دل سے شاپ میں چلی گئی۔۔۔اسے شدید شرم نے آن گھیرا تھا۔۔۔

کچھ دیر بعد وہ سرخ چہرہ لیے باہر آئی تھی۔۔۔تو سبطین کو فون میں مگن پا کر شکر کا سانس لیا۔۔۔

چلیں"۔۔۔اسے قریب آتا دیکھ سبطین نے پوچھا تو مبہم سا سر ہلا گئی۔۔۔"

اور وہ دونوں ہم قدم باہر کی جانب بڑھے۔۔۔۔

نجانے کتنی نظروں نے مڑ مڑ کر ان دونوں کو دیکھا تھا جو ایک ساتھ انتہائی خوبصورت لگ رہے تھے۔۔۔۔

واپسی کا سفر انتہائی خاموشی میں کٹا تھا۔۔۔جبکہ روباب مسلسل اس کی باتوں کو سوچتی لال ہوتی رہی تھی۔۔۔

جبھی گاڑی حویلی کے پورچ میں آکر رکی تھی تو سبطین نے اس کا ہاتھ اپنی گرفت میں لیتے ملازم کو اشارہ کیا تھا کہ وہ جلدی سے آکر گاڑی کی پچھلی سیٹ سے تمام بیگز اُٹھاتا اندر بڑھ گیا۔۔۔

ملازم کے جاتے ہی روباب نے سوالیہ نگاہوں سے اسے دیکھا۔۔۔

سمندر خان سے دور رہنا ورنہ اس کی قبر پر فاتحہ پڑھنے کے لیے تیار رہنا"

"۔۔۔وہ دھمکی آمیز بولتا اس کے ہاتھ پر دباؤ بڑھا کر چھوڑ گیا۔۔۔

تو روباب کی آنکھیں پھیلیں۔۔۔وہ اب اس کی پوزیسونس سمجھی تھی۔۔
جب سبطین نے سمندر کو اس کا بھائی بنایا تھا بے اختیار روباب نے مسکراہٹ دبائی۔۔۔

اور بغیر کچھ کہے گاڑی سے اتر گئی۔۔۔

اور خبر دار جو اس سے ناول لیا تو۔۔۔ورنہ تمہارے کمرے میں پڑے تمام" ناولز کے ساتھ تمہیں بھی آگ کا حصّہ بنا دوں گا"۔۔۔وہ اس کو گاڑی کا دروازہ بند کرتا دیکھ کر برفیلے لہجے میں بولا۔۔۔

اس سے پہلے روباب کچھ کہتی وہ تیزی سے گاڑی ریورس کرتا آگے بڑھ گیا تھا ۔۔۔

روباب نے لب بھینچے اسے جاتا دیکھا تھا۔۔۔۔

جب ہماری بیٹی کا نکاح ہے تم ہم وہاں کیوں جائیں۔۔۔اصولاً ان کا یہاں" آنا حق بنتا ہے نا کہ ہمارا وہاں جا کر خود اپنی بیٹی ان کے سپرد کرنا"۔۔۔نگار بیگم وہاں جانے کی بات سن کر بھڑک اٹھی تھی۔۔۔

وہ گھر بھی ہمارا ہی ہے۔۔۔ بیگم۔۔۔ یاد ہو تو سب وہیں رہتے ہیں اور سب" کے نکاح بڑی حویلی میں ہی ہیں"۔۔

ہاشم شاہ اس کو غصے بھری نظروں سے دیکھتا بولا۔۔۔

پر میری بیٹی کا نکاح ادھر ہی ہو گا۔ بس بات ختم"۔۔۔ نگار ان سب کو" اپنے سامنے اپنی دہلیز پر دیکھنا چاہتی تھی۔۔۔ خاص کر ابراہیم شاہ کو۔۔۔

تمہاری اس فضول بحث کا کیا مطلب ہے"۔۔۔ ہاشم شاہ تیز لہجے میں" بولے۔۔۔

وہ لوگ یہاں ہمارے گھر آئیں"۔۔۔ نگار گویا ضد پر اڑی تھی۔۔۔"

توہاشم شاہ نے گہرا سانس بھرا۔۔۔

یہ تو ممکن نہیں ہے"۔۔۔وہ بھی جانتا تھا کہ اس کے والد ابراہیم شاہ کبھی" بھی اس دروازے پر آنے کا سوچ نہیں سکتے تھے۔۔۔

توبس پھر یہ نکاح بھی نہیں ہوگا"۔۔۔نگار شا نے اچکا کر بولی۔۔۔"

تمہیں نہیں پرواہ کہ تمہاری بیٹی کا رشتہ ٹوٹ جائے"۔۔۔وہ بھاری آواز" میں بولا۔۔۔

نہیں"۔۔۔"

توہاشم شاہ نے تندہی سے اپنی بیوی کو دیکھا تھا۔۔۔

ٹھیک ہے پھر اب ساری زندگی تم بھی اس دروازے پر قدم نہیں رکھو گی"
۔۔۔جب تعلق ہی توڑنا ہے تو پھر اپنے بیٹے کو بھی میرے والد سے دور رکھو
۔۔۔آج سے ہمارا ان سے سب رشتہ ختم ہے۔۔۔تم یہی چاہتی تھی تو
تمہاری یہ بات بھی مان لیتا ہوں۔۔۔تمہاری وجہ سے وہ پہلے ہی مجھے حویلی
سے نکال چکے ہیں اب بیٹے سے بھی عاق کر دیں مجھے منظور ہے۔۔۔مگر
آج کے بعد میں نے تمہیں یا تمہاری اولاد کو بڑی حویلی کے آس پاس بھی
دیکھا تو وہ دن تمہارا آخری ہو گا"۔۔۔

میں بھول جاؤں گا کہ میرا تم سے کوئی رشتہ ہے۔۔"
اب جو کچھ میرے پاس ہے اسی پر گزارا کرو۔۔۔اور خبردار جو حویلی کی
جائیداد پر نظر رکھی۔۔۔کیونکہ میں تمہارے کہنے پر ان سے تعلق توڑنے

جارہاہوں۔۔۔اس لحاظ سے تم اور تمہاری اولاد ان کے ایک ٹکے کے بھی حق دار نا ہو گی"۔۔۔

ہاشم شاہ انتہائی غصے میں بولا تھا وہ اچھی طرح سے اپنی بیوی کے لالچی پنے سے وقف ہو چکا تھا اور اس عورت کو لائن پر لانے کا اسے یہی طریقہ صحیح لگا تھا ۔۔۔اور اس کا یہ فیصلہ گویا نگار بیگم کو کنگ سا کر گیا تھا۔۔۔

تو ملازمہ جو دیوار کی اوٹ میں سب سن رہی تھی فوراً سے ارباز شاہ کو بتانے کے لیے وہاں سے چلی گئی۔۔ کہ وہ ملازمہ شاہ کی ہی بھیجی گئی تھی جو اس حویلی کی تمام تر حالات سے شاہ کو بروقت آگاہ کرتی تھی۔۔۔

جبکہ نگار بیگم آنکھیں پھاڑے ہاشم شاہ کو دیکھ رہی تھی۔۔۔جو توجہ ایل ای ڈی پر مرکوز کر گیا تھا۔۔۔

یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔۔۔ان کی جائیداد پر میرے بیٹے بیٹی کا ابراہیم شاہ" کے باقی پوتے پوتیوں کے برابر حق ہے۔۔۔اور دربار کی گدی پر بھی پہلا حق شہاب کا ہے"۔۔۔

ZNZ Zubi Novels Zone

ہاشم شاہ کے جائیداد سے دستبرداری کا کہنے پر ہی نگار بیگم گویا پاگل سی ہو اٹھی تھی۔۔۔

اور اس کی آخری بات پر ہاشم شاہ نے شرربار نظروں سے اسے دیکھا تھا۔۔۔

دربار کی گدی پر تم نظر رکھنا چھوڑ دو۔۔۔وہ اباسائیں کا فیصلہ ہے جوان کو" بہتر لگے"۔۔۔

باقی رہی جائیداد کی بات تو یقیناً اباسائیں تمہارے بچوں کو بھی ان کا حق دیتے ۔۔۔مگر اب میں ان سے سارے واسطے ختم کر رہا ہوں تو کس حق کی بات کر رہی ہو تم"۔۔۔۔وہ سخت آواز میں بولا۔۔۔۔

میں نے تعلق توڑنے کا نہیں کہا"۔۔نگار یکدم سے اس کے پاس آتی" قدرے مدھم آواز میں بولی۔۔۔جائیداد کا نشہ اس کے سر چڑھ کر بول رہا تھا ۔۔۔اتنا کچھ اس نے اپنی پوری زندگی میں نا دیکھا تھا۔۔۔جتنا عیش وہ ہاشم شاہ سے شادی کے بعد کر چکی تھی اور کر رہی تھی اور آگے سرداری کا بھی خواب رکھتی تھی۔۔۔

تم اچھی طرح جانتی ہو کہ وہ ہماری دہلیز پر قدم نہیں رکھیں گے۔۔۔ابا" سائیں ہمیں حویلی سے نکال کر بھی سب کے ساتھ جوڑ رہے ہیں مگر تم اس قابل ہی نہیں ہو کہ میرے خاندان کا حصہ بن سکو"۔۔۔

وہ اسے احساس دلا کر وہاں سے جانے لگے۔۔۔

نہیں نہیں ہاشم۔۔۔میں جانے کو تیار ہوں۔۔۔ہم وہاں جائیں گے" "۔۔۔بے اختیار نگار اس کے سامنے آتی اسکے ہاتھ پکڑتے بولی۔۔۔

تو ہاشم شاہ نے تاسف سے حریص بیوی کو دیکھا تھا۔۔اسے شدت سے پچھتاوا ہوا تھا سارا کو چھوڑنے کا۔۔۔یکدم سے اسے دل پر بھاری بوجھ محسوس ہوا تھا اور وہ نگار سے ہاتھ چھڑواتا باہر نکل گیا۔۔۔

اثنان شرٹ لیس سا صوفے پر بیٹھا ٹیبل پر لیپ ٹاپ رکھے کام میں مصروف تھا اور ساتھ ساتھ طوبی کو کال کر رہا تھا۔۔۔جو مسلسل اس کی کال کٹ کر رہی تھی۔۔۔۔

دلِ جان۔۔۔۔اس قدر غصہ"۔۔۔اثنان بڑبڑایا تھا اور لب دانتوں تلے " دبا کر لیپ ٹاپ بند کرتا صوفے سے پشت ٹکائے پر سکون انداز میں ایک بار پھر سے طوبی کو کال کی۔۔۔

یہ اب کیوں بار بار کال کر رہے ہیں۔۔۔دو دن تو ان کو پرواہ نہیں تھی"

"۔۔۔

وہ چیخ کر پھر سے کال کٹ کر گئی تھی۔۔۔تقریباً دس بار طوبی شاہ مقابل کی کال کٹ کر چکی تھی۔۔۔اور وہ بھی سدا کا ڈھیٹ تھا۔۔۔

اگر نہیں چاہتی کہ میں وہاں آکر سب کے سامنے آپ کا دماغ ٹھکانے" لگاؤں تو کال اٹھائیں"۔۔۔۔

اب کی بار اس نے کال کرنے سے پہلے میسج بھیجا تھا کہ نچار طوبی کو کال اٹھانی ہی پڑی۔۔۔

جی بولیں"۔۔۔لٹھ مارے انداز میں اس نے جواب دیا تو اثنان کے لبوں" پر مسکراہٹ بکھری۔۔۔

کال کیوں نہیں اٹھا رہی تھیں"۔۔۔اس نے خاصے رعب سے پوچھا۔۔۔"

توطوبیٰ اس کے انداز پر عش عش کر اٹھی۔۔۔گویا چوری اپر سے سینہ زوری والا کام تھا۔۔۔

میں مصروف تھی"۔۔۔م نروٹھے پن سے بولی۔۔۔"

جب میں کال کروں تو سب کچھ چھوڑ دیا کریں اور بس مجھے ٹائم دیا کریں" "۔۔۔اس نے ہنوز انداز میں کہا تو طوبیٰ شاہ نے دانت کچکچائے۔۔۔

اپنے بارے کیا خیال ہے آپکا"۔۔۔اس نے گہرا تنز کیا۔۔۔"

آپ کا ہی خیال ہے ہر وقت۔۔۔دل و دماغ پر آپ ہی چھائیں ہوئی ہیں"
۔۔۔وہ دلکشی سے مسکراتا بالوں میں ہاتھ پھیرتا محبت سے بولا تھا۔۔۔

جی جبھی آپ کو آج یاد آئی"۔۔۔وہ غصہ ہوئی تھی۔۔۔"

وہ اس کی کمی محسوس کر کے تڑپ اٹھتی تھی۔۔۔اور وہ تھا کہ۔۔۔۔۔طوبیٰ نے سر جھٹکا۔۔۔۔

آپ کبھی میرے گمان سے نکلی ہی نہیں دلِ جان۔۔۔کہ مجھے آپ کو"
فرصت میں یاد کرنا پڑے۔۔۔البتہ آپ سے بات کرنے کے لیے میں اپنی مصروفیات ترک کرتا دیتا ہوں۔۔۔کیونکہ آپ میرا سکون ہیں۔۔۔اور آپ سے بات کر کے میں اپنی تھکن دور کرتا ہوں۔۔۔اور ابھی یہی سمجھ لیں کہ میں بہت تھکا ہوں آپ سے سکون چاہتا ہوں"۔۔۔وہ دلفریب گھمبیرتاً

سرگوشی نما بولا تھا تو طوبیٰ کی رنگت سرخ پڑی اور لبوں پر شرمگیں مسکراہٹ مچلی۔۔۔

آپ نے اس وقت لالے کو منع کیوں کیا جب وہ ہمارے بارے بات کرنے لگے تھے"۔۔۔ معاً طوبیٰ نے من میں مچلتا سوال پوچھا۔۔ کہ اسے اصل غصہ تو یہی تھا۔۔ پہلے خود اثنان نے جلدی جلدی مچائی ہوئی تھی تو پھر روکا کیوں۔۔۔ کیونکہ وہ اثنان کا شاہ کو اشارہ کرنا دیکھ چکی تھی۔۔۔

میں آپ کو اپنے رنگ میں رنگنے کے لیے کس قدر بے چین ہوں آپ " سوچ بھی نہیں سکتیں۔۔ مگر میں فلحال ارباز کو اس حالت میں چھوڑ کر اپنی زندگی کو حسین نہیں بنا سکتا۔۔۔ کیونکہ آپ میری ہیں اور میرے پاس ہی آئیں گی یہ تو طے ہے۔۔۔ پر جو ارباز کا ہے وہ اسے دور جا رہا ہے۔۔ اور یہ بات مجھے بہت تکلیف دے رہی ہے"۔۔۔

وہ رسانیت سے اسے بتا گیا۔۔۔

کیا مطلب۔۔۔کون لالے سے دور جا رہا"۔۔۔"

وہ الجھن زدہ بولی۔۔۔۔

تو اثنان نے گہرا سانس بھر کر ارباز کی حور کے متعلق محبت و دیوانگی بتا دی تھی

۔۔۔

تو یہ سن کر طوبیٰ شاہ بھی پریشان ہوا ٹھی تھی۔۔۔

کیونکہ حور کی شادی تیمور سے ہو رہی تھی۔۔۔تو ارباز کی کیا حالت ہونی تھی

اسے دکھ ہوا تھا اپنے لالے کے لیے۔۔۔

اب کیا ہو گا"۔۔۔"

آپ بے فکر رہیں بس مجھ پر توجہ دیں۔۔ویسے آپ کو مجھ سے بھی زیادہ"
جلدی ہو گی مجھے اندازہ نا تھا"۔۔

اثنان نے ہلکے پھلکے انداز میں کہا۔۔۔۔

نن نہیں ایسا تو نہیں کہا میں نے"۔۔۔طوبیٰ شاہ اس کی بات پر گڑ بڑا سی گئی"
۔۔۔اس نے تو بس سوال پوچھا تھا۔۔

وہ وہ مجھے مما بلا رہی ہیں"۔۔۔اس نے کال کٹ کرنے میں عافیت جانی"

۔۔۔۔

تھکن تو دور کرتی جائیں"۔۔۔اثنان نے گھمبیر آواز میں کہا۔۔۔"

نہیں"۔۔۔"

سوچ لیں بڑھ جائے گی اور بعد میں آپ کے لیے ہی مشکل ہو گی"۔۔۔وہ مسکرا کر بولا۔۔۔

فلحال تو آپ کی سزا ہے یہ"۔۔۔وہ خفت مٹانے کو بولی۔۔۔"

قبول ہے ہمیں۔۔۔پھر ہماری سزائیں بھی برداشت کرنا ہوں گی"۔۔۔اثنان نے گویا یاد دلایا۔۔۔

ان میں ابھی وقت ہے"۔۔۔اس نے آنکھیں گھمائیں۔۔"

اور وقت کے ساتھ ساتھ سزا میں جنون بھی شامل ہو جائے گا"۔۔۔وہ" معنی خیزی سے بولا۔۔۔

آپ اس قدر بے باک کیوں ہیں"۔۔۔طوبیٰ جھنجھلا کر بولی۔۔۔۔"

تو اثنان کا قہقہہ گونجا تھا اور طوبیٰ شاہ اس کا جواب سننے سے پہلے ہی کال کٹ کر گئی تھی۔۔۔

کیوں اس میں بھی آپ کا ہی ہاتھ ہے"۔۔۔اسنے میسج کیا تھا اور اس کا سرخ" چہرہ یاد کر کے پھر سے لیپ ٹاپ کی جانب متوجہ ہو چکا تھا۔۔۔

تو وہ اس کا میسج پڑھ کر کان کی لوؤں تک سرخ پڑتی کمرے سے باہر نکل گئی

حویلی کے بڑے سے لاونج میں سب براجمان خوش گپیوں میں مصروف تھے

لڑکے لڑکیاں ایک طرف جبکہ بڑے ایک طرف بیٹھے تھے۔۔۔

ویسے آج مجھے حور کچھ اچھی نہیں لگ رہی"۔۔۔ تیمور جانچتی نظروں سے" حور کو دیکھ کر شرارت سے کہا۔۔۔

شادی کے لیے بھی تم ہی مرے جا رہے تھے۔۔۔اور اب ہماری اتنی "
پیاری لڑکی اچھی نہیں لگ رہی۔۔۔ طوبیٰ نے اسے ڈپٹا تو وہ کان کھجانے لگا
۔۔۔۔

ویسے غلطیاں انسانوں سے ہی ہوتی ہے"۔۔وہ نیلی آنکھوں میں چمک لیے"
بولا۔۔۔تو حور کے ساتھ ساتھ اسے سب کی گھوریوں کا سامنا کرنا پڑا۔۔۔

ٹھیک ہے اب جاؤ ڈھونڈو کوئی اپنی جیسی اچھی"۔۔۔تمام لڑکیاں حور کے"
حق میں بولیں۔۔۔

جبکہ باقی سب فلحال خاموش تماشائی بنے ہوئے تھے۔۔۔

ایسے کیسے۔۔۔میں نے بس یہ کہا کہ ابھی مجھے اچھی نہیں لگ رہی۔۔۔پر" اب لگے گی"۔۔۔ تیمور نے اپنی بات کی صفائی دیتے ساتھ ہی ٹیبل پر رکھے بری کے جوڑوں میں سے سرخ آنچل اٹھا کر اس کے سر پر اوڑھا یا دیا تھا۔۔۔

توسب کے منہ سے بے اختیار ماشاءاللہ نکلا تھا۔۔۔

اور اسی لمحے شاہ نے حویلی کے لاونج میں قدم رکھے تھے کہ سامنے ہی اس پر نظر پڑتے ہی وہ ہل بھر کے لیے اپنی جگہ منجمند سا ہوا تھا۔۔۔اس کی نظروں نے دیوانہ وار اس پری پیکر کا سلونا روپ دیکھا تھا۔۔۔جو سرخ دوپٹے کے حالے میں نظر لگ جانے کی حد تک پیاری لگ رہی تھی۔۔۔۔

!نہ جانے کب، کہاں، ملبے کا ڈھیر بن جاؤں

ہلا گیا ہے مجھے کوئی زلزلے کی طرح

حور آپی آپ شاہ لالے کی طرح پیاری لگ رہی ہیں"۔۔۔"

جبھی ہدا حور کو کس کرتی بولی تو اس کی تعریف کے لیے شاہ کے چناؤ پر سب کا قہقہہ گونجا تھا۔۔۔

شاہ لالے آپ"۔۔۔معاً اس کی نظر سے جانب آتے شاہ پر پڑی کہ ہدا" چہکتی شاہ کی جانب بھاگی۔۔۔

تو سب کہ نگاہیں اس جانب اٹھیں۔۔۔

وہ بلیک پینٹ اور وائٹ شرٹ میں ملبوس کف کہنیوں تک فولڈ کیے گھنیرے بال ماتھے پر بکھیرے بھرپور وجاہت کا حامل رف سے حلیے میں بھی بلا کا ہینڈسم لگ رہا تھا کہ اس کی پرسنیلٹی کو مزید تقویت اس کی خوبصورت گہری سیاہ آنکھیں بنا رہی تھیں۔۔۔ جن میں اس وقت پھیلی سرخی اس کی رت جگے کا عندیہ دے رہی تھی۔۔

تو اس کی بااثر شخصیت نے ان سب پر خوش کن تاثر چھوڑا تھا۔۔۔ جبکہ نگار بیگم نے پہلو بدلا۔۔۔۔

ہداشاہ کے سینے سے لگی تو اس نے نرمی سے اسے اپنے ساتھ لگائے سر پر بوسہ دیا تو وہ اسے بازو سے پکڑے سیٹنگ ایریا میں لے آئی۔۔۔

اسلام علیکم"۔۔۔"

اس نے سب کو سلام کیااور ابراہیم شاہ کے ساتھ براجمان ہوا۔۔۔

جبکہ نگاہیں بھٹک بھٹک کر اس پری پیکر پر جا رہی تھیں جواب شاہ کی موجودگی میں نروس سی ہوئی تھی۔۔۔

نجانے کیوں وہ شاہ کو دیکھ کر بوکھلا جایا کرتی تھی۔۔۔اور ناران سے واپسی پر تو وہ شاہ سے مزید جھجھکنے لگی تھی۔۔۔۔

کہاں تھے برخودار نمبر بھی آف کیے بیٹھے تھے"۔۔۔ابراہیم شاہ نے اس" کے شانے پر ہاتھ رکھتے پوچھا۔۔۔تو شاہ نے شکوہ کناں نظروں سے اپنے دادا کو دیکھا جو اچھی طرح جانتے تھے۔۔۔۔

بھئی کوئی پریشانی ہے ہم سے بات کرتے یوں گھر سے باہر رہ کر خود کو کیوں" ازیت پہچا رہے ہو"۔۔۔دادا سائیں نے ڈھکے چھپے انداز میں بات کی۔۔۔

تو شاہ نے نگاہیں حور پر مرکوز کیں۔۔۔

نہیں ایسی کوئی پریشانی نہیں۔۔۔ایک کیس میں الجھا رہا۔۔۔اس لیے گھر" نہیں آسکا"۔۔۔وہ بھاری آواز میں بولا۔۔۔

اس کے موجودگی نے سب پر ایک رعب دار تاثر سا برپا کر دیا تھا کہ سب خاموش ان دادا پوتے کی سن رہے تھے۔۔

وہ آج دو دن بعد حویلی لوٹا تھا۔۔۔ممکن تھا کہ ابھی بھی واپس نا آتا پر عثمان شاہ کے بلانے پر اسے آنا ہی پڑا تھا۔۔۔

اور مسئلہ اب بھی حل نہیں ہوا"۔۔۔دادا سائیں نجانے کہنا چاہ رہے تھے"
۔۔۔کہ شاہ نے لب بھینچے۔۔۔۔

ابا سائیں آپ کے ان جوان کو میں نے ہی بلایا ہے ورنہ تو جب تک اس کا"
کیس نا سلجھتا شاید ہم شکل دیکھنے کے لیے ترس جاتے"۔۔۔۔عثمان شاہ نے
کہا تو سب نے گویا تعیدی انداز میں سر ہلایا۔۔۔

لالے کہیں باہر جا کر گھر کا راستہ تو نہیں بھول جاتے"۔۔۔بالاج نے ٹکڑا"
لگایا تو اس نے سرد نظروں سے گھورا۔۔۔

آپ جانتے ہیں کہ میرا پروفیشن ہی ایسا ہے۔۔۔وقت دینا پڑتا ہے"۔۔۔۔"

اس نے سنجیدگی سے کہہ کر جان چھڑوائی۔۔۔

اور بالوں میں ہاتھ پھیر کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

مما چائے بھجوادیں"۔۔۔وہ عظمیٰ شاہ سے کہہ کر بھاری قدم اٹھاتا" سیڑھیوں کی جانب بڑھا۔۔۔

کہ سب جانتے تھے وہ دو دن بعد تھکا ہارا لوٹا تھا اس لیے کسی نے بھی اسے ساتھ بیٹھے کی ضد نا کی۔۔۔

کہ جبھی ملازم نے ابراہیم شاہ کو ان کے مریدوں کے آنے کی اطلاع دی تو وہ اپنے بیٹوں کے ساتھ مردان خانے جانے کے لیے اٹھے تھے۔۔

جبکہ باقی سب چھوریک پارٹی پھر سے اپنی باتوں میں مگن ہو چکی تھی۔۔۔

جس میں یارم اور نینا شاہ کی کھٹی میٹھی نوک جھونک نے رونق مچائی ہوئی تھی

۔۔۔

جبکہ آبان شاہ کی معنی خیز نظریں نمل پر جمیں تھیں۔۔۔اور سبطین شاہ روباب کو ہدا, عشال اور مروہ کے ساتھ کھسر پھسر کرتا دیکھ رہا تھا۔۔۔

اپنے فون میں مصروف آرون شاہ بھی گاہے بگاہے مروہ کو دیکھ رہا تھا جو طوبیٰ اور حور سے چپکی بیٹھی تیمور سے باتیں کر رہی تھی۔۔۔

جبکہ بالاج اور بسمل سونگ سیلکٹ کر رہے تھے۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ ایک بہت بڑا غنڈا ہے شاہ"۔۔ عثمان شاہ پریشانی سے بولا۔۔۔"

ابراہیم شاہ کے تمام بیٹے اس وقت شاہ کے کمرے سے ملحقہ سٹڈی میں براجمان تھے۔۔۔

کہ اس مسئلے کے بابت وہ بات مردان خانے میں نہیں کر سکتے تھے۔۔۔لاکھ ان کے ملازم جدی پشتی کے سہی مگر وہ کسی پر بھی اعتبار نہیں کر سکتے تھے

۔۔۔

اور نا ہی حویلی کی خواتین کے سامنے کر کے انہیں پریشان کر سکتے تھے۔۔۔

یہاں تک کے وہ ہمارے گھر تک بھی پہنچ آیا ہے۔۔۔وہ تو شکر ہے کے" ہمارے بچوں کے ساتھ ہر وقت سیکورٹی ہوتی ہے ورنہ اس معلون شخص سے کچھ بھی بعید کی جاسکتی ہے"۔۔۔

کیس کا فیصلہ کب دینا ہے آپ نے"۔۔۔شاہ نے گھمبیرتاً استفسار کیا"

۔۔۔۔

بیٹا وہ کل ہے۔۔۔اس لیے مجھے پریشانی ہو رہی ہے۔۔۔اگر میں نے فیصلہ" ان کے حق میں نادیا تو وہ ہماری فیملی کو نقصان پہنچائیں گے"۔۔عثمان شاہ فکر مندی سے بولے۔۔۔کہ پچھلے چند دنوں سے انہیں مختلف ایس ایم ایس اور وائس میسجز سے دھمکیاں دی جارہی تھیں۔۔۔۔

آپ بے فکر رہیں۔۔۔چچا جان اور فیصلہ حق پر دیں۔۔۔وہ شخص کون ہے" اور اس سے کیسے نمٹنا ہے یہ مجھ پر چھوڑ دیں"۔۔۔شاہ کی بھاری آواز گونجی

۔۔۔۔

وہ تمہیں کوئی نقصان نا پہنچا دیں"۔۔۔داؤد شاہ نے خدشہ ظاہر کیا۔۔۔"

آپ سب کل گھر میں ہی رہیے گا۔۔۔باقی میں دیکھ لوں گا"۔۔۔شاہ نے" کچھ سوچ کر کہا۔۔۔۔

وائٹ شلوار قمیض میں ملبوس سر پر سفید ہی ٹوپی پہنے وہ مسجد سے لوٹا تھا۔۔۔ آج ایک عرصے بعد اس کا دل پر سکون تھا۔۔۔وہ سرخرو ہوا تھا خود سے کیا وعدہ اور اس سے کیا عہد وہ پورا کر گیا تھا۔۔۔اب اس کی باری تھی کہ اس

نے ٹھیک ہو کر اپنے سالک کو خوشی کی نوید سنائی تھی۔۔۔ جس کے لیے وہ کب سے انتظار کر رہا تھا۔۔۔ پچھلے ایک سال میں وہ کتنا تڑپا تھا اب وہ اس سے اپنی تڑپ کا علاج چاہتا تھا۔۔۔ جو تھی تو خود بیمار مگر کر اسے گئی تھی۔۔۔ گویا دو جسم اور ایک جان ثابت ہوئی تھی ان کی۔۔۔

وہ گہرا سانس بھر کر کمرے میں آیا تھا۔۔۔

سامنے ہی وہ دنیا جہاں سے بے خبر بے سدھ پڑی تھی۔۔۔

اسے دیکھ کر ہمیشہ کی طرح اس کے عنابی لبوں پر دلکش مسکراہٹ در آیا کرتی تھی۔۔۔

اس کا چہرہ چاندنی کی طرح چمک رہا تھا اور بال دائیں بائیں تکیے پر بکھرے تھے ۔۔۔جبکہ سرخ شنگرفی لب آپس میں پیوست تھے۔۔۔پلکوں کی جھالر عارضوں پر گری اس کی خوبصورت آنکھوں کو چھپا گئی تھی۔۔۔کمبل سینے تک اوڑھے وہ گویا نیند میں کے رہی تھی۔۔اس کے ہاتھ کی ایک انگلی میں کلپ لگی تھی جس کی تار کچھ فاصلے پر پڑے سینسر سے جڑی تھی۔۔۔جبکہ وہ ہنوز پڑی تھی جیسے وہ اسے چھوڑ کر گیا تھا۔۔۔

آہ!!دلِ آرام"۔۔۔۔"

کب وہ دن آئے گا جب آپ ہنستی مسکراتی میرا ویلکم کیا کریں گی"۔۔۔۔؟"

اس نے دعا کو دیکھتے ایک ٹھنڈی آہ بھری تھی۔۔۔اور مضبوط چال چلتا بیڈ کے قریب گیا تھا۔۔۔

سالک نے آنکھیں موند کر قرآنی آیات کا ورد کرتے دعا کے کومہ میں پڑے وجود پر پھونکیں۔۔

آپ سالک خان کی دعا ہیں۔۔سالک اپنی ہر دعا میں اپنی دعا کو مانگتا ہے"
۔۔۔جلدی سے ٹھیک ہو جائیں ریڈ روز

آپ کی طرف بہت سے حساب چکتا کرنے ہیں"۔۔۔

وہ گھمبیر تا بولا تھا اور عقیدت و محبت سے لبریز لمس اس کی پیشانی پر چھوڑا تھا ۔۔۔تو کومہ میں پڑے وجود کو جیسے اس کی غذا ملی تھی۔۔۔اس کے وجود میں سکون کی لہر دوڑ گئی تھی۔۔۔بے شک وہ اپنے وجود پر سے اختیار کھوئے ہوئے تھی مگر وہ محسوس کر سکتی تھی اور سن سکتی تھی۔۔۔

معاًوہ دور ہوااور کیپ سر سے اتار کر سائیڈ ٹیبل پر رکھتا بیڈ کی دوسری جانب سے اس کے بالکل قریب نیم دراز ہوا تھا۔۔۔وہ اس کے پہلو میں کروٹ کے بل لیٹا کہنی بیڈ پر ٹکائے ہتھیلی سر کے نیچے جمائے گہری سیاہ آنکھوں میں امید کے دیے روشن کیے اپنی عزیز از جان ہستی کو دیکھ رہا تھا۔۔۔وہ جب بھی کام سے لوٹتا تھا اپنا سارا وقت دعا کو دیتا تھا۔۔۔اور آج بھی ہمیشہ کی طرح وہ اس کے قریب اپنی جگہ بنائے ہوئے تھا۔۔۔

جو پچھلے ایک سال سے مارتھا سٹیون کی وجہ سے کومہ میں تھی۔۔۔اس نے تو تقریباً اس کی دعا کو مار ہی دیا تھا مگر جسے اللہ رکھے اسے کون چھکے۔۔۔

وہ ہولے سے اس کے چہرے پر جھکا تھا۔۔۔اور استحقاق سے اس کے لبوں کے قریب بوسہ دیا تھا۔۔۔

بہت چالاک ہیں آپ۔۔۔ کومہ میں رخصت ہو کر آئیں ہیں کہ مجھ سے"
بچ جائیں گی۔۔۔ مگر ایک بار بس آپ کے آنکھ کھولنے کی دیر ہے۔۔۔ پھر
اس وجود پر اور اس روح پر میری جنون خیزیوں کو برداشت کر کے میری ہر
ایک تڑپ کا ازالہ کریں گی آپ۔۔۔ جس آگ میں، میں جھلس رہا ہوں اسی
آگ میں آپ کو بھی لے ڈوبوں گا جانِ جہاں۔۔ کہ آپ میری شدتوں سے
تڑپ کر مجھ میں ہی فرار ڈھونڈیں گی۔۔۔ اور یقین جانے تب آپ کی زرا
نہیں سنی جائے گی"۔۔

وہ اس کے دل کے مقام پر لب رکھتا جنون سے بولا تھا۔۔۔

کہ دعا کے وجود میں ایک گرم حرارت سی دوڑ گئی تھی۔۔۔

عیادت کو میری آ کے، وہ یہ تاکید کرتے ہیں "

تمہیں تو ہم ہی ماریں گے، ذرا سا ٹھیک ہو جاؤ۔

اس کی بے کی کے مظاہرے اپنے دل کے مقام پر محسوس کر کے دعا کے سفید چہرے پر ہلکی سی سرخی بکھری تھی۔۔۔اور یہ ایک سال کے عرصے میں پہلی بار ہوا تھا۔۔۔ کہ اس کے کومہ میں پڑے وجود سے آج پہلی بار وہ اس قدر جنونی ہوا تھا۔۔۔ جس کی شدت وحدت سے دعا کے ساکت وجود میں ایک نمایاں تبدیلی رونما ہوئی تھی۔۔۔

کہ جس سے انجان سالک خان اس کی گردن میں چہرہ چھپائے اپنی بے قراریاں کو قرار پہنچا رہا تھا۔۔۔

ویسے وہ دعا (مار تھا) تھی بہت پیاری۔۔۔بس وہ ملک دشمن نا ہوتی تو اس" کے بارے سوچا جا سکتا تھا"۔۔۔وہ شرارت آمیز لہجے میں اس کی گردن پر بئیر رگڑتا بولا تھا۔۔کہ وہ جو اس کے لبوں کی گستاخیاں محسوس کر رہی تھی کہ اس کی بات سن کر چہرہ پہلے سے زیادہ لال پڑا تھا۔۔کہ فوراً و بیشتر سے مشین سے ٹوں ٹوں کی آواز آنے لگی۔۔۔کہ بے ساختہ سالک خان نے اس کی گردن سے چہرہ نکال کر مشین کی جانب دیکھا تھا۔۔اور پھر دعا کی جانب دیکھا جس کا چہرہ سرخ تھا۔۔۔سالک خان حیران ہوا تھا۔۔۔

مطلب وہ اسے سن سکتی تھی۔۔۔اسے غصہ آ رہا تھا۔۔۔

یہ سوچ آتے ہی سالک کے لبوں پر دلکش مسکراہٹ در آئی تھی اور آنکھوں میں خوشی کے آنسوں چمکنے لگے تھے۔۔۔

اس نے جلدی سے اپنا فون اٹھا کر ڈاکٹر کو فوراً آنے کا میسج کیا تھا اور پھر دعا پر کچھ بھی ظاہر کیے بنا ایک بار پھر سے اس کے چہرے پر جھکا اپنی محنت کے پھول کھلانے لگا تھا۔۔۔اب کی بار اس نے دعا کی رنگت کو نارمل سے پھر سے سرخ پڑتے واضح دیکھا تھا۔۔۔

مسز اب آپ اپنی خیر منائیں کہ ہماری یہی گستاخیاں آپ کو اس نیند سے" اٹھنے پر مجبور کر دیں گی"۔۔۔

وہ جو پہلے ڈر سے دعا کے اتنا قریب نا آتا تھا کہ اس کی طبیعت مزید نا بگڑ جائے مگر اب تو وہ سارے ڈر ختم کر چکا تھا۔۔

اب دعا پر سالک خان بھاری ثابت ہونے والا تھا۔۔۔

ماتھے پر بل ڈالے وہ سامنے روڈ کے درمیان کھڑے پانچ ہیوی بائیک پر بیٹھے ان لڑکوں کو دیکھ رہا تھا۔۔۔ جنہوں نے عباس شاہ کا راستہ روکنے کی جرات کی تھی۔۔۔

وہ ہاتھوں میں ہاکیاں پکڑ کر گھماتے عباس شاہ کو گھور رہے تھے۔۔۔ جبکہ ان سے قدرے فاصلے پر ایلی جوہن کے ساتھ کھڑی زہر آلود مسکراہٹ سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

عباس شاہ کو معاملہ سمجھنے میں دیر نا لگی تھی کہ وہ رات کا حساب دن کے اجالے میں چکتا کر رہی تھی۔۔۔

اس کے لبوں پر ہلکا سا تبسم پھیلا تھا۔۔۔ گویا مقابل کی انا اور اکڑ توڑنا تو اس کا اہم فریضہ تھا۔۔۔ کہ جبھی وہ گاڑی سے اترا تھا اور مضبوط چال چلتا پاکٹ میں ہاتھ ڈالے گاڑی کے بونٹ سے ٹیک لگائے کھڑا ہو گیا۔۔۔

معاً ایلی اسے جتاتی نظروں سے دیکھتی جو ہن کے حدرجہ نزدیک ہوئی تھی ۔۔۔تو عباس شاہ کے تاثرات انتہائی پتھریلے ہوئے تھے۔۔۔

اگر آپ جو ہن سے دور رہتی تو یقیناً مجھ سے بچ جاتیں مگر اب نہیں بچ'' پائیں گی۔۔۔اس گستاخی کے بدلے

آج کی رات اور آنے والی کئی راتیں میری قربت میں گزاریں گی آپ ''۔۔۔وہ سے دیکھتا دل ہی دل میں اٹل ارادے سے بولا تھا۔۔۔

کہ جبھی وہ وحشت ناک سا ان کی جانب بڑھا۔۔۔

اس کے اٹھتے قدموں پر وہ ٹین ایج آٹھ لڑکے بھی ہاکی لیے اس کی جانب بڑھے تھے۔۔۔

مگر وہ بھول گئے تھے کہ سامنے سے آتا وہ ماہر فائٹر تھا جسے ہرانا ناممکن تھا ۔۔۔جو ان سب مشقوں سے گزر چکا تھا۔۔۔

ایلی گرے آنکھوں میں چمک لیے عباس شاہ کو دیکھاتی جو ہن کے گلے باہوں کا ہار ڈال گئی تھی۔۔۔کہ یہ سب دیکھ کر عباس شاہ کا پارہ آخری حدوں کو چھونے لگا تھا۔۔۔

وہ جو سوچ رہی تھی کہ وہ لڑکے عباس شاہ کو سبق سیکھا دیں گے۔۔ مگر اس کی سوچ کے متضاد اکیلا عباس شاہ ان لڑکوں پر برتری حاصل کر گیا تھا۔۔۔

ان کو روئی کی طرح دھکنتے دیکھ کر ایلی کی آنکھیں پھیلیں اور وہ اچھل کر جوہن سے دور ہوئی تھی۔۔۔ کہ وہ تو اسے ہلکے میں لے رہی تھی۔۔۔ مگر وہ بھول گئی تھی کہ اس کا پالا عباس شاہ سے پڑا تھا۔۔۔ جو نہ جینے دیتا تھا اور نا مرنے دیتا تھا۔۔۔

جوہن تم جاو"۔۔۔ ان لڑکوں کو سڑک پر پڑا کراہتا دیکھ وہ عباس شاہ کو" اسی طرف آتا دیکھ جوہن سے بولی تو جوہن شرٹ کے آستین اپر چڑھتا اس کی جانب بھاگا۔۔۔

مگر جلد ہی بلبلا کر زمین پر گرا تھا۔۔۔اور پھر یکے بعد دیگرے عباس شاہ کی ٹھوکروں کا سامنا کرتا چلا اٹھا تھا۔۔۔عباس شاہ بڑی توجہ سے اسے پیٹ رہا تھا ۔۔۔کیونکہ ایلی اس کے قریب گئی تھی اور یہ یہ بات عباس شاہ کو مزید طیش زدہ کر گئی تھی۔۔۔

جبکہ ایلی جو تنفر بھری نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی کہ جو ہن کو بے تحاشہ پٹتا دیکھ وہ اس کی طرف دوڑی۔۔۔

سٹاپ"۔۔۔"

سٹاپ اٹ نان سینس"۔۔۔۔"

وہ غرا اٹھی تھی اپنے دوست کو لہولہان دیکھ کر۔۔۔

اپنا منہ بند رکھ کر اس طرف کھڑی ہو جائیں ورنہ ادھر ہی گاڑھ دوں گا" آپ کو"۔۔۔

وہ کاٹ دار انداز میں بولا تھا کہ ایلی ڈر سے اچھل کر دو قدم ڈور ہوئی تھی ۔۔۔

اسے چھوڑ دو"۔۔۔جوہن کو خون وخون دیکھ کر وہ چیخی تھی۔۔۔۔"

!!آپ کو اس کی فکر ہے پر جو میں نے کہا وہ بھول گئیں"۔۔"

وہ جوہن کو دور جھٹکتا اس کو یکدم سے بازو سے دبوچ کر گر جا تھا کہ ایلی کی دھڑکنیں خوف سے سست پڑی تھیں۔۔۔

تو میں نے بھی رات ہی کہہ دیا تھا کہ میری مرضی میں جو کروں۔۔۔تم" کون ہوتے ہو"۔۔

وہ اس کے بے جا رعب پر گھر کی تھی۔۔۔وہ اپنی زندگی جینے والی اپنی مرضی کرنے والی تھی تو پھر یہ کون اجنبی تھا جو اس پر اپنی روک ٹوک مسلط کر رہا تھا ۔۔۔۔

تو اب میری مرضی بھی دیکھ لیں"۔۔۔معاً اس نے جھٹکے سے اسے اٹھا کر" اپنے شانے پر ڈالا تھا۔۔۔کہ اس افتاد پر لحظہ بھر کے لیے ایلی کنگ سی ہوئی۔۔۔مگر یہ حیرانگی کچھ پلوں میں شدید ترین غصے اور نفرت کے مظاہرے میں بدلی تھی۔۔۔۔

چھوڑو مجھے"۔۔۔۔"

گرے ہوئے انسان۔۔۔سنا نہیں۔۔۔ چھوڑو"۔۔۔"

ورنہ میں تمہارا قتل کر دوں گی"۔۔۔وہ چلائی۔۔۔ مگر عباس شاہ سخت" تیور لیے اسے گاڑی کے قریب کھڑا کر کے پچھلی سیٹ پر دکھیل گیا تھا ۔۔۔۔کہ اس زبردستی پر وہ آپے سے باہر ہوئی تھی۔۔۔۔

یو۔۔۔۔بلڈ____"وہ درشتگی سے بولی تھی"

شٹ اپ"۔۔۔اس زبان سے کوئی بھی ایسی فضول گوئی نکالنے سے پہلے" اس کی سلامتی سوچ لینا"۔کہ جبھی عباس شاہ کی دھاڑ گونجی۔۔۔

ہاں نہیں ہے مجھے اس کی سلامتی۔۔۔ چھوڑو مجھے ہوس پرست انسان"

"۔۔۔وہ تو گویا پاگل سی ہو گئی تھی۔۔۔۔

جبکہ عباس شاہ نے اس کے جملے پر سختی سے لب بھینچ کر گاڑی کا دروازہ بند کیا

۔۔۔

اور ڈرائیونگ سیٹ پر براجمان ہو کر ڈیش بورڈ کے نیچے بنے خانے سے کچھ

اٹھانے لگا۔۔۔۔

تم لوفر غنڈے موالی شخص کھولو دروازہ"۔۔۔۔"

وہ گاڑی کے دروازے کو کھولنے کی کوشش کر رہی تھی جو لاک کر گیا تھا

تبھی وہ پچھلی سیٹ سے آگے کی جانب آتی اس کا بازو دبوچ کر چلائی۔۔

تم ایسے نہیں سدھرو گے تمہیں۔تو یہاں کی پولیس بتائے گی اب"

"۔۔۔معاً وہ سیٹ سے نیچا پڑا اپنا فون اٹھاتی پھنکاری۔۔۔

کہ جبھی وہ جھٹکے سے اتر کر پچھلی سیٹ پر آیا اور اسے ہاتھوں سے فون چھین کر اسے آف کرتا اس کے ہاتھوں کو باندھ گیا تھا۔۔۔

یو کمینے شخص چھوڑو میرے ہاتھ"۔۔۔وہ پھر سے گھر کی تھی۔۔۔مگر اب" عباس شاہ اس کے لبوں پر ٹیپ لگا کر اس کی ٹانگوں کو بھی باندھ گیا تھا۔۔۔

اسے سیٹ پر جھٹپٹاتا دیکھ کر وہ پیچھے ہوا اور ڈرائیونگ سیٹ سنبھالے اپنے اپارٹمنٹ کی جانب بڑھا۔۔۔۔

تقریباً دس منٹ بعد اس نے شہر سے باہر بنے ایک الگ تھلگ ہاؤس کے سامنے گاڑی روکی تھی۔۔۔۔

اور اسے شانے پر ڈالے گھر کے اندر بڑھا تھا۔۔۔۔

وہ اسے لیے اپنے کمرے میں آیا تھا اور کڑے انداز سے اسے بیڈ پر پٹخے انہیں قدموں پر باہر نکل گیا۔۔۔

کہ اسے اپنے فیصلے سے کسی کو آگاہ کرنا تھا۔۔۔

جبکہ ایلی پیچھے غصے میں کھولتی اسے جاتا دیکھتی رہ گئی۔۔۔۔

کچھ دیر بعد وہ برہمی سے واپس لوٹا تھا۔۔۔

ایلی جو اسے کوسنے میں مصروف اس کے کمرے کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ کہ نظر اس کی جانب اٹھی۔۔۔

اس سارے دورانیے میں ایلی نے اب غور سے اس کی سرخ آنکھیں دیکھیں تھیں۔۔۔ جن میں وہ اپنے لیے بے پناہ غصہ دیکھ سکتی تھی۔۔۔

جبھی وہ پتھریلے تاثرات لیے اس کی جانب بڑھا اور اور پھر اس کے وجود پر سلگتی نگاہ ڈالے ساتھ ہی جگہ سنبھالی تھی۔۔۔۔

تم ایک انتہائی گھٹیا شخص ہو"۔۔۔"

یہاں کیوں لائے ہو۔۔۔ کھولو مجھے"۔۔۔"

منہ سے ٹیپ ہٹتے ہی وہ ہاتھ چھڑوانے کی سعی کرتی چیخ اٹھی تھی۔۔۔اس کے رخسار اور ناک غصے سے لال ہو گئے تھے۔۔۔وہ آنکھوں میں چنگاریاں بھرے اسے گویا بھسم کرنے پر تلی تھی۔۔۔

جبکہ دوسری طرف سے بھی کچھ ایسا ہی حال تھا۔۔۔مقابل کا طیش کا گراف آخری حدوں کو چھو رہا تھا۔۔۔وہ سلگتی سرخ نگاہیں اس کے خوبصورت چہرے پر جمائے اس کے قریب بیڈ پر براجمان تھا۔۔۔

اس کی آنکھوں کے سامنے کچھ دیر پہلے کا منظر گھومتا اس کے اندر آتش فشاں بھر گیا تھا۔۔۔

میری وارننگ کو ہوا میں اڑانے والے اب قبروں میں دفن ہیں۔۔۔آپ" پہلی فرد ہیں جو ابھی تک زندہ ہیں۔۔۔

پھر بھی خوش نہیں لگ رہیں۔۔۔۔سٹرینج"۔۔۔

وہ اس کو دیکھتا تیز دھار آلے پر انگلی پھیرتا سرد آواز میں بولا تھا۔۔۔

کیا مطلب"۔۔۔؟تو وہ جو بیڈ پر پڑی ہاتھ اور پاؤں چھڑوانے کی مزاحمت" کر رہی تھی کہ لمحے بھر کو رکی۔۔۔اس نے حلق تر کیا تھا۔۔۔گویا وہ جان کر بھی انجان بن گئی تھی۔۔

جو ہن کے گلے کیوں لگیں آپ"۔۔۔وہ اس کی ساری باتیں اگنور کرتا" سپاٹ آواز میں سوالیہ گویا ہوا تھا۔۔۔

آپ کون ہوتے ہیں۔۔۔میری ذات ہے میری مرضی ہے"۔۔۔"

وہ بناڈرے بولی تھی۔۔۔

تو بڑی اچانک سے عباس شاہ نے جھک کر اس کے لبوں پر جسارت کی تھی"

۔۔کہ وہ جو اس افتاد کے لیے تیار نا تھی۔۔۔اس کی اس حرکت پر منجمد ہوئ تھی۔۔۔

آپ کی ذات اور آپکی زندگی اب مجھ سے جڑ چکی ہے"۔۔۔"

وہ دور ہوتا اس کے لب انگوٹھے سے رگڑتا گھمبیر تا بولا تھا۔۔

یہ کیا بد تمیزی ہے"۔۔۔تو وہ ہوش میں آتی بھڑک اٹھی تھی۔۔۔"

بد تمیزی اب ہو گی۔۔۔اس سے پہلے مجھے جواب چاہیے۔۔"

جو ہن کے پاس کیوں گئیں آپ"۔۔۔

دفعتاً وہ تیز دھار باریک نائف اس کی گردن پر رکھتا غصہ ضبط کرتا ٹھہر ٹھہر کر بولا تھا۔۔۔

کیا آپ بھول گئی میری بات۔۔۔یا پھر آپ بھی میرے ساتھ بیڈ شیئر کرنے خواہش رکھتی ہیں"۔۔۔!

وہ اسے اپنی کہی بات یاد دلا گیا تھا۔۔۔جب وہ اسے صاف اور واضح جتا کر آیا تھا۔۔۔

وٹ ربش"۔۔۔تو وہ اس کی بات پر ہتھے سے اکھڑی تھی۔۔۔"

آواز نیچی رکھیں۔۔۔۔کہ آپ کی ہر گستاخی برداشت نہیں ہو گی"۔۔۔"

وہ برفیلے انداز میں بولتا اس کی گردن پر نائف کا دباؤ بڑھا گیا تھا کہ بر محل درد کے باعث اس کے منہ سے چیخ نکلی تھی۔۔۔اور وہ شدت سے آنکھیں میچ گئی۔۔۔

آخر کیا چاہتے ہو تم"۔۔۔ایلی نے درد برداشت کرتے پوچھا۔۔"

فقط آپ کو"۔۔۔"

نکاح کریں مجھ سے"۔۔۔ "

وہ نائف ہٹا کر اس کی گردن سے نکلتے بوند بوند خون پر نگاہیں مرکوز کیے بولا تھا تو ایلی نے جھٹکے سے آنکھیں کھولیں۔۔۔

ناممکن۔۔۔ایسا کبھی نہیں ہوگا"۔۔وہ نخوت سے بولی۔۔۔"

جبکہ اس آنکھوں میں نمی ترآئی تھی۔۔۔مقابل کی اس دیدہ دلیری پر۔۔۔

نوپرابلم۔۔۔میں آپ کوایسے ہی رکھ سکتاہوں۔۔۔جب تک میرادل" چاہے گاآپ ادھر ہی رہیں گی۔۔۔ویسے بھی جو کچھ آپ کر چکیں ہیں۔۔۔ اس کی سزاابھی باقی ہے"۔۔۔

وہ بے تاثر لہجے میں بول کراس کی گردن پر لگے کٹ پر لب رکھ گیاتووہ مچل اٹھی تھی۔۔۔۔

میں تمہیں چھوڑو گی نہیں"۔۔۔اس کے دہکتے لبوں کو گردن پر جابجا" سر کتا دیکھ کر وہ بے بسی سے بولی۔۔۔۔

میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ مت چھوڑیں کس کے پکڑے رکھیں"۔۔۔۔" وہ اس کی گردن سے چہرہ نکالے اس کی آنکھوں میں جھانکتا سنجیدگی سے بولا تھا۔۔۔

تم کیسے شخص ہو زرا بھی خدا کا خوف نہیں"۔۔۔ایلی نڈھال سی بولی۔۔۔"

آپ اپنی فکر کریں کہ آپ کیا کر رہی ہیں۔۔۔اس جو ہن کے ساتھ رہتے" خدا یاد نہیں آتا آپ کو"۔۔۔

بہر حال میرے بارے آپ کا نالج کمزور ہے۔۔ساتھ رہیں گی تو جائیں گی"

۔۔۔کہ میں کیا ہوں۔"۔۔۔

وہ گھمبیر آواز میں اسے احساس دلاتا اس کی شہ رگ پر جھکا تھا اور ہاتھ اس کے

پہلو پر جمائے۔۔۔کہ ااس کے عمل پر وہ سانس روک گئی۔۔۔۔

کیا کر رہے ہو"۔۔۔وہ اس کے دست ولب کی گستاخیوں پر بمشکل بولی"

۔۔۔

بد تمیزی کر رہا ہوں"۔۔۔"

کچھ دیر پہلے اس کی بات کا جواب دیتا وہ ایلی کو دہلا کر رکھ گیا تھا۔۔۔

پلیز۔۔۔۔۔کچھ مت کرو"۔۔۔وہ اپنے کاندھے پر اس کے دانتوں کا دباؤ محسوس کر کے نم آواز میں بولی۔۔۔

تو اس کے لرزتے وجود کو محسوس کر کے وہ دور ہوا۔۔۔

کچھ نہیں محترمہ میں بہت کچھ کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔۔ مگر بعد میں""" ۔۔۔وہ اس کے لبوں کو ہلکا سا چھو کر بھاری لہجے میں بولا اور پھر اس کے سمجھنے سے پہلے ہی ایلی کی گردن کی مخصوص رگ دبا کر اسے ہوش و خرد سے بیگانہ کر دیا۔۔

تو وہ اس کے ہاتھ پاؤں کھول کر اسے سہی سے بیڈ پر لٹا کر سینے تک کمفرٹ اوڑھا کر کمرے سے باہر نکل گیا۔۔۔

ار باز شاہ اپنے چچا کو روک لو۔۔۔کہ آج کی پیشی میں تاریخ بڑھا دے۔۔۔"
ورنہ ایک جان توڑ سرپرائز کے لیے تیار رہنا۔۔۔اور یہ میری آخری
وارننگ ہے تم لوگوں کو۔۔۔اس کے بعد تم لوگ اس زمانے میں منہ
دیکھانے کے قابل نہیں رہو گے "۔۔۔مقابل کا دھمکی بھرا پیغام وہ سلگتی
نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔۔۔

اس نے فوراً ہی وہ نمبر ٹریس کروایا تھا مگر وہ سم کسی بزرگ کے نام تھی جو کسی
دور دراز علاقے کا رہائشی تھا اور اب مر چکا تھا۔۔۔جبکہ اس سم کے ٹوٹنے
کے باعث اس کی لوکیشن نامعلوم تھی۔۔۔

عثمان شاہ کا پرسنل اور پروفیشنل نمبر دونوں ہی ٹریسنگ پر لگا دیے تھے۔۔۔
مگر وہ آدمی کچھ زیادہ ہی شاطر نکلا تھا کہ اب کی بار اس نے شاہ کے آفس کے
نمبر پر میسج کیا تھا۔۔۔جسے اس کا آفیسر فارورڈ کیا تھا۔۔۔

وہ بارہا بار سکرین پر ظاہر ہوتا وہ میسج پڑھتا مقابل کی ہمت پر داد دیتا اس کا انجام سوچ چکا تھا۔۔۔کہ لمحے میں شدت طیش میں اس کی آنکھیں سرخ پڑیں تھی اور ماتھے کی رگیں ابھر آئیں تھیں۔۔۔

اس نے بائیں ہاتھ کی انگلی سے کن پٹی سہلائی اور ایک ضروری میسج اثنان کو بھیجتا مضبوط چال چلتا کمرے سے باہر نکلا۔۔۔

شاہ حویلی کے تمام افراد بڑے سے ڈائنگ ٹیبل پر براجمان ناشتہ کر رہے تھے۔۔۔

بالاج بسمل ہدا اور عشال کی ہلکی پھلکی نوک جھونک سے سب مستفید ہو رہے تھے۔۔۔

کہ جبھی نگار نے اپنے بیٹے شہاب کے آنے کی اطلاع دی تھی جو بس کچھ ہی دیر میں پہنچنے والا تھا تو ابراہیم شاہ نے فقط سر اثبات میں ہلایا تھا۔۔۔

آرام سے کھاؤ حور"۔۔۔دادی سائیں نے اسے ڈپٹا ھو جلدی جلدی ناشتہ "
کر رہی تھی کہ جبھی ارباز شاہ نے سر اٹھا کر اپنے روبرو کرسی پر براجمان اس
حور شمائل لڑکی کو دیکھا تھا جو اس کے رگوں میں لہو بن کر دوڑ رہی تھی۔۔۔

وہ دادی سائیں میرا آخری پیپر ہے آج اس سے پہلے ہمیں کچھ ضروری "
اسائنمنٹ بنانی ہے جو میں بھول گئی تھی۔۔۔اور آج ہی سبمٹ کروانی ہے
۔۔۔اس لیے جلدی جانا ہے "۔۔۔وہ منہ بسور کر بولی۔۔۔تو شاہ نے بغور
اس کے پریشان چہرے کو دیکھا تھا۔۔۔اس کی آنکھوں سے لگ رہا تھا جیسے وہ
ساری رات ناسوئی ہو۔۔

حور بیٹا آج آپ شاہ کے ساتھ چلی جائیں مجھے کچھ ضروری کام ہے "۔۔۔"
عثمان شاہ نے کہا تو حور نے سر ہلایا۔۔۔

چلیں"۔۔۔جبھی وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور حور سے مخاطب ہوا تو وہ فوراً سے" اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔

سبطین اور یارم آپ چچا جان کے ساتھ جائیں گے۔۔۔۔باقی تمام افراد آج" کے دن گھر ہی رہیں۔۔۔اور اپنی تمام مصروفیات کل تک ملتوی کر دیں ۔۔۔کجا کہ شدید ایمر جنسی ہی کیوں نا ہو"۔۔

شاہ نے سب کو دیکھ کر بھاری لہجے میں کہا تھا۔۔۔اور اپنی جگہ سے اٹھ کر حور کو اشارہ کرتا باہر کی جانب بڑھ گیا۔۔۔

تو ان کے پیچھے عثمان شاہ بھی اپنی جگہ سے اٹھے تھے۔۔۔

شاہ نے جو کہا ہے اس پر عمل کریں۔۔۔خاص طور پر بالاج اور بسمل تم" لوگ باہر نہیں نکلو گے"۔۔۔

معاً دادا سائیں کے رعب دار آواز گونجی تو انہوں نے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔

اکثر اوقات وہ الیکشن پر پہلے بھی ان کو گھر رہنے کی تلقین کر چکا تھا۔۔۔ مگر آج تو الیکشن ناتھے پر ایسی ہدایات کا کیا جواز تھا۔۔ وہ فقط سوچ کر رہ گئے

۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شاہ نے حور کے لیے فرنٹ ڈور کھولا تھا تو وہ جھجھکتی ہوئی آگے بیٹھی۔۔۔

تو وہ دوسری جانب سے ڈرائیونگ سیٹ پر آیا تھا کہ نہایت قریب سے اس کے کلون کی خوشبو نتھنوں سے ٹکرائی تو حور نے گہرا سانس بھر کر اس خوشبو کو سینے میں اتارا تھا۔۔۔ تو یکدم سے اس کی دل کی دھڑکنوں نے زور پکڑا تھا

۔۔۔

کہ حور اپنی حالت پر جز بز سی ہوئی تھی۔۔۔

شاہ لالے کی خوشبو بھی ان کی طرح حواسوں پر سوار ہونے والی ہے"۔۔۔"

وہ بڑبڑائی تھی کہ گاڑی اسٹارٹ کرتے شاہ نے اس کی بڑبڑاہٹ سن کر حیرت سے اسے دیکھا۔۔۔

کچھ کہا آپ نے "۔۔۔اس نے مسکراہٹ دبائے سوال کیا۔۔۔"

تو وہ جو اسے ہی دیکھ رہی تھی یکدم ہوش میں آئی۔۔۔

وہ آپ مجھ پر سوار ہو رہے ہیں "۔۔۔وہ مقابل کے اچانک پوچھنے پر ہڑ بڑاتی" غلط بول گئی تھی۔۔۔

وٹ "۔۔۔تو شاہ نے حیرانگی سے پوچھا تو اسے تدراک ہوا کہ وہ پھر غلط" بول گئی ہے۔۔۔

مطلب آپ مجھے اچھے لگ رہے ہیں۔۔۔ ننہیں مطلب آپ کی خوشبو اچھی لگ رہی ہے حواسوں پر سوار ہو رہی ہے "۔۔۔وہ ہڑ بڑا سی گئی تھی مقابل کی سیاہ گہری دلچسپی سے لبریز آنکھوں کو خود پر جما محسوس کر کے۔۔۔کہ جبھی نظریں جھکا کر بولی۔۔۔

تو شاہ کے لبوں پر زندگی سے بھرپور مسکراہٹ چھائی تھی۔۔۔

معاًاس نے گاڑی ریسورس کرتے حویلی کے ڈرائیووے پر ڈالی اور پھر گاڑی کی سپیڈ فل کرتے گیٹ سے نکالے روڈ پر ڈالی۔۔۔

ان کی گاڑی کے پیچھے معمولی فاصلے پر سکیورٹی کی گاڑیاں تھیں۔۔۔

تو مطلب آپ کو میں اچھا نہیں لگتا۔۔۔ صرف میری خوشبو اچھی لگی ہے""

۔۔۔کچھ دیر بعد شاہ کی بھاری استفہامیہ آواز سن کر اس نے ونڈو سے نظریں ہٹا کر اسے دیکھا۔۔۔

ایسا تو نہیں آپ بہت اچھے ہیں"۔۔۔ حور نے اس کے خوبصورت چہرے" کو دیکھ کر کہا تو شاہ نے بات سمجھتے معمولی سی سر کو جنبش دی۔۔۔

آپ۔۔۔ آپ شادی کب کریں گے لالا"۔۔۔ معاًاپنی شادی کا خیال" آتے اس نے مقابل سے پوچھ کر گویا اس کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھا تھا۔۔۔

جب آپ کہیں گی"۔۔۔اس نے نظر روڈ پر مرکوز کیے سنجیدگی سے کہا تو" حور نے حریت سے اس وجاہت کے شاہکار مرد کو دیکھا تھا۔۔۔ جسے رب

نے گویا بڑی فرصت سے بنایا تھا۔۔۔وہ جب جب اسے دیکھتی تھی ب تب دل میں ایک عجیب سی ہلچل پیدا ہوتی تھی جس سے وہ نجانے تھی۔۔۔

کیا آپ کسی کو پسند کرتے ہیں"۔۔۔حور نے حیرانگی سے اگلا سوال کیا۔۔۔"

جی"۔۔۔۔تو شاہ نے گہری نظروں سے اسے دیکھ کر گھمبیرتا گہا۔۔۔"

تو حور کے چہرے پر مسکراہٹ پھیلی۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ کچھ پوچھتی شاہ کا فون رنگ ہوا۔۔۔

ار باز اسپیکنگ"۔۔۔اس نے ائیر پیس میں لگا بٹن پریس کیا۔۔۔"

شاہ کہاں ہو تم"۔۔۔۔اثنان کے سوال پر اس نے گہرا سانس بھرا۔۔۔"

راستے میں"۔۔۔اس نے جواد یا۔۔۔"

اوکے میں ویٹ کر رہا ہوں"۔۔۔اثنان نے فوراً سے کہا۔۔۔"

شاہ"۔۔۔معاً اس نے کال رکھنے سے پہلے پکارا۔۔۔"

تو شاہ جو بند کرنے والا تھا کہ اس کی آواز پر متوجہ ہوا۔۔۔

میری دعا ہے کہ اس سفر کے صدقے حور ہمیشہ کے لیے تمہاری زندگی کی"

ہمسفر بن جائے۔۔۔امین"۔۔

اس نے مسکراتی آواز میں کہا تو شاہ کا چہرہ سنجیدہ ہوا تھا۔۔۔کچھ نا کہنے کی چاہ

میں لب سختی سے آپس میں پیوست ہوئے تھے جبکہ دل سے امین نکلا تھا

۔۔۔

معا اس نے کال رکھ دی تھی اور توجہ ڈرائیونگ پر مرکوز کی۔۔۔

۔۔۔

فون دیں"۔۔۔تو شاہ نے اس کے ہاتھ میں پکڑے فون کی جانب اشارہ کیا" کہ حور نے تھوڑا سا حیران ہوتے اسے تھما دیا۔۔۔اور بغیر سوال جواب کیے اترانا چاہا۔۔۔

بیٹھی رہیں"۔۔۔معاً اس کے حکم پر وہ گاڑی کی جانب جاتا ہاتھ واپس کھینچ" گئی اور اسے دیکھا۔۔۔

ہوا کہ وجہ سے اس کے ماتھے پر بکھرے بال اس مزید پیارا بنا رہے تھے۔۔۔ کہ جبھی اس کی نظر اس کے ہاتھ میں پکڑے اپنے فوں پر پڑی جو چند بٹن پریس کرتا خود ہی اس کے فون کو ان لاک کرتا حور کو مزید متحیر زدہ کر گیا

۔۔۔

چند منٹوں میں اس نے کچھ ضروری سیٹنگ کرتے فون کی لوکیشن آن کرتے اس کے ہاتھ میں تھمایا۔۔۔

میں ابھی آتا ہوں"۔۔۔وہ اسے کہہ کر گاڑی سے اترا اور کچھ دور کھڑے "
اثنان کی جانب بڑھا کہ حور نے بھی سامنے دیکھا تو شاہ کے حکم پر اس نے
گاڑی سے بنا اترے اندر سے ہی ہاتھ ہلایا تھا تو بدلے میں اثنان نے بھی ہاتھ
ہلایا۔۔۔

معا اس سے کچھ لے کر وہ واپس آیا تھا حور بغور اس کی کاروائی دیکھ رہی تھی
۔۔۔

اسے پہن لیں"۔۔۔جبھی شاہ نے ہاتھ میں پکڑا کیس کھولتے ایک انتہائی"
خوبصورت گولڈ کا بریسلٹ اس کے سامنے کیا۔۔۔

یہ کیوں"؟۔۔۔حور نے مسمرائز نظروں سے اس انتہائی نفیس سے"
بریسلٹ کو دیکھ کر پوچھا۔۔۔

اسے یہ بہت پسند آتا تھا جس کی وسط میں ایک خوبصورت سا دل تھا۔۔۔ جس پر ایچ لکھا تھا اور سائیڈ پر انتہائی باریک سی چین تھی جس کے آخر میں دو پتیاں لٹکیں ہوئیں تھیں۔۔۔

سوال جواب نہیں اسے پہن لیں"۔۔ شاہ نے اپنے ازلی انداز میں کہتے" بریسلٹ اس کے ہاتھ میں تھمائی۔۔۔

تو حور نے اثبات میں سر ہلا کر ہک کھولنے کی کوشش کی مگر نا کھلی۔۔۔۔ میں بعد میں پہن لوں"۔۔۔ وہ مٹھی میں قید کرتی بولی۔۔"

کہ جبھی شاہ نے بڑی نرمی سے اس کا ہاتھ تھام کر مٹھی کھولی اور بڑے احتیاط سے اس کے کلائی کی زینت بنادی۔۔۔

اپنی کلائی پر سجی اس بریسلٹ کو دیکھ کر حور کے لبوں پر دلکش مسکراہٹ نے احاطہ کیا تھا۔۔۔

بہت پیارا ہے یہ "۔۔۔اس نے دل سے تعریف کی تھی۔۔۔"

اسے مت اتاریے گا اور اپنے فون کی لوکیشن آن رکھیے گا۔۔۔ جیسے ہی پیپر " اینڈ ہو آپ فوراً مجھے کال کریں گی۔۔۔اور یونی سے باہر نہیں جائیں گی "۔۔۔

شاہ نے اسے چند ہدایات کیں تو حور نے دھیرے سے سر ہلایا۔۔۔اور گاڑی سے اتر گئی۔۔۔

اس کے جاتے ہی اثنان گاڑی میں آکر بیٹھا تھا اور شاہ نے گاڑی اسٹارٹ کرتے منزل کی جانب رواں دواں کی۔۔۔

عثمان شاہ نے فیصلہ حق پر سنایا تھا۔۔۔پاشا پر لگے جرموں کے الزام سچ ثابت ہونے کی وجہ سے اسے موت کی سزا سنادی گئی تھی اور یہ خبر اس کے کارندوں پر گویا بجلی بن کر ٹوٹی تھی۔۔۔کہ عثمان شاہ کو دی دھمکی کا اثر بھی زائل ہوا تھا۔۔۔

اور وہ پاگل ہوا ٹھے تھے اپنے سرغنہ کی موت کی نوید نے انہیں وحشت زدہ سا کر دیا تھا کہ وہ لوگ عثمان شاہ پر اس کے فیصلے کے باعث اس پر وار کرنے کے لیے پاگل کتے کی طرح دوڑے پھر رہے تھے۔۔۔۔

کال۔۔۔پاشا کو سزائے موت سنادی اس جج نے"۔۔۔۔چھاگا نے اطلاع" دی تھی تو یکایک کال کا کالا چہرہ حدرجہ سخت ہوا تھا۔۔۔

اس نے میرے بھائی کو سزا موت سنا کر خود کو سزا سنائی ہے"۔۔"

اس کی بیٹی لے آؤ میرے قدموں میں۔۔۔اپنے باپ کا کیا وہ بھگتے گی اور وہ" عثمان شاہ پل پل مرے گاء۔۔۔

بہت مان ہے نا ان شاہوں کو اپنی مردانگی پر"۔۔۔

اب میری مردانگی بھی دیکھیں گے جو ان کی عزت کو تار تار کر کے بیچ"

چوراہے لٹکائے گا"۔۔۔

کہ دوبارہ کبھی ہمارے خلاف جانے سوچ کر ہی ان کی روح کانپ اٹھے

گی"۔۔۔

کال کا کال برسے گا اب اس کی بیٹی پر اور اس کے پورے خاندان پر۔۔۔اور"

وہ عثمان شاہ خود کو پھانسی دے گا جب اپنی بیٹی کو ادھڑا دیکھے گا"۔۔۔

وہ گرجا تھا اور اپنا فون اٹھا کر دیوار میں دے مارا تھا۔۔۔

اپنے بھائی کی سزائے موت کی خبر پر وہ درندہ ہوا تھا۔۔۔

ارباز شاہ تجھ پر میری دھمکی کا اثر نہیں ہوا۔۔۔اب تو اس لڑکی کی حالت پر"

تڑپے گا"۔۔۔۔

وہ پھنکارا اور ٹیبل پر پڑا شراب کا گلاس گھٹا گھٹ پی گیا۔۔۔

آج اس کا لاسٹ پیپر تھا اور وہ جلدی حل کر کے باہر آ گئی تھی۔۔۔

اس نے مسکرا کر اپنے ہاتھ میں پہنی بریسلٹ دیکھی تھی اور پھر بھیگ سے فون نکالا۔۔۔اس کا ارادہ شاہ کو کال کرنے کا تھا۔۔۔

معاً دائیں طرف سے ایک سکیورٹی گارڈ کو وردی میں ملبوس شخص اس کے قریب آیا۔۔۔

میڈم تیمور کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے۔۔۔ارباز شاہ نے آپ کو جلد از جلد" ہاسپٹل پہنچنے کا کہا ہے"۔۔۔اس آدمی نے فوراً سے کہا۔۔۔

کیا۔۔۔ تیمور۔۔۔ایکسیڈنٹ۔۔۔کب۔۔۔کیسے"۔۔۔۔وہ جو فون کی" جانب متوجہ تھی کہ فوراً سے سر اٹھا کر اسے دیکھا پریشانی، حیرت اور غم کے عالم میں اسکے منہ سے الفاظ نکلنے کو انکاری ہوئے تھے۔۔۔۔

کچھ دیر پہلے ہی"۔۔۔اس کے کہتی ہی وہ گیٹ کی جانب بھاگی۔۔۔"

میڈم۔۔۔روکیں میڈم"۔۔۔اسے جاتا دیکھ وہ آدمی ہڑبڑا کر اسے روکتا"
اس کے آگے آیا۔۔۔
آپ ایسے نہیں جا سکتی"۔۔۔وہ اس سے سختی سے بولا۔۔۔"
کیا مطلب"۔۔۔"
مطلب کہ باہر آپ کو خطرہ ہے ارباز شاہ نے کہا کہ آپ یہ برقع پہن لیں"
اور اس گیٹ سے جائیں"۔۔۔اس آدمی نے ادھر ادھر دیکھتے اسے شاپر
میں بند برقع تھمایا۔۔۔تو تیمور کے لیے پریشان حور نے بنا سوچے سمجھے وہ
برقع کھول کر پہنا اور اپر سے وہی چادر اوڑھ کر منہ چھپا لیا۔۔۔
چلیں میرے ساتھ"۔۔۔وہ اسے ساتھ چلنے کا اشارہ کرتا پچھلے گیٹ کی"
جانب بڑھا۔۔۔جبکہ حور کی آنکھوں میں آنسوں تھے اور قدموں میں واضح
لڑکھڑاہٹ تھی۔۔۔اس کے ایکسیڈنٹ کی خبر نے اس کی ساری طاقت گویا
سلب کر لی تھی۔۔۔وہ جلد از جلد اس کے پاس پہنچنا چاہتی تھی کہ جبھی اس
آدمی نے گیٹ کھولا اور حور تیز تیز چلتی گاڑی کے کھلے دروازے سے پچھلی

سیٹ پر براجمان ہوئی تھی۔۔۔اور وہ شخص فرنٹ سیٹ پر بیٹھا تھا۔۔۔اس کے بیٹھتے ہی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھے شخص نے گاڑی لاک کی اور اسٹارٹ کرتے فل سپیڈ سے یونی سے دور جانے لگا۔۔۔

افف تیمور۔۔۔اللہ وہ ٹھیک تو ہو گا نا۔۔۔پتا نہیں کیسے ہوا ہے یہ ایکسڈنٹ" ۔۔۔اور کیسی طبعیت ہے اس کی"۔۔۔اس کی آنکھوں سے آنسوں بہتے اس کے گالوں کو بھگو رہے تھے۔۔۔جبکہ دل میں ڈھیروں وسوسوں نے جگہ بنا لی تھی۔۔۔

پل بھی میں اس کے من میں گھر والوں کو کال کرنے کا خیال جاگا مگر پھر سر جھٹک دیا کہ وہ وہیں پہنچ رہی تھی۔۔۔

تقریباً پندرہ منٹ ہو گئے تھے انہیں سفر کرتے ہوئے۔۔حور مضطرب سی بیٹھی ونڈو سے باہر دیکھتی رونے میں مصروف تھی۔۔۔اس دوران اس نے

بالکل بھی ان دو آدمیوں پر توجہ نادی تھی اور نا ہی انہوں نے حور سے کوئی بات کی تھی۔۔۔

کہ وہ جو دوڑتے مناظر پر نگاہیں گاڑھے تیمور کے لیے دعا گو تھی کہ معاً اس کے ذہن میں جھماکہ سا ہوا تھا کہ گاڑی جہاز کی سپیڈ سے شہر سے باہر نکلتی دیکھ کر وہ تذبذب کا شکار ہوئی تھی۔۔۔کہ یکایک اس کی آنکھوں میں خوف امڈ آیا تھا۔۔۔حور نے رخ سیدھا کرتے ان دونوں آدمیوں کو دیکھا تھا ۔۔۔ایک ڈرائیو کر رہا تھا اور اس کے ساتھ بیٹھا فون پر کسی سی گفتگو کرتا انہیں کسی مقام پر پہنچنے کا کہہ رہا تھا۔۔۔

بر محل حور کو بہت کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا تھا کہ دہشت کے باعث اس کی دھڑکنوں میں انتشار برپا ہوا تھا اور یکلخت اس کے چہرے کی رنگت بدلی تھی۔۔۔تو گبھراہٹ کے مارے ہاتھوں پاؤں میں پسینہ پھوٹ آیا تھا۔۔۔

دفعتاً اس کے کانوں میں صبح کہے گئے شاہ کے جملے گونجے تھے جو اس نے حویلی میں سب کو آج کے دن باہر نا نکلنے کی تلقین کی تھی اور پھر اسے یونی میں چھوڑتے وقت ہدایات کیں تھیں۔۔۔سب باری باری اسے یاد آیا تھا کہ اس کی جان لبوں پر اٹکی تھی۔۔۔۔

یہ یہ کہاں لے جا رہے ہو مجھے "۔۔۔اس نے حواس باختہ ہو کر پوچھا۔۔۔"
کہ جبھی آگے بیٹھے شخص نے گن نکالی اور پیچھے مڑ کر حور پر تانی۔۔۔
تو حور کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔۔۔
کیا وہ کڈنیپ ہو گئی تھی "۔۔۔یہ سوچ آتے ہی دل جیسے مٹھی میں بھر آیا" تھا۔۔۔جبکہ وجود گویا ساکت سا ہوا تھا۔۔۔اس کے حواس جھنجھنا اٹھے تھے ۔۔۔وہ مضبوط تھی پر اپنوں سے دور ہو کر وہ سہم گئی تھی۔۔۔اتنا خوف تو اسے تب نہیں آیا تھا جب اس نے لڑکی کو ان لڑکوں سے بچایا تھا تب اس کے

دل میں یہ احساس تھا کہ کچھ ہی فاصلے پر اس کے بھائی موجود تھے۔۔۔ مگر آج۔۔۔

آج بھی سب ہی تھے پر دور تھے۔۔۔ مگر پھر دل میں شاہ کا خیال جاگا تھا تو وہ ہمت جھٹا چکی تھی۔۔۔

کون ہو تم لوگ اور مجھے کہاں لے کر جا رہے ہو"۔۔۔ وہ ہمت کرتی" بولی۔۔۔

تمہاری اصل جگہ"۔۔۔ گن تھامے شخص نے قہر آلود نظروں سے دیکھتے" کہا جو کچھ دیر پہلے انتہائی شریف انسان کا ڈھونگ رچائے ہوئے تھا۔۔۔

مجھے اغوا کر کے تم لوگ اپنی موت کو دعوت دے چکے ہو"۔۔۔ وہ ہاتھ" میں فون پر گرفت مضبوط کیے بولی۔۔۔ اور نا محسوس انداز میں فون ان لاک کرنا چاہا۔۔۔

چپ کر سالی۔۔۔پہلے تو آج اپنی عزت کے پر کچھے اڑتے دیکھ پھر ہماری"
موت طے کرنا اور یہ فون مجھے دے"۔۔۔معاً وہ وحشت زدہ چلایا تھا کہ حور
نے جلدی سے کوئی میسج ٹائپ کرنا چاہا مگر وہ جلاد صفت انسان سیٹ پیچھے کرتا
اس کی جانب پیچھے کو ہو کر پسٹل کی پچھلی سائیڈ اس قدر زور سے اس کی کن
پٹی پر ماری تھی۔۔۔کہ اس ظالمانہ سلوک پر بے اختیار حور عین کے منہ سے
چیخ نکلی تھی اور وہ جھٹکے سے گاڑی کے دروازے کے اپری سرے سے ٹکرائی
تھی کہ دونوں طرف سے سر پر چوٹ لگنے سے اس کا دماغ گھوم سا گیا تھا
۔۔۔کہ درد کی شدت سے لمحے میں آنکھوں سے آنسوں جاری ہوئے
تھے۔۔۔جبکہ کن پٹی پر لگی اس چوٹ سے معمولی سا خون نکلتا اس کے درد
میں اضافہ کر گیا تھا۔۔۔
فی الفور اس شخص نے اس کے ہاتھ سے فون کھینچ کر اس کو آف کرتے چلتی
گاڑی سے نیچے پھینکا تھا۔۔۔
جبکہ حور اپنے سر میں اٹھتی ٹھیسوں پر سر ہاتھوں میں گرا گئی تھی۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ کچھ سنبھلتی کہ یکدم سے گاڑی جھٹکا کھا کر رکی تو حور نے فوراً سے سر اٹھا کر دیکھا۔۔۔پلک جھپکنے کے مترادف دو افراد گاڑی کی پچھلی سیٹ پر اس کے دائیں بائیں آتے اسے درمیان میں دھکیل کر ساتھ بیٹھے تھے کہ اس افتاد پھر ایک بار پھر سے وہ اچھل پڑی تھی۔۔۔

کک کون ہو تم لوگ"۔۔۔ان کو اپنے ساتھ جڑا دیکھ کر اسے اپنی عزت کا" خوف لاحق ہوا تھا۔۔۔

کچھ دیر بعد پتا چل جائے گا پیاری"۔۔۔اس کے ساتھ بیٹھا آدمی لبوں پر" شیطانی مسکراہٹ لیے خباثت بھری نیت سے اس کے چہرے کو چھوا تھا کہ اس کے کراہیت آلود لمس پر حور نے اس کے ہاتھ جھٹک کر اس کے منہ پر تھپڑ دے مارا تھا۔۔۔

گالی۔۔۔ایک بار کال تجھے چکھ لے پھر مجھے بھگتنے کے لیے تیار رہنا اس بھی" برا حال کروں گا میں تیرا"۔۔۔وہ اس کو بالوں سے دبوچ کر پے در پے اس

کے چہرے پر تھپڑ مارتا بولا تھا۔۔۔کہ حور جو پہلے ہی شدید درد میں مبتلا تھی ان تھپڑوں پر اس کے منہ میں خون کا ذائقہ سا گھل گیا تھا۔۔۔اور گال لمحے میں سوج گیا تھا۔۔۔اور اس پر انگلیوں کے نشان چھپ کر نیلے پڑ گئے تھے کہ اس کو اپنا جبڑا ٹوٹتا محسوس ہوا تھا۔۔۔جبکہ ان کے ارادے جان کر ان وحشی درندوں کے بیچ پھنسی حور کے منہ سے اللہ کے بعد شاہ کا نام نکلا تھا

۔۔۔

اللہ جی۔۔۔شاہ لالے"۔۔۔اس کی آواز میں تڑپ تھی التجا تھی۔۔۔" اسے پتا تھا جس طرح پچھلی بار اللہ نے اس کے شاہ کو وسیلہ بنا کر بھیجا تھا اس بار بھی اسے وہی بچا سکتا تھا۔۔۔کیونکہ حور پر آئی مصیبت شاہ اپنے سر لے لیتا تھا۔۔۔اور اس بار بھی اس نے ہی آنا تھا۔۔۔

کیا کر رہا ہے تو چھاگا۔۔۔کال تجھے نہیں چھوڑے گا یہ کال کا شکار ہے"

"۔۔۔جبھی ساتھ بیٹھے آدمی نے اسے جھڑکا تھا اور جیب سے رومال نکال کر جلدی سے حور کے منہ پر رکھا تھا کہ وہ تڑپ اٹھی تھی۔۔۔دھیرے دھیرے اس کر عصاب سن سے ہونے لگے تھے۔۔۔

اور وہ لاشعوری طور پر شاہ کے انتظار میں کلوروفارم کی وجہ سے ہوش و خرد سے بیگانہ ہو گئی تھی۔۔۔

۔۔۔

طیش کے عالم میں وہ بپھری شیرنی بنی دائیں بائیں چکر کاٹتی مقابل کو گویا جان سے مارنے پر تلی تھی جو اسے تن تنہا یہاں بھوکا پیاسا چھوڑ کر نجانے خود کہاں جا چھپا تھا۔۔۔

میں تمہارے ٹکڑے کر دوں گی وحشی انسان۔۔۔مجھے قید کر کے تم نے " اچھا نہیں کیا"۔۔۔وہ آنکھوں میں آنسوں لیے صوفے پر بیٹھی نم آواز میں چیخ کر بولی تھی۔۔۔

اس کا بس نہیں چل رہا تھا وہ عباس شاہ کو مروڑ ڈالے۔۔۔

جو اس پر حق جتاتا اسے اپنی ہے گھر میں باندھی بنا کر رکھ گیا تھا۔۔۔

کہ جبھی بغیر آواز کے لاک کھولے اندر آتے عباس شاہ نے اس کا جملہ باخوبی سن کر نچلا لب دانتوں تلے دبایا تھا۔۔۔

اب اچھا کرنے کے ارادے سے ہی آیا ہوں"۔۔۔اس کی پہلی بات اگنور" کیے وہ پر تپش لہجے میں بولا تھا۔۔۔ معاً اس کی گھمبیر آواز پر اس نے پلٹ کر دیکھا تو اسے ہاتھوں میں کھانے کی ٹرے تھاما دیکھ کر اس کی آنکھیں جلنے لگی تھیں کہ جبھی غصے کی آخری حدوں کو چھوتے بڑی اچانک سے ٹیبل پر پڑا شو پیس اٹھا کر پوری شدت سے اس کی جانب پھینکا تھا کہ اتنی ہی تیزی سے وہ سر جھکا گیا اور وہ شو پیس دروازے سے ٹکرا کر فرش پر گرتا چکنا چور ہوا تھا

۔۔۔

اپنے حملے سے اسے بچتا دیکھ کر وہ دانت پیستی مٹھیاں بھینچ گئی۔۔۔

بلیک ٹائٹ جینز شرٹ میں ملبوس گرے آنکھوں میں سرخی لیے چہرے کی سفید رنگت میں غصے کی شدت سے گلابیاں گھولے، لئر کٹ بال دائیں بائیں شانوں پر ڈالے وہ آتش فشاں بنی تباہ کن سراپا لیے خود سے بے نیاز عباس شاہ کو بری طرح ڈسٹرب کر گئی تھی۔۔۔ کہ بے ساختہ اس کے دل نے بیٹ مس کی تھی اس کے قیامت خیز وجود سے نگاہیں چرائے وہ سیاہ آنکھوں میں

چمک لیے اس کی روبرو آیا تھا۔۔۔اس کا نازک وجود مقابل کے لیے گویا سکون کا باعث بنا تھا۔۔۔

مجھے گھر جانا ہے"۔۔۔وہ اس کے قریب آنے پر دانت پیستی غرائی۔۔۔"

بھول جائیں گھر کو"۔۔۔وہ ٹرے ٹیبل پر رکھتا رعب دار آواز میں بولا۔۔۔"
تم گھٹیا شخص۔۔۔جانے دو مجھے"۔۔۔"
اس کے ٹھنڈے مزاج نے اسے مزید پتنگے لگا دیے تھے کہ وہ چلائی تھی۔۔۔
جبکہ اس کے طرزِ تخاطب پر یکلخت اس کے ماتھے پر بل پڑے تھے کہ اس کے وجود کا خمار بھک سے اڑا تھا اور اس کی جگہ بے پناہ غصہ نے لی تھی۔۔۔۔

اپنی زبان کو قابو میں رکھیں ورنہ میرے ہاتھوں ضائع ہو جائیں گی"۔۔۔"

معاًوہ سرعت سے اس کی گردن دبوچ کو برفیلے لہجے میں پھنکارا تھا کہ اس کی سخت ترین گرفت پر ایلی کو اپنی سانسیں بند ہوتی محسوس ہوئیں تھیں

تمہارا مقصد پورا ہو گیا ہے اب کیا چاہتے ہو"۔۔۔وہ اس سے بنا ڈرے" تنفر بھری نظروں سے دیکھتی اپنی گردن پر اس کے ہاتھ کا دباؤ بڑھتا محسوس کرتی غصہ ضبط کرتی بمشکل بولی۔۔۔

آپ کو کس نے کہا کہ میرا مقصد پورا ہو گیا ہے۔۔۔میرا مقصد آپ کو " اپنی شدتوں میں بھگونا اور آپ سے اپنے بچے پیدا کروانا ہے"۔۔۔وہ اس کی گرے آنکھوں میں سرد سیاہ آنکھیں گاڑھے بھاری بوجھل لہجے میں بولتا دور اہوا تھا تو اس کی اس قدر کھلی اور بے باک گفتگو پر بولڈ ایلی بھی حواس باختہ سی ہوئی تھی۔۔۔

کہ پل میں خفت و شرم سے اس کا چہرہ متغیر ہوا تھا۔۔۔

جبکہ عباس کا چہرہ کسی بھی قسم کے تاثر سے پاک تھا۔۔۔وہ اپنے جزبات پر قابو رکھتا تھا اور اب اس کی گفتگو کو مقصد ایلی کو احساس دلانا تھا کہ وہ کیا کچھ کر رہی تھی۔۔۔۔

یہ کھانا کھائیں اور پھر مجھے میرے بچوں کے آنے کی راہ ہموار کرنے میں میرا ساتھ دیں"۔۔۔اس نے کھانے کی طرف اشارہ کرتے کہا۔۔۔تو ایلی کو لگا تھا وہ مر جائے گی۔۔۔اس کو وجود میں بھانبھڑ سے بھڑک اٹھے تھے۔۔۔

تمہیں شرم نہیں آتی کسی نامحرم سے ایسی بات کرتے ہوئے"۔۔۔اس" نے حیرت و بے یقینی میں گھرے استفسار کیا۔۔۔اسے عباس شاہ سے اس سب کی امید نہیں تھی۔۔۔

آپ دوسروں سے تعلق استوار کرتی پھر رہی ہیں تو مجھ سے عار کیوں"

محسوس ہو رہی ہے جبکہ میں تو آپ سے نکاح کر کے جائز طریقے سے اپنے تعلق بنانا چاہتا ہوں"۔۔۔

وہ اسے لفظوں کی مار دے کر اسے بہت کچھ جتا گیا تھا۔۔۔ کہ ایلی اس کی نظر میں اپنی اوقات اور اہمیت جان کر گویا خود کو بے پردہ ہوتا محسوس کر رہی تھی

۔۔۔

وہ ایسی تو نہیں تھی جیسے یہ سامنے کھڑا شخص اسے سمجھ رہا تھا۔۔۔ تو کیا وہ اسے کال گرل۔۔۔۔ آفففف۔ اس آگے سوچ کی سوہانے روح تھی۔۔۔ کیسے وہ اس کی ذات کو روند گیا تھا جبکہ وہ تو جو ہن سے محبت کرتی تھی۔۔۔

مگر وہ اب غلط ہی سوچ گئی تھی۔۔۔اپنے نکاح کا جانتے وہ آگے محبتوں کی پینگیں لڑاتی اس کی باہوں میں باہیں ڈالے گھومتی وہ خود کو گویا اچھا اور سچا سمجھ کر عباس شاہ کو برا سمجھ گئی تھی۔۔۔۔

میں جو ہن سے محبت کرتی ہوں۔۔۔میں صرف اسی سے شادی کر کے اسی " کے بچے "۔۔۔

شٹ اپ "۔۔وہ کچھ کہہ رہی تھی جبھی عباس شاہ کی دھاڑ گونجی۔۔۔اور " ضبط کھوتے اس کا ہاتھ اٹھا تھا کہ ایلی لہرا کر اوندھے منہ صوفے پر جا گری تھی۔۔۔یہ سب اتنا غیر متوقع ہوا تھا کہ ایلی ورطہ حیرت میں گنگ سی ہوئی تھی۔۔۔لمحہ بھر کو وہ سانس روک گئی تھی اور نظریں ساکت ہوئ تھی۔۔۔ اسے اپنا جبڑا ٹوٹتا محسوس ہوا تھا کہ عباس شاہ کے بھاری ہاتھ کی انگلیاں اس کے رخسار پر چھپ سی گئیں تھیں۔۔۔

اسے یقین ہی نہیں ہو رہا تھا کہ اس پر کسی نے ہاتھ اٹھایا تھا۔۔۔وہ تو اپنی جگہ منجمند سی ہوئی تھی۔۔۔۔

جبکہ عباس شاہ کا تو اس کے الفاظ پر دماغ گھوم گیا تھا۔۔۔اس کے اندر اشتعال کا ایک الاؤ سا دہک اٹھا تھا جو مقابل پڑی اس لڑکی کو بھسم کر دینا چاہتا تھا

۔۔۔۔

آپ کی ہمت کیسے ہوئی اس باسٹرڈ کے متعلق سوچنے کی بولیں"۔۔۔"

جبھی وہ اس پر جھکا ایک ہاتھ صوفے کی پشت پر جمائے دوسرے سے اسے بالوں سے پکڑ کر چہرہ اپنے روبرو کرتا گرجا تھا کہ ایلی نے سن ہوتے دماغ سے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا تھا جس کی آنکھوں میں سرخی اتر آئی تھی۔۔اس کی کن پٹی اور گردن کی رگیں اُبھری ایلی کو دہشت میں مبتلا کر گئیں تھیں۔۔۔

وہ آنکھیں پھاڑے گال پر ہاتھ رکھے یک ٹک سی اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

آپ کیسے اس کو اپنی ذات سے جوڑ گئی ہیں۔۔۔آپ کو اندازہ ہے کہ آپ" کیا کہہ چکی ہیں"۔۔۔وہ وحشت زدہ پھنکارا تھا۔۔۔

اس کا وجود دہک اٹھا تھا ایلی کی یہ بات سن کر۔۔۔اس کا دل کیا پل میں اس کے وجود پر اپنی مہریں ثبت کر کے اسے اس گستاخی کی سزا دے ڈالے۔۔۔ تو اس کے اس رویے پر ایلی حیرت سے باہر نکلی تھی۔۔۔حواس بحال ہوئے تھے تو آنکھوں میں مرچیاں سی بھرنے لگی تھیں۔۔وہ کون تھا جو اس پر حق جما رہا تھا۔۔۔اس کا دماغ گھوم اٹھا تھا طیش میں وہ پہلے ہی گھری ہوئی تھی مزید غصے سے لال پیلی ہوئی تھی۔۔۔

آپ کو کیوں اتنی تکلیف ہو رہی ہے۔۔آپ کون ہیں میرے۔۔۔کیوں" میری زندگی میں الجھ رہے ہیں"۔۔۔معاً وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی نفرت سے بولی تھی۔۔۔تو بے ساختہ اس کے بالوں پر عباس شاہ کی گرفت سخت ترین ہوئی تھی کہ ایلی کے منہ سے سسکی سی نکلی۔۔۔

میں آپ کا کون ہوں کون نہیں یہ تصدیق چھوڑ دیں۔۔۔بس اتنا جان لیں" کہ آپ پیر کے ناخن سے سر کے بال تک میری ہیں۔۔۔آپ کی چلتی یہ سانسیں۔۔۔یہ وجود اور یہ روح۔۔۔ان پر صرف میرا حق ہے تو کیسے آپ میرا حق کسی اور کو دینے کا سوچ سکتی ہیں۔۔۔ڈیم اٹ۔۔۔میں جان لے لوں گا آپکی"۔۔۔وہ اشتعال آمیز اس کے بالوں کو چھوڑ کر جبڑا دبوچے دوسرا ہاتھ زور سے صوفے کی پشت پر مارتا دھاڑا تھا۔۔۔کہ ایلی نے خوف سے فوراً آنکھیں میچیں۔۔۔

آپ میری امانت ہیں اس بات کو ذہن نشین کر لیں۔۔۔اگر آج کے بعد" آپ نے اپنے وجود پر کسی اور کا حق سمجھا یا اسے سوچنے کا سوچا تو بخدا میں آپ پر زندگی تنگ کر دوں گا کہ نا آپ جی سکیں گی اور نا مر سکیں گی۔۔۔

آپ کے اس وجود کو اس قابل ہی نہیں چھوڑوں گا کہ آپ پھر کبھی میری امانت میں خیانت کرنے کا سوچیں"۔۔۔

وہ اس قدر طیش میں گرجا تھا کہ ایلی نے جھٹ سے آنکھیں کھول کر ہق دق سا اسے خود پر جھکا دیکھا تھا کہ اس کی ایک ایک دھمکی سنتی سٹل سی ہوئی گئی تھی۔۔۔وہ کیوں اتنا ہائپر ہو رہا تھا۔۔۔وہ یہ معمہ حل کرنے سے قاصر تھی

۔۔۔

اور بچے میرے آپ ہی پیدا کریں گی"۔۔وہ سیاہ آنکھیں اس کی آنکھوں" میں گاڑھے اٹل ارادوں سے بولا تھا۔۔۔اس وقت اس کا غصے سے برا حال اس سے پہلے کہ وہ ایلی پر جنون خیزیاں لٹاتا کہ بر محل اپنے عصابو پر قابو پاتا ایک غائر نگاہ اس پر ڈالے وہاں نکل گیا تھا۔۔۔جبکہ ایلی اس کی آخری بات پر

متحوش سی ہنوز گال پر ہاتھ رکھے صوفے کی پشت سے سر ٹکا کر آنکھیں موند گئی تھی۔۔۔

وہ رونا نہیں چاہتی تھی مگر آنسوں پھر بھی آنکھوں سے جاری تھے۔۔۔آج تک کسی نے اس کو اس طرح نا جھڑکا تھا نا اس طرح بات کی تھی نا کبھی ہاتھ اٹھایا تھا یہ واحد شخص تھا جو اس کے ساتھ یہ سب کر کے اپر سے حکمرانی بھی جتا رہا تھا اور وہ چاہ کر بھی کچھ نہیں کر پا رہی تھی۔۔۔۔

مر جاؤ تم "۔۔۔۔کچھ دیر بعد وہ گھر کی تھی۔۔۔"

کہ اس کے لیے جوس کا گلاس لے کر کمرے میں آتے عباس شاہ نے باخوبی سنا تھا۔۔۔

آپ پر ہی مروں گا میں "۔۔۔اس کی گھمبیر بوجھل آواز گونجی تو ایلی نے "

جھٹ سے آنکھیں وا کیے شکوہ کناں نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔

ایسے ادائیں دیکھائیں گی تو میں ضبط کھو بیٹھوں گا سن شائن"۔۔۔معاً اس کی" سلگتی گرے آنکھوں کے وار پر وہ اس کو محبت بھری نظروں سے تکتا خمار آلود لہجے میں بولا تھا۔۔۔

توایلی اس کی آواز اور آنکھوں کی گستاخیوں پر پزل ہوتی نگاھوں کا زوایہ بدل گئ۔۔۔

جان چھوٹ دیں میری"۔۔۔وہ بے بسی سے بولی۔۔۔"

اس جان کو قبر تک نہیں چھوڑوں گا"۔۔۔اس نے متانت سے جواب دیا"

۔۔۔توایلی نے غصے سے منہ پھیرا۔۔۔

کھانا کھالیں وگرنہ بیڈ پر چلیں"۔۔۔وہ اس کے رخسار اپنی انگلیوں کے "
نشان دیکھتا انتہائی سنجیدگی سے دوٹوک بولا تھا۔۔۔کہ اس کی بات میں
پوشیدہ مطلب سمجھ کر ایلی کو رونا آیا۔۔۔
میں کھالیتی ہوں"۔۔۔معاً وہ غصہ پیتی مدھم آواز میں بولی۔۔۔۔"

گڈ گرل"۔۔۔"
اگر مجھ سے بچنا چاہتی ہیں تو چپ چاپ میری ساری باتیں مانتی جائیں۔۔۔ "
زرا بھی چوں چرا کی تو مجھے اپنے حق میں برا پائیں گی"۔۔۔۔وہ اسے باور
کرواتا کمرے سے چلا گیا۔۔۔
تو ایلی بھوک سے بے حال بے دردی سے آنسوں رگڑ کر عباس کو کوستی
ٹرے اپنی جانب کھسکا کر کھانے میں مگن ہو چکی تھی۔۔۔۔۔

تمہیں تو میں چھوڑو گی نہیں"۔۔۔"

اس نے ہمیشہ کی طرح اپنا پسندیدہ جملہ دوہرایا تھا۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

عثمان شاہ اپنے بھتیجوں اور گارڈز کے ہمراہ اپنے آفس کے خفیہ راستے سے باہر نکل کر گاڑی سے چند قدم کی دوری پر تھے۔۔۔ جبھی ایک زوردار کانوں کے پردے پھاڑ دینے والا دھماکے کہ آواز گونجی تھی کہ ان کی بلیک مرسڈی دھماکہ کے ساتھ ہی کئی فٹ ہوا میں اچھلی تھی۔۔۔

یہ سب اتنا اچانک ہوا تھا کہ چند سانیے پہلے کی چہل پہل موت کے سکوت میں بدلی تھی۔۔۔ شدید دھماکہ کے باعث فضا میں گرد و غبار اور بارود کی بو زور پکڑ چکی تھی۔۔۔ اور گاڑی دھڑ سے زمین پر گرتی آگ کی لپیٹ میں آئی تھی۔۔۔ کہ دھماکے کی چند منٹ بعد ہی لوگوں کی چیخو پکار کے ساتھ ایک ہلچل اور افراتفری سی مچی تھی۔۔۔

ایمبولینس اور پولیس کے سائرن کی آواز دور سے آتی سنائی دی تھی۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

س سر عثمان شاہ کی گاڑی میں دھماکہ ہوا ہے"۔۔۔ائیر پیس میں گونجتی" بابر کی متفکر آواز نے شاہ اور اثنان کو پل بھر کے لیے ششدر کر دیا تھا کہ بے اختیار وہ گاڑی کو بریک لگا گیا۔۔۔بابر کی بات سن کر دونوں کا چہرہ متغیر ہوا تھا۔۔۔کہ کچھ منٹ پہلے ہی تو وہ وہاں سے نکلے تھے۔۔۔یقیناً دشمن ان کے جانے کا انتظار کر رہا تھا اور ان کے نکلتے ہی وہ اپنا کام کر گیا تھا۔۔۔بر محل شاہ اور اثنان کے اندر غصے کا غلبہ امڈ آیا تھا۔۔۔پل میں ان کے تاثرات غضب ناک ہوئے تھے۔۔۔

وہ کیسے ہیں"؟۔۔۔شاہ نے دھڑکتے دل سے سوال کیا۔۔۔اس کی آواز" میں خوف چھپا تھا۔۔۔کہ دھماکے کا سن کر وہ بہت مشکل سے خود پر ضبط کیے کوئی بھی روح فسوں جملہ سننے کا متمنی نہیں تھا۔۔۔

نجانے آگے سے کیا کہہ گیا تھا کہ اس نے ضبط کھوتے زور سے سٹیرنگ وہیل پر ہاتھ مار کر اندرونی خلفشار کو کم کرنا چاہا تھا۔۔۔

وہ ٹھیک ہوں گے شاہ"۔۔۔اثنان نے گویا اسے تسلی دی تھی۔۔کہ وہ"
لب بھینچ گیا۔۔۔

اور پھر سرخ آنکھوں میں پریشانی کا عنصر لیے اس نے جھٹکے سے گاڑی
ریورس کی تھی۔۔۔

کہ ایک بار پھر سے فون کی گھنٹی نے ان کی توجہ کھینچی تھی۔۔۔کہ کسی انہونی
کے خیال سے ہی شاہ کے چہرے پر تاریک سایہ لہرایا تھا۔۔۔

جبھی اثنان نے فوراً سے کال اٹینڈ کی اور فون سپیکر پر لگایا۔۔۔۔

شاہ سر آپ کو سر عاصم نے ابھی اسی وقت میٹنگ پر بلایا ہے"۔۔۔آفیسر"
کی آواز پر شاہ نے سرخ نگاہوں سے فون کو گھورا۔۔۔اس کا دل کیا تھا وہ اس
وقت میٹنگ رکھنے والے اور اطلاع دینے والے کو دنیا سے رخصت کر ڈالے
۔۔۔

میں اس وقت نہیں آسکتا۔۔۔یہ میٹنگ بعد میں بھی ہو سکتی ہے اس وقت "
میرا ہاسپٹل پہنچنا ضروری ہے "۔۔۔وہ انتہائی غصے میں بولا تھا۔۔۔
ارباز شاہ آپ کے لیے آپ کا فرض پہلے ہے فیملی بعد میں ہے۔۔۔اسی کی "
قسم کھائی تھی آپ نے "۔۔۔دفعتاً دوسرے جانب سے گونجتی سناشا آواز
نے اسے جبڑے بھینچے پر مجبور کیا تھا۔۔۔
اس وقت آپ کی مدد میرے لیے انتہائی ضروری ہے "۔۔۔منسٹر کی "
آخری الفاظ میں التجا پر اس نے گہرا سانس بھرا۔۔۔کہ دوسری جانب سے
جال کٹ ہو گئی تھی۔۔۔

شاہ تم جاؤ وہاں میں ہاسپٹل جاتا ہوں "۔۔۔"
اثان نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھا تو شاہ نے معمولی سی سر کو جنبش دی
۔۔۔

ارباز شاہ کے گاڑی روکتے ہی وہ فوراً گاڑی سے اترا تھا اور پیچھے کھڑے فور ایکس فور میں فرنٹ سیٹ پر براجمان ہوا تھا کہ دیکھتے ہی دیکھتے اثنان کی گاڑی آگے تو شاہ کی گاڑی بیک ریورس ہوئی تھی اور وہ ایک دوسرے کے متضاد گاڑیوں کی سپیڈ بڑھائے ایک دوسرے سے دور ہوتے فاصلہ بڑھاتے اپنی اپنی منزل پر گامزن ہوئے تھے۔۔۔

شاہ وہ لوگ میری بیٹی اور بیوی"۔۔۔"

اس سے پہلے کہ مقابل جملہ مکمل کرتا کہ جبھی ملازم دوڑا ہوا آیا۔۔۔

سر میم اور بے بی سیو ہیں وہ لوگ گھر آچکی ہیں"۔۔۔"

ملازم کی اطلاع پر منسٹر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا بے ساختہ اس کے چہرے پر خوشی کے تاثرات پھیلے تھے۔۔۔

آپ تو کہہ رہے تھے کہ آپ کی بیوی اور بچی کڈنیپ ہو گئے ہیں"۔۔۔معاً" شاہ نے اسے دیکھ کر سنجیدگی سے استفسار کیا۔۔۔تو عاصم حسین نے بوجھل سانس ہوا کے سپرد کیا۔۔۔

ہاں کیونکہ مجھے میسج ملا تھا اور سائرہ کا فون بھی نہیں لگ رہا تھا تو مجھے لگا واقعی" وہ اغواء ہو چکے ہیں"۔۔۔

مقابل نے فوراً سے بتایا کہ وہ شاہ کے ازلی غصے سے باخوبی واقف تھا۔۔۔اس کی بات پر بے اختیار شاہ کا دھیان حور کی جانب گیا تھا کہ یکدم سے اس نے وقت دیکھا جہاں اس کی یونی کا آف ٹائم ہو رہا تھا۔۔۔تو شاہ نے اپنے فون سے لوکیشن چیک کی مگر اس لوکیشن آف تھی۔۔۔اور یہ دیکھ کر شاہ کے دل میں دھڑکا سا ہوا تھا جبھی اس نے اس کی بریسلٹ میں فٹ جی پی آر ایس ٹریس کیا تھا کہ سکرین پر اس کی لوکیشن اسلام آباد کی حدود سے باہر کی شو ہو رہی تھی ۔۔۔اور اس کا دھڑکا سچ ثابت ہوتا پل بھر کے لیے اس کی دھڑکنوں کو روک

سا گیا تھا کہ اسے اپنی سانسیں رکتی اور دل بند ہوتا محسوس ہوا تھا۔۔۔کہ حور کی دوری اس کا سوچ کر اس کے دل و دماغ میں جنگ سے چھڑی چکی تھی

۔۔۔

شٹ"۔۔۔۔وہ فوراً سے اپنی جگہ سے اٹھا تھا اور باہر کی جانب بھاگا تھا اس" کے عمل میں بے چینی، پریشانی، اور کسی کو کھو دینے کا خوف واضح تھا۔۔۔ کہ اس کو یوں جاتا دیکھ ڈرائنگ روم میں موجود منسٹر نے حیرت سے دیکھا تھا ۔۔وہ اپنی حالت پر قابو پاتا ڈرائیونگ سیٹ سنبھال چکا تھا۔۔۔۔

اس نے گاڑی اسٹارٹ کرتے ایک نمبر ڈائل کیا تھا۔۔۔

جی سر"۔۔۔۔۔دوسری طرف سے فوراً کال اٹھالی گئی تھی۔۔۔۔"

شہر سے باہر جانے والے تمام ہائی وے موٹر وے بند کرواؤ و دان فائیو" منٹس اٹس مائی آرڈر"۔۔۔

اس نے کھردرے لہجے میں حکم صادر کیا تھا گاڑی فل سپیڈ سے حور کی شو ہوتی لوکیشن کی جانب گامزن کرتے اثنان کو کال کی تھی۔۔۔۔

اس وقت اس کی آنکھوں میں اس کی جان سے بھی قیمتی چیز کے کھو جانے کا خوف اور اس پر وار کرنے والے کے خلاف ایک قہر برپا تھا جو مقابل پر ٹوٹنا تھا۔۔۔۔

۔۔۔۔

دیا تھا۔۔۔اور اس سب میں سالک نے ہی اپنی جانب سے کوئی جواز دے کر سب کے منہ کر دیے تھے۔۔۔کہ اس بلاسٹ میں کوئی جانی نقصان نا ہوا تھا ۔۔۔بس وہ تینوں اس بلاسٹ کی زد میں آ کر زخمی ہوئے تھے۔۔۔

معاً شاہ کی کال دیکھ کر اثنان نے فوراً سے پک کی تھی۔۔۔

بے فکر رہو شاہ یہاں سب ٹھیک ہیں۔۔۔بس معمولی چوٹیں آئیں ہیں""

۔۔۔اثنان نے شاہ کی پریشانی بھانپتے فوراً سے بتلایا۔۔۔

تو یہ خبر بھی شاہ کے جلتے دل پر پھوار نا ڈال سکی تھی۔۔۔۔

اثنان حور کڈنیپ ہو چکی ہیں"۔۔۔۔شاہ کی بھاری آواز گونجی۔۔۔"

وٹ"۔۔۔۔اثنان یکدم سے اچھالا تھا۔۔۔کہ سب اس کی جانب متوجہ" ہوئے۔۔۔

کب،،،کیسے"۔۔۔۔اس نے ماتھا مسلتے پوچھا۔۔۔"

میں نے ابھی لوکیشن چیک کی ہے وہ آف ہے نمبر بھی آف ہے البتہ جی پی آر ایس سے لوکیشن ٹریس ہوئی ہے۔۔۔اور میں اسی کو فالو کر رہا ہوں"

۔۔۔

شاہ نے اتنا کہا تھا جانتا تھا کہ آگے سارا کام اثنان سنبھال لے گا اور اس کا اس وقت حور کر بچانا بہت ضروری تھا اس وقت وہ جن کی قید تھی وہ لوگ بہت خطرناک تھے۔۔۔ نجانے اس کے پہنچنے تک حور کے ساتھ کیا کرتے یہ سوچ آتے ہی اس کے تیور غضب ناک ہوئے تھے۔۔۔

میں بھی آرہا ہوں"۔۔۔اثنان نے جلدی سے کہا۔۔اور شاہ کی لوکیشن" چیک کی۔۔۔

کیا ہوا"۔۔۔ سبطین نے پریشانی سے پوچھا۔۔۔"

حور کڈنیپ ہو گئی ہے"۔۔۔اس نے سنجیدگی سے کہا۔۔۔"

کیاااا"؟؟؟؟۔۔۔تو وہ سب بھی پریشان ہوا ٹھے تھے۔۔۔"

جبکہ عثمان شاہ کا خوف سچ ثابت ہوتا انہیں نڈھال سا کر گیا تھا۔۔۔

سعد تم حور کی یونیورسٹی میں لگے تمام کیمرے کی فوٹیج چیک کرو اور جس" گاڑی میں انہیں کڈنیپ کیا گیا ہے اسے شہر کے باہر کے تمام پولیس اسٹیشن میں بھیجو۔۔۔ہری آپ"۔۔۔اس نے فوراً سے کہا۔۔۔

تو وہ اوکے سر کہہ کر باہر بھاگا۔۔۔۔

سر میں بھی آپ کے ساتھ"۔۔۔ایس ایچ او نے کہنا چاہا۔۔۔"

آپ سعد کے ساتھ جایئے اور تمام ضروری معلومات اکٹھی کریں"۔۔۔۔" اثنان نے اسے کہا اور وہ بھی تیزی سے کمرے سے باہر نکلا تھا۔۔۔

آپ پریشان نہیں ہوں چچا جان حور ٹھیک ہوں گی۔۔۔شاہ اور ہم اسے "
واپس لے آئیں گے۔۔۔ہمیں ان کی لوکیشن پتا ہے"۔۔۔اثنان نے عثمان
شاہ کو تسلی دی تھی تو اس نے سر ہلایا۔۔۔

میں بھی ساتھ چلتا ہوں"۔۔۔سبطین نے کہا تو وہ سب باہر کی جانب "
بڑھے۔۔۔تو یارم شاہ عثمان شاہ کو لیے حویلی کی طرف گیا تھا کہ پیچھے سب
کی کالز آرہی تھیں۔۔۔۔

۔۔۔۔

ڈرائیور نے گاڑی دور سے ہی پیچھے ریورس کی تھی اور کچی سڑک سے اتار کر دوسری جانب کے روڈ پر مرکوز کی۔۔۔

تو وہاں بھی کچھ دوری پر پولیس نے راستہ بند کیا ہوا تھا اور تمام گاڑیوں کو چیک کیا جا رہا تھا۔۔۔

تو چھاگا نے ایک قہر آلود نظر حور کے بے ہوش وجود پر ڈالی۔۔۔

واپس موڑ لو"۔۔۔"

چھاگا کہ آواز پر ڈرائیور نے گاڑی ریورس کی اور اسی سڑک پر آگے جا کر ایک اور ہائی وے پر منتقل کی مگر وہاں بھی پولیس کی ناکہ بندی تھی۔۔۔

یہ سب اس کے یار کا کام ہے"۔۔۔مقابل ارباز شاہ کی پاور سے واقف تھا" جبھی انتہائی غصے سے گرجا تھا۔۔۔کہ ایک ساتھ تمام روڈ کیسے بند ہو سکتے تھے۔۔۔

انہیں سفر کرتے ہوئے چار گھنٹے ہو چکے تھے اور حور اب ہوش میں آنے لگی تھی۔۔۔اس نے چھاگا کی بات باخوبی سنی تھی کہ دکھتے سر سے آنکھیں کھول

کر اس غلیظ شخص کو دیکھا۔۔۔جس کی بکواس حور کی برداشت سے باہر تھی

۔۔۔۔

تمیز سے بات کرو لالے ہیں وہ میرے"۔۔۔حور غصے سے بولی تھی تو چھاگا"

نے مکروہ انداز میں اسے دیکھا تھا۔۔۔

کیوں تیرا یار نہیں ہے کیا۔۔۔اتنی خوبصورت بلا گھر میں چھپا کر رکھی ہے"

تو کیسے تجھے سے پیاس نا بجھاتا ہو گا"۔۔۔چھاگا اس کے چہرے کو دیکھ کر

شیطانی مسکراہٹ سجائے بولا۔۔۔۔

شٹ اپ ربش۔۔۔وہ میرے لالہ ہیں۔۔۔ٹکڑے کر دیں گے وہ"

تمہارے"۔۔۔

شدت غصے کے باعث وہ چیختی ہوئی بولی تھی۔۔۔جبکہ آنکھوں میں آنسوں آ

گئے تھے اس شخص کی بکواس پر۔۔۔

تمہارے لالے کی ایسی کی تیسی۔۔۔اگر تو اس کی پیاس نہیں بجھا سکی تو آج" ہماری رکھیل بنے گی۔۔۔اور پھر تیرا وہ یار تیرے لٹے وجود کو سمیٹ کر اپنی عزت کا جنازہ پڑھے گا"۔۔۔

وہ اس کو بالوں سے دبوچ کر گر جاتا تھا۔۔۔

اور میرے شاہ لالے تمہیں زندہ جلا ڈالیں گے"۔۔۔وہ شاہ نے غصے سے" واقف تھی جبھی چھاگا کو کراہیت سے دیکھتی بولی۔۔

تیری تو"۔۔۔"

چھاگا بس کر۔۔۔کال کو زیادہ انتظار پسند نہیں"۔۔۔ساتھ بیٹھے شخص نے" گویا باور کروایا تو وہ حور کے بالوں کو جھٹک گیا۔۔۔۔

جبھی گاڑی جھٹکا کھا کر رکی تھی تو وہ چاروں سرعت سے باہر نکلے۔۔۔جبکہ حور نے ہراساں نظروں سے اس اندھیری رات کی مانند جنگل کو دیکھا تھا

۔۔۔دائیں بائیں پھیلا یہ خوف ناک سا گھنا جنگل دیکھ کر اس کے وجود پر باقاعدہ کپکپاہٹ طاری ہوئی تھی۔۔۔

وہ کچی سڑک سے اس جنگل تک آئے تھے۔۔۔کال کا ٹھکانہ اس جنگل کے وسط میں ہی تھا۔۔۔جب سے پاشا پکڑا گیا تھا تب سے وہ پولیس سے بچنے کے لیے یہاں آن چھپے تھے۔۔۔

نکل باہر"۔۔۔۔جبھی چھاگا نے دروازہ کھول کر اسے گھسیٹا۔۔۔"

نن نہیں مجھے جانے دو"۔۔۔وہ دہشت کے عالم میں روتی ہوئی بولی۔۔۔۔"

اسے اس اونچے لمبے درختوں سے بے تحاشا خوف آیا تھا اور اس جنگل میں ان بھیڑیوں سے جو اسے اغواء کر کے یہاں لائے تھے۔۔۔

نکل باہر سالی"۔۔۔۔"

وہ چلایا تھا اور اس کی کلائی سے دبوچ کر گاڑی سے باہر کھینچا تو اس آدمی کی سخت پکڑ پر اس کے منہ سے چیخ برآمد ہوئی تھی۔۔۔

پلیز مجھے چھوڑ دو"۔۔۔وہ آنسوں بہاتی بولی تھی۔۔۔"

اب بلا اپنے یار کو آکر بچائے تجھے"۔۔"

وہ اس کی حالت اور بے بسی کا مزاق اڑاتے بولا کہ ان چاروں کا قہقہہ گونجا تو حور نے تنفر سے ان کتوں کو دیکھ کر دل میں شدت سے شاہ کو پکارا تھا۔۔۔

شاہ لالے جلدی آئیں"۔۔اس کے دل نے دہائی دی تھی۔۔۔"

چھوڑو میرا بازو درد ہو رہا ہے"۔۔۔۔"

چھاگا اسے اپنے ساتھ گھسیٹتا جنگل میں لے جا رہا تھا اور حور اس سے اپنا بازو چھڑواتی چیخ رہی تھی۔۔۔

تو اس کی چیخ و پکار پر چھاگا نے رک کر اس کے منہ پر ایک اور زوردار تھپڑ مارا تھا۔۔۔کہ اس کی ہونٹ کا کنارہ پھٹا تھا اور خون کی ایک لکیر تیزی سے اس

کی تھوڑی تک آن رکی تھی۔۔۔تو درد کے باعث حور کی آنکھوں سے آنسوں بے بہا جاری ہو چکے تھے۔۔۔

اب اگر تیری آواز نکلی تو ادھر ہی تیرے وجود کو نوچ ڈالیں گے "۔۔۔۔"

وہ اس کے برقع میں چھپے وجود پر غلیظ نگاہیں جمائے بولا تھا۔۔۔کی حور سسکیاں بھرتی خاموش ہو گئی تھی تو چھاگا اس کی کلائی کو اور سختی سے دبوچ گیا تھا کہ حور نے لب بھینچ کر چیخ حلق میں دبائی تھی۔۔۔جبکہ اتنی سخت پکڑ پر اس کی کلائی میں پہنا بریسلٹ کی ہک اس کے نازک کلائی میں پیوست ہوئی تھی کہ حور نے یکدم سے دوسرا ہاتھ منہ پر رکھ کر سسکی دبائی تھی جبھی اس نے ایک زوردار جھٹکے سے حور کو کھینچا تھا کہ بریسلٹ کھل کر ادھر ہی سوکھی گھاس پر گرا تھا جس سے حور انجان ان آدمیوں کے ساتھ اس جنگل میں گھسٹتی چلی جا رہی تھی۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔

بابو آپ شادی نا کرو۔۔۔میں مر جاؤں گی بابو۔۔۔میں آپ سے پیار" کرنے لگی ہوں۔۔۔میں آپ کا سکون ہوں تو پھر آپ شادی کیوں کر رہے ہو۔۔۔جو سکون میں دے سکتی ہوں وہ لڑکی آپ کو نہیں دے سکے گی۔۔۔ مجھ سے مت کرو شادی۔۔۔مگر بس میرے بن کر رہو۔۔۔اور میں آپکی داسی بن کر رہوں گی ساری زندگی۔۔۔پر آپ شادی نا کرو۔۔میری دنیا میں آجاؤ"۔۔۔

گلشن آرا کی متلجی آواز پر تیمور نے گہرا سانس بھر کر بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائی۔۔۔

اس کی نیلی آنکھوں میں اس وقت سرد پن عود آیا تھا۔۔۔جبکہ چہرے پر پر سوچ تاثرات نمودار ہوئے تھے۔۔۔

یہ تو سچ ہے تم میں میرے سکون کی آخر حد ہوتی ہے۔۔۔پر میں اس شادی" سے انکار نہیں کر سکتا اب۔۔۔یہ ممکن نہیں ہے"۔۔۔ تیمور نے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔۔۔

جبکہ اس کا دل زور سے دھڑک اٹھا تھا۔۔۔اس کی کیفیت عجیب ہوئی تھی ۔۔۔معاً کچھ کھونے کا خوف تھا یا پانے کا جنون۔۔۔جو بھی تھا اس کی حالت کچھ پل کے لیے بگڑی تھی۔۔۔۔

آپ کچھ کرو بابو۔۔۔بس یہ شادی مت کرو"۔۔۔گلشن آرا باقاعدہ" آنسوں بہانے لگ گئی تھی۔۔۔

تو میں کیا کروں آرا میں تمہیں بھی نہیں چھوڑ سکتا اور شادی سے انکار بھی" نہیں کر سکتا"۔۔۔ تیمور سنجیدگی سے بولا۔۔۔

آپ اسے اغواء کروالو۔۔۔اور پھر اس بنا پر اسے چھوڑ دینا"۔۔۔۔گلشن"

آرا نے اسے راہ دیکھائی

تو تیمور شاہ لب بھینچ گیا۔۔۔۔

دفعتاً اسے نیچے سے سب کی آوازیں آنا شروع ہوئی تھی تو وہ ہڑ بڑا کر کال بند کرتا کمرے سے باہر نکلا تھا۔۔۔۔

۔۔۔۔

دادی سائیں اور آصفہ شاہ کا رو رو کر برا حال تھا۔۔ جبکہ باقی سب شاہ کی جانب سے کسی اچھی خبر کے منتظر تھے۔۔۔۔پہلے عثمان شاہ پر حملہ اور پھر حور کے اغواء نے انہیں گویا توڑ کر رکھ دیا تھا۔۔۔

کل حور کی مایوں تھی اور سب مہمانوں کا کل۔۔سے حویلی میں آنا شروع ہو جانا تھا۔۔۔ایسے میں حور کا کڈنیپ ان کے لیے بہت بڑا دھچکا تھا۔۔۔۔

جبکہ کوئی تھا جو بالکل پر سکون تھا۔۔۔

اس کی نیلی آنکھوں کی چمک دیدنی تھی۔۔۔ تیمور شاہ کے لبوں پر مسکراہٹ چھپ دکھلا کر غائب ہوئی تھی۔۔۔۔

حورا گر تم کڈنیپ نا ہوتی میں تمہیں خود کروا دیتا"۔۔۔"

وہ دل ہی دل میں خود سے مخاطب ہوا تھا۔۔۔

اس کے کانوں میں گلشن آرا کا جملہ گونجا۔۔۔

(آپ اسے اغواء کروالو)۔۔۔۔

آہ گلشن آرا"۔۔۔تمہارا کہا سچ ہوا۔۔۔مجھے کچھ کرنے کی ضرورت ہی" نہیں پڑی"۔۔۔

لگتا ہے قدرت بھی یہی چاہتی ہے"۔۔۔وہ بڑبڑایا تھا اور پھر اس کی" آنکھوں کی چمک ماند پڑی تھی اور اس کی جگہ سرد پن عود آیا تھا جبکہ چہرہ حد درجہ سنجیدہ ہوا تھا۔۔۔

حور کو واپس لے آئیں عثمان۔۔۔مجھے میری بچی چاہیے"۔۔آصفہ شاہ کی" آواز پر انہوں نے پریشانی سے اپنی بیوی کو دیکھا تھا۔۔۔

کہ جبھی عثمان شاہ نے ارباز عالم شاہ کو کال کی تھی کہ وہ جانتے تھے صرف شاہ ہی ان کی بیٹی کو واپس لا سکتا تھا۔۔۔

جب اسے حور کے کڈنیپ ہونے کا پتا چلا تھا تو اسکے وجود میں طیش کا لاوا ابل پڑا تھا۔۔۔ارباز عالم شاہ آندھی طوفان بنا فرط غضب میں لپٹا انتشار میں پنپتا حور کے لیے جنونی ہوتا ہر حد پار کرنے کو تیار تھا۔۔۔

بلیک پینٹ شرٹ میں ملبوس، کف کہنیوں تک فولڈ کیے، ہوا کے دوش پر گھنیرے بال ماتھے پر بکھرے تھے،، آنکھوں میں سرخی کے ساتھ سرد پن لیے چہرے پر عضبناک تاثرات سجائے وہ مقابل کے لیے اس کی بھیانک موت بن کر جا رہا تھا۔۔۔

جس بات کا ڈر تھا وہی ہوا ارباز عالم شاہ۔۔۔وہ میری بیٹی کو لے گیا"۔۔۔۔" سپیکر سے عثمان شاہ کی تھکی تھکی سی آواز آئی تھی۔۔۔۔

میں اسے لے آؤں گا چچا جان۔۔۔مجھ پر یقین رکھیں"۔۔۔"

شاہ نے ازلی انداز میں دو ٹوک بات کہہ کر کال کٹ کر دی تھی۔۔۔اس کی آنکھوں میں سب کچھ تہس نہس کر دینے کا جنون موجزن تھا۔۔۔اس کا وجود ان دیکھی آگ میں جھلس رہا تھا۔۔۔حور نجانے کس حالت میں ہو گی یہ سوچ آتے ہی اس کو دن گھٹتا محسوس ہوا تھا۔۔۔

شاہ بھابھی ٹھیک ہو گی"۔۔۔جبھی ائیر پیس میں اثنان کی تسلی بخش آواز" گونجی تھی۔۔۔

میں انہیں اس غلطی پر کبھی معاف نہیں کروں گا اثنان"۔۔۔جبھی نے" اس کی سرد کٹیلی آواز میں کہا۔۔۔

ارباز عالم شاہ کسی سے نا ہارنے والا ہارا تو فقط اپنی محبت کی وجہ سے"۔۔۔"

اس کی نادانی کی وجہ سے وہ شخص اس حد تک پہنچ گیا۔۔۔کہ میری زندگی کو" ٹارگٹ کر گیا۔۔۔اور میں کچھ نا کر سکا"۔۔۔

وہ انتہائی طیش میں دھاڑا تھا کہ اس کو اس قدر غصے میں دیکھ کر اثنان بھی سہم گیا تھا۔۔۔وہ شاہ کی دیوانگی جانتا تھا اور یہ اس کے عشق کا عالم تھا۔۔۔ وہ اس کے لیے خود کو بھی فنا کر سکتا تھا۔۔۔ مگر حور کو کوئی تکلیف نہیں دے سکتا تھا۔۔۔

اس کی آنکھوں میں اترا لہو رنگ اس کے اندر چھڑی جنگ کا ثبوت دے رہا تھا۔۔۔اور چہرے پر چھائے تاثرات انتہائی پتھریلے تھے جو اس کے غضب کا عندیہ دے رہے تھے۔۔۔ جبکہ دل میں ایک خوف ڈیرہ جما چکا تھا اور وہ اس خوف سے لڑتا گاڑی کی سپیڈ خطرناک حد تک بڑھا گیا تھا۔۔۔

اس کی آنکھوں کے دریچوں پر صبح ملاوہ میسج گھوم گیا تھا۔۔

جان توڑ سرپرائز"۔۔۔۔"

اور حور کا کڈنیپ جان توڑ ہی تھا۔۔۔کہ وہ پل پل اس کی دوری میں تڑپتا اس کے عزت کے لیے رب سے دعا گو وہ جلد از جلد فاصلہ سمیٹتا حور کی لوکیشن سے تھوڑا ہی دور تھا۔۔۔آسمان پر شام کے سائے لہرانے لگے تھے۔۔۔ اور اس ڈوبتے سورج کے ساتھ شاہ کا دل بھی ڈوب کر ابھر رہا تھا۔۔۔

وہ اسے کھینچ کر سیاہ رات کی مانند جنگل کے وسط میں بنے اپنے ٹھکانے پر لے آئے تھے۔۔۔اور چھاگا نے بغیر دیر کیے اسے سانڈ کی جسامت کے حامل بھدے چہرے والے کال کے سامنے لے جا کر اس کے قدموں میں دھکا دیا تھا کہ توازن برقرار نا رکھ پاتے وہ منہ کے بل زمین پر اس کے پیروں کے قریب جا گری تھی۔۔۔

تو اس شخص کو دیکھ کر وہ جو پہلے سے ہی خوفزدہ تھی کہ رنگت مزید سفید پڑی تھی۔۔۔جبکہ وجود سے گویا ساری طاقت نچڑ سی گئی تھی۔۔۔۔

تو یہ ہے اس خبیث کی بیٹی"۔۔۔"

اپنے قدموں میں گری حور کو دیکھ کر کال آنکھوں میں شیطانی چمک لیے رال ٹپکتا بولا تھا۔۔۔

کہ لمحے میں حور کی آنکھوں سے شرارے پھوٹنے لگے تھے۔۔۔۔

خبیث تم ہو گے کالے کتے۔۔۔خبردار جو میرے بابا کے لیے ایسے الفاظ کا" چناؤ کیا تو"۔۔۔

دفعتاً وہ بپھری شیرنی بنی غرائی تھی۔۔۔کہ اس لڑکی کے منہ سے اپنے لیے کالے کتے کا لفظ سن کر وہ درندہ طیش میں اپنی جگہ سے اٹھا تھا اور حور کو پے در پے ہے ٹھوکروں کی زد پر کر گیا۔۔۔

حسن کے ساتھ ساتھ زبان بھی نہیں سنبھالی جا رہی تجھ سے۔۔۔۔پر میں" تیرا ایسا علاج کروں گا کہ نا تو بولنے کے قابل رہے گی اور نا ہی اس دعوت دیتے حسن کے"۔۔۔

جبھی اس نے حور کے وجود سے چادر کھینچ کر بھوکی نظروں سے اسے دیکھتے بالوں سے پکڑا تھا تو وہ اس کی گرفت میں وہ جھٹپٹا اٹھی تھی۔۔۔۔اس کا وحشی روپ اسے روح تک لرزا گیا تھا۔۔۔۔ جبکہ وجود میں درد کی لہریں سی اٹھتی اس کی دھڑکنوں کو سست کر گئی تھیں۔۔۔

مزید اس کی شکل ہی اتنی ڈراؤنی سی تھی کہ حور کو وہ کوئی دیو لگا تھا۔۔۔اس کو یکدم سے گھن محسوس ہوئی تھی۔۔۔۔

چھوڑو مجھے حرام کی اولاد"۔۔۔۔معاً وہ اپنے درد پر قابو پاتی نازک ہاتھ اس" کے بازو پر مارتی اپنے بال چھڑوانے کی سعی کرتی درشتگی سے گرجی تھی۔۔۔ اس وقت وہ خود کو اس سے بچانا چاہتی تھی۔۔۔اسے اپنی عزت کی حفاظت کرنی تھی۔۔۔ جبھی وہ خود میں ہمت پیدا کر گئی تھی۔۔۔۔

اس کے القاب پر کال کا کالا چہرہ مزید کالا ہوا تھا۔۔۔

یہ حرام کی اولاد آج تجھے حلالی نہیں رہنے دے گا"۔۔۔"

جبھی وہ اس کے بالوں کو جھٹکا دیتا پھینکارا کہ تکلیف سے حور کے منہ سے چیخ برآمد ہوئی تھی۔۔۔

آج میں تیرا ایسا حشر کروں گا کہ تو عثمان شاہ کی بیٹی ہونے پر پچھتائے گی اور" تیرا باپ میرے بھائی کو سزا دینے پر پچھتائے گا جب تجھے بے لباس دیکھے گا "۔۔۔۔

وہ اس کا جبڑا دبوچ کر انتہائی وحشت ناک لہجے میں گھر کا تھا اور اسے گھسیٹ کر ساتھ ہی پڑی چارپائی پر دھکا دے گیا۔۔۔

تو اس کی باتیں سن کر حور لرز اٹھی تھی اور عصاب سن ہوتے محسوس ہوئی تھی۔۔۔اور حواس بری طرح سلب ہوئے تھے۔۔۔

کہ حور جو نڈھال سی چارپائی پر گری تھی کہ کال کو اپنی جانب بڑھتا دیکھ کر وہ اس کے غلیظ ارادے سمجھتی تڑپ کر اٹھنے لگی تھی کہ جبھی وہ اسے بازو سے دبوچ کر واپس پھینک گیا تھا کہ حور کے سر پر چارپائی کا سرا لگا تھا۔۔۔اور یکدم درد سے اس کے منہ سے چیخ نکلی تھی۔۔۔

غصے سے کھولتے دماغ سے شاہ آتش فشاں بنا اس جگہ پہنچا تھا جہاں سے حور" کی لوکیشن شو ہو رہی تھی۔۔۔کچھ فاصلے پر گاڑی کھڑی تھی مگر آس پاس کوئی نا تھا۔۔۔

وہ اسی ریڈ نشان کو فالو کرتا اسی گاڑی کی دائی جانب جنگل کی طرف بھاگا تھا کہ جی پی آر ایس کی مدد سے چند قدم کے فاصلے پر ہی اسے حور کا گرا بریسلٹ ملا تھا۔۔۔

ڈیم اٹ"۔۔۔۔بریسلٹ مٹھی میں بند کیے وہ دھاڑا تھا۔۔۔"

کہ اس کی دھاڑ اس سنسان جنگل میں گونج اٹھی تھی۔۔اس کی دھاڑ میں حور کے لیے خوف تھا۔۔۔اور ان درندوں کے لیے بے پناہ غصہ تھا۔۔۔جوان پر قہر بن کر برسنا تھا۔۔۔

معاً دائیں جانب بریسلٹ پا کر وہ ان کی سمت کا تعین کرتا اسی جانب بھاگا تھا کہ پہلے ہی جنگل اتنا گھنا تھا شام میں گویا رات کا سماں لگ رہا تھا اگر مزید دن ڈھل جاتا تو حور کو ڈھونڈنا مشکل ہو جاتا۔۔۔۔

وہ ہاتھ میں گن تھامے دوڑتا ہوا مسلسل اثنان کو کال ملا رہا تھا مگر اس جگہ شاید سنگل نا تھے۔۔۔

جبھی وہ سر جھٹک کر فون پاکٹ میں ڈالے دائیں بائیں دیکھتا اس اندھیری رات کے جنگل میں حور کو ڈھونڈتا آگے بڑھا تھا۔۔۔۔

اسے یقین تھا کہ ان کا ٹھکانہ ادھر ہی کہیں ہونا تھا اور وہ اپنے قدموں میں تیزی بھرے وہاں پہنچنا چاہ رہا تھا۔۔۔اثنان کی جانب سے اسے کوئی فکر نا

تھی کہ وہ خود ہی ان تک پہنچ آنا تھا۔۔۔پر جب وہ پہنچتا تب رات ہوتی اور جنگل میں ان تک پہنچنا زرا مشکل ہونا تھا۔۔۔کیونکہ درمیان میں کبھی سڑک کے دونوں طرف جنگل تھا اور وہ یہ نا جانتے تھے کہ دائیں جانب جانا تھا یا بائیں جانب۔۔۔

دفعتاً شاہ کو کچھ دوری پر ہی ایک بوسیدہ بڑا سا گھر نظر آیا تھا۔۔۔

ویڈیو بناؤ"۔۔۔حور پر جھکتے کال نے چھاگا سے کہا تو وہ فوراً سے فون کا" کیمرہ ان کر گیا۔۔۔۔

جبکہ حور سر پر ہاتھ رکھے نیم بیہوش سی ہوئی تھی۔۔۔کہ جبھی کال اس کے بے پناہ قریب آتا اس کے وجود سے برقع کھینچ گیا تھا۔۔۔

حور نے بمشکل آنکھیں کھول کر اسے خود پر جھکتا دیکھ کر پر زور مزاحمت کی تھی۔۔۔

کہ اس نے بڑی شدت سے اسے تھپڑ مارا تھا۔۔۔

پہلے ہی چھاگا اسے مار چکا تھا اب کال کا تھپڑ اس کی بتیسی ہلا گیا تھا۔۔۔ کہ حور کی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت مفلوج ہوئی تھی۔۔۔۔

تیرے وجود پر ایسی قیامت ڈھاؤں گا سالی کہ تیری روح تک کانپ اٹھے" گی"۔۔۔۔

وہ بھوکی نظروں سے اس کا نازک سراپا دیکھ کر گرجا تھا اود دونوں ہاتھوں سے اس کی آستینیں پھاڑ گیا تھا۔۔۔

کہ بے اختیار حور کے منہ سے چیخ نکلی تھی۔۔۔ کیونکہ کال کے ناخن اس کے بازوؤں پر خراشیں ڈال گئے تھے۔۔۔ اور وہ خود کو اس کے سامنے بے پردہ دیکھ کر اپنے مرنے کی دعا کر گئی تھی۔۔۔ اس کا دل کر رہا تھا کہ زمین پھٹے اور وہ اس میں سماں جائے۔۔۔ جبکہ شاہ کی یاد بھی شدت سے آئی تھی۔۔۔

شاہ لالے"۔۔۔ اس کے لب بے آواز پھڑ پھڑائے تھے۔۔۔"

وہ اپنے مرنے کی دعا کے ساتھ ساتھ اسے پکار بیٹھی تھی۔۔۔۔

حور"۔۔۔دفعتاً ایک جنونی مگر مضطر آواز میں اس کے نام کی پکار پورے"
جنگل میں گونجی تھی۔۔۔کہ مقابل کے غضب کا اندازہ اس کی آواز سے لگایا
جاسکتا تھا۔۔۔اور حور کی دعا سنی جاسکتی تھی کہ وہ اس کو بچانے وہاں موجود تھا
۔۔۔

جبھی کسی نے دروازے پر زوردار ٹھوکر رسید کی تھی۔۔۔کہ اندر کھڑے
ان پانچ آدمیوں نے حیرت سے ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔۔۔

لگتا ہے اس کے یار کو موت کھینچ لائی ہے"۔۔۔"
چھاگا پھنکارا تھا اور وہ چاروں باہر کی جانب بھاگے تھے۔۔۔

شاہ کی آواز حور نے باخوبی سنی تھی کہ جبھی اس کے درد سے چور وجود میں ہمت آئی تھی کہ وہ پھرتی سے چارپائی کی دوسری طرف سے نیچے اتری تھی ۔۔۔اور دیوار کے ساتھ پڑا لوہے کا راڈ اٹھالیا۔۔۔

دور رہو مجھ سے "۔۔۔"

حور اس پر راڈ سے وار کرتی چلائی تھی مگر کہاں وہ نازک سی لڑکی اور کہاں وہ ریچھ سا کال۔۔۔وہ جھٹکے سے اس کے ہاتھ سے راڈ کھینچ کر دور اچھال گیا ۔۔۔تو حور تیزی سے باہر کی جانب بھاگی مگر وہ اس کی کوشش ناکام بنا کر اسے ٹانگ سے گھسیٹ کر دوسرے کمرے میں لے آیا تھا۔۔۔

شاہ لالے۔۔۔بچائیں "۔۔۔حور کی چیخ گونجی تھی۔۔۔"

وہ جانتی تھی کہ اب اس کا شاہ لالا اس کو بچالے گا۔۔۔

۔۔۔

اور وہ سرعت سے ویسٹ میں اٹکی دوسری گن بھی ہاتھ میں تھام کر رخ اس بند دروازے کی جانب کر گیا جس کے پار تیز قدموں کی آواز سُنائی دے رہی تھی۔۔۔اس کے پاس فلحال ہاتھ سے لڑائی بھڑائی کا وقت نہیں تھا۔۔۔ اسے حور کی فکر ستائے جا رہی تھی۔۔۔

جبھی یکدم سے گھر کا دروازہ کھلا تھا کہ شاہ جارحانہ انداز میں دونوں ہاتھوں میں گن تھامے اندھا دھندہ فائرنگ کرتا انہیں بوکھلانے کے ساتھ ساتھ زخمی کر گیا تھا۔۔۔یہ سب اتنی اچانک ہوا تھا کہ وہ چاروں اپنی اپنی ایک ٹانگ اور زخمی بازو لیے گھر کے دروازے میں گرے تھے۔۔۔

جب وہ آنکھوں میں لہو رنگ لیے بھاری قدموں کی دھمک چھوڑتا ان کے قریب آیا تھا۔۔۔

کہ سامنے کھڑے ارباز عالم شاہ کو روبرو دیکھ کر وہ دہشت زدہ ہوئے تھے

۔۔۔جس کے تاثرات دیکھ کر انہیں اپنی جان کے لالے پڑے تھے۔۔۔جو

بگڑے تیوروں سے ہر چیز تباہ کرنے پر تلا تھا۔۔۔

اس کے ماتھے پر بکھرے گھنیرے بال، سیاہ آنکھوں میں اتری سرخی کے

ساتھ سرد مہری اور چہرے کے چٹانی تاثرات نے انہیں تھوک نگلنے پر مجبور

کیا تھا۔۔۔

وہ جو شاہ کو اور اسے کے خاندان کو برباد کرنے کا سوچ رہے تھے اب وہ اپنی

موت کنفرم سمجھ چکے تھے۔۔۔

وہ دشمن کی کیا حالت کرتا تھا اس کے بارے انہوں نے سن رکھا تھا۔۔۔کہ

رگوں میں بہتا خون منجمند سا ہوا تھا۔۔۔

جس کی دہشت سے ایک دنیا پناہ مانگتی تھی۔۔۔۔

!! وہ ارباز عالم شاہ تھا۔۔۔دشمن کے لیے سفاک، جلاد، موت۔۔۔

وہ فیملی کے ساتھ جس قدر نرم گو تھا باہر کی دنیا میں اس کے الٹ تھا۔۔۔ جو دشمن سے مزاکرات میں وقت ضائع نہیں کرتا تھا بلکہ ڈائریکٹ انہیں جہنم واصل کرتا تھا۔۔۔!!

معاً حور کی مدد طلب آواز اس کے کانوں پر پڑی تھی کہ اس کا دھیان حور کی جانب ہوا تھا تو موقع پا کر کر چھاگا نے لرزتے ہاتھ سے اس پر فائر کیا۔۔ کہ گولی اس کے بازو کو زخمی کرتی چھو کر گزری تھی۔۔۔ کہ قدم آگے بڑھاتے اس اچانک ہوئے وار پر شاہ نے لب بھینچے گردن موڑ کر ان کو زمین پر کراہتے دیکھا تھا اور پھر ماتھے پر بل ڈالے ان کے صحیح ہاتھ اور ٹانگ پر گولی رسید کرتا انہیں گن اٹھانے سے بالکل لاچار کرتا مگر زندہ چھوڑے اندر کی جانب بھاگا تھا۔۔۔

کہ جبھی ایک بار پھر سے حور کی دردناک چیخ پر شاہ اختلاج قلب سے اندر بھاگا تھا۔۔۔ کہ ایک لمحے میں اس کی روح تک لرزا اٹھی تھی۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

میرے شاہ لالے تجھے نہیں چھوڑیں گے کالے کتے "۔۔۔"

وہ شاہ کی آواز سن چکی تھی جبھی استہزائیہ بولی تھی کہ ایک بار پھر سے خود کے لیے کالے کتے کا لفظ سن کر کال پاگل ہوا اٹھا تھا۔۔۔

کہ جبھی کال نے اس کی ٹانگ چھوڑ کر اسے بالوں سے دبوچ کو دو تین بار اس کا سر زور سے دیوار میں مارا تھا کہ حور کے منہ سے چیخ نکلی تھی اور سر گھومتا محسوس ہوا تھا۔۔۔اس کے ماتھے سے خون بھل بھل کر آتا اس کا چہرہ بھگونے لگا تھا۔۔۔تو کال کے کالے چہرے پر مکروہ مسکراہٹ آئی تھی ۔۔۔اس نے اسے ہنوز بالوں سے دبوچ کر بائیں جانب جھٹکا تھا کہ دیوار میں پیوست سریے کے چھوٹے سے ٹکڑے پر وہ بری طرح جا گری تھی اور اس کی نوک اس کی پہلو میں پوست ہوتی حور کے وجود سے اس کی جان کھینچ گئی تھی۔۔۔تکلیف کے باعث وہ لرز اٹھی تھی۔۔۔۔

ایک فلک شگاف چیخ اس کے منہ سے نکلی تھی۔۔۔اور اس درندے نے اس کو گردن سے دبوچ کر زمین پر دھکا دیا تھا اور پھر بھوکے کتے کی طرح وہ اس کے وجود پر قابض ہوا کہ حور کی منہ سے سرگوشی میں شاہ کا نام نکلا تھا اور وہ ہوش و خرد سے بیگانہ ہو گئی تھی۔۔۔اس کا چہرہ دائیں طرف ڈھلک گیا تھا

۔۔۔۔

مگر اس نے حور کے خوبصورت وجود پر انتقامی جھک کر اس کے گلے کی جانب ہاتھ بڑھایا ہی تھا۔۔۔

کہ جبھی شاہ آگ بنا کمرے میں آیا تھا تو سامنے ہی اس درندے کو حور کے وجود پر جھکتا دیکھ کر اس نے گولی اس کی کمر میں پیوست کی تھی کہ کال جھٹکا کھا کر مڑا تھا۔۔۔ جبھی شاہ نے ایک اور گولی اس کے کندھے میں پیوست کی تھی۔۔۔اور وہ چیخ کر دائیں جانب گرا تھا۔۔۔

اور شاہ نے حور کو بیہوش خون میں لتھ پتھ ہوتا دیکھ کر لپک کر اسے باہوں میں بھرا تھا۔۔۔

حور۔۔۔۔ حور۔۔۔ آنکھیں کھولیں"۔۔۔"

اس نے اسے سینے میں بھینچتے نم لہجے میں کہا تھا۔۔۔وہ مضبوط شخص اپنی باہوں میں پڑے اس کے بے سدھ وجود کو دیکھ کر تڑپ اٹھا تھا۔۔۔۔

کہ اس کے پھٹے کپڑے، چہرے پر انگلیوں کے نشان، ماتھے اور پہلو سے نکلتا خون دیکھ کر شاہ کی آنکھوں میں نمی اتر آئی تھی۔۔۔

اس کی تڑپ کا عالم یہ تھا کہ وہ اپنی ماں کے موت کے بعد آج دوسری بار حور کو اس طرح دیکھ کر رویا تھا۔۔۔اس کی خوبصورت آنکھوں سے آنسوں پھسل کر اس کی بئیرڈ میں گم ہو رہے تھے۔۔۔ جبکہ دھڑکنیں سست پڑیں تھیں۔۔

میں آپ کو کچھ نہیں ہونے دوں گا حور۔۔۔کچھ بھی نہیں۔۔۔اگر آپ کو" کچھ ہوا تو یہ دنیا بھی نہیں رہے گی"۔۔

وہ پاگل جنونی ہوتا اسے شدت سے خود میں بھینچ کر اس کے بالوں پر لب رکھ گیا۔۔اور پھر یکدم سے اس کی آنکھوں میں آگ کے شرارے بھر آئے تھے ۔۔۔وہ اسے بازوؤں میں اٹھائے کمرے سے باہر بھاگا۔۔۔۔

شاہ نے اسے باہر پڑی چارپائی پر لٹایا اور تیزی سے زمین پر پڑا برقع اٹھا کر جیب سے ایک کٹر نکالا جس کا بٹن پریس کرتے ہی ٹک کی آواز سے تیز دھار نائف نکلا تھا تو شاہ نے اس کی مدد سے برقع کا کچھ حصہ پھاڑ کر اس کے پہلو کے گرد باندھا اور پھر اس کا ایک اور حصہ کاٹ کر حور کے ماتھے پر باندھ کر خون بہنے سے روکا جو مسلسل اس کے وجود اور کپڑوں کو رنگتا جا رہا تھا۔۔۔خون کو روکنے کے بعد اس نے سائیڈ پر پڑی چادر اسے کے وجود پر اس طرح لپیٹی تھی کہ گردن سے نیچے کا تمام حصہ چھپ گیا تھا۔۔۔۔

!!وہ عزتوں کا رکھوالا تھا اور اپنی عزت کی عزت وہ باخوبی جانتا تھا"۔۔۔"

اس کے سفید پڑتے چہرے پر وہ گہری نگاہ ڈالے خاکستری کر دینے والے تیور لیے واپس اندر بڑھا جہاں کال پڑا کراہ رہا تھا۔۔۔

کہ جبھی شاہ نے اس کے زخم پر پے در پے ٹھوکر رسید کرتے اس کی ازیت میں اضافہ کیا تھا۔۔۔

وہ اس کے وجود سے بوٹی بوٹی نوچنے کو بے تاب ہوا تھا۔۔ مگر حور کی زرد پڑتی رنگت اور بہتا خون دیکھ کر وہ تشویش ناک تھا۔۔۔

" تمہاری لیے میں ایک بھیانک موت بن کر آیا ہوں۔۔۔ایسی موت کہ تمہارے بعد لوگ تمہارا انجام سن کر عبرت حاصل کریں گے "۔۔۔

" میں تمہیں آخری وقت میں درد کی ان منزلوں سے روشناس کرواؤں گا کہ تمہاری روح بھی تمہارے وجود پر ماتم کرے گی "۔۔۔۔

وہ وحشت انگیز پھنکارا تھا کہ کال نے پھٹی پھٹی سے اس مغرور شہزادے کو دیکھا تھا۔۔۔ جس کے ارادے اس پر کپکپی طاری کر گئے تھے۔۔۔

تم نے میری عزت کو بے آبرو کرنے کی کوشش کی اور یہی کوشش "
تمہارے وجود کے ریشے ریشے کو جدا کرے گی "۔۔۔۔
وہ کاٹ دار انداز میں بولا تھا اور اسے گھسیٹ کر باہر لے آیا۔۔۔
جان توڑ سر پر ائزاب میرا ہو گا "۔۔"

وہ وحشت ناک لہجے میں بولا تھا تو کال تھر تھرا اٹھا تھا۔۔۔

نن نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔۔ایسا مت کرو "۔۔۔۔"
کال کی درد میں ڈوبی التجائیہ آواز اُبھری تھی۔۔۔جب
شاہ اسے زمین میں پیوست تیزاب سے بھرے ٹب کی جانب جاتا گھسیٹ کر
لے جا رہا تھا۔۔۔

مجھے گولی مار دو پر ایسا نا کرو"۔۔۔اپنی بھیانک موت دیکھتا وہ چیخ پڑا تھا"

۔۔۔۔

جبکہ شاہ کے ارادے جان کر درد سے کراہتے باقی چاروں کی بھی آنکھیں پھیلیں تھیں۔۔۔

اور ار باز عالم شاہ اسے دبوچ کر گہرائی میں فٹ اس ٹب میں کھولتے تیزاب میں پھینک چکا تھا کہ ایک دردناک چیخوں کا سلسلہ شروع ہوا تھا۔۔۔
تو ان چیخوں نے شاہ کے وجود میں جلتے بھانبھڑ پر گویا ٹھنڈی پھوار برسائی تھی

۔۔۔۔

اس کے وجود میں سکون کی لہر دوڑی تھی۔۔۔اور وہ سرخ نگاہوں سے ان کی جانب متوجہ ہوا تھا۔۔۔۔

کہ ارباز عالم شاہ کو اپنی جانب بڑھتا دیکھ کر ان چاروں کے رونگٹے کھڑے ہوئے تھے وہ ازیت ناک موت دیکھ کر باقاعدہ رونے لگے تھے۔۔۔

ہمیں معاف کر دو۔۔۔۔ چھوڑ دو ہمیں"۔۔۔۔"

اس کے واسطے چھوڑ دو"۔۔۔ چھاگا نے حور کے بیہوش وجود کی جانب" اشارہ کرتے کہا۔۔۔۔

اسی کے واسطے تمہیں اس دنیا سے بے دخل کر رہا ہوں"۔۔۔۔اس کی سرد" آواز گونجی تھی اور پھر ارباز عالم شاہ ان کی التجاؤں کو رد کرتا دو دو کو گھسیٹ کر اسی تیزاب کا حصہ بنایا گیا تھا کہ پھر بھیانک چیخیں دور دور تک گونجتی جلد ہی موت کے سناٹے میں بدلی تھی۔۔۔

ان کے وجود پر تیزاب کا اثر ان کی جسم کے حصے الگ الگ کر کے رکھ گیا تھا

۔۔۔۔

!! وہ دشمنوں کے لیے اس سے بھی بھیانک موت تھا۔۔۔

وہ انہیں پل میں ہی ایک خطرناک موت سے واقف کرواتا

حور کے زخمی پھول سے وجود کو نہایت احتیاط باہوں میں بھرے باہر کی جانب بھاگا تھا۔۔۔

اس کی لمحہ بہ لمحہ بگڑتی حالت شاہ کی سانسیں تنگ کر رہی تھی۔۔۔۔اس دوران وہ اپنے زخم کو اور اس سے رستے خون کو بھول چکا تھا۔۔۔

اس پر حور کی زندگی فرض ٹھہری تھی۔۔۔اور وہ اس پر قربان ہونا چاھتا تھا !!۔۔۔

!!وہ اس کے تمام جذبوں کی اکلوتی وارث تھی۔۔

حور"۔۔۔۔۔"آنکھیں کھولیں پلیز"۔۔"

میری وحشتوں میں اضافہ مت کریں۔۔۔۔یہ نا ہوں کہ میں آپ کو اس" دنیا سے ہمیشہ کے لیے چرالوں۔۔۔اور وہ کر گزروں جس کا آپ نے تصور بھی نہیں کیا ہو گا"۔۔۔۔

وہ گھمبیر تاً لہجے میں بولا تھا۔۔۔اس کی آواز میں جنون کی انتہا تھی۔۔۔اور عشق کی ایسی حدت تھی کہ اگر حور سن لیتی تو اس کے لہجے کی گھمبیر تاً پر ہی خود کو اس خوبصورت شخص پر فدا ہونے سے نا روک پاتی۔۔۔وہ ایک ساحرانہ شخصیت کا مالک تھا اور اس کے انداز تخاطب میں بھی ایک جادو برپا تھا۔۔۔

اور پھر مقابل لڑکی کے لیے تو جذبات ہی الگ تھے۔۔۔؛؛

!!احساسات ہی الگ تھے۔۔۔

!!گویا زندگی اس کے نام تھی۔۔۔

اور جس کے نام سانسیں کر دی جائیں اس کی زرا سی تکلیف جان پر عذاب بنتی ہے اور پھر اس کے عشق کی مالک تو خون میں رنگ رہی تھی۔۔۔تو پھر شاہ کی حالت کیسے ٹھیک رہ سکتی تھی۔۔۔

!!وہ اس کی اپنی تکلیف روح تک محسوس کر رہا تھا۔۔۔

شاہ اس کے وجود کو باہوں میں بھرے اس جنگل میں واپس کی جانب بھاگا تھا مگر اندھیرے کے باعث راستے کا تعین مشکل ہو رہا تھا۔۔۔

حور کی حالت کی پیش نظر اسے جلد از جلد ٹریٹمنٹ کی سخت ضرورت تھی ۔۔۔

!!حور کی زندگی کو بچانا گویا شاہ خود کو بچانا چاہتا تھا۔۔۔

!!وہ اس کی جان تھی جو پل میں ہی شاہ کو تڑپا کر رکھ دیتی تھی۔۔۔

وہ اس کے زخمی وجود کو خود میں سمیٹے اس خوفناک جنگل سے نکلنا چاہتا تھا

کون ہے وہاں"----"

معاً ایک نحیف سی آواز ابھری تھی تو شاہ نے گردن موڑ کر بائیں جانب دیکھا تھا---کہ درختوں کی اوٹ میں وہ کوئی بزرگ عورت تھی جو ایک ہاتھ میں لالٹین تھامے اور دوسرے میں چند لکڑیاں اٹھائے ادھر ہی آ رہی تھی

کہ شاہ نے سر جھٹک کر آگے بڑھنا چاہا--

رات کے وقت اس جنگل سے نکلنا مشکل ہے بیٹا"---"

بوڑھی خاتون کی آواز پر شاہ نے قدم تھامے اور خاموشی سے اسے دیکھا

ایک تو یہاں جنگلی جانوروں کا خطرہ ہوتا ہے دوسرا راستے کا تعین نہیں ہوتا "

"۔۔ بزرگ خاتون اس کی باہوں میں ایک نازک وجود کو دیکھ کر مزید بولی

۔۔۔۔

اگر آپ کو کوئی راستہ پتا ہے تو مجھے بتائیں ان کو ہاسپٹل لے جانا بہت "

ضروری ہے "۔۔۔

شاہ کی بھاری آواز گونجی تو وہ خاتون اس جوان کی آواز میں چھپا درد محسوس کر سکتی تھی۔۔۔ کہ اس نے اس کی باہوں میں پڑی لڑکی کو مسکرا کر دیکھا تھا ۔۔۔ جو اتنے مضبوط خوبصورت مرد کو اپنا دیوانہ کیے ہوئے تھی۔۔۔۔

بیٹا یہاں سے نکلتے بہت وقت لگ جائے گا اور اتنی دیر اس بچی کی صحت کے "

لیے ٹھیک نہیں۔۔۔۔ اسے میرے ساتھ لے آؤ"۔۔۔۔

وہ بوڑھی خاتون اس کے چہرے پر خون دیکھ کر پریشانی سے بولی۔۔۔۔ جبکہ اسے پہلو سے بھی چادر گیلی محسوس ہوئی تھی۔۔

پر آپ"۔۔۔شاہ نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔۔"

گھبراؤ نہیں بیٹا۔۔۔مجھے سب سکینہ اماں کہتے ہیں۔۔میں طبیب کی بیوہ ہوں اور اسی ناتے طب جانتی ہوں۔۔۔تم میرے ساتھ چلو۔۔۔۔بیٹا وقت ضائع مت کرو"۔۔۔

اس نے شاہ کی حیرت دور کرتے اسے اپنے بارے بتایا

تو شاہ نے ایک نظر حور پر ڈالے اس نازک وجود کو مزید خود میں بھینچے اثبات میں سر ہلایا اور اس کے ساتھ ہو لیا۔۔۔۔کچھ دور جا کر اس بوڑھی عورت کا گھر تھا اس نے جلدی سے دروازہ کھولا اور انہیں اندر آنے کی اجازت دی

۔۔۔

اسے وہاں لٹا دو میں پانی گرم کر کے لاتی ہوں"۔۔۔"

وہ اسے کمرے کی جانب چارپائی کی طرف اشارہ کرتی بول کر جلدی سے باہر نکل گئی۔۔۔۔

توشاہ نے اس کے زخمی وجود کو بڑی نرمی سے چارپائی پر لٹایا تھا اور تفکر سے اس کے چہرے کو دیکھنے لگا۔۔۔یہ چہرہ تو اس کے جینے کی وجہ تھی۔۔۔اس کے دل میں ایک کسک اٹھی تھی۔۔۔اس نے سائیڈ پر پڑی کرسی اس کی چارپائی کے نزدیک کھینچی اور اس پر براجمان حور کا زخمی ہاتھ اپنے گرفت میں لے گیا۔۔۔

اس کی حالت یوں تھی کہ اگر حور کو کچھ ہوا تو وہ خود کو ختم کر لے گا۔۔۔اس کے جینے کی وجہ حور تھی۔۔۔اسے دیکھ دیکھ کر وہ اپنی زندگی بڑھتی محسوس کرتا تھا۔۔۔!!

اس کی کلائی پر زخم کے نشان دیکھ کر اس نے سلگتے دل سے آنکھیں میچ کر کھولیں تھیں۔۔۔اس کی نازک دودھیا کلائی پر سرخ انگلیوں کے نشان جمے تھے۔۔۔جنہیں دیکھ کر شاہ کو نئے سرے سے غصہ آیا تھا۔۔۔اس کا دل کر

رہا تھا کہ وہ ایک بار پھر زندہ ہوں اور اس بار وہ خود اپنے ہاتھوں سے ان کے ریشے کر کے رکھ دے۔۔۔

اسی کلائی پر شاہ نے صبح حور کو بریسلٹ پہنایا تھا۔۔۔وہ بڑے احتیاط سے اس کے زخم کا جائزہ لے رہا تھا۔۔۔

بہت تڑپاتی ہیں آپ۔۔ کسی دن یوں ہی بے موت مار دیں گی"۔۔۔"

وہ اس کے زخمی چہرے کر دیکھ کر اس کا ہاتھ لبوں سے لگاتا بولا۔۔۔

جب سکینہ اماں اس دیوانے کی حور سے کی سرگوشیاں سنتی کمرے میں داخل ہوئی۔۔۔

بیٹا اس کی پٹی کھولو خون صاف کرنا ہے"۔۔۔"

اس نے نرم لہجے میں کہا تو شاہ نے پٹی ہٹائی اور اماں سکینہ نے جلدی سے اس کے چہرے اور زخم سے خون صاف کر کے جڑی بوٹیوں کی بنی کوئی دوائی

لگائی کہ خون جلد ہی رک گیا تھا۔۔۔پھر اس نے پٹی کی۔۔۔اور پھر اس کے پہلو سے بندھی دوسری پٹی کھولی۔۔۔

بیٹا اس کا زخم صاف کرنا ہے اپنی بیوی کی یہاں سے قمیض اپر کرو"۔۔۔۔"

وہ پریشانی سے بولی تو شاہ نے ہچکچاہٹ سے دیکھا۔۔

جبکہ اس کے بیوی کہنے پر اس کے دل نے بیٹ مس کی تھی۔۔۔

آپ کریں میں ابھی آتا ہوں"۔۔۔"

وہ بنا کچھ کہے اٹھ کر باہر چلا گیا تو بزرگ سکینہ اماں نے حیرت سے اس کا گریز دیکھا تھا۔۔۔

وہ وحشتوں میں لپٹا سرد تاثرات لیے اندر چھڑی جنگ سے لڑتا باہر جا کھڑا ہوا اور پاکٹ سے فون نکال کر سگنلز چیک کیے جو کہ بند تھے۔۔۔

یکدم اسے سگریٹ کی طلب ہوئی تھی کہ وہی اس کی وحشتوں کی ساتھی تھی جس سے وہ کلیجے کو جلاتا گویا سکون محسوس کرتا تھا۔۔۔

جبکہ سکینہ اماں نے ایک نظر دورازے پر ڈال کر حور کے پہلو پر لگے زخم کا معائینہ کیا تھا اور پھر بڑی احتیاط سے پٹی کر کے اس کے بازوؤں اور کلائی پر لگے زخم پر بھی دوائی لگائی تھی۔۔۔

حور کی حالت پر اس کی آنکھیں نم ہوئی تھی۔۔۔وہ اسے بالکل اپنی شہزادی جیسی لگی تھی۔۔۔

اس نے حور کے ناک کے سامنے کوئی دوائی کی تھی کہ جس کی بو جلد ہی حور ہوش میں آنے لگی۔۔۔۔

آہہ "۔۔۔"

وہ تھوڑا کسمسائی تھی کہ پہلو میں اٹھتی تکلیف پر اس کے منہ سے کراہ نکلی تھی

۔۔۔۔

جبکہ وہ جو اضطرابیت میں ڈوبا اب تیسری سیگریٹ پی رہا تھا کہ جبھی حور کی مدھم درد میں لپٹی آواز کانوں میں پڑی تو وہ تیزی سے سگریٹ کا بچا ٹکڑا فرش پر پھینک کر بھاری بوٹ سے مسلتا اندر آیا تھا۔۔۔۔

آہہ شاہ لا"۔۔۔۔۔"

وہ کراہتی ہوئی اپنے مسیحا کو پکار رہی تھی۔۔۔ مگر تکلیف کے باعث الفاظ اس کے منہ سے ادا ہونے سے انکاری تھے۔۔

اس نے بیہوش ہونے سے پہلے شاہ کہ آواز سنی تھی اور اب بھی وہ شاہ کی آواز سننے کو بے تاب ہوئی تھی کہ۔اس کے دماغ میں ابھی تک وہی منظر گھوم رہا تھا جب کال اس پر حاوی ہو رہا تھا۔۔۔۔

اسے شاہ پر اس قدر بھروسہ تھا کہ وہ اپنے ماں باپ کو بھول کر بس شاہ لالے کو اپنی عزت کے محافظ کو دیکھنا چاہتی تھی۔۔۔۔

وہ۔اندر آیا تو اسے بے چین سر دائیں بائیں ہلاتے دیکھ کر اس کے قریب کرسی پر جا بیٹھا۔۔۔۔

میں آپ کے پاس ہوں حور"۔۔۔۔اس نے اس کا ہاتھ اپنی گرفت میں" لیتے اس پر تھوڑا سا جھک کر اس کے سر میں انگلیاں سہلائی تھیں کہ اس کی آواز اور اس کے لمس پر وہ پر سکون ہوتی پر سے غنودگی میں چلی گئی۔۔۔۔ تو شاہ نے سوالیہ نظروں سے سکینہ اماں کو دیکھا۔۔

بیٹا بہت سا خون ضائع ہونے کی وجہ سے اسے کمزوری ہو گئی ہے اس لیے" غنودگی طاری ہو رہی میں اس کے کچھ کھانے کو لاتی ہوں۔۔۔بے فکر رہو تمہاری بیوی اور اپنی بہو کو میں کچھ نہیں ہونے دوں گی"۔۔۔

سکینہ اماں اس کے سر سے پیار لیتی باہر چلی گئی جبکہ وہ تمہاری بیوی اور اپنی بہو کے لفظوں میں ہی کہیں اٹک گیا تھا۔۔۔

چھپکے سے اس کے دل نے سرگوشی کی تھی کہ۔کاش وہ اس کی بیوی بن جائے۔۔۔

مگر اس نے سر جھٹک کر اسے دیکھا جو اس کی ہاتھوں پر اپنی سخت گرفت کیے اسے پاس پا کر سکون میں تھی۔۔۔۔جبکہ۔وہ دیوانہ وار اس کے دلکش چہرے کو دیکھ رہا تھا۔۔۔۔

شاہ"۔۔۔۔"

کہ جں ھی اسے نیند میں جھٹکا سا لگا تھا اور درد کے مارے لبوں سے اس کا نام پھسلا تھا۔۔۔

شاہ کی جان"۔۔۔"

تو وہ جان نثار انداز میں بولتا اس کے قریب ہوا تھا اور اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتا اس کو اپنی موجودگی کا احساس دلانے لگا۔۔۔۔

کہ وہ پھر سے پر سکون ہوئی۔۔۔اور شاہ دیوانہ وار اپنی نظروں سے اس کے چہرے کو چھوتا اپنے دل کو قرار پہنچاتا رہا تھا۔۔۔

ابھی کچھ ہی دیر گزری تھی کہ پھر حور کی ہولے ہولے بڑبڑاہٹ شروع ہوئی جو شدت اختیار کر گئی۔۔۔۔

مم مجھے بچالیں۔۔۔۔شاہ لالے مجھے بچائیں"۔۔۔"

دور رہو۔۔۔شاہ لالے آجائیں"۔۔۔"

دور ہوں۔۔۔نہیں دور"۔۔۔۔"

وہ سر دائیں بائیں مارتی بے ربط جملے ادا کرتی گہرے گہرے سانس بھرتی شاہ کو سراسیمہ سا کر گئی تھی۔۔۔

حور۔۔۔حور میں پاس ہوں آپ کے"۔۔۔"

شاہ نے اس کے گال پر ہاتھ رکھے گھمبیر آواز میں کہتے اسے اس خیال سے باہر لانا چاہا۔۔۔جو ابھی تک اسی بھیانک لمحوں میں جکڑی تھی۔۔۔۔

دور۔۔رہو۔۔۔میرے پاس نہیں"۔۔۔"

اس کی حالت بگڑنے لگی تھی اور رنگت زرد پڑنے لگی تھی۔۔۔کہ جبھی شاہ نے اٹھ کر اس کے برابر بیٹھ کر اسے اپنے سینے سے لگا کر تحفظ کا احساس دلایا تھا۔۔۔

اششششش۔۔۔۔میرا بچہ ریلیکس"۔۔۔۔"

کوئی کچھ نہیں کہہ رہا میں پاس ہوں آپ کے"۔۔۔۔"

اسے سینے سے لگائے اس کے بال سنوارتا محبت اور پریشانی کی ملی جلی کیفیت میں بولا تھا۔۔۔تو وہ شاہ کے گرد ہاتھ باندھ کر چیخنا چلانا بند کر گئی تھی

۔۔۔۔

تو دروازے میں کھڑی سکینہ اماں جو حور کی چیخوں سے اندر آئی تھی کہ اب اسے شاہ کے ساتھ سکون میں دیکھ کر مسکرا کر واپس چلی گئیں۔۔۔

جبکہ شاہ کی آنکھیں حور کی تکلیف پر سرخ انگارہ ہو گئی تھی۔۔۔۔وہ اسے سینے سے لگائے اس کے سارے ڈر ختم کر گیا تھا مگر خود جلتی بھٹی میں جل رہا تھا

۔۔۔۔

ان کو انجام تک پہنچا کر بھی اسے سکون نہیں مل رہا تھا۔۔۔

مم مجھے درد ہو رہا"۔۔۔۔کچھ لمحے یوں ہی سر کے تھے جب حور روتی بولی"

تو شاہ نے اسے سینے سے جدا کر کے سر پر بوسہ دیا۔۔۔

میں آپ کے سب درد ٹھیک کر دوں گا"۔۔۔وہ اس کو پچکارتے بولا"

۔۔۔۔

تو حور نے لرزتی پلکیں اٹھا کر نم آنکھوں سے شاہ کو دیکھا۔۔۔

اس کی گہری آنکھوں میں تپش تھی۔۔۔

اس اس نے میرے ساتھ"۔۔۔"

وہ بولتے بولتے رکی تو شاہ نے لب بھینچ کر اس کا سوجن زدہ گال سہلایا۔۔

اس کی گستاخی کی سزا میں اس کی سوچ سے بڑھ کر دے آیا ہوں"۔۔۔وہ "

نرمی سے بولا۔۔۔

تو حور نے واپس سر اس کے سینے پر ٹکایا۔۔۔۔

نن نہیں شاہ"۔۔حور سے آگے بولا نا جا رہا تھا۔۔۔اس کی کیفیت عجیب"

تھی وہ حواسوں میں نا تھی۔۔۔

جبکہ شاہ کا دل کر رہا تھا وہ بس اسے شاہ ہی پکارتی رہے لالا نا کہے۔۔۔

اس نے میرے جسم"۔۔۔وہ کہتی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔۔۔۔"

اس نے کچھ نہیں کیا نا اس کی جرات تھی۔۔۔آپ بالکل ٹھیک ہیں اور"

میرے پاس ہیں"۔۔۔

شاہ نے جھٹکے سے اس کا سر اپنے سینے سے اٹھا کر اس کی آنکھوں میں جھانک کر سنجیدگی سے کہا۔۔۔تو وہ یک ٹک اس کی گہری آنکھوں میں تکے گئی

۔۔۔۔

مم میں نے آپ کو بہت بلایا"۔۔۔۔اس کے لفظ سرگوشی نما ڈھلے۔۔۔۔"

آئی ایم سوری میرا بچہ "۔۔۔۔۔۔وہ گھمبیر تا گولا۔۔۔"

ارباز عالم شاہ جس نے آج تک کسی کی جانب دوسری نظر دیکھنا گوارا نا کیا تھا جو آج تک کسی کے سامنے نا جھکا تھا۔۔۔وہ اپنے عشق کی وارث اس لڑکی کو بغیر پلک جھپکائے دیکھتا اس کے سامنے جھک گیا تھا۔۔۔۔وہ اس سے معافی مانگ گیا تھا۔۔۔۔جس میں اس کی کوئی غلطی نا تھی۔۔۔

وہ اس کے سینے سے لگی کو معصوم چڑیا لگ رہی تھی۔۔۔

اس نے مجھے یہاں ہاتھ "۔۔۔اس نے سر اپر کرتے اپنے بازو کو چھوتے کہا"

۔۔۔۔

میں ان کے وجود کو فنا کر آیا ہوں۔۔۔وہ آنکھیں چھین چکا ہوں "۔۔۔شاہ" نے آنکھوں میں آگ کے شرارے لیے سرد لہجے میں کہا تھا۔۔۔اور اس کا سر اپنے سینے پر ٹکایا تو وہ مدھم سانس بھرتی آنکھیں موندے گئی۔۔۔تو شاہ نے اس نے خوبصورت ملائم چہرے پر گھلی زردی دیکھ کر کرب سے آنکھیں میچ کر کھولیں تھیں۔۔۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد سکینہ اماں کی آواز آئی۔۔۔

بیٹا یہ اپنی بیوی کو پلا دو "۔۔۔"

وہ حور کے لیے یخنی بنا کر لائی تھی۔۔۔۔

یہ میری بیوی نہیں ہیں "۔۔۔شاہ نے سینے سے لگی حور کو دیکھ کر مدھم" آواز میں کہا۔۔۔۔

بن جائے گی"۔۔۔۔وہ مسکرا کر کہتی باؤل اس کے ہاتھ میں تھما گئی۔۔۔۔"
توشاہ نے گہری نظر حور پر ڈالی۔۔۔جو پھر سے غنودگی میں چلی گئی تھی۔۔۔

حور اٹھیں"۔۔۔وہ اس کے کان کے قریب سرگوشی نما سحر انگیز آواز میں"
بولا تھا کہ حور نے نیند کے خمار ڈوبی سرخ آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔
توشاہ نے سپون بھر کر اس کے منہ کے قریب کیا جسے حور نے بنا چوں چرا
کے پی لیا۔۔۔۔

بب بس"۔۔۔۔چار پانچ سپون لینے کے بعد اس کی مدھر آواز آئی۔۔۔"
نہیں تھوڑا اور پی لیں"۔۔۔۔شاہ نے کہا۔۔"
تو وہ نفی میں سر ہلا گئی۔۔۔شاہ نے اسے دوائی کھلائی۔۔۔تو اس نے پھر اس
کے سینے کو جائے پناہ بنایا۔۔۔
جبھی سکینہ اماں ہاتھ میں جوڑا لیے اندر آئی۔۔۔

بیٹا یہ کپڑے تبدیل کر لو۔۔۔جو پہنے ہیں وہ خراب ہو گئے ہیں "۔۔۔۔"
اس نے حور سے کہا تو انجانی آواز پر وہ آنکھیں موندے نفی میں سر ہلا گئی

۔۔۔

حور اٹھیں ڈریس چینج کر لیں پھر آپ ریسٹ کرنا"۔۔۔"
اس نے گھمبیر آواز میں کہا اور پاس سے اٹھنا چاہا۔۔۔
نن نہیں آپ مت جائیں "۔۔۔وہ نفی کرتی چہرہ مزید اس کے سینے میں "
گھسیڑ گئی۔۔۔اس کی یہ قربت شاہ کے ضبط پر بھاری ثابت ہو رہی تھی۔۔۔
میں ادھر ہی ہوں۔۔۔ کہیں نہیں جا رہا"۔۔۔۔شاہ نے اس کے سر پر "
نامحسوس انداز میں لب رکھے اور اسے تسلی دیتا اٹھ کر کمرے سے باہر چلا گیا

۔۔۔۔۔

تواماں نے حور کے کپڑے چینج کروا کر اسے سکون سے تکیے پر سلا کر گردن تک کمبل اوڑھایا اور باہر آئیں جہاں وہ کھڑا کسی سوچ میں محو تھا۔۔۔

تمہیں بھی چوٹ لگی ہے دوائی لگوالو بیٹے "۔۔۔"

سکینہ اماں اس لمبے چوڑے مضبوط لڑکے کو دیکھ کر مسکرا کر بولی تو اس نے پلٹ کر دیکھا جہاں وہ بزرگ خاتون ہاتھوں میں دوائیاں والا ڈبہ لیے کھڑی تھی۔۔۔۔

اماں آپ رہنے دیں "۔۔۔شاہ نے اس کو اپنی خدمتوں میں مصروف دیکھ" کر منع کرنا چاہا۔۔۔۔

ماں بھلا اپنے بچے کو زخمی دیکھ کر سکون میں رہ سکتی ہے "۔۔۔وہ محبت سے" بولی تو شاہ کے لبوں کے گوشے مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔۔۔جب سکینہ اماں نے اسے چارپائی پر بیٹھایا اور اس کے زخم پر پڑی کرنے لگی۔۔۔۔

میرے بچے کو بہت محبت ہے اس سے "۔۔۔"

اس کی آواز پر شاہ نے ایک نظر اس کمرے کے دروازے پر ڈالی جہاں اس کی زندگی سانسیں لے رہی تھی۔۔۔۔

بے انتہا"۔۔۔۔وہ ٹرانس کیسی کیفیت میں بولا تھا۔۔۔۔"

جب وہ تمہاری دلہن بن جائے تو میری بہو کو میرے پاس لے آنا"۔۔۔"

اس نے مسکرا کر شاہ سے کہا۔۔تو شاہ نے جھٹکے سے سکینہ اماں کو دیکھا۔۔

اس کی شادی ہے چار دن بعد"۔۔۔وہ ضبط سے بولا۔۔۔ "

وہ اللہ ہے نا۔۔۔وہ شدت سے مانگا ضرور دیتا ہے"۔۔۔اماں نے انگلی" آسمان کی جانب اٹھا کر امید سے کہا۔۔۔

تو شاہ لب بھینچ گیا۔۔۔۔

جب وہ اٹھ کر کمرے میں گئی اور کچھ دیر بعد واپس لوٹی۔۔۔۔

یہ سب کیسے ہوا بیٹا آپ لوگ یہاں کیسے "۔۔۔اماں اس کے لیے کھانا" لے کر آئی اور پاس بیٹھتی استفسار کرنے لگی۔۔۔

شاہ کا دل تو نہیں چاہ رہا تھا مگر اسے انکار کرنا مناسب نا لگا اور پھر دو نوالے کھا کر اماں کو مختصر قصہ سنایا۔۔۔

آپ یہاں اکیلی رہتی ہیں "۔۔۔اس بوڑھی خاتون کو دیکھ جر اس نے پوچھا" ۔۔۔

میرا شوہر حکیم تھا وہ مر گیا ہے۔۔۔ایک بیٹی تھی اسے درندوں نے بے" آبرو کر کے مار دیا"۔۔۔اماں بھیگی آواز میں بولی۔۔۔

تو یہ سن کر شاہ کی تیوری بندھی۔۔۔اس سے پہلے کہ وہ مزید پوچھتا حور کی کراہ نے توجہ کھینچی۔۔۔اس نے کروٹ بدلنے کی کوشش کی تھی کہ پہلو پر لگے زخم میں کھینچاؤ کے باعث تکلیف ہوئی تھی۔۔۔

تو وہ جلدی سے اس کمرے میں گئے۔۔۔شاہ نے حور کا ہاتھ تھاما۔۔۔جو ایک ہاتھ پیٹ پر رکھے رو رہی تھی۔۔۔

درد۔۔۔۔بہت درد ہو رہا"۔۔۔وہ آنکھیں سختی سے میچے بولی تھی"

۔۔۔۔

تو شاہ نے اس کے قریب بیٹھ کر اس کا سر اپنے سینے سے لگا گیا۔۔۔

اب نہیں ہونے دوں گا آپ کو درد"۔۔۔وہ اس کے نازک وجود کو مکمل" اپنے حصار میں کر گیا کہ سکون ملتے ہی اس کی درد میں ڈوبی آواز بند ہوئی تھی اور وہ آرام سے سو گئی۔۔۔

تو سکینہ اماں اور شاہ نے یہ رات حور کی فکر میں جاگتے ایک دوسرے کو اپنے حالات سناتے گزار دی۔۔۔

دن کا اجالا ہر سو پھیل گیا تھا۔۔۔ار باز عالم شاہ اور سکینہ اماں نے حور کی فکر میں رات جاگ کر گزاری تھی۔۔ حور وقفے وقفے سے ڈر اور خوف سے چلانے لگتی تھی پھر شاہ کی موجودگی محسوس کر کے پر سکون ہو جاتی۔۔۔ وہ اس وقت حواسوں میں ہوتی تو کبھی بھی اس کی زیر کر دینے والی بارعب شخصیت کے قریب نا ہوتی۔۔۔اس کی سیاہ آنکھوں میں ہی حور دیکھ کر کنفیوز ہو جایا کرتی تھی تو اس کے قریب ترین تو اس کی روح ہی پرواز کر جاتی تھی۔۔۔

وہ خاموش مزاج اپنی آنکھوں سے ہی مقابل پر اس قدر تاثر چھوڑ دیا کرتا تھا کہ وہ اس کی شخصیت کے بھنور میں خود کو گھم ہوتا محسوس کرتا تھا۔۔۔اور وہ تو پھر نازک تھی۔۔۔وہ کہاں اس کی آنکھوں میں چھایا قہر دیکھ سکتی تھی۔۔۔ وہ تو ناران میں ہوئے اس واقع سے خاصی خائف تھی۔۔۔جب شاہ کا جنونی پن دیکھ کر وہ ہول اٹھی تھی۔۔۔اور اب تو اس کی حالت ہی ایسی تھی۔۔۔تو اب وہ کس قدر گھائل شیر طیش میں ہونا تھا اس سے حور انجان تھی۔۔۔وہ

کسی معصوم بچے کی طرح اس کے ہاتھوں کو سختی سے پکڑے خود میں سمٹی رہی تھی۔۔۔۔

اس واقع نے اس حور شمائل لڑکی کو توڑ کر رکھ دیا تھا اور اس کے ذہن پر اتنا برا اثر چھوڑا تھا کہ وہ نیند میں بھی چلانے لگتی تھی۔۔۔

اور شاہ ساری رات اس کے پاس بیٹھا رہا تھا۔۔۔ سکینہ اماں بھی حور کے ساتھ بیٹھی تسبیح کرتی رہی تھی۔۔۔

اس دوران انہوں نے ارباز عالم شاہ سے اس کے خاندان کا پوچھا تھا اور شاہ نے مختصر بتا دیا تھا۔۔ شاہ نے اماں کو اپنی محبت کے بارے بھی بتایا تھا جسے سن کر اس نے بے ساختہ اللہ سے دعا کی تھی کہ اللہ اس کے نصیب میں حور کو لکھ دے۔۔۔

دن ہوتے ہی شاہ سکینہ اماں کو حور کا خیال رکھنے کا کہہ کر باہر نکلا تھا کہ وہ جانتا تھا اثنان اور اس کے باقی آفیسرز پہنچ چکے ہوں گے اور یقیناً دن کے اجالے کے انتظار میں ہوں گے۔۔۔

شاہ مضبوط چال چلتا گھر سے چند قدم کی دوری پر آیا تھا کہ جب اسے جانی پہچانی آوازیں سنائی دی اور جلد ہی وہ آوازیں قریب تر آتی محسوس ہوئی تھی اس کے ساتھ ہی اثنان اور سبطین کے چہرے واضح ہوئے تھے۔۔۔

شاہ لالے "۔۔۔"

شاہ "۔۔"

وہ دونوں اس کو رف حلیے میں سنجیدہ سا دیکھ کر اس کی جانب بھاگے تھے۔۔۔

تو ٹھیک ہے "۔۔۔"

حور کیسی ہے "۔۔"

حور کہاں ہے "۔۔۔"

اور تمہیں کیا ہوا"۔۔۔"

ان دونوں نے باری باری شاہ کو گلے لگاتے سوالوں کی بوچھاڑ کر ڈالی تھی

۔۔۔

وہ ٹھیک ہیں مگر میں ٹھیک نہیں ہوں"۔۔۔اس کی گھمبیر آواز پر ان"

دونوں نے چونک کر اس خوبصورت مرد کو دیکھا تھا جو کسی کو بھی اپنے پیچھے پاگل کر دینے کی صلاحیت رکھتا تھا۔۔۔اس کی گہری سیاہ خوبصورت آنکھوں میں پھیلی سرخی اس کے رت جگے کی چغلی کھا رہی تھی۔۔۔۔

جہاں سبطین کو فکر لاحق ہوئی تھی وہیں اثنان خاموشی سے اپنے یار کی بات کا مطلب سمجھ کر لب بھینچ گیا تھا۔۔۔

کیا ہوا لالے آپ کو"۔۔۔۔ سبطین نے پریشانی سے پوچھا۔۔۔"

میں ان لوگوں کو ان کی گستاخی کے مرتکب سزا نہیں دے سکا"۔۔۔اس"

کی بھاری آواز گونجی کہ ان دونوں نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔۔

کیا مطلب شاہ۔۔۔ہم دیکھ آئے ہیں ان کی لاشیں اس ایسڈ میں گل سڑ چکی ہیں تو پھر وہ سب کس نے کیا"۔۔۔

اثنان نے اچھنبے سے سوال کیا۔۔۔وہ جانتا تھا کہ اتنی بھیانک موت شاہی اپنے دشمنوں کو دے سکتا تھا۔۔۔

وہ اس سے بھی زیادہ اذیت کے حق دار تھے۔۔۔میں اتنی جلدی ان کو مارنا" نہیں چاہتا تھا۔۔انہیں پل پل تڑپانا چاہتا تھا مگر حور کی حالت کی وجہ سے مجھے انہیں ایک بار درد دینا پڑا اور یہ بات مجھے چین نہیں لینے دے رہی"۔۔۔

وہ سرد آواز میں بولا تھا کہ اس کی بات کا مطلب سمجھ کر یکدم سے سبطین اور اثنان کے وجود میں سرد لہر سی دوڑ گئی۔۔۔مقابل کی دہشت سے وہ باخوبی

واقف تھے۔۔۔کہ ان کو خطرناک انجام دے کر بھی وہ شاہ کو انتقامی آگ میں جلتا دیکھ کر سہم سے گئے تھے۔۔۔

۔۔۔

مجھے اپنی ماں سمجھو میری بچی۔۔۔تم میرے گھر ہو۔۔۔کل شاہ پتر تیری"
طبیعت خرابی کہ وجہ سے یہاں لے آیا تھا اور ابھی وہ باہر گیا ہے"۔۔۔۔وہ
اس کے چہرے سے بال ہٹاتی پیار سے بولی۔۔۔
کہ جبھی اس کی نظر اپنے بازوؤں پر لگی خراشوں پر پڑی تو اس کو یکدم سے خود
سے کراہت سی محسوس ہوئی تھی۔۔۔
اس نے عجیب نظروں سے خود کو دیکھا تھا۔۔۔
اماں نے اس کے چھرے پر پھیلی الجھن دیکھی تھی۔۔۔
تم بالکل ٹھیک ہو بیٹا"۔۔۔۔اماں کی آواز پر حور نے شکر کا سانس بھرا تھا"
۔۔۔

وہ وہ لوگ"۔۔۔اس نے اماں کو دیکھ کر پوچھنا چاہا۔۔۔"

شاہ پترا نہیں انجام تک پہنچا آیا ہے۔۔۔تو فکر نا کر۔۔۔اس نے تیرا بدلہ" اسی وقت لے لیا تھا۔۔۔تیرے معاملے میں وہ بہت جذباتی ہے۔۔۔کچھ بھی کر سکتا ہے۔۔۔مگر تجھے کچھ نہیں ہونے دے گا۔۔۔یہ اس نے کل ثابت کر دیا ہے۔۔جب اس نے تجھے بھی محفوظ رکھا اور ان درندوں کو بھی ان کی نیت کے مطابق عبرتناک موت دی ہے"۔۔۔

وہ اس کے پیارے چہرے کو دیکھتی بولی تھی تو شاہ کے بارے سن کے اس کے دل کی حالت عجیب سی ہوئی تھی۔۔۔کچھ عجیب سا احساس تھا جس سے وہ انجان تھا۔۔۔

اس کے دل میں شاہ کا مقام اس کی عزت اور بڑھ گئی تھی۔۔۔

کیا وہ ادھر ہی ہیں۔۔۔وہ ٹھیک تو ہیں نا"۔۔۔اس نے بے چینی سے پوچھا" ۔۔۔اسے گزشتہ رات کا کچھ پتا نا تھا کہ وہ نیم بیہوشی میں رہی تھی۔۔۔جب

شاہ اس کو سینے سے لگائے بیٹھا رہا تھا اسے اتنا پتا تھا کہ اس کا شاہ لالا اس کے پاس تھا۔۔۔

تجھے ٹھیک دیکھ کر وہ بھی ٹھیک ہے اب"۔۔۔سکینہ اماں مسکرا کر " بولی۔۔۔

میری وجہ سے آپ پریشان ہو گئی نا"۔۔۔حوران کے جھریوں زدہ پر نور" چھرے کو دیکھ کر شرمندہ سی بولی۔۔۔

ماں بیٹیوں کے گھر آنے سے پریشان نہیں بلکہ خوش ہوتی ہے بچے۔۔۔اور تم تو میری شھزادی ہو"۔۔۔۔وہ حور کا شانوں پر پڑا دوپٹہ درست کرتی بولی ۔۔۔

شہزادی"؟۔۔۔حور نے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔"

میری بیٹی تھی بالکل تمہاری طرح اس کا نام شہزادی تھا"۔۔۔وہ افسردہ سی" بولی۔۔۔

اب وہ کہاں ہے"۔۔۔حور نے اماں کے لہجے میں اداسی دیکھ کر پوچھا۔۔۔"

اللہ کے پاس"۔۔۔اماں دوپٹے سے آنسوں صاف کرتی بولی۔۔۔۔"

مگر دوسری بیٹی تو آپ کے پاس ہے نا"۔۔۔اس نے اماں سکینہ کے گلے" لگتے مدھم آواز میں میں کہا تو اس نے حور کو سینے میں بھینچ کر اس کے ماتھے پر بوسہ دیا۔۔۔

گڑیا"۔۔۔۔جبھی سبطین کی آواز پر حور نے چونک کر دیکھا۔۔۔"

سبی لالے آپ"۔۔۔۔حور حیرت اور خوشی کی ملی جلی کیفیت میں بولی" ۔۔۔

تو سبطین کی نظر اس کے چہرے پر پڑی۔۔۔وہ حور کے ماتھے پر پٹی دیکھ کر اور چہرے پر انگلیوں کے نشان دیکھ کر اپنے غصے پر قابو پاتا لب بھینچے اس کے قریب آیا تھا۔۔۔

اب کیسی ہے میری گڑیا"۔۔۔وہ اس کے سر پر ہاتھ رکھتا نرم آواز میں" بولا تو حور نے دکھ سے ڈبڈبائی آنکھوں سے اسے دیکھا۔۔۔

اب ٹھیک ہوں"۔۔۔وہ سوں سوں کرتی بولی۔۔۔"

پیچھے آتے شاہ اور اثنان نے بھی اس کی بھیگی آواز باخوبی سنی تھی۔۔۔

حور کی حالت دیکھ کر وہ دونوں بھی ٹھٹھک گئے تھے۔۔۔

کہ اب جا کر ان کو شاہ کے جزبات یاد آئے تھے۔۔جو نجانے کس طرح خود پر ضبط کیے ہوئے تھا اس کا بس چلتا تو ان کی لاشوں کو بھی تڑپا کر رکھ دیتا۔۔۔

اوراب حور کے چہرے کو دیکھ کران کا دل کر رہا تھا کہ کاش وہ پھر زندہ ہو سکتے اور وہ لوگ ان ایسا حشر کرتے کہ آنے والی صدیوں تک لوگ اس سے عبرت حاصل کرتے۔۔۔

مگراب جیسی موت شاہ ان کو دے آیا تھا اسے بھی سن کر ایک بار روح کانپ اٹھتی تھی۔۔۔

روکیوں رہی ہے میری جنگلی بہن"۔۔۔"

سبطین پاس پڑی کرسی پر جگہ سنبھالے بولا تو حور نے آنسوں روک کر شہد رنگ بڑی بڑی آنکھوں میں حیرت لیے اسے دیکھا۔۔۔

جب بہن جنگل میں ہو تو اسے جنگلی ہی بولوں گا نا"۔۔۔"

سبطین شاہ نے مسکراہٹ دبائے کہا تو یکدم سے حور کی نکرائی ہنسی گونجی ۔۔۔جو اس سے چند قدم کی دوری پر کھڑے وجود کے جلتے دل پر پھوار برسا گئی تھی۔۔۔

اس کا ہر ایک انداز ہی اچھوتا تھا۔۔۔کہ شاہ گہری دلچسپ آنکھوں سے اسے بے خودی میں دیکھے گیا تھا۔۔۔

ہیلو میں بھی یہاں ہوں جنگلی بہن"۔۔۔جبھی اثنان بھی مسکراتا آگے بڑھا" ۔۔۔اور اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔۔تو حور کی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔۔۔ اس نے آنکھوں میں شرارت سموئے سن دونوں کو دیکھا۔۔۔۔

اور آپ لوگ جنگلی بھائی"۔۔۔حور نے بھی بدلہ چکایا تو اثنان اور سبطین کا" چھت پھاڑ قہقہہ گونجا تھا۔۔۔

جبھی اس کی نظر دیوار سے ٹیک لگائے کھڑے مسکراتے شاہ پر پڑی۔۔۔جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔

شاہ لالے آپ ٹھیک ہیں"۔۔۔معاً حور نے حور نے پریشانی سے اسے" دیکھتے پوچھا تو اس نے فقط سر ہلایا۔۔۔

جبکہ اثنان نے شاہ کو آنکھوں ہی آنکھوں میں اشارہ کیا تو شاہ آنکھیں گھما کر رہ گیا۔۔۔

اسے کچھ نہیں ہو سکتا۔۔۔بلکہ اس کی موجودگی میں ہمیں دوسروں کی فکر" کرنی چاہیے"۔۔۔

سبطین مسکرا کر بولا تو شاہ نے گھور کر اسے دیکھا۔۔۔

جبکہ حور اس کے بازو پر لگے خون کو دیکھ کر لب بھینچ کر سر جھکا گئی۔۔۔

تو شاہ نے اس کی سوچ پڑھ کر گہرا سانس بھرا۔۔۔

جبھی سبطین کے پوچھنے پر حور مسکرا کر ان کا تعارف اماں سکینہ سے کروانے لگی۔۔۔

کچھ دیر اماں سے حال احوال دریافت کرتے اور ان کا شکریہ ادا کرنے کر بعد وہ جانے کے لیے تیار تھے۔۔۔

سبطین اور اثنان اماں سے مل کر ایک بار اس گھر کی جانب بڑھے تھے کہ اگر ان کے کوئی آدمی آئے ہوں گے تو انہیں بھی ابدی نیند سلانا ضروری تھی

۔۔۔

جبکہ شاہ اور حور ابھی اماں کے پاس ہی تھے۔۔۔

اماں نے ان چاروں کو ناشتے کا کہا تھا مگر انہوں نے انکار کر دیا تو حور کو زبردستی تھوڑا سا کھلا کر اسے دوائی دی تھی۔۔۔

ان کے بعد شاہ اور حور بھی جانے کے لیے تیار تھے۔۔۔کہ

جبھی اماں حور کے وجود پر چھوٹا سا دوپٹہ دیکھ کر شاہ کی پریشانی بھانپ کر دوسرے کمرے میں پڑے صندوق سے چادر لے آئی تھی اور اسے حور کے گرد۔لپیٹا تو شاہ کے تاثرات نارمل ہوئے تھے۔۔۔اس نے شکر گزار نظروں سے اماں کو دیکھا تھا۔۔۔

وہ شخص حور کے لیے جس قدر جنونی تھا اور اس کی عزت کی حفاظت کرنا فرض سمجھتا تھا کہ یہ سب دیکھ کر اماں کو اس جوان پر بے ساختہ پیار آیا تھا

۔۔۔

میں اپنے بچوں کا انتظار کروں گی۔۔۔اپنی ماں کو بھول مت جانا"۔۔۔"

اماں دونوں کے صدقے اتارتی بولی تو شاہ اور حور نے مسکرا کر بزرگ خاتون کو دیکھا تھا۔۔۔جس کے چہرے پر ان کے جانے کا سن کر اداسی در آئی تھی

۔۔۔

اماں آپ ہمارے ساتھ چلیں"۔۔۔ تبھی حور نے کہا تو اماں فوراً سے انکار" کر گئی۔۔۔

تم دونوں شادی کے بعد مجھ سے ملنے آنا"۔۔۔"

وہ حور کو پیار کرتی بولی تو حور مسکرا کر سر جھکا گئی جبکہ اماں کی بات کا مطلب سمجھ کر شاہ کے دل میں ہوک سی اٹھی تھی۔۔۔۔

اپنا خیال رکھیے گا بہت جلد آپ سے ملنے آؤں گا"۔۔۔"

وہ اماں کے سامنے سر جھکا کر سر پر پیار لیتا گھمبیر آواز میں بولا۔۔۔۔

تو اماں نے اس کے سر پر پیار کیے اس کے شانے پر ہاتھ پھیر کر ڈھیروں دعاؤں سے نوازا تھا۔۔۔

مم میں چل نہیں پاؤں گی"۔۔۔ جبھی حور نے اپنے زخم کی وجہ سے اپنی" پریشانی بتائی۔۔۔

تو آپ کو چلنے کا کس نے کہا ہے"۔۔۔شاہ نے گہری نظروں سے دیکھا تو"
حور کی نظروں میں الجھن ابھری۔۔۔

جبھی شاہ نے جھک کر اسے اپنی باہوں میں بھرا تھا کہ ایک پل کے لیے حور
گڑ بڑا سی گئی مگر اس کے سوا کوئی چارا بھی نا تھا تو وہ شرمندہ سی سر جھکا گئی تو
اس کے سرخ چہرے کو دیکھ اماں سکینہ اور شاہ نے مسکراہٹ دبائی۔۔۔۔

تمہارے پہلے بچے کا نام میں رکھوں گی"۔۔۔انہیں دروازے تک"
چھوڑتے اماں سکینہ نے شاہ سے کہا تو اس نے نظر بھر کر اپنی باہوں میں مقید
اس وجود کو دیکھا تھا۔۔۔جو اس کے جزبات سے بالکل انجان تھی۔۔۔

... اللہ حافظ"۔۔۔جبھی شاہ نے سنجیدگی سے کہا"

اللہ کی امان میں "۔۔۔تو اماں نے دونوں سے کہا اور وہ حور کو لیے آگے "
چل دیا۔۔۔

جبکہ حور لرزتی پلکوں سے یک ٹک اس کے چہرے کو دیکھے گئ۔۔۔اور شاہ
اس کی نظریں اپنے چہرے پر محسوس کرتے آگے بڑھتا جا رہا تھا۔۔۔

آپ کے دوسرے بچے کا نام میں رکھوں گی "۔۔۔کچھ دیر بعد حور نے "
سنجیدگی سے کہا۔۔۔کہ شاہ نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔۔جو شہد رنگ
بڑی بڑی آنکھوں میں امید لیے بولی تھی۔۔۔تو اس کے دل نے بیٹ مس
کی تھی۔۔۔یہ لڑکی اس کی زندگی سے بھی زیادہ اہم ہو گئ تھی۔۔۔

وہ میری روح کی چادر میں آ کے چھپ گیا ایسے کہ

روح نکلے تو وہ نکلے _____ وہ نکلے تو روح نکلے

شاہ نے بچے کے نام پر ایک غائر نگاہ اس پر ڈالے رخ سامنے کر لیا۔۔

سارے بچوں کے نام آپ رکھ لیجیے گا سوائے پہلے کے کہ وہ اماں رکھیں"

گی"۔۔۔شاہ نے گھمبیر آواز میں معنی خیزی سے کہا تھا تو حور کی آنکھیں چمکیں۔۔۔

کیا آپ کی بیوی مان جائے گی"۔۔۔اس کے شانے کے گرد ہاتھ جمائے وہ" سوالیہ بولی۔۔۔

میں منالوں گا انہیں"۔۔۔شاہ نے گھمبیر آواز میں کہا تو حور کا چہرہ کھل اٹھا" تھا۔۔۔

آپ کو درد تو نہیں ہو رہا"۔۔۔معاً اس نے ایک نظر اس پر ڈالے پوچھا"

۔۔۔

نہیں۔۔۔آپ مجھے محسوس ہی نہیں ہونے دے رہے"۔۔۔وہ مسکرا کر"
بولتی اس کے سینے پر سر ٹکا گئی۔۔۔
اور وہ اس نازک وجود کو دیکھ کر اپنے جزبات پر ضبط کرتا رہ گیا۔۔۔

وہ گاڑی سے کچھ دور ہی تھے کہ جب بابر اور فخر دو آدمیوں کو گاڑی کے
قریب ہی دبوچے کھڑے تھے۔۔۔
ان کے ہاتھ اور منہ بندھا تھا جبکہ چہرے پر مار کے نشان واضح تھے جنہیں
دیکھ کر شاہ کو اندازہ ہو گیا تھا کہ یہ بھی کال کے آدمی تھے۔۔۔
معاً شاہ کو دیکھ کر وہ دونوں الرٹ ہوئے تھے۔۔۔اور بابر اس کے قریب آیا

سر آپ ٹھیک ہیں"۔۔۔"

توشاہ نے فقط سر ہلایا تھا جبھی بابر نے گاڑی کا دروازہ کھولا تھا اور شاہ نے احتیاط سے حور کو پیچھے سیٹ پر بٹھایا تھا۔۔۔اور پھر بابر کے ساتھ اس جانب بڑھا۔۔۔

جہاں فخر دو لوگوں کو دبوچے کھڑا تھا۔۔۔

جبھی اس کے اشارے پر وہ انہیں گردن سے پکڑے جنگل کے اندر لے گیا ۔۔۔

حور جو یہ سب دیکھ رہی تھی کہ ان سب کو اس جانب جاتا دیکھ کر آنکھیں موند گئی۔۔۔

وہ جانتی تھی کہ اب شاہ ان کے ساتھ کیا کرنے والا تھا۔۔۔

کچھ دیر بعد وہ تینوں واپس آتے دیکھے تھے۔۔۔تب تک سبطین اور اثنان بھی وہاں پہنچ آئے تھے۔۔۔وہ شاہ کو کچھ ضروری معلومات دے رہے تھے ۔۔۔

کہ جب فخر کا فون رنگ ہوا اور وہ ان سے کچھ فاصلے پر کھڑا فون سننے لگا۔۔۔

فخر کچھ پتا چلا"۔۔۔مقابل کی اضطراریت میں ڈوبی آواز سپیکر سے گونجی"

۔۔۔۔

جی سر۔۔۔شاہ سر اور میڈم بالکل ٹھیک ہیں"۔۔۔"

فخر نے مقابل کو بتایا تو اس کچھ سکون پہنچا تھا۔۔۔

کہ وہ جو اس کے لیے فکر مند تھا جب سے اسے سعد سے حور کی بابت پتا چلا تھا تو اس کی حالت یکدم سے خراب پڑی تھی مگر شاہ کا سوچ کر اسے تسلی تھی کہ وہ جو عشق کرتا تھا وہ کیسے اسے ان درندوں میں پھنسا رہنے دے سکتا تھا۔۔۔ اس کی دہشت سے تو وہ بھی خوف کھاتا تھا۔۔۔

لگتا ہے جانے کا دن قریب آ گیا ہے۔"۔۔وہ بڑبڑایا تھا اور تلخی بھری مسکراہٹ لبوں پر در آئی تھی۔۔اور وہ سر سیٹ سے لگائے آنکھیں موند گیا

۔۔۔

ضروری نہیں جسے چاہا جائے وہ مل جائے۔۔۔کچھ چاہتیں لاحاصل ہی رہیں تو اچھا ہوتا ہے"۔۔۔

۔۔۔

تیمور"۔۔۔کہ شہاب کی غصے بھی آواز گونجی۔۔۔"

بس۔۔۔اس سب میں آپ نے ہی مجھے ڈالا ہے۔۔۔اور اب آپ ہی مجھے "
میری طلب فراہم کریں گے"۔۔۔وہ نیلی آنکھوں میں سرد تاثر لیے بولا
۔۔۔

اگر ارباز کو پتا چل گیا تو___"۔۔۔اس گویا عذر پیش کیا۔۔۔"

مجھے نہیں پرواہ"۔۔۔وہ سخت آواز میں بولا تھا تو اس کے انداز میں باغی"
پن دیکھ کر شہاب گہرا مسکرایا تھا۔۔۔
حور کو پتا چلا تو"۔۔۔اس نے پھر سے پوچھا۔۔"

وہ آپ مجھ پر چھوڑ دیں اسے میں دیکھ لوں گا۔۔۔آپ بس میری مجبوری"
دیکھیں"۔۔۔وہ کچھ سوچ کر بولا۔۔

گھر والے بے دخل کر دیں گے "۔۔۔اس نے ایک اور تیر پھینکا۔۔۔"

مجھے کچھ نہیں چاہیے سوائے گلشن آرا اور اس سفوف کے۔۔۔جو میری"

زندگی کے لیے ضروری ہے۔۔۔ورنہ میں مر جاؤں گا"۔۔۔۔وہ غصے سے

بولا تھا۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔۔دونوں تمہیں مل جائیں گے اور اس کے لیے تمہیں میرے"

ساتھ کام کرنا ہو گا"۔۔۔وہ اس کے چہرے کو جانچتی نظروں سے دیکھتا بولا

۔۔۔

میں تیار ہوں"۔۔۔۔اس نے فوراً سے ہامی بھری۔۔۔"

کام تو جان لو"۔۔۔شہاب نے کہا۔۔۔"

میں جان گیا ہوں۔۔۔یہی ڈر گزکا ہی"۔۔۔وہ لاپرواہی سے بولا۔۔۔"

نہیں کچھ اور بھی ہے جہاں تمہیں روزنت نئی لڑکیاں ملیں گی"۔۔۔وہ"
شیطانی مسکراہٹ لیے بولا۔۔

!!مطلب۔۔۔۔

مطلب یہ کہ میں سمگلنگ کرتا ہوں"۔۔۔شہاب شاہ نے اس پر ب+م"
پھوڑا تھا کہ وہ حیراں رہ گیا تھا۔۔۔
ہر رات ایک نئی لڑکی۔۔۔ من پسند نشہ"۔۔۔وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ"
کر شاطرانہ بولا تھا۔۔۔۔

کہ یکدم سے تیمور کی آنکھیں چمکیں تھیں۔۔۔
مجھے منظور ہے"۔۔۔وہ جھٹ سے مان گیا۔۔۔"

آج سے تم میرے لیے کام کرو گے۔۔۔ تمہاری صورت ہی ایسی ہے کہ "
لڑکیاں خوشی خوشی تم پر جان واریں گی"۔۔۔وہ پراسرار سا بولا تھا۔۔۔
شہاب اس کی خوبصورتی کو آڑ بنا کر لڑکیوں کو ٹریپ کرنا چاہتا تھا۔۔۔
کافی دیر تک وہ تیمور کو اپنے کام کے بارے سمجھاتا رہا تھا جسے وہ پورے دل و جان سے متوجہ ہو کر سن رہا تھا۔۔۔

وہ ساری رات پریشان رہی تھی۔۔۔ کھانا کھانے کے بعد اس نے برتن وہیں چھوڑے اور جلدی سے دروازے کی جانب آئی مگر وہ لاکڈ تھا تو ایلی یہ دیکھ کر پیچ و تاب کھا کر رہ گئی۔۔۔
کافی دیر انتظار کے بعد جب وہ نا آیا تو وہ بیڈ پر نیم دراز ہو گئی۔۔۔
ایک انجان جگہ کسی نامحرم کے گھر میں اس کے کمرے میں اس نے وہ رات ڈرتے ڈرتے سوئی جاگی کیفیت میں گزاری تھی۔۔۔اسے اپنے ماں بابا کہ جانب سے فکر ہو رہی تھی۔۔۔ مگر وہ چاہ کر بھی کچھ نہیں کر سکتی تھی۔۔۔

رات تو جیسے تیسے اس نے گزار لی تھی پر اب اس کی بس ہو گئی تھی۔۔۔کہ دن کے دس بج رہے تھے اور وہ یوں ہی بند تھی۔۔۔جیسے کوئی بھیڑ بکری ہو

۔۔۔

اسے خود کی حالت پر رونا آیا تھا۔۔۔

کس قدر ظالم جابر بے حس انسان ہے یہ۔۔۔شکل سے کتنا شریف لگتا ہے" مگر اس کے اعمال کتنے برے ہیں"۔۔۔وہ سوں سوں کرتی بولی۔۔۔ایلی غم وغصّے میں بھری بیڈ پر بیٹھی سر گھٹنوں پر ٹکائے ٹانگوں کے گرد بازو لپیٹے مقابل کی موجودگی سے انجان تھی جو پچھلے پانچ منٹ سے کمرے میں موجود دیوار سے ٹیک لگائے بلیو جینز پر وائٹ شرٹ زیب تن کیے بال جیل سے سیٹ کیے خوبصورت نقوش کا حامل گہری سیاہ آنکھوں میں چمک لیے اس

کے نازک وجود کو ہچکولے کھاتا دیکھ رہا تھا۔۔۔کہ اس کی غصے بھری آواز پر مقابل نے مسکراہٹ دبائی۔۔۔

اپنے اعمالوں پر بھی نظر ثانی کر لیں تو دل و دماغ میں کچھ ٹھنڈ واقع ہو گی""

۔۔۔اس کی گھمبیر تا آواز پر ایلی نے جھٹکے سے سر اٹھا کر دیکھا تو اسے کمرے میں دیکھ کر وہ پل بھر کے لیے حیران ہوئی۔۔۔پھر آنکھوں میں نفرت کے شرارے پھوٹ پڑے۔۔۔۔

آخر کب تک مجھے یہاں بند رکھو گے"۔۔۔معاً وہ زخمی شیرنی بنی غرائی"

۔۔۔۔

جب تک میرا دل چاہے گا"۔۔۔اس کا اطمینان میں ڈوبا جواب اسے سلگا" گیا تھا کہ وہ گرے سرخ روئی روئی آنکھوں سے اسے گھورتی اپنی جگہ سے اٹھی۔۔۔

میں کھلونا نہیں ہوں ایک جیتی جاگتی انسان ہوں"۔۔وہ ہاتھوں کی مٹھیاں" بھینچ کر شعلہ جوالہ بنی پھنکاری۔۔۔۔

بے شک آپ انسان ہیں۔۔ لیکن آپ میری تابع ہیں۔۔۔یہ ذہن میں" بیٹھالیں"۔۔۔

وہ اس کے وجود پر گہری نگاہ ڈالے سنجیدگی سے بولا۔۔۔

جب میرا تم سے رشتہ ہی نہیں تو کیوں یہ گناہ کر رہے"۔۔۔وہ اس کے" اطمینان میں رتی برابر بھی فرق نا آتے دیکھ تاسف سے بولی۔۔۔

ثواب کمارہا ہوں یہ آپ نہیں سمجھیں گی"۔۔۔وہ گہرا سانس بھر کر بولا" ۔۔۔تو ایلی نے اچھنبے سے اسے دیکھا۔۔۔

یہ کیسا ثواب ہے"۔۔۔وہ حیرتوں میں ڈوبی بولی۔۔۔"

اگر آپ اس ثواب کے بارے جاننا چاہتی ہیں تو میرے قریب آئیں۔۔۔"

اس سے آپ کو بھی ثواب ملے گا"۔۔۔وہ اس کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر مسکراہٹ دبائے بولا۔۔۔

گناہ کو ثواب کہنے سے آپ کا گناہ چھپ نہیں جائے گا"۔۔۔وہ تڑخ کر" بولی۔۔۔جبکہ دل ہی دل میں اسے ڈھیٹ جیسے القاب سے نواز چکی تھی۔۔۔

ٹھیک ہے تو میری طرف سے توبہ آپ کر لیں پر میں یہ ثواب کمانا چاہتا" ہوں۔۔۔قریب آیئے"۔۔۔وہ دلکش مسکراہٹ لیے بولا۔۔۔

میں کیوں کروں توبہ"۔۔۔اس کا دل کر رہا تھا وہ عباس شاہ کی یہ ساحرانہ" آنکھیں نوچ لے جن سے وہ اسے مسلسل پزل کر رہا تھا۔۔۔

کیوں کہ یہ ثواب کمانے پر آپ مجھے مجبور کر چکی ہیں"۔۔۔وہ بھاری آواز میں بولا تھا۔۔۔

نیت آپ کی خراب تھی جو مجھے یہاں اٹھا کر لے آئے"۔۔۔وہ اس کو گویا کبیرہ گناہ یاد کروا گئی۔۔۔

نیت تو اب بھی خراب ہے۔۔۔آپ کی ٹھوڑی کا تل مجھے اپنی جانب بلا رہا ہے"۔۔۔

وہ اس کے چہرے پر نگاہیں جمائے بوجھل لہجے میں بولا۔۔۔۔

اور آپ کے یہ لب مجھے اپیل کر رہے ہیں کہ میں ایک بار چھو کر ان کو سراہوں۔۔۔ان لبوں کو پی کر مدہوش ہو جاؤں"۔۔۔۔

اور یہ وجود۔۔۔۔یہ مجھ سے لپٹنے کو بے تاب ہے تو ان کی خواہش پوری کرنا ثواب کا کام ہے"۔۔۔

وہ اس کی جانب بڑھتا بولا کہ ایلی بوکھلاہٹ زدہ ہوئی۔۔۔

مائی فٹ۔۔۔ پنج انسان دور رہو مجھ سے "۔۔۔۔"

وہ اس کی باتوں پر لرز اٹھی تھی۔۔۔ کہ جبھی اس کی بے باکی پر گھر کی۔۔۔۔ تو وہ جو اسے تنگ کر رہا تھا کہ اس کی بد تمیزی پر بے ساختہ عباس شاہ کے چہرے پر ناگواری چھائی۔۔۔ اور آنکھوں میں سرد جمود امڈ آیا تھا۔۔۔

آپ میری تنبیہ کو بھول کر اپنے لیے مشکل کھڑی کر رہی ہیں "

!! لیڈی "۔۔۔

میں چپ ہوا سے میرا ظرف سمجھیں کمزوری نہیں۔۔۔ اگر یہ ظرف ٹوٹا تو "

پھر آپ کی کوئی التجا کوئی واسطہ خاطر میں نہیں آئے گا۔۔۔ اور ان الفاظ کی

سنگینگی کا انجام آپ کا یہ وجود بھگتے گا اور پھر نہ آپکے یہ فٹ رہیں گے اور نہ زبان"۔۔۔

وہ سرد لہجے میں نیچی آواز میں دھاڑا تھا۔۔۔کہ ایلی نے اس کے غصے سے خائف ہوتے گہرا گھونٹ بھرتے دہشت زدہ نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔جو اس کو آنکھوں سے ہی زیر کرنے پر تلا تھا۔۔۔

یہ کپڑے پہن کر باھر آئیں۔۔۔انتظار کر رہا"۔۔۔۔"

وہ صوفے پر پڑے بیگ کی جانب اشارہ کرتا تحکمانہ گویا ہوتا اس کو کٹیلی نظروں سے دیکھتا باہر چلا گیا۔۔۔۔

ایلی نے شرارے بھری نظروں سے اس بیگ کو دیکھا تھا۔۔۔اس کا دل تو نہیں چاہا رہا تھا پر کل سے وہ اس لباس میں ملبوس تھی۔۔۔اس لیے وہ بھی

چینج کرنا چاہا رہی تھی۔۔اس نے آگے آکر بیگ اٹھایا اور اس میں سے ڈریس نکالا۔۔۔مگر یہ کیا سفید اور جامنی رنگ کے ٹراؤزر، لونگ شرٹ اور اورنج و جامنی کے امتزاج کا دوپٹہ ساتھ دیکھ کر اس کی آنکھیں پھیلیں تھیں۔۔۔

اس نے کبھی پاکستانی ڈریس زیب تن نا کیا تھا۔۔۔بلکہ اسے تو نفرت تھی ان ڈریسز سے۔۔۔اس کو لگتا تھا کہ اگر وہ پہنے گی تو اس کا دم گھٹ جائے گا۔۔۔ اور اب تو فقط دیکھ کر ہی اس کی آنکھیں باہر ابلنے لگی تھیں۔۔۔پہن کر تو اس نے بیہوش ہو جانا تھا۔۔۔ایلی نے جھرجھری سی لی۔۔۔یکدم سے ماتھے پر بل پڑے تھے۔۔۔۔

یہ کیا بکواس ہے"۔۔وہ ایک ہاتھ میں دوپٹہ اٹھا کر ایکدم سے چلائی"

۔۔۔۔

عباس شاہ جو باہر لاونج میں بیٹھا اسی کے ری ایکشن کا منتظر تھا کہ اس کی غراہٹ پر مسکراہٹ دبائی۔۔۔

یہی بکواس آپ پہن کر باہر آسکتی ہیں ورنہ بھول جائیں اس کمرے سے باہر "
کی دنیا"۔۔۔

وہ سرد آواز میں دوٹوک بولتا ایلی کے تمام الفاظوں کو گویا زنجیر پہنا گیا تھا
۔۔۔کہ اگر وہ منہ کھولتی تو وہ اس کا باہر نکلنا بھی بند کر دیتا۔۔۔

اللہ یہ کیا بلا ہے اسے میری ہر بات سنائی دے جاتی ہے "۔۔وہ اپنے بال پکڑ "
کر نیچی آواز میں چلائی۔۔۔اور غصے سے دروازے کی جانب گھورا تھا گویا
عباس شاہ کو گھورا ہو۔۔۔

ہری اپ۔۔۔ نہیں تو آج کھانے کو کچھ نہیں ملے گا"۔۔۔"
وہ شاید اس کی عادتوں سے واقف تھا جبھی تنبیہ بولا تھا۔۔۔
غریب شخص"۔۔۔"

بقول اس کے یہ غریبوں والی ڈریسنگ تھی۔۔۔اس کی بھنبھناہٹ بھی اس قدر اونچی تھی کہ عباس شاہ نے باخوبی سن کر دائیں ائیبرو اچکائی۔۔۔ ریئلی"۔۔۔اس کے لب بے آواز ہلے تھے۔۔۔"

جبکہ ایلی نے غم و غصّے سے پاگل ہوتے دائیں ہاتھ کی چار انگلیوں سے اپنا ماتھا تھپکا اور پھر شعلہ جوالہ بنی وہ بیگ لے کر ڈریسنگ روم بند ہو گئی۔۔۔

وہ اس ڈریس میں الجھتی ہوئی ڈریسنگ روم سے باہر آتی ہاتھ میں پکڑا دوپٹہ صوفے پر پھینکے آئینے کے سامنے آن کھڑی ہوئی تھی۔۔۔ اور غصے بھری نظروں سے اس ڈریس کو خود پر مرر میں دیکھا تھا۔۔۔ مگر لمحے میں اس کی آنکھوں میں ستائش کا تاثر ابھرا تھا۔۔۔ کہ وہ یک ٹک خود کو آئینے میں دیکھے گئی۔۔۔

یہ ڈریس اس کے نازک سراپے پر جچتا اس کی دلکشی میں بے پناہ اضافہ کر گیا تھا۔۔۔

لئر کٹ بال بے ترتیب سے شانے پر بکھرے تھے۔۔۔ قیامت خیز سراپا میں وہ خود کو ڈھکہ چھپا بے تحاشہ حسین لگتا دیکھ کر حیران تھی۔۔۔اسے بالکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ یہ ڈریس اس پر اتنا خوبصورت لگے گا۔۔۔

برف کی مانند سفید رنگت کھل اٹھی تھی۔۔۔ جبکہ گرے آنکھوں میں پھیلی سرخی اور گالوں کی لالی اس کے حسن میں چار چاند لگا گئی تھی۔۔۔

مگر یہ ڈریس اسے کب پسند تھا یہ۔ تو اس غریب شخص کی پسند تھی تو ایلی کا غصہ کہاں ختم ہونا تھا۔۔ وہ پھر لال بھبھوکا ہوئی تھی اور سپاٹ تاثرات سے بالوں میں برش کر کے زور سے ڈریسنگ پر پٹخ کر تن فن کرتی باہر نکلی تھی

۔۔۔

اسے اپنی دلکشی و حسن سے کوئی لینا دینا تھا۔۔۔وہ گویا جلتے کوئلوں پر سلگ رہی تھی۔۔۔ جبھی تو اس کی گرے آنکھوں میں سرخی ایک پل کے لیے بھی غائب نا ہوئی تھی اور یہ سرخی عباس شاہ کے چین کو غارت کر گئی تھی۔۔۔

کہ وہ مضبوط مرد اس لڑکی کو دیکھ کر سب کچھ بھول جایا کرتا تھا۔۔۔

!! وہ ایک جادوئی حسینہ تھی۔۔۔

اس نے دروازہ کھول کر باہر قدم رکھا تھا۔۔۔تو بے تاثر نظروں سے اس گھر کا جائزہ لیا۔۔اس کے کمرے کے ساتھ ہی ایک اور روم تھا۔۔اور اس کے سامنے بڑا سا لاونج تھا اور اس میں ہی اوپن طرز کا بنا کیچن تھا۔۔۔ جہاں وہ کھڑا بڑی مہارت سے سبزیاں کاٹ رہا تھا۔۔۔

ایلی بھینچے جبڑوں سے ایک ہاتھ بالوں میں پھیر کر اس کی جانب بڑھی۔۔۔

اس کے قدموں کی آہٹ پر عباس شاہ نے زراسا گردن موڑ کر دیکھا تھا اور پھر اس حسن کی مورتی کو دیکھتا ہی رہ گیا۔۔۔اس کے پسندیدہ ڈریس میں وہ آتش فشاں بنی اسے سلگا گئی تھی۔۔۔کہ یکدم سے اس کی تمام حساسیت تھم سی گئی تھی۔۔۔اور کالی سیاہ آنکھوں میں چمک ابھری تھی۔۔۔۔

اس کے نازک سراپے کو دیکھ کر اس کے سینے میں جزبات کا طوفان سا اٹھنے لگا تھا۔۔۔اور دل کی دھڑکن معمول سے بڑھ گئی تھی۔۔۔

جبکہ وہ اس کی نگاہوں سے انجان سنجیدہ سی دائیں بائیں آنکھیں گھماتی کیچن کا جائزہ لے رہی تھی۔۔۔اس کے تاثرات بتا رہے تھے کہ اسے یہ کیچن بہت اچھا لگا تھا۔۔۔

مجھے گھر جانا ہے"۔۔۔۔معاً اس نے نظریں پھیر کر اس خوبصورت مرد پر" مرکوز کیے کہا۔۔۔تو وہ جو پوری دلجمعی سے اسے دیکھ رہا تھا کہ اس کی آواز پر اس کا فسوں ٹوٹا تھا۔۔۔اور ماتھے پر شکنوں کا جال پڑا تھا۔۔۔

کیا کہا"۔۔۔اس نے سختی سے سوال کرتے دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر"

جھٹکے سے ایلی کو بازو سے پکڑ کر اپنے قریب کھینچا تھا کہ وہ ایکدم سے لہرا کر اس کے سینے سے آن لگی تو عباس شاہ نے ایک ہاتھ اس کی کمر میں ڈال کر مزید خود میں بھینچا تھا کہ اس اچانک ہوئی افتاد اور عباس شاہ کا حدرت بھرا لمس پشت پر محسوس کر کے اس نے حیرت سے اسے دیکھا تھا۔۔۔اس کی آنکھوں سے چھلکتے تقاضوں کو دیکھ کر اس کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ سی دوڑ گئی۔۔۔۔

گھر جانا"۔۔۔وہ اس کے سوال کے جواب میں اس کے بازوؤں کی قید میں" مزاحمت کرتی دانت کچکچاتی بولی۔۔۔۔

آپ کو یہ خوش فہمی کیوں لاحق ہو گئی کہ میں اتنی جلدی آپ کی جان چھوڑ" دوں گا"۔۔۔

معاً وہ اس کی مزاحمت کی پرواہ کیے بغیر اس کی گردن کی ہڈی بیوٹی بون کو سہلاتا بوجھل لہجے میں بول کر ایلی کی روح فنا کر گیا تھا۔۔۔کہ اس کا لمس اور اس کی آواز میں بھرے جادو پر وہ روہانسی ہوا ٹھی تھی۔۔۔

اس نے لب بھینچ کر اس کی سیاہ آنکھوں میں دیکھا تھا۔۔۔تو عباس شاہ نے ہلکا سا مسکرا کر اس کی پلکوں پر پھونک ماری۔۔۔بے ساختہ ایلی نے آنکھیں موندی تھیں اس کی سانسوں کی تپش سے یکلخت اس کا چہرہ قندھاری ہوا تھا کہ جبھی وہ مسکرا کر بڑی اچانک سے ایک ہاتھ اس کی کمر کے گرد مضبوطی سے لپیٹ کر دوسرا ہاتھ اس کے بالوں میں الجھا کر جھٹکے سے پیچھے کرتا اس کی شفاف صراحی دار گردن پر جھکا تھا کہ اس اچانک ہوئی کاروائی پر ایلی کے منہ سے سسکی سی نکلی تھی۔۔۔

بر محل اس نے ہاتھ عباس شاہ کے مضبوط سینے پر رکھتے دور کرنا چاہا مگر وہ اس کو مزید خود سے قریب کرتا جا بجا اس کی گردن اپنے لمس سے مہکاتا چلا گیا

کہ اس کے سراسر تے سلگتے لمس پر ایلی کی دھڑکنوں میں بھونچال سا برپا پرا تھا۔۔۔اور سانسیں سینے میں الجھنے لگیں تھیں۔۔۔۔

چھوڑو مجھے۔۔۔دور ہو"۔۔۔وہ اس کی داڑھی کی چھبن پر ادھ موئی ہوتی" بمشکل بولی۔۔۔۔

جبکہ وہ تو جیسے اس کے وجود میں خود کو گم ہوتا محسوس کرتا اس کی قربت میں دنیا بھول گیا تھا۔۔۔اس کے انداز میں اس قدر شدت تھی کہ ایلی کی آنکھوں میں نمی تر آئی تھی۔۔۔تو ٹانگوں میں جیسے سکت ختم ہوئی تھی اس سے پہلے کی وہ گرتی عباس شاہ اس پر گرفت مزید مضبوط کر گیا تھا۔۔۔

وہ اس کی باہوں میں کھڑی تھی اور وہ اس پر جھکا اپنے انداز سے اس کی تعریف کر رہا تھا۔۔۔

آپ کو چھوڑ دوں تو خود کہاں جاؤں "۔۔۔ جبھی وہ اس کی گردن پر بائٹ " کرتا مخمور لہجے میں بولا تھا کہ ایلی خود میں سمٹی تھی۔۔۔ تو وہ اس کی گردن میں گہرا سانس بھر کر اس کی خوشبو سینے میں اتارتا دور ہوا تھا۔۔۔

معاً گرفت ڈھیلی محسوس کر کے وہ پھرتی سے اس کی باہوں سے نکل کر فاصلے پر کھڑی ہوتی کٹیلی نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔۔۔

تم ایک بھیڑیے ہو "۔۔۔ وہ گہرے گہرے سانس بھرتی نین کٹوروں میں " پانی لیے سختی سے بولی۔۔۔

تو عباس شاہ نے سینے پر بازو باندھ کر بڑے استحقاق سے اس کے بکھرے سراپے کو دیکھا تھا۔۔۔ جو اس کی گستاخیوں سے سرخ ہوئی کھڑی پہلے سے بھی زیادہ خوبصورت لگ رہی تھی۔۔۔

مجبور کرتی ہیں بننے پر ورنہ مجھ سے زیادہ شریف کوئی نہیں"۔۔۔عباس شاہ"
آنکھوں میں شرارت لیے بولا تو ایلی کی آنکھیں پھیلیں۔۔۔
شریف"۔۔۔۔وہ تقریباً چیخی تھی۔۔۔"

ایسے شعلہ جوالہ بن کر سامنے آئیں گی تو شریفوں کا بہکنا تو بنتا ہے"۔۔۔"
وہ بھاری لہجے میں بولا تھا کہ ایلی صبر کے گھونٹ بھر کر نفرت بھری نظروں
سے اسے دیکھتی رہ گئی۔۔۔

دوپٹہ پہنے ورنہ مجھ سے گلہ مت کریے گا"۔۔۔وہ جو اس کے تاثرات دیکھ"
کر اسے وارننگ دے گیا تھا کہ ایلی نے اچھنبے سے اسے دیکھا۔۔۔

آپ مجھے بہکا رہی ہیں۔۔۔اور میں بہک رہا ہوں"۔۔۔اب کے اس نے" ازلی انداز میں کہتے اس کی حیرت دور کرتے رخ موڑا اور اپنے کام میں مصروف ہوا۔۔۔۔

کیا مطلب"۔۔۔اس نے ایک نظر اپنے سراپے پر ڈال کر الجھتے" پوچھا۔۔۔

جو کف کہنیوں تک فولڈ کیے ترچھا سا کھڑا اس کی جان اپنی مٹھی میں قید کیے ہوئے تھا۔۔۔

مطلب یہ کہ دوپٹہ پہنا کریں۔۔۔جب نکاح کر لیں گی تو پھر بھلے کھلے عام" دعوت دینا"۔۔۔وہ اسے دیکھے بغیر کٹنگ بورڈ پر تیز تیز ہاتھ چلاتا سادہ سے لہجے میں بولا تھا۔۔۔

مگر ایلی کو تو طنز کا نشتر جا لگا تھا۔۔۔کہ اس نے تو آج تک دوپٹہ نہیں پہنا تھا وہ تو فٹنگ والی شرٹ میں ملبوس رہتی تھی۔۔۔

اس کا مطلب وہ ہر وقت کھلے عام دعوت دیتی تھی۔۔۔کیونکہ وہ ڈوپٹے کے بغیر ہوتی تھی۔۔۔احساس توہین سے اس کا چہرہ سرخ پڑا تھا۔۔۔اور ماتھے پر ایک ننھا سا بل پڑا ساتھ ہی چہرے کے نقوش تنے تھے۔۔۔

کہ وہ اس کی ذات کی کیسے دھجیاں اڑا گیا تھا۔۔۔ایلی کے تو سر پر لگی اور تلوؤں پر بجھی۔۔۔۔

یو؛منہ بند رکھو اپنا۔۔۔میں تم سے پوچھ کر اپنی ڈریسنگ نہیں کروں گی"

"۔۔۔۔وہ گھر کی۔۔۔۔

اب میرے مطابق آپ خود کو ڈھالیں گی۔۔۔اور اس دعوت کا اہتمام" صرف اور صرف سامنے کریں گی"۔۔۔اسنے زرا سا سر اٹھا کر اسے واضح

لفظوں میں جتاتے اپنا مؤقف بتایا تھا۔۔۔کہ اسے لگا وہ اس شخص کی باتوں سے مر جائے گی۔۔۔

وہ اس پر اس قدر حق جتا رہا تھا اتنا تو اس کے ماں باپ نے بھی نہیں جتایا ہو گا

۔۔۔

وہ کسی سے نا ہارنے والی اس کے سامنے جوابی کارروائی میں فیل ہو رہی تھی

۔۔۔

مجھے کیوں بے مول کر رہے ہو۔۔۔تمہیں کوئی حق نہیں میری ذات کو" نشانہ بنانے کا"۔۔۔وہ اسکی باتوں سے چڑ کر عاجزی سے بولی۔۔۔اشارہ اس کی آخری بات کی جانب تھا۔۔۔

اس کے لہجے میں تکلیف کا عنصر محسوس کر کے اس نے گہرا سانس بھرا اور نائف وہیں چھوڑے اس نے نگاہوں میں محبت سموئے اسے دیکھا۔۔۔

جس کی آنکھوں سے آنسوں لڑھک کر گالوں کو بھگو رہے تھے۔۔۔

عباس شاہ کو افسوس ہوا تھا وہ اس کی شخصیت کو ہر گز مسخ نہیں کرنا چاھتا تھا وہ بس اسے احساس دلانا چاہتا تھا کہ وہ کیا ہے اور کیا بن گئی ہے۔۔۔وہ بہت انمول ہے تو کیوں اپنی ذات کو پلیٹ میں سجا کر گھوم رہی ہے۔۔۔وہ مضبوط قدم اُٹھاتا اس کے قریب آیا تھا۔۔۔

میں آپ کا مول بڑھا رہا ہوں۔۔۔آپ کس قدر قیمتی ہیں۔۔۔اس کا" اندازہ آپ کو نہیں ہے"۔۔۔اس نے گھمبیر تا بول کر بڑی محبت سے اس کے آنسوں صاف کرنے کے لیے ہاتھ بڑھایا کہ ایلی نے غصے سے اس کا ہاتھ دور جھٹکا۔۔۔

دور رہا کرو مجھ سے"۔۔۔وہ چینگھاڑی۔۔۔"

تو عباس شاہ نے سنجیدگی سے اسے دیکھا۔۔۔اسے ایک کی یہ حرکت سخت ناگوار گزری تھی مگر وہ ضبط کر گیا۔۔۔

ایک بات یاد رکھ لیں آپ کا ٹھکانہ میری باہیں ہیں"۔۔۔وہ اس کی گردن" پر اپنے دانتوں کے ہلکے ہلکے نشان دیکھ کر سرد آواز میں بولا۔۔۔

میں آگ لگاتی ہوں تمہیں اور تمہاری باہوں کو"۔۔۔وہ نفرت انگیز بولی تو" بڑی اچانک سے عباس شاہ اسے اپنی قید میں کر گیا۔۔۔کہ ایلی اس کے سخت حصار میں پھڑ پھڑا اٹھی تھی۔۔۔

فلحال تو آپ میری آگ میں جلیں"۔۔۔معاً وہ اس کے لبوں پر فوکس کیے" سنجیدگی سے بولتا اس کے بازوؤں کو مروڑ کر پشت پر لگائے بڑے استحقاق سے اس کے لبوں پر جھکتا ایلی کو ہفت واقلیم کی سیر کروا گیا تھا۔۔۔

وہ ایلی کو اس قدر خود میں بھینچے کھڑا تھا کہ وہ مزاحمت کرنے سے قاصر ہوئی تھی۔۔۔اور سانسیں بند ہوتی محسوس ہوئی تھیں۔۔۔وہ بڑے انحماق سے اس کی سانسیں پیتا سینے میں اتار رہا تھا اور وہ بے سدھ ہوتی جا رہی تھی۔۔۔

نجانے کتنے لمحے یوں ہی سرکے تھے وہ اس کی سانسوں پر دسترس جمائے کھڑا تھا۔۔۔اور ایلی سانسوں کی تڑپ میں مرنے کے درپر تھی۔۔۔اس سے پہلے کہ وہ بیہوش ہو کر اس کی باہوں میں جھولتی عباس شاہ اس کی حالت کی پیش نظر اس کے لبوں کو چھوڑ کر اس کا سر اپنے سینے سے لگا گیا کہ وہ الجھی بکھری گہرے گہرے سانس بھرتی اس کے سینے میں چہرہ چھپائے کھڑی اپنی سانسیں ہموار کرتی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی تھی۔۔۔۔مقابل کی شدتیں برداشت کرنا اس کے بس سے باہر تھا۔۔۔

جبکہ اسے روتا دیکھ کر عباس شاہ کے لبوں کے گوشوں میں مسکراہٹ پھیلی تھی۔۔۔۔

اتنا ہی بولا کریں جتنا بعد میں برداشت کرنے کی ہمت ہو"۔۔۔وہ اس کے" کان میں سرگوشی نما بولا تھا کہ ایلی ہوش میں آتی تڑپ کر اس کے حصار سے باہر نکلی تھی۔۔۔

کیا چاہتے ہو"۔۔وہ غصے سے پاگل ہوتی گرجی۔۔۔اس کا صبر تمام ہوا تھا"

۔۔۔

تیرے عشق کی انتہا چاہتا ہوں
مری سادگی دیکھ کیا چاہتا ہوں

عباس شاہ نے شوخ نظروں سے اسے دیکھتے بوجھل لہجے میں کہا کہ وہ ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچ گئی۔۔۔

غصہ بعد میں کیجیے گا پہلے کھانا بنائیں"۔۔۔"

جبھی وہ اس کو پھر سے منہ کھولتا دیکھ اس کے پیچھے آتا اسے شانوں سے تھام کر گیس سٹو کر قریب لاتا بولا۔۔۔ مقصد اس کے ذہن میں پنپنے خیالوں سے چھٹکارا دلانا تھا۔۔۔

کیوں"۔۔۔تو اس کی بات پر ایلی نے بھنویں اچکائیں۔۔۔"

ایسا کرتے ہوئے وہ عباس شاہ کو بہت پیاری لگی تھی۔۔۔

مجھے بھوک لگی ہے"۔۔۔اس نے مسکرا کر کہا تو ایلی نے نم آنکھوں سے" اسے گھورا۔۔۔

میں کیوں بناؤں"۔۔۔۔وہ فوراً سے انکار کر گئی۔۔۔"

ٹھیک تو پھر میں آپ کو کھالیتا ہوں"۔۔۔وہ اس کے شانے پر ٹھوڑی ٹکا کر"
پہلو سے ہاتھ گزار کر پیٹ پر لپیٹتا دلکش انداز میں بولا۔۔۔کہ اس کی بات
سن کر اور ایک بار پھر سے قریب آتا دیکھ کر وہ یکدم سے ہڑ بڑائی۔۔۔
چھوڑو مجھے"۔۔۔وہ اس کے ہاتھ دور کرتی کوفت سے بولی۔۔۔"
نہیں مجھے بھوک لگی ہے"۔۔وہ بوجھل بولا تھا۔۔۔"

یہ ہوس کہیں اور جا کر پوری کرو"۔۔۔وہ جھٹپٹاتی بولی۔۔۔گویا لفظوں"
سے وار کرنا چاہا۔۔

آپ کس لیے ہیں"۔۔۔ہائے وہ آگ لگاتا دھیما لہجہ۔۔۔مقابل اس کے"
ارادوں سے واقف تھا کہ جبھی اس کو جواب اسی کے انداز میں دیا تھا۔۔۔کہ
وہ لال بھبھوکا ہوئی تھی۔۔۔۔

یہ جنت مبارک رہے زاہدوں کو

کہ میں آپ کا سامنا چاہتا ہوں

معاً اس نے مخمور لہجے میں سرگوشی کرتے اسے مزید پتنگے لگائے تھے۔۔۔

میں مار ڈالوں گی آپ کو"۔۔۔اس کے ہاتھوں کی پشت پر اپنے ناخن" چبھوتی بولی۔۔۔

میری خوش قسمتی ہو گی۔۔۔اس سے پہلے مجھے من مرضیاں کرنے دیجئیے" ۔۔۔اگر آپ میری شدتوں کے سونامی سے بچ گئیں تو جیسا آپ چاہیں "۔۔۔

وہ اس کے کان کی لو کو لبوں میں دبا کر بولا تھا تو تھک ہار کر ایلی نے مزاحمت ترک کر دی۔۔۔

پڑھے لکھے لوفر"۔۔۔وہ بے بسی سے بولی۔۔۔"

ہاہاہا"۔۔۔۔تواس کے القاب پر بڑی اچانک سے عباس شاہ کا قہقہہ گونجا تھا"
۔۔۔ایلی نے رخ ترچھا کیے اسے ہنستے دیکھا تھا۔۔۔کہ یکدم سے اس کی
دھڑکنوں نے لے بدلی تھی۔۔۔۔وہ بہت کم ہنستا تھا اور جب ہنستا تھا تو اس کی
بیرڈ میں چھپے بھنور عیاں ہوتے اسے اور حسین بناتے تھے۔۔۔

آپ کا ہی ہوں"۔۔۔معاً اس کی نظریں خود پر دیکھ کر وہ اس کی ناک پر لب"
رکھ گیا تو ایلی گویا کسی سحر سے واپس لوٹی۔۔۔۔اور یکدم سے رخ موڑا

۔۔۔۔

تم بہت برے ظالم انسان ہو"۔۔۔وہ مدھم آواز میں بولی۔۔۔"

میری ظلمت کے مظاہرے اپنے دیکھے کب ہیں لیڈی۔۔۔یہ تو پیار ہے جو" آپ کو راس نہیں آرہا۔۔۔ ظلم دیکھیں گی تو جان دے بیٹھیں گی"۔۔۔ عباس شاہ اس کے بالوں پر لب رکھتا گھمبیر آواز میں بولتا دور ہوا۔۔۔

کھانا بنائیں۔۔۔میں کچھ دیر تک آتا"۔۔۔وہ اسے کہہ کر باہر کی جانب " بڑھا۔۔۔

میں نوکر نہیں ہوں آپکی مجھے گھر جانا ہے"۔۔۔اسے جاتا دیکھ وہ فوراً سے " بولی۔۔۔

تو اس نے قدم روک کر اسے دیکھا۔۔۔

آپ میرے ساتھ رہیں گی جب تک میں چاہوں گا"۔۔۔مقابل نے اسے " دوٹوک انداز میں اپنا فیصلہ سنایا۔۔۔

رکھیل نہیں ہوں آپکی"۔۔۔۔وہ پھر بولی۔۔۔"

تو بے ساختہ عباس شاہ نے سختی سے آنکھیں میچ کر کھولتے گویا اپنے طیش پر قابو پایا۔۔۔۔

برداشت کی حد مت آزمائیں کہ اب کی بار آپ کی سانسوں کو رہائی نہیں" ملے گی"۔۔۔

وہ جس انداز میں بولا تھا تو پل میں ایلی ہڑ بڑائی تھی۔۔۔

کھانا بنانے کے بعد گھر کی ڈسٹنگ کر دیں ویسے تو سب صاف ہے مگر آپ" پھر بھی کریں۔۔۔اس سے آپکے دماغ کی بھی ڈسٹنگ ہو گی"۔۔۔وہ اس کی بات کی آخری جانب اشارہ کرتا بولا۔۔۔

تم گناہ کر رہے ہو"۔۔۔وہ روتی ہوئی بولی۔۔۔"

توعباس شاہ نے سرد نظروں سے اسے دیکھا تھا۔۔۔اور پھر بے اختیار بھاری قدم اس کی جانب بڑھائے کہ ایلی خوفزدہ سی پیچھے ہٹی۔۔۔۔وہ جیسے جیسے آگے بڑھ رہا تھا ایلی پریشان سی پیچھے ہٹ رہی تھی۔۔۔معاً اسے رکنا پڑا کیونکہ پیچھے سلیب تھی۔۔۔

جبھی اس نے عباس شاہ کا مطمح نظر جان کر یکدم سے لبوں پر ہاتھ رکھے تھے ۔۔۔یہی سوچ کر کہ کہیں اس بار وہ سچ میں اس کی سانسیں نابند کر دے ۔۔۔اس کی حرکت پر عباس شاہ کے لبوں پر تبسم بکھرا تھا اور وہ اطمینان سے اس کے قریب آن رکا تھا کہ ایلی نے ڈر کر آنکھیں زور سے میچ لیں۔۔۔ جبھی وہ ہاتھ دائیں بائیں رکھتا اس کے کان کے قریب جھکا۔۔۔۔ آپ میرا ثواب ہیں"۔۔۔وہ گھمبیر تاًسر گوشی کرتا اس کے ماتھے پر لب" رکھے واپس پلٹ گیا۔۔۔کہ ایلی نے آنکھیں کھول کر اسے جاتا دیکھا۔۔۔

آپ میرا ثواب ہیں"اس کے کانوں میں مقابل کا جملہ گونج رہا تھا وہ اس" کے عصابو پر سوار بڑی سہولت سے اسے اپنی ذات کے بھنور میں قید کر گیا تھا ۔۔۔کہ وہ اس کے لفظوں کے حصار میں کنگ سی کھڑی رہ گئی۔۔۔

حویلی کے تمام افراد پریشان حال لاونج میں براجمان تھے۔۔۔کل سے اب تک انہیں حور کا کچھ پتا نا چلا تھا اور نا ہی شاہ کی جانب سے کوئی کال آئی تھی الٹا اس کا نمبر بھی بند جا رہا تھا اور اس صورتحال نے ان کو مزید بھونچکا سا کر دیا تھا ۔۔۔کہ باقی رہے سبطین اور اثنان ان سے وہ رابطے میں تھے مگر کل رات سے ان کے نمبر بھی بند جا رہے تھے۔۔۔اپنے بچوں کو لے کر ان کے اندر سو وسوسے ڈیرہ جمائے ہوئے تھے۔۔۔

کل سے اب تک وہ سب بڑے ادھر ہی بیٹھے رہے تھے البتہ بچوں کو انہوں نے زبردستی سونے کے لیے بھیج دیا تھا۔۔۔

پر صبح جب وہ اٹھ کر آئے تو انہیں ہنوز لاونج میں ہی بیٹھے پایا تھا۔۔۔

آج حور کی مایوں کی رسم تھی اور کچھ گھنٹوں بعد ہی مہمانوں کی آمد شروع ہو جانی تھی ایسے میں حور کا نا ملنا کافی سوال ابھارنے کا موجب بننا تھا۔۔۔

گھر کی عورتوں کا تو رو کر برا حال تھا۔۔۔انہیں حور کی جانب سے ڈر لاحق ہو گئے تھے۔۔۔وہ سب دعائیں کرتے اچھی خبر کے منتظر بیٹھے تھے۔۔۔

مہمانوں کو آنے سے پہلے روک دو تم لوگ۔۔۔وجہ پوچھیں تو میری" طبیعت خرابی بتا دو"۔۔۔معاً ابراہیم شاہ کی آواز گونجی تھی کہ سب نے انہیں دیکھا۔۔۔

اور پھر ابراہیم شاہ کے بیٹیوں نے معاملے کی نزاکت سمجھتے اپنے باپ کی تعمیر کی تھی۔۔۔

کہ جبھی نینا جو اپنے کمرے سے نکل کر نیچے آ رہی تھی کہ بڑی اچانک سیڑھیوں پر پہنچنے سے پہلے ہی بری طرح اس کا سر چکرایا تھا اور اس کے قدم لڑکھڑا گئے۔۔۔

دھیان سے نینا"۔۔۔ عظمی شاہ جس کی نگاہ اچانک اس طرف اٹھی تھی کہ " نینا کو سر تھام کر لڑکھڑاتا وہ دیکھ چکی تھی۔۔۔ جبھی اچانک سے بولی تو سب کی نظر نینا پر پڑی جو انہیں نڈھال سی لگ رہی تھی۔۔۔

کل سے کسی نے کچھ بھی نا کھایا تھا وہ سب اس قدر پریشان تھے کہ کسی نے اس پر توجہ ہی نا دی کہ نینا بھوک کی کتنی کچی تھی۔۔۔ وہ دو بار پہلے بھی بھوک کی وجہ سے بیہوش ہوئی تھی۔۔۔ اور اب اس کی حالت دیکھ کر انہیں تشویش ہوئی۔۔۔

میں نے کہا بھی تھا کھا لو کھانا اب حالت دیکھو اپنی"۔۔۔ عظمیٰ شاہ اپنی جگہ " سے اٹھ کر اس کی طرف جاتی بولی۔۔۔

تو نینا جو بمشکل اپنے قدموں کو جماتی نیچے آ رہی تھی کہ دوسرے سٹیپ پر اسے پھر سے چکر آئے تھے۔۔ کہ نینا کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا تھا اور اس سے پہلے وہ ریلنگ تھامتی اس کے وجود سے طاقت جیسے ختم ہوئی تھی اور وہ ہوش و خرد سے بیگانہ کارپٹ بچھے سیڑھیوں پر گری تھی۔۔۔۔

جبکہ باقی سب جو اسے دیکھ رہے تھے اپنی نظروں کے سامنے ہی اپنی بچی جو گرتے دیکھ کر وہ جیسے سکتے میں چلے گئے تھے۔۔۔ تو صدمے کے باعث عظمیٰ شاہ کے قدم بھی ہلنے سے انکاری ہوئے تھے۔۔۔

اور وہ سیڑھیوں پر پھسلتی خون میں رنگتی نیچے گر رہی تھی۔۔۔۔

نینا"۔۔۔ کہ جبھی یارم شاہ کی وحشت زدہ دھاڑ گونجی تھی۔۔۔ اور وہ بھی" اس کی طرف بھاگا۔۔۔

اسے بھاگتے دیکھ باقی سب بھی ہوش میں آتے اس طرف لپکے تھے۔۔۔

یارم نے تین تین سٹیپ پھیلانگتے فوراً سے نینا کے بے ہوش وجود کو سنبھالنے باہوں میں بھرا بیٹھا۔۔۔

ہائے اللہ میری بچی"۔۔۔۔ عظمی شاہ کی چیخ نکلی تھی۔۔۔"

نینا۔۔۔۔نینا بیٹا۔۔۔آپی۔۔۔ نینو"۔۔۔ نین"۔۔۔ مختلف پریشان" آوازیں حویلی کے در و دیوار میں گونجتی ان کے دکھ کا حال بیان کر گئی تھیں

۔۔۔

آبان ڈاکٹر کو بلاؤ فورا"۔۔۔۔۔ جبھی یارم چلایا تھا اور نینا کے سر سے نکلتے" خون کو دیکھ کر کمرے کی جانب بھاگا تھا۔۔۔

۔۔۔۔۔

آرون شاہ نے فوراً اس کے خون روکنے کے طبیعی اقدامات کیے تھے۔۔۔۔

اور اس کی بینڈیج کرتے وقت تک ڈاکٹر بھی آ گیا تھا۔۔۔ان کے فیملی ڈاکٹر نے نینا کا چیک اپ کر کے اسے انجیکشن لگایا تھا اور سب کو تسلی دی تھی۔۔۔

کمزوری کی وجہ سے انہیں چکر آئے تھے جس کی وجہ سے یہ گری ہیں۔۔۔"

ان کا بی پی بھی لو ہے۔۔۔آپ ان کے کھانے پینے کا خیال رکھیں اور یہ میڈیسن منگوا لیجیے"۔۔۔۔

ڈاکٹر نے حسن شاہ سے کہا تھا اور ان سے مصافحہ کرتا باہر نکل گیا۔۔۔

آبان ان کو چھوڑنے دروازے تک گیا تھا اور ساتھ ہی ملازم کو وہ دوائیاں جلدی لانے کا کہا تھا۔۔۔

سب نینا کے کمرے میں ہی کھڑے اس کی حالت دیکھ کر جہاں پریشان تھے وہیں کسی بڑے نقصان سے بچ جانے پر شکر بھی کر رہے تھے۔۔۔

جبکہ یارم شاہ کا بس نہیں چل رہا تھا یا خود کو راکھ کر دے یا پھر نینا کو۔۔۔جس نے اسے پل میں اذیت کے اس احساس سے باور کروایا تھا کہ اس کی روح

کانپ اٹھی تھی۔۔۔جب اس نے اپنی آنکھوں کے سامنے اسے سیڑھیوں پر گرتے دیکھا تھا۔۔۔یارم نے آنکھیں میچ کر کھولیں تھیں کہ اس کے پاس کھڑے عثمان شاہ نے کندھے پر ہاتھ رکھ کر گویا تسلی دی تھی۔۔۔کہ یارم شاہ کی نینا کے لیے محبت سے سب ہی واقف تھے۔۔۔جبھی وہ اس کے غصے بھرے چہرے کو دیکھ کر خائف تھے۔۔۔

نجانے کس کمبخت کی نظر لگ ہے ہمارے گھر۔۔۔پہلے حور اور ہماری نینا" "۔۔۔دادی سائیں نینا کے پاس ہی بیٹھتی نینا کا زرد چہرہ دیکھ کر اس کے ہاتھوں پر بوسہ دیتی نم آواز میں بولی۔۔۔نینا کی دوسری جانب دادا سائیں اور داؤد شاہ بیڈ پر بیٹھے تھے جبکہ دائیں جانب داری اور عظمی بیٹھی تھی۔۔۔جبکہ باقی بڑے افراد صوفے اور کمرے میں پڑی کرسیوں پر بیٹھے تھے۔۔۔یارم شاہ سرخ آنکھوں میں پریشانی اور غصہ لیے اس کی بیڈ کے ساتھ دیوار سے

ٹیک لگائے اسے ہی گھور رہا تھا۔۔۔جبکہ باقی سب چھوریک پارٹی دروازے کے پاس ہی کھڑے تھے۔۔۔۔

طوبیٰ شاہ اور نمل نینا کے لیے کچھ لائٹ سا بنانے گئی تھیں۔۔۔سب کے چہرے بجھے ہوئے سے تھے سوائے نگار بیگم کے کہ وہ آرام سکون سے جیسے یہ سب انجوائے کر رہی تھی۔۔۔اسے شاہ فیملی کے دکھ سکھ سے کوئی واسطہ نا تھا۔۔۔۔

اماں سائیں پریشان نا ہوں نینا ٹھیک ہے اب"۔۔۔اس کے بیٹیوں نے ماں" کو روتے دیکھ کر تسلی دی تھی۔۔۔

کیسے پریشان نا ہوں بیٹا۔۔۔اتنے دشمن بنا لیے ہیں تم لوگوں نے۔۔۔ہر" وقت دل کو دھڑکا لگا رہتا ہے۔۔۔اسی وجہ سے آج ہماری ایک بچی کا کچھ پتا نہیں اور دوسری اس پریشانی میں آج اس حالت میں ہے"۔۔۔

اماں سائیں ابراہیم شاہ کو ناراض نظروں سے دیکھ کر بولی۔۔۔ جیسے سارا قصور انہیں کا ہو۔۔۔۔

بیگم ہماری کیا غلطی ہے اس میں۔۔جو آپ ہمیں ایسے گھور رہی ہیں"۔۔۔" ابراہیم شاہ مسکان چھپاتے بولے تھے کہ باقی سب ہنس دیے۔۔۔

آپ کی غلطی ہے میں نے منع کیا تھا گولی مار دیں اس سیاست کو اور بچوں کو" بس بزنس میں ہی رکھیں۔۔۔پر آپ کو اس موئی سیاست میں نجانے کیا دکھتا ہے۔۔۔ کہ بچوں کے بچوں بھی حصہ بنا دیا اس کا"۔۔۔۔اماں سائیں تو گویا بھڑک ہی اٹھیں تھیں۔۔۔

دادی سائیں آن فائر"۔۔۔۔ہدا کی مدھم شریر آواز گونجی تھی کہ جہاں" سب نے مسکراہٹ چھپائی تھی وہیں دادی سائیں نے گھورا تھا۔۔۔۔

بیگم میری پوتی کو مت گھوریں وہ ڈر جائے گی۔۔۔اور آپ اچھی طرح"

جانتی ہیں سیاست سے ہمیں کتنا پیار ہے"۔۔۔ابراہیم شاہ ہدا جو اپنے پاس بلا

کر سینے سے لگاتے مسکراہٹ دبائے سنجیدگی سے بولے۔۔۔

توسب کی مدھر ہنسی گونجی اٹھی تھی۔۔۔

ان اولڈ لو برڈز کو دیکھ کر۔۔۔۔

کیوں دادا سائیں ہماری دادو سے پیار نہیں آپکو"۔۔۔ جبھی بالاج اپنی دادی"

کے حق میں میدان میں کود پڑا تھا۔۔۔

کہ اس خوش کن مکالمے سے وہ جو کل سے پریشان تھے ان کے چہروں پر کچھ

رونق سی آئی تھی۔۔۔۔

بیٹا ان سے پیار ہے تو آج آپ لوگ اس دنیا میں ہو"۔۔۔دادا سائیں کے" کہنے کی دیر تھی کہ کمرے میں سب کے مدھم سے قہقہے گونج اٹھے تھے جبکہ اماں سائیں جھینپ سی گئی تھیں۔۔۔اور فوراً سے رخ موڑا۔۔۔

بولیں بیگم۔۔۔اور بتائیں ان کو کہ ہمیں کتنا پیار ہے آپ سے"۔۔ابراہیم" شاہ نے اپنی بیوی کو چھیڑا کہ اتنی پریشانی میں بھی سب کے قہقہے برجستہ تھے ۔۔۔

پوتے پوتیوں کی فکر نہیں اور آپ یہاں پیار پیار کھیل رہے ہیں"
"۔۔۔فاطمہ بیگم زچ ہو کر قدرت اونچا بولی تھی۔۔
کہ سب کے جناتی قہقہے گونجے تھے کہ نیچے کام کرتے ملازم بھی اس فیملی کی آوازیں سن کر مسکرا دیے تھے۔۔۔۔

جن،،، جن"۔۔۔۔ جبھی نینا ہڑ بڑا کر اٹھی تھی کہ اس کے کانوں میں" پڑنے والے قہقہوں کی آواز اسے ہوش کی دینا میں لے آئی تھی کہ جبھی اس نے ڈر کر آنکھیں کھولیں۔۔۔۔

ہاہاہاہا"۔۔۔نینا آپی جن نہیں ہم لوگ ہیں۔۔۔ بسمل قہقہہ لگا کر بولا۔۔۔" کہ یارم جو کب سے بے چین تھا نینا کو ہوش میں آتے دیکھ اس نے پر سکوں سانس خارج کی تھی۔۔۔

تو تم لوگ کیا جنوں سے کم ہو"۔۔۔۔ وہ اٹھ کر اپنی دادی کے گلے لگتی بولی" ۔۔۔۔

یہ سب کو بول رہی ہیں"۔۔۔ بالاج نے گویا سب کو نشانہ بنایا۔۔۔۔" اوپس۔۔۔ مجھے صرف ان دونوں کے قہقہوں کی آواز آئی باقی سب کہ " نہیں"۔۔۔ نینا شرمندہ سی مسکرا کر بولی۔۔۔

ایک بار پھر سے فضا قہقہوں سے گونج اٹھی۔۔۔جبکہ نگار بیگم نفرت سے اس فیملی کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

اب کیسی طبعیت ہے بیٹا"۔۔۔"

ٹھیک باباجان"۔۔۔نینا نے مسکرا کر کہا۔۔۔"

چلو نینا اب فٹافٹ یہ سوپ پیو"۔۔۔ تبھی طوبی نے آتے کہا۔۔۔"

میں بیمار نہیں ہوں"۔۔۔نینا نے اچانک سے سب کے چہروں کے دیکھتے" کہا۔۔۔

تو ہم نے کب کہا۔۔۔ ہمیں شوق ہو رہا تمہاری تیمارداری کرنے کا"

"۔۔روباب نے آنکھیں گھما کر کہا تو وہ سب بڑے اپنے بچوں کو دیکھ کر مسکرا دیے جو ان کے گھر کی رونق تھے۔۔۔۔

بیگم آپ نے بتایا نہیں پھر"۔۔۔ جبھی ابراہیم شاہ نے رعب دار آواز میں" پوچھا۔۔۔

کیا"۔۔۔تو فاطمہ بیگم جو نینا کو سوپ پلا رہی تھی ساتھ ہی آئے بالاج اور "
بسمل کو بھی ایک ایک سپون دے رہی تھی کہ شوہر کی جانب متوجہ
ہوئی۔۔۔

یہی کہ ہم آپ سے کتنا پیار کرتے ہیں۔۔۔اور آج یہ کنبہ ہمارے پیار کی "
مرہونِ منت ہے"۔۔۔۔

وہ بولے تھے کہ ایک بار ہر سے محفل زعفران ہوئی تھی۔۔۔

تو فاطمہ بیگم نے گھور کر اپنے شوہر کو دیکھا۔۔۔

جبکہ ابراہیم شاہ کے بیٹوں نے مسکراتے اپنی اپنی بیویوں کو دیکھا تھا۔۔۔ جیسے
کہنا چاہ رہے ہوں کہ دیکھوں۔۔۔۔ایک تم لوگ ہو جو ہم سے دور بھاگتی ہو
۔۔۔۔

جبھی یارم شاہ جو دیوانہ وار نینا کو دیکھ رہا تھا کہ پاکٹ میں رکھے فون کی رنگ
کی جانب متوجہ ہوا۔۔۔تو سب نے بے ساختہ مضطرب ہو کر اسے دیکھا تھا
۔۔۔کہ وہ صرف ایک ہی خبر کے منتظر تھے۔۔۔

جبھی یارم نے فوراً سے کال اٹھائی تھی۔۔۔

جی لالے"۔۔۔اس نے فوراً سے کہا۔۔"

تھینک گاڈ"۔۔۔معاً دوسری جانب سے کچھ تسلی بخش کہا گیا تھا کہ یارم شاہ" نے گہرا سانس بھرا تھا۔۔۔

کیا ہوا یارم۔۔۔سب ٹھیک تو ہے"۔۔۔آصفہ شاہ نے بے چینی سے پوچھا" ۔۔۔

جی چچی جان سب ٹھیک ہے۔۔۔حور مل گئی ہے اور وہ لوگ گھر ہی آ رہے ہیں"۔۔۔یارم نے سب کو وہ خبر سنائی تھی جس کے منتظر تھے کہ سب بے ساختہ خوش ہوا اٹھے تھے۔۔۔

جبکہ ہدا اور عشال تو خوشی سے نتاشہ بیگم کو چمٹ گئی تھی۔۔۔

اس کا مطلب اب گھر میں شادی ہو گی"۔۔۔وہ چہک کر بولی تھیں کہ سب"
نے ان بات سن کر ابراہیم شاہ کی جانب دیکھا۔۔۔جبکہ آرون کے ساتھ
کھڑے تیمور کے چہرے کے تاثرات سخت ہوئے تھے۔۔۔۔

ابا سائیں اب کیا کرنا ہے مہمانوں کو روک دیں یا پھر"۔۔۔اصغر شاہ نے"
دریافت کیا۔۔۔تیمور نے بی چینی سے دیکھا۔۔۔

ٹھہر واب جبکہ ہماری بیٹی کا پتا چل گیا ہے تو ابھی مت روکو کسی کو۔۔۔"
انہیں گھر آنے دو پھر دیکھتے ہیں"۔۔۔انہوں نے سنجیدگی سے کہا۔۔۔
اور پھر نینا کے سر پر پیار کرتے اسے خیال رکھنے کا کہا کر کمرے سے چلے گئے

۔۔۔

ان کے پیچھے باقی سب بھی نینا کو پیار کرتے باری باری کمرے سے نکل آئے
کہ اب انہیں باقی چاروں بچوں کے آنے کا انتظار تھا۔۔۔
عظمی بیگم اور طوبی نینا کے پاس ہی رکی تھیں۔۔۔

جبکہ نینا جو کب سے تپش زدہ نظروں کے حصار میں تھی اس نے بائیں جانب دیکھا تو یارم شاہ ایک سخت کاٹ دار نظر اس پر ڈالے کمرے سے نکلا تھا۔۔۔ انہیں کیا ہوا"۔۔۔دل ہی دل میں خود سے مخاطب ہوئی تھی اور پھر پاس" بیٹھی اپنی ماں کی گود میں سر چھپا لیا۔۔۔

ہم یہاں کیوں آئے ہیں"۔۔۔گاڑی ہاسپٹل کے باہر رکتے دیکھ کر" حور عین نے شاہ کے کندھے سے سر اٹھا کر پوچھا۔۔۔جو اپنے فون کی جانب متوجہ تھا۔۔۔جبکہ فرنٹ سیٹ پر سبطین تھا اور اثنان گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا

حور سارے راستے اس کے شانے پر سر رکھے سوئی آئی تھی۔۔۔کہ گاڑی رکتے ہی اس کی آنکھ کھل گئی تھی۔۔۔۔

آپ کا چیک اپ کروانا ہے"۔۔۔شاہ نے اس کے خوبصورت چہرے کو" دیکھ کر سنجیدگی سے کہا۔۔۔جبکہ دل میں تو ایک طوفان اٹھا ہوا تھا۔۔۔اسکے لمس نے اس کے اندر خمار کی آتش سے بھر دی تھی۔۔۔

نن نہیں مجھے نہیں جانا مجھے گھر جانا ہے"۔۔۔وہ ہسپتال سے گھبرا گئی تھی" ۔۔۔اس نے شاہ کے بازو کو دونوں ہاتھوں میں دبوچ کر سر نفی میں ہلایا تھا ۔۔۔اسے ہاسپٹل آنا بالکل اچھا نا لگتا تھا وجہ انجیکشن تھی جس سے وہ ڈرتی تھی۔۔۔

ریلیکس اس کے بعد سبطین آپ کو گھر ہی لے جائے گا"۔۔۔" شاہ نے نرمی سے کہا۔۔۔تو حور نے گہرا گھونٹ بھرا۔۔۔

آپ کے بھی چوٹ لگی ہی آپ بھی میرے ساتھ چلیں پھر"۔۔۔حور " نے اس کے خوبرو چہرے کو دیکھ کر پھر نظریں اس کے بازو پر ڈالے

کہا۔۔۔جو اسے تو چیک اپ کے لیے بھیج رہا تھا مگر اپنی کوئی فکر نا تھی

۔۔۔۔

جبکہ حور کے اس کیئر نگ انداز پر شاہ کے دل نے بیٹ مس کی تھی۔۔۔۔

شاہ جی۔۔۔اب تو آپ کا حور کے ساتھ ہونا لازم ہو گیا ہے"۔۔۔اثنان" نے دانت نکوستے کہا تھا۔۔۔جس کے معنی سمجھ کر شاہ نے سرد نظروں سے دیکھا تھا جبکہ سبطین اور حور اس بات کے مطلب سے بالکل انجان تھے

۔۔۔۔

شاہ لالے حور ٹھیک کہہ رہی ہے آپ ان کے ساتھ جائیں۔۔۔میں اثنان" لالے کے ساتھ ایس ایچ او سے ملنے چلا جاتا ہوں"۔۔۔سبطین نے کہا تو شاہ نے سر ہلایا اور بیک ڈور کھول کر حور کو سہارا دے کر باہوں میں اٹھایا تھا۔۔۔ جبکہ حور شاہ کی گود میں خود کو دیکھ کر دھڑکنیں شمار کرتی رہ جاتی۔۔۔۔

ان کے ہاسپٹل کی بلڈنگ میں اینٹر ہوتے ہی اثنان نے مسکراہٹ دبائے گاڑی اسٹارٹ کرتے آگے بڑھائی تھی۔۔۔جبکہ بابر اور فخر پہلے ہی راستے سے آفس نکل گئے تھے۔۔۔

دوسری جانب اپنے کمرے میں بیٹھے ایم ایس کی نظر بڑی سے سکرین پر پڑی تو شاہ کو آتے دیکھ کر وہ جلدی سے اپنے کمرے سے باہر نکلا تھا۔۔۔

حور شاہ کی باہوں میں سب کو اپنی جانب دیکھتا پاکر چہرہ اس کے سینے میں چھپا گئی تھی۔۔۔

جبکہ اس کی حرکت شاہ کے جذبات پر جلتی پر تیل کا کام کر گئی تھی کہ وہ مضبوط مرد اپنے ضبط کی طنابیں کھینچ کر جزبات کی سونامی پر بندھ باندھے اس کا سرور بخش لمس محسوس کرتا لوگوں کی نظروں کو اگنور کیے آگے بڑھا تھا۔۔۔

اسلام علیکم شاہ جی "۔۔۔ جبھی دائیں جانب سے آتے ایم ایس نے شاہ کو" نہایت احترام کے ساتھ سلام کیا تھا۔۔۔

واعلیکم السلام۔۔۔رحمان ان کا چیک اپ کروانا ہے "۔۔۔شاہ نے بغیر لگی" لپٹی فوراً سے کہا کہ وہ حور کو اپنی باہوں سے آزاد کرنا چاھتا تھا کیونکہ حور کے نازک سراپے کا لمس اس کے اندر گویا جزبات کا لاوا سا بھرتا جا رہا تھا۔۔۔اور اگر یہ جزبات کا لاوا اڈ پڑا تو پھر وہ کسی کی پرواہ نہیں کرے گا اور حور کو خود میں قید کر کے اسے اپنی ذات سے اپنے بنام سے منسلک کرنے میں پل نہیں لگائے گا۔۔۔اپنی اس شدت پسندی پر وہ خود بھی حور کے حوالے سے خوف زدہ ہوا تھا۔۔۔۔

جی جی آیئے "۔۔۔ایم ایس نے فوراً آگے جی جانب اشارہ کرتا بولا۔۔۔" اور وہ کوریڈور میں دائیں جانب ایک کمرے میں داخل ہوئے تھے۔۔۔۔

ایم ایس ڈاکٹر کو ہدایت دے کر کمرے سے نکل گیا تھا کہ وہ جانتا تھا شاہ کو اس کا وہاں رکنا ہر گز پسند نہیں آئے گا۔۔۔کیونکہ وہ شاہ سے اچھی طرح واقف تھا۔۔۔

شاہ نے اپنی موجودگی میں لیڈی ڈاکٹر سے حور کے زخموں کا مکمل چیک اپ کروایا تھا۔۔۔اور ڈریسنگ بھی چینج کروائی تھی۔۔۔اس دوران حور نے ایک پل کے لیے بھی شاہ کا ہاتھ نہیں چھوڑا تھا۔۔۔

مجھے انجیکشن نہیں لگوانا"۔۔۔معاً نرس کے ہاتھ میں انجیکشن دیکھ کر" حور دہل کر بولی۔۔۔

کچھ نہیں ہوتا میں ساتھ ہوں آپ کے"۔۔۔شاہ نے اس کے سر پر چادر" درست کرتے مدھم آواز میں کہا۔۔۔

مجھے نہیں لگوانا درد ہوتا۔۔"۔۔حور تو گویا ضد پر اڑی تھی۔۔۔۔"

حور یہ ضروری ہے آپ کے زخموں کے لیے"۔۔۔شاہ نے سنجیدگی سے" کہا۔۔۔

میں تو آپ کا بچہ ہوں پھر آپ ظلم کیسے کر وا سکتے ہیں مجھ پر"۔۔۔حور" آنکھوں میں آنسوں بھر کر بولی تو شاہ کی دھڑکنوں نے لے بدلی تھی۔۔۔ اس کا دل سکڑ کر سینے میں پھیلا تھا۔۔۔یہ لڑکی اسے پہلے ہی پاگل کر چکی تھی اب اس کے یہ انداز دیکھ کر ارباز عالم شاہ مکمل فنا ہو گیا تھا۔۔۔۔

معاً شاہ نے دائیں ہاتھ سے نرس کو ہلکا سا اشارہ کیا تھا۔۔۔ وہ جو اس کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھی کہ اس کی بات پر شاہ طیش پیتا اس پر ہلکا سا اس کی جانب جھکا تھا۔۔۔

آپ پر ظلم کرنے سے پہلے میں خود کو ختم کرنا پسند کروں گا۔۔۔آپ یہ" سوچ بھی کیسے سکتی ہیں"۔۔۔

شاہ نے اس کے چہرے پر ہاتھ رکھ کر شدت دیوانگی کی رمق لیے کیا تھا کہ حور یک ٹک اس مسیحا کو دیکھے گئی۔۔۔جو اس پر آئی مصیبت کو نوچ کر دور پھینکتا اس پر اپنے تحفظ کا سایہ کر جاتا تھا۔۔۔

جبکہ نرس نے بڑی احتیاط سے اس کے بازو سے آستین اپر کی تھی۔۔۔

میں ظلم نہیں کروا رہا بلکہ آپ کو جلدی ٹھیک کروا رہا۔۔۔شادی ہے" آپکی کیا آپ بھول گئیں؟"۔۔۔

شاہ نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے کہا تھا اور ادھر سے نرس نے انجیکشن لگا کر مسکراتی دور ہوئی تھی۔۔۔

وہ حور کو اپنی باتوں میں الجھا کر نرس کا کام آسان کر گیا تھا۔۔۔

شادی"۔۔۔وہ تو بھولے بیٹھی تھی۔۔۔"

کہیں لوگ باتیں نا کریں"۔۔۔۔وہ اپنی حالت کا خیال کرتی بولی کہ اس"
کے چہرے پر خراشوں کے نشان واضح تھے۔۔۔

توان کی زبانیں چیل کوؤں کی خوراک بنے گیں۔۔۔۔"
آپ اس بارے مت سوچیں"۔۔۔شاہ نے اسے پچکارا تھا۔۔۔
توحور نے سر ہلایا۔۔۔
پر مجھے نہیں لگوانا"۔۔۔۔۔۔اسے جب انجیکشن یاد آیا تو چیخ کر بولی۔۔۔"
جبکہ نرس نے مسکرا اسے دیکھا۔۔
میم انجیکشن تو لگ گیا"۔۔۔"
توحور نے حونقوں کی طرح پہلے اسے دیکھا تھا اور پھر شاہ کو۔۔۔

اسے تو پتا ہی نا چلا کب سرنج انجیکٹ ہوئی۔۔۔وہ تو شاہ کی سحر انگیز آنکھوں میں کھو گئی تھی۔۔۔اس کا مطلب شاہ لالے نے مجھے جان بوجھ کر باتوں میں الجھایا۔۔۔

مجھے درد ہو رہا ہے"۔۔۔۔حوران دونوں کو اپنی جانب دیکھتا پا کر ناک سکیڑ" کر بولی تو نرس کا ہلکا سا قہقہہ گونجا اور شاہ نے نچلا لب دانتوں تلے دبائے مسکراہٹ روکی۔۔۔

میں ڈاکٹر سے مل کر ابھی آتا ہوں"۔۔۔وہ اس کا گال تھپک کر مدھم آواز" میں کہتا باہر نکل گیا۔۔۔

آپ نے مجھے انجیکشن کیوں لگایا"۔۔۔حور نے خفا نظروں سے اس نرس" کو گھورا۔۔۔۔

وہ انہوں نے کہا تھا"۔۔۔۔نرس اس خوبصورت لڑکی کو دیکھ کر بولی۔۔۔"

آپ نے میری بات کیوں نہیں مانی۔۔۔مجھے درد ہو جاتا تو"۔۔۔"

میم جو آپ کے ساتھ ہیں وہ کبھی آپکو درد پہنچنے نہیں دے سکتے"۔۔۔"

نرس نے مسکرا کر کہا تھا۔۔۔

تو حور بھی اس کی بات پر ہلکا سا مسکرا دی۔۔۔

نرس کی بات نے اس کے اندر سرشاری سی بھر دی تھی۔۔۔

میم آپ کچھ دیر ریسٹ کریں سر آتے ہی ہوں گے"۔۔۔"

نرس اسے کہہ کر باہر چلی گئی۔۔۔۔

ابھی کچھ ہی دیر گزری تھی کہ اس کے کمرے سے باہر دو وارڈ بوائے گزر رہے تھے کہ ایک کی نظر حور پر پڑی جو بیڈ پر لیٹی دائیں بائیں دیکھتی روم کا جائزہ لے رہی تھی۔۔۔

یار وہ دیکھ"۔۔۔جبھی پچھلے نے آگے بڑھتے ساتھی کو شرٹ سے پکڑ کر" روکے کمرے کی جانب اشارہ کیا۔۔۔

کیا کمال کی لڑکی ہے"۔۔۔ساتھ والے نے کمنٹ دیا۔۔۔"

ٹھیک کہا دیکھتے ہی خود پر کنٹرول ختم ہو جاتا ہے ہے"۔۔۔۔۔پہلے والا"

خباثت سے بولا۔۔۔

تو چلو پھر جلدی جلدی بیتی گنگا میں نہا لیں"۔۔۔"

اس بات سے انجان کے کچھ دیر بعد ان کے وجود سے گنگا پھوٹنی تھی۔۔۔

۔۔۔۔۔

تمہاری کشش کھینچ لائی ہے۔۔۔۔پر لگتا ہے تم پہلے بھی کسی کو خوش کر چکی ہو"۔۔۔اس کے چہرے پر ہلکے ہلکے خراشوں کے نشان دیکھ کر ایک شیطانیت سے بولا۔۔۔

بکواس بند کرو اور نکلو یہاں سے"۔۔۔۔ تبھی حوران کی غلیظ نگاہوں اور" جملے سن کر یکدم سے چلائی تھی۔۔۔۔

تھوڑا سا ہمیں بھی لطف دے دو۔۔۔جہاں پہلے کو خوش کیا ہے وہیں ہم دو" بھی"۔۔۔

دوسرا لڑکا مکروہ انداز میں بولا تھا کہ ان کی اس کمینگی پر حور کا تن بدن سلگ اٹھا تھا۔۔۔۔

اس نے سائیڈ پر پڑا پانی کا گلاس زور سے اس پر پھینکا تھا۔۔۔کہ وہ جو اس افتاد کے لیے تیار نا تھا شیشے کا گلاس اس ماتھے پر جا لگا تھا۔۔۔اور دیکھتے ہی دیکھتے ماتھے سے خون بہنا شروع ہو گیا تھا۔۔۔

تیری اتنی جرات بچ۔۔۔۔تیری تو"۔۔۔جبھی وہ دونوں پاگل ہوتے" مغلیظات بکتے اس پر جھپٹے تھے۔۔۔

چھوڑو مجھے۔۔۔ورنہ تم لوگ زندہ نہیں بچو گے"۔۔۔"

وہ حور کو دائیں بائیں بازو سے پکڑ چکے تھے کہ حوران کی گرفت میں جھٹپٹائی

۔۔۔

۔۔۔۔

ارباز شاہ ڈاکٹر کے کیبن میں آیا تھا جہاں ایم ایس بھی اس کے انتظار میں تھا

اس نے حور کے زخموں کے متعلق پوچھا تھا۔۔۔اور ڈاکٹر نے اسے حور کی بہت زیادہ کیئر کا بتایا تھا اور یہ کہ کوئی خطرے والی بات نہیں وہ ٹھیک ہے

اور پھر شاہ نے ایم ایس کو اس ہاسپٹل کی ڈونیشن میں ایک بھاری رقم کا چیک دیا تھا۔۔۔

اور ایم ایس سے ہی اپنے بازو پر بینڈج کروا کر کیبن سے باہر نکلا تھا۔۔۔ایم ایس رحمان بھی اس کے ساتھ تھا۔۔۔

شاہ اور رحمان اس کمرے سے چند قدم دور اسی طرف آرہے تھے۔۔۔اور رحمان شاہ کو ہاسپٹل کے متعلق آگاہی دے رہا تھا کہ جبھی شاہ کے کانوں پر حور کے چلانے کی آواز پڑی۔۔۔۔

چھوڑو مجھے۔۔۔۔شاہ لالے کہاں ہیں آپ"۔۔۔حور کی آواز پر پل میں وہ" انتہاؤں کو چھوتا اس کمرے کی جانب بھاگا۔۔اس کے پیچھے ایم ایس بھی تھا کہ آوازیں وہ بھی سن چکا تھا۔۔۔کمرے میں آتے ہی سامنے کا منظر دیکھ کر شاہ کا تن بدن سلگ اٹھا تھا۔۔۔وہ لڑکے حور پر سے اس کی چادر کھینچتے اس سے زبردستی کر رہے تھے۔۔۔

دور ہٹو ان سے"۔۔۔۔جبھی وہ دھاڑا تھا کہ ہڑبڑا کر ان دونوں نے پیچھے" دیکھا۔۔۔

جبکہ حور نے نم نظروں سے شاہ کو دیکھا تھا جو آنکھوں میں آگ کا سمندر لیے ان لڑکوں کو گھور رہا تھا۔۔۔۔

مقابل کھڑی شخصیت کو دیکھ کر وہ تھر تھرا اٹھے تھے۔۔۔ارباز شاہ سے کون واقف نا تھا۔۔۔اس کی دہشت اس کا رعب اور دبدبا اور سب سے بڑھ کر اس کی سٹرونگ پوزیشن جو کسی کو بھی ہلا کر رکھ دے۔۔۔

سس سر۔۔۔ہم "۔۔"

وہ دونوں ہکلا کر کچھ کہنے لگے تھے۔۔۔کہ ارباز عالم شاہ نے جھپٹ کر ان کے جبڑوں پر وار کیا تھا کہ ان کے منہ سے دانت موتیوں کی طرح فرش پر جا گرے تھے۔۔۔تو حور نے آنکھیں پھاڑے یہ منظر دیکھا تھا۔۔۔

اور اس کے بعد شاہ کے ہاتھوں نے انہیں آگے بولنے کا موقع دیے بغیر انہیں دھنک کر رکھ دیا تھا۔۔۔۔

وہ ایک بار پھر سے حور کو درندوں میں دیکھ کر پاگل ہوا اٹھا تھا۔۔۔اس کی آنکھوں سے ٹپکتی وحشت سے حور بھی خوف زدہ ہوئی تھی۔۔۔

باسٹرڈ"۔۔۔"

تمہاری ہمت کیسے ہوئی انہیں ہاتھ لگانے کی"۔۔۔"

اس سے چادر کھینچنے کی"۔۔۔"

اس کی بے حرمتی کرنے کی"۔۔۔"

شاہ چلا رہا تھا اور اس کے ہاتھ ان کی ہڈیاں توڑتے جا رہے تھے۔۔۔۔

جبکہ پیچھے کھڑا ایم ایس بھی شاہ کا یہ روپ دیکھ کر دہل اٹھا تھا۔۔۔۔

شاہ نے طیش کے عالم میں چند منٹوں میں ہی ان کو لہولہان کر کے ان کی ہڈیاں چٹخنی ڈالیں تھی۔۔۔

جبکہ حور تو شاہ کو اس قدر طیش میں دیکھ کر سکتے میں چلی گئی تھی۔۔۔وہ آنکھیں پھاڑے ان دونوں لڑکوں کو دیکھ رہی تھی جو زمین پر پڑے خون میں رنگ چکے تھے۔۔۔۔ جبھی ان کے وجود میں حرکت نا دیکھ کر ایم ایس آگے بڑھا تھا۔۔۔۔

شاہ جی آپ پلیز انہیں چھوڑ دیں میں دیکھ لوں گا"۔۔۔۔ "

وہ جواب ہاتھ میں پکڑے تیز دھار آلے سے ان کی آنکھیں نکالنے لگا تھا کہ ایم ایس نے فوراً سے شاہ کو روکا۔۔۔

جبکہ شاہ کو کوئی پرواہ نا تھی اسے حور دیکھ رہی ہے۔۔۔اس سے ڈر رہی ہے ۔۔۔وہ تو صرف حور کو ہاتھ لگانے والوں کو موت کے گھاٹ اتارنا چاہتا تھا

۔۔۔۔

خاک دیکھ لیں گے۔۔۔اگر دیکھتے تو آج پیشنٹ سیو ہوتے "۔۔۔وہ زخمی شیر کی مانند دھاڑا تھا۔۔۔اس کے وجود میں بھانبھڑ سے بھڑک اٹھے تھے

۔۔۔۔

میں معافی چاھتا ہوں۔۔۔مجھے نہیں پتا میں آج ہی ان پر سخت سے سخت " کاروائی کرواتا ہوں "۔۔۔۔رحمان پریشانی سے بولا۔۔۔

یہ زندہ نہیں بچنے چاہئیں۔۔۔ورنہ آپ کو زمین میں گاڑھنے میں پل نہیں " لگاؤں گا "۔۔۔۔وہ گرجا تھا کہ ایم ایس دو قدم پیچھے ہوا۔۔۔جبکہ حور نے

آنکھیں میچ کر کھولیں۔۔۔وہ دونوں ان کے بے سدھ وجود جود یکھ رہے تھے شاہ نے ان کو جیسے مارا تھا شاید ہی ان کی سانسیں باقی ہوں۔۔۔

وہ ان کو بھاری بوٹ کی ٹھوکر رسید کرتا حور کی طرف بڑھا تھا۔۔

شاہ لالے وہ"۔۔۔شاہ کو قریب دیکھ کر خوف کے باعث حور سے کچھ" بولا نا جا رہا تھا۔۔۔وہ تو اپنے شاہ لالے کا یہ روپ دیکھ کر سخت دہشت زدہ تھی۔۔۔وہ پہلے بھی یہ روپ دیکھ چکی تھی اور جب جب دیکھتی تھی اسے جسم سے جان نکلتی محسوس ہوتی تھی۔۔۔

جبھی شاہ نے اس کی آنکھوں میں خوف دیکھ کر اسے اپنی سینے سے لگایا تھا۔۔۔

جو آپ کو چھونے کی گستاخی کرے گا وہ مرے گا"۔۔۔وہ سرد انداز میں" پھنکارا تھا اور اس کے سر پر بوسہ دیتا اس کے لرزتے ٹھنڈے پڑتے وجود کو اٹھائے کمرے سے باہر نکا تھا۔۔۔

حور نے سختی سے اس کی شرٹ مٹھی میں دبوچی ہوئی تھی۔۔۔اس کی آنکھوں کے سامنے شاہ کا دہشت زدہ انداز گردش کر رہا تھا۔۔۔جو اس کے لیے ہر حد پار کر دیتا تھا۔۔۔

شاہ کے گارڈ جسے اثنان نے ہی وہاں بھیجا تھا ان کو آتے دیکھ کر ایک نے جلدی سے گاڑی کا دروازہ کھولا تھا۔۔۔

شاہ نے حور کو فرنٹ سیٹ پر بیٹھایا تھا اور خود ڈرائیونگ سیٹ سنبھالے گاڑی اسٹارٹ کی تھی۔۔۔حور نے ڈرتے ڈرتے اس کی جانب دیکھا تھا جو پوری طرح ڈرائیونگ پر متوجہ تھا۔۔۔

حور کی نظر اس کی بازو پر پڑی تھی۔۔۔انہیں مارتے وقت اس کے زخم سے بھی خون رسنا شروع ہو گیا تھا۔۔۔

حور کہنا چاہتی تھی کہ اس کے بازو سے خون نکل رہا ہے۔۔۔مگر وہ اس کی دہشت سے لب بستہ سر سیٹ کی پشت سے ٹکا کر آنکھیں موند گئی۔۔۔

کیا ہوا اویس کو۔۔۔صابر بتا رہا تھا کہ وہ آج کل بہت غصے میں ہے۔۔۔"

خود کو نقصان پہنچا رہا ہے"۔۔۔

شہاب نے شوکت جوئیہ سے مصافحہ کرتے استفسار کیا۔۔۔

میرا بیٹا ایک لڑکی کے پیچھے باولا ہو گیا ہے۔۔۔ سمجھ نہیں آ رہی کہ آخر"

ایسا کیا تھا اس میں جو یہ اپنی جان کی فکر بھی بھول بیٹھا ہے"۔۔۔شوکت

جوئیہ پریشانی سے بولا۔۔۔

ہاہاہاہا۔۔۔تو آپ وہ لڑکی لا دیں ہمارے بچے کو۔۔۔آپ کے لیے تو کچھ"

بھی ناممکن نہیں"۔۔۔شہاب قہقہہ لگاتا بول کر واپس اپنی جگہ براجمان

ہوا۔۔۔

شہاب شاہ بات ایسے کر رہا تھا جیسے وہ کوئی جیتی جاگتی انسان نہیں بلکہ کوئی

کھلونا ہو جسے دکان سے جا کر خرید لینا ہو۔۔۔

یہی تو مسئلہ ہے مل نہیں رہی۔۔۔سوات پورا چھان مارا ہے ناران کاغان "
کہیں بھی اس لڑکی کو کسی نے نہیں دیکھا۔۔۔اور اس رکھیل کی وجہ سے
میں اپنے جگر کے گوشے کو خود سے دور کر رہا ہوں "۔۔۔
شوکت سر جھٹک کر بولا۔۔۔اس کے ہر ایک لفظ میں حور کے لیے نفرت
چھلک رہی تھی۔۔۔

وہ روز بروز اویس کے پاگل پن کو دیکھ کر اور ڈاکٹر کے کہنے پر آج اسے لندن
بھیج رہے تھے۔۔۔آج شام اس کی فلائٹ تھی۔۔صابر نے بہت مشکل سے
اپنے بھائی کو منایا تھا یہ کہہ کر کہ اس لڑکی کو لندن میں دیکھا ہے اس لیے وہ
وہاں خود جا کر ڈھونڈے۔۔۔تو یہ سنتے ہی اویس یکدم سے پر سکون ہوا تھا
اور جانے کے لیے تیار تھا۔۔۔

نہیں مل رہی تو چھوڑ دیں آپ کے بیٹوں کے لیے لڑکیوں کی کمی نہیں ہے"
انکل"۔۔۔شہاب شاہ مسکرا کر وہسکی کا گلاس لبوں سے لگا گیا۔۔۔

اس کو وہی چاہیے۔۔۔دن رات اسے ڈھونڈنے میں لگا ہے۔۔۔دو چکر"
خود لگا چکا ہے اس علاقے کا۔۔۔مجھے باقاعدہ دھمکی دی ہے کہ اگر وہ نا ملی تو
میں خود کو ختم کر لوں گا"۔۔۔صابر نے کہا۔۔۔
کہیں محبت تو نہیں کر بیٹھا"۔۔۔شہاب نے سنجیدگی سے پوچھا۔۔۔"
محبت نہیں ہے۔۔۔بس وہ اس کی ضد بن گئی ہے۔۔۔بچپن سے اس نے"
جس کی خواہش کی ہے وہ ملی ہے۔۔اور اب وہ لڑکی ہاتھوں سے نکل گئی ہے تو
جوان خون جوش مار رہا ہے۔۔۔رکھیل بنانا چاہتا ہے اسے۔۔۔دن رات اس
کو اذیت میں مبتلا رکھنا چاہتا ہے۔۔۔اس کے وجود سے کھیلنا چاہتا ہے"۔۔۔
شوکت جوئیہ نے بھی گلاس لبوں سے لگا کر اس انداز سے کہا تھا کہ اس بند
کمرے میں ان کے شیطانی قہقہے گونج اٹھے تھے۔۔۔

تو پھر وہ باہر جانے کے لیے کیسے مانا"۔۔۔شہاب نے شراب کا دوسرا گلاس بھر کر پوچھا۔۔۔

یار لالچ دیا ہے اسے کہ اس لڑکی کو لندن دیکھا ہے ہمارے آدمی نے۔۔۔"

اس لیے تو وہ وہاں جانے کے لیے راضی ہوا۔۔۔ورنہ خود کا زخم نوچتا رہتا اور پاکستان کی خاک چھانتا رہتا"۔۔۔صابر نے کہا تو شہاب گہرا مسکرایا۔۔۔

تو آپ اسے لندن کی خاک چھنوانا چاہتے ہیں"۔۔۔اسنے گھونٹ گھونٹ لیتے پوچھا۔۔۔

اس کا انتظام بوس نے کر رکھا ہے۔۔۔ایک سے ایک لڑکی اس کے قدموں میں رہے گی تو اس داشتہ کو بھول جائے گا"۔۔۔شوکت نے تنفر سے کہا۔۔۔

پر میں اسے نہیں بھولوں گا بابا۔۔۔بس ایک بار وہ لڑکی مل جائے اس کا تو"
میں ایسا حشر کروں گا کہ اس کی نسلیں یاد رکھیں گی"۔۔۔صابر جوئیہ بھائی کی
حالت کا سوچتے سرد انداز میں بولا تھا۔۔۔
مل کر کریں گے"۔۔۔شہاب نے آنکھ ونک کی تو صابر مسکرایا۔۔۔"

وہ ار باز عالم شاہ کی سناؤ کیا کرتا پھر رہا ہے آج کل"۔۔"

گھر کی لڑکی کو ڈھونڈتا پھر رہا ہے"۔۔۔شہاب نے سے جھٹک کر کہا۔۔۔"
کہیں کسی عاشق کے ساتھ بھاگ تو نہیں گئی"۔۔۔صابر جوئیہ نے ٹکڑا لگایا"

۔۔۔

گھر میں اتنے عاشق یوں تو باہر جانے کی کیا"
ضرورت ہے"۔۔۔شہاب شاہ خباثت سے بولا تھا تو ان باپ بیٹے نے
قہقہہ لگایا تھا۔۔۔

اگر وہ یہی بات شاہ کے سامنے کرتا تو آج اس کے وجود پر ماس برقرار نا ہوتا

اسے مات ایسی دینی ہے کہ دوبارہ کبھی اپنے پیروں پر کھڑا نا ہو پائے"---"

شوکت گلاس پر گرفت سخت کرتا بولا تھا کہ جیسے اربازنے اس کے بھائی کو مارا تھا---اس کے دل میں اربازکے لیے ایک آگ لگی ہوئی تھی---

اسی کے واسطے تو ان کے لونڈے کو ساتھ ملا لیا ہے---بہت جلد وہ لڑکا" ہمارے لیے کام کرے گا"---

شہاب نے انہیں تیمور کے متعلق آگاہ کیا تو وہ تینوں پر اسرار سا مسکرا دیے

تمہاری کمینگی پے کوئی شک نہیں"---شوکت جوئیہ نے کہا---"

آپ جو استاد ٹھہرے"---"

شہاب نے بھی اسے کے انداز میں کہا تھا کہ ایک بار پھر سے ان کے مکروہ قہقہے گونجے تھے۔۔۔

۔۔۔

توشاہ نے گاڑی سے اتر کر اس کی جانب کا دروازہ کھولا تھا۔۔۔کہ حور نے جھٹکے سے سر اٹھا کر اس شخص کو دیکھا تھا۔۔۔جو کل سے اب تک اس کے ساتھ پرچھائی کی طرح تھا۔۔۔

جبکہ شاہ تو چادر کے حالے میں اس پری پیکر کے چہرے کو تکتا رہ گیا تھا۔۔ جس کے شنگرفی لب ہلکے ہلکے سے کپکپا رہے تھے اور وہ شہد رنگ بڑی بڑی آنکھوں میں خوف کا جہاں لیے اسے دیکھتی شاہ کو پھر سے دیوانہ کر گئی تھی

۔۔۔

شاہ جتنی بار حور کو دیکھتا تھا اتنی بار اس کی محبت پہلے سے زیادہ بڑھ جاتی تھی

۔۔۔۔!!

بابا کو بلا دیں"۔۔۔حور تھوڑا سا پیچھے ہوتی مدھم سا بولی تو ارباز شاہ نے"
سوالیہ نگاہوں سے دیکھا۔۔۔

وہ آپ کے زخم سے بہت خون نکلا ہے آپ کو درد ہو گا مجھے اٹھانے سے""
۔۔۔تو حور نے انگلیاں مروڑتے کہا تو شاہ نے گہرا سانس بھرا۔۔۔

یہ زخم درد نہیں دے رہا مگر آپ کا گریز مار ڈالے گا"۔۔۔شاہ گھمبیر تا بولا"
تھا اور پھر اسے بغیر سمجھنے کا موقع دیے باہوں میں اٹھا کر اندر بڑھا۔۔۔

تو حور نے الجھ کر اس یونانی دیوتاؤں کی آن بان والے شہزادے کو دیکھا تھا
۔۔۔وہ کیا کہہ گیا تھا حور کے سر پر سے گزرا تھا۔۔۔

پھر اپنی پوزیشن کا خیال آتے وہ لب دانتوں تلے دبا گئی۔۔۔وہ کل سے شاہ
کی باہوں کو سواری سمجھ کر شرم سے پانی پانی ہوئی تھی۔۔۔

حور کو اس حالت میں دیکھ کر سب پریشان ہوا ٹھے تھے

اس کے زخموں کو دیکھ کر سب نے سوالیہ نگاہوں سے شاہ کو دیکھا تھا تو شاہ کے اشارے پر انہوں نے حور سے کچھ بی نا پوچھا تھا۔۔۔وہ سب حور کے ارد گرد براجمان اس کی دلجوئی میں لگ گئے تھے۔۔۔نینا کو جب حور کے آنے کا پتا چلا تو وہ بھی نیچے آن پہنچی تھی۔۔۔اس کے سر پر بندھی پٹی دیکھ کر حور نے پوچھا تو اس نے گرنے کا بتا کر اِدھر اُدھر کی باتوں میں لگا دیا۔۔۔

ان کے آنے کر بعد سبطین اور یارم بھی وہاں پہنچ آئے تھے۔۔۔اور اس وقت سب آپ میں باتوں میں مصروف تھے کہ دادا سائیں کے پوچھنے پر شاہ نے انہیں مختصر بتایا تھا کہ حور رات ہی مل گئی تھی مگر اس کی خراب حالت کی پیش نظر انہیں سکینہ اماں کے گھر رکنا پڑا تھا اور وہاں سگنلز کا مسئلہ تھا جس کی وجہ سے وہ لوگ گھر نہیں بتا سکے تھے۔۔۔

جبکہ تیمور کے ماتھے پر بل تھے اور آنکھوں میں غصے کی لہر تھی۔۔وہ سرد نظروں سے حور کے چمکتے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔۔۔اس کے دل میں عجیب سے آگ لگی ہوئی تھی یہ سوچ آتے ہی کہ وہ ساری رات شاہ کے ساتھ رہی تھی۔۔۔مگر یہ نا سوچ سکا کہ حور اور شاہ نے انہیں سکینہ اماں کو بھی بتایا تھا ۔۔۔پر اسے تو بہانہ چاہئے تھا اور وہ مل گیا تھا۔۔۔اور دوسرا اس کے چہرے گردن پر خراشوں کے نشانات نے اس کا کام آسان کر دیا تھا۔۔۔

حور نے آصفہ شاہ کی گود سے چہرا کا رخ موڑ کر اسے دیکھا۔۔۔پر تیمور کا چہرہ سپاٹ دیکھ کر اس کے دل کی دھڑکنیں پل بھر کے لیے تھم سی گئیں تھیں ۔۔۔اسے تیمور کی آنکھوں میں اپنے لیے وہ پیار ڈھونڈنے سے بھی نہیں مل رہا تھا جو ہر وقت اس کی آنکھوں سے چھلکتا تھا آج وہاں صرف سرد مہری تھی ۔۔۔جو انجانے خدشوں سے دوچار کر گئی تھی۔۔۔حور کو خود کی جانب تکتا پا کر تیمور نے تنفر سے نظروں کا زاویہ بدلا تھا کہ اس کے عمل پر حور کی آنکھیں لبالب پانیوں سے بھر گئی۔۔۔

پہلے ہی تیمور نے ایک بار بھی اس کی طبیعت کا ناپوچھا تھا اور اب اس کا یہ بدلا سا انداز۔۔۔ حور آنسوں پیتی اس کو دیکھتی رہ گئی۔۔۔

شاہ بیٹا یہ کیا ہے اتنا خون۔۔۔ تم نے پٹی نہیں کروائی"۔۔۔ ہاشم شاہ جو" پاس ہی بٹھا تھا کہ نظر اس کے بازو پر پڑی تو گبھراہٹ زدہ بولا۔۔۔ جبکہ دوسری جانب نگار بیگم نے شوہر کو دیکھ کر دانت پیسے۔۔۔

ہاشم شاہ کی بات پر سب کی نظر اس پر گئی۔۔۔ چونکہ بلیک شرٹ ہونے کہ وجہ سے کسی کو بھی خون نظر نا آیا تھا اور اب ہاشم شاہ کے اس کے بازو کا جائزہ لیتے دیکھ وہ سب بھی متوجہ ہوئے۔۔۔

جو صوفے پر براجمان بلیک جینز شرٹ میں ملبوس کف کہنیوں تک فولڈ کیے ،پیشانی پر بال بکھیرے، گوری رنگت میں سرخیاں لیے، گھنی مونچھوں تلے

عنابی لب سختی سے پیوست کیے چہرے پر چٹانی تاثرات سجائے رف ٹف سے حلیے میں بہت ہینڈسم لگ رہا تھا۔۔۔

معمولی زخم ہے۔۔۔ ٹھیک ہو جائے گا"۔۔۔ وہ بھاری آواز میں بولا تھا"

۔۔۔۔

اتنا خون لگا ہوا ہے اور آپ معمولی کہہ رہے"۔۔۔ عظمیٰ شاہ اپنے بھانجے" کے پاس آتی اس کے ماتھے پر بوسہ دیتی بولی تو شاہ نے ہلکا سا مسکرا کر اس کے ہاتھوں کو اپنے لبوں سے لگایا تھا۔۔۔

میں ٹھیک ہوں"۔۔۔ شاہ نے تسلی دی تھی کی اس کے اس خوبصورت" انداز پر شاہ فیملی کے لبوں پر تبسم بکھرا تھا۔۔۔

پر آپ کو ایسے دیکھ کر میں ٹھیک نہیں ہوں بیٹا"۔۔۔ وہ نم آواز میں بولی تو" شاہ نے اٹھ کر اپنی ماں جیسی خالہ کو سینے سے لگایا۔۔۔

آپ ایسے روئیں گی تو میں آپ کو بابا سے الگ کر دوں گا"۔۔۔شاہ اس کے "
سر پر بوسہ دیتا آنکھوں میں شرارت کی رمق لیے سنجیدگی سے بولا۔۔۔تو
باقی سب نے مسکراہٹ دبائی۔۔۔

کیوں۔۔۔۔میں نے کیا کیا ہے"۔۔۔داؤد شاہ فوراً سے بولے۔۔۔"

کیونکہ آپ میری مما کو خوش نہیں رکھ رہے اس لیے یہ رو رہی ہیں"۔۔۔"
شاہ کی آنکھوں میں شرارت دیکھ کر سب گہرا مسکرا اٹھے تھے۔۔۔

بیگم رونا بند کر دیں کہ ہم آپ سے دور نہیں رہ سکتے"۔۔۔داؤد شاہ نے "
شاہ کے سینے سے لگی کھڑی عظمی شاہ سے کار وسب کا قہقہہ برجستہ تھا۔۔۔
تو عظمی شاہ ہلکا سا گھور کر کیچن کی جانب بڑھ گئی۔۔۔۔

شاہ فیملی کا ہر مرد اپنی عورت کا دیوانہ تھا۔۔۔

ابا سائیں اب کیا کرنا ہے"۔۔۔۔معاً داؤد شاہ نے پوچھا۔۔۔"

بچے خیر خیریت سے گھر آ گئے ہیں تو اب تقریب کی تیاریاں شروع کرو" "

۔۔۔

اباسائیں کے کہنے کی دیر تھی کہ عورتوں تو میں ایک ہنگامہ سا مچ گیا۔۔۔اور وہ مایو کی رسم کی تیاری کے لیے فوراً سے اپنی جگہ سے اٹھیں تھیں۔۔۔

سبطین شاہ حور کو اس کے کمرے میں چھوڑنے گیا تھا تو نینا کو طوبی اور روباب اس کے کمرے میں لے گئی تھیں۔۔

اور لڑکے گھر کی ڈیکوریشن کروانے کے لیے لاونج سے باہر نکلے تھے۔۔۔

کیونکہ وقت کم تھا اور کام زیادہ تھا تو دیکھتے ہی دیکھتے لاونج میں ملازموں اور عورتوں کی افراتفری سی مچ گئی تھی۔۔۔

جبکہ ارباز شاہ، اثنان ملک اور گھر کے بڑے اپنی جگہوں پر براجمان آپس میں بات چیت کر رہے تھے۔۔۔

جبھی شاہ کے فون پر مخصوص بپ بجی تھی جس کے انتظار میں وہ تھا۔۔۔تو پاس بیٹھے اثنان نے بھی اشارہ کیا تھا اور وہ دونوں اپنی جگہ سے اٹھے۔۔۔

آپ کہاں"۔۔۔دادا سائیں نے فوراً سے پوچھا۔۔۔"

ایک ادھورا کام رہ گیا ہے وہ کر کے شام تک لوٹ آئیں گے "۔۔۔"

شاہ نے سنجیدگی سے کہا اور وہ دونوں جلد بازی میں باہر نکلے تھے۔۔۔

۔۔۔

نیناجو وارڈب میں سر دیے کھڑی تھی۔۔۔کہ ٹھاہ کی آواز پر ہڑ بڑا کر مڑی ۔۔۔تو سامنے ہی مقابل کو کڑتے تیوروں سے ہاتھ میں ٹرے تھامے دیکھ کر گہرا سانس بھر کر رہ گئی۔۔۔

یارم نے گلاس ٹیبل پر رکھتے سخت نظروں سے گھورتے اسے دودھ پینے کا اشارہ کیا۔۔۔

تو اس کے انداز پر نینا نے مسکراہٹ دبائے اس کے انداز میں اشارے سے پینے سے منع کیا۔۔۔

اس کی نفی پر یارم لب بھینچ کر وہ گلاس اٹھا کر اس کے قریب گیا اور اسے سمجھنے کا موقع دیے بغیر اس کے ہاتھ میں تھما کر سخت نظروں سے اسے پینے کا اشارہ کیا۔۔۔

تو نینا نے کندھے آچکا کر نفی میں سر ہلایا۔۔۔

یارم شاہ جو اس سے سخت ناراض تھا مگر اس کی پرواہ تو اپنی جان سے زیادہ تھی جبھی آنکھوں میں غصہ لیے اس کے ہاتھ میں پکڑے گلاس کو جھپٹ کر اس کے منہ سے لگایا۔۔۔مقابل کے اس عمل پر نینا کے لبوں پر دلکش مسکراہٹ مچلی تھی۔۔۔۔

جبھی اس نے ایک گھونٹ بھر کر منہ بنا کر گلاس دور کیا تو یارم نے زبردستی اس کے منہ سے لگایا اور آنکھوں سے اسے پورا پینے کا اشارہ کیا۔۔۔

تم مجھ سے بات کیوں نہیں کر رہے"۔۔۔"

اس کو اشاروں میں بات کرتا دیکھ کر نینا سمجھ گئی تھی کہ مقابل اس سے سخت ناراض ہے مگر پھر انجان بنتی بولی۔۔۔

چپ رہو تم۔۔۔اور خالی کرو گلاس"۔۔۔یارم نے ڈپٹا۔۔۔"

بس"۔۔۔نینا نے مشکل سے آدھا گلاس پیا۔۔۔۔"

ختم کرو شرافت سے"۔۔۔یارم نے غصے سے کہا۔۔۔"

توشرافت سے کرواونا مجھ سے کیوں کروارہے"۔۔۔نینا منہ بنا کر"

بولی۔۔۔۔

نین"۔۔۔۔یارم کی زبردست گھوری پر اس نے باقی کا دودھ ایک ہی"

سانس میں حلق سے اتارا۔۔۔

توگلاس خالی دیکھ کر یارم نے واپس قدم بڑھائے کہ نینا نے فوراً سے اس کا

ہاتھ پکڑ کر روکا۔۔۔۔

ناراض ہو"۔۔۔وہ بے چینی سے بولی۔۔۔"

تمہیں پرواہ ہے"۔۔۔یارم نے گردن موڑ کر سنجیدگی سے کہا۔۔۔"

تونینا نے مصنوعی معصومیت سے اثبات میں سر ہلایا۔۔۔۔

جیسے یہ میری پرواہ میں گری ہو"۔۔۔تو یارم نے اس کے ماتھے پر پٹی دیکھ"

کر کہا۔۔۔

ہاں نا تمہیں چھوٹ لگی تو میں نے بھی لگوالگی"۔۔۔"

نینا اس کے ماتھے اور دائیں گال پر ہلکی سی خراش دیکھ کر بولی جو انہیں کل اس دھماکے کے دوران لگیں تھیں۔۔۔

جہنم میں جانا چاہتی ہو۔۔مجھے بتا دیتی میں تمہاری خواہش پوری کر دیتا"

"۔۔۔یارم رخ موڑ کر پوری طرح اس کی طرف متوجہ ہوتا بولا۔۔۔اس کا ہاتھ ہنوز نینا کو ہاتھوں میں قید تھا۔۔۔

اور اس جہنم میں تمہیں بھی لے کر جاؤں گی"۔۔۔نینا نے آنکھیں سکیڑ کر" کہا۔۔۔

میں جنت میں جاؤں گا"۔۔۔یارم اس کے چہرے کو دیکھتا بولا۔۔۔یہ" لڑکی اس کی جان تھی پر خود سے لاپرواہ رہ کر اس کا میٹر گھما دیا کرتی تھی۔۔۔

اپنے لیے جنت اور میرے لیے جہنم"۔۔۔نینا نے اس کے ہاتھ کی پشت پر" ناخن چبھوتے غصے کہا۔۔تو اس کی حرکت پر یارم نے مسکراہٹ دبائی۔۔۔

ہونے والے شوہر کی بات نامانے والی عورت جہنم میں ہی جاتی ہے"۔۔۔"

اس نے اپنی بات کا حوالہ دیا۔۔۔

کہ کل اس نے کتنا اسے کھانا کھانے کا کہا تھا مگر نینا نے ایک نوالہ تک نالیا تھا

اور صبح ہی بیہوش ہو کر گر پڑی تھی۔۔۔۔

تو نینا نے آنکھیں گھمائیں کہ جبھی یارم شاہ نے اسے بازوؤں سے پکڑ کر اپنے

قریب کیا تھا اور اس کے ماتھے سے ماتھا ٹکا کر آنکھیں موندیں تو نینا نے بھی

اس کی تقلید کی۔۔۔

نین۔۔۔ تمہاری زندگی تمہاری سانسیں میرے لیے بہت اہم ہیں"۔۔۔"

جب تم گری تھی تو مجھے لگا جیسے میرے بوجود سے روح نکل رہی ہو"۔۔۔"

یارم وہ لمحہ یاد کرتا نم آواز میں بولا تھا۔۔۔ کہ نینا نے جھٹ سے آنکھیں

کھول کر اسے دیکھا۔۔۔

اتنا پیار کرے ہو تو لڑتے کیوں ہو"۔۔۔نینا کی شریر آواز پر یارم آنکھیں کھول کر اس کی کن پٹی پر بوسہ دے کر دور ہوا۔۔۔

کیونکہ تمہارے کام ہی ایسے ہیں۔۔۔جب بات نہیں مانتی تو زہر لگتی ہو"

"۔۔۔وہ اب بھرپور سنجیدگی کا مظاہرہ کرتے بولا۔۔۔

تو نینا نے ایک ادا سے دائیں ائیبرو اچکائی۔۔۔

اور اب کیسی لگ رہی ہوں"۔۔۔اس نے یارم کو گھورتے پوچھا۔۔۔"

تو یارم نے غائر نگاہ سے اسے سر سے پیر تک دیکھا جو ہلکے گلابی رنگ کے ڈریس میں بہت پیاری لگ رہی تھی۔۔۔

نکاح کے بعد بتاؤں گا۔۔۔بچے کو بگاڑو مت"۔۔۔"

یارم آنکھیں گھما کر کہتا دروازے کی جانب بڑھا۔۔۔

یارم بتاؤ مجھے "۔۔۔پیچھے سے اپنی تعریف سننے کے لیے نینا چلائی مگر وہ سنی" انسنی کرتا کمرے سے نکل گیا۔۔۔تو نینا پیر پٹخ کر رہ گئی۔۔۔

یہ کبھی میری تعریف نہیں کرتا"۔۔۔نینا نے غصے سے مٹھیاں بھینچیں" تھیں۔۔۔۔

سنسان سڑک پر پولیس کی تین گاڑیاں سائرن آن کیے فل سپیڈ سے اپنی منزل کی جانب رواں دواں تھیں۔۔۔

آگے پیچھے پولیس موبائل اور درمیان میں ایک وین تھی جس میں مجرم بند تھا۔۔۔۔

گندمی مگر خاصی ڈراؤنی شکل والا پاشا سفید شلوار قمیض میں ملبوس پولیس وین میں دائیں جانب کی ایک لمبی سیٹ پر سکون سے لیٹا ہوا تھا۔۔۔اسے آج

پھانسی ہونی تھی مگر اس کے تیور کوئی اور ہی کہانی سنا رہے تھے۔۔۔ ہتھ کڑیوں میں جکڑے ہاتھ وہ سر کے نیچے رکھے مسلسل مسکرا رہا تھا۔۔

ار باز عالم شاہ۔۔۔۔"

ار باز عالم شاہ۔۔۔۔

ار باز عالم شاہ"۔۔۔۔۔

ہاہاہاہا"۔۔۔۔اس نے تین بار شاہ کا نام لیا تھا گویا حفظ کیا ہو اور پھر اس نے" بے ہنگم قہقہہ لگایا تھا۔۔۔

دہشت ہاں۔۔۔دہشت۔۔۔ بڑی دہشت رکھی ہے تیرے نام میں"

"۔۔۔اس کی مسکراہٹ سمٹی تھی۔۔۔اور پھر سخت انداز میں گویا ہوا تھا ۔۔۔جبکہ اس کی آنکھوں سے وحشت ٹپکنے لگی تھی۔۔۔

مگر تو بھول گیا کہ دہشت کا دوسرا نام پاشا ہے"۔۔۔وہ یکدم سے اٹھ کر" بیٹھا گر جاتھا۔۔۔اس کے چہرے کے تاثرات انتہائی سخت ہوئے تھے۔۔۔

تو نے میرے بھائی کو تیزاب میں پھینک کر اچھا نہیں کیا ارباز عالم شاہ"
"۔۔۔۔

اس کی قیمت تو اور تیرے گھر کا بچہ بچہ چکائے گا۔۔"
تیری نسل ختم کروں گا میں۔۔۔اور پھر تیری اس داشتہ کو تیرے سامنے بے لباس کروں گا"۔۔۔وہ پھنکارا تھا۔۔۔اور پھر اپنے آدمیوں کے حملے کا انتظار کرنے لگا۔۔۔اس کے تاثرات میں شیطانیت سمو آئی تھی جبکہ آنکھوں میں ارباز عالم شاہ کے لیے بے پناہ غصہ تھا۔۔۔

سر ہم اس پوائنٹ کے قریب پہنچنے لگے ہیں"۔۔۔جبھی اگلی گاڑی میں" بیٹھے آفیسر نے کان میں لگے ائیر پیس سے مقابل کو اطلاع دی تھی۔۔۔

اوکے گاڑی رکنے کے ٹھیک پانچ منٹ بعد بلاسٹ ہو گا ان پانچ منٹوں میں "
تم اپنے آدمیوں کو لے کر جتنا ہو سکے اتنا دور ہٹ جانا"۔۔۔

مقابل کی گھمبیر آواز گونجی تھی اور چند سیکنڈ بعد اگلی گاڑی کے ٹائر میں فائر ہوا تھا۔۔۔ پھر دوسری اور تیسری میں کہ یکے بعد دیگرے گاڑیاں جھٹکا کھا کر رکی تھیں۔۔

جبھی دھڑا دھڑ افائرنگ ہوئی تھی کہ وہ تمام پولیس اہلکاران گاڑیوں سے دور پیچھے کی جانب بھاگے تھے۔۔۔

سر لگتا ہے مجرم کے آدمی پہنچ چکے ہیں"۔۔۔ پولیس آفیسر کی آواز ائیر پیس سے گونجی تھی۔۔۔ اور تڑتڑ گولیوں کی بوچھاڑ ہوئی تھی۔۔۔ کہ وہ یکدم سے سڑک پر لیٹے اپنی گنز سیدھی کر چکے تھے۔۔۔۔

شاہ سر اس طرف جھاڑیوں میں کل دس آدمی اسلحہ سے لیس ہیں وہ ہماری" پولیس پر فائر کر رہے ہیں"۔۔۔ایک اور اہلکار کی پریشان کن آواز اُبھری تھی۔۔۔

آفیسر سٹاپ موونگ فارورڈ"۔۔۔"

یو اینڈ یور ٹیم ٹیک اپ آپوزیشن آن دا رائٹ سائیڈ اینڈ سٹے آوے فرام دا" وہیکلز۔۔۔ہری اپ"۔۔۔شاہ نے جلدی سے انہیں حکم دیا تھا۔۔۔

اوکے سر"۔۔۔"

موو۔۔۔موو رائٹ"۔۔۔"

آفیسر نے جیسے ہی اپنی ٹیم کو حکم دیا تھا کہ وہ سب پھرتی سے اٹھے اور جھکے ہوئے پیچھے کی جانب قدم اٹھاتے پاشا کے آدمیوں پر فائر کرتے رائٹ سائیڈ

درختوں کے اوٹ میں ہوئے پوزیشن سنبھال چکے تھے۔۔۔اس دوران دو اہلکار گولیوں سے زخمی ہو چکے تھے۔۔۔

شوٹ دیم"۔۔۔۔"

جبھی ارباز عالم شاہ کی گھمبیر تا آواز سے ملنے والے حکم سے دوسری جانب موجود پولیس کے اہلکار اور اس سڑک کی دوسری جانب پھیلے درختوں میں پاشا کے آدمیوں کو نشانہ میں رکھے ہوئے تھے کہ شاہ کی کہنے کی دیر تھی فضا ترتڑ گولیوں کی آواز سے گونج اٹھی تھی۔۔۔

ٹائیگرز موو۔۔۔یو ہیو ٹو منٹ لیفٹ۔۔ووی نیڈ ہم آلائو"۔۔۔"

جبھی اثنان چیخا تھا اور پیچھے بیٹھے بابر اور فخر گاڑی کا پچھلا دروازہ کھولے پھرتی سے باہر نکلے پوری رفتار سے سڑک پر دوڑتے دونوں ہاتھوں میں پسٹل مضبوطی سے پکڑے پولیس وین کی جانب بھاگے تھے۔۔۔

جبکہ پولیس وین میں ہتھ کڑیوں سے جکڑا پاشا مکروہ انداز میں مسکراتا اپنی رہائی کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔

کہ جبھی بابر اور نے جلدی سے وین کے لاک پر فائر کرتے پاشا کو گریبان سے پکڑ کر باہر گھسٹیا تھا۔۔۔

کہ وہ جو خوش تھا کہ اس کی آدمی اسے چھڑوانے پہنچ چکے ہیں مگر سامنے ہی بلیک یونیفارم میں ملبوس آفیسرز کو دیکھ کر اس کی روح تک لرز اٹھی تھی

۔۔۔

آج پاشا کو پھانسی ہونی تھی اور اس سے پہلے ہی اس کے آدمیوں نے اسے چھڑوالینا تھا جیل میں ہی اسے پولیس میں اپنے آدمیوں کے ذریعے اسے کال

، چھاگااور باقی آدمیوں کی موت کے بابت معلوم ہو چکا تھا کہ انہیں شاہ نے کتنی ازیت ناک موت مارا تھا۔۔۔اور یہ سن کر پاشا پاگل ہوا اٹھا تھا۔۔۔پھر اس نے انہیں کے ذریعے اپنے چند ساتھیوں تک پیغام پہنچایا تھا کہ کل اسے جیل شفٹ کرنے کے دوران وہ اسے آزاد کروائیں۔۔۔اور پلین کے مطابق وہ پہنچ چکے تھے مگر ار باز عالم شاہ سے دشمن کا بچنا ناممکن تھا۔۔۔۔

کون ہو تم لوگ"۔۔۔وہ گرجا تھا۔۔۔"

ہماری پہچان بتانے کے لیے تم سے کلام میں نہیں عمل سے بات کی جائے" گی"۔۔۔فخر نے کھردرے لہجے میں کہہ کر ہے درپے اس کے منہ پر مکے رسید کر ڈالے تھے۔۔۔

یو کتے کے بچ۔۔۔پاشا چلایا تھا مگر بابر نے یکدم سے ہتھیلی اس کی ٹھوڑی کی نیچے رکھ کر ہاتھ کو اپر می جانب اس قدر زور سے جھٹکا دیا تھا کہ وہ جو بول رہا تھا اس کی زبان بری طرح دانتوں کی زد میں آتی کچل سی گئی تھی۔۔۔کہ پاشا کی منہ سے چیخ نکلی تھی اور منہ میں خون کا ذائقہ سا گھل گیا تھا۔۔۔

جبھی سعد نے ایک گاڑی ان کے قریب کھڑی کی تھی کہ بابر فخر نے اسے گاڑی میں دھکیلا تھا۔۔۔

اور ان کے گاڑی میں بیٹھتے ہی سعد نے گاڑی کو ہوا کی سپیڈ سے وہاں سے گزاری تھی۔۔۔

کہ ان کے چند سیکنڈ بعد ہی پولیس وین میں بلاسٹ ہوا تھا کہ جس کی زد میں دوسری دونوں گاڑیاں آتی ایک خوفناک دھماکے کی آواز پیدا کرتی فضا میں ایک ہیبت برپا کر گئی تھیں۔۔۔

"سر سب مارے جا چکے ہیں"۔۔۔ جبھی پولیس آفیسر نے کی خوشی کن آواز ابھری۔۔۔

"گڈ۔۔۔ پاشا کی موت بلاسٹ میں کنفرم کر دینا"۔۔۔ اثان نے کہا تھا۔۔۔

اوکے سر"۔۔۔مقابل نے الرٹ انداز میں جواب دیا تھا اور اثنان نے کال" رکھ کر شاہ کی جانب دیکھا جو چہرے پر چٹانی تاثرات سجائے گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا۔۔۔

وہ جانتا تھا کہ اب پاشا کا انجام کیا ہونا تھا۔۔۔۔

کون ہو تم لوگ"۔۔۔۔"

پاشا ایک بند کمرے میں مقید شیشے کے کمرے میں بند دھاڑ رہا تھا۔۔۔
اس وقت وہ زخمی درندہ بنا سب کو نوچنے کو بے تاب تھا مگر شیشے کے کیبن میں بند وہ کرسی پر رسیوں سے باندھا صرف جھٹپٹا اٹھا تھا۔۔۔

تمہاری موت"۔۔۔جبھی دروازہ دھکیل کر اندر آتا ارباز عالم شاہ سرد" ٹھٹھرا دینے والی آواز میں بولا تھا۔۔۔تو جس کی دہشت کے قصے وہ سنتا آیا تھا آج پہلی بار اس جوان کو روبرو دیکھ کر پاشا لرز اٹھا تھا۔۔۔

وہ ملگجے حلیے میں آنکھوں میں ایک تباہ کر دینے والا جنون لیے مقابل پر اس قدر دہشت طاری کر گیا تھا کہ اس کو دانتوں پسینہ آ گیا تھا۔۔۔

وہ جو کچھ دیر پہلے ارباز عالم شاہ کے خاندان کو ختم کرنے کی بات کر رہا تھا اب اسے اپنا آپ ختم ہوتا نظر آ رہا تھا۔۔۔

کیونکہ مقابل کی سیاہ آنکھوں میں اسے اپنے لیے موت دکھ رہی تھی۔۔۔ مگر اس کی موت اتنی آسان نہیں ہونی تھی کہ اس کی وجہ۔سے اس کی حور کو تکلیف پہنچی تھی تو وہ اسے اتنی جلدی کیسے مار سکتا تھا۔۔۔ کال کو تو وہ اسی وقت سزا دے چکا تھا مگر پاشا کا تو پل پل اذیت میں دیکھنا چاہتا تھا۔۔۔۔

تم۔۔۔ارباز شاہ۔۔۔ تمہاری جرات کیسے ہوئی۔۔۔ چھوڑو مجھے ورنہ میں تمہیں کچل ڈالوں گا۔۔۔ تم نے میرے آدمیوں کو ختم کر کے خود کو ختم کرنے کی دعوت دی ہے چھوڑ مجھے "۔۔۔۔وہ یکدم پاگل ہوا اٹھا تھا۔۔۔

جیسے زہنی توازن کھو بیٹھا ہو۔۔۔جبکہ شاہ سرد نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا

۔۔۔۔

دشمن کا شور بتا رہا ہے واری کافی گہرا ہوا ہے"۔۔۔"

ارباز عالم شاہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے بھاری آواز میں بولا تھا

۔۔۔تو پاشا بلبلا اٹھا تھا۔۔۔

ارباز شاہ تجھے میں چھوڑوں گا نہیں"۔۔۔وہ گرجا تھا۔۔۔"

اسے پتا تھا اس کی موت اب واقع ہو کر رہ گئی مگر وہ تمام ڈر بھلائے غصہ میں پاگل ہوتا مقابل پر چلا رہا تھا۔۔۔اس کے علاوہ وہ کچھ کر بھی نا سکتا تھا۔۔۔

گیڈر کے چلانے سے شیر ڈھیر نہیں ہوا کرتے۔۔۔جب وجود میں طاقت نا" ہو تو زبان کی طاقت بیکار ہے"۔۔۔

اربازشاہ نے اسے دیکھ کر اس کی ہاتھوں کی جانب اشارہ کیا تھا جو بہت معمولی سے بندھے تھے مگر وہ اپنے ہاتھ آزاد کروانے میں ناکام تھا۔۔۔اور اس پر چلا رہا تھا۔۔۔

اربازشاہ مجھ سے دشمنی بنا کر تم نے اچھا نہیں کیا"۔۔۔"

پاشا اس کی باتوں سے کھول رہا تھا۔۔۔جبکہ آنکھوں سے آنسوں بہہ رہے تھے۔۔۔

شروعات تم نے کی تھی ختم میں کر رہا ہوں"۔۔۔"

کیونکہ مجھ سے دشمنی رکھنے کے لیے میرے معیار تک ہونا ضروری ہے"

۔۔۔اور تم میرے معیار سے کافی گرے ہوئے ہو"۔۔۔

شاہ نے اس کے آنسوں پر چوٹ کی تھی۔۔۔جو خود کو دہشت کا دوسرا نام کہہ رہا تھا۔۔۔

ہاتھ کھول میرے"۔۔۔وہ پھر سے جھٹپٹایا تھا۔۔۔"

تمہیں میں آزاد کر کے کھلم کھلا لڑنے کی اجازت دیتا گو کہ تم میں دم ہوتا"
۔۔۔جو انسان خود کو نہیں بچا سکتا اس پر وقت برباد کرنا بے وقوفی ہے"۔۔۔
اس لیے تم یہاں آرام سے بیٹھ کر ہلکی پھلکی تکلیف کا لطف اٹھاؤ"۔۔ "
اس نے ہنوز انداز میں کہہ کر اشارہ کیا تھا کہ بابر نے فوراً سے بٹن پریس کیا تھا
کہ جبھی شیشے کے کیبن میں نچلے حصے سے دو کالے رنگ کے بچھو نکلے تھے
۔۔۔
نہیں نہیں۔۔۔تم مجھے ایسے تکلیف نہیں دے سکتے اربازشاہ"۔۔۔۔پاشا"
چیخا تھا۔۔۔
یہ مرنا نہیں چاہیے"۔۔۔۔شاہ سنجیدگی سے کہہ کر دروازے کی جانب"
بڑھا۔۔۔

!!مانند زہر ہیں ہم ذائقہ نہیں داستان رکھتے ہیں۔۔۔

وہ پاشا کی چیخوں اور التجاؤں کو انسنی کرتا باہر آیا تھا۔۔۔

ارباز عالم شاہ باہر صوفے پر براجمان سر پیچھے ٹکائے آنکھیں موندے سیگریٹ پیتا اس کی چیخیں سنتا خود کو پر سکون کر رہا تھا۔۔ جبکہ دل میں تو پھر بھی آگ لگی ہوئی تھی جب سے اسے پتا چلا تھا کہ حور تیمور کے لیے اس یونیورسٹی سے نکلی تھی۔۔ وہ اس کے منع کرنے کے باوجود سوچ سمجھ بلائے طاق رکھ کر خود کو خطرے سے دوچار کر گئی تھی اور یہ بات شاہ کے دل میں کانچ کی طرح پیوست ہوئی تھی۔۔۔ وہ مسلسل اس کے بارے سوچ رہا تھا

۔۔۔

جبکہ پاس بیٹھا اثنان اس کے بازو کی پٹی کر رہا تھا۔۔۔

وہ جانتا تھا کہ شاہ کیا سوچ رہا تھا۔۔۔ جبھی وہ اس کے ہاتھ سے سگریٹ لے کر ایش ٹرے میں رکھ گیا تو شاہ نے سرخ آنکھوں سے اسے دیکھا تھا۔۔۔

شاہ چھوڑ دے جانے دے۔۔۔ بھابھی کو سمجھ نہیں تھی اچانک وہ شخص" آ گیا تھا"۔۔۔ اثنان نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھا۔۔۔

وہ کیوں مجھے ازیت دیتی ہیں یار۔۔۔ میری بات مان لیتی تو آج اس حالت " میں نا ہوتی۔۔۔ ان کی تکلیف میری روح گھائل کر دیتی ہے۔۔۔ اور وہ ہر بار خود کو خطرے سے ہمکنار کر جاتی ہیں"۔۔۔

میں ان کے معاملے میں اس قدر بے بس ہو جاتا ہوں کی چاہا کے بھی انہیں " ان کی غلطی کی سزا نہیں دے سکتا۔۔۔

پر جس کی وجہ سے وہ ایسی غلطی کرنے پر مجبور ہوئیں اسے میں نازندوں میں

چھوڑوں گا نامردوں میں"۔۔۔

شاہ حور کے لیے اپنے جزبات کی عکاسی کرتا آخر میں

سفاکیت سے بولا تھا۔۔۔تو اثنان اپنے یار کو دیکھتا رہ گیا۔۔۔

جو حور سے مثالی عشق کر بیٹھا تھا۔۔۔

حویلی جاؤ"۔۔۔جبھی اس نے پھر سے سگریٹ سلگا کر اثنان کو حکم دیا۔۔۔"

میں نہیں جاؤں گا"۔۔۔اثنان دانت پیستا بولا۔۔۔"

یہ میرا حکم ہے اثنان فوراً حویلی جاؤ"۔۔۔شاہ نے گہرا کش لے کر کہا"

۔۔۔۔

اور تم"۔۔۔۔؟"

میں آجاؤں گا"۔۔۔شاہ نے سنجیدگی سے کہا تو اثنان اسے گھور کر وہاں سے"

اٹھ گیا۔۔۔

اثنان کو زبردستی حویلی بھیجنے کے بعد شاہ دیر تک مقابل کی چیخوں سے اپنے اندر لگی آگ بجھاتا رہا تھا۔۔۔

۔۔۔

حاضرین کے کھانے پینے کا انتظام کروانے کے ساتھ ساتھ غریبوں میں بے شمار دیگیں تقسیم کی تھیں۔۔۔کچھ دیر پہلے ہی وہ حویلی لوٹے تھے جہاں مہمانوں کا مجمعہ سا لگا ہوا تھا اور سبطین شاہ ابھی بمشکل جان چھڑا کر زنان خانے میں آیا تھا۔۔۔

زنان خانے میں بھی دادی سائیں کے ساتھ خاندان کی بڑی عورتیں بیٹھیں آپس میں باتوں میں مصروف تھیں جبکہ باقی عورتیں لان میں میں موجود ہلے گلے میں مصروف تھیں۔۔۔۔

پہلے اپنی پوتی سے چائے بنوا کر دیں"۔۔۔"

وہ جس مقصد کے لیے آیا تھا کہ فوراً سے کہا۔۔۔جانتا تھا کہ اس کے کہنے پر روباب سونکھرے دیکھائے گی۔۔۔جبھی دادی سائیں سے کہا تھا۔۔۔

اچھا ٹھیک ہے تم جاؤ کمرے میں آرام کرو میں کہتی ہوا سے"۔۔۔دادی" سائیں اس کے بال سنوارتے بولی تو سبطین جو کل سے ایک منٹ ناسویا تھا اور

اب اس کا نیند سے برا حال تھا مگر وہ پہلے روباب کے ہاتھ کی چائے پینا چاہتا تھا ۔۔کہ دادی سائیں کے کہنے پر وہ اس کے سر پر بوسہ دیتا سیڑھیوں کی جانب بڑھ گیا۔۔۔تو دادی سائیں نے پاس سے گذرتی ملازمہ کو روباب کی جانب بھیجا کہ وہ اس کے پوتے کو چائے بنا کر دے۔۔۔

آجاؤ"۔۔۔دروازے پر دستک سن کر روباب نے اجازت دی۔۔۔"

تو ملازمہ زرا سا دروازہ کھولے اندر آئی جہاں روباب ائینے کے سامنے کھڑی مایوں کے فنکشن کے لیے تیاری ہو رہی تھی۔۔۔کہ باقی سب تو پالر والی سے تیار ہو گئیں تھیں مگر روباب نے منع کر دیا تھا۔۔۔

بی بی جی وہ بڑی بیگم کہہ رہی ہیں کہ سبطین سائیں کو چائے بنا کر دیں"۔۔۔"

ملازمہ نے پیغام پہنچایا تو روباب کے ماتھے پر ننھا سا بل پڑا۔۔۔

اسے لمحہ لگا تھا سبطین شاہ کی چالاکی جاننے میں۔۔۔کہ اس کے ساتھ ہی لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ چھپ دکھلا کر غائب ہوئی تھی۔۔۔

وہ نوٹ کر رہی تھی کہ جب سے اس نے سبطین شاہ سے لاتعلقی برتی تھی مقابل بے چین ہو گیا تھا اور سب زیادہ بیچین تو اس کے ہاتھ کی بنی چائے کے لیے تھا۔۔۔

بے ساختہ اسے اپنے نازک ہاتھوں پر پیار آیا تھا جنہوں نے سبطین شاہ کو بپھرا کر رکھ دیا تھا کہ روباب نے فوراً سے اپنے ہاتھ چوم ڈالے۔۔۔تو ملازمہ نے حیرت سے اپنی بی بی کی حرکت دیکھی تھی۔۔۔

تمہاری وجہ سے آج وہ ولن شاہ بے تاب ہے۔۔۔اب آ رہا ہے نا اونٹ پہاڑ کے نیچے "۔۔۔وہ چہرے پر خوشکن مسکراہٹ سجائے بڑبڑائی تھی۔۔۔

کہ جبھی پیچھے دیکھا جہاں ملازمہ آنکھیں پھاڑے کھڑی تھی۔۔۔۔

تمہیں کیوں نہیں کہا دادی سائیں نے "۔۔۔دفعتاً روباب نے اسے آنکھیں دیکھاتے کہا

وہ جی آپ جانتی تو ہیں کہ چھوٹے سائیں آپ کے ہاتھ کی چائے پیتے ہیں"

"۔۔۔ملازمہ نے مسکراہٹ دبائے کہا۔۔۔

تو روباب نے ناک سکیڑی۔۔۔

جاؤ تم بنا کر دے آؤ"۔۔۔روباب نے سر جھٹک کر کہا۔۔۔اور اپنے میک"

اپ میں جت گئی۔۔۔۔

بی بی جی سائیں غصہ ہوں گے"۔۔۔ملازمہ بیچارگی سے بولی۔۔۔"

تو جاؤ پھر کہہ دو اپنے سائیں کو کہ میں مصروف ہوں۔۔۔اور میں نوکر"

نہیں ہوں ان کی کہ جب ان کا دل ہو چائے بنا کر حاضر ہو جاؤں"۔۔۔

روباب نے خاصے غصے کہا تو ملازمہ نے پریشانی سے سر ہلایا۔۔۔

اور خبردار جو دادی سائیں کو بتایا تو"۔۔۔اس نے چہرے پر ہلکا ہلکا سا بیس " لگا کر مرر میں ہی ملازمہ کو گھور کر تنبیہ کی تو وہ سر ہلا کر فوراً کمرے سے نکل گئی۔۔۔۔

۔۔۔۔

من ع عن روباب کی بات سنا کر سبطین کے چہرے پر ابھرتے تاثرات کی ہلکی سے رمق دیکھ کر چھپاک سے وہاں سے غائب ہوئی تھی۔۔۔۔

جبکہ سبطین شاہ تو گویا انگاروں کی لپیٹ میں آ چکا تھا۔۔۔۔اس کا چہرہ طیش کے مارے سرخ ہوا تھا کہ اس نے پٹخنے کے انداز میں لیپ ٹاپ ٹیبل پر رکھا ۔۔۔

وٹ دا ہیل۔۔۔۔یہ چاہتی کیا ہے آخر۔۔۔اسے پتا ہے کہ میں اس کے " ہاتھ کی چائے کا اڈیکٹ ہوں تو جان بوجھ کر انکار کر کے مجھے ٹیز کر رہی ہے !!۔۔۔اب بدلہ لے گی مجھ سے۔۔۔

تمہاری تو آج خیر نہیں روباب شاہ "۔۔۔وہ غصے سے بھڑکتا خطرناک تیور لیے اپنی جگہ سے اٹھا تھا۔۔۔کہ جبھی ٹیبل پر پڑا اس کا فون رنگ ہوا۔۔۔ سکرین پر سالک کا نام دیکھ کر وہ مزید جل بھن گیا تھا۔۔۔۔کہ جبھی جھپٹ کر فون اٹھا کر کان سے لگایا۔۔۔

بول"۔۔۔وہ خاصا تپا کھڑا تھا کہ لٹھ مارے انداز میں بولا۔۔۔"

مزاج بخیر ہیں جناب تپنے کی خاص وجہ "۔۔۔دوسری جانب وہ مسکرا کر بولا"
تھا۔۔۔

تو بتا فون کیوں کیا ہے "۔۔۔اس نے بالوں میں ہاتھ پھیر کر پوچھا جبکہ "
سینے میں تو آگ لگی ہوئی تھی ایک چائے کی طلب میں دوسرا روباب کی
باتوں سے۔۔۔

میں نے تیری خیریت دریافت کے لیے کیا تھا مگر لگ رہا ہے تو کسی اور کی "
خیریت تباہ کرنے والا ہے "۔۔۔

سالک نے مسکراہٹ دبائے کہتے صحیح اندازا لگایا تھا۔۔۔

یار تیری دعا کی وجہ سے میری ہونے والی بیوی مجھے اپنے ہاتھ کی چائے سے "
محروم کر رہی ہے "۔۔وہ دانت کچکچا کر بولا۔۔۔

تیرے اپنے اعمالوں کو نتیجہ ہے "۔۔۔سالک نے قہقہہ لگا کر مزے لیتے "
کہا۔۔۔

وجہ تیری دعا ہے سالے "۔۔۔اس کے قہقہے نے اسے مزید سلگایا"
تھا۔۔۔۔

وجہ تمہاری مار تھا ہے سالے۔۔۔اور لڑاؤ عشق۔۔۔اس بندریا سے "
۔۔۔۔ویسے بتانا پڑے گا بھابھی کو کہ تو گوری کے عشق میں قید ہے "۔۔۔
سالک نے مزید تپایا تھا۔۔۔

بکواس بند کر۔۔۔۔ورنہ منہ توڑ دوں گا تیرا "۔۔۔اس کا دماغ کھول اٹھا تھا"
۔۔۔

واللہ وہ روباب کے ہاتھ کی چائے کا اس قدر دیوانہ تھا کہ نا ملنے پر زخمی شیر کی مانند ہو گیا تھا۔۔۔

میں تیرا دکھ سمجھ سکتا ہوں۔۔۔ چل جگر اب تو بیٹھ کر اپنی چائے پر فاتحہ پڑھ میں زرا اپنی بیوی سے مل لوں "۔۔۔ سالک نے لہک کر کہا۔۔۔

دل جلا رہا ہے "۔۔۔ سبطین دھاڑا۔۔۔"

تو سالک نے بدلے میں قہقہہ لگا کر کال بند کر دی تھی۔۔۔

سالے تجھ سے تو بعد میں نمٹو گا پہلے زرا اس میڈم کا دماغ دُرست کر لوں "

"۔۔۔ وہ بڑبڑایا اور تن فن کرتا باہر نکلا۔۔۔

مایوں کے فنکشن کے حساب سے وہ پیلے رنگ کے پیروں کو چھوتے ایمبرائیڈری سے سجے انتہائی خوبصورت فراک میں ملبوس پیروں میں پیلا ہی

کھسہ پہنے ہلکے ہلکے میک اپ میں بے پناہ پیاری لگتی دائیں شانے پر دوپٹہ سیٹ کر رہی تھی کہ جب ٹھاہ کی آواز سے دروازہ کھلا تھا تو روباب جو اپنی تیاری پر ایک نظر ڈالے دوپٹے کو پن لگا رہی تھی کہ یکدم سے اپنی جگہ سے اچھلی اور پیچھے دیکھا جہاں وہ ک سک سا تیار بلیک جینز پر وائٹ شرٹ زیب بال جیل سے سیٹ کیے، عنابی لب سختی سے پیوست کیے ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچے آنکھوں میں غصے کا جہاں لیے، چہرے پر چٹانی تاثرات سجائے ماتھے پر بے شمار بل ڈالے شرربار نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔ کہ سبطین کو دیکھ کر اسے اپنی شرارت یاد آئی تو اس کو غصے میں دیکھ کر اس کا دل سینے میں لرز اٹھا تھا۔۔۔ کہ وہ ہاتھ ہنوز شانے پر رکھے سٹل سی ہو گئی تھی

۔۔۔

جبکہ سبطین شاہ جو پہلے کھول رہا تھا کہ اب اسے یوں تیار دیکھ کر غصہ بلندیوں کو چھونے لگا تھا جو اس وقت بے انتہا پیاری لگتی لبوں پر گلابی لپسٹک لگائے بال کھولے کھڑی آسمان سے اتری پری لگ رہی تھی۔۔۔۔

اسے نجانے کیوں اس کے کھلے بال اور لبوں پر لپسٹک دیکھ کر غصہ آیا تھا ۔۔۔وہ اس تیاری میں باہر جائے گی سب کی نظریں اس پر پڑیں گیں۔۔۔ اس کے دل میں عجیب سی جلن ہوئی تھی۔۔۔

اس نے غائر اور بھسم کر دینے والی نگاہ سے اسے سر سے پیر تک دیکھا تھا۔۔۔ کہ اس کی نگاہوں میں آگ دیکھ کر وہ اس سے بچنے کے لیے حواسوں میں لوٹتی واشروم کی جانب بھاگی تھی۔۔۔

مگر وہ اتنی ہی تیزی سے اس کی کوشش ناکام بنانا اسے کھینچ کر دیوار سے پن کر گیا۔۔۔۔

کہ روباب نے ہراساں نظروں سے اس کی سبز آنکھوں میں دیکھا تھا۔۔۔جو اب اس کے دائیں بائیں ہاتھ رکھے اسے اپنے حصار میں کر گیا تھا۔۔۔

کہ اس کی نزدیکی پر اور اس کی گرم سانسوں کی تپش چہرے پر محسوس کر کے اس کی پلکیں لرز اٹھیں تھیں جبکہ وجود میں سرد لہریں سرایت کر گئی تھیں تو ہتھیلیوں میں پسینہ پھوٹ آیا تھا۔۔۔

آپ۔۔آپ یہاں کیوں آئے ہیں "۔۔۔وہ ہڑ بڑا کر بولی۔۔۔"

تمہیں کیا لگا انکار کرو گی تو تمہیں بخش دوں گا "۔۔۔۔وہ سرد آواز میں بولا" تھا۔۔۔تورو باب نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔۔جو چائے نا ملنے پر اس قدر طیش میں تھا۔۔۔

میں مصروف "۔۔۔اس نے مدھم آواز میں کچھ کہنا چاہا۔۔"

ایسی کی تیسی تمہاری مصروفیات کی۔۔۔چائے بنا کر دو مجھے "۔۔۔وہ اس" کی بات بیچ میں کاٹتا سخت انداز میں بولا۔۔۔۔تورو باب نے مسکراہٹ دبائی

۔۔۔

میں چائے نہیں بناؤں گی لالے"۔۔۔اس نے فراک مٹھی میں دبوچ کر" اپنے لہجے کو ہموار بناتے انتہائی پر سکون انداز میں انکار کیا تھا۔۔۔

افففف یہ لڑکی۔۔۔۔یہ دل ہی تو چیر گئی تھی سبطین شاہ کا۔۔۔پہلے چائے" سے انکار اور اس پر مستزاد لالے کہنا۔۔۔ سبطین کی آنکھیں سرخ انگارہ ہوئی تھیں۔۔۔جو اپنے ہونے والے شوہر کو جان بوجھ کر لالہ کہہ کر اسے آگ لگا گئی تھی۔۔وہ جو انکار پر باز پرس کرنے والا تھا کہ اس کے تیور مزید بگڑے تھے۔۔۔

شٹ اپ"۔۔۔۔یکدم ضبط کا پیمانہ لبریز ہوتے وہ دھاڑا تھا۔۔۔۔تو بے" ساختہ اس نے ڈر کر شدت سے آنکھیں میچ کر کھولیں۔۔۔

اس کی دھاڑ پر روباب کا دل کانپ اٹھا تھا۔۔۔وہیں اس کے غصے کی دونوں وجہ سے واقف ہوتے اس کا دل خوشگوار احساس سے دھڑکا تھا۔۔۔کہ

سامنے کھڑا وہ سبز آنکھوں والا شھزادہ اسے بے اختیار بے تحاشہ پیار الگا تھا

کیا ہوا لالے ے ے ے "۔۔۔وہ اسے مزید پتنگے لگاتے آنکھیں پٹپٹا کر "

لفظ لالے پر زور دیتی بولی۔۔۔اسے سبطین کو سلگا کر اب مزہ آرہا تھا۔۔۔

!! جتنا اس نے تڑپایا تھا اتنا تڑپنا تو اس پر بھی فرض تھا۔۔۔

شٹ اپ۔۔۔بند کرو لالے کہنا"۔۔۔"

تمہارا شوہر بننے والا ہوں تو نام لینے کی عادت ڈالو"۔۔۔اس نے ہاتھ دیوار "

پر مارتے بپھر کر کہا۔۔۔

اسے سخت چڑ محسوس ہو رہی تھی اس لفظ سے۔۔۔

وہ جو کچھ دن پہلے خود شوہر بننے سے انکاری اور لالے کہنے پر زور دے رہا تھا

اب یہ لفظ جیسے اس کی جان نکال گیا تھا۔۔۔

دفعتاً روباب نے نچلا لب دانتوں تلے دبا کر چھوڑا تو سبطین نے گھور کر اس کی حرکت دیکھی۔۔۔

نہیں بنے گے آپ میرے شوہر"۔۔۔وہ اس کی سینے پر ہاتھ رکھ کر دور" کرتی سنجیدگی سے بولی۔۔۔آخر کو حساب بھی تو چکتا کرنا تھا وہ بھی روباب شاہ تھی۔۔۔

جبکہ اس کا ہر لفظ سبطین شاہ پر بھاری ثابت ہو رہا تھا کہ بے اختیار اس نے اس کے ہاتھوں کو قید میں لیے کر دیوار سے لگائے۔۔۔

تمہارا شوہر تو میں ہی بنوں گا یہ اس دماغ میں بیٹھا لو"۔۔۔وہ تھوڑا قریب" چہرہ کرتا اس کی آنکھوں میں جھانک کر بولا تھا۔۔۔

وہ دونوں ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھ رہے تھے۔۔۔

ایسا میں ہونے نہیں دوں گی آپ مجھے پسند نہیں"۔۔۔اس نے پھر سے" وار کیا۔۔۔

اینگری شاہ کے ماتھے کی پھولتی رگ دیکھ کر اس کا دل قہقہے لگانے کا کر رہا تھا ۔۔۔

تو یکدم سے اسے اپنی کلائیوں پر گرفت سخت ہوتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔ ہائے اس کی پوزیسونس اور اس کا یہ بھڑکنا تڑپنا۔۔۔!! روباب کا دل باغ باغ ہوا تھا۔۔۔!!

اور ئیلی۔۔۔کون پسند ہے پھر"۔۔۔اس کے خون میں ابال سے اٹھنے" لگے تھے۔۔۔

جو بھی ہو آپ کو کیوں بتاؤں"۔۔۔روباب نے ہنوز انداز میں کہا۔۔۔"

آئی سوئیر روباب شاہ۔۔۔اگر تم نے کسی اور کا خیال بھی سوچا تو میں تمہیں" سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سے محروم کرنے میں پل نہیں لگاؤں گا۔۔۔پھر

کسی بند کمرے میں پاگل پڑی رہو گی"۔۔۔وہ وحشت ناک لہجے میں بولا تھا کہ اس کی دھمکی پر روباب لرز اٹھی تھی۔۔۔

کتنی خطرناک دھمکی دیتا تھا وہ روباب سوچ کر رہ گئی۔۔۔۔

اگر تمہاری سوچوں میں میں نہیں ہو سکتا۔۔۔تو کسی کو بھی اختیار نہیں " آنے کا"۔۔۔معاً سبطین نے اسے بازو سے پکڑ کر جھٹکا دیا تھا۔۔۔

میری مرضی میں جسے مرضی چاہے سوچوں"۔۔۔وہ آنکھیں پٹپٹا کر بولی" ۔۔۔

شٹ یور ماؤتھ۔۔۔۔تمہاری مرضی پر بھی میری مرضی چلے گی اور" تمہارے دل و دماغ میں صرف میرا نقش ہونا چاہیے۔۔۔انڈر سٹینڈ۔۔۔ ورنہ جو پاگل خانہ اچھا لگتا ہے مجھے نام بتاؤں تمہارا روم سیٹ کروا دوں گا "۔۔۔وہ نیچی آواز میں بولتا دور ہوا تھا۔۔۔۔

تورو باب نے دھڑکنیں شمار کرتے اسے گھورا تھا۔۔۔

چلو"۔۔۔جبھی وہ اس کی کلائی تھامے دروازے کی جانب بڑھا۔۔۔"

کہاں۔۔۔۔اور میں کیوں جاؤں"۔۔۔"

چھوڑیں میرا ہاتھ"۔۔۔"

مگر وہ اس کی بات کا جواب دیے بغیر سیڑھیوں پر آیا۔۔۔

لالے چھوڑیں مجھے"۔۔۔اسے رکتے اور جواب نا دیتے دیکھ کر رو باب نے"

لالے کا وار کیا۔۔۔

کہ توقع کے مطابق وہ رکا تھا اور پھر اسے جھٹکا دے کر قریب کھینچا۔۔۔

بند کرو لالے کہنا۔۔۔ورنہ ابھی نکاح پڑھوا کر تمہیں شوہر ہونے کا ثبوت"

دینے میں وقت نہیں لگے گا"۔۔۔وہ گرجا تھا۔۔۔تورو باب سہم گئی۔۔۔

جبھی سبطین شاہ اسے سیڑھیوں سے نیچے کیچن میں لایا تھا۔۔۔اس وقت کوئی بھی حویلی کے اندرونی حصے میں نا تھا سب باہر لان میں تھے۔۔۔کہ ہوتے بچی تو سبطین شاہ کو کسی کی پرواہ نا تھی۔۔۔

چائے بناؤ"۔۔۔سبطین نے گھور کر حکم صادر کیا۔۔۔"

نہیں بناؤں گی"۔۔۔اس نے بھی ہٹ دھرمی سے کہا تھا۔۔۔"

نہیں بناؤ گی"؟۔۔۔تو سبطین نے سرد نظروں سے اسے دیکھتے استفسار کیا"

۔۔۔

تو روباب نے تھوک نگلتے نفی میں سر ہلایا۔۔۔

جبھی سبطین نے یکدم سے اس کے ہاتھ اپنی گرفت میں لیے۔۔۔۔

اگر یہ ہاتھ میرے میرے لیے چائے نہیں بنا سکتے تو میں انہیں ناول"

پکڑنے کے قابل بھی نہیں چھوڑوں گا۔۔۔اور یقین جانو پھر مجھے معذور

بیوی زیادہ اچھی لگے لگی"۔۔۔وہ اس کے نازک ہاتھوں پر اپنے بھاری ہاتھوں سے دباؤ بڑھائے برفیلے لہجے میں بولا تھا۔۔۔تو اس کی بات پر روباب نے اچھنبے سے دیکھا تھا۔۔۔

آپ اپنی چائے کی پیچ میرے ناول کو نہیں لا سکتے"۔۔۔وہ تڑپ ہی تو اٹھی" تھی۔۔۔جو اس کے اور ناولز کے درمیان ولن تھا۔۔۔

میں سب کر سکتا ہوں۔۔۔اگر اب تم نے پانچ منٹ کے اندر میرے لیے" چائے نا بنائی تو میں تمہارے سامنے تمہارے ناولز جلاؤں گا"۔۔۔اس کے ہاتھ گویا روباب کی دکھتی رگ لگی تھی کہ جسے زرا سا دبانے پر وہ ہول اٹھتی تھی۔۔۔

جبکہ روباب تو پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس جلاد کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ناولز میں اس کی جان تھی۔۔۔اور وہ اس کی جان جلانا چاہتا تھا۔۔۔

وہ منہ پھلائے کھڑی صدمے میں تھی۔۔۔

بناتی ہو چائے یا پھر راکھ کروں"۔۔۔اسے سٹل دیکھ کر وہ بولا۔۔۔"

تو ہوش میں آتی روباب پھرتی سے چائے کا سامان نکالنے لگی۔۔۔اور وہ اس کی تیزی پر مسکراہٹ دبائے اس کے قریب ہی سلیب سے پشت ٹکائے اسے نہارنے لگا۔۔۔

جب میں ایک بار کہا کروں تو چائے بنا کر حاضر ہو جایا کرو۔۔۔بیوی اپنے" ہونے والے شوہر کی تھوڑی خدمت کر لینے سے نوکر نہیں بن جاتی"۔۔۔۔ اس نے گھمبیر آواز میں اس کی ملازمہ سے کہی بات کا حوالہ دیا تو اس کی بات پر پل بھر کے لیے روباب کے ہاتھ رکے۔۔۔

اور تم تو پھر بڑے دھڑلے سے میرے دل پر قابض ہو کر مجھے بے بس کر" گئی ہو"۔۔۔وہ نرمی سے بولا۔۔۔اسے چائے بناتے دیکھ کر اس کا غصہ جاگ کی طرح بیٹھ گیا تھا۔۔۔

توروباب نے سر اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔۔۔ مگر اس کی سبز آنکھوں سے لپکتی کشش سے نروس ہوتی وہ سر جھکا گئی۔۔۔ وہ ناولز کے غم میں اس کی تپش زدہ نظروں سے خائف فٹافٹ چائے بنا کر اس کے سامنے رکھ چکی تھی۔۔۔

اور چائے سامنے دیکھ کر سبطین شاہ فتح مندی سے مسکرایا تھا۔۔۔

جبکہ روباب لب دبا کر دوسری چیزیں سمیٹنے لگی۔۔۔

اور سبطین شاہ نے مسرور ہوتے چائے کا کپ لبوں سے لگایا لبوں سے لگائی ۔۔۔ گویا اس کا نشہ پورا ہو گیا تھا۔۔۔

وہ جاننا چاہتا تھا کہ روباب ایسا کیا ملاتی ہے اس کی چائے میں۔۔۔ جو اس کی طلب مزید بڑھ جاتی ہے۔۔۔ مگر اب جب اس نے چائے اس کے سامنے ہی بنائی تھی تو گویا یہ اس کی ہاتھ کا ذائقہ تھا۔۔۔ جس کا وہ شیدائی ہو گیا تھا۔۔۔ عادت لگ گئی تھی اسے۔۔۔ اور ایسے ہی اب اسے روباب شاہ کی بھی عادت لگ رہی تھی۔۔۔۔

رکو"۔۔۔وہ جو دروازے کی جانب بڑھ رہی تھی کہ سبطین کی بھاری آواز" گونجی۔۔۔

تو اس نے رک کر سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔

یہاں آؤں"۔۔۔اس نے چہرے پر سختی سجائے اپنے پاس بلایا۔۔۔تو" روباب گھورتی ہوئی پاس آئی۔۔۔اسے آج اس پر غصہ نہیں آرہا تھا۔۔بلکہ وہ اس کے غصے کو انجوائے کر رہی تھی۔۔۔

پیو"۔۔۔معاً اس نے آدھی چائے پی کر کپ اس کے سامنے کیا۔۔۔"

کیوں"۔۔۔اس نے الجھ کر پوچھا۔۔۔"

تمہارے دل میں جو میرے پیار میں کمزروی آئی ہوئی ہے میرا جوٹھا پینے" سے طاقت ملے گی"۔۔۔وہ مسکراہٹ دبائے بولا۔۔۔

!! گویا وہ پیار بڑھانا چاہا رہا تھا۔۔۔

مجھے آپ سے نہیں ہے پیار"۔۔۔وہ منہ بنا کر سرے سے نفی کرتی اپنے پاؤں پر کلہاڑی مار گئی تھی۔۔۔

تو کیا تم مجھ سے پیار نہیں کرتی"۔۔۔ سبطین شاہ نے کھردرے لہجے میں پوچھا۔۔۔

نہیں"۔۔۔۔اس نے نفی میں سر ہلایا۔۔۔"

تو سبطین نے جھٹکے سے اپنی ویسٹ سے گن نکالی تھی۔۔۔وہ جو چائے پی کر مارتھا سے روبرو ہونے کا ارادہ رکھتا تھا کہ باہر جاتے ہوئے شاہ فیملی کے لڑکوں کے پاس گن ہمہ وقت موجود ہوتی تھی آج وہ اسی کا فائدہ اٹھا گیا تھا ۔۔۔۔

یہ یہ"۔۔۔۔روباب بوکھلا سی گئی تھی۔۔۔"

اششش۔۔۔اگر تم پیار نہیں کرتی تو میں ابھی خود کو شوٹ کروں گا "
"۔۔۔وہ گن اپنی کن پٹی پر رکھتے سنجیدگی سے بولا۔۔۔

نن نہیں آپ ایسا"۔۔۔روباب اس کی بات سن کر گویا پاگل سی ہوا ٹھی"
تھی سوچنے سمجھنے کی صلاحیت مفقود ہو گئی تھیں۔۔۔وہ ضد کا کتنا پکا تھا وہ
جانتی تھی۔۔۔۔

روباب شاہ میں تم سے پہلی اور آخری بار پوچھوں گا۔۔۔کیا تم مجھ سے پیار "
کرتی ہو"۔۔۔وہ جنونیت سے گویا ہوا تھا۔۔۔کہ اس کے لہجے کی پختگی پر
روباب ہول اٹھی تھی۔۔۔

جج جی میں کرتی ہوں۔۔۔اسے نیچے کریں پلیز"۔۔۔وہ فوراً سے اقرار کرتی "
التجا یا گویا ہوئی تھی۔۔۔

تو سبطین شاہ کے لبوں پر دلکش مسکراہٹ چھائی تھی۔۔۔

گڈ گرل۔۔۔ایسے ہی اظہار کرتی رہا کرو چاہا لگتا ہے مجھے "۔۔۔وہ گن" واپس رکھتا گھمبیر تا بولا تھا۔۔۔

جبکہ روباب نے سراسیمگی سے اسے دیکھا تھا۔۔۔وہ جس نے اسے تھپڑ مارا تھا محبت کا اظہار کرنے پر۔۔۔آج وہ گن پوائنٹ پر اس کا اظہار سن رہا تھا ۔۔۔اس کی ایک ایک حرکت پر اسے ہنسی آرہی تھی اور حیرانگی بھی بہت تھی

۔۔۔

چائے پیو "۔۔۔جبھی اس نے اس کے ہاتھ میں پکڑے کپ کی جانب" اشارہ کیا تو روباب نے بنا کوئی تاثر دیے اس کی بچی چائے پی لی تھی۔۔۔ کہ خالی کپ کر کے روباب نے ایسے دیکھا گویا کہنا چاہا رہی ہو اور کوئی حکم

۔۔۔

تمہیں ساری زندگی میرے حکم میں ہی گزارنی پڑے گی بے فکر رہو"

"۔۔۔

تو وہ اچھی اس کی نظروں کا مفہوم سمجھ چکا تھا۔۔۔ جبھی بولتا روباب کو مزید حیران کر گیا تھا۔۔۔

یہ لپسٹک صاف کرو"۔۔۔اس نے پاکٹ سے رومال نکال کر اس کی" جانب بڑھاتے نیا حکم دیا تو روباب نے گھورا۔۔۔

کیوں"۔۔۔اس نے مصنوعی بیزاریت سے کہا۔۔۔"

میں نہیں چاہتا مجھ سے کوئی گستاخی سرزد ہو"۔۔۔وہ معنی خیزی سے بولا تھا" کہ اس کی بات پر روباب سرخ ہوئی تھی۔۔۔

اسے روباب کے چہرے کی سرخی میں اپنا دل ڈوبتا محسوس ہوا تھا۔۔۔

تو آپ مت دیکھیں"۔۔۔"

تمہیں دیکھے بغیر اب دن کیسے گزرے گا اور رات کیسے کٹے گی"۔۔۔وہ" بڑبڑایا تھا۔۔۔جو کہ روباب ناسن پائی۔اس نے الجھن سے دیکھا تھا۔۔۔

تمہیں دیکھنے کا حق تو میرا ہے۔۔۔کوئی اور تمہیں اس روپ میں دیکھے مجھے " گوارا نہیں "۔۔۔

جب میرے نام میں قید ہو جاؤ گی تب میرے نام کے سنگھار کرنا۔۔۔ " ابھی صاف کرو یہ "۔۔۔

وہ ہنوز انداز میں بولا تھا کہ اس کی بات پر روباب کے دل نے سپیڈ پکڑی تھی ۔۔۔

وہ انگلیاں مروڑتی بھاگنے کے پر تول رہی تھی کہ جبھی سبطین نے اس کے بازو سے پکڑا۔۔۔

روباب ایک ہی بار میں میری بات مان جایا کرو۔۔مجھے چیلنج مت کیا کرو" کسی دن میرے ہاتھوں سے ماری جاؤ گی "۔۔۔وہ گھر کا تھا۔۔۔

تو روباب نے جھپٹ کر رومال لیتے لپسٹک صاف کی تھی۔۔صاف کہاں کی تھی ایسے ہی لبوں پر رکھ کر واپس کر دیا۔۔۔تو سبطین نے اس کے ہاتھ سے

رومال لے کر اس کے لبوں سے لپسٹک خود صاف کی تھی کہ اس کی ہونٹ رومال پر چھپ سے گئے تھے۔۔۔تو سبطین نے مسکرا کر رومال واپس پوکٹ میں رکھا۔۔۔

اور پھر اس کے سر پر دوپٹہ اوڑھا دیا۔۔۔تو روباب نے دانت کچکچائے۔۔۔

یہ دوپٹہ تمہارے سر سے اترنا نہیں چاہیے"۔۔۔اس نے اگلا حکم دیا"

۔۔۔۔

آپ"۔۔۔۔وہ چیخ اٹھی تھی اس کے آرڈر پر آرڈر دینے سے۔۔"

اششش۔۔۔ایک اور بات مہندی کے فنکشن میں تم میک اپ نہیں کرو گی"

۔۔۔مگر ہمارے نکاح پر تم سر سے پیر تک خود کو سجاؤ گی۔۔۔گوٹ

اٹ"۔۔۔وہ اس پر گہری نظر ڈالے وہاں سے نکل گیا۔۔۔

جبکہ روباب تو اس کے رنگ ڈھنگ دیکھ کر دل پر ہاتھ رکھے سلیب سے پشت ٹکا گئی۔۔۔

آج پھر سے اسے اپنی وہی حالت محسوس ہوئی تھی۔۔۔وہ پھر سے اسے اپنی ذات میں قید کر گیا تھا۔۔۔

اس کی باتوں سے اس کے شدت اور دیوانگی چھلک رہی تھی۔۔۔وہ اس کی آنکھوں میں اپنے لیے جنون کی لہر دیکھ کر ورطہ حیرت میں گرداں تھی۔۔۔ اس کی اس دھونس دھاندلی پر اس کا دل سینے میں سر پٹخنے لگا تھا۔۔۔جبکہ دل میں مانند پڑی وہ محبت کی کلی پھر سے کھلنے لگی تھی۔۔۔وہ دروازے کی جانب دیکھ رہی تھی جہاں سے ابھی وہ گیا تھا۔۔۔

روبی۔۔تم یہاں کیوں کھڑی ہو۔۔۔۔میں کب سے ڈھونڈ رہی ہوں"

"۔۔۔معاً سونی اندر آتی بولی۔۔۔

کک کچھ نہیں"۔۔۔تو روباب سر پر دوپٹہ درست کرتی بولی۔۔۔ "

چلو پھر تمہیں دادی سائیں بلا رہیں"۔۔۔تو سونی اسے کھینچ کر باہر لے گئی"

۔۔۔۔

دعا کی حالت میں بہتری رونما ہوئی تھی اس دن کے بعد سے سالک کی شرارتوں بھری گستاخیوں اور اس کی معنی خیز باتوں سے اس کی باڈی پر اچھا اثر پڑا تھا۔۔۔ کہ اس کی محبت پر دعا پر ایک الگ سا نکھار آنے لگا تھا۔۔۔

یہ سن کر اور دیکھ کر سالک تو گویا ہواؤں میں اڑ رہا تھا اس کے بعد سے اس نے دعا کو تنگ کرنے میں مزید اضافہ کر دیا تھا کہ وہ تھوڑی تھوڑی دیر بعد آتا سے اپنی روداد سنا کر ہلکی پھلکی شرارتوں سے اسے لال ٹماٹر کر کے نکل جاتا ۔۔۔اور وہ پیچھے بے سدھ سی پڑی رہ جاتی۔۔۔

ابھی کچھ دیر پہلے ہی وہ تھکا ہارا لوٹا تھا۔۔۔ کہ ایک نظر اپنی جان کو دیکھ کر وہ کپڑے لے کر واشروم گھس گیا۔۔۔

سالک فریش ہو کر اس کے قریب آیا تھا۔۔۔اس کے لبوں پر شوخ مسکراہٹ نے ڈیرہ جمایا ہوا تھا۔۔۔

ہائے لیڈی"۔۔۔وہ اس کے پہلو میں براجمان دائیں بائیں ہاتھ رکھ کر" معمولی سا جھک کر گھمبیر تاسر گوشی نما بولا تھا۔۔۔

جبکہ دعا جو اس کے انتظار میں پڑی بے چین ہو رہی تھی کہ اس کی آواز سن کر اس کے دل نے اچھل کود مچائی تھی۔۔۔ساتھ ہی غصہ بھی آیا تھا جو اتنی دیر بعد آیا تھا۔۔۔اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ اٹھ کر اس شوہر کا منہ توڑ دے۔۔۔

اب یاد آگئی میری"۔۔۔وہ دل ہی دل میں اس سے مخاطب تھی۔۔۔" دلِ آرام۔۔۔کیا آپ مجھ پر غصہ ہیں"۔۔۔وہ بڑے معصوم انداز میں اس" کے لبوں پر ہلکے سے لب رکھ کر ہنوز بولتا دعا کو بیک وقت غصہ اور شرم دونوں سے ہمکنار کر گیا تھا۔۔۔

میں چاہتی ہوں کبھی جان نہ چھوڑے تُو
میں چاہتی ہوں تُو بَن کر کوئی عذاب رہے

میں چاہتی ہوں تُو غیروں سے اجتناب کرے
میں چاہتی ہوں تُو مجھ کو ہی دستیاب رہے

بولیں نا"۔۔۔وہ اس کے نچلے لب کو اپنے لبوں میں بھر کر کھینچتا خمار آلود" بولتا اس کی جان جوکھوں میں ڈال گیا تھا کہ دعا کا چہرہ حسب توقع دہکنے لگا تھا

۔۔۔

بڑی ظالم ہیں آپ۔۔۔جس دن آپ بولیں گی تب میرے لب آپ کو" بولنے کا موقع نہیں دیں گے۔۔۔مسز۔۔۔ان آتی جاتی سانوں میں میری

سانسیں شامل ہو گی اور تب آپ ترس جائیں گی بولنے کے لیے۔۔۔کم از کم ایک دو سال تو میں آپ کو کمرے میں بند اپنی باہوں میں قید رکھوں گا۔۔۔نا آپ کو باہر کا ہوش رہنے دوں گا اور نا خود ہوش میں رہوں گا۔۔۔بھگتان بڑا دلفریب اور گستاخانہ ہو گا جانم۔۔۔اس لیے میری بات مانیں تو ابھی اپنی یہ آنکھیں کھول دیں۔۔۔ورنہ بعد میں یہ آنکھیں میری شدتوں سے میچیں رہیں گی"۔۔۔

وہ بے باکی کے عملی مظاہرے اس کی گردن پر جا بجا لٹاتا دعا کے وجود میں برق رفتار سی بھر گیا تھا۔۔۔

افف یہ لڑکا میری جان لے گا۔۔۔کس قدر بے شرم ہے اور لوفر ہے۔۔۔" اسے زرا بھی پرواہ نہیں کہ میں اس حالت میں ہوں۔۔۔فائدہ اٹھا رہا ہے "۔۔۔دعا سرخ پڑتی دل ہی دل میں مخاطب تھی۔۔۔اس کی بے بے باکیوں اور سرور بخش دھمکیاں اسے جلد ہی ہوش کے دنیا میں لا پٹخنے والی تھیں۔۔۔

!! جانِ بہار۔۔۔بہار بھر دیں اس ویران زندگی میں"۔۔۔"

برداشت تو پھر برداشت ہے مائی لو۔۔۔ ختم ہو گئی تو طوفان کا سامنا کرنا پڑے گا"۔۔۔وہ اب اس کے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھر کر اسے کے نقوش چومتا بہکی سانوں کے مابین بولا تھا۔۔۔

تم بہت بگڑ گئے ہو۔۔۔مجھے زرا ہوش میں آنے دو۔۔۔ تمہارا سارا چھچھورا پن ختم کروں گی۔۔۔اس سے زیادہ طوفان کیا ہو گا جو ابھی تم مجھ پر ڈال رہے ہو"۔۔۔اس کے جواب میں وہ م ہی میں اپنے آپ سے مخاطب ہوئی تھی۔۔۔جبکہ وہ انجان تھی کہ یہ سالک خان کی شدتوں کا ایک پرسنٹ بھی نا تھا۔۔۔

اور سالک خان اس کے سرخ چہرے پر بڑی محویت سے اپنی قربت کر رنگ دیکھ رہا تھا۔۔۔

میری خواہش ہے جب یہ آنکھیں کھلیں تو ان میں میرا عکس ہو۔۔۔جب" آپ ان لبوں سے کچھ بولیں تو وہ میرا نام ہو۔۔جب اس چہرے پر ہنسی آئے تو وہ میرے لیے ہو۔۔۔جب یہ سانسیں روانی سے چلیں تو یہ میری سانسوں میں قید ہوں۔۔۔جب اس وجود میں حرکت ہو تو میری شدتوں کے باعث ہو۔۔۔جب یہاں"۔۔۔وہ بھاری خمار آلود آواز میں بولتا رہا تھا اور اس کے دل کے مقام پر ہاتھ رکھا تھا۔۔۔

جب یہ دھڑکنیں منتشر ہوں تو آپ میرے سینے سے لگی ہوں۔۔۔اور" جب یہ ہاتھ حرکت کریں تو میری گردن میں حائل ہوں۔۔۔اور جب آپ ان لبوں سے گہری سانسیں بھریں تو آپ کا چہرہ میری گردن میں ہو۔۔۔ مختصراً آپ کو ہوش میری باہوں میں آئے اور پھر میں آپ کو مدہوش کر دوں"۔۔۔

وہ اس کے ماتھے سے ماتھا ٹکائے گھمبیر تاسر گوشی نما بولتا اپنی خواہش مقابل پر آشکار کرتا اس میں ایک نئی روح سی بھر گیا تھا۔۔۔کہ اس کی پلکوں کی ہلکی سی جنبش ہوئی تھی جس سے مقابل انجان اس کی سانسوں میں سانسیں بھر رہا تھا۔۔۔۔

کچھ دیر بعد وہ اسے محسوس کر لینے کے بعد دور ہوا تھا اور اسے کے برابر کروٹ کے بل دراز ہو کر کہنی بیڈ پر ٹکائے ہتھیلی سر کے نیچے جمائے دوسرے ہاتھ سے اس کے بالوں سے چھیڑ خانی کرنے لگا۔۔۔کہ وہ جو اس کی قربت سے پزل ہو رہی تھی اب قدرے سکون میں تھی۔۔۔

ویسے آج میں نے اور زارا نے بہت انجوائے کیا"۔۔۔۔وہ اس کے بالوں" میں انگلیاں پھیرتا اب مقابل کو تھوڑا جیلسی فیل کروانے کے لیے شرارت پر آمادہ ہوا تھا۔۔۔

انجوائے۔۔۔تم اب مجھے اس حالت میں دیکھ کر لڑکیوں کے ساتھ وقت "
بتانے لگے۔۔۔جبھی میں سوچوں آج دیر سے کیوں آئے"۔۔۔اس نے
من ہی من میں غصے سے کہا تھا۔۔۔

ارے یار اب مجھے کو سنامت میرا کوئی قصور نہیں"۔۔۔"

وہ لب دبائے بولا اور اس کی ناک کو دہکتے لبوں سے چھو گیا۔۔۔

گھوم پھر کر لڑکی کے ساتھ سیر سپاٹے کر آئے اور قصور نہیں۔۔۔مجھے "
ٹھیک ہونے دو تم زرا۔۔۔پھر میں اپنے انداز میں گھماؤں گی تمہیں کہ تم یاد
کرو گے۔۔۔انجوائے ایسا بھی ہوتا ہے"۔۔۔! وہ غصے سے بھڑک رہی تھی

۔۔۔۔

میں نے کہا بیگم میری مارتی ہیں یار میں تمہارے ساتھ لنچ ڈنر نہیں کر سکتا"
"۔۔۔اس نے پھر سے روداد سُنائی۔۔۔

مطلب کھانا وانا بھی اسی کے ساتھ کھا کر آیا ہے"۔۔۔۔"

اس نے خود سے سوال داغا۔۔۔دعا شدید قسم کی جیلس ہو رہی تھی۔۔۔

اس نے کہا کہ وہ تو کومہ میں ہے۔۔۔میں نے کہا نہیں نہیں۔۔۔بیگم "

میری جب اٹھے گی تو اسے پتا چلے گا تو وہ مجھے مارے گیں اس لیے میں نے

اس کے ساتھ بس لنچ کر لیا اور پھر ہم گھومتے رہے۔۔۔اس کے بعد میں نے

ڈنر دوست کے ساتھ کیا تھا"۔۔۔

یار تم جلدی سے ہوش میں آجاؤ ورنہ وہ مجھے تم سے لے اڑے گی مجھے ڈر "

ہے"۔۔۔وہ منہ بسور کر لاڈ سے بولا۔۔۔

تم اتنے چھوٹے بچے ہو کہ وہ لے اڑے گی۔۔کہ تمہارا خود پر کنٹرول نہیں "

"۔۔۔وہ سخت طیش میں تھی۔۔۔

چلیں اب آپ بھی سو جائیں میں بھی سوتا ہوں بہت تھک گیا ہوں غیروں"
کے ساتھ انجوائے کر کر کے"۔۔۔سالک نے بے ساختہ امڈتے قہقہے کو
دبائے معصومیت سے کہا۔۔۔

شرم تو نا آئی۔۔۔ان کے ساتھ سارا دن اور بیوی کے لیے چند منٹ بھی"
نہیں۔۔۔پھر میری رخصتی کیوں لی۔۔۔اگر ان (وچ) کے ساتھ انجوائے
کرنا تھا۔۔۔نجانے کیسا انجوائے کیا ہو گا"۔۔۔

وہ غصے میں جل بھن رہی تھی۔۔۔جبکہ مقابل اس کے اندر مچی کھلبلی سے
انجان اس کے شانے میں چہرہ چھپا کر گہرے سانس بھرنے لگا تھا۔۔۔

میں آپ کا مول بڑھا رہا ہوں آپ کس قدر قیمتی ہیں آپ کو اندازا نہیں"
"۔۔۔۔

ایلی صوفے پر براجمان ایل ای ڈی آن کیے نگاہیں سکرین پر مرکوز کیے بیٹھی
تھی مگر سوچوں کے دھاروں میں عباس شاہ تھا۔۔۔۔وہ چیسٹر صوفے پر

ریموٹ گھماتی صبح سے اس کے بارے سوچ رہی تھی۔۔۔جس نے اسے بلا وجہ قید کر دیا تھا۔۔۔

ایلی کے مطابق اس کا اور مقابل کا کوئی ایسا رشتہ نا تھا کہ جس کے مطابق وہ اس پر رعب جمائے یا اس پر حق جمائے اور اسے اپنی قید میں رکھے۔۔۔

اگر ایلی خود کو کسی اور کے ساتھ جوڑتی تو وہ زخمی شیر بن جاتا تھا۔۔۔اور اگر وہ خود کو برا بھلا کہے تو وہ پر اپنی چاہت لٹا کر اس کو اپنا مان بخش دیتا تھا۔۔۔

مقابل کے متعلق سوچ سوچ کر وہ عجیب الجھن کا شکار تھی۔۔۔اس نے ایک غصے بھری نظر اس بند گھر پر ڈالی کہ صبح سے وہ کونہ کونہ چھان چکی تھی کہ کیسے باہر جائے پر اسے کوئی راستہ نا ملا تھا۔۔۔سوائے دروازے کے جو کہ لاکڈ تھا۔۔۔

وہ اپنی دھن میں بیٹھی سوچوں میں محو تھی کہ جبھی دروازے پر کھٹکا سا ہوا تھا اور مقابل نے دروازہ دھکیل کر لڑکھڑاتے قدم اندر رکھے تھے۔۔۔

ایلی جو گرے آنکھوں میں سرد مہری لیے سامنے ہی دیکھ رہی تھی کہ عباس شاہ کے سر بازو اور دائیں ٹانگ سے خون نکلتا دیکھ کر وہ بر محل متحیر ہوتی آنکھیں پھاڑے یکدم سے اپنی جگہ سے اٹھی تھی۔۔۔

یہ یہ کیا ہوا تمہیں"۔۔۔"

مقابل کے سر اور بازو سے خون نکلتا دیکھ کر اور اس کے لڑکھڑاتے قدم دیکھ ایلی وحشت زدہ سی بول اٹھی۔۔۔۔

اسے اس حال میں دیکھ کر ایک عجیب سی بے چینی ہوئی تھی جبکہ خوف و پریشانی سے دل کی دھک دھک زور پکڑ چکی تھی۔۔۔اور سانس سینے میں الجھنے لگا تھا۔۔۔

اس کی حالت عباس شاہ نے گہری نظروں سے دیکھی تھی۔۔۔اور دل میں ایک اطمینان نے ڈیرہ جمایا تھا۔۔۔

کیا ہوا تمہیں"۔۔۔وہ جلدی سے آگے بڑھ کر اسے سہارا دے گئی۔۔۔۔ "

تو عباس شاہ نے سیاہ دلکش آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔۔۔جو اس کا بازو

اپنے شانوں کے گرد رکھ کر ہاتھ تھامے اور دوسرا بازو اس کی پشت میں ڈال کر اپنا سہارا فراہم کر گئی۔۔۔

آپ کی خوشبو محسوس کرنے کی تڑپ موجب بنی ہے"۔۔۔وہ سر اس" کے سر پر ٹکائے ٹھہرے لہجے میں بولا تھا کہ اس کی بات میں پوشیدہ معنی سمجھ کر ایلی لرز اٹھی تھی۔۔۔

پھر قہر آلود سرخ نگاہوں سے مقابل کو دیکھا تھا۔۔۔

ایسے دیکھ کر آپ مجھے ہر بار پہلے سے زیادہ دیوانہ بنا دیتی ہیں"۔۔۔وہ مخمور" لہجے میں بولتا بڑھے استحقاق سے اس کی آنکھوں کو چوم گیا تھا۔۔۔

یہ اللہ کی طرف سے سزا ہے۔۔۔جو تمہیں ملی ہے۔۔۔نامحرم سے" زبردستی تعلق بنانے کی کوشش کروگے تو ایسے ہی مروگے"۔۔۔ایلی کا دل

کر رہا تھا ابھی دور ہٹ جائے مگر وہ اپنا سارا بوجھ اس پر ڈالے کھڑا تھا کہ وہ دانت کچکچا کر بولی۔۔۔

تو اس کی باتوں پر عباس شاہ نے نچلا لب دانتوں تلے دبا کر مسکراہٹ روکی ۔۔۔

اہم۔۔۔اب جو آپ خود میرے قریب آئی ہیں تو اسے کیا میں اللہ کی " جانب سے انعام سمجھو۔۔۔"!! عباس شاہ نے ہنکار بھر کر اپنی اور اس کی پوزیشن کی جانب اشارہ کرتے کہا تو ایلی نے کاٹ دار نظروں سے دیکھا اور دور ہونا چاہا مگر مقابل اس کے پہلو سے دبوچ کر رہا سہا فاصلہ بھی مٹا گیا۔۔۔ میں نے صرف تمہیں سہارا دیا ہے مگر تمہارا اٹھرک پن اس حالت میں " بھی عروج پر ہے "۔۔۔وہ چیخ کر بولی تو عباس نے داد دیتی نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔

غلط کہہ رہی ہیں سنو وائٹ۔۔۔بقول آپ کے اگر میرا اٹھرک پن"
عروج پر ہوتا تو ابھی آپ"۔۔۔بات ادھوری چھوڑ کر اس کے کان کے
قریب جھکا اور اگلی بات اس نے سرگوشی میں کرتے اس کے کان کی لو کو
لبوں میں دبایا تو ایلی کا چہرہ دہک اٹھا تھا اس کی سرگوشی پر۔۔۔جبھی اس نے
کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھا تھا۔۔اس کے چہرے پر شرم وحیا کے
رنگ دیکھ کر عباس شاہ کے لبوں پر دلفریب مسکراہٹ چھا آئی تھی۔۔۔

زخمی شیر سے کچھ بھی توقع رکھی جا سکتی ہے۔۔۔اور میں زخمی بھی ہوں اور"
آپ کا طلبگار بھی"۔۔۔وہ اس کے ناک پر لب رکھتا بھاری مدہوش آواز میں
بولتا اس کی کمر پر گرفت سخت کر گیا۔۔
تم اس قابل"۔۔۔وہ بپھر کر گھر کی تھی۔۔۔۔"
اششش روم میں لے چلیں مجھے"۔۔۔دفعتاً وہ اس کی بات کاٹتا ایلی کے"
سرخ رخسار کو لبوں سے چھوتا بولا تو ایلی نے زہر آلود نظروں سے اسے دیکھ

کر جبڑے بھینچے اور اتنی ہی تیزی سے اس کے زخمی بازو پر ہاتھ سے دباؤ بڑھایا کہ بے ساختہ عباس شاہ کے لبوں پر قاتل مسکراہٹ رقصاں ہوئی تھی۔۔۔

آپ کا دیا ہر درد مجھے میٹھا اور سرور بخش لگے گا سوائے بے وفائی کے "۔۔۔"

وہ یکدم سے لہجے میں سرد پن کی آمیزش لیے گویا ہوا۔۔۔

میں نے تم سے عشق نہیں لڑایا جو تم مجھے یہ سنا رہے ہو۔۔۔ میری لائف "

ہے میں میرے مرضی جیسے چاہے گزاروں "۔۔۔۔

وہ کرخت آواز میں بولتی اسے ساتھ لیے کمرے کی جانب بڑھی تو عباس نے لب بھینچ کر بمشکل خود کو کچھ کہنے سے بعض رکھا۔۔۔

ایلی اسے تھامے کمرے میں لے آئی تھی اور اسے بیڈ پر بیٹھایا۔۔۔

عباس شاہ کی ٹانگ اور بازو سے بہت خون بہہ رہا تھا۔۔ اور درد بھی زور پکڑتا جا رہا تھا۔۔۔ اس نے سختی سے لب بھینچے زخموں کا جائزہ لیا۔۔۔

کہاں غنڈا گردی کی ہے اب "۔۔۔ وہ بھبھک کر بولی۔۔۔"

توعباس شاہ نے بڑی شانداری اور بے نیازی سے بیڈ پر سیدھا لیٹے سیاہ چمکتی آنکھیں اس پر گاڑھیں۔۔۔۔

غنڈہ گردی پر صرف آپ ہی اکساتی ہیں مسز باہر میں بہت شریف ہوں""

۔۔۔۔وہ بھاری بوجھل لہجے میں بولا تھا۔۔کہ اس کے لفظ مسز پر ایلی نے ششدر نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔

مقابل کا آخری لفظ گویا اس کی ہستی ہلا گیا تھا۔۔۔۔کہ معاً اس کا پورا پور سماعت بنا تھا۔۔۔

کیا کہا تم نے"۔۔۔ایلی اس پر جھکی بولی۔۔۔اس کو اپنی آواز گہری کھائی" سے آتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔

عالی مائی لو۔۔۔۔مائی کوئین۔۔۔مائی وائف۔۔۔مائی سویٹ ہارٹ"

"۔۔۔۔

مقابل اس کو گہری نظروں سے دیکھ کر گھمبیر تاً لہجے کہتا آنکھیں موند گیا۔۔۔

کک کون ہو تم "۔۔۔وہ لمحے کے ہزارویں حصے میں سمجھ گئی تھی مگر اس "

کا دماغ ماننے سے انکاری ہوا تھا۔۔۔

نن نہیں تن پینڈو شاہ نہیں ہو سکتے "۔۔۔"

بولو کون ہو تم "۔۔۔وہ اس کا بازو ہلاتی پھولتی سانسوں کے مابین بولی "

۔۔۔۔

عالی تو صرف اسے گھر والے بولتے تھے۔۔۔باہر والوں کے لیے تو وہ ایلی تھی۔۔۔اور پھر مقابل کا وائف کہنا ہی اس کی جان نکال گیا تھا۔۔۔

تت تم عباس شاہ نہیں ہو سکتے۔۔۔بتاؤ کون ہو تم "۔۔۔وہ اس کو " جھنجھوڑتی بولتی گویا حواسوں میں نا تھی۔۔

جبکہ مقابل کے جسم سے خون تیزی سے نکلتا مقابل پر غنودگی طاری کر گیا تھا

۔۔۔۔

سنو۔۔۔اٹھو۔۔۔۔جواب دو مجھے۔۔۔تم عباس شاہ نہیں ہو سکتے "۔۔۔"

عالی صدمے میں گھری اس کا چہرہ تھپتھپاتے بولی۔۔۔۔پر ہاتھوں پر نمی محسوس کر کے اس کے حواس بحال ہوئے وہ متحوش سی اپنے ہاتھوں پر خون لگا دیکھ کر مقابل پڑے وجود کو دیکھنے لگی۔۔۔

اسے آج اس کا رعب دھونس دھاندلی سمجھ آئی تھی۔۔۔عباس کو اپنے شوہر کے روپ میں دیکھ کر علیحہ کے وجود میں سرد لہریں سرایت کر گئیں تھیں ۔۔۔مقابل کی شدت اور دیوانگی کی رمق سوچ کر وہ ہول اٹھی تھی۔۔۔

وہ تو سمجھتی تھی کہ عباس شاہ گاؤں کا گوار ہو گا جسے وہ طلاق لے کے گی۔۔۔

مگر وہ تو اس کے سوچ سے پرے کا انسان نکلا تھا۔۔۔۔

اس کے دل میں مقابل کے لیے جو نفرت تھی وہ یکدم بھر بھری ریت کے ٹیلے کی طرح فنا ہوئی تھی۔۔۔۔

مگر مقابل کے لیے غصہ آخری درجے پر پہنچ چکا تھا کہ اس نے جانتے بوجھتے اسے ازیت میں رکھا تھا۔۔۔

وہ پہلے ہی بتا دیتا کہ اس کا شوہر ہے یہ ڈرامہ کرنے کی کیا ضرورت تھی ۔۔۔اور پھر اس پر حق جتانا اور پھر شوہر سے طلاق کا مطالبہ کرنا۔۔۔ افففف عالی نے اپنے بال مٹھی میں جکڑ کر کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھا تھا۔۔۔

اسے اب سب یاد آ رہا تھا جب اس نے جوہن کا نام لیا تھا اور عباس شاہ نے اسے تھپڑ مارا تھا۔۔۔

بات اب اس کی انا پر آ گئی تھی اور عالی انا میں آ کر کچھ بھی کر سکتی تھی مگر جھک نہیں سکتی تھی۔۔۔

دل تو کر رہا ہے تمہیں ایسے ہی مرنے کے لیے چھوڑ دوں پر انسانیت کے " ناتے مجھے تمہیں ٹریٹمنٹ دینی پڑ رہی ہے "۔۔۔وہ بڑبڑائی اور چند ہی سیکنڈ میں کبرڈ الٹ پلٹ کر رکھ دی۔۔۔کہ جبھی اس کا ہاتھ لگنے سے ایک فائل

زمین پر گری تھی جس میں پڑے نکاح نامے کی کاپی فائل سے نکل کر اس کے پیروں میں گری تھی۔۔۔۔

عالی نے فوراً سے وہ ورق اٹھایا تھا اپنا اور عباس شاہ کا نکاح نامہ کی کاپی دیکھ کر اسے جو تھوڑے بہت شک و شبہات تھے وہ بھی جاتے رہے تھے۔۔۔

اور مقابل کے بولے گئے جملے اس کے کانوں میں بازگشت کرنے لگے تھے

۔۔۔

(آپ میرے ساتھ رہیں گی جب تک میں چاہوں گا"۔۔۔")

میری ظلمت کے مظاہرے اپنے دیکھے کب ہیں لیڈی۔۔۔یہ تو پیار ہے")

(جو آپ کو راس نہیں آرہا۔۔۔ ظلم دیکھیں گی تو جان دے بیٹھیں گی"۔۔۔

(آپ کا ہی ہوں"۔۔۔)

تم گناہ کر رہے ہو"۔۔۔")

(" آپ میرا ثواب ہیں"

(آپ میرے ساتھ رہیں گی جب تک میں چاہوں گا"۔۔۔")

(ثواب کمارہاہوں یہ آپ نہیں سمجھیں گی"۔۔)

تمہیں یہ ثواب میں کبھی نہیں کمانے دوں گی"۔۔۔عالی غرائی تھی"

۔۔۔اوراس نے نکاح کی کاپی کو سختی سے ہاتھ میں مروڑ کر کبڑد میں پھینکا تھا۔۔۔اور نچلے حصے سے فرسٹ ایڈ باکس نکال کراس کی طرف آئی جواب بالکل ہوش و خرد سے بیگانہ تھا۔۔۔

تمہارے ساتھ میں کبھی نہیں رہ سکتی"۔۔۔۔ تیز تیز ہاتھ چلاتی اس کے" چہرے پر لگاخوں صاف کرتی بولی۔۔۔

اس بات سے انجان کہ اس کا جینا مرنا عباس شاہ کے لیے ہونا تھا۔۔۔

تم میرے شوہر ہو مجھے جان کر زرا بھی خوشی نہیں ہوئی۔۔۔۔تم جتنے "
مرضی ہینڈسم اور پیارے کیوں نا ہو میں تم سے محبت نہیں کر سکتی نا تمہارے
ساتھ رہ سکتی ہوں۔۔۔میں نے ایک عرصے سے جو ہن سے محبت کی ہے اور
میں شادی اسی سے کروں گی۔۔۔اس کے لیے میں کچھ بھی کروں گی "۔۔۔
مجھے تم قبول نہیں ہو "۔۔۔۔وہ اس کے زخم صاف کرتی پٹی کرتی بڑبڑا "
رہی تھی۔۔۔

تم جان بوجھ کر میری یونیورسٹی آئے۔۔۔مجھے یہاں قید رکھا اور پھر مجھ "
سے سکون لے کر مجھے ہی بے سکون کیا۔۔۔۔تم بہت برے ہو۔۔۔بہت
برے۔۔۔مجھے تم سے کبھی محبت نہیں ہو گی چاہے جو مرضی کر لو "۔۔۔۔
وہ اسکی پٹی کرتی اپنے دل کی بھڑاس نکالتی اپنی جگہ سے اٹھتی کمرے سے
باہر نکل گئی تھی۔۔۔۔

جبکہ مقابل غنودگی میں بھی اس کی باتیں باخوبی سن چکا تھا۔۔۔۔

آپ کو مجھ سے محبت ہو گی اور بے پناہ ہو گی۔۔۔ سنو وائٹ "۔۔۔اس کے "
لب بے آواز ہلے تھے۔۔۔اور وہ پر سکون سا اس کے آنے کا انتظار کرنے لگا
۔۔۔۔

دس منٹ بعد وہ سوپ کا باؤل لیے کمرے میں آئی تھی۔۔۔

اٹھو یہ پی لو "۔۔۔وہ باؤل سائڈ ٹیبل پر رکھتے بولی۔۔۔"

اٹھو یہ پیو پھر میڈیسن بھی کھانی ہے "۔۔۔اب کر وہ زرا تیز لہجے میں بولی "
۔۔۔

تو عباس شاہ نے سرخ آنکھیں کھول کر اسے دیکھا تھا اس کی آنکھوں میں
نجانے کیا تھا کہ عالی کی دھڑکنیں ڈگمگا گئی تھی۔۔۔اور آگے بڑھ کر اسے
اٹھانا چاہا۔۔۔اس تگودو میں عالی عباس شاہ کے بے انتہا قریب جھک آئی تھی
۔۔۔

اتنی کہ مقابل کا چہرہ اس کی گردن کے بے پناہ نزدیک ہوا تھا۔۔۔کہ عباس شاہ نے ضبط کا پیمانہ لبریز ہوتے جزبات کی شوریدگی میں بہتے اس کی گردن میں گہرا سانس بھرا تھا کہ اس کی گرم سانسوں کے تھپیڑے گردن پر محسوس کر کے عالی کر وجود پر کپکپی سی طاری ہوئی تھی۔۔۔وہ جلدی سے عباس شاہ کی دائیں طرف سے پلو اٹھا کر بیڈ کراؤن سے لگانے لگی۔۔۔

اس سے پہلے کے پیچھے ہٹتی مقابل بڑی اچانک سے اس کی صراحی دار گردن پر مہر ثبت کرتا اس کے طبق روشن کرتا بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا گیا۔۔۔

کہ عالی نے نخوت سے اپنی گردن رگڑتے فاصلہ بنایا تو عباس شاہ نے تند نظروں سے اس کی یہ حرکت دیکھ تھی۔۔۔

پلائیں"۔۔۔اس نے سنجیدگی سے عالی کو تحکمانہ کہا۔۔۔"

نوکر نہیں ہوں تمہاری خود پیو"۔۔۔وہ ناگواری سے بولی۔۔"

بیوی تو ہیں۔۔۔ پھر بیویوں والے ہی کام کر لیں"۔۔۔مقابل کا ہر ایک" جملہ معنی خیز ہوتا تھا جو عالی کو آگ لگا دیتا تھا۔۔۔اور حسبِ توقع وہی ہوا تھا

۔۔

نہیں ہوں تمہاری بیوی آئی سمجھ۔۔۔۔ نہیں مانتی میں اس رشتے کو"۔۔۔" وہ بھڑک اٹھی تھی۔۔۔اس کا برف کی مانند سفید رنگت میں سرخیاں گھل آئی تھی۔۔۔

سفید لونگ شرٹ ٹراؤزر میں وہ سفید پری لگ رہی تھی۔۔۔اس پر مستزاد اس کا غصّے بھرا انداز۔۔۔مقابل تو پہلے ہی گھائل تھا اس کا یہ انداز عباس شاہ کو چاروں شانے چت کر گیا تھا۔۔۔

کہ دفعتاً مقابل نے ہاتھ بڑھا کر اسے بیڈ کے قریب کھینچا تھا۔۔۔

جب ہمارا بے بی یہاں ہو گا تب اس رشتے کو تسلیم کر لیں گی"۔۔۔وہ ایک" ہاتھ اس کی کمر کے گرد حائل کیے دوسرا اس کے پیٹ پر رکھے مخصوص

ٹھہراؤ سے بولا تھا کہ عالی کے منہ پر قفل سا لگ گیا تھا۔۔۔اس کے جملے میں ایسا جنون اور دیوانگی تھی کہ عالی کا دل سکڑ کر پھیلتا سینے سے ٹکرانے لگا تھا۔۔۔

اس سے بات ہی نا بن پائی تھی۔۔۔مقابل لفظوں سے اسے کھیل جاتا تھا کہ عالی دیکھتی رہ جاتی تھی۔۔۔

اگر آپ اب بھی اس رشتے کو نہیں مانتی تو میں ہمارے بے بی کو لانے کا" پروسس اسٹارٹ کرتا ہوں۔۔۔ہمارے رشتے کا مطلب وہی آپکو سمجھائے گا۔۔۔کیا خیال ہے"۔۔۔وہ اس کے پیٹ میں چہرہ چھپائے بوجھل لہجے میں بولا تو عالی کا اپنے قدموں پر کھڑا رہنا محال ہو گیا تھا۔۔۔

سوپ پی لو"۔۔۔اس نے جلدی سے لرزتے ہاتھوں سے باؤل اٹھا کر کہا" تو عباس شاہ اسے چھوڑ کر مسکراہٹ دبائے واپس سے ٹیک لگائے بیٹھ گیا

۔۔۔

اور عالی غصے میں بھری اس کی قریب بیٹھی تھی۔۔۔اس

نے کھولتے دماغ سے اسے سوپ پلایا اس دوران اس نے ایک بار بھی

مقابل کو دیکھنا گوارا نا کیا تھا جبکہ عباس شاہ کی گہری نظریں اس کی تھوڑی پر

بنے پہرے دار تل میں الجھی رہی تھی۔۔۔

مجھے گھورا مت کرو"۔۔۔وہ اس کے پاس سے اٹھتی بھبھک کر بولی۔۔۔"

ٹھیک ہے اب گھورنے کی بجائے پیار کروں گا"۔۔۔وہ تابعداری سے بولا"

تو عالی دانت کچکچا کر باہر نکل گئی۔۔۔

کچھ منٹ بعد وہ واپس آئی تو دوائی اور پانی کا گلاس اس کی جانب بڑھایا۔۔۔

مجھے تم سے رشتہ نہیں رکھنا۔۔۔میں بہت پہلے ہی تم سے آزادی لینے کا"

سوچ چکی تھی۔۔۔اب چونکہ تم یہاں ہو تو"۔۔۔گلاس سائیڈ ٹیبل پر

رکھتی وہ سنجیدگی سے بولی۔۔۔اس سے پہلے کہ وہ بات مکمل کرتی عباس بڑی

اچانک اسے اپنی اوڑھ کھینچ کر اپنے ساتھ بیڈ پر گرا کر گھٹا کی مانند اس پر چھا آیا

۔۔۔۔

یہ سب اتنی اچانک ہوا کہ عالی آنکھیں پھاڑے ہق دق سی اسے دیکھے گئی۔۔۔۔۔

تم"۔۔۔اس کے یاقوتی لب ہلے تھے کہ جبھی مقابل چھوٹی سی جسارت" کرتا اس کے الفاظ منہ میں دبا گیا۔۔۔

شوہر بیمار ہے کچھ تیمارداری کریں۔۔۔کچھ کیئر کریں اور بہت سارا پیار " کریں"۔۔۔وہ اس کی گردن میں چہرہ چھپائے مخمور لہجے میں بولا تو عالی نے اس کے سینے پر ہاتھوں رکھ کر فاصلہ بنانا چاہا۔۔۔

جبکہ مقابل کو خود ہر اس طرح حاوی دیکھ کر اس کے ہاتھ پاؤں میں پسینہ پھوٹ آیا تھا۔۔۔۔

آپ کی گردن پر مجھے بہت پیار آتا ہے۔۔۔یہاں میرے سکون کی تلاش" ختم ہوتی ہے"۔۔۔وہ اس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں دبائے اس کی نازک گردن پر بیرڈر گڑتا بولا۔۔۔

تم ایسے میرے قریب نہیں آسکتے"۔۔۔عالی روہانسی آواز میں بولی۔۔۔۔"

توعباس شاہ نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔

رخصتی نہیں ہوئی"۔۔۔اس کی آنکھوں میں سوال دیکھ کر وہ لب تر کرتی"

بولی گویا عذر پیش کر گئی۔۔۔۔

رخصتی کے بعد والا کام میں ابھی کر بھی نہیں رہا۔۔۔پر اگر آپ نے مجھے"

ایسے ہی تنگ کیا تو میرے پاس سارے رائٹس ہیں"۔۔۔وہ اس کے

خوبصورت چہرے کو دیکھ کر گھمبیر تا گولتا بر محل عالی کے مزاحمتی الفاظ حلق

میں دبا گیا تھا۔۔۔اور وہ خود کو اس کے رحم و کرم پر چھوڑ کر آنکھیں میچ گئی

۔۔۔۔

صرف آج کی رات ہے۔۔۔جتنا سکون سے سونا ہے سو لو۔۔۔آنے والی "

کئی راتیں تم تڑپو گے"۔۔۔۔وہ دل ہی دل میں بولی تھی۔۔۔

جبکہ عباس شاہ اس پر پوری طرح چھایا اس کی شانے میں چہرہ چھپائے دواؤں

کے زیر اثر آنکھیں موند گیا۔۔۔

وہ ساری رات عباس شاہ نے عالی کو خود سے لپٹائے اس کی قربت میں گزاری تھی۔۔۔مقابل کی نزدیکی میں عالی پر نیند کی دیوی بڑی دیر سے مہربان ہوئی تھی اور صبح جلدی ہی اس کی آنکھ کھل گئی تھی۔۔۔وہ سرخ خمار آلود نظروں سے عباس شاہ کے سر کو دیکھ کر رہی تھی۔۔۔جبکہ اس کے ہاتھ عباس شاہ کے بال سہلا رہے تھے۔۔۔اس کی نرم گرم سانسیں عالی کی دل کی دنیا میں ایک الگ طوفان برپا کئے ہوئے تھی۔۔۔جبکہ وجود میں ایک الگ سا سکون دوڑ رہا تھا۔۔۔کل تک جو اس کے لمس پر بھڑک اٹھتی تھی آج وہ اس کے وجود پر قابض تھا اور اسے زرا برابر بھی نفرت نہیں ہو رہی تھی ۔۔۔وہ بے خودی میں اس کے متعلق سوچ رہی تھی۔۔۔

میں ہر رات ایسے ہی سونا چاہتا ہوں"۔۔۔مقابل کی بوجھل آواز پر پر عالی" حواسوں میں لوٹی۔۔۔

تم ہر رات ہوس پوری نہیں کر سکو گے "۔۔۔عالی تنفر سے بولی۔۔۔تو وہ"
جو اس کو محسوس کر رہا تھا عالی کی بات پر وہ جھٹکے سے دور ہوا۔۔۔
مقابل کا خمار بھک سے اڑ چکا تھا۔۔۔اس کے الفاظ اسے چھلنی کر گئے تھے

۔۔۔۔

وٹ دا ہیل "۔۔۔۔"
آپ کو یہ ہوس لگ رہی ہے آپ میرے پیار کو ہوس کیسے کہہ سکتی ہیں "
۔۔۔ڈیم اٹ "۔۔۔۔وہ اس کے دائیں بائیں ہاتھ رکھے دھاڑا۔۔۔

اگر تمہاری یہ ہوس نہیں ہے تو تمہیں ثابت کرنا پڑے گا "۔۔۔عالی جھٹکے "
سے اس کا حصار توڑ کر اپنی جگہ سے اٹھ کر تمسخر سے بولی۔۔۔۔تو عباس شاہ
کی آنکھیں سرخ انگارہ ہو گئیں تھیں۔۔۔

مجھے اپنی محبت ثابت کرنے کی کوئی ضرورت میں ہے۔۔۔آپ میری بیوی" ہیں۔۔۔اور میں آپ کے جسم وجاں کا مالک ہوں۔۔۔آپ میری شدتوں کو ہوس نہیں کہہ سکتی"۔۔۔اس کے عمل اور الفاظ پر وہ دباد باسا چلایا تھا۔۔۔

تو اس رشتے کی آڑ میں تم اپنی ہوس"۔۔۔"

سٹاپ اٹ۔۔۔۔بند کریں یہ بکواس۔۔۔۔میرے پاکیزہ جذبات کی توہین" ،کی ہر گز اجازت نہیں دوں گا آپکو"۔۔۔

معاًوہ طیش کے عالم میں گھرا جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کی گردن دبوچے گرجا۔۔۔۔

تو بدلے میں عالی نے چیلنجنگ نگاہوں سے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔

اگر تم محبت کرتے ہو تو ثابت کرو۔۔۔۔ مجھ سے دور رہ کر "۔۔۔وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر تضحیک آمیز لہجے میں بولی۔۔۔

آپ کی ان بے مقصد باتوں کی کوئی اہمیت نہیں میری نظر میں "۔۔۔وہ اسے دور جھٹکتا سرد آواز میں بولا۔۔۔۔

نہیں رہ سکتے نا۔۔۔ کیونکہ تمہیں میرے وجود کی طلب ہے۔۔۔اور تم مجھے سے محبت نہیں کرتے بلکہ اپنی "۔۔۔

عالی نے ایک اور تیر پھینکنا چاہا۔۔۔

مجھے اپنی محبت کیسے ثابت کرنی پڑے گی بتائیں "۔۔۔وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا ضبط سے بولا۔۔۔

پانچ سال "۔۔۔۔۔"

پانچ سالوں میں اگر تم ایک بار بھی میرے قریب آئے یہ تمہاری محبت کی موت ہو گی اور تمہیں اسی وقت مجھے طلاق دینا ہو گی"۔۔۔وہ سینے پر ہاتھ باندھتی بولی۔۔۔

توعباس شاہ کی آنکھیں لہو رنگ ہوئی تھی جبکہ پیشانی کی رگیں ابھر آئیں تھیں۔۔۔

میرے لیے اس فضول شرط کی کوئی اہمیت نہیں"۔۔۔وہ وحشت ناک" لہجے میں بولا۔۔۔

محبت میں محبوب کی باتیں سنی جاتی ہیں اور تمہیں تو مجھ سے کتنی محبت ہے" یہ شرط ثابت کرے گی۔۔۔اگر تم کامیاب ہوئے تو جیسا تم کہو گے میں کروں گی۔۔۔اور اگر تم کامیاب نا ہو سکے تو مجھے ڈائیوورس دو گے"۔۔۔

وہ ہنوز انداز میں بولی تو اس کی شرط وہ اچھی طرح سمجھ گیا تھا کہ وہ کیا کرنا چاہ رہی تھی مگر مقابل بھی عباس شاہ تھا۔۔۔اس کی رگ رگ سے واقف کہاں کیسے مات دینی تھی وہ باخوبی جانتا تھا۔۔۔۔

قبول ہے۔۔۔۔پانچ سال بعد آپ مجھے اپنے روبرو پائیں گی اور اس کے "
بعد آپ خود پر تمام اختیار کھو دیں گی "۔۔۔

مقابل آنکھوں میں چمک لیے بھاری لہجے میں بولا تھا۔۔۔تو ایک پل کے لیے اس کا اعتماد دیکھ کر عالی سراسیمہ سی ہوئی تھی۔۔۔

تم اپنی شرطوں پہ کھیل کھیلو میں جیسے چاہے لگاؤں بازی
اگر میں جیتا تو تم ہو میرے اگر میں ہارا تو میں تمہارا

اب آپ جا سکتی ہیں۔۔۔آپ سے سارے حساب کتاب پانچ سال بعد ہی "
ہوں گے "۔۔۔۔وہ رخ موڑ کر کھڑا گھمبیر تا بولا تھا۔۔۔

توعالی کے لبوں پر فتح مند مسکراہٹ در آئی تھی۔۔۔

طلاق تو تم مجھے دو گے "۔۔۔وہ بڑبڑائی تھی۔۔۔"

بھول ہے آپکی۔۔۔ساری زندگی آپ میری دسترس میں رہیں گی "۔۔"

عباس زرا سا رخ ترچھا کیے اپنے مخصوص انداز میں گویا ہوا تھا کہ عالی نے سر جھٹکا اور وہ اپنی چال میں کامیابی ہوتی فوراً سے باہر نکلی تھی۔۔۔۔

سیج میری آپ ہی سجائیں گی "۔۔۔عباس شاہ بڑبڑایا تھا اور پھر بیڈ پر ڈھ کر " تکیے میں چہرہ چھپا گیا۔۔۔

ان دونوں میں ایک سرد جنگ کا آغاز ہوا تھا۔۔۔

ایسی جنگ جس میں ایک محبت کو ثابت کرنے والا تھا اور دوسرا اس کی محبت کو ختم کرنے والا تھا۔۔۔

اب وقت نے بتانا تھا کہ جیت کس کی ہونی تھی۔۔۔

محبت ہونا ایک نعمت ہے مل جانا رحمت ہے اور پھر اس سے دستبرداری قیامت ہے۔۔۔ !!

دوپہر کے وقت آسمان پر بالوں نے ڈیرہ جما کر حکمرانی سنبھالے موسم کافی سہانا بنا رکھا تھا۔۔۔یہ خوبصورت موسم جہاں بہت سے چہروں کو جلا بخشی رہا تھا وہیں کچھ چہروں کو بے رونق کرتا انہیں سخت ازیت میں مغروق کر گیا تھا

۔۔۔

جب دل کا موسم بگڑا ہو تو باہر کے سہانے موسم اہمیت نہیں رکھتے۔۔۔ طوفان میں ڈوبا شخص کنارے تک پہنچنے کی دعا کرتا ہے۔۔۔!! اور اس طرح وہ بھی اپنے اندر کے طوفان سے لڑتا اپنے کنارے پر پہنچنے کے لیے بیاکل تھا۔۔۔

وقت آر سے پار کا تھا۔۔۔اور دشواری اتنی تھی کہ جینے کی تمنا مٹتی جا رہی تھی !!۔۔۔

چار کول کی صاف ستھری کشادہ سڑک پر بلیک ویگو گاڑی کسی رن وقت پر دوڑتے ہوائی جہاز کی طرح فل رفتار سے تیرتی آفس کے سامنے آن رکی تھی۔۔۔

وہ شفاف آنکھوں میں نمی کی چمک لیے، روشن چہرے پر ہلکی سے مسکراہٹ سجائے۔۔۔ایسی مسکراہٹ جس میں بے بسی ہی بے بسی تھی۔۔۔ جس میں ازیت کا سماں تھا اور جس میں اپنے بکھرنے کا دکھ تو تھا ہی کچھ اپنوں کو چھوڑنے کی تکلیف کسی تیز دھار آلے کی طرح وجود کو اندر سے کاٹتی چلی جا رہی تھی۔۔۔

کیا ہی غم تھا۔۔ تیرے بچھڑنے کا۔۔۔ کبھی سوچا نا تھا۔۔۔ مل کر جدا ہوں گے۔۔۔ پھر جفائیں ہوں گی۔۔۔اور پھر کہانی ختم ہو گی۔۔۔!!

کسی یونانی دیوتا کی آن بان کا حامل شہزادے کی مانند دکھتا گاڑی سے اترا تھا

۔۔۔اور ایک گہری سانس بھر کر اپنے اندر مچی کھلبلی پر قابو پایا تھا۔۔۔۔

بلیک جینز پر وائٹ ہالف سلیو شرٹ میں ملبوس اس پر بلیک جیکٹ پہنے،

چوڑی کلائی پر برانڈڈ واچ پہنے سلکی بال جیل سے سیٹ کیے، سرخ لبوں کو

آپس میں پیوست کیے وہ جو گرز میں مقید پاؤں بلڈنگ کی اندرونی احاطے کی

جانب بڑھاتا نظر لگ جانے کی حد تک پیارا لگ رہا تھا۔۔۔اس کی پاؤں میں

آتی تیزی اس کے پختہ ارادوں کا کتا پتا دے رہی تھی۔۔۔

وہ جیسے ہی اندر آیا تھا کہ بابر اور فخر فوراً سے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے

۔۔۔

اسلام علیکم سر"۔۔۔"

وعلیکم السلام"۔۔۔اس نے عام فہم انداز میں جواب دیا۔۔۔"

سر خیریت آپ اس وقت"۔۔۔فخر نے پوچھا۔۔۔"

تو مقابل نے گھورا۔۔۔۔

میں آفس نہیں آسکتا کیا"۔۔۔اس نے سخت تیور سے پوچھا تو سعد نے اس" کے عورتوں کی طرح روٹھ کر سوال کرنے پر مسکراہٹ دبائی تو فخر گڑبڑا سا گیا۔۔۔

نہیں سر۔۔۔وہ بوکھلا سا گیا تو اب کو بار مقابل نے دائیں ابئیرو آچکا کر گویا" سوال کیا۔۔۔

مم میرا مطلب یس سر۔۔۔آپ آسکتے ہیں مگر آج تو آپکی"۔۔۔ " بس آج میں آخری بار اس آفس آیا ہوں۔۔۔کچھ ضروری کام تھا۔۔۔وہ" سنجیدگی سے بولا۔۔۔اس کی آخری بار لفظ پر ان دونوں نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔۔

سر لگتا لمبا ہنی مون بنانے کا ارادہ ہے"۔۔۔فخر نے دانت نکوس کر کہا" ۔۔۔تو مقابل کو بے ساختہ ہنسی آئی۔۔۔

فخر تمہارا نام فخر کس نے رکھ دیا ہے۔۔۔ جبکہ تمہارے کام ایسے نہیں ہیں"
کہ تم پر ایک تل کے برابر بھی فخر کیا جائے"۔۔۔
مقابل نے ہشاش بشاش انداز میں کہا تو سعد کا قہقہہ بے ساختہ تھا جبکہ فخر نے
پاس کھڑے سعد کو دھموکا جڑا۔۔۔
سر کیا میرا اندازہ غلط ہے"۔۔۔ فخر نے منہ بسور کر پوچھا۔۔۔"
نہیں۔۔۔ اندازہ درست ہے پر ہالف۔۔۔ کیونکہ میں اکیلا ہی ہنی مون"
منانے کا ارادہ رکھتا ہوں"۔۔۔ مقابل مسکراہٹ دبائے بولا۔۔۔
سر اکیلے۔۔۔ سمجھ نہیں آئی"۔۔۔ دونوں یک زبان بولے۔۔۔"
بہت جلد سمجھ جاؤ گے"۔۔ وہ بڑبڑایا۔۔۔"
جب کبھی کسی خاص اپنے کو دکھ دو گے تو سمجھ جاؤ گے۔۔۔ کہ میں اکیلے"
کیوں گیا تھا ہنی مون پر"۔۔۔ وہ بالوں میں ہاتھ پھیر کر مضطرب سا بولا
۔۔۔
سر۔۔۔ کیا شاہ سر آپ سے ناراض ہیں"۔۔۔ سعد نے پوچھا۔۔۔"

ابھی نہیں۔۔۔پر جلد ہی"۔۔۔"

ایک غلطی کر بیٹھا ہوں یار۔۔اب ان کی سزا سے ڈر لگتا ہے۔۔۔۔اس"

لیے کچھ عرصہ منظر سے غائبی ناگزیر ہے"۔۔۔وہ بے چارگی سے بولا

سر آپ معافی مانگ لیں ان سے۔۔۔آپ کو وہ کچھ نہیں کہیں گے"۔۔۔"

فخر نے جلدی سے کہا۔۔۔

انجانے میں کی خطا اور جان بوجھ کر کی خطا میں فرق یہ ہے کہ ایک میں"

معافی جلد مل جاتی ہے اور دوسری میں وقت لگتا ہے"۔۔۔

مجھے بھی وقت درکار ہے"۔۔۔وہ کہتا ہوا اپنے آفس میں بڑھ گیا۔۔۔"

تو وہ دونوں حیرانگی سے اسے دیکھنے لگے جو پچھلے چند دنوں سے عجیب و غریب

سی باتیں کرنے لگ گیا تھا۔۔

اس نے گہری اداس آنکھوں سے اپنے آفس کا جائزہ لیا تھا اور پھر بوجھل

سانس ہوا کے سپرد کیے کرسی پر جا بیٹھا تھا۔۔۔۔

بے ساختہ اس نے دونوں ہاتھوں کو جوڑا تھا۔۔۔اور چمکتی نظریں ان لکیروں پر جمائی۔۔۔وہ شاید کسی کا نام ڈھونڈ رہا تھا۔۔۔ مگر وہ نام کہیں بھی نا تھا۔۔۔تو اس نے دھیرے سے سر جھکا کر نفی میں سر ہلایا اور پر بے اختیار ہنستے ہوئے سر کرسی کی پشت سے ٹکا کر ہاتھ سامنے کیے۔۔۔۔

بڑی وفادار ہو۔۔۔۔ تم بھی بدل گئی"۔۔۔اس کی رنج و ملال میں ڈوبی" سرگوشی ابھری تھی۔۔۔اور پھر وہ ایک جھٹکے سے اپنی جگہ سے اٹھتا اپنی ضروری چیزیں سمیٹ کر چند منٹوں میں باہر نکلا تھا۔۔۔

یہاں آؤ"۔۔۔وہ جو دونوں کھڑے آپس میں گتھم گتھا تھے کہ مقابل کی" رعب دار آواز پر وہ ایک دوسرے کو چھوڑتے دور ہوئے۔۔۔

جی سر"۔۔سعد اور فخر دونوں آگے آئے تو وہ باری ان کو گلے لگایا۔۔۔۔" سر خیر تو ہے"۔۔۔وہ اس کے ستے چہرے کو دیکھ کر بولے۔۔۔"

دیکھو تم دونوں نے شاہ سر کو میرے بارے کچھ نہیں بتانا آئی سمجھ۔۔۔۔"

تمہیں تمہاری بیویوں کی قسم اگر تم لوگوں نے شاہ سر سے کچھ بھی کہا تو

"۔۔۔وہ ان کی بات اگنور کیے سرد آواز میں بولا۔۔۔

پر سر"۔۔۔۔انہوں نے مسکین صورت سے اسے دیکھا۔۔۔"

اٹس مائی آرڈر"۔۔۔دفعتاً وہ بلند آواز میں بولا تھا۔۔۔"

یس سر"۔۔۔تو ان کی کورس میں تعیدی آواز اُبھری۔۔۔۔"

گڈ۔۔۔۔اب کام کرو اپنا"۔۔۔وہ کہہ کر باہر کی جانب بڑھا۔۔۔"

سر ہمیں کیوں لگ رہا ہے کہ پھر آپ سے ملاقات نہیں ہو گی"۔۔۔۔فخر"

فوراً سے بولا تو مقابل نے رک کر گردن ترچھی کیے اسے گھورا۔۔۔

ایک تو تمہاری یہ عورتوں والی نیچر سے تنگ آگیا ہوں میں"۔۔۔"

سیدھی طرح کہہ دو کہ مجھے مرتا دیکھنا چاہتے ہو"۔۔۔"

وہ ماتھے پر بل ڈالے مصنوعی غصے سے بولا۔۔۔

نہیں سر پلیز"۔۔۔۔فخر ہول کر بولا"

ملیں گے انشاءاللہ"۔۔۔۔تو مقابل نے گھمبیرتا گہا تھا۔۔۔"

ٹھیک ہے سر"۔۔۔۔"

اور وہ ایک مسکراتی نظر ان پر ڈالے جس طرح آیا تھا ویسے ہی نکلتا چلا گیا

۔۔۔

وہ آئی بی آفیسر ز تھے جو اچھی طرح جانتے تھے کون کب کہاں اور کیسے بات کر رہا ہے وہ جانچ لیتے تھے۔۔۔ مگر سامنے جاتے شخص سے پوچھنے کی ہمت نا تھی۔۔۔

پر وہ جانتے تھے کہ وہ ان سے بہت دور جا رہا تھا۔۔۔اور ہاں وہ اب جا رہا تھا

۔۔۔ایک اور نئے سفر پر۔۔۔

تم کو معلوم ہے ہجرت کی اذیت کیا ہے
تم نے دیکھی ہے کبھی سانس کی ڈوری کٹتی

کل سادگی اور پر سکون طریقے سے مایوں کی رسم ہو گئی تھی۔۔۔گھر آئے مہمانوں کے پوچھنے پر دادی سائیں نے معمولی ایکسیڈنٹ کا بتا کر بات چھپالی تھی۔۔۔اور پھر کسی نے بھی بات کی گہرائی میں جانے کی کوشش نا کی تھی کہ عثمان شاہ، یارم اور سبطین کو بھی تھوڑی بہت خراشیں آئی تھیں جس سے ایکسیڈنٹ والا جھوٹ سچ ظاہر ہو رہا تھا۔۔ نگار بیگم نے شاہ فیملی کے عزت کا جنازہ نکالنے کی بھرپور کوشش کی تھی مگر ہر وقت کوئی نا کوئی دیوارنی اس کے ساتھ رہتی تھی جس کے باعث وہ اپنے امر میں کامیاب نا ہونے پر انگاروں پر لوٹ رہی تھی۔۔۔مگر وہ بھول گئی تھی کہ یہاں اس کی

دال گلنا ممکن نا تھا کہ وہ سب عورتیں اس کی چالبازیوں سے اچھی طرح واقف تھیں۔۔۔

آج حور اور تیمور کی مہندی تھی۔۔۔اور کل سب کے نکاح ہونے تھے اور حور کی رخصتی تھی۔۔۔سب لڑکیاں کمروں میں گھسی مہندی کے فنکشن کے لیے تیار ہو رہی تھیں جبکہ حوران سب کو تیار دیکھتی مسلسل تیمور کے بارے سوچ رہی تھی۔۔۔جس نے ایک بار بھی طبیعت پوچھنے کی جسارت نا کی تھی۔۔۔اور نا ہی ملنے آیا تھا۔۔۔کل سے ایک بار بھی وہ اس کے سامنے نا آیا تھا۔۔ نجانے کیوں وہ حور سے کترا رہا تھا۔۔۔وہ اس کی آنکھوں میں چھائی سرد مہری کو یاد کرتی سوچوں کی دھاروں میں جکڑ سی گئی تھی۔۔۔جیسے تار عنکبوت میں کوئی حشرات پھنس جاتا ہے۔۔۔اسے کچھ بھی اچھا نا لگ رہا تھا ۔۔۔اور دل تھا کہ جس میں انجانے وسوں نے پناہ پکڑ لی تھی کہ وہ اپنے دل کی حالت پر گھبراہٹ زدہ سی تھی۔۔۔اسے اپنے کمرے میں چہل پہل اور

تمام لڑکیوں کی تیاری سخت بری لگ رہی تھی۔۔۔وہ اس وقت عجیب سے بے چینی کا شکار تھی۔۔۔

آپی میں کچھ دیر کے لیے باہر جا رہی ہوں"۔۔۔وہ طوبی اور نینا سے بولی جو" تیار ہو رہی تھیں۔۔۔جبکہ حورا ابھی تک مایوں کے ڈریس میں ملبوس تھی کہ بیوٹیشن نے اس کو بعد میں تیار کرنا تھا۔۔۔اور فلحال اس کا بھی دل نہیں کر رہا تھا۔۔۔

پر حور تم کیسے جاؤ گی"۔۔۔"

آپی میں آتی ہوں"۔۔۔وہ ان کی بات پر اتنا کہہ کر چھوٹے چھوٹے قدم' اٹھاتی کمرے سے باہر نکل گئی۔۔۔نمل، روباب، مروہ، سونیا، طوبی، نینا کو ایکسپرٹ بیوٹیشن تیار کر رہی تھیں جبکہ ہدا اور عشال سب سے پہلے تیار ہو کر گھر میں تتلیوں کی طرح اڑتی پھرے رہی تھیں۔۔۔

وہ جیسے ہی باہر نکلی تو سامنے ہی اسے تیمور اپنے کمرے کی جانب جاتا نظر آیا

تیمور"۔۔۔۔حور نے فوراً سے پکارا تو تیمور نے مڑ کر اسے دیکھا جو کل"
والے مایوں کے پیلے فراک میں سر پر دوپٹہ لیے ہاتھوں میں گجرے پہنے،
ننگے پاؤں کھڑی سادگی میں قیامت ڈھا رہی تھی۔۔۔کہ تیمور نے ایک
گہری نظر سے اس کا جائزہ لیتے دھڑکنوں میں اٹھتے طوفان کی پیش نظر فورا
سے نگاہوں کا زاویہ بدلا۔۔۔

کیا ہوا"۔۔۔اس نے بے لچک انداز میں پوچھا۔۔۔تو حور کو اس کا یہ انداز"
سخت برا لگا تھا۔۔۔

تم نے پوچھا بھی نہیں کہ میں کیسی ہوں۔۔۔تم بہت بے مروت ہو""
۔۔۔۔وہ آنکھوں میں آنسوں بھرے بولتی دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر شکوہ
کر گئی۔۔۔

تو اس کی بھیگی آواز اور لرزتا لہجہ محسوس کر کے تیمور نے سختی سے آنکھیں میچ کر کھولیں۔۔۔۔

اور یکدم سے چہرے پر سرد مہری جمالی۔۔۔

تمہارے چہرے اور بازوؤں پر لگی یہ خراشیں مجھے سخت ناگوار گزر رہی تھیں۔۔۔ میں تمہیں اس حال میں نہیں دیکھ سکتا حور۔۔۔۔ میرا خود پر سے ضبط ختم ہو رہا تھا۔۔۔ اس لیے تمہارے سامنے نہیں آیا۔۔۔ اگر آتا تو بہت کچھ غلط ہو جاتا"۔۔۔ وہ لب بھینچ کر بولا۔۔۔ اس کے لفظوں میں نجانے کیا تھا کہ حور کا دل دھک سے رہ گیا۔۔۔

پر تم پوچھ تو سکتے تھے نا"۔۔۔ وہ بے چینی سے بولی۔۔۔"

تمہیں پوچھنے کے لیے اور خیال کے لیے بہت لوگ موجود ہیں۔۔۔وہ" عجیب سے لہجے میں بولا۔۔۔تو اس کے لہجے میں بیگانگی کا عنصر محسوس کر کے حور چونک کر اسے دیکھنے لگی۔۔۔

تیمور یہ تم کیا"۔۔۔"

مجھے کچھ کام ہے میں پھر بات کروں گا تم سے"۔۔۔"

وہ فوراً سے اس کی بات کاٹتا اپنی سنا کر وہاں سے نکل گیا تو وہ دم بخود اس کی لفظوں پر حیران کھڑی دیکھتی رہ گئی۔۔۔۔

یہ ناراض ہے مجھ سے۔۔۔پر کیوں"۔۔۔وہ نڈھال سی خود سے مخاطب" ہوئی۔۔۔۔

اپنے گھر آ کر بھرپور نیند لینے کے بعد وہ بلیک ٹراؤزر پر وائٹ ہالف سلیوڈ ڈھیلی ڈھالی سے شرٹ زیب تن کیے، کھلے بے ترتیب بالوں میں وہ ننگے پیر مخملی کالین پر کھڑی حسن کی دیوی لگتی کافی کا مگ پکڑے گلاس ونڈو کے باہر

دیکھتی رات کی تاریکی میں پھیلتی مدھم گاڑیوں کی روشنی پر نظریں جمائے عباس شاہ کے متعلق سوچ رہی تھی۔۔۔۔

اب آپ جاسکتی ہیں۔۔۔آپ سے سارے حساب کتاب پانچ سال بعد")
(ہی ہوں گے"۔۔۔۔

مقابل کا جملہ یاد آتے ہی اس کے رگوپے میں ایک سرد لہر سی دوڑ گئی تھی

۔۔۔۔

تمہیں پانچ سال کی ضرورت نہیں پڑے گی عباس شاہ۔۔۔تم پہلے ہی مجھے"
تمام حساب کتاب دے کر میری زندگی سے نکلو گے"۔۔۔

اسے نے ایک عجیب سا بیر باندھ لیا تھا۔۔۔نجانے اس نے کیوں اس سے بے تکا مقابلہ لگا لیا تھا۔۔۔

اگر وہ انا کی پٹی اتار کر دیکھتی تو خود پر رشک کرتی جو اسے اتنا چاہنے والا جیون ساتھی ملا تھا۔۔۔مگر وہ تھی کہ غیر مذہب کے عشق کا دم بھرتی تھی۔۔۔

اسے جوہن سے محبت تھی یا نہیں تھی مگر اب وہ فقط عباس شاہ کو نیچا دیکھانے کے لیے اپنی زندگی داؤ پر لگانا چاہتی تھی۔۔۔

(بھول ہے آپکی۔۔۔ساری زندگی آپ میری دسترس میں رہیں گی"۔۔")

یکایک مقابل کا بولا اگلا گہرا جملہ کانوں میں گونجتا اس کی دھڑکنوں کے تار ہلا گیا تھا۔۔۔کہ اس کی گرے آنکھوں میں چمک ابھری کر معدوم ہوئی تھیں اور دل نے بیٹ مس کی تھی اپنے دل کی اس بے وفائی پر لحظہ بھر کو وہ حیران ہوئی تھی۔۔۔

تم مجھ پر کبھی حکمرانی نہیں چلا سکو گے"۔۔۔وہ بپھری تھی۔۔۔اور لپک" کر سائیڈ ٹیبل پر پڑا اپنا فون اٹھایا تھا۔۔۔

مخروطی انگلیاں سکرین پر چلتی نمبر ڈائل کرنے لگی تھی۔۔۔

ہیلو سویٹ ہارٹ۔۔۔تم کہاں تھی مائی ڈیئر"۔۔۔۔دوسری" جانب سے" نہایت محبت اور بے چینی بھرا سوال آیا تھا۔۔۔

کلب آجاؤ میں وہیں آرہی ہوں"۔۔۔۔

عالی نے جوہن کو جواب دیے بغیر اپنی کہہ کر کال کٹ کرتے فون بیڈ پر اچھالا۔۔۔

تم دیکھتے جاؤ ہسبنڈ۔۔۔ تمہارا میں بینڈ بجادوں گی"۔۔۔"

وہ بڑبڑائی تھی اور مگ ٹیبل پر رکھ کر واشروم کی جانب بڑھ گئی۔۔۔

سفید شلوار قمیض میں وہ جائے نماز پر بیٹھا دعا مانگ رہا تھا۔۔۔اس کے لب ہلکی ہلکی آواز میں ہل رہے تھے۔۔۔اور آنکھیں بند تھیں۔۔۔

میری بیوی کو راہِ راست دیکھادے اللہ پاک۔۔۔وہ بہت نادان ہے اسے" معاف کردے اللہ پاک۔۔۔اس پر رحم کردے اللہ پاک۔۔۔اس کے دل میں میری محبت ڈال دے اللہ پاک۔۔۔اسے حق اور باطل کی پہچان کروا دے اللہ پاک۔۔۔اسے میرا اور مکمل میرا کردے۔۔۔مجھے اس کی محبت دے دے اللہ پاک۔۔۔مجھے اس کا اور اسے میرا کردے اللہ پاک۔۔۔اس

کی دل پر میرے لیے آئی غبار مٹادے۔۔۔اس کی دل پر میرا نقش کر دے اللہ پاک۔۔۔اسے میرا ہمسفر کر دے اور مجھے اس کی منزل بنادے"۔۔۔۔

وہ کہتا ہے تمہیں محبت نہیں حوس ہے
بھلا حوس بھی کوئی نمازوں میں مانگتا ہے

اس کی لبوں سے سرگوشیاں بلند ہوتی جارہی تھیں وہ پوری خوشنودی سے اپنے رب کے حضور دعا مانگ رہا تھا۔۔۔وہ عالی کے دل میں اپنی لیے محبت مانگ رہا تھا۔۔۔

کہ جبھی اس کا موبائل گنگنا اٹھا تھا۔۔۔اور عباس شاہ اللہ سے اپنی مرادیں مانگ کر جائے نماز سے اٹھ کر اس کی جگہ ہر رکھتا ریک کی جانب آتے موبائل اٹھا کر کان سے لگایا۔۔۔

سر میڈم کلب جارہی ہیں"۔۔۔دوسری جانب سے فوراً بتایا گیا تھا۔۔۔"

ا"ن پر پل پل کی نظر رکھو۔۔۔کوئی بھی ان کے قریب نا جائے۔۔۔جو ایسا کرنے کی گستاخی کرے وہ اپنے پیروں پر نہیں وینٹی لیٹر پر واپس جانا چاہیے"

۔۔۔

اس نے سخت آواز میں حکم صادر کرتے کال رکھ دی تھی۔۔۔اور لیپ ٹاپ لیے کمرے سے باہر نکل گیا۔۔۔

وہ عباس شاہ تھا۔۔۔کول مائنڈ۔۔۔جب وہ اپنی کیے پے آتا تھا تو اچھے اچھے کو سرگشتہ کر دیا کرتا تھا۔۔۔

۔۔۔

میں لدی ہوئی بے پناہ حسین لگ رہی تھی۔۔۔اس کے بالوں سے نکلی چند شریر لٹیں چہرے پر بوسہ دیتی اس کی حسن میں مزید اضافہ کر رہی تھیں

۔۔۔

مسکارے سے بوجھل پلکیں گرائے وہ دونوں ہاتھوں سے سائیڈوں سے ہلکا سا لہنگا پکڑے ہیل میں مقید پاؤں احتیاط سے رکھتی خراماں خراماں چلتی دادی سائیں کے کمرے کی جانب ان کی دوائی اٹھانے کی غرض سے جا رہی تھی۔۔۔کہ کل سے شاہ کی غیر موجودگی پا کر دادی سائیں کی طبیعت تھوڑی ناساز تھی۔۔۔

وہ جو جلوے بکھیرتی یہاں وہاں دیکھے بغیر منہ دھیان تھی کہ جبھی کرخت آواز پر کرنٹ کھا کر رکی۔۔۔

رکو"۔۔۔بائیں جانب سے سبطین شاہ کی سرد آواز پر اس نے یکدم سے "
آنکھیں میچ کر کھولیں۔۔۔اور اسی طرف دیکھا تو اینگری شاہ کو حسب توقع
اینگر میں دیکھ کر روباب کا سانس سوکھ گیا تھا جبکہ سبطین شاہ تو اس کے روپ
سلوپ دیکھ کر مر مٹا تھا۔۔۔جو ہوشربا سراپے لیے اس کے سامنے کھڑی
بجلیاں گرا رہی تھی۔۔۔جس کی خوبصورتی دیکھ کر سبطین شاہ کا دل بغاوت
پر اتر آیا تھا۔۔۔اور اس پر مستزاد اس کی مانگ میں سجا وہ ٹیکہ۔۔۔جس کے
موتیوں میں اسے اپنا دل ڈولتا محسوس ہوا تھا۔۔۔جو اس کو اچھا خاصا ہلا کر
رکھ گئی تھی۔۔۔۔

معاً اس کے ماتھے کی مخصوص رگ پھولی تھی کہ وہ اس کے منع کرنے کے
باوجود سر سے پیر تک تیار کھڑی تھی اور اس کا یہ روپ جہاں اسے سکون
بخش رہا تھا وہیں لوگوں کی نظروں کا سوچ کر وجود میں بھانبھڑ سے بھڑک

اٹھے تھے۔۔۔جو اس کی بات ہوا میں اچھال کر ٹھاٹ سے کھڑی اپنی دلکشی دیکھاتی اسے پاگل سا کر گئی تھی۔۔۔

حلانکہ اس نے بہت کم میک اپ کر رکھا تھا مگر پھر بھی وہ کسی کا بھی ایمان ڈگمانگے کی حد تک پیاری لگ رہی تھی۔۔۔۔

جبکہ روباب شاہ تو اس کی گہری سبز آنکھوں میں کہیں کھو سے گئی تھی۔۔۔ سفید شلوار قمیض میں ملبوس وہ آف وائٹ شال گردن کے گرد ڈالے چہرے پر سنجیدگی سجائے کسی ریاست کا شہزادہ لگ رہا تھا۔۔۔وہ ایک نظر اس کی بے اختیاری میں لپٹی تھی کہ وہ اسے دیکھتی ارد گرد سے بیگانہ ہو گئ تھی۔۔۔۔

وہ ان آنکھوں کی دیوانی تھی۔۔۔بلکہ یہ پورا وجود ہی طلسماتی شخصیت کا حامل تھا جو روباب کو اپنے سحر میں جکڑ سا گیا تھا۔۔۔کہ اس کے دل میں مرجھایا محبت کا پھول اس کی دھونس و دھاندلی پر پھر سے کھلنے لگا تھا۔۔۔دھڑکنیں

کنٹرول سے باہر ہونے لگی تھیں اور وہ ایک بار پھر اس کی طرف کھینچتی چلی جا رہی تھی۔۔۔

کہاں جا رہی تھی تم "۔۔ معاً وہ آگ بگولہ ہوتا نیچی آواز میں استفہامیہ گویا " ہوا۔۔۔ تو اس کی آواز پر ہوش میں آتی روباب سٹپٹا کر یہاں وہاں دیکھتی اپنی خجالت مٹانے لگی۔۔۔

میں دادی سائیں کی "۔۔۔۔"

اچھی طرح سمجھتا ہوں تمہاری چالاکیاں۔۔۔ ناول پڑھ پڑھ کر تمہارا دماغ " خراب ہو گیا ہے۔۔۔ تمہیں لگتا ہے تم دادا سائیں کو بتاؤ گی اور مجھ سے بچ جاؤ گی۔۔۔

اب دعا سے بھی بڑا اہم درجہ تمہیں دے چکا ہوں تو یہ بھول اس دماغ سے نکال دو کہ میں تمہیں چھوڑ دوں گا۔۔۔ تمہیں مجھے ساری زندگی برداشت

کرنا ہے۔۔۔آئی سمجھ۔۔۔اب اگر میں نے تمہیں دادا سائیں کے کمرے جانب جاتا دیکھا تو تمہاری ٹانگیں توڑ دوں گا"۔۔۔۔

وہ جو کچھ کہہ رہی تھی کہ مقابل لمحے میں چار قدموں کا فاصلہ سمیٹ کر اس کے بے حد قریب پہنچ کر اس کی بات کاٹے غصے سے پھنکارا تھا۔۔۔۔

تو روباب نے گھورا تھا۔۔۔وہ تو دادا سائیں کے کمرے میں دادی سائیں کی دوائی لینے جا رہی تھی۔۔۔

اس نے تو اب خود کو سمجھا لیا تھا۔۔۔کہ شادی جب وہ خود کر رہا تھا تو انکار وہ بھی نہیں کر رہی تھی۔۔۔

البتہ اس کا مقابل کے سامنے ایک بھرم سا بن گیا تھا کہ اسے لگے وہ اب بھی راضی نہیں۔۔۔

روباب کا دل بلیوں اچھلنے لگا تھا۔۔۔

کیوں۔۔۔کیوں نا جاؤں وہ میرے بھی دادا ہیں"۔۔۔۔روباب نے سنجیدگی سے استفسار کیا۔۔۔

میں یعنی کہ تمہارا ہونے والا شوہر اجازت نہیں دیتا کہ ابھی تم دادا سائیں سے ملو۔۔۔اس لیے اگر خود کی سلامتی چاہتی ہو تو جن قدموں پر آئی ہو انہیں پر واپسی کی راہ لو"۔۔۔ سبطین اس کو گھور کر بولا تو روباب نے منہ بسورا۔۔۔

اور میں تو جیسے آپ کی مان لوں گی نا"۔۔۔۔وہ بھی دوبدو بولی۔۔۔اس کو چڑانے کی لیے سائیڈ سے گرنا چاہا ہو وہ اتنی ہی جلدی اس کی کوشش ناکام بنا گیا۔۔۔۔

ماننا پڑے گا۔۔۔۔عادت ڈال لو۔۔۔۔کہ اب تم میری جاگیر ہو"۔۔۔وہ اس کی آنکھوں میں سبز آنکھیں گاڑھے گھمبیر آواز میں بولتا روباب کا فشار خون بڑھا گیا تھا۔۔۔

میں دادی سائیں کی دوائی لینے جا رہی تھی۔۔۔ناکہ نکاح سے انکار کرنے "
۔۔۔کیونکہ اب یہ نکاح ہونا نا ہونا میرے لیے کوئی معنی نہیں رکھتا نا میں
اسے تسلیم کروں گی"۔۔۔ایک بار پھر سے روباب نے اس پر وار کیا تھا کہ
سبطین شاہ بلبلا اٹھا تھا۔۔۔۔

تم بس نکاح کرو۔۔۔ معنی میں سمجھا دوں گا۔۔۔اور تسلیم بھی کروا دوں "
گا"۔۔۔

وہ اس کے ٹیکے پر لگے پیشانی سے ٹچ ہوتے اس گلابی موتی کو چھوتے بولا تو
روباب نے لب بھینچ کر اسے دیکھا۔۔۔اس کے کلون کی خوشبو اس کے
حواسوں پر چھا رہی تھی۔۔۔۔

روباب آپی دادو کی میڈیسن "۔۔۔۔؟اسی طرف آتی عشال جلدی سے "
بولی۔۔۔

تو روباب پھرتی سے دور ہٹی اور اس کی طرف دیکھا جو انہیں کے پاس ہی آ
رہی تھی۔۔۔

آہاں وہ میں لے آتی ہوں"۔۔۔روباب جلدی سے آگے جانے لگی تھی"
کہ سبطین نے اس کی کلائی مضبوط ہاتھ میں جکڑ کر اپنے قریب کیا ایسے کہ وہ
اس کے سینے سے آن لگی۔۔۔جبکہ عشال کو لگا کہ روباب لڑکھڑا کر گرنے
لگی تھی۔۔۔

دھیان سے آپی"۔۔وہ مسکرا کر بولی۔۔"

بیٹا آپ جائیں دادو کی میڈیسن لے آئیں آپ کی آپی کچھ زیادہ تیار ہو گئی ہیں"
اس لیے خود کو سنبھال نہیں پا رہی"۔۔۔سبطین نے عشال کو کہہ کر
روباب پر ہلکا سا طنز کیا تو عشال ایک مسکراتی نظر دونوں پر ڈال کر آگے بڑھ
گئی۔۔۔

چھوڑیں مجھے"۔۔۔روباب نے اس کے ہاتھ سے اپنی کلائی آزاد کروانی"
چاہی۔۔۔

تمہیں میں نے منع کیا تھا نا اتنا تیار ہونے کے لیے"۔۔۔وہ اس کی کلائی پر"
گرفت سخت کیے اب بازپرس پر اتر آیا۔۔۔
وہ میں نہیں ہوئی"۔۔۔اپنی سادہ سی تیاری کو دیکھ کر روباب نے"
معصومیت سے کہا۔۔۔۔
تو سبطین نے گھورا۔۔۔
طوبی نے زبردستی تیار کروایا"۔۔۔اس کی گھوریوں پر وہ نظریں جھکا کر بولی"
۔۔۔ہاتھ مسلسل آزاد کروانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔۔
تو سبطین نے جھٹکا دے کر اسے مزید قریب کیا تھا کہ روباب کا سر اس کے
شانے سے بری طرح ٹکرایا۔۔۔اور اس کے منہ سے ہلکی سی سسکی نکلی۔۔۔
کہ اس نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔دونوں کے چہرے انتہائی نزدیک تھے
۔۔۔وہ سنجیدگی سے ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھ رہے تھے۔۔۔۔

تمہارا یہ روپ مجھے کمرے کی حد تک سکون بخش رہا ہے۔۔۔باہر میرے" طیش کو دعوت دے گا۔۔۔اس لیے جاؤ اور چینج کرو"۔۔۔وہ سرد آواز میں تحکمانہ گویا ہوا۔۔۔

میرے بھائی اور بہن کی شادی ہے۔۔۔میں چینج نہیں کروں گی"۔۔۔" روباب جھٹکے سے دور ہٹتی بولی۔۔۔۔

پھر ان کی شادی میں ہماری شادی بھی متوقع ہو گی۔۔۔تب میں اپنے" ہاتھوں سے یہ کام سرانجام دینے میں وقت نہیں لگاؤں گا"۔۔۔وہ جس انداز سے بولا تھا کہ روباب کا چہرہ سرخ ہوتا بھاپ چھوڑنے لگا تھا۔۔۔جبکہ ہاتھوں پاؤں میں اس کے بے باکی کے مظاہرے پر پسینہ پھوٹ آیا تھا۔۔۔ آپ ایسا نہیں کر سکتے"۔۔۔وہ اس سے دور ہوتی پیچھے قدم لیتی لرزتی" آواز میں بولی۔۔۔تو اس کو بھیگی بلی بنا دیکھ سبطین نے مسکراہٹ دبائی۔۔۔۔

میں ایسا۔۔۔ویسا۔۔۔۔سب کر سکتا ہوں"۔۔۔سبطین مسکراہٹ" دبائے ایسے ویسے پر زور دیتا بولا تھا کہ روباب نے بڑی بڑی آنکھوں سے گھورا۔۔۔۔

آپکی سوچ"۔۔۔وہ جلدی سے کہہ کر پیچھے کی جانب بھاگ گی۔۔۔۔" پریکٹیکل آپ پے ہو گا"۔۔۔۔مقابل نے بھی قدرے اونچی آواز میں کہا" جسے وہ سنی انسنی کرتی منظر سے غائب ہو گئ۔۔۔

آج دوسرا دن ہو گیا تھا وہ گھر نہیں لوٹا تھا۔۔۔وہ ہر محاذ پر دشمنوں کا مقابلہ کرنے والا اپنی محبت سے ہار گیا تھا۔۔۔وہ اپنے عشق کو کسی کی دسترس میں دیکھنے کی ہمت نہیں رکھتا تھا۔۔۔ہاں وہ شخص۔۔۔ارباز عالم شاہ۔۔۔جس کی ایک دنیا دیوانی تھی وہ ایک لڑکی کے عشق میں۔مبتلا خود کو ہار بیٹھا تھا۔۔۔ جس کی جرات بہادری کے قصے سننے والے پر لرزاطاری کر دیتے تھے۔۔۔ وہ آج عشق کے ہاتھوں بے بس نظر آرہا تھا۔۔۔اس کی ہمت دم توڑ رہی تھی

۔۔۔وہ جسے اس نے اپنی ہر سانس میں مانگا تھا اس کا دور جانا ازیت ناک تھا

۔۔۔جیسے جیسے حور کی شادی کا وقت قریب آ رہا تھا ارباز عالم شاہ پر گویا

قیامت کی گھڑیاں قریب آ رہی تھیں۔۔۔اس کا درد حد سے تجاوز ہو رہا تھا

۔۔۔

اور اس وقت وہ ازیت میں چور سب سے الگ اپنے اپارٹمنٹ میں اس کی

یادوں کے ساتھ ایک تسلسل جوڑے ہوئے تھا۔۔۔

اپارٹمنٹ کے بیسمنٹ میں بنے اس کمرے میں ارباز عالم شاہ بلیک ٹراؤزر

میں ملبوس، شرٹ لیس پچھلے آدھے گھنٹے سے مسلسل پنچنگ بیگ پر زور

آزمائی کر رہا تھا۔۔۔اس کے زخم سے مسلسل خون رس رہا تھا مگر جو کانچ اس

کے دل میں پیوست تھا اس کے سامنے یہ زخم انتہائی معمولی تھا۔۔۔

وہ اپنے اندر چھڑی اس جنگ کو کم کرنا چاہ رہا تھا جو کہ اس کی جنونیت میں

اضافہ کرتی سب کچھ برباد کرنے پر تلی تھی۔۔۔وہ چند منٹوں میں حور کو اپنا

بنا سکتا تھا۔۔۔ مگر وہ زبردستی پر قائل نہیں تھا۔۔۔پر جو اس کے اندر آگ لگی تھی وہ اسے سب کچھ بلائے طاق رکھ کر حور کو حاصل کر لینے پر مجبور کر رہی تھی۔۔۔اور اگر ایسا ہو جاتا تو وہ حور کے دل سے اپنا مقام کھو دیتا۔۔۔اور ارباز عالم شاہ کبھی بھی حور کو ازیت نہیں دے سکتا تھا۔۔۔وہ سب کچھ خود پر جھیلتا اپنے دل کے واویلے کو دبائے اس جنگ سے لڑ رہا تھا۔۔۔جو اسے سب کچھ تہس نہس کرنے پر اکسا رہی تھی۔۔۔

چھ فٹ سے نکلتے قد کا حامل وہ مضبوط سخت جسامت کا مالک جس میں اس کے سیکس پیک واضح تھے پھولے ہوئے مسلز،اس کے پنچنگ بیگ پر ہٹ کرتے مزید ابھر رہے تھے۔۔۔بازوؤں اور گردن کی رگیں تنی ہوئی تھیں۔۔۔ پسینے سے شرابور وہ سفید رنگت میں سرخیاں لیے گہری سیاہ آنکھوں میں لہو رنگ لیے وہ جنون کا ایک موجزن آباد کیے ہوئے تھا۔۔۔وہ۔اس وقت اتنا ہینڈسم لگ رہا تھا کہ کوئی بھی لڑکی پہلی نظر میں ہی اس کے عشق میں خود کو

مبتلا ہونے سے نا روک پاتی۔۔۔بلاشبہ وہ حسین ترین مرد تھا۔۔۔جو قسمت والی کے ہی نصیب میں ہونا تھا۔۔۔

اس کی آنکھیں بلا کی پرکشش تھیں۔۔۔اور اس کے چہرے کے نقوش اتنے حسین تھے کہ اسے ٹکٹکی باندھے دیکھنے سے بھی من کی پیاس نا بجھتی تھی ۔۔۔خدا نے بڑی فرصت سے اسے بنایا تھا۔۔۔وہ ایک ساحرانہ شخصیت کا مالک تھا۔۔۔جس کا سحر سر چڑھ کر بولتا تھا۔۔۔اور وہ خوبصورت مرد جس پر دنیا مرتی تھی وہ اپنی دنیا کسی اور میں بسائے۔ہوئے تھا۔۔۔۔

اس کے ہاتھ پنچنگ بیگ پر بنا رکے پڑ رہے تھے۔۔۔جبکہ سوچوں میں حور عین تھی۔۔۔

آپ میرے دل میں پیوست ہو گئی ہیں۔۔۔آپ کو نکالوں گا تو جان سے" جاؤں گا"۔۔۔۔چپکے سے اس کے دل نے اس سے سرگوشی کی تھی۔۔۔

اس کی بچپن کی یادیں اس کے ذہن میں نقش ہو کر رہ گئیں تھیں۔۔۔۔

وہ پانچ سال کی تھی جب شاہ کے بہت قریب تھی۔۔۔ہر چھوٹی بڑی بات وہ اپنے شاہ کو بتایا کرتی تھی۔۔۔

جب جب آصفہ شاہ ڈانتی وہ فوراً سے شاہ کو شکایت لگاتی تھی۔۔۔۔

لالے مماڈانتی"۔۔۔وہ نروٹھے پن سے شاہ کو کہتی تو شاہ اپنی حور کی فیور" میں آصفہ شاہ سے بازپرس کرتا تو وہ اس سنجیدہ شہزادے کے سامنے حور سے معافی مانگتی تو حور کھلکھلا اٹھتی۔۔۔اور اس کی یہ ہنسی اس کے کی روح کو معطر کر دیتی تھی۔۔۔اور شاہ اس ننھی پری کو دیکھتا رہتا۔۔۔اور پھر وہ کھل کر کہتی۔۔۔آ"پ اچھے ہیں لالے"۔۔۔

اور شاہ اس چھوٹی حور پر قربان سا ہو جایا کرتا تھا۔۔۔

وہ حور پر صرف اپنا حق سمجھتا تھا۔۔۔وہ اسے اپنے پاس اپنے انتہائی قریب دیکھنا چاہتا تھا دھیرے دھیرے اس کی محبت پروان چڑھتی عشق کے معراجوں کو چھونے لگی تھی۔۔۔۔

شاہ دھیرے دھیرے اس کی یادوں میں کھو کر برسوں پہلے اس کے ننھے ہاتھوں کا لمس محسوس کر رہا تھا۔۔۔

حور شروع سے ہی اس کی آنکھوں کی دیوانی تھی شاہ جب بھی باہر سے آتا وہ بڑے دھڑلے سے اس کے سامنے آجایا کرتی تھی۔۔۔اور بڑی بڑی آنکھیں پھیلا کر اسے دیکھتی۔۔۔اور پھر ہاتھ بڑھا کر اس کی سیاہ روشن آنکھوں کو چھوتی۔۔۔۔تو شاہ پر سکون سا آنکھیں موند کو اس کے لمس کو محسوس کرتا۔۔۔

آپ کی آنکھیں لال لال ہوتی ہیں مجھے اچھی لگتی ہیں"۔۔۔۔وہ ہر بار" معصومیت سے کہتی شاہ کو مسکرانے پر مجبور کر دیا کرتی تھی۔۔۔

اس کی بات یاد کر کے شاہ کے لب بے ساختہ مسکراہٹ میں ڈھلے تھے

۔۔۔۔

ایک بار اس کی شاہ کے حوالے سے باقی کزن سے شرط لگی تھی۔۔۔وہ سکول سے آئی تھی کہ اس کے سب کزن کہہ رہے تھے شاہ لالے بہت غصے والے ہیں۔۔۔وہ اپنی جگہ صحیح تھے کہ شاہ بہت کم ان سے بسر کرتا تھا۔۔۔اور دوسرا اس کی شخصیت کا اثر تھا کہ وہ وہ خود ہچکچاتے تھے۔۔۔۔

مگر حور نے کہا کہ نہیں وہ بہت اچھے ہیں میں ثابت کروں گی۔۔۔

توسب نے کہا کہ کال۔کرو لالے کو اور بولو کہ۔مجھے آئسکریم کھانی ہے۔۔۔ اچھی پتا چل جائے گا تمہیں۔۔۔وہ سب بولے تو حور نے منی بسور کر فوراً سے کال ملائی۔۔۔

شاہ جو اس وقت یونی سے نکل کر اپنی گاڑی کی جانب بڑھ رہا تھا۔۔۔جب حور کی کال آئی تو وہ گاڑی سے چند قدم دور وہیں رک گیا اور پہلی گھنٹی پر ہی اس کی کال۔پک کی۔۔۔

لالے سب کہہ رہے آپ بہت غصے والے ہیں"۔۔۔"

حور نے فوراً سے سب کی شکایت لگائی تھی تو ان سب نے ایک ساتھ اسے گھورا تھا جبکہ فون کی دوسری جانب موجود باز عالم شاہ کے لبوں پر زندگی سے بھرپور مسکراہٹ رقصاں ہوئی تھی۔۔۔۔

آپ کو کیسا لگتا"۔۔۔وہ دلفریب انداز میں بولا تھا۔۔۔اس کی معنی خیز" بات حور کے سر پر سے گزری تھی۔۔۔

مجھے بہت اچھے لگتے"۔۔۔وہ چہک کر بولی۔۔۔۔کیونکہ شاہ اسے واقعی" اچھا لگتا تھا۔۔۔۔

جیسا آپ کو لگتا ویسا ہی ہوں"۔۔۔تو شاہ نے نرم لہجے میں کہا۔۔۔جبکہ" فون سپیکر پر ہونے کے باعث باقی سب پلٹون صدمے میں گھری بیٹھی تھی ۔۔۔۔

یاہووو۔۔۔لالے آپ آئسکریم لے آنا۔۔۔میں ان سب کو جلاؤں گی""" ۔۔۔حوران کی شکلیں دیکھ کر آنکھیں پٹ پٹا کر بولی۔۔۔

اوکے بچہ "۔۔۔شاہ نے فوراً سے کہا تو حور کے گرد جمع باقی سب صدمے "
کی اتھا گہرائیوں میں ڈوب کر ابھرے تھے۔۔۔۔

جبکہ حور نے خوش ہو کر کال بند کی تھی تو دوسری جانب عین اسی وقت شاہ
کی گاڑی میں دھماکا ہوا تھا۔۔اگر حور کی کال نا آتی تو وہ اس وقت زندہ نا ہوتا
۔۔۔
جانے انجانے میں وہ چھوٹی پری اس کی زندگی اپنے نام کر گئی تھی۔۔۔

اور تب سے شاہ خود کو حور کے لیے مختص کر چکا تھا۔۔وہ اپنی سانسوں اور
وجود پر حور کا حق سمجھنے لگا تھا۔۔۔

۔۔۔۔

۔۔۔جب سے وہ پیدا ہوئی تھی تب سے شاہ اس کے لیے کچھ الگ محسوس کرنے لگا تھا۔۔۔تب تو وہ خود اپنی کیفیت سے انجان تھا۔۔۔پر حور کے ساتھ وقت گزرا کر اسے بہت اچھا لگتا تھا۔۔۔گھر میں باقی بھی بچے تھے اور وہ سب کو چھوڑ کر آصفہ شاہ کے پاس آتا تھا اور گھنٹوں حور کو اٹھا کر اس سے ناز و نیاز کے باتیں کرتا تھا۔۔۔جیسے جیسے وہ بڑی ہو رہی تھی شاہ کی محبت اس کے لیے وسیع ہوتی جا رہی تھی۔۔۔۔مگر جیسے ہی حور نے ہوش سنبھالا تھا ۔۔۔تب سے شاہ نے اس سے فاصلہ بڑھا لیا تھا۔۔۔اور وہ حور کے لیے بھی ویسے ہی ثابت ہو رہا تھا جیسا باقی سب کے ساتھ رہتا تھا۔۔۔کہ وہ حور سے اس محبت کرتا تھا مگر اس کی عزت پر حرف بھی نہیں آنے دے سکتا تھا۔۔۔ نے اپنا رویہ مختصر سا اپنا لیا تھا۔۔۔۔

مگر وہ پری پیکر لڑکی رفتہ رفتہ اس کی زندگی بن گئی تھی۔۔۔وہ اس سے بے پناہ محبت کرنے لگا تھا۔۔۔۔

کیوں نہیں سمجھ پائی آپ میرے پیار کو۔۔۔اس عشق کی تپش کیوں نہیں"
محسوس کر پائیں آپ۔۔۔میرا دل جل رہا ہے یہ عشق مجھے فنا کر گیا اور آپ
کو خبر تک نا ہوئی"۔۔۔

کیسے کر بیٹھی آپ کسی اور سے محبت۔۔۔میری بے قراری کیوں نہیں دیکھ"
سکیں۔۔۔کیسے آپ کسی اور کو وہ مقام دے رہی ہیں جس پر صرف میرا حق
تھا۔۔۔کیوں نہیں دیکھ پائی آپ میری انکھوں میں اپنے لیے جنون۔۔۔
کیوں نہیں محسوس کر پائیں یہ تڑپ۔۔۔کیسے بے خبر رہ گئی آپ۔۔۔بہت
ظالم ہیں آپ۔۔۔بہت ظالم"۔۔۔۔

اس کے غصے اور بے بسی میں ڈوبی آواز اُبھری تھی۔۔۔

وہ لمحہ بھر کے لیے رکا تھا۔۔۔اسے اپنے زخم کی پرواہ تک نا تھی۔۔۔اور
پھر آنکھوں میں نمی لیے دیوانہ وار پنچنگ بیگ پر پنچ مارنے لگا تھا۔۔۔کہ گویا وہ

بیگ کو توڑ ڈالے گا یا خود کو۔۔۔جو اس کے غصے اضطراریت، پریشانی اور دکھ تکلیف کم کرنے میں بے فائدہ ہو رہا تھا۔۔۔

عشق نا عشق ہو کسی سے
عشق نا عشق ہو کسی

عشق شعلوں کی ڈگر
عشق کانٹوں کا سفر
عشق کر دے بے صبر
عشق کر دے بے خبر
عشق گمنام کر دے
عشق بدنام کر دے
نا چھپائے نا چھپے

عشق وہ کام کر دے

عشق وہ کام کر دے

جس میں شرارے ہیں

عشق وہ چھایا ہے

عشق دیوانوں کو کس موڑ پے لایا ہے

عشق دریا کا بھنور

عشق صدموں کا شہر

عشق میں درد بڑا

عشق وہ زخم سہے

پھر بھی خاموش رہے

پھر بھی خاموش رہے

عشق آسان نہیں

عشق سے عشق ہی کہے۔۔

عشق سے عشق ہی کہے

عشق نا عشق ہو کسی سے

عشق نا عشق ہو کسی سے

اس کی سانسیں پھولیں ہوئیں تھی۔۔۔ جبکہ وجود پورا پسینے سے شرابور تھا ۔۔۔اسے محسوس ہو رہا تھا اس ازیت میں اس کا دل پھٹ جائے گا۔۔۔اس کی آنکھیں خطرناک حد تک لال ہو گئ تھیں۔۔۔

آخر کیوں نہیں آپ میرے نصیب میں۔۔۔آپ کے سوا میں نے مانگا ہی " کیا تھا"۔۔۔

اس کی مدھم سرگوشی نمامایوس آواز گونجی تھی اوراس نے ایک آخری پنچ مار کراس بیگ کو دور دھکیلا تھااور پھر بالوں میں ہاتھ پھیر کر ٹیبل پر پڑا ٹاول اُٹھایا تھا۔۔۔اپنے چہرے گردن اور سینے سے پسینہ صاف کرتاوہ سیگریٹ کی طلب محسوس کرتاوہاں سے نکل کراپنے کمرے میں آیا تھا۔۔۔اس دوران اس کے بازوؤں سے رستاخون اب بند ہو گیا تھا۔۔۔

وہ بیڈ سائیڈ ٹیبل سے سیگریٹ کی ڈبی نکال کرلائیٹر لیے کمرے سے ملحقہ بالکنی میں آیا تھا۔۔۔ ٹھنڈی ہوااس کے وجود سے ٹکرائی اسے بہتر محسوس کروانے کی تگودو میں تھی۔۔۔مگر وہ چٹانی شخص ان سب راحتوں سے بالاتر تھا۔۔۔جب دل کا موسم خراب ہو تو باہر کے موسموں سے فرق نہیں پڑتا

۔۔۔

سیاہ آسمان پر پورا چاند چمکتا مدھم روشنی بکھیرتا بے پناہ حسین لگ رہا تھا۔۔۔

شاہ نے سگریٹ لبوں میں دبا کر لائیٹر سے سلگائی اور لائیٹر پاکٹ میں رکھے

چودھویں کے چاند کو دیکھنے لگا۔۔۔اس چاند کو دیکھ کر اسے اپنے چاند کی یاد شدت سے آئی تھی۔۔۔

اشکوں میں ہے یادیں تیری
بھیگی بھیگی راتیں میری
گم ہیں کہیں راہیں میری
میں تیرے عشق میں گمرہ ہوا
میں تیرے عشق میں گمرہ ہوا

اس نے جیسے ہی سگریٹ کا پہلا کش لے کر دھواں ہوا میں معلق کیا تھا کہ اس دھوئیں کے بادلوں میں اسے چھوٹی سے حور دوڑتی ہوئی دیکھائی دی تھی ۔۔۔تو شاہ کی آنکھوں میں بلا کی چمک ابھری تھی۔۔۔۔

میں وہ چاند جس کا

تیرے بن نا کوئی آسماں

کہیں وہ بیٹھی کھلکھلا رہی تھی کہیں بھاگ رہی تھیں کہیں رو رہی تھی ۔۔۔اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ ننھی پری ایک جوان پری میں بدل گئی تھی۔۔۔ شاہ بغور اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

میری دعاؤں میں ہے منت تیری

تجھ کو پڑھا یا تو ہے آیت میری

جیسے ہی اس نے اس کو چھونا چاہا وہ عکس فوراً سے غائب ہوئے تھے۔۔۔ تو اس نے اضطرابی کیفیت میں بالوں میں ہاتھ پھیرا تھا۔۔۔

جنت تو ہی ہے تو ہو نا نا دور

عظمت ہے تجھ سے تو ہی ہے میرا نور

اس نے سگریٹ کا دوسرا کش لیتے دھواں ہوا میں معلق کیا تھا کہ ایک بار پھر سے چھم سے اس کا چہرہ لہرا گیا تھا۔۔۔

دل کی سلاخیں قید رکھیں ہیں
جیسے پرندہ کوئی ہاں کوئی

شاہ بے تاب نظروں کی پیاس بجھاتا اسے جی بھر کر دیکھنے لگا تھا۔۔۔اس کی آنکھوں کی نمی بڑھتی جا رہی تھی۔۔۔یہ لڑکی تو اس کی روح تھی اور جب روح کے دور ہونے کا وقت قریب تھا تو وجود آہستہ آہستہ بے جان ہو رہا تھا

۔۔۔

مگر پھر سے اس کا عکس غائب ہوا تھا تو شاہ نے پھر سے دھواں ہوا میں معلق کیا مگر اس بار حور کا چہرہ نہیں آیا تھا تو شاہ نے لب بھینچ کر سیاہ آسمان کو دیکھا

اشکوں میں ہے یادیں تیری
بھیگی بھیگی راتیں میری
گم ہیں کہیں راہیں میری
میں تیرے عشق میں گمرہ ہوا
میں تیرے عشق میں گمرہ ہوا

کہ پھر سے حور اٹھکیلیاں کرتی ہنستی مسکراتی نظر آنے لگی۔۔۔تو شاہ اب ریلنگ پر ایک بازوؤں ٹکائے ہلکا سا جھکا دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں پکڑا سیگریٹ لبوں سے لگائے بڑی محویت سے اس کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

میں وہ چاند جس کا

تیرے بن نا کوئی آسماں

اس کی سیاہ دلکش آنکھوں کی چمک دیدنی تھی۔۔۔یہ وجود تو اس کی انکھوں کی ٹھنڈک تھا۔۔۔اور اس کی مسکراہٹ تو اس کے دل کی دھڑکن تھی۔۔۔ عشق جو بن پر تھا۔۔۔وہاں اس مقام پر۔۔۔جہاں اسکا عشق کامل ہونا تھا ۔۔۔اگر وہ لڑکی اس عاشق کی اپنے لیے دیوانگی سے واقف ہو جاتی تو خود پر ناز کرتی۔۔۔قسمت سے ملتے ہیں چاہنے والے اور پھر اس کے لیے فنا ہونے والے۔۔۔اور شاہ فنا ہوا تھا اس کے عشق میں۔۔۔

وہ جو سگریٹ کے گہرے کشش لیتا اسے دیکھ رہا تھا کہ اب پھر سے حور شرارت پر آمادہ ہوئی تھی اور پھر سے اس کا جھلملاتا عکس کہیں غائب ہوا تھا

۔۔۔۔

توشاہ نے لب پیوست کیے چہرہ نیچے جھکا کر نفی میں سر ہلایا تھا۔۔۔اس کا بار بار آکر غائب ہونا اس کے وجود میں لاوا سا بھر گیا تھا۔۔۔۔

ویرانیوں کا دل میں لاوا جلے
انگاروں کے سائے میں ہر پل کھڑے
فرقت کا لمحہ پھر سے آئے نا اب
اس سے رہائی دے دے اے میرے رب

شاہ نے اس بچی سگریٹ کے ٹکڑے کو فرش پر پھینک کر شوز سے مسلا تھا اور نیا سیگریٹ سلگایا۔۔۔اس کا چہرہ طیش سے سرخ پڑ گیا تھا۔۔۔۔اس کا دل کر رہا تھا وہ حور کو اپنے آپ میں قید کر کے اسے خود میں جذب کر لے یا اسے یہاں سے لے کر کہیں دور جا بسے جہاں وہ ہو اور اس کی حور۔۔۔۔ مگر وہ مجبور تھا تو فقط اپنی ہی حور سے۔۔۔اس کے آنسوؤں سے۔۔۔اس کی نفرت

سے۔۔۔اس کی بدگمانی سے۔۔۔۔وہ اپنی حور کو دکھ نہیں دے سکتا تھا۔۔۔

وہ اس ناقابل برداشت ازیت سے خود کو ختم کرتا جارہا تھا۔۔۔

دل کے تار بندھے ہیں ایسے

جیسے بندھی بیڑیاں

اشکوں میں ہیں یادیں تیری

بھیگی بھیگی راتیں میری

میں وہ چاند جس کا تیر بن نا کوئی آسماں۔۔

آپ میرے دل میں ہمیشہ اہم مقام پر فائض رہیں گی۔۔۔آپ کے لیے "

میری چاہت ہمیشہ بڑھے گی "۔۔۔شاہ اس چمکتے چاند کو دیکھ اپنے چاند سے مخاطب تھا۔۔۔کہ جبھی اس کے کمرے میں پڑے اس کے آفس فون پر مخصوص گھنٹی بجی تھی۔۔۔وہ جانتا تھا کہ کال کرنے والی شخصیت کون تھی

۔۔۔کہ اس نے اپنا پرسنل فون تو آف کیا ہوا تھا۔۔۔شاہ بوجھل سانس ہوا کے سپرد کرتے کمرے میں آیا جہاں کال کا دورانیہ ختم ہونے پر اب دوبارہ سے کال آرہی تھی۔۔۔

وہ لب بھینچے سرخ نگاہوں سے اثنان کے نمبر کو دیکھ رہا تھا۔۔اس کے وجود میں ایک ان دیکھی آگ سی جل کر اس کو خاکستری کرنے پر تلی تھی۔۔۔وہ خود کو ایک سائیڈ پر بیٹھا جلتا دیکھنا چاہتا تھا۔۔۔

شاہ اسپیکنگ "۔۔۔اس نے کال اٹینڈ کرتے فون کان سے لگائے گھمبیر" آواز میں کہا۔۔اس کی آواز میں ایک ایسا رعب تھا کہ دوسری جانب موجود اثنان نے بغیر کچھ کہے فوراً سے فون دادا سائیں کو دیا۔۔۔

ارباز عالم شاہ "۔۔۔۔۔۔دادا سائیں کی سنجیدہ آواز اُبھری۔۔۔"

اسلام علیکم دادا سائیں "۔۔۔شاہ نے سگریٹ کا بچا حصہ ہاتھ میں ہی" مروڑ ڈالا گویا اثنان کو مروڑا ہو۔۔۔وہ اس وقت فیملی کے کسی فرد سے بات کرنے کا متمنی نا تھا پر اثنان ڈھیٹ کیا ڈھیٹوں کا سردار تھا۔۔وہ جانتا تھا شاہ

ان سے سب دور رہ کر خود کو ازیت سے دوچار کرے گا۔۔۔اگر اس نے خود کو ہجر کے جھرنوں میں بہنے کے لیے چھوڑ دیا تھا تو پھر دور کیوں۔۔۔

وعلیکم السلام۔۔۔آپ کی آمد نا گزیر ہے ار باز شاہ"۔۔۔۔۔دادا سائیں" جو کل سے اس کے انتظار میں تھے کہ اب تھوڑا سخت انداز میں تحکمانہ گویا ہوئے۔۔۔

معزرت پر میں اس شادی میں شریک نہیں ہو سکتا"۔۔۔وہ سنجیدگی سے" بولا۔۔۔

آپ آئیں گے تو آگے کی رسمیں ہوں گی اور صرف آدھا گھنٹہ ہے آپ کے" پاس۔۔۔اس کے بعد ہمارے کسی فیصلے کو آپ رد نہیں کریں گے۔۔۔ورنہ ہمارے پاس موقع محل سب موجود ہے ہم حور کو آپ کے پرسنل اپارٹمنٹ میں آپ کی بیوی بنا کر لائیں گے"۔۔۔اس کے انکار پر دادا سائیں نے واضح

لفظوں میں اپنے لائحہ عمل سے آگاہ کیا تو شاہ کی کی گردن میں رگیں تن گئیں۔۔۔۔

آپ اس کے ساتھ زبردستی نہیں کر سکتے دادا سائیں"۔۔۔۔شاہ کا چہرہ" بے بسی کے عالم میں سرخ ہو گیا تھا۔۔۔دلکش آنکھوں میں عیاں ہوتے سرخ ڈورے اس کی ازیت کی آخری حد کو رونما کر رہے تھے۔۔۔۔وہ حتیٰ الامکان لہجہ کمپوز کرتے بولا۔۔۔۔

آپ دونوں کی من مرضیاں بھی مان لیں ہیں"۔۔۔"

دادا سائیں نے گویا احساس دلایا۔۔۔کہ حور کی مرضی پر وہ اس کی شادی تیمور سے کر رہے تھے اور شاہ کے کہنے پر وہ کچھ بھی کہنے سے خود کو روکے ہوئے تھے۔۔۔

سوچ لیں دادا سائیں۔۔۔میرا آنا ہوا تو میں اسے اٹھا کر لے جاؤں گا"۔۔۔"
اس نے گویا اپنے دادا کو تڑی لگائی۔۔۔کہ وہ گیا تو برداشت نہیں کر پائے گا۔۔۔

آپ کی موجودگی انتہائی ضروری ہے۔۔۔اور جہاں تک ہے بات لے" جانے کی تو ہم نے آپ کے ہاتھ نہیں باندھ رکھے۔۔۔ہم آپ کے ساتھ ہیں"۔۔۔وہ بھی ابراہیم شاہ تھا۔۔۔کہ اس نے بھی اپنے پوتے کو نکیل ڈال ہی دی تھی۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔۔۔پر کل آپ مجھے نہیں روکیں گے"۔۔۔شاہ نے ہنوز" انداز میں کہا۔۔۔

ہمیں منظور ہے۔۔۔ہم بھی آپ کو یہاں اس حالت میں نہیں دیکھ سکتے" "۔۔۔۔ابراہیم شاہ نے اس کی بات کی تعید کی تھی۔۔۔۔

اثنان کو کہیں اگر زندہ رہنا چاہتا ہے تو میرے سامنے نا آئے"۔۔۔شاہ کی" غصے میں ڈوبی گھراہٹ ابھری جو کہ فون سپیکر پر ہونے کے باعث اثنان نے باخوبی سنی۔۔۔

میرا کوئی قصور نہیں بڈی میں تو"۔۔۔"

وہ اپنے دفاع میں بول رہا تھا کہ آگے سے ٹوں ٹوں کی آواز اس کا منہ چڑا رہی تھی شاہ کال کٹ کر گیا تھا۔۔۔تو اثنان نے کھسیانی سا ہوتے ابراہیم شاہ کو دیکھا جو مسکراہٹ دبائے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔

بہت بد تمیز ہے آپ کا پوتا"۔۔۔اثنان نے گویا پتے کی بات بتائی۔۔۔"

آپ بھی میرے ہی ہوتے ہو"۔۔۔ابراہیم شاہ نے اس کے کندھے پر" تھپکی دے کر کہا تو دادا سائیں کی بات پر اثنان سر جھٹک کر مسکرا دیا۔۔۔

وہ آرہا ہے اس کے سامنے نا جانا"۔۔۔دادا سائیں نے آگاہ کیا۔۔۔"

میرے علاوہ اسے کوئی سنبھال بھی نہیں سکتا"۔۔۔اثنان نے کہا تو" انہوں نے سر اثبات میں ہلایا اور دونوں اس کمرے سے باہر نکلے تھے۔۔۔

وہ سارا دن دعا کے ساتھ گزار کر اب مہندی پر جانے کے لیے تیار ہو رہا تھا کہ اس کا فون گرج اٹھا۔۔۔

جی ڈیئر"۔۔۔اس نے دعا کو سنانے کے لیے خاص ڈیئر پر زور دیا۔۔۔"

کہاں ہے تو"۔۔۔جبکہ دوسری جانب موجود سبطین کی غصے بھری آواز" آئی۔۔

بیوی کے پاس"۔۔۔سالک نے مسکرا کر کہا۔۔۔"

ایسا کر بیوی کو کسی تعویز میں بند کروا کر گلے میں ڈال لے"۔۔۔وہ بپھرا"

۔۔۔۔

کیا ہوا غصے کیوں کر رہے ہو۔۔پھر سے چائے نہیں ملی کیا"۔۔۔سالک نے" بال بناتے کہا۔۔۔

چائے والی نظر نہیں آرہی چائے ملنا تو دور کی بات ہے"۔۔۔ سبطین نے"

سر جھٹکا اس کے بعد سے اس نے روباب کو دیکھا نہیں تھا۔۔

پھر کیوں بھڑک رہا ہے"۔۔۔۔"

سالے ٹائم دیکھ۔۔۔ تم نے آنا ہے کہ نہیں"۔۔۔۔ سبطین گرجا۔۔۔"

یار بیوی سے رومینس تو کرنے دو"۔۔۔۔ سالک نے جلایا۔۔۔۔"

بیوی کے لیے رات پڑی ہے ابھی پہنچ فوراً۔۔ ورنہ کبھی اس طرف آنے کی"

جرات نا کرنا"۔۔۔۔ وہ تڑخ کر بولا۔۔۔۔

اچھا جگر ٹھنڈا رکھ۔۔۔۔ آتا ہوں"۔۔۔۔ سالک نے کہا تو وہ کال کٹ کر گیا"

اور وہ خود پرفیوم چھڑک کر بیڈ پر پڑی دعا کی جانب آیا۔۔۔۔

اوکے لو۔۔۔۔ میں رات دیر سے آؤں گا میرا انتظار نہیں کرنا"۔۔۔ سالک"

اس کے ماتھے پر بوسہ دے کر نکل گیا۔۔۔۔

تو پیچھے وہ دل ہی دل میں اس کی خیریت سے جانے کی دعا کرنے لگی۔۔۔

شاہ حویلی خاص وعام سے بھری ہوئی تھی۔۔۔فنکشن حویلی کے بڑے سے لان میں منعقد تھا۔۔۔کھلی راہدری کے دائیں بائیں مردوں عورتوں کا الگ انتظار کیا ہوا تھا۔۔ایک حصے میں عورتوں کے لیے الگ سے حال بنا رکھا تھا جس کو چاروں طرف سے خوبصورت پردوں سے کور گیا تھا۔۔۔ جس کے ارد گرد بے شمار گارڈز اپنے فرائض نبھا رہے تھے ایسے کہ گھر کے مردوں کے علاوہ کسی کو بھی اس حصے میں آنے کی اجازت نا تھی جبکہ دوسری طرف مردوں کے لیے شاہانہ انتظام تھا۔۔ابراہیم شاہ کے پوتے پوتی کی شادی تھی اور سارا انتظام شاہوں کی شایان شان تھا۔۔۔کہ آنے والا ہر مہمان اس خوبصورت طرز کے بنے اور انتظامات دیکھ کر دنگ رہ جاتا تھا

اس حصے کے گرد بھی گارڈز تعینات تھے۔۔۔اور ان میں فرائض سنبھالے ویٹرز باخوبی طریقے سے اپنے کام کر رہے تھے۔۔۔

تو دوسری جانب خواتین کے حصے میں فی میل ویٹرز تھیں جو کر آنے والے مہمان کی آؤ بھگت میں لگی تھی جبکہ نوکروں کی فوج نے الگ سے نظام سنبھالا ہوا تھا۔۔۔

آنے والے جہاں حیران ہو رہے تھے وہیں اتنے پروٹوکول پر خوشی بھی محسوس کر رہے تھے۔۔۔کہ شاہ فیملی نے ہر ایک کو برابر رکھا تھا۔۔۔ میل پورشن میں گھر کے مرد لیڈیز پر آنے والوں کا ویلکم کر رہے تھے تو فی میل پورشن میں گھر کی عورتیں تھیں۔۔۔

جبکہ میڈیا کے نمائندوں نے الگ سے ٹھاٹھ لگائی ہوئی تھی۔۔۔جس کی لائیو نشریات کئی ٹی وہی چینلز پر دکھائی جا رہی تھی۔۔۔ملک کے بڑے بڑے نامور شخصیات اس شادی کی مہندی میں شریک تھیں۔۔۔جن سے

نمائندوں کی باقاعدہ گفت وشنید جاری تھی اور وہیں ہنسی مزاح بھی پر زور چھایا ہوا تھا۔۔۔

سب کے چہرے کھلکھلا رہے تھے۔۔۔ مگر اس دوران ہر آنے والے کی لبوں پر پہلا نام ہی ارباز عالم شاہ کا تھا جو ابھی تک کسی کو بھی نہیں دیکھا تھا ۔۔۔وہیں نمائندے بھی وقفے وقفے سے ابراہیم شاہ اور داؤد شاہ سے عالم شاہ کے بارے پوچھ رہے تھے۔۔۔اور اس کی غیر موجودگی ٹی وی چینلز پر بھی بتائی جا رہی تھی۔۔۔ جس کی وجہ سے ابراہیم شاہ کے بیٹے پریشان لگ رہے تھے۔۔۔

ابا سائیں۔۔۔ارباز شاہ کا کچھ پتا چلا"۔۔۔"

بیٹا وہ کچھ دیر میں آرہا ہے بے فکر رہو"۔۔۔ابراہیم شاہ نے ان کو تسلی" دی تو وہ کچھ پر سکون سے ہوئے تھے۔۔۔

ارباز عالم شاہ کہاں ہیں"۔۔۔۔ تبھی عاصم حسین جس کے گرد گارڈ تھے"
کہ ابراہیم شاہ سے مخاطب ہوا۔۔۔۔عاصم اور ارباز کی اچھی دوستی تھی اور
اس ناتے فیملی سے بھی کافی اچھا میل جول تھا۔۔۔

ہم نے کال کی ہے ابھی آجاتا ہے کسی ضروری کام میں مصروف تھا"۔۔۔"
ابراہیم شاہ نے بتایا۔۔۔کہ جبھی ایک تیز رفتار مرسیڈی گیٹ سے داخل
ہوئی تو سب کی نظریں اس جانب اٹھیں۔۔۔کہ جبھی گاڑی میل پورشن کے
اینٹرس کے سامنے آن رکی تھی۔۔۔۔

گاڑی میں بیٹھے شخص کو دیکھ کر تمام کیمروں نے اس طرف فوکس کیا تھا۔۔۔
تو بلیک شلوار قمیض میں ملبوس آف وائٹ شال گردن کے گرد ڈالے کف
کہنیوں تک فولڈ کیے، گھنیرے بال بے ترتیب سے ماتھے پر بکھیرے
، چہرے پر سنجیدگی سجائے، زیر کر دینے والی ساحرانہ شخصیت کا حامل سید
ارباز عالم شاہ گاڑی سے اترا تھا۔۔۔اور دیکھتے ہی دیکھتے نمائندوں کا ایک

ہجوم سا اس کے گرد جمع ہوا تھا جن کو ارباز عالم شاہ کے گارڈ اس سے فاصلے پر رہنے کے لیے دور کر رہے تھے۔۔۔۔

ارباز عالم شاہ آپ کے اتنی دیر سے آنے کی کیا وجہ ہے"۔۔۔"

سر آپ بہت پیارے لگ رہے ہیں"۔۔۔"

سر ایسی کیا وجہ ہے کہ آپ اپنے گھر کے فنکشن میں لیٹ ائے"۔۔۔۔"

سر کیا آپ اس شادی سے خوش نہیں"۔۔۔۔۔"

مختلف سوالات پر اس نے ایک سرد نگاہ ان پر ڈالی۔۔۔۔

شادی میری نہیں ہے لحاظہ یہ سوال تو آپ کا بے تکا ہے کہ میری خوشی ہے" یا نہیں۔۔۔اور باقی سوال کا ایک ہی جواب۔۔۔میری جاب ایسی ہے کہ مجھے اپنی شادی چھوڑ کر بھی جانا پڑ سکتا ہے۔۔۔جبکہ یہاں تو صرف کچھ دیر ۔ہوئی ہے"۔۔۔اس کے جواب پر سب کے لبوں پر مسکراہٹ رینگ گئی تھی۔۔۔

سر پھر آپکی دلہن کیا کرے گی"۔۔۔یہ سوال ایک فی میل کی طرف سے"
آیا تھا۔۔۔

توشاہ کے لبوں پر ہلکی سے مسکراہٹ چھائی تھی اور یہ معمولی مسکراہٹ بھی
کئی دلوں کو دھڑکا گئی تھی۔۔۔کہ اس شخص کی ہر ایک ادا ہی جان لیوا
تھی۔۔۔

شاہ کو یقین تھا کہ ایسا سوال ایک فی میل رپوٹر ہی کر سکتی ہے۔۔۔۔

انتظار"۔۔۔۔وہ گھمبیر لہجے میں بولا تھا کہ ایک بار پھر سے محفل زعفران"
ہوئی تھی۔۔۔

سر آپ کب شادی کر رہے ہیں"۔۔۔"

سر وہ۔خوش قسمت کون ہے"۔۔۔۔"

سر تمام آپ کی شادی دیکھنے کے خواہش مند ہیں"۔۔"

سر آپ کس کو سلیکٹ کر کے باقی دلو کو توڑنے والے ہیں"۔۔۔ایسے"
مزاحیہ سوال جاری تھے۔۔۔۔

جب شادی ہو گی تب آپ لوگوں کا آگاہ کر دیا جائے گا"۔۔۔وہ پر تپش" لہجے میں بولتا گارڈز کی تقلید میں آگے بڑھا تھا۔۔۔

کیوں سر کیا آپ ہمیں نہیں بلائیں گے"۔۔۔رپوٹر کے دکھی سوال" ابھرے۔۔۔

نہیں انہیں نظر لگ جائے گی"۔۔۔وہ مسکرا کر معمولی شرارت سے بولتا" لب دبا گیا تو تمام ینگ جنریشن کی ہوٹنگ ہوئی تھی۔۔۔جبکہ کیمرے بڑے فوکس سے شاہ کی مسکراہٹ دیکھا رہے تھے۔۔۔وہ دیر سے آکر بھی بڑے خوبصورت طریقے سے اصل بات چھپا کر سب کو اپنی ذات میں گھما گیا تھا۔۔۔

سر باقی دلو کا کیا ہو گا"۔۔۔اسی خاتون کی آواز ابھری تھی۔۔۔"

وہ اپنے دل پر قابو رکھیں"۔۔۔شاہ گھمبیر آواز میں بول کر اندر داخل۔ہو" گیا تو پیچھے رپوٹر مسکرا کر ارباز عالم شاہ کے بارے بتاتے سب براہ راست دیکھا رہے تھے۔۔۔جبکہ ان سب میں ایک شخصیت ایسی تھی جو زہر آلود نظروں سے ارباز عالم شاہ کو دیکھ رہا تھا۔۔۔اس سے مقابل کا نام مرتبہ اور عزت برداشت سے باہر ہوئی تھی کہ جبھی شہاب شاہ آگ میں جلتا اس محفل سے نکلتا چلا گیا۔۔۔ابرہیم شاہ نے اس کو جاتے دیکھ اپنے بیٹے عالم شاہ کو دیکھا تھا جو باپ سے نظریں چرا گیا۔۔۔

آگیا میرا یار"۔۔۔جبھی اثنان اس کی طرف آتا بولا۔۔۔"

تمہیں میں نے کہا تھا میرے سامنے نا آنا"۔۔۔شاہ اسے دیکھے بغیر عاصم" حسین سے بغلگیر ہوتے بولا۔۔۔

یار معاف کر دے تیرے بغیر سب سنا سا لگ رہا تھا"۔۔۔اثنان نے فوراً" سے کہا۔۔۔

اپنی شکل گم کرو فلحال"۔۔۔۔شاہ نے اسے ڈپٹا اور عاصم حسین کی جانب"

متوجہ ہوا۔۔۔۔

اور آپ سنائیں گڑیا کیسی ہے"۔۔۔۔ "

بالکل ٹھیک ہے وہ بھی آنا چاہ رہی تھی پر تمہاری بھابھی کی طبیعت خراب"

تھی اس لیے نہیں آسکی"۔۔۔۔عاصم حسین مسکرا کر بولا تو ارباز نے سر ہلایا

۔۔۔

سر آپ ہی اسے بولو مجھ سے بات کرے"۔۔۔۔اثنان نے اسے خود سے"

لاپرواہ دیکھ کر عاصم حسین کا سہارا لیا۔۔۔۔

بات کرلو یار تمہاری بیوی کو سکون نہیں آئے گا"۔۔۔۔عصم نے شرارت"

سے کہا تو ارباز نے باری باری دونوں کو سرد گھوری سے نوازا۔۔۔۔

تو وہ مسکرا دیے۔۔۔۔اور شاہ انہیں جواب دیے بغیر اپنے دادا سائیں کی

جانب بڑھ گیا۔۔۔

بہت شکریہ بیٹا"۔۔۔ارباز کو دیکھ کر وہ مسکرا کر بولے۔۔۔"

جانے کے لیے آیا ہوں"۔۔۔ارباز نے بھی آگاہ کیا تھا۔۔۔"

ارباز"۔۔۔تو دادا سائیں نے خفا نظروں سے دیکھا۔۔۔"

دادا سائیں میرا آخری فیصلہ ہے"۔۔۔شاہ نے اٹل لہجے میں۔کہا تھا تو "

ابراہیم شاہ بے بس سے ہوئے تھے۔۔۔

جہاں بھی رہو خوش رہو"۔۔۔اس نے دعا دی تھی اور ارباز عالم شاہ کی"

آنکھیں سرخ ہوئیں تھیں۔۔۔وہ ضبط کے کڑے مراحل سے گزر رہا تھا

۔۔۔

کچھ دیر بعد اسے کسی اور کے نام کی مہندی لگائی جانی تھی۔۔۔اور اس کے دل

کی دنیا لمحہ بہ لمحہ ویران ہوتی جا رہی تھی۔۔۔۔

۔۔۔۔

وہ سب لڑکیاں تیار تھیں کچھ نیچے گئیں تھیں اور کچھ ابھی ادھر ہی رکی ہوئی تھیں۔۔۔جبکہ گھر کی بڑی عورتیں تو پہلے ہی حال میں موجود مہمانوں سے مل جل رہی رہی تھیں۔۔۔

نینا بالکل تیار اپنے کمرے میں ہیل پہننے آئی تھی وہ سب حور کے کمرے میں تیار ہوئی تھیں۔۔۔۔

نینا شاہ گلابی اور سبز رنگ کے لہنگے میں ہلکے پھلکے میک اپ میں دل دھڑکا دینے کی حد تک پیاری لگ رہی تھی۔۔۔اس کے لمبے بال پشت پر کھلے ہوئے تھے جن میں آدھے بالوں پر موتیے کے پھولوں کا نفیس سا کلپ لگا تھا۔۔۔ہلکی پھلکی جیولرزی میں وہ کوئی آسمان سے اتری پری لگ رہی تھی ۔۔۔اس کے سر پر پٹی ہنوز بندھی ہوئی تھی کہ۔اس کو چوٹ گہری لگی تھی جو کچھ دنوں میں ہی ٹھیک ہونی تھی۔۔۔

وہ پیروں میں سفید نفیس سی ہیل پہن کر دوپٹہ سائیڈ شولڈر پر سیٹ کر کے جانے کے لیے تیار تھی۔۔۔اس سے پہلے کہ وہ دروازے کی جانب بڑھتی

بڑی اچانک سے دروازہ کھلا تھا اور سفید شلوار قمیض میں ملبوس خوشبوئیں بکھیرتا وہ خوبرو جوان اندر آیا تھا۔۔۔کہ نینا نے بے ساختہ مڑ کر یارم شاہ کو دیکھا تھا جو کئی لڑکیوں کو دیوانہ بنانے کی حد تک پیارا لگ رہا تھا۔۔۔کف فولڈ لیے بال جیل سے سیٹ کیے آنکھوں میں چمک لیے وہ بلا کا پرکشش لگ رہا تھا ۔۔۔کہ نینا اسے دیکھتی ہی رہ گئی اور یہی حال یارم شاہ کا تھا۔۔۔وہ پلک جھکپائے اپنی نین کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

وہ دونوں۔یک۔ٹک۔ایک دوسرے میں کھوئے ہوئے تھے۔۔۔دونوں ہی ایک دوسرے کو حد درجہ پیارے لگ رہے تھے کہ دونوں نے ہی نظروں ہی نظروں میں ایک دوسرے کی نظر اتاری۔ تھی۔۔۔جو چاند اور سورج کی جوڑی لگ رہی تھی۔۔۔

ان کی محویت ملازمہ کے قدموں کی آواز نے توڑی تھی کہ دونوں نے بیک وقت ملازمہ کو دیکھا جواب ٹیبل پر ہلدی والے دودھ کا گلاس رکھ رہی تھی ۔۔۔اور نینا کو سمجھنے میں دیر نا لگی تھی کہ یہ کس کے کہنے پر لائی ہے۔۔۔اس نے گھور کر یارم کو دیکھا جواب اسے پر تپش نظروں سے نہار رہا تھا۔۔۔جو اس کے دل کی دنیا میں تہلکہ مچا گئی تھی۔۔۔

ایک منٹ رکو"۔۔۔اس نے ملازمہ کو روکا۔۔۔اور جیب سے نوٹوں کی" گڈی نکال کر نینا کے سر سے وارنے لگا۔۔۔

ہم نے نینوں میں اس کی صورت کو

!ایسے رکھا ہے۔۔۔۔۔۔۔جیسے بینائی ہو

یارم کے اس عمل پر نینا شاہ کا چہرہ گلاب کی طرح سرخ ہوتا کھل۔اٹھا تھا۔۔۔ تو یارم شاہ نے وہ پیسے وار کر ملازمہ کو تھما دیے۔۔۔

شکریہ سائیں"۔۔۔اتنے پیسے دیکھ کر ملازمہ خوشی سے باہر نکل گئی۔۔۔"

کیا میں اتنی پیاری لگ رہی ہوں"۔۔۔نینا کی آنکھیں چمک رہی تھیں اسے"

لگا تھا اب وہ اس کی تعریف کرے گا۔۔۔

میں نے کب کہا"۔۔۔۔یارم نے مسکراہٹ دبائے سنجیدگی سے استفسار"

کیا۔۔۔۔

تو یہ پیسے کیوں"۔۔۔۔نینا نے فوراً سے کہا۔۔۔"

تمہیں دیکھ کر کوئی بھول نا جائے کہ تم پر میری حکمرانی ہے"۔۔۔وہ"

گھمبیرتا بولا۔۔۔

یعنی آپ میری تعریف کر رہے ہو۔"۔۔وہ خوشی سے بولی۔۔۔"

نہیں"۔۔۔یارم نے نفی کی۔۔۔"

!!تو پھر"۔۔۔ "

تو پھر یہ نظر میں نے دراصل خود کی اتاری ہے۔۔کیونکہ جب کوئی تم سے"

پوچھے کہ کون ہو تم۔۔۔تو تم پر لازم ہے کہ خود کو میرا کہو۔۔۔اور بڑے

استحقاق سے بتاؤ کہ تم اس لڑکے پر حکومت رکھتی ہو"۔۔۔وہ اس کا ہاتھ اپنے دل کے مقام ہر رکھتا پر تپش لہجے میں بولا تھا۔۔۔

وہ تو میں کہہ دوں گی پر آپ اتنے پیارے نہیں لگ رہے"۔۔۔نینا جھٹ سے بولی۔۔۔

نوایشو"۔۔۔یارم نے مسکرا کر کہا اور دودھ کا گلاس اسے تھمایا۔۔۔"

پہلے تعریف کرو پھر"۔۔۔وہ ضد پر اڑی۔۔۔۔"

کل سارا دن تمہاری تعریف ہی کروں گا۔۔۔اب شاباش پیو"

جلدی"۔۔۔یارم کو پتا تھا وہ نہیں پیے گی تبھی تو خود آیا تھا۔۔۔

پرومس کرو"۔۔۔نینا نے کہا۔۔۔"

پرومس کل تم خود ہی کہو گی میری تعریف مت کرو مجھے کچھ ہو رہا"۔۔۔"

یارم معنی خیزی سے بولا تو دودھ پیتے نینا کی پلکیں لرزیں۔۔۔

بس تھوڑی ہی کرنا"۔۔۔نینا نے بچاؤ کیا۔۔۔"

بالکل نہیں اگلی پچھلی تمہاری ساری شکایتیں دور ہوں گی"۔۔۔وہ اس کو"
نرم گرم نگاہوں سے دیکھتا بولا اور نینا کے ہاتھ سے خالی گلاس ٹیبل پر رکھ کر
اس کے مقابل آیا۔۔۔

درد تو نہیں ہو رہا"۔۔۔وہ اس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیے بولا"
۔۔۔

تو نینا نے مسکرا کر نفی کی۔۔۔

گڈ اب زیادہ اچھلنا مت ورنہ مجھے تو جانتی ہو"۔۔۔یارم نے اس کی"
طرف سے فکر مند ہوتے پیاری سی دھمکی دی تو نینا نے نفی میں سر ہلایا
۔۔۔اور یارم نے میٹھی نظروں سے گھورا۔۔۔

ڈانس کروں گی میں"۔۔۔وہ چہک کر بولی۔۔۔تو بڑی اچانک سے یارم"
نے اسے اپنی جانب کھینچا کہ وہ چند انچ کا فاصلہ سمیٹے اس کے بالکل قریب آن
کھڑی ہوئی۔۔۔

مار کھاؤ گی"۔۔۔وہ بہت قریب سے اس کی آنکھوں میں دیکھتا بھاری آواز" میں بولا۔۔۔اس کا دلکش حسن اسے کے اندر تباہ کاری مچا گیا تھا اسے خود پر کنٹرول مشکل لگ رہا تھا۔۔۔۔

نہیں میں ڈانس"۔۔۔نینا نے کچھ کہنا چاہا کہ وہ اس کے لبوں پر انگلی رکھ" کر بات دبا گیا۔۔۔۔

نو نیور۔۔۔کل ہمارا مرادوں بھرا دن ہے نین۔۔۔میں کوئی مصیبت" مول نہیں لے سکتا"۔۔۔وہ اس کے ماتھے پر لب رکھتا سرگوشی نما بولا تو نینا نے منہ بسورا۔۔۔

پر میں"۔۔۔۔"

ضد نہیں نینا۔۔۔تمہاری طبیعت ٹھیک ہو جائے پھر مل کر ڈانس کریں " گے"۔۔۔یار م اسے پچکارتے بولا تو نینا کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔۔۔

تب شادی نہیں ہو گی کوئی"۔۔۔اس نے عذر پیش کیا۔۔۔"

کپل ڈانس کبھی بھی کر سکتے "۔۔۔یارم نے حل پیش کیا۔۔۔"

آپ کروگے "۔۔۔نینا نے آنکھیں پھیلائے پوچھا۔۔۔"

تمہارے لیے کچھ بھی۔۔۔۔جانم "۔۔۔وہ اس کے چاندنی کی طرح چمکتے "

چہرے کے صدقے واری ہوتا محبت سے بولا۔۔۔۔

اب چلو پھر ٹائم سے سونا ہے کل رات تو سو نہیں سکو گی "۔۔۔وہ اسے اپنے "

بازو کے گھیرے میں لیے دروازے کی طرف پلٹا۔۔۔

کل۔کیوں نہیں "۔۔۔نین اس کی معنی خیز بات سے انجان اس کے ساتھ "

دروازے کی جانب بڑھتی بولی۔۔۔

وہ تو کل ہی پتا چلے گا "۔۔۔یارم نے اس کے ہاتھ پر دباؤ بڑھایا اور اپنے "

حصار میں لیے کمرے سے باہر نکلا تھا۔۔۔

!!...چلو تُمہیں اُس نگر لے چلوں

جہاں پھول کھلتے ہیں، جہاں جگنو بستے ہیں، جہاں تتلیاں رنگ بھرتی ہیں،

...جہاں محبت ہی محبت ملتی ہے

آبان شاہ تیار ہو کر اپنے کمرے سے نکلا تھا کہ وہ اپنے بابا کے ساتھ کسی کام کے سلسلے میں شہر چلا گیا تھا اور کچھ دیر پہلے ہی لوٹا تھا۔۔۔وہ موبائل پر کچھ ٹائپ کرتا سیڑھیاں اتر رہا تھا۔۔۔۔

نمل"۔۔۔کہ جبھی طوبیٰ کی آواز پر اس نے سر اٹھایا جو دروازے کی" جانب بڑھتی نمل کو بلا رہی تھی۔۔۔

جی"۔۔۔تو نمل نے فوراً سے مڑ کر جواب دیا۔۔۔اس کے یوں مڑتے" ہی اور اس کے روپ سلوپ دیکھ کر آبان شاہ جہاں کا تھاں رہ گیا تھا۔۔۔۔

نمل سبز اور پیلے رنگ کے لہنگے میں پھولوں کی جیولری پہنے ہلکے پھلکے "
میک اپ میں بالوں کا میسی جوڑا بنائے، بے انتہا پیاری لگ رہی تھی۔۔۔پر
اس کے چہرے پر ایک اداسی رقصاں تھی۔۔۔وہ بیزار سی لگ رہی تھی

۔۔۔۔

جو کہ آبان شاہ نے باخوبی نوٹ کی تھی یکدم سے اس کے چہرے پر پتھریلے
تاثرات چھائے تھے۔۔۔کل اس کا اور نمل کا نکاح تھا مگر اسے کے چہرے پر
خوشی کے کوئی آثار نا تھے۔۔۔

نمل یہ ایکسٹرا تھال آگیا ہے جانی۔۔۔اسے تو سٹور روم میں رکھ دو"۔۔۔"
طوبٰی مسکرا کر بولتی دوسرے تھال میں پھول سجانے لگی۔۔۔

اچھا میں رکھ دیتی ہوں"۔۔۔نمل فوراً سے وہ تھال اٹھ آکر سٹور روم کی "
جانب بڑھی تو آبان شاہ بھی فون پاکٹ میں ڈالے اس کی پیچھے گیا۔۔۔۔

نمل جو سٹور روم میں تھال ایک خالی سٹول پر رکھ کر مڑی کہ اپنے پیچھے آبان
شاہ کو دیکھ کر اس کے منہ سے دبی دبی سے چیخ نکلی۔۔۔

آہہہ "۔۔۔وہ دل پر ہاتھ رکھے سراسیمہ سی ہوئی تھی۔۔۔"

جبکہ وہ بنا کوئی تاثر دیے سرد نظروں سے اس کا چہرہ دیکھ رہا تھا۔۔۔شاہ کے علاوہ باقی تمام لڑکوں نے وائٹ تھیم رکھا ہوا تھا اور آبان شاہ بھی سفید شلوار قمیض میں بے پناہ ہینڈسم لگ رہا تھا۔۔۔۔

اپ۔یہاں کیا کر رہے ہیں "۔۔۔۔نمل اس کی آنکھوں سے چھلکتے" تقاضوں اور اس کی موجودگی پر تیز تیز سانسیں لیتی بولی۔۔۔وہ اس کی اچانک موجودگی سے اچھی خاصی خوف زدہ ہوئی تھی اور اب کیفیت ڈر سے ایک انجانے سے احساس میں بدلی تھی۔۔۔سامنے کھڑا شخص کل اس کا شوہر بننے والا تھا۔۔۔اس کے دل نے سپیڈ پکڑی تھی تو جود میں ایک سرد سرور بخش لہر دوڑ گئی تھی۔۔۔

کہ جبھی اس نے نمل کو بازوؤں سے پکڑ کر ایک جھٹکے سے دروازے کے ساتھ دیوار سے پن کیا تھا کہ وہ جو پہلے ہی اس سے گھبرا رہی تھی دل نے مزید

اچھل۔کود مچادی تھی۔۔۔کہ اس کی دھڑکنوں کی آواز وہ باخوبی سن رہا تھا

۔۔۔

اداس کیوں ہیں آپ"۔۔۔وہ اس کی بات اگنور کرتا اس کے دائیں بائیں" ہاتھ رکھے سنجیدگی سے استفہامیہ گویا ہوا۔۔۔

اپ۔سے مطلب"۔۔۔تو وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی کپکپاتی آواز میں" بولی۔۔۔اسے اب آبان شاہ سے ڈر لگ رہا تھا۔۔۔اس کے جذبات بدل رہے تھے۔۔۔اور اب پہلے والا تناؤ ختم ہو رہا تھا۔۔۔رشتہ بدل رہا تھا تو جذبات بھی سر ابھارنے لگے تھے۔۔۔

مطلب مجھ سے ہی جڑے ہیں۔۔۔اور میں آپ کو ایسے نہیں دیکھ" سکتا۔۔۔اپنے چہرے سے اداسی ختم کریں۔۔۔مجھے آپ کو ایسے دیکھ کر تکلیف ہو رہی ہے"۔۔۔وہ اس کے انتہائی قریب تمام فاصلے مٹاتا بوجھل آواز میں بولا تھا۔۔۔۔

تو میں کیا کروں"۔۔۔۔نمل اپنے دل کی بدلتی کیفیت سے پریشان"
روکھائی سے بولی۔۔۔۔

جو کہوں گا وہ کریں گی آپ"۔۔۔۔تو مقابل کہ معنی خیز آواز نے اس کے"
وجود پر کپکپی سی طاری کر دی۔۔۔۔

تیرے پہلو میں ترے دل کے قریں رہنا ہے
میری دنیا ہے یہی مجھ کو یہیں رہنا ہے

دل کی جاگیر میں میرا بھی کوئی حصہ رکھ
میں بھی تیرا ہوں، مجھے بھی تو کہیں رہنا ہے

ہر گز نہیں"۔۔۔۔تو نمل مدھم آواز میں بولتی اس کا حصار توڑنے لگی"

۔۔۔۔

آپ مت کرنا سب میں کر لوں گا آپ بس برداشت کر لینا"۔۔۔وہ اس "
کی ناک پر لب رکھتا محبت سے بولا تو اس کی بات کے معنی سمجھ کر نمل شاہ کا
دل پسلیاں توڑ کر باہر آنے کے در پر ہوا۔۔۔
ایسا نہیں ہو گا"۔۔۔۔وہ بمشکل بول پائی۔۔۔۔"

سب ہو گا۔۔۔۔آپ بس اپنی جان کی فکر کریں۔۔۔سارے حساب "
کتاب چکتا ہوں گے"۔۔۔۔وہ سرگوشی نما بولا تو نمل نے اس کے سینے کر
ہاتھ رکھ کر دور دھکیلا۔۔۔
اس کے باتیں اس کی جان پر بھاری ثابت ہو رہی تھی اس پر مستزاد اس کی
قربت اور اس کی خوشبو اس کے حواس کو سن کرتی جا رہی تھی۔۔۔۔

آپ مجھ سے نکاح کر کے کبھی خوش نہیں رہ سکیں گے"۔۔۔"

شٹ اپ۔۔۔آج کے بعد ایسی بات زبان پر نالانا۔۔۔اور آپ کی اس"

گستاخی کی سزا کل ضرور ملے گی آپ کو"۔۔۔

وہ یکدم سے اسے کھینچ کر اس کی کمر میں ہاتھ ڈالے طیش میں گرجا کہ نمل

نے ڈر کر آنکھیں میچ لیں۔۔۔

تو آبان نے جھک کر اس کے لبوں کے قریب لب رکھے تھے کہ نمل اپنی

جگہ جم سی گئی مقابل کا دہکتا لمس محسوس کر کے وہ پتھر کی مورت سی ہوئی

تھی۔۔۔جبکہ چہرہ اس کی لمس کی حدے سے قندھاری ہوا تھا۔۔۔

اب میں آپ کے چہرے پر اداسی نا دیکھوں۔۔۔اس چہرے پر صرف"

میری قربت کے رنگ کھلنے چاہیے"۔۔۔وہ اسے واضح اور سخت انداز میں

باور کروا کر حکم دیتا اس کی گال پر تشنہ لب رکھ کر دور ہوا اور ایک غائر

تقاضوں بھری نظر اس کے وجود پر ڈال کر کمرے سے نکلتا چلا گیا تو پیچھے وہ

اپنی منتشر سانسیں بحال کرتی رہ گئی۔۔۔۔

گھر کی ساری بہوئیں ایک طرف کھڑی دادا سائیں سے ملنے والے حکم کا انتظار کرتی آپس میں باتیں کر رہی تھیں۔۔۔کیونکہ دو گھنٹے پہلے ہی دادا سائیں نے انہیں مہندی کی رسم شروع کرنے سے سختی سے منع کر دیا تھا۔۔۔اور حور کو بھی فلحال کمرے میں رہنے کا کہا تھا۔۔۔کہ اس پر سب نے حیرانگی ظاہر کی تھی ساتھ ہی استفسار کر ڈالا تھا تو دادا سائیں نے مختصر انداز میں ان پر گھر کے بڑے بیٹے کی غیر موجودگی جتا کر اپنے حکم کا جواز پیش کیا تھا۔۔۔

توسب جیسے لاجواب سے ہوئے تھے۔۔۔کیونکہ دادا سائیں صحیح تو کہہ رہے تھے ارباز شاہ کے بغیر تو وہ کوئی بھی کام نہیں کر سکتے تھے۔۔۔اور اس کے لیے پریشان بھی تھے جو غائب تھا۔۔۔

ابھی سب مہمان بار باران سے دریافت کر رہے تھے کہ مہندی کی رسم کب شروع ہو گی کس کا انتظار ہے اور بھی طرح طرح کے سوالات پوچھے جا رہے تھے۔۔۔ جن کے جواب دے دے کر اب دادی سائیں سخت پریشان ہو گئی تھی۔۔۔

جبکہ نگار بیگم صوفے سے ٹیک لگائے گھونٹ گھونٹ جوس پیتی تضحیک آمیز نظروں سے سب کی پریشان صورت دیکھتی دل ہی دل میں خوش ہو رہی تھی۔۔۔

آخر کہاں گیا ہے آپکا بڑا پوتا"۔۔۔ معاً اس نے مزاق اڑاتے انداز میں" پاس بیٹھی دادی سائیں کو سلگایا۔۔۔

تمہارے سامنے ہی ہے سب"۔۔۔ دادی سائیں خشک انداز میں بولی"

۔۔۔۔

مجھے تو کہانی کچھ اور لگ رہی ہے۔۔۔ کہیں وہ حور سے تو"۔۔۔"

زبان کو لگام دے کر بیٹھو نگار ورنہ دفع ہو جاؤ یہاں سے۔۔۔خود تو نمکی نشئی اولاد پیدا کی ہے دوسروں کی اولادوں پر طعنہ زنی"۔۔۔دادی سائیں بھڑک اٹھی تھی کہ نگار بیگم کا منہ سوا کی طرح ہوا تھا۔۔۔

میرے شہاب کو اس کے ساتھ مت ملاؤ اماں سائیں"۔۔۔نگار بیگم طیش میں لفظ چبا چبا کر بولی۔۔۔

بالکل تمہارا شہاب میرے شاہ جیسا بن بھی نہیں سکتا"۔۔۔"

دادی سائیں نے لتاڑا تو نگار بیگم نے گلاس پر گرفت مضبوط کی۔۔۔جبکہ مروہ جوان کے پاس بیٹھی تمام گفتگو سن کر سراسیمہ سی ہو گئی تھی کہ یکدم سے دادی کے شانے پر ہاتھ رکھ ان کو ارد گرد موجودگی کا احساس دلایا۔۔۔

شہاب بھی آپکا خون ہے"۔۔۔نگار بیگم نے کھولتے ہوئے کہا۔۔۔"

مجھے اپنے خون کی پرکھ اچھے سے ہے"۔۔۔دادی سائیں نے جس انداز میں کہا تھا کہ نگار بیگم کا پل بھر کے لیے سانس رک سا گیا تھا جبکہ چہرہ زرد پڑ گیا تھا ۔۔۔ایسے جیسے کچھ چوری پکڑی گئی ہو۔۔۔

آپ کہنا کیا چاہتی ہیں"۔۔۔وہ مدھم آواز میں بولی۔۔۔"

و"ہ جو تم سننا نہیں چاہتی۔۔۔کہ ارباز عالم شاہ کیوں ہر طرف چھایا رہتا ہے ۔۔۔جبکہ شہاب نہیں۔۔۔حالانکہ شہاب خود دور رہتا ہے تو اس میں تمہارا دوسروں سے حسد کرنا انتہائی فضول ہے۔۔۔بہتر ہے کہ اسے ہمارے ساتھ گھلنے ملنے دو۔۔۔ورنہ وہ ہمیشہ کے لیے الگ ہو کر رہ جائے گا"۔۔۔

دادی سائیں نے سرد لہجے میں کہا تھا کہ مروہ کا خیال کر کے وہ بات بدل گئیں اور نگار بیگم جس کا شیطانی ذہن کچھ تانے بانے بننے کے لیے سرپٹ دوڑنے لگا تھا کہ دادی سائیں کی اس تفصیلی بات پر اس کا تنا چہرہ قدرے پر سکون ہوا تھا۔۔۔اسے جو شک ہوا تھا وہ اسے اپنا وہم لگا تھا۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی نگار کے نمبر پر شہاب کی کال آنے لگی تو اس نے کینہ طور نظروں سے دادی سائیں کو گھورا جو مروہ کے پریشان چہرے کو دیکھ کر اسے شانے سے لگائے بیٹھی تھی۔۔۔

تمہارا یہ شاہ نامہ میں جلد ہی بند کرواؤں گی بڑھیا"۔۔۔۔معاً وہ بڑبڑاتی ہوئی اپنی جگہ سے اٹھ گئی۔۔۔

دادو یہ سب کیا تھا"۔۔۔مروہ نے روہانسی لہجے میں پوچھا۔۔۔"

کچھ نہیں تھا تم اپنے ذہن کو اس طرف مت الجھاؤ"۔۔۔۔دادی سائیں" جانتی تھی کہ وہ بہت حساس تھی بہت جلد ڈر جایا کرتی تھی۔۔۔۔

وہ آپ کو گھور رہی تھی دادو"۔۔۔۔مروہ کو نگار بیگم کی نظریں اچھی طرح" یاد تھیں۔۔۔۔

تم پریشان نا ہو اس کی آنکھیں ہی ایسی ہیں"۔۔۔دادی سائیں اسے تسلی" دیتی بولی۔۔۔

کون گھور رہی تھی دادی سائیں کو"۔۔۔جبھی آرون کی دھیمی مگر سخت" آواز گونجی تو ان دونوں نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔۔۔جو وائٹ شلوار قمیض میں ملبوس حسب معمول بال پونی میں جکڑے گوری رنگت اور

بھوری بیئرڈ میں بلا کا پرکشش لگتا کئی نظروں میں اپنا سحر پھونکتا ان کے قریب بائیں جانب کھڑا استفہامیہ گویا ہوا۔۔۔۔

جبکہ اس کی سرد نظریں مروہ پر جمی تھیں۔۔۔جو سبز فراک پہنے ہلکے پھلکے میک اپ میں باقی سب سے کم تیار تھی مگر بے انتہا حسین لگتی اپنی عمر سے مزید چھوٹی لگتی کوئی گڑیا کی شبہ لگ رہی تھی۔۔۔مروہ کو زیادہ سج دھج کی عادت نا تھی نا ہی شوق تھا کہ اتنے میں ہی تیار ہو کر اس پر سستی سی چھا گئی تھی۔۔۔اور وہ نڈھال سی کب سے اپنی دادی کے پاس بیٹھی تھی۔۔۔اس کے کھلے بال کمر پر بکھرے ہوا کے دوش پر لہراتے اس کے چہرے کو چومتے اسے بہت حسین بنا رہے تھے۔۔۔اور آرون شاہ کی نظریں اس کے کھلے لمبے بالوں میں الجھ سی گئیں تھیں۔۔۔۔

مروہ ٹکر ٹکر اسے دیکھ رہی تھی جو تقریباً اس کے سر پر کھڑا دیکھ کم گھور زیادہ رہا تھا۔۔۔جیسے یقین کر رہا ہو کہ آیا یہ مروہ ہے۔۔۔آج پہلی بار وہ اس

چھوٹی لڑکی کے لمبے سلکی ریشمی بالوں کا دیوانہ ہو گیا تھا جیسے جن کسی کے بالوں پر عاشق ہوتا ہے ویسے ہی وہ مروہ کے بالوں کا اسیر ہو گیا تھا۔۔۔

کچھ نہیں بیٹا ایسے ہی کہہ رہی ہے تم بتاؤ ار باز آیا"۔۔۔ جبھی دادی سائیں" نے بات بدلی تھی۔۔۔

جی لالے آ گئے ہیں اور دادا سائیں نے کہا ہے آپ رسمیں شروع کریں وہ" ادھر ہی آ رہے ہیں"۔۔۔

آرون نے کہا تو دادی اور مروہ کا چہرہ کھل اٹھا۔۔

کیا سچ میں لالے۔۔ شاہ لالے آ گئے"۔۔۔ وہ چہک کر بولی تو آرون نے" اسے لالے کہنے پر سخت نظروں سے تنبیہ کی جبکہ دادی سائیں نے مسکراہٹ دبائی۔۔۔

ابھی میں نے کیا فارسی میں کہا ہے"۔۔۔وہ سلگ ہی تو اٹھا تھا کہ کل محترمہ" سے نکاح تھا اور ابھی تک وہ رشتے ناتے سے ناواقف اسے بھائی کا تغمہ دے رہی تھی۔۔۔۔

اس کے تنک کر کہنے پر مروہ نے گھورا۔۔۔

میں زرا بہوؤں کو کہہ لوں کہ حور کو لے آئیں"۔۔۔معاً دادی سائیں۔بغیر" دیر کے اٹھی کہ پہلے ہی مہمان بہت انتظار کر چکے تھے مزید دیری کی گنجائش نہیں تھی۔۔۔

آپ میرے ساتھ ہر وقت لڑامت کریں"۔۔۔جبھی وہ بھی بھبھک کر" بولی۔۔۔

اب ہر وقت لڑنے کا موقع تم مجھے خود فراہم کر رہی ہو۔۔۔بلیک بیوٹی" "۔۔۔وہ اسے گہری نظروں سے دیکھتا بے تاثر لہجے میں بولا۔۔۔

مجھے آپ کے منہ نہیں لگنا کبھی بھی۔۔۔اس لیے آپ بھی مجھ سے بات "
مت کیا کریں"۔۔۔اس کا بلیک بیوٹی اسے سخت خفا سا کر گیا تھا۔۔۔۔
تم صرف بات کہہ رہی ہو میں سب کچھ کرنے کا پرمٹ لے رہا ہوں""
۔۔۔اس نے سرد نظروں سے دیکھتے معنی خیزی سے کہا جو کہ مروہ کے سر پر
سے گزری تھی۔۔۔

آپ کو پرمٹ دے کون رہا ہے آپ کو دیکھ کر مجھے ایریٹیشن سی ہونے "
لگتی ہے بات کرنا تو دور کی بات ہے"۔۔۔وہ اپنے طریقے سے معنی اخذ کرتی
بولتی آرون شاہ کو آگ کا دہکتا گولہ بنا گئی تھی۔۔۔کہ وہ سویا شیر بھبک کر
جاگ اٹھا تھا۔۔۔

خود کو دیکھا ہے۔۔۔تمہاری صورت دیکھ کر تم پر صرف ترس کیا جا سکتا "
ہے۔۔۔تمہیں کیا لگتا ہے کہ میں تمہارے عشق میں پاگل ہو کر تم سے نکاح

کر رہا ہوں۔۔۔تم اس قابل ہو صحیح کے میرے برابر کھڑی ہو سکو"۔۔۔وہ نیچی آواز میں دھاڑا تھا۔۔۔میوزک کے شور میں ان کی تکرار دب سی گئی تھی۔۔۔

تو کیوں کر رہے ہیں نکاح۔۔۔آپ سے کونسا میں نے عشق کی پینگیں لڑائی ہیں۔۔۔آپ مجھے زرا بھی اچھے نہیں لگتے۔۔۔میں آپ کو اپنے آس پاس بھی نہیں دیکھنا چاہتی"۔۔۔وہ بھی دو بدو بولی تو آرون ششدر سا رہ گیا۔۔۔اس میسنی صورت کو دیکھ کر۔۔۔

میں صرف تمہاری اس زبان کو لگام ڈالنے کے لیے نکاح کر رہا ہوں۔۔۔" اور یقین جانو کل کے بعد تم خود میں تبدیلی محسوس کرو گی۔۔۔جب تمہاری زبان یا تو بالکل خاموش ہو گی یا کٹ چکی ہو گی"۔۔۔وہ بڑے آتش فشاں انداز میں کہہ گیا تھا۔۔۔

آپ کو لگتا ہے آپ نکاح میں لے کر مجھ پر رعب جھاڑیں گے اور میں "
خاموش رہوں گی۔۔۔تو یہ بھول ہے آپکی۔۔۔میرے بہت سرپرست
ہیں آپ کو اٹھوا کر حویلی سے باہر پھینکوا دوں گی"۔۔۔
اور میں بڑوں کے رضامندی سے آپ سے نکاح کر رہی ہوں ورنہ کون "
لڑکی غنڈے کو اپنائے گی۔۔۔میں نے آپ پر ترس کھایا ہے آئی سمجھ۔۔۔
بدقسمتی سے آپ میرے کزن ہیں بات تو پھر ہم گھر والوں پر ہی آئے گی کہ
لڑکے کو کوئی لڑکی نہیں دے رہا اس لیے میں زہر کھا رہی ہوں"۔۔۔
مروہ اپنی سوچ کے مطابق بولتی مقابل کو قہقہہ لگانے پر مجبور کر گئی تھی
۔۔۔کہ آرون شاہ سینے پر بازو باندھے سر گرائے بڑے دلفریب انداز میں
مسکراتا اسے تادیر دیکھتا رہا تھا۔۔۔

کیا پدی کیا پدی کا شوربہ "۔۔۔بے آواز بڑبڑایا تھا۔"
تم واقعی معصوم ہو۔۔۔پر زبان نہیں "۔۔۔وہ ہنستا ہوا بولا تھا مروہ نے سیاہ "
آنکھیں بڑی کیے اسے گھورا تھا۔۔۔

کون کس لیے نکاح کر رہا ہے یہ تو نکاح کے بعد ہم ایک پرسنل میٹینگ "
کریں گے تب بتائیں گے فلحال یہ بال باندھو ڈسٹرب کر رہے ہیں مجھے "
۔۔۔وہ اس کے بچپنے پر دل و جان سے فدا ہو کر آگاہ کرتا آخر میں بال
باندھنے کا حکم دے گیا۔۔۔تو مروہ بیچاری پیچ و تاب کھا کر رہ گئی۔۔۔
آپ کو کیسے کر رہے ہیں بال میرے ہیں آپ کے نہیں "۔۔۔"
وہ منہ بنا کر بولی۔۔۔
کیسے کر رہے ہیں یہ چھوڑو۔۔جب میں نے کہا بال باندھو۔۔۔تو باندھو "
فوراً"۔۔۔وہ آنکھوں میں چنگاریاں لیے نیچی آواز میں دھاڑا تھا۔۔۔
اس کے لہجے کی کاٹ پر مروہ لرز اٹھی تھی۔۔۔وہ پہلے ہی اس سے ڈرتی تھی
جبھی تو سامنے نا آتی تھی اور اب تو وہ اسپر حق حاصل کرنے والا تھا اس پر
مستزاد اس کا سخت رویہ مروہ نے آدھے بالوں پر لگے چھوٹے سے کلپ کو
اتار کر جلدی سے بالوں کو گھماتے میسی جوڑا بنا کر اسی کلپ میں جکڑا تھا جس

میں سے چند شریر لٹیں پھسلتی چہرے کا طواف کرنے لگیں تھیں۔۔۔

آرون نے بغور بھوری نظروں سے اسے دیکھا تھا کہ دل نے مدھر سی بیٹ مس کی تھی اور وہ واپس سے اسی سخت خول میں لپٹا تھا۔۔۔۔

گڈ۔۔۔ایسے مانتی رہو گی تو میرے مظالم سے بچی رہو گی"۔۔۔آرون" نے آنکھوں میں چمک لیے کہا۔۔۔

اب میں بال بھی آپ کی مرضی سے کھولوں"۔۔۔مروہ کا غصے سے برا" حال تھا۔۔۔۔

بالکل ہر ایک کام میری مرضی سے کیا کرو"۔۔۔وہ رسانیت سے بولا۔۔۔" تو مروہ نے نم نظروں سے دیکھا۔۔۔۔

...ہم ہی ہدف، ہم ہی بسمل، ہم پہ ہی طعنہ زنی

...ستم بھی تیرے گلے بھی تیرے، یہی سہی، یوں ہی سہی

میں تیار نہیں ہوئی بس بال ہی کھولے تھے"۔۔۔اس نے گویا اسے"
احساس دلایا کہ باقی سب تو میک اپ میں۔ہے اس نے تو ایسا کچھ نہیں کیا پھر
اس پر ظلم کیوں۔۔۔
اس بس میں بھی تم بس کروا رہی ہو"۔۔۔وہ بڑبڑایا۔۔۔"

ویسے تم اتنی پیاری تو نہیں ہو خیر آج ان کپڑوں میں کچھ دکھنے کے قابل"
لگ رہی ہو"۔۔۔معاً وہ اپنے ازلی ٹون میں آتا روکھائی سے بولا۔۔۔
آپ بھی پیارے نہیں مگر آج کچھ برداشت کے قابل لگ رہے ہیں""
۔۔۔وہ بھی بھنبھنا کر بولی۔۔۔
تم اپنی خیر مناؤ۔۔۔کہ کل تم میرے ہاتھوں ضائع نا ہو جاؤ۔۔۔بہتر"
ہے اس زبان کو زنجیریں پہنا دو"۔۔۔آرون نے دو قدم کا فاصلہ مٹاتے اپنے
کندھوں تک آتی مروہ کو گھور کر دھمکایا۔۔۔

میں دادا سائیں کو بتاؤں گی۔۔۔آپ ہر وقت لڑتے ہیں"۔۔۔اس نے"
اسے بعض رکھنے کے لیے آخری حربہ اپنایا۔۔۔
تو پھر وہ ہماری جلد شادی کروادیں گے سوچ سمجھ کے ہی کہنا۔۔۔اور اب"
جاؤ سب کے ساتھ۔۔۔خبردار جو مجھے کہیں اکیلی بیٹھی دیکھائی دی تو"۔۔۔
وہ اسے اپنی سنا کر آگے بڑھ گیا کہ سامنے ہی اسے آبان ہاتھ کے اشارے سے
بلا رہا تھا۔۔۔
غنڈا"۔۔۔۔تو وہ بلند آواز میں پیر پٹخ کر مقابل سمت بڑھی جبکہ اس کا"
القاب مقابل نے باخوبی سن کر جبڑے بھینچے تھے۔۔۔

حویلی کے تمام مرد حضرات زنان خانے والے حصے میں آئے تھے۔۔۔
جہاں ان کے بچوں کو مہندی لگائی جانی تھی۔۔۔ارباز عالم شاہ چاہ کر بھی
اپنے دادا سائیں کو منع نہیں کر سکا تھا۔۔۔کہ عورتوں میں بھی کچھ شر پسند
تھیں جن کے منہ بند کروانے ضروری تھے۔۔۔اور شاہ سرخ آنکھوں میں

سرد پن لیے چہرہ پر بلا کی سنجیدگی سجائے دادا سائیں سے کوئی بات کرتا اسی جانب آرہا تھا۔۔۔کہ اینٹرس سے داخل ہوتے ہی تمام خواتین پر خود بخود مقابل کا ایک رعب سا پڑ گیا تھا۔۔۔کہ طلسماتی شخصیت کے حامل ارباز شاہ کو دیکھ کر ایک خاموشی سی چھائی تھی اور ہلکی آواز میں بجتے میوزک کے سر بکھرتے الگ سماں باندھ گئے تھے۔۔۔

وہ ایسا ہی تو تھا جہاں جاتا تھا ان کو سوچنے سمجھنے کی صلاحیتوں سے مفقود کر دیا کرتا تھا۔۔۔

اور ابھی فنکشن میں شریک بہت سی لڑکیوں کو اپنے دل ہاتھوں سے نکلتے محسوس ہوئے تھے۔۔۔جو اس شخص کے لیے ہمکنے لگے تھے۔۔۔حویلی کے تمام لڑکے ہی اپنی مثال آپ تھے۔۔۔سب ایک سے بڑھ کر ایک تھا۔۔۔ مگر ارباز عالم شاہ کا الگ ہی معیار تھا۔۔۔وہ ایک معمہ تھا۔۔۔اور لوگ اس کی ذات میں الجھتے چلے جاتے تھے۔۔۔اس کی شخصیت کا انحصار، کچھ نا کہہ کر بھی ایک رعب اور دبدبہ تھا جو سامنے والے کو لاجواب سا کر دیتا تھا۔۔۔اس

کی بات کا انداز بیان، رکھ رکھاؤ، اس پر مستزاد دیکھنے کا انداز، اس کا گھمبیر لہجہ اور اس کی دلکش آنکھیں مقابل کو چاروں شانے چت کر دیا کرتی تھیں۔۔۔ ابھی بھی سب کی نظریں اس شخص میں الجھی تھیں۔۔۔جواب بائیں جانب پڑے چیسٹر صوفے پر اپنے دادا سائیں اور اثنان کے ساتھ براجمان ہوا تھا

۔۔۔

کہ جبھی حویلی کی تمام بہوؤں اور لڑکوں کے سنگ حور اسی جانب آتی دیکھائی دی تھی۔۔۔

پھولوں کی سجی راہداری پر وہ پیلے لہنگے کو ہاتھوں میں پکڑے سبز نیٹ کے دوپٹے کا گھونٹ اوڑھے وہ سرخ دوپٹے کی چھاؤں تلے ہولے ہولے قدم اٹھاتی تیمور کے ہم قدم پریوں کی شہزادی لگ رہی تھی۔۔۔اس نیٹ کے گھونگھٹ سے سے چھلکتا چہرہ گویا بادلوں کی اوٹ سے چھلکتا چاند لگ رہا تھا جو اپنی پوری رعنائیوں کے ساتھ مدھم سرور بخش چاندنی بکھیرتا بڑا دلفریب منظر پیش کر رہا تھا۔۔۔شاہ جو اثنان کی جانب متوجہ تھا کہ یکدم سے نظر

سامنے پڑی تھی تو دل بے لگام ہوا تھا۔۔۔سانسوں نے روانی پکڑی تھی اور وجود میں دوڑتا لہو دہک اٹھا تھا۔۔۔

وہ بنا پلک جھپکائے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔

تیرا وجود معتبر ہے زندگی میں ہماری
تیرے سوا نہیں آتا کسی پے پیار ہمیں

حور کا نازک وجود اس بھاری لہنگے کو سنبھالنے میں بے بس ہو رہا تھا۔۔۔وہ پہلو میں زخم کے باعث بہت ہولے سے چل رہی تھی۔۔۔اس نے ایک غائر نگاہ اس پر ڈالی تھی اور دل میں اس کی خوشیوں کی دعا کرتے بے اختیار نظروں کا زاویہ بدلا تھا۔۔۔اور عین اسی وقت سامنے آتی حور کی نظریں اسی طرف اٹھی تھیں جہاں وہ پوری شان کے ساتھ براجمان اشان سے کوئی بات کر رہا تھا۔۔۔شاہ کی آنکھوں میں اتری سرخی دیکھ کر حور جان گئی تھی

کہ وہ دو راتوں سے سویا نہیں تھا۔۔۔اس واقع کے بعد وہ اپنے شاہ لالے سے جھجھک کم کر گئی تھی۔۔۔اسے معلوم تھا کہ شاہ کو بلٹ لگی تھی اور گھر آنے کے بعد اس نے دوبارہ شاہ کو کہیں بھی نا دیکھا تھا وہ اس کی طبیعت کا پوچھنا چاہتی تھی شکریہ کرنا چاہتی تھی جس نے اپنی جان پر کھیل کر اس کی عزت کو مقدس رکھا تھا۔۔۔اسے رہ رہ کر اس کی فکر ستا رہی تھی مگر وہ کسی سے شاہ پوچھ بھی نا سکتی تھی کہ اس کی غیر موجودگی کا سب کو علم تھا۔۔۔ کے متعلق اس کا دل عجیب سی پریشانی کا شکار تھا اپر سے تیمور کا رویہ کہ وہ شاہ کو کال بھی نا کر سکی تھی۔۔۔اور آج بھی دادا سائیں کا حکم اس تک ہدا عشال نے پہنچایا تھا کہ شاہ لالے کی وجہ سے مہندی کی رسم ابھی نہیں ہو گی۔۔۔اور پھر جب وہ آیا تھا تو انہوں نے ہی حور کو شاہ کے آنے کا جا بتایا تھا تو اس کے تڑپتے دل کو سکون پہنچا تھا۔۔۔ نجانے عجیب کیفیت تھی اس کے دل کی کہ اسے مہندی کی رسم نا ہونے کی فکر نا تھی اسے اس شخص کی فکر تھی کہ پتا نہیں اس کی طبیعت کیسی ہو گی کہاں ہو گا اور جب اس کی بارے پتا چلا تھا تو دل تیز تیز

دھڑکنے لگا تھا۔۔۔اسے بے پناہ خوشی ہوئی تھی کہ شاہ واپس آگیا تھا۔۔۔مگر وہ اس کے دل میں جلتے الاؤ سے ابھی بھی ناواقف تھی۔۔۔۔

حور نے گھنی پلکوں کی باڑ اٹھا کر شاہ کے چہرے کو دیکھا تھا اسے ان دیکھا درد شاہ کی آنکھوں میں نظر آیا تھا۔۔۔اور وہ بعد میں شاہ کا شکریہ ادا کرنے اس کی طبیعت کے پوچھنے کا سوچ کر نظریں جھکا گئی تھی۔۔۔۔

سبطین، آبان، آرون یارم بالاج، بسمل سرخ دوپٹے کو حور تیمور کے اپر سایہ کیے انہیں سٹیج کی جانب جاتے روش پر لے آئے تھے۔۔۔حویلی کی بہوؤں بھی ان کے ساتھ ان سب کے پیچھے تھی۔۔۔جبکہ خوبصورت ٹائلوں کی روش کے گرد گھر کی لڑکیوں اور باقی آئے مہمان لڑکیاں پھولوں کی چھوٹی چھوٹی باسکٹ پکڑے کھڑی تھیں۔۔۔۔

سب مہمان خواتین چہروں پر مسکراہٹ سجائے یہ منظر دیکھ رہی تھیں۔۔۔

جیسے ہی ان دونوں نے روش پر قدم رکھا تھا اسی وقت شاہ کا فون رنگ ہوا تھا اور وہ ایکسکیوز کرتا قدرے سائیڈ پر گیا تھا۔۔۔۔

ان سب لڑکیوں نے ان پر پھولوں کی برسات کی تھی اور حور نے زرا سی گردن ترچھی کیے تیمور کو دیکھا تھا جس کی نیلی آنکھوں میں ایک الگ سا سرد پن تھا جبکہ چہرہ سپاٹ تھا۔۔۔اس نے ایک لمحے کے لیے بھی حور کو نا دیکھا تھا جبکہ حور وقفے وقفے سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔۔کہ جیسے ہی انہوں نے قدم آگے بڑھائے تھے ڈی جے نے بڑی مدھم آواز میں سونگ پلے کیا تھا

کسی سے تم پیار کرو

تو پھر اظہار کرو

کہیں نا پھر دیر ہو جائے

کہیں نا پھر دیر ہو جائے

پر جیسے ہی گانے کے بول گونجے تھے کہ اسی لمحے شاہ نے زراسا گردن موڑے سٹیج کی جانب دیکھا تھااور اثنان نے شاہ کی جانب۔۔۔۔جو فون کان سے لگائے حور کو دیکھ رہا تھا۔۔۔اس کی آنکھوں میں درد کی لہر دیکھ کر اثنان نے لب بھینچے تھے۔۔۔

کسی پے اعتبار کرو

تو پھر اقرار کرو

کہیں نا پھر دیر ہو جائے

کہیں نا پھر دیر ہو جائے

بولو فخر "۔۔۔۔۔شاہ اس طرف پشت کیے کال۔کی جانب متوجہ ہوا تھا"

۔۔۔

سر پا شامر گیا ہے"۔۔۔"

وٹ دا ہیل۔۔۔وہ باسٹرڈ کیسے مر سکتا ہے"۔۔۔شاہ کے طیش کا گراف"
بلند ہوا تھا۔۔۔۔

سر اس نے خود کو مارا ہے۔۔۔وہی بچھو کہا کر۔۔۔اس کے مطابق ہماری "
ازیت اس کی برداشت سے باہر تھی جبھی وہ"۔۔۔فخر نے بات ادھوری
چھوڑی تو شاہ نے فون پر گرفت سخت کی۔۔۔

اس کا چہرہ غصّے سے سرخ پڑ گیا تھا۔۔۔اس نے کال کٹ کر کے مٹھیاں بھینچی
تھیں۔۔۔

کیا ہوا شاہ"۔۔۔کہ جبھی اثنان کی آواز پر اس نے پلٹ کر دیکھا۔۔۔'
پاشا مر گیا ہے"۔۔۔اس نے بھاری آواز میں کہا۔۔"

یہ تو اچھی بات"۔۔۔اثنان نے بغیر کسی رد عمل کے کہا۔۔۔

اسے ابھی نہیں مرنا چاہیے تھا ابھی تو اس کا انجام شروع ہوا تھا"۔۔۔وہ"
سرد لہجے میں بولا تھا کہ اس کی وجہ سے حور کے زخم ابھی ٹھیک نہیں ہوئے

تھے تو وہ کیسے آسان موت مر گیا تھا۔۔۔یقیناً شاہ اس کی روح کو تڑپانے والا تھا۔۔۔۔

یہی تو دل چرانے کا انداز ہوتا ہے
کسی سے تم پیار کرو
تو پھر اظہار کرو
کہیں نا پھر دیر ہو جائے
کہیں نا پھر دیر ہو جائے

تو دونوں نے بیک وقت اسی طرف دیکھا تھا جہاں وہ سٹیج پر بیٹھ رہے تھے ۔۔۔طوبیٰ نینا اور روباب حور کو بیٹھنے میں مدد دے رہی تھی کہ اسے ابھی اٹھنے بیٹھنے میں بہت تکلیف ہوتی تھی۔۔۔۔

اثنان کی نظریں طوبی شاہ پر گئی تھی جو گلابی اور پیلے لہنگے میں پھولوں کے زیور پہنے ہلکے پھلکے میک اپ میں بہت حسین لگ رہی تھی۔۔۔ جبکہ اس کے چہرے پر ایک اداسی تھی اور اثنان جانتا تھا کہ وہ شاہ کے لیے پریشان تھی ۔۔۔۔ جیسے وہ اپنے یار کی حالت پر تڑپ رہا تھا ویسے ہی اس کی بہن بھی پریشان تھی۔۔۔ان کے بیٹھتے ہی دادا سائیں دادی سائیں اور تمام بڑھے دعائیں دینے اور مہندی کی رسم کے لیے سٹیج پر آئے تھے۔۔۔۔

محبت کا غم ہے

ملے جتنا کم ہے

یہ تو زمانہ نہیں جان پائے گا

شاہ کے دل میں آگ لگی تھی اور یہ آگ اسے ختم کرتی جا رہی تھی۔۔۔۔

میرا جو صنم ہے

زرا بے رحم

دے کر وہ درد مجھے مسکرائے گا

کہ جبھی بسمل کی کسی بات پر حور کھلکھلا کر ہنسی تھی جو کہ نیٹ کے دوپٹے سے دیکھ کر شاہ کو خود پر اختیار ختم ہوتا محسوس ہوا تھا۔۔۔اور اثنان آگ بگولہ ہوا تھا۔۔۔

میں انہیں تمہارے جزبات کی ناقدری نہیں کرنے دوں گا شاہ"۔۔۔ جبھی" وہ بھڑکتا ہوا بولتا آگے بڑھا تھا کہ شاہ نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر سرد نظروں سے تنبیہ کی۔۔۔

انجام ناقابل برداشت ہو گا اثنان"۔۔۔اس نے صاف لفظوں میں اپنے" دوست کو دھمکی دی تو اثنان بائیں ہاتھ کا مکہ بے بسی سے اس کے شانے پر مار کر شاہ کے گلے لگ گیا۔۔۔شاہ کی تکلیف وہ خود میں محسوس کر رہا تھا۔۔۔وہ دونوں اس طرف تھے جہاں روشنی بہت کم تھی اس لیے کوئی بھی ان کی

جانب متوجہ نا تھا۔۔۔سوائے طوبی شاہ کے وہ دور سے ہی انہیں دیکھ کر سمجھ گئی تھی کہ وہاں بات کیا ہو رہی تھی۔۔۔۔

دل کو ایسے دلبر پے بھی ناز ہوتا ہے
کسی سے تم پیار کرو
تو پھر اظہار کرو
کہیں نا پھر دیر ہو جائے
کہیں نا پھر دیر ہو جائے

میں نے انہیں بتانے میں دیر کر دی ہے اب کچھ نہیں ہو سکتا۔۔۔وہ جہاں" رہیں خوش رہیں۔۔۔تم ان کی خوشی خراب مت کرو اثنان"۔۔۔شاہ نے اس کو خود میں بھینچتے سمجھایا تھا۔۔۔۔

کوئی دیر نہیں ہوئی۔۔۔۔تم اجازت دو مجھے سب ٹھیک کر دوں گا میں""

۔۔۔۔اثنان دور ہوتا بولا۔۔۔وہ نہیں دیکھ سکتا تھا شاہ کی محبت کو کسی اور کے پہلو میں۔۔۔۔

مبارک سماں ہے

خوشی کا جہاں ہے

یہ دن کوئی تو نیا گل۔کھلائے گا

میرا ان سے تعلق ازل سے ہے اور ابد تک رہے گا۔۔۔میں انہیں زبردستی" پا کر اپنے عشق کی توہین پر قائل نہیں ہوں۔۔۔چاہے وہ میری دسترس میں رہیں یا کسی اور کی۔۔۔وہ میرے لیے اہم ترین ہیں اور رہیں گی"۔۔۔شاہ نے ایک نظر اس پر ڈال کر گھمبیر لہجے میں کہا تھا اور اثنان کو وہیں چھوٹے

مضبوط مگر شکستہ چال چلتا وہاں سے چلا گیا۔۔۔جبکہ حور جس کی نظر غیر ارادتاً اس طرف اٹھی تھی تو شاہ کو جاتا دیکھ اس کا دل بجھ سا گیا تھا۔۔۔

یہ کیوں پریشان ہے اللہ پاک۔۔۔شاہ لالے کو جلدی جلدی ان کی محبت " سے ملوا دیں تاکہ ان کی پریشانیاں دور ہوں "۔۔اس کے دل نے دعا کی تھی

۔۔۔

نظر سے بیان ہے

یہ وہ داستان ہے

چاہت کو کیسے کوئی بھی چھپائے گا

عاشقوں کی آنکھوں میں یہ راز ہوتا ہے

جبکہ شاہ کو جاتا طوبیٰ بھی دیکھ چکی تھی جبھی وہ اثنان کو غصے میں دیکھ کر اس کی طرف آئی۔۔۔

اثنان"۔۔۔۔۔۔اس نے مدھم آواز میں پکارا تھا کہ مقابل جو بے بسی کے"
عالم میں پیچ وتاب کھا رہا تھا معاً من پسند عورت کی سرور بخش آواز پر اس کا
دل زوروں سے دھڑکا تھا۔۔۔

اثنان کی جان"۔۔۔اس کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ پھیل گئی تھی"
اور شاہ پر آیا غصہ جھاگ کی طرح بیٹھ گیا تھا۔۔۔

بھائی غصہ دلاتا ہے اور بہن بجھاتی ہے"۔۔۔وہ بڑبڑایا تھا تو طوبی شاہ نے"
گھورا۔۔۔

شاہ لالے کہاں گئے"۔۔۔اس نے پوچھا۔۔۔"

کسی سے تم پیار کرو
تو پھر اظہار کرو
کہیں نا پھر دیر ہو جائے
کہیں نا پھر دیر ہو جائے

کسی پے اعتبار کرو

تو پھر اظہار کرو

کہیں نا پھر دیر ہو جائے

کہیں نا پھر دیر ہو جائے

وہ ادھر ہی ہے۔۔۔ تم بتاؤ جتنی پیاری لگ رہی ہو اتنی دور دور کیوں ہو"

"۔۔۔اثنان نے اسے بازوؤں سے تھام کر اپنے قریب کرے استفسار کیا۔۔۔

اُس کی آنکھوں پہ لُٹائی ھے بصارت ہم نے

اُس سے پہلے ہمیں ہر رنگ نظر آتا تھا!!!!!!.

آپ ہی نہیں چاہتے میں پاس ہوں"۔۔۔وہ ناراضگی ظاہر کرتی خود کو" چھڑوا کر دور ہوئی۔۔

طوبیٰ"۔۔۔۔اثنان کا لہجہ برہم ہوا تھا۔۔۔۔"

یہ کیا حرکت ہے"۔۔۔اس نے ماتھے پر تیوری چڑھائے پوچھا۔۔۔۔"

یہ جو آپ۔مجھے بھول جاتے ہیں مجھ سے لاپرواہ ہو جاتے ہیں کسی دن آپ" مجھے کھو دیں گے اور مجھے کسی اور کے ساتھ"۔۔۔۔وہ بول رہی تھی کہ اثنان نے درشتگی سے اس کی بات کاٹی۔۔۔۔

شٹ اپ۔۔۔۔میں برباد کر دوں گا سب کو۔۔۔جو آپ کو مجھ سے دور" کرنے کی کوشش کرے گا"۔۔۔

اور میں آپ کو بھی نہیں بخشوں گا اگر آپ نے مجھ سے زرا بھی دور ہونے" کا سوچا تو"۔۔۔وہ۔اسے اپنے بے انتہا قریب کرتا اس کے چہرے پر پھنکارا تھا یکدم سے اس کا غصے سے برا حال۔ہوا تھا۔۔۔

پھر آپ کہاں تھے۔۔۔۔آپ نے پوچھا تک نہیں کچھ بتایا تک نہیں۔۔۔"
مجھے انتظار کی سولی پر لٹکا کر لاتعلق ہو جاتے ہیں کیا میری قسمت میں انتظار
لکھا ہے"۔۔۔۔وہ شکستہ لہجے میں بولی تھی۔۔۔۔

ہاں آپ پر میرا فقط میرا انتظار فرض ہے۔۔۔اور آپ کریں گی"۔۔۔۔وہ"
ہنوز انداز میں تحکمانہ گویا ہوا تھا۔۔۔

مجھے آپ۔سے بات نہیں کرنی اس بارے۔۔۔لالے کیوں چلے گئے"
ہیں"۔۔۔۔اس نے ناراضگی کا اظہار کرتے شاہ کے متعلق پوچھا۔۔۔

آپ کو نہیں کرنی مجھے تو کرنی ہے نا بات"۔۔۔۔وہ اس کی دوسری بات"
اگنور کر گیا تھا۔۔۔تو طوبی نے نم نظروں سے دیکھتے چہرہ جھکا لیا۔۔۔

آئی ایم سوری۔۔۔زندگی۔۔۔میں چاہ کر بھی آپ۔سے بات نہیں کر سکا"
کہ میں آپ کو پریشان نہیں دیکھ سکتا تھا۔۔۔آپ سب جانتی ہیں"۔۔۔۔
اثنان نے نرمی سے اس کے ہاتھ تھامتے کہا۔۔۔

تو اس کا مطلب جب آپ پریشان ہوں گے ایسا ہی کریں گے "۔۔۔طوبیٰ نے شکوہ کیا تھا۔۔۔

نہیں اب ایسا نہیں ہو گا۔۔۔میں جتنا بھی پریشان ہوا اس کا حل میں اپنی حیات سے ڈھونڈو گا "۔۔۔اثنان نے اس کے رخسار پر ہاتھ رکھتے اس کا من صاف کرنا چاہا۔۔۔

آئی ایم سوری میری جان۔۔۔آپ میں میری سانسیں بستی ہیں۔۔۔اب کبھی بھی مجھ سے دور جانے کی بات مت کرنا "۔۔۔جبھی وہ اس کے ہاتھوں کو لبوں سے لگائے بولا۔۔۔

پھر آپ وعدہ کریں جتنے بھی پریشان ہوں گے مجھے سے بات کرنا نہیں چھوڑیں گے اور ہر بات مجھے بتائیں گے "۔۔۔طوبی نے فوراً سے کہا۔۔۔

اوکے آئی پرامس "۔۔۔اثنان کی تو روح ہی لرز اٹھی تھی طوبی کے دور جانے والی بات سن کر۔۔۔وہ شاہ کو تڑپتا دیکھ کر آخری حدوں کو چھو رہا تھا تو

اگراس کی اپنی جان دور جاتی تو کیا کہرام مچاتا۔۔۔اس کا دل سرپٹ دوڑنے لگا تھا۔۔۔

"طوبیٰ شاہ آپ میری ہیں یہ بات کبھی نہیں بھولتا۔۔۔چاہے میں اپ کے پاس ہوں یا نہیں۔۔۔رابطے میں ہوں یا نہیں۔۔۔آپ ہمیشہ خود کو میری امانت سمجھیں گی۔۔۔اور میں امانت میں خیانت برداشت نہیں کروں ۔۔۔۔یہ بات واضح بتارہاہوں۔۔۔۔۔۔۔اگر آپ کے دل میں میری محبت کو لے کر زراسا بھی شک گزرا تو۔پھر نسلیں تباہ ہو جائیں گی۔۔۔آپ ہر پل آتی جاتی سانسوں میں یہ۔ورد رکھیں کہ آپ اثنان ملک کی ہیں اور اسی کی رہیں گی"۔۔۔

اثنان نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے سنجیدگی سے کہتے طوبیٰ پر باور کروایا تھا۔۔۔

اور اثنان ملک جلد ہی آپ کے تمام شکوے دور کرے گا یہ وعدہ ہے آپ "
سے "۔۔۔اثنان اسے کھینچ کر اپنے سینے سے لگائے بولا تھا تو طوبیٰ شاہ کو لگا
تھا اس کے انتظار کا پھل۔ مل گیا ہو۔۔۔وہ کچھ لمحے اسے یوں ہی سینے سے
لگائے کھڑا رہا تھا۔۔اور دونوں ایک دوسرے کو محسوس کرتے اپنے دل کی
بے تابی سنا رہے تھے۔۔۔
کہ جبھی اس طرف اٹھتے قدموں کی آواز سنتی طوبیٰ شاہ ہڑ بڑا کر دور ہوئی تھی
۔۔۔
آپ لوگ یہاں ہیں میں کب سے آپ کو دیکھ رہی مما بلا رہی مہندی کی "
رسم کرنی "۔۔۔عشال نے مسکرا کر انہیں پیغام پہنچایا تو وہ ایک دوسرے کو
محبت پاش نظروں سے دیکھتے سٹیج کی طرف گئے تھے۔۔۔۔

رسم زور و شور سے جاری تھی۔۔۔سب باری باری دونوں کو مہندی لگا رہے تھے۔۔۔اب ڈی جے نے مہندی کی رات سونے پلے کیا ہوا تھا جس نے ایک الگ ہی سماں باندھ رکھا تھا۔۔۔

بڑے سب رسم۔کر چکے اور بچوں کو دعائیں دے کر مردان خانے چلے گئے تھے جبکہ لڑکے ابھی تک ادھر ہی رکے ہوئے تھے۔۔۔

بلاج اور بسمل ہدا اور عشال نے الگ سے رونق مچائی ہوئی تھی۔۔۔تو وہیں سبطین شاہ کی آگ برساتی نظریں روباب پر جمی رہی تھی جس نے بالکل بھی میک اپ ریمونا کیا تھا۔۔۔اور اپنی بات کی نفی دیکھ کر وہ بھڑکا ہوا تھا۔۔۔تو وہیں آرون کی بھی شرربار نگاہیں مروہ پر تھیں جس نے اس کے سامنے تو بال باندھ لیے تھے مگر تھوڑی دیر بعد ہی وہ کھلے بالوں میں اسے دکھتی اس کا پارہ ہائی کیے ہوئے تھی۔۔۔

تو یارم شاہ بھی نرم گرم گھوریاں نینا کو نواز رہا تھا جس نے اس کی تو بالکل نامانی تھیں یوں ہی اچھلتی کودتی لہراتی پھرتی اس کا ضبط آزما رہی تھی۔۔۔اور آبان

شاہ بھی محبت پاش نظروں سے اپنی محترمہ کو دیکھ رہا تھا جس کے چہرے پر تب سے سجے رنگ اس کے حسن میں چار چاند لگا رہے تھے۔۔۔جبکہ اثنان ملک بھی ان کو مہندی لگا کر اپنی زندگی پر ایک بھرپور غائر نظر ڈال کر دوسرے حصے بڑھ گیا تھا۔۔۔

۔۔۔

وہ اسے کہہ کر سٹیج سے نیچے اتر گئی جبکہ بائیں جانب سب لڑکیاں لڑکے کھڑے خوش گپیوں میں مصروف تھے۔۔۔ساتھ ہی بلاج اور بسمل ڈانس کر رہے تھے سب خواتین ان کی جانب متوجہ لطف اٹھا رہی تھیں۔۔۔

حور نے زرا سا رخ ترچھا کیے اس بے مہر بنے شخص کو جو دیکھا تھا جس نے ایک بار بھی اس کے درد کا نا پوچھا تھا۔۔۔

تیمور تم کیوں کر رہے ہو ایسا"۔۔۔جبھی دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر اس" نے سوال کیا۔۔۔

میں نے تم سے کیا کہا حور۔"۔۔۔وہ بات اسی پر ڈال۔گیا۔۔۔"

تم کوئی بات نہیں کر رہے۔۔۔آخر کیوں"۔۔۔۔"

تم چاہتی ہو کہ میں تمہاری تعریف کروں تو سوری یہ مجھ سے نہیں ہو گی" کیونکہ ابھی میں نے تمہیں دیکھا نہیں اور نا ہی دیکھ سکتا ہوں جب تک تم ٹھیک نہیں ہو جاتی"۔۔۔وہ روکھے لہجے میں بولا جبکہ اس کی نگاہیں بالاج بسمل کے ڈانس پر جمی تھیں۔۔۔

تیمور یہ کیا پاگل پن ہے"۔۔۔تو اس کی بات سن کر حور کو اس کی دماغی حالت پر شبہ ہوا تھا۔۔۔

تم۔نے ابھی دیکھا نہیں میرا پاگل پن۔۔۔جو میرا ہے اسے کوئی چھوے" میں ٹکڑے کر ڈالوں ان کے۔۔۔اور انہوں نے تمہیں جی بھر کر چھوا تکلیف دی تم اس وقت نہیں سمجھ سکتی میں کس حالت سے گزر رہا ہوں" ۔۔۔اس نے شدت پسندگی سے اپنی سوچ سے آگاہ کیا۔۔۔

تیمور"۔۔۔تو حور نے حیرت سے دیکھتے پکارا۔۔۔"

جاؤ آرام کرو۔۔۔اور جلدی ٹھیک ہو جاؤ تمہارے لیے ایک سرپرائز ہے" "۔۔۔جبھی وہ اس کی طرف رخ کرتا ہلکے پھلکے انداز میں بولا۔۔۔

کیسا سرپرائز"۔۔۔"

پہلے پرومس کرو تم اسے دل و جان سے قبول کرو گی چاہے جیسا بھی ہوا""

۔۔۔نیلی آنکھوں میں چمک لیے اس نے تصدیق چاہی۔۔۔

وعدہ"۔۔۔۔تو حور نے جھٹ سے عہد کیا تھا۔۔۔"

ٹھیک ہے صبح پتا چل جائے گا تم اپنے وعدے پر قائم رہنا"۔۔۔۔"

تو حور نے اسے دیکھ کر سر ہلایا۔۔۔۔

تبھی نینا اور روباب آئیں تھی اور اسے احتیاط سے اٹھنے میں مدد دے کر سہارا دیے اندر کی جانب بڑھی تھیں۔۔۔۔۔

ار باز تمہارے بنا ہم آدھے ہیں یار"۔۔۔ سپیکر سے بھاری اداس آواز" گونجی تھی۔۔۔۔

آپ مجھے ہر قدم پر ساتھ پائیں گے مگر اس وقت مجھے روکنے کی، آپ کی ہر " کوشش بے وقعت ہو گی"۔۔۔شاہ نے اپنے ازلی انداز میں کہا تھا۔۔۔۔

بہت ضدی ہو یار تمہیں صرف وہی روک سکتی ہے ایسا کرو مجھے اس کا نمبر" دوں میں بتاؤں کہ اس کی وجہ سے ہمارا کتنا اہم بندہ ملک چھوڑ کر جا رہا ہے "۔۔۔مقابل نے احتجاجاً کہا۔۔۔۔

آپ ان کی حمایت کریں مجھے زیادہ اچھا لگے گا"۔۔۔۔"

شاہ نے بھاری لہجے میں کہا تو چیف کا قہقہہ برجستہ تھا۔۔۔۔

مجھے کیوں لگ رہا ہے کہ تم بہت جلد اسے پالو گے"۔۔۔اس کی مسکاتی"

آواز ابھری۔۔۔۔

میرا فیصلہ اٹل ہے۔۔۔آپ کو جو لگ رہا ہے اس پر بحث ہم لندن میں ہی"

کریں گے"۔۔۔۔شاہ نے ان کے حربے کو ہوا میں اڑایا۔۔۔تو چیف دل

کھول کر مسکرا دیا تھا۔۔۔

تمہارے عشق کی خیر ہو۔"۔۔چیف نے دل سے کہا تھا۔۔"

اور شاہ نے الوداعی کلمات کہہ کر رابطہ منقطع کر دیا تھا۔۔۔اس کے لیے حور

کو اپنا بنانا مشکل کام نہیں تھا۔۔۔۔مگر پانے اور اپنا بنانے میں طویل مسافت

کا فرق تھا۔۔۔

میری قسمت کے ہر اک پنے پے

میرے جیتے جی بعد مرنے کے

میرے ہر اک کل ہر اک لمحے میں

تو لکھ دے میرا اسے

وہ چیف کی جانب سے بھیجی جانے والی انفارمیشن دیکھتا نظریں فون سکرین پر ڈالے سیڑھیاں عبور کرنے لگا تھا۔۔۔اس کے چہرے پر بلا کی سنجیدگی تھی جبکہ دل میں تو حشر برپا تھا۔۔۔کہ جبھی اس کے نمبر پر کمشنر کی کال آنے لگی تھی اور وہ سمجھ گیا تھا کہ چیف اب اسے روکنے کے لیے کمشنر کا سہارا لے رہا تھا۔۔۔

شاہ اسپیکنگ "۔۔۔اس کی بھاری آواز گونجی تھی۔۔۔پر نجانے دوسری" طرف سے کہا کہا گیا تھا کہ اس کے ماتھے پر شکنوں کا جال پڑا تھا۔۔۔کہ سب سر دھڑ کی بازی لگا کر اسے حور سے ملانے پر تلے تھے مگر کوئی اس کی کیوں نہیں سوچ رہا تھا۔۔۔اس کا دل شکوہ کناں ہوا تھا۔۔۔

ہر کہانی میں سارے قصوں میں

دل کی دنیا کے سچے رشتوں میں

زندگانی کے سارے حصوں میں

تو لکھ دے میرا اسے

اے خدا اے خدا

جب بنا اس کا ہی بنا

میرا جانا ناگزیر ہے کمشنر۔۔۔میرے پاس اختیارات ہیں کہ میں ان" بروئے کار لا سکوں۔۔۔آپ کی زرا سی بداخلاقی آپ کے حق میں بری ثابت ہو گی"۔۔

وہ فون کان سے لگائے اپنے پورشن کی جانب بڑھتا گھمبیر لہجے میں بولا تھا کہ حور جو کچھ دیر پہلے ہی اپنے کمرے میں آئی تھی کہ اب ملازمہ کو بلانے کے

لیے اپنے کمرے سے باہر نکلی تھی کہ وہ اس کے ڈریس چینج کتنے میں مدد کر سکے مگر سامنے ہی شاہ کر دیکھ کر وہ رکی تھی۔۔۔

اس کا ہوں اس میں ہوں اسے ہوں

اسی کا رہنے دے

میں تو پیاسا ہوں

ہے دریا، وہ ذریعہ، وہ جینے کا میرے

شاہ صاحب۔۔۔میں "۔۔۔"

آپ کا مسئلہ میری آفیسرز حل۔کر دیں گے۔۔۔یہ کوئی بڑی بات نہیں" ہے کہ میں اپنی فلائٹ کینسل کرواؤ"۔۔۔

اس کی ایک بار پھر سخت آواز گونجی تھی کہ حور نے حیرت سے اس یونانی دیوتاؤں کے حامل شہزادے کو دیکھا تھا۔۔۔جواب راہداری مڑ گیا تھا۔۔۔

مجھے گھر دے گلی دے شہر دے

اسی کے نام کے

قدم یہ چلیں یار کیں

اب اسی کے واسطے

یہ شاہ لالے کہاں جا رہے "۔۔۔وہ خود سے بڑبڑائی۔۔۔"

کہ جبھی اس کی نظر سیڑھیوں سے آتے شاہ کے خاص ملازم پر پڑی۔۔۔

چچا رکیں "۔۔۔"

جی بٹیا"۔۔۔ملازم نے مودبانہ نظریں جھکائے کہا۔۔۔"

شاہ لالے کہاں جا رہے ہیں "۔۔۔ "

یہ تو پتا نہیں بیٹیا مجھے انہوں نے سامان پیک کرنے کے لیے بلایا ہے"

"۔۔۔ملازم بتا کر آگے بڑھ گیا۔۔۔

اس کا مطلب شاہ لالے میری شادی میں نہیں ہوں گے "۔۔۔حور اداس سی ہوئی تھی۔۔۔

کام ہو گا انہیں کوئی میں ان کی طبیعت کا تو پوچھ لوں۔۔۔۔کیا سوچ رہے ہوں گے کہ ناحال پوچھا نا شکریہ ادا کیا"۔۔۔۔حور خود سے مخاطب ہوئی تھی اور پھر ہنوز سجی سنوری، گھونگھٹ والا دوپٹہ وہ پہلے ہی اتار چکی تھی کہ لہنگے کا دوپٹہ گلے میں ڈالے پیٹ پر ہاتھ رکھے اسی طرف بڑھی تھی۔۔۔ دوائی لینے کے بعد اس کا درد کم ہوا تھا مگر اب وقفے وقفے سے ٹھیسیں اٹھ رہی تھیں۔۔۔

دل مجھے دے اگر

درد دے اس کا پر

اس کی ہو وہ ہنسی

گونجے جو میرا گھر

اے خدا اے خدا

جب بنا اس کا ہی بنا

شاہ اپنے کمرے سے ملحقہ سٹڈی روم آیا تھا۔۔۔اور اپنا لیپ ٹاپ آن کیے نئے مشن کی ڈیٹیل چیک کرنے لگا تھا۔۔۔

میرے حصّے کی خوشی کو ہنسی کو

تو چاہے آدھا کر

چاہے لے لے تو میری زندگی

پر یہ مجھ سے وعدہ کر

اسے ابھی کچھ ہی دیر ہوئی تھی کہ ہلکی آواز میں دروازے پر دستک ہوئی تھی کہ شاہ نے گہری سیاہ آنکھیں اٹھا کر اپر دیکھا تھا تو سامنے ہی حوروں کو مات

دیتی وہ اپنے نام کی طرح آسمان سے اتری حور موتیے کی خوشبو میں رچی بسی خوبصورت چہرے پر ہلکی سی جھجک لیے اپنی تمام تر رعنائیوں سمیت سراپا قیامت بنی مقابل کے دل کو بغاوت پر اتار گئی تھی۔۔۔کہ شاہ کا دل سینے میں سکڑ کر پھیلا اس کی دسترس سے بے قابو ہوتا دھڑک اٹھا تھا۔۔۔تو آنکھیں من پسند شخص کو دیکھتے ہی چمک اٹھیں تھیں۔۔۔

اس کے اشکوں پے

غموں پے دکھوں پے

ہر اس کے زخم پر

حق میرا ہی رہے

ہر جگہ ہر گھڑی

ہاں عمر بھر

اسے دیکھ کر اسے ضبط کا خول چٹختا محسوس ہوا تھا۔۔۔اور جذبات میں غضبِ تموج برپا ہو چکا تھا۔۔۔دل دہائی پر اترتا ضد پر اڑ گیا تھا کہ اسے یہ چاہیے ہر حال میں ہر قیمت پر۔۔۔۔

اب فقط ہو یہی

وہ رہے مجھ میں ہی

ہو جدا کہنے کو

بچھڑے نا پر کبھی

اے خدا اے خدا

جب بنا اس کا ہی بنا

اے خدا اے خدا

جب بنا اس کا ہی بنا

میں اندر آسکتی ہوں"۔۔۔شاہ کو خود کی جانب اس طرح دیکھتا پا کر اور" اجازت نا ملنے پر شدید نروس ہوئی تھی۔۔۔

میری قسمت کے ہر اک پنے پے
میرے جیتے جی بعد مرنے کے
میرے ہر اک کل ہر ایک لمحے میں
تو لکھ دے میرا اسے

تو وہ جو اس میں کھو سا گیا تھا کہ اس کی مدھم آواز اور چہرے پر بکھرتی لالی کو دیکھ کر اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ چھپ دکھلا کر غائب ہوئی تھی ۔۔۔اور دل سے سرگوشی نکلی تھی۔۔۔۔

مجھے بار بار صدا نہ دے

میری حسرتوں کو ہوا نہ دے

میرے دل میں آتش عشق ہے

میری آگ تجھ کو جلا نہ دے

آجائیں"۔۔۔وہ گھمبیر آواز میں کہہ کر نظریں لیپ ٹاپ سکرین پر" مرکوز کر گیا کہ اس کا پوری طرح حور کی جانب متوجہ ہونا اس کو پزل سا کر رہا تھا۔۔۔

تو اجازت ملتے ہی وہ انگلیاں مروڑتی اندر آئی۔۔۔شاہ اس کی جانب متوجہ نا ہو کر بھی تمام حساسیت کو اس سے جوڑے ہوئے تھا۔۔۔جیسے وہ آگے بڑھ رہی تھی اس کی دلفریب مہک اس عاشق کے سکون کا موجب بن رہی تھی۔۔۔

معاًوہ شاہ سے کچھ فاصلے پر رک سی گئی تھی۔۔۔

وہ میں۔۔۔۔میں وہ"۔۔۔"

وہ جو کہنا چاہا رہی تھی کہ مقابل کی شخصیت کے پر زور اثر تلے اس کی الفاظ گم سے ہو رہے تھے تو شاہ نے گہری نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔۔۔

میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔۔اور شکریہ کی صرورت نہیں ہے آپ کی"

حفاظت مجھ پر فرض ہے"۔۔۔اس نے بڑی مدھم آواز میں سرگوشی نما کہتے حور کی پریشانی دور کرت اسے ورطہ حیرت میں ڈالا تھا کہ اس کی آنکھیں پھیلیں۔۔۔۔

آپ کو کیسے پتا کہ میں یہ"۔۔۔وہ ممکنہ حد آنکھیں پھاڑے اسے ہی دیکھ" رہی تھی۔۔۔تو شاہ نے لب دبا کر مسکراہٹ روکی۔۔۔

میں آپ کو آپ سے بھی زیادہ جانتا ہوں"۔۔۔وہ اسے جتا کر اپنے کام کی" طرف متوجہ ہوا۔۔۔اس کی بات میں کچھ تو تاثر تھا کہ حور کا دل زور سے دھڑکا تھا۔۔۔تو حور نے بغور اسے دیکھا تھا۔۔۔

آپ کہیں جا رہے ہیں"۔۔۔۔معاً اس نے من میں مچلتا سوال پوچھ ڈالا۔۔۔

جی لندن"۔۔۔۔وہ کسی کو اپنی لائف کے بارے نہیں بتاتا تھا پر جو سامنے کھڑی تھی وہ اس لائف کی مالک تھی سوال کرنا اس کا حق تھا اور جواب شاہ پر فرض تھا۔۔۔۔

کیا آپ شادی میں نہیں آئیں گے"۔۔۔۔اس نے ڈرے لرزتے پھر سے استفسار کیا۔۔۔۔

تو لحظہ بھر کے لیے شاہ کے ہاتھ رکے تھے آنکھیں ساکت ہوئیں تھیں ۔۔۔۔شادی۔۔۔۔مطلب کل کے بعد وہ ہمیشہ کے لیے اس کی دسترس سے باہر ہونے والی تھی۔۔۔۔

ممکن نہیں ہے"۔۔۔۔شاہ مخصوص انداز میں بولا تھا۔۔"

جبکہ حور جو کچھ کہنے لگی تھی کہ یکدم سے اسے پھر درد کی ٹھیس اٹھی تھی

۔۔۔

آہہہ "۔۔۔۔تو اس کے منہ سے ہلکی سی کراہ نکلی تھی کہ شاہ نے چونک کر "

اپنی عزیز من ہستی کو دیکھا تھا۔۔۔اس سے پہلے حور درد سے دوہری ہوتی

گرتی شاہ بجلی کی تیزی سے اپنی جگہ اسے اٹھتا اسے مضبوط بازوؤں کا سہارا

فراہم کر گیا تھا۔۔۔کہ حور اس کی حصار میں گھری ہاتھ اس کے شانوں پر

ٹکا کر سینے سے سر ٹکائے آنکھیں موندے گئی۔۔۔

تو وہ اس کی تکلیف روح تک محسوس کرتا سلگ اٹھا تھا۔۔۔۔

جو درد برداشت کرتی اسے سینے کا حصہ بنی اس کے دلفریب مدہوش کن

کلون کی خوشبو محسوس کرتی شدت سے آنکھیں میچے ہوئی تھی۔۔۔جبکہ اس

کے وجود پر اس کی زیر کر دینے والی قربت کے اثر سے ہلکی ہلکی کپکپی سی طاری

ہوئی تھی کہ شاہ نے اس کی پشت پر حصار مضبوط کیے اسے مزید خود سے لگا لیا

تھا۔۔۔کہ حور کے تڑپتے دل کو ایک الگ ہی سکون ملا تھا جس سے وہ انجان

تھی۔۔۔۔

آپ ٹھیک ہیں"۔۔۔شاہ نے اس کی پشت پر حصار باندھے اس کے سر پر" نظریں مرکوز کیے پوچھا۔۔۔

جج جی"۔۔۔وہ لرزتی آواز میں بولی تھی۔۔۔اس کی ہتھیلیوں میں پسینہ" پھوٹ آیا تھا۔۔۔اور وہ شدت سے شاہ کی شرٹ مٹھیوں میں جکڑ کر اس کے سینے پر ہی گہرے گہرے سانس بھرنے لگی۔۔۔کہ شاہ جو آگ میں جل۔رہا تھا کہ اس کی نرم گرم سانسیں اپنے دل کے مقام پر محسوس کر کے اس کے اندر لگی آگ پر ٹھنڈی پھوار پڑی تھی۔۔۔

ابھی آپ کے زخم ٹھیک نہیں ہوئے چلنے پھرنے سے احتیاط برتا کریں""" ۔۔۔شاہ نے اس کے بال سہلاتے نرمی سے سمجھایا۔۔۔تو حور نے ہاتھ اس کی پشت پر باندھے تھے تو شاہ کا دل کر رہا تھا وہ یوں ہی اس کے سینے سے لگی رہے۔۔۔اسی کی رہے اسی میں رہے۔۔۔

پاس آؤ میں تمہیں دیکھ لوں قریب سے

آنکھوں کو یہ راحتیں ملتی ہیں نصیب سے

بازوؤں میں تم مجھے بے تحاشا گھیرے ہو

کل کی فکر ہے کس کو تم ابھی تو میرے ہو

آپ مت جائیں"۔۔۔کہ جبھی حور نے کہا۔۔۔تو شاہ نے سرخ" نظروں میں جذبات کا ٹھاٹھے مارتا سمندر لیے اسے دیکھا تھا جو اس کے وجود کا حصّہ بنے ہوئے تھی۔۔۔

آپ مجھ سے میری جان مانگ لیں مگر یہ مجھ سے نہیں ہو پائے گا حور"

"۔۔۔وہ اس کے سر پر نامحسوس انداز میں لب رکھتا گھمبیر لہجے میں بولا تھا

۔۔۔۔

کہ حور نے سر اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔۔۔اس کا درد اب کم ہو رہا تھا اسے سکون مل رہا تھا۔۔۔

میں۔۔۔میں بھی آپ کی شادی میں نہیں آؤں گی"۔۔۔وہ اس سے دور" ہوتی جھجھک کر بولی۔۔۔

تو میں شادی نہیں کروں گا"۔۔۔وہ معنی خیزی سے گویا ہوتا والہانہ اس" کے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔۔۔حور کو اچھا لگا تھا اس کی اہمیت ابھی بھی شاہ کے لیے بہت تھی۔۔۔اس کی دھڑکنیں متزلزل ہوئی تھیں۔۔۔کہ جبھی نظریں جھکائی تو نگاہ اپنے ہاتھوں پر پڑی۔۔۔

آپ نے مجھے مہندی بھی نہیں لگائی"۔۔۔معاً یاد آتے ہی حور نے شکایت" کی۔۔۔تو وہ جود لجمعی سے اسے دیکھ رہا تھا اس کا یکلخت چہرہ سنجیدہ ہوا تھا

۔۔۔۔

آپ چاہتی ہیں میں آپ کو مہندی لگاؤں"۔۔۔دفعتاً اس نے بھاری" مدھم آواز میں استفسار کیا تھا۔۔۔تو حور نے فوراً سے سر اثبات میں ہلایا تھا ۔۔۔

کہ جبھی شاہ اسے تھام کر صوفے پر بیٹھائے اس کے برابر بیٹھا تھا۔۔۔جبکہ حور حیرانگی سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔ارباز شاہ نے اس کے نازک ہاتھوں کو اپنے ہاتھ میں لے کر دوسرے سے پاکٹ میں سے ایک کٹر نکالا تھا جس کا بٹن پریس کرتے ہی چھوٹا سا تیز دھار نائف نکلا تھا۔۔۔تو حور نے الجھی نظروں سے اسے دیکھا تھا اس سے پہلے کہ حور کچھ سمجھ پاتی شاہ نے اس نائف کو ہاتھ میں دبائے اس کے ہاتھوں پر کیا تھا کہ پل میں اس کے ہاتھ سے خون بہتا حور کے ہاتھوں کو رنگتا چلا گیا تھا۔۔۔وہ محبت بھری نظروں سے حور کو دیکھ رہا تھا جبکہ حور آنکھیں پھیلائے حواس باختہ سی اس کے خون کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

شاہ لالے"۔۔۔حور یکدم سے چلائی تھی۔۔۔اس کی شہد رنگ آنکھوں"
میں پانی جمع ہو آیا تھا۔۔۔تو دھڑکنوں نے ادھم مچا ڈالا تھا۔۔۔
یہ کیا۔۔۔خ۔۔۔۔خون"۔۔۔۔اس کی دیوانگی کی رمق پر وہ سراسیمگی کی"
کیفیت میں ڈوبی زرد چہرے سے اس کے خون کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔کہ
بر محل حواسوں میں لوٹتی حور نے اس کے ہاتھ سے کٹر دور جھٹکا تھا۔۔۔اور
اتنی ہی تیزی سے اپنی کلائی پر شگن کے گانے پر بندھا رومال کھینچ کر فوراً سے
اس کی ہاتھ پر لپیٹے لگی تھی۔۔۔تو شاہ گہری نظروں سے اس کا ہر ایک عمل
دیکھتا زیر لب مسکرا دیا تھا۔۔۔
وہ اس کی معمولی سے زخم پر تڑپ اٹھی تھی تو اس کے دل کی کیفیت جان کر
اس کی کیا حالت ہوتی۔۔۔شاہ کو اپنی حور پر ڈھیروں پیار آیا تھا۔۔۔۔
اپ نے کیوں کیا ایسا"۔۔۔۔لرزتے ہاتھوں سے وہ گرہ لگائے بمشکل بولی"
تھی۔۔۔۔۔

میں اپنے خون کے ہر قطرے کو آپ پر قربان کر دوں گا حور آپ فقط "
مہندی کی بات کرتی ہیں "۔۔۔وہ اس کے چہر کو دیکھتا جزب کے عالم میں بولا
تو حور نے نم شکوہ کناں نظروں سے اسے دیکھا تھا۔۔۔
آپ جان لے رہے تھے میری "۔۔۔وہ آنکھوں میں آنسوؤں کا جہاں آباد "
کیے نم آواز میں بولی۔۔۔تو شاہ نے نثار نظروں سے اسے دیکھا تھا۔۔۔

جب تک میں ہوں آپ کو کچھ نہیں ہو سکتا۔۔۔میں آپ کا صدقہ ہوں "
حور "۔۔۔ارباز گھمبیر تاسر گوشی نما بولا تو اس کے ہاتھ کا پوری طرح جائزہ
لے کر حور نے اسے دیکھا۔۔۔

میں ناراض ہوں آپ سے "۔۔۔وہ اسے دیکھ کر دکھ سے بولتی ہچکیوں "
سے رو دی تھی نجانے اسے کیوں رونا آرہا تھا وہ لاعلم اور بے بس تھی۔۔۔

توشاہ نے آگے بڑھ کر اسے اپنے سینے سے لگا یا لیا۔۔۔اس کے آنسو ہی تو شاہ کی کمزوری تھے۔۔۔۔

اششش۔۔۔ریلیکس۔۔۔۔اٹس نارمل "۔۔۔۔شاہ نے اسے کے بالوں " میں انگلیاں سہلاتے پچکارا۔۔۔۔۔

آپ پتا نہیں کیوں اتنے جنونی بن جاتے "۔۔۔وہ اسی کی شکایت اسی سے " لگاتی بھیگی آواز میں بولی۔۔۔حقیقتاً وہ ڈر گئی تھی۔۔۔۔اس کے ہاتھوں پر ابھی تک شاہ کا خون تھا۔۔۔۔

بس بچہ چپ ہوں آپ کے آنسوں مجھے تکلیف دے رہے "۔۔۔وہ " بھاری بوجھل آواز میں بولا تو حور سوں سوں کرتی دور ہوئی تھی۔۔۔۔

اب آپ ایسا نہیں کریں گے "۔۔۔اس نے پلکیں جھپکتے گویا اس پر حکم " چلایا۔۔۔کہ شاہ کے لبوں پر جاندار مسکراہٹ چھائی تھی۔۔۔

نہیں ہو گا۔۔۔آپ کو مہندی لگانی تھی لگ گئی "۔۔۔۔"

تواس نے اپنے محبوب کی حکم کی تعمیل میں سر خم کرتے اس کے سرخ ہاتھوں کی جانب اشارہ کیا تھا۔۔۔اس کی آنکھوں میں کچھ تو ایسا تھا کہ حور جی جان سے لرز اٹھی تھی۔۔۔

اس کے ہاتھوں پر شاہ کا خون رچ بس کر اس کی مہندی پر اپنے نام لکھوا گیا تھا ۔۔۔وہ یک ٹک سی اپنے ہاتھ دیکھے گئی۔۔۔

اپنا خیال رکھا کریں بہت اہم ہیں آپ"۔۔۔۔ جبھی شاہ نے پر شوق" نظروں سے اسے دیکھتے گھمبیر آواز میں کہا تو حور نے سر اٹھا کر اسے دیکھا تھا اور پھر سر ہلا کر اپنی جگہ سے اٹھی تھی۔۔۔۔

آپ جلدی آیئے گا"۔۔۔۔ حور اسے کہہ کر جس طرح آئی تھی اسی طرح" چلی گئی۔۔۔۔شاہ نے حسرت بھری نظروں سے اسے جاتا دیکھ پھر اپنا زخمی ہاتھ لبوں سے لگا کر ازیت سے چور سر صوفے کی پشت سے ٹکائے آنکھیں موند گیا۔۔۔

کیوں اس قدر لازم و ملزم ہیں آپ"۔۔۔اس کے لب بے آواز ہلے"

تھے۔۔۔

اک کرب کا موسم ہے جو دائم ہے ابھی تک
اک ہجر کا قصہ ہے کہ مکمل نہیں ہوتا

ایلی غصّے سے پنپتی ہوئی ایمرجنسی وارڈ کے باہر چکر کاٹتی چہرے پر سنجیدگی سجائے ڈاکٹر کے آنے کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔اس کے ساتھ جولی بھی موجود تھی جو کہ پریشان سی دیوار کے ساتھ لگی چیئر پر بیٹھی تھی۔۔۔ انہیں رات سے صبح ہو گئی تھی اور وہ ان تینوں کی خیریت کے لیے دعا گو تھیں۔۔۔رات ہی ڈاکٹر نے انہیں بتایا تھا کہ ان کی حالت خطرے میں ہے ۔۔۔جسے سن کر علیحہ اور جولی حواس باختہ سی ہو گئی تھیں۔۔۔انہوں نے ان

کے گھر نہیں بتایا تھا کہ پھر ان کی فیملی پریشان ہو جاتی اور وہ طرح طرح کے سوال کرتے۔۔۔

کیونکہ عباس شاہ کے آدمیوں نے ان تینوں کو بڑی بے دردی سے مارا تھا۔۔۔

اور ایلی کیا جواب دیتی کہ یہ سب اس کی وجہ سے ہوا تھا۔۔۔اگرچہ عباس شاہ نے اسے واضح لفظوں میں سمجھا دیا تھا کہ وہ دور رہے جوہن سے اور باقی لڑکوں سے۔۔۔ مگر ایلی پر تو عباس شاہ کو نیچا دیکھانے کا بھوت سوار تھا۔۔۔ وہ عباس شاہ کو دیکھانا چاہتی تھی کہ اس کی بات کی کیا اوقات ہے اس کی نظر میں۔۔۔اور دوسرا وہ کسی نا کسی طرح عباس شاہ کو مجبور کرنا چاہتی تھی کہ وہ شرط ہار کر اس کے سامنے آئے اور پھر ایلی مسرور ہو کر اس سے طلاق کا مطالبہ کرے۔۔۔ جبھی تو عباس شاہ کی دسترس سے نکل کر اس نے سب کو کلب آنے کا کہا تھا اور وہ جانتی تھی کی عباس شاہ اس کی نگرانی ضرور کروا رہا ہو گا تبھی تو وہ جوہن کے قریب ہوئی تھی۔۔۔اس سے پہلے کے ایلی جوہن

کے گلے ملتی کہ ایلی کی حفاظت پر معمور تین گارڈز عباس کے حکم پر پلک جھپکتے ہی ان کو گھیر کر جوہن کو ایلی سے دور کھینچتے کلب سے باہر قدرے تاریک حصے میں لے آئے تھے۔۔۔اور پھر بغیر کوئی سوال جواب کے بنا رکے جوہن پر پل پڑے تھے۔۔۔ان کے باقی دو دوست جو دیکھ رہے تھے کہ ایلی اور جولی سمیت وہ بھاگ کر باہر آئے تھے آگے سے جوہن کو مار پڑتا دیکھ وہ چھڑوانے کے لیے بڑھے تو عباس شاہ کے آدمیوں نے انہیں بھی روئی کی طرح دھنک کر رکھ دیا تھا۔۔۔جبکہ ایلی اور جولی حیران پریشان سے معاملہ سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔وہ دونوں ان کو چھڑوانے کے لیے آگے بڑھی تھیں کہ ایک آدمی ہاتھ میں گن تھامے رخ ان کی طرف کرتا فوراً سے ان کے آگے آتا انہیں روک گیا تھا۔۔۔

کہ ان دونوں کے سانس سوکھ گئے تھے۔۔۔وہ اس اچانک نازل ہونے والی مصیبت پر متعجب سی تھیں۔۔۔

عباس شاہ کے آدمیوں اور ایلی کے گارڈز نے بڑے اطمینان سے دل کھول کر ان کا ریمانڈ لینے کے بعد سڑک کے کنارے کھڑی اپنی گاڑی میں بیٹھ کر منظر سے غائب ہو گئے تھے کہ ان کے جاتے ہی ایلی اور جولی لپک کر ان تینوں کے پاس آئی تھیں جو بازو ٹانگیں تڑوا کے بے ہوش پڑے تھے۔۔۔ ایلی اور جولی ان کی حالت پر روتی ہوئیں ایمبولنس کو کال کرتی اگلے دس منٹ میں انہیں ہوسپٹل لے کر پہنچ گئی تھیں۔۔۔ جہاں ڈاکٹرز ان کی حالت دیکھ کر فوراً ہی ایمرجنسی لے گئے تھے۔۔۔

رات سے اب تک ایلی انگاروں پے لوٹ رہی تھی۔۔۔ اخوات تو اسے علم نا تھا مگر بعد میں جوہن کو اچانک مار پڑنے کے بارے سوچ کر اس کا دماغ دوڑتا ہوا عباس شاہ کے گرد جا پہنچا تھا۔۔۔ اور عباس شاہ کی تنبیہ یاد آتے ہی اس کے اندر غصے کا الاؤ دہک اٹھا تھا۔۔۔ اس کا پلین اتنے برے طریقے سے فلوپ ہو گا اس نے سوچا نا تھا۔۔۔

اس کے گمان میں بھی نا تھا کہ اب عباس شاہ اس کی شرط جیتنے کے لیے اسی کے منصوبے کو بے دردی سے روند ڈالے گا کہ دوبارہ کچھ بھی کرنے سے پہلے ایلی سو بار سوچے گی۔۔۔وہ تو سمجھ رہی تھی کہ عباس شاہ جیلس ہو گا اور پھر بغیر کچھ سوچے سمجھے غصے میں اس کے سامنے آئے گا اور پھر ایلی پر حق جتائے گا تب وہ کہے گی کہ تم ہار گئے ہو سو حق بھی کھو چکے ہو۔۔۔مگر یہاں تو سب الٹا ہوا تھا۔۔۔

!!کہ وہ عباس شاہ تھا۔۔۔تفکر کے برعکس۔۔۔۔

عباس شاہ اس کے عہد و پیماں کے مطابق اس سے فاصلہ رکھ کر بھی اس پر تسلط قائم کیے ہوئے تھا اور یہ خیال ہی ایلی کے پیچ و تاب میں اضافہ کر گیا تھا ۔۔۔۔

معاً ڈاکٹر کو گلاس ڈور سے آتے دیکھ وہ دونوں دھڑکتے دل سے اس کی طرف بڑھیں۔۔۔۔

اب کیسے ہیں وہ ڈاکٹر "۔۔۔اس نے مدھم لرزتی آواز میں استفسار کیا۔۔۔"
کہ ایلی کے الفاظ اور انداز میں ایک ڈر تھا ایک فکر تھی۔۔۔

پیشنٹ کی حالت خطرے سے باہر ہے۔۔۔پریشانی کی کوئی بات نہیں کچھ "
دیر بعد انہیں روم میں شفٹ کر دیا جائے گا"۔۔۔
ڈاکٹر نے انگریزی میں ان کے پسندیدہ جملہ بولا تھا اور آگے بڑھ گیا۔۔کہ
جسے سننے کے لیے وہ رات سے ہی بے چین تھیں۔۔۔معاً ڈاکٹر کے کہتے ہیں
ان کا چہرہ کھل اٹھا تھا چہرے پر رقصاں ڈر اب جاتا بنا تھا اور وہ دونوں خوشی
سے ایک دوسری کے گلے لگی تھیں۔۔۔
تھینک گاڈ وہ ٹھیک ہیں جولی۔۔۔ورنہ میں خود کو کبھی معاف نا کرتی"۔۔۔"
ایلی نے منفعل ہو کر جولی کو دل کی بات بتائی۔۔۔

پریشان نہیں ہوا ب۔۔۔کم از کم اس سے تمہارے سر پھرے عاشق کا"
جنون بھی پتا چل گیا ہمیں۔۔۔کہ وہ تمہارے لیے کس قدر پوزیسیو ہے
۔۔۔آگے سے تم بھی احتیاط کرنا"۔۔۔جولی اچھے دل کی مالک تھی کہ جبھی
ایلی کو پریشان دیکھ کر مبہم سا مسکراج ہلکے پھلکے انداز میں کہہ کر اس کی
شرمندگی دور کرنا چاہی۔۔۔۔

پوزیسیو مائی فٹ۔۔۔۔تب کہاں تھا جب مجھے زبردستی یہاں بھیجا تھا۔۔۔"
میں کہتی رہی تھی مجھے نہیں جانا کسی نے ایک نہیں سنی۔۔۔اسی شوہر نے
نہیں سنی تھی۔۔۔اپر سے یہاں بھیج کر سب بھول گئے۔۔۔اور اب مجھے
دیکھ کر عباس شاہ کا اندر کا شوہر جاگ گیا ہے۔۔۔اتنے سالوں سے یہ شوہر
کہاں تھا۔۔۔جب دیکھا میں اب اپنی مرضی کرنے لگی ہوں تو اب اس کا
جنون جاگ اٹھا۔۔۔غیرت آ گئی۔۔۔میں اپنا اچھا برا سمجھتی ہوں۔۔۔میں
بہتر جانتی ہوں میں کیا کر رہی ہوں۔۔۔مجھے ان لوگوں سے چھٹکارا لینا ہے نا

کہ مجھے ان کے ساتھ رشتے نبھانے ہیں۔۔۔جب ان کو میری پرواہ نہیں تھی تو میں بھی نہیں کروں گی۔۔میرا جو جی چاہے گا میں کروں گی"۔۔۔۔

وہ یکدم۔سے چلا اٹھی تھی اس کا اندر کا غبار غصے کی صورت نکلا تھا۔۔۔اس کے انداز میں باغی پن بول رہا تھا۔۔۔کہ جولی نے آگے بڑھ کر اسے گلے لگا لیا تھا۔۔۔

ریلیکس ہو جاؤ۔۔۔ایلی۔۔۔ تمہیں پتا ہے ان کا کوئی قصور نہیں۔۔۔وہ" تمہیں چاہتا تھا سب تمہیں کھونے سے ڈرتے تھے اس لیے تو انہوں نے تمہیں یہاں بھیجنے سے پہلے تمہارا نکاح کرایا تھا"۔۔۔جولی اس کے بالوں میں انگلیاں سہلاتی اسے سمجھاتے بولی کہ کچھ سال پہلے ہی ایلی کی ماں نے اسے ایلی کے بارے بتایا تھا۔۔۔

وہ نہیں چاہتے مجھے۔۔۔ کبھی انہوں نے پوچھا تک نہیں۔۔۔مجھے لگتا ہے " میرا کوئی نہیں ہے۔۔۔میں نے یہاں اپنے دوست بنائے۔۔۔اپنی زندگی

اپنے حساب سے جینی چاہی تو اب وہ لوگ میرے سرپرست بننے لگے۔۔۔
مجھے نہیں چاہیے ایسا شوہر ایسی فیملی۔۔۔اور اس کی جرات کیسے ہوئی میرے دوستوں کو نشانہ بنانے کی۔۔۔اگر انہیں کچھ ہو جاتا تو اس غنڈے کو تو کوئی پرواہ نہیں مگر میں جیتے جی مر جاتی۔۔۔تم لوگ میری لیے بہت اہم ہو۔۔۔تم لوگ ہو میری فیملی۔۔۔اور جو تم لوگوں کو نقصان پہنچائے گا میں اسے جینے نہیں دوں گی"۔۔۔۔
وہ ہنوز انداز میں بولا رہی تھی اس کا دل جل رہا تھا۔۔۔۔

ایلی۔۔۔ایلی کام ڈاؤن یار۔۔۔۔بس ختم کرو تم"۔۔۔جولی نے اس کے" چہرے پر ہاتھ رکھ کر پیار سے کیا۔۔۔

کیوں ختم کروں میں۔۔۔جب میں نے اسے کہا تھا کہ اب پانچ سال دور رہو تو کیوں کر رہا ہے وہ۔۔۔جب میں نے تعلق توڑا ہے تو کیوں میرے پیچھے پڑا ہے"۔۔۔

وہ اس کا ہاتھ جھٹک کر ہیجانی کیفیت میں چلائی تھی۔۔۔اسے عباس شاہ سے نفرت ہو رہی تھی۔۔۔غصے کی شدت سے اس کی گرے آنکھیں سرخ ہو گئی تھیں۔۔۔

ایلی تم اسے غلط سمجھ رہی ہو۔۔وہ تم سے پیار کرتا ہے اور جس سے انسان پیار کرے اس کے آس پاس کسی کو بھی برداشت نہیں کر سکتا"۔۔۔جولی اس زخمی شیرنی کو پرسکون کرنا چاہ رہی تھی۔۔۔

یہ کیسا پیار ہے۔۔۔جواب مجھے دیکھتے ہی جاگ اٹھا ہے۔۔۔اتنے سالوں سے کہاں تھا یہ پیار یہ جنون۔۔۔اور نہیں برداشت کر سکتا تو چھوڑ دے مجھے ۔۔تم اس کی وکیل نا بنو"۔۔۔وہ لگے ہاتھوں جولی پر چڑھ دوڑی۔۔۔۔

ایلی میری جان میں"۔۔۔اس سے پہلے کہ جولی بات مکمل کرتی اس کی" بات ایلی کے فون کی بجتی بیل نے کاٹی تھی کہ ان ناؤن نمبر سے کال تھی ۔۔۔ایلی نے کال ایکسیپٹ کر کے فون کان سے لگایا۔۔۔

اسلام علیکم۔۔۔ کیسی ہیں وائٹ روز"۔۔۔۔تو سپیکر سے ابھرتی بھاری" دلفریب مدھم آواز نے علیحہ کو پتنگے لگا دیے تھے۔۔۔وہ ہزاروں میں اس آواز کو پہچان سکتی تھی۔۔۔کی یکلخت اس کے چہرے پر کھلی سرخیاں مزید گہری ہوئ تھی تو آنکھوں سے شرارے پھوٹنے لگے تھے۔۔۔۔

کیا جنگلی پن کیا ہے تم نے۔۔۔تم خود کو سمجھتے کیا ہو آخر"۔۔۔جبھی وہ" طیش میں ڈوبی بپھری شیرنی بنی غرائی تھی۔۔۔۔

آپ کا شوہر۔۔۔۔جو کچھ بھی کر سکتا ہے۔۔۔بھولیں مت"۔۔۔۔وہی" حتمی دوٹوک انداز۔۔۔۔جو ایلی کو سلگا کر رکھ دیا کرتا تھا۔۔۔

وہ اپنے آفس میں سربراہی کرسی پر براجمان سر پیچھے گرائے چیئر کو ہلکا سا دائیں بائیں گھماتا اس سے بات کر رہا تھا۔۔۔

میں آگ لگاتی ہوں ایسے شوہر کو"۔۔۔وہ جل کر بولی۔۔۔کہ اسکے وجود" میں دوڑتا لہو کھول سا اٹھا تھا۔۔۔

تو لگائیں نا۔۔۔میں تو انتظار میں ہوں"۔۔۔وہ معنی خیزی سے بولا تھا۔۔۔" کہ اس کی بات کی گہرائی سمجھتے ایلی کو کانوں سے دھواں نکلتا محسوس ہوا۔۔۔ تم"۔۔۔وہ یکدم سے گرجی تھی۔۔۔"

نہیں نا۔۔۔دونوں ہی جلیں گے۔۔۔آپ میری آگ میں اور میں آپ کی" آگ میں"۔۔۔وہ ایک بار پھر سے اس کی بات کاٹتا بوجھل لہجے میں زومعینیت سے گویا ہوا تھا۔۔۔کہ ایلی کے حواس جھنجھنا سے اٹھے تھے۔۔۔

تم ایسے ہی آہیں بھرتے مروں گے۔۔۔پر مجھے کبھی حاصل نہیں کر سکو"
گے"۔۔۔۔مقابل ایلی تھی کہاں بعض آنے والی تھی۔۔۔۔
آپ کو حاصل بھی کروں گا اور سب کچھ کروں گا۔۔۔پانچ سال ہیں بس"
۔۔۔اس کے بعد آپ کے دن رات میری باہوں میں گزرے گے پھر آپ
کو بتاؤں گا کہ یہ آہیں نہیں میرا جنون ہے۔۔۔جو خود کو آپ میں بھر چکا
ہے۔۔۔پھر میری شدتیں ہوں گی اور آپ کی آہیں ہوں گی"۔۔۔وہ مخمور
سرگوشی نما گویا ہوا تھا۔۔۔۔

اس کے اس بے باک انداز پر ایلی کنگ سی ہوئی تھی۔۔۔"بس یہ ہوس
پرستی"۔۔۔وہ آپے سے باہر ہوئی تھی۔۔۔اس کی باتیں اس کا فشار خون
بڑھا دیتی تھیں۔۔۔کہ عباس شاہ کی یہ گفتگو اس کو سخت چڑا دیا کرتی تھی
۔۔۔
شٹ یور ماؤتھ۔۔۔۔گرل"۔۔۔۔"

کل رات والی غیر محرم سے ملاقات کو آپ کیا نام دیں گی"۔۔۔"

بھولیں مت کہ مجھے آپ نے ہی برداشت کرنا ہے۔۔۔اتنی غلطیاں کریں"

جنتی بعد میں سہہ سکیں۔۔۔اور یقین جانے مجھے آپ پر ترس ہر گز نہیں

آئے گا"۔۔۔

عباس شاہ کو اس پر بے تحاشہ غصہ تھا اور وہ اس پر رعب و جلال دیکھا کر اسے

آئندہ کے لیے آگاہ کر رہا تھا۔۔۔

ساری بات محبت کی ہوتی ہے

ورنہ مرد تو خود انا کا دوسرا نام ہے

تم نے ان کو کیوں مارا"۔۔۔جبھی وہ بھی دو بدو گھر کی تھی۔۔۔"

تو بے غیرتوں کی طرح اپنی عزت کو نیلام ہوتا دیکھتا رہتا۔۔اپنی بیوی کو کسی"

غیر کی باہوں میں دیکھ کر خوش ہوتا۔۔۔آپ دماغ سے فارغ ہیں یہ مجھے علم

تھا مگر آپ مجھے نیچا دیکھانے کے لیے اپنے معیار سے اس قدر گر جائیں گی اس کا مجھے اندازا نہیں تھا۔۔۔اور اب اگر آپ نے اسے خود کو چھونے کی اجازت دی تو پھر میں جو آپ کے ساتھ کروں گا اس کا آپ کو اندازہ نہیں"

۔۔۔وہ زخمی شیر کی طرح دھاڑا تھا۔۔۔

تم نے کہا تھا تم نہیں آؤ گے پانچ سال۔۔۔پھر اس بدمزگی کی وجہ "۔۔۔" ایلی دانت پیستی بولی۔۔۔

میں نے سامنے نا آنے کا کہا تھا۔۔آپ کو آپ کی مرضی پر چھوڑنے کا" نہیں"۔۔۔

یاد رکھیں عورت کی عزت بہت نازک ہوتی ہے۔۔۔زرا سی ٹھوکر سے" ٹوٹ جاتی ہے۔۔۔اور آپ میری عزت ہیں۔۔۔اگر آپ نے میری عزت کو زرا سی بھی خراش آنے دی۔۔۔تو میں اپنے ہاتھوں سے آپ کو زندہ لحد میں اتار دوں گا"۔۔۔وہ انتہاؤں کو چھوتا اسے باور کروا گیا تھا کہ یہ اس کی

پہلی اور آخری غلطی تھی۔۔۔تو ایلی کا چہرہ سراسیمہ سا ہوا تھا کہ جولی نے بغور اسے دیکھا۔۔۔جو کچھ دیر پہلے تو دنیا ختم کرنے پر تلی تھی اور اب عباس شاہ کی دھمکیوں پر سہمی ہوئی لگ رہی تھی۔۔۔

تم اسے اب کچھ نہیں کہو گے"۔۔۔معاً اس نے صلح جو انداز اپنا تھا۔۔۔"
آپ کے ہر قدم پر میری نظر ہے سوچ سمجھ کر راستے کا تعین کیجیے گا۔۔۔"
اور جو ہن سے دوری برقرار رکھیں۔۔۔
ورنہ اگلی بار آپکو ہاسپٹل نہیں اس کی قبر پر جانا پڑے گا"۔۔۔وہ دھمکی آمیز لہجے میں بول کر کال بند کر گیا تھا۔۔۔کہ ایلی نے پتھریلی نظروں سے فون کو دیکھا تھا۔۔۔جبکہ ایلی کے چہرے پر ہوائیاں اڑی دیکھ اور اسے بھیگی بلی بنا دیکھ کر جولی نے مسکراہٹ دبائی تھی۔۔۔۔

یاد کر، لبوں کو سی، دل جلا

محبت رنگ لاتی ہے جفا کے بعد

سورج نئے جذبے، امنگوں اور خوشی سے ہمکنار اپنے وقت ہر طلوع ہوتا ایک پر امن خوبصورتی اور سکون کا منظر پیش کرتا بادلوں کی اوٹ میں اٹھکیلیاں کر رہا تھا۔۔۔اس کی سرور بخش میٹھی روشنی ہر سوں بکھرتی ہر زی روح کو نئے دن کی وعدہ دہانی کراتی آگے بڑھنے کا پیغام دے رہی تھی۔۔۔ ایسے میں سورج کے جاگتے ہی حویلی کے ملازموں کی دوڑیں لگی ہوئیں تھیں ۔۔۔ملازموں کہ فوج یہاں وہاں سارے کام سنبھالنے میں جتی ہوئی تھی ۔۔۔تو حویلی کے افراد اکا دکا کر کے اپنے اپنے کمروں سے نکلتے لاونج میں براجمان ہونا شروع ہو چکے تھے۔۔۔

کہ آج گھر میں بچوں کی شادی اور نکاح کی تقریب تھی جس کے لیے کچھ ضروری انتظامات کرنے تھے۔۔۔

ایسے میں جن لڑکیوں کے نکاح تھے ان کی تورات سے ہی نیندیں اڑی ہوئیں تھیں اور وہ ساری اس وقت اپنی دادی سائیں۔کے پاس ان کے بیڈ پر براجمان خود پر دعائیں لے رہی تھیں۔۔۔جبکہ لڑکے اسی کمرے میں بائیں جانب کھڑے اپنی باری کا انتظار کر رہے تھے کہ کب دادی سائیں ان پر دعائیں پڑھ کر پھونکنے والی تھیں۔۔۔وہیں لڑکیوں کی زرد رنگت پر دبا دبا سا مسکرا رہے تھے۔۔۔جو فلحال تو لڑکوں سے خائف ان سے نظریں چرا رہی تھیں۔۔۔کہ ان کی بے باک نظروں کے سامنا کرنے کی ہمت ان میں تھی ۔۔۔جبکہ ان میں ایک محبت بھری جوڑی نینا یارم کی تھی۔۔۔نینا نے یارم کو انتظار میں کھڑا دیکھ کر شریر انداز میں مسکراتے دادی سے ڈھیروں دعائیں پڑھ کر خود پر پھکوانے کی فرمائش کر ڈالی تھی۔۔۔اور پھر شرارت سے یارم۔کو دیکھا تھا تو مقابل بھی یارم تھا اس نے بڑی بے باکی سے آنکھوں سے شارہ کیا تھا کہ (" جنتی دعائیں لے لو مجھ سے نہیں بچ سکتی ")اور ساتھ ہی آنکھ ونک کی تھی نینا سٹپٹا کر نظریں جھکا گئی۔۔۔

جبکہ ان سب لڑکوں میں تیمور شامل نا تھا۔۔۔اور حورا داس سی دادا سائیں کے سینے سے سر لگائے بیٹھی تھی۔۔۔۔اور دادا سائیں اپنی پوتی کو سینے سے لگائے ارباز شاہ کے متعلق سوچ رہے تھے جو صبح سویرے ہی دادی سائیں اور ابراہیم شاہ سے مل کر حویلی سے چلا گیا تھا کہ اسے پہلے چیف کے پاس جانا تھا پھر ی دو چار ضروری میٹنگز تھی اس کے بعد شاہ کی فلائٹ تھی۔۔۔اور شاہ کے ساتھ بابر جا رہا تھا۔۔۔ جبکہ اس کے جانے کی خبر سے اثنان ناواقف تھا۔۔۔شاہ نے ابراہیم شاہ سے اثنان کو بتانے کا منع کر دیا تھا۔۔۔اور اثنان، شاہ کے پورشن میں اس کے کمرے کے ساتھ ہی دوسرے کمرے میں سو رہا تھا۔۔۔۔کہ رات دیر تک وہ دونوں شاہ کے سٹڈی روم میں ایک اہم مشن پر ڈسکس کرتے رہے تھے۔۔۔وہ مشن باہر کا تھا اور اثنان کے پوچھنے پر شاہ نے بتایا تھا کہ کسی کو ریڈی کرنا ہے۔۔۔تو شاہ کے سینئیر ہونے کے ناطے اثنان نے زیادہ ڈیٹیل نا پوچھی تھی۔۔۔اور ابھی وہ طوبی شاہ کو خیالوں میں اپنی باہوں میں بھرے شاہ کے جانے سے انجان تھا۔۔۔۔

تو دوسری طرف اگر حویلی کے بائیں جانب مہمان خانے کا رخ کیا جائے تو وہاں الگ سے ملازم مہمانوں کو پروٹوکول دینے میں مصروف تھے تو کچھ خواتین اور لڑکیاں سیٹینگ ایریا میں بیٹھی خوش گپیوں میں مصروف تھیں تو کچھ کے بات کے دوران ہلکے مدھم قہقہے گونج رہے تھے۔۔۔

۔۔۔

تمہارا کیا بچھڑنا تیمور۔۔۔۔وہ تو لڑکی کی رخصتی ہوتی ہے اور لڑکی بھی اسی" گھر میں۔۔۔لڑکا بھی اسی گھر میں"۔۔۔ریحانہ بیگم نے جھڑکا تھا۔۔۔

کمال ہے۔۔۔مجھے تو لگا تھا آج تم ہمیں پوچھو گے بھی نہیں"۔۔۔جبھی" حسن صاحب نے بھی جتا ڈالا۔۔۔

اگر میں یہاں رہتا تو واقعی آپ کو نا پوچھتا"۔۔۔تیمور نے بھی باپ کو چھیڑا" تھا۔۔۔

مت بھولو ہنی مون کے بعد اسی گھر ہی آؤ گے"۔۔۔حسن شاہ نے خود پر" فیوم چھڑکتے کہا۔۔۔

میں ہنی مون سے واپس ہی نہیں آؤں گا کہ مجھے اپنی بیگم سے بے تحاشہ" پیار ہے۔۔۔اس لیے آج کے بعد آپ کو چہرہ نہیں دیکھاؤں گا"۔۔۔۔تیمور

نے شرارت سے آنکھ ونک کرتے کہا تو وہ دونوں میاں بیوی مسکرا دیے تھے

۔۔۔۔

کہ جبھی بسمل دھاڑ سے دروازہ کھولے اندر آیا تھا۔۔۔

تیمور بھائی آپ کو دادی سائیں بلا رہی ہیں"۔۔۔"

اس نے پیغام پہنچایا تو تیمور اپنی ماں کے سر پر پیار دیتا باپ کی جانب آیا۔۔۔

اگر کوئی غلطی ہو جائے تو معاف کر دینا ڈیڈ"۔۔۔وہ اپنے باپ کے گلے ملتا"

انہں کچھ کہنے کا موقع دیے جھٹ سے دور ہوتا بسمل کو لیے باہر نکل گیا۔۔۔

تو حسن شاہ کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ در آئی۔۔۔"کیا یہ قربان ہونے سے پہلے کہ وائبز تھیں"۔۔۔اس نے اپنی بیوی سے پوچھا۔۔۔آنکھوں میں شرارت تھی۔۔۔

تو ریحانہ شاہ نے شانے اچکائے۔۔۔۔

آپ سے شادی کے وقت ایسی حالت میری بھی تھی"۔۔۔انہوں نے"

بیگم کو چھیڑا۔۔۔تو اس نے گھورا۔۔۔

قربان آپ نہیں میں ہوئی ہوں اور اس عمر میں بھی ہو رہی ہوں"۔۔۔"
ریحانہ شاہ اپنی جگہ سے اٹھتی بولی۔۔۔

اس عمر کا کیا مطلب بیگم دل تو جوان ہیں ہمارے۔۔۔ادھر آئیں گلے ملیں"
زرا"۔۔۔اس نے مسکراہٹ دبائے کہا تو ریحانہ شاہ سٹپٹا کر فوراً سے ڈریسنگ
روم بند ہو گئی تو اپنی بیگم کی تیز طراری پر حسن شاہ کا قہقہہ برجستہ تھا۔۔۔
بیگم اس عمر میں بھی اتنی فاسٹ"۔۔۔ان کا اشارہ اس کی رفتار پر تھا۔۔۔"
یہ آپ سے بچنے کے لیے تھی"۔۔۔۔تو اندر ریحانہ شاہ خائف سی بولی"
۔۔۔

اب بچ کر کیا کریں گی جب چڑیا چگ گئی کھیت"۔۔۔وہ قہقہہ لگا کر خاصہ"
اونچی میں کہتا کمرے سے نکل گیا۔۔۔تو پیچھے ریحانہ شاہ بڑبڑا کر رہ گئی۔۔۔۔

وہ ملگجے سے حلیے میں کمرے میں اندھیرا کیے غم سے نڈھال اپنی محبت کو چھوڑنے کی تکلیف میں بے حال آنسوؤں سے تر چہرہ لیے فرش پر بیٹھا بیڈ سے ٹیک لگائے اس کی تصویر سینے سے لگائے آنکھیں موندے ہوئے تھا اس کے لب مدھم آواز میں ہل رہے تھے۔۔۔

مجھے سکون دے دے اللہ۔۔۔مجھے معاف کر دے۔۔۔اسے میرا" سکون نا بنا۔۔۔مجھے اس کے بغیر جینا سیکھا دے اللہ۔۔۔میرے ضمیر سے بوجھ ختم کر دے۔۔۔مجھے ہمت دے کہ میں خود کو مضبوط بنا کر یہاں سے جا سکوں۔۔۔مجھے حوصلہ دے اللہ پاک۔۔۔آپ اس کے حق میں بہترین لکھ دیں۔۔۔اسے دنیا کی ہر خوشی دے۔۔۔اسے میرے دل سے نکال دے۔۔۔میری مدد کر اسے بھولنے میں۔۔۔میں اس کے بغیر جینا چاہتا ہوں۔۔۔میں اس سے دور جانا چاہتا ہوں میرا یہ فیصلہ میرے اور اس

کے حق میں درست لکھ دے۔۔۔اور مجھے میرے مقصد میں کامیابی دے اللہ پاک"۔۔۔

وہ رو رہا تھا۔۔۔اس کی وہ ساحرانہ آنکھیں بند تھیں پلکیں بھیگی ہوئی تھیں اور چہرہ آنسوؤں سے تر تھا تو لبوں سے اس کے اور اپنے حق میں درست فیصلہ ہونے کی دعائیں نکل رہی تھیں۔۔۔

معاً اس کے فون کی مخصوص بیل بجی تھی۔۔۔اور اس کی بند آنکھیں وا ہوئی تھیں۔۔۔تو چہرے کے تاثرات یکدم سے سخت ہوئے تھے۔۔۔۔

...آساں نہیں تھا تجھ سے جدائی کا فیصلہ
..پر مستقل وصال کی وحشت عجیب تھی

....ملنے کی آرزو، نہ بچھڑنے کا کچھ ملال
!!..ہم کو اس آدمی سے محبت عجیب تھی

وہ تصویر لیے اپنی جگہ سے اٹھا کہ ایک بار پھر سے وہ بیل بجی تھی۔۔۔یہ گھنٹی جدائی کی گھنٹی تھی اور اسے اب ہر حال میں ہر قیمت پر یہ لوگ یہ شیر چھوڑ کر جانا تھا۔۔۔اس کے ملک کو اس کی ضرورت تھی اور وہ خود کو اپنے وطن کے حوالے کرتا اس کی عزت و حرمت کی پاسداری کی حفاظت کی زمانت دیتا اپنا سامان پیک کرنے کے ارادے سے الماری کی جانب بڑھا تھا۔۔۔

اس کی آنکھوں میں نمی تھی پر اس کے ارادے اٹل تھے۔۔۔

وہ اب رکنے والا نہیں تھا۔۔۔اب وقت تھا اس کے مشن کی تکمیل کا۔۔۔

اس کے ہاتھ تیزی سے سامان پیک کر رہے تھے۔۔۔۔

پھر کبھی لوٹ کر نہ آئیں گے

ہم ترا شہر چھوڑ جائیں گے

دور افتادہ بستیوں میں کہیں

تیری یادوں سے لو لگائیں گے

شمع ماہ و نجوم گل کر کے

آنسوؤں کے دیئے جلائیں گے

آخری بار اک غزل سن لو

آخری بار ہم سنائیں گے

صورت موجۂ ہوا جالبؔ

ساری دنیا کی خاک اڑائیں گے

دھاگے توڑ لاؤ چاندنی سے نور کے
گھونگھٹ ہی بنا لو روشنی سے نور کے

وہ وقت بھی آن پہنچا تھا جس کا سب کو شدت سے انتظار تھا۔۔۔ جس لمحے کے لیے دل بے قرار اور پر جوش تھے وہ گھڑیاں آن پہنچی تھیں۔۔۔ ڈی جے نے بیک گراؤنڈ میں میوزک سسٹم میں مدھم آواز میں میوزک پلے کیا ہوا تھا۔۔۔ کہ حویلی کے بڑے سے لان میں جدید آرائشوں سے سجے تقریب کے لیے منعقد حال میں فنکشن کے حساب سے تیار لڑکیاں ٹہلتی کھلکھلاتی انجوائے کر رہی تھیں۔۔۔ تو وہیں کچھ خواتین و لڑکیاں حویلی کی اندرونی

عمارت میں لاونج میں بیٹھی تو کچھ کھڑی ان لمحوں سے پُر مسرت طریقے سے لطف اندوز ہو رہی تھیں۔۔۔کہ میوزک کی مدھم دھنوں نے دلکش سماں باندھ رکھا تھا۔۔۔

دھاگے توڑ لاؤ چاندنی سے نور کے
گھونگھٹ ہی بنا لو روشنی سے نور کے
شرما گئی تو آغوش میں لو
سانسوں سے الجھی رہی میری سانسیں
بول نا ہلکے ہلکے، بول نا ہلکے ہلکے
ہونٹ سے ہلکے ہلکے، بول نا ہلکے

حویلی کی تمام عورتیں اس وقت اس کمرے میں جمع تھیں جہاں ان کی بچیاں سب تیار بیٹھی ایک سے بڑھ کر ایک لگتی کوئی موڈلز لگ رہی تھیں۔۔۔کہ

گویاان کو تیار کرواکر بیٹھادیا گیا تھا۔۔۔جن کو جی بھر کر دیکھنے سے بھی دل نا بھر رہا تھا۔۔۔اور دادی سمیت تمام گھر کی بڑی عورتیں باری باری اپنی بچیوں کی نظریں اتارتی صدقے واری جارہی تھی۔۔۔

کہ شاہ حویلی کی لڑکیاں دلہناپے کے روپ میں تیار قیامت ڈھارہی تھیں ۔۔۔جن لڑکیوں کے نکاح تھے انہوں نے وائٹ کلر کا تھیم رکھا تھااور اس وقت سب ایک سے بڑھ کر ایک لگ رہی تھیں۔۔۔جبکہ حور کی رخصتی تھی تو وہ بلڈ رنگ لہنگے میں جنت کی حور لگ رہی تھی۔۔۔

آنیند کا سودا کریں

اک خواب دیں اک خواب لیں

اک خواب تو آنکھوں میں ہے

اک چاند کے تکیے تلے

روباب سبطین شاہ کے سلیکٹ کیے آف وہائٹ لہنگا چولی جس پر ریڈ اور براؤن سٹون جڑے تھے اور سلور رنگ کی ایمبرائیڈری کی ہوئی تھی، زیب تن کیے جس میں اس کا متناسب سراپا قیامت ڈھا رہا تھا اس پر وہ ڈائمنڈ کی جیولری پہنے، بھاری کامدار دوپٹہ سر پر سیٹ کیے خوبصورت میک اور میں وہ ہاتھوں میں موتیے کے پھولوں کے گجرے پہنے لبوں پر بلڈ رنگ لپسٹک لگائے، سبطین شاہ کے نام سے گھبرائی لجھائی ہوئی سی انتہا کی پیاری لگ رہی تھی۔۔۔

کتنے دنوں سے یہ آسماں بھی سویا نہیں ہے
آؤ اس کو سلا دیں
بول نا ہلکے ہلکے، بول نا ہلکے ہلکے
ہونٹ سے ہلکے ہلکے، بول نا ہلکے

اس کے ساتھ ہی کرسی پر بیٹھی نینا شاہ دیکھنے والوں کو بری طرح خود میں الجھائے ہوئے تھی۔۔۔کہ وہ آف وہائٹ شارٹ شرٹ اور شرارے جس پر براؤن اور وہائٹ ایمبرائیڈری ہوئی تھی، زیب تن کیے پری لگ رہی تھی ۔۔۔اس کا دلکش وجود اس خوبصورت ڈریس میں اپنی تمام تر رعنائیوں سے مبہوت کر رہا تھا۔۔۔اس پر وہ وہائٹ گولڈ کی جیولری پہنے ہلکے پھلکے میک اپ میں لبوں پر ڈارک مہرون لپسٹک لگائے ہاتھوں میں وائٹ گلاب کے ہی گجرے پہنے وہ بے انتہا حسین پریوں کے دیس کی باسی لگ رہی تھی۔۔۔۔

عمریں لگی کہتے ہوئے
دو لفظ تھے اک بات تھی
وہ اک دن سو سال کا
سو سال کی وہ رات تھی

اس کے بائیں طرف نمل بیٹھی تھی جو آف وائٹ شارٹ شرٹ اور غرارے میں ملبوس جس پر بے شمار ریڈ پرل کا کام ہوا تھا اس پر ریڈ دوپٹہ ترتیب سے سیٹ کیے وائٹ جیولری جو کہ ریڈ رموتیوں سے سجی ہوئی تھی زیب تن کیے ریڈ لپسٹک گائے ہاتھوں میں سرخ گلاب کے گجرے پہنے بلا کی پیاری لگ رہی تھی۔۔۔۔

کیسا لگے جو چپ چاپ دونوں
پل پل میں پوری صدیاں بتا دیں
بول نا ہلکے ہلکے، بول نا ہلکے ہلکے

نمل کے ساتھ ہی مروہ شاہ براجمان تھی۔۔۔آف وائٹ فل گھیرے دار فراک میں جس پر گوٹا کناری لگی تھی اس پر سلور پرل جگ مگ کرتے چاند کی طرح چمک رہے تھے۔۔۔وہ سر پر فراک کے ہم رنگ دوپٹہ سیٹ کیے گولڈ

کی جیولری زیب تن کیے ہلکے پھلکے میک اپ میں لبوں پر ریڈ شڈ لپسٹک لگائے ہاتھوں میں ییلو اور ریڈ فلاورز کے گجرے پہنے چہرے پر بیزاریت سجائے نظر لگ جانے کی حد تک پیاری لگ رہی تھی۔۔۔اس پر مستزاد اس کے چہرے کی معصومیت اسے مزید پیارا بنا رہی تھی کہ سب نے دل کھول کر اس کی تعریف کی تھی جو آج پہلی بار اتنا تیار ہوتی بے پناہ حسین لگ رہی تھی

۔۔۔۔

دھاگے توڑ لاؤ چاندنی سے نور کے
گھونگھٹ ہی بنا لو روشنی سے نور کے
شرما گئی تو آغوش میں لو
سانسوں سے الجھی رہی میری سانسیں
بول نا ہلکے ہلکے، بول نا ہلکے ہلکے
ہونٹ سے ہلکے ہلکے، بول نا ہلکے

جبکہ ان سب سے قدرے دور حور عین شاہ بلڈ رنگ لہنگے میں ملبوس اپنے زخم کے باعث بیڈ پر بیٹھی کراؤن سے ٹیک لگائے آسمان اتری پری لگ رہی تھی۔۔۔وہ شاہوں کے خاندانی سونے کے زیورات سے لدی خوبصورتی سے کیے میک اپ میں ہم رنگ دوپٹہ سر پر سیٹ کیے کٹاؤ دار لبوں پر ڈارک مہرون شیڈ لپسٹک لگائے ہاتھوں میں سرخ چوڑیاں پہنے شرمائی لجھائی ہوئی سی اول درجے کی حسین لگ رہی تھی۔۔۔۔

سجی سرخ جوڑے میں چاند سی دلہن
فلک سے زمیں پر پری آگئی ہے

وہ اپنی بچیوں کو نظر کے دھاگے باندھ رہی تھیں کہ جبھی طوبی شاہ اور سونیا اندر آئیں تھیں۔۔۔

طوبیٰ شاہ کیرٹ رنگ کے لہنگے میں ملبوس، بال پشت پر کھلے چھوڑے وائٹ گولڈ کی جیولری میں ہلکے سے نیک اپ میں بہت پیاری لگ رہی تھی۔۔۔

جبکہ سونیا فیروزی فراک میں جس پر بے تحاشہ سلور موتیوں کا کام ہوا تھا زیب تن کیے بالوں کا جوڑا بنائے جس میں سے دو شریر لٹیں چہرے کے دائیں بائیں نکال کر انہیں کرل۔کیے سلور جیولری میں ڈوپٹہ پشت سے گزار کر دائیں بائیں کلائیوں پر سیٹ کیے بہت پیاری لگ رہی تھی۔۔۔۔

وہ لوگ قاضی صاحب کے ساتھ آ گئے ہیں۔۔۔دادا سائیں نے سب کو" نیچے لانے کا کہا ہے۔۔۔کہ ان کے نکاح کے کچھ دیر بعد وہ قاضی صاحب کے ساتھ ادھر ہی آئیں گے حور کو نکاح پڑھوانے"۔۔۔۔طوبیٰ نے اپنے چچا اصغر شاہ کا پیغام من و عن انہیں پہنچایا تو رو باب، نینا، نمل اور مروہ کے دل سینے میں سکڑ کر پھیلتے سرپٹ دوڑنے لگے تھے۔۔۔ان چاروں نے روہانسی

صورت لیے ایک دوسرے کو دیکھا تھا کہ ان کی اس اچانک بدلتی کیفیت پر باقی سب کا قہقہہ برجستہ تھا۔۔۔

سوائے نگار بیگم کے جو ان سے الگ صوفے پر براجمان کٹیلی نظروں سے ان کو دیکھ رہی تھی۔۔۔اسے اپنی بیٹی کی بھی پرواہ نا تھی جس کا آج نکاح تھا۔۔۔

کیا ضرورت ہے ہمارے اتنی جلدی نکاح کروانے کی"۔۔۔معاذل کی" دھڑکنوں کو ڈھول کی طرح بجتا محسوس کر کے نینا شاہ زرا سے خفا لہجے میں بول کر سب کو مسکرانے پر مجبور کر گئی۔۔۔

شکر کرو ہم نکاح کروا رہے ورنہ یار م تو تیمور سے پہلے شادی کے لیے مچل" رہا ہے"۔۔۔فرزانہ شاہ نے چھیڑا تو نینا اپنے جنونی سائیں کے بارے سن کر سٹپٹا کر نظریں جھکا گئی۔۔۔

چلو ان کا کروا دیتے ہمارا کیوں ابھی سے"۔۔۔دفعتاً سبطین شاہ کا غصہ اور" دھمکیاں یاد آتے ہی روباب شاہ بھی اپنے دفاع میں بولی تو نمل مروہ نے بھی

اس کی بات میں ہاں ملائی۔۔۔۔کہ وہ بھی اسی کیفیت سے گزر رہی تھیں

۔۔۔۔

تم لوگ سیدھی طرح کہو کہ نکاح کی جگہ ڈائیریکٹ شادی چاہتی تھیں"

"۔۔۔عظمیٰ شاہ نے ان سب کو اداس اور پریشان دیکھ کر مصنوعی سخت نظروں سے گھورتے کلاس لی تو وہ تینوں یکدم سے بوکھلا کر خاموش ہوتی اپنے اپنے خول میں لپٹی کہ مبادا وہ کہیں ان کی رخصتی ہی نا کروادیں۔۔۔۔۔ چلو اٹھو اب شاباش۔۔۔۔رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے کے لیے تیار ہو" جاؤ۔۔۔نو گھبراہٹ نو آنسوں۔۔۔جسٹ ہنسو۔۔۔کیونکہ تم لوگ ہمیشہ کے لیے ہمارے سروں پر ہی مسلط ہو رہی ہو"۔۔۔۔نتاشہ شاہ نے کھنکھتے انداز میں کہا تھا کہ ان سب کے مدھر قہقہے گونجے تھے۔۔۔۔اور وہ دلوں کو سنبھالتی اپنی ماؤں، چچیوں اور دادی سائیں کے سنگ آگے پیچھے باہر نکلی تھیں۔۔۔۔

وہ چاروں لڑکیاں اور چاروں لڑکے دائیں بائیں پڑے چارون سیٹرز صوفے پر براجمان تھے۔۔۔ جن کے آگے چھوٹے چھوٹے میز پڑے تھے جن میں مائک فکس کیے گئے تھے۔۔۔ کہ ان مائک میں بول کر انہوں نے ایک دوسرے کو قبول کرنا تھا۔۔۔۔ جبکہ ان کے درمیان ایک سٹینڈ لگا کر پردہ حائل کیا گیا تھا۔۔۔ چنبیلی کے پھولوں اور سفید موتیوں سے لڑیاں پروئی گئیں تھیں جو اس سٹینڈ کے اپر لگے باریک سے پائپ پر گھنی گھنی جوڑ کر لٹکائیں گئیں تھیں اور ان کے دائیں بائیں سفید نیٹ کے پردے لگا کر بڑے خوبصورت طریقے سے لڑکے لڑکیوں میں پردہ رکھا گیا تھا۔۔۔۔ ہوا کے دوش پر ہلکی ہلکی لرزتی وہ لڑیا اور لہراتے پردے بہت بھلے لگ رہے تھے۔۔۔ جو دیکھنے والوں کو مبہوت کر رہے تھے۔۔۔ کہ جس ایریا میں ان چاروں جوڑیوں کا نکاح تھا وہ چھوٹا سا حال نما کمرے کی طرح سفید گلاب کے بیٹھنے کی جگہ سے قدرے پھول سے سجایا گیا تھا۔۔۔ جو کہ مہمانوں کے

دور ہٹ کر تھا۔۔۔کہ مہمان خوبصورت کرسیوں پر براجمان بیٹھے اس فاصلے سے ان سب لڑکیاں لڑکوں کو دیکھ رہے تھے۔۔۔

جہاں لڑکیوں نے نکاح پر وائٹ چنا تھا وہیں وہ چاروں لڑکے بھی وائٹ کرتے پاجامے میں وائٹ ہی شال گردن میں ڈالے بے پناہ پیارے لگ رہے تھے۔۔۔۔

کہ سبطین شاہ کے مقابل اس پار روباب شاہ پورپور اس کے لیے سجی بیٹھی تھی۔۔۔۔

سبطین کے ساتھ کچھ فاصلے پر ہی یارم شاہ براجمان تھا اور اس کے مقابل نینا شاہ تھی۔۔۔

یارم کے ساتھ ہی ہنوز فاصلے پر آبان شاہ تھا جس کے مقابل نمل شاہ براجمان تھی۔۔۔

توآبان کے ساتھ ہی دو قدموں کے فاصلے پر آرون شاہ بیٹھا تھا جس کے مقابل مروہ شاہ تھی۔۔۔

جبکہ گھر کے باقی مردان سب کے پیچھے کھڑے تھے۔۔۔۔

توعورتیں لڑکیوں کے پیچھے کھڑی تھی۔۔۔

قاضی صاحب دادا سائیں سے ملنے والی اجازت کے انتظار میں تھے۔۔۔۔

اثنان اور تیمور ایک ساتھ کھڑے تھے۔۔۔دونوں اس وقت بلیک شلوار قمیض میں ملبوس ماحول پر چھائے ہوئے تھے۔۔۔اثنان وقفے وقفے سے شاہ کو کال کر رہا تھا جس کا نمبر بند جا رہا تھا۔۔۔جو کہ پاس کھڑا تیمور باخوبی نوٹ کر رہا تھا۔۔۔۔

وہ صبح ہی شاہ کی غیر موجودگی پر ابراہیم شاہ سے استفسار کر چکا تھا تو انہوں نے شاہ کے جانے والی بات گول کر کے شاہ کے کسی اہم کام کا بتایا تھا۔۔۔تب سے وہ کال کر رہا تھا مگر اس کا نمبر بند تھا۔۔۔۔

شاہ لالے کب تک آئیں گے "۔۔۔معاً تیمور نے پوچھا۔۔کہ اس کی "
غیر موجودگی میں ہی اسے اپنا کام کرنا تھا۔۔اس کے پاس وقت بہت کم تھا
۔۔۔

پتا نہیں یار۔۔۔مجھے بتایا نہیں شاہ نے اور خود چلا گیا۔۔۔اپر سے نمبر بند "
ہے "۔۔۔اثنان اس کو نا دیکھ کر کافی جھنجھلایا ہوا سا تھا۔۔۔
اس بات سے انجان کہ وہ دور ہو کر بھی اس نکاح کی تقریب میں شامل تھا کہ
اس کے خاص ملازم نے شاہ کے حکم پر وہاں خفیہ کیمرے لگائے ہوئے
تھے۔۔۔اور اپنے خاص ماتحت سے ہی اسے حور اور تیمور کے کچھ دیر بعد
نکاح ہونے کا بھی علم ہو چکا تھا۔۔۔۔

فکر نہیں کرو بچوں۔۔۔شاہ کا میسج آیا ہے اسے آنے میں دیر ہو جائے گی "
۔۔۔۔ہم نکاح شروع کرواتے ہیں "۔۔۔

کہ جبھی دادا سائیں نے ان دونوں کی باتیں سن کر سنجیدگی سے کہا تھا۔۔۔تو انہوں نے سر ہلانے پر اکتفا کیا۔۔۔اثنان جانتا تھا کہ شاہ کی کیا حالت ہو گی جبھی تو اسے اس کڑیل جوان کی فکر ستائے جا رہی تھی۔۔۔

قاضی صاحب شروع کیجیے "۔۔۔دفعتاً ابراہیم شاہ کی بلند بھاری آواز" ابھری تھی کہ لڑکیوں کے دل سینے میں مچلنے لگے تھے تو لڑکوں کے لبوں پر مدھم مسکراہٹ نے احاطہ کر لیا تھا۔۔۔

"بسمہ اللہ الرحمن الرحیم"

تو اجازت ملتے ہی قاضی صاحب کی آواز سپیکر میں بلند ہوئی تھی۔۔۔اور وہ نکاح کا خطبہ پڑھنے لگے تھے۔۔۔

چند منٹوں بعد باری باری ان سب کے ایجاب و قبول کے مراحل طے پائے گئے تھے۔۔۔اور وہ ایک دوسرے کے ساتھ مضبوط بندھن میں جڑ گئے تھے۔۔۔

کہ نکاح کے ہوتے ہی دادا سائیں سمیت تمام مرد حضرات باری باری اپنے بچوں کے گلے ملتے انہیں مبارک دینے لگے تھے تو دوسری طرف عورتیں سب اپنی بچیوں کو ملتی دعائیں دینے لگیں تھیں۔۔۔

رخصتی کے بارے کیا خیال ہے"۔۔۔معاً نینا شاہ کو اپنے نام لکھوا کر یارم" شاہ نے گھمبیر آواز میں بولتے سب کو اپنی جانب متوجہ کیا تھا۔۔۔تو سب نے چونک کر اسے دیکھا تھا جس کی آنکھوں میں شرارت ناچ رہی تھی۔۔۔کہ اس نے خاصاً خاص دوسری طرف بیٹھے وجود سنایا تھا۔۔۔اور عین توقع نینا شاہ کا دل زور سے دھڑکا تھا۔۔۔۔

اہم۔۔۔کم از کم پانچ چھ سال تک کوئی خیال نہیں"۔۔۔دادا سائیں نے" ہنکار بھر کر تفصیلی جواب دیا تھا کہ حال قہقہوں سے گونج اٹھا تھا۔۔۔

زیادہ سے زیادہ چھ مہینے ہیں آپ کے پاس۔۔۔اچھی خاطر تواضع کریں" میری بیگم کی"۔۔۔یارم نے انہیں اپنے منصوبے سے آگاہ کرتے مسکرانے پر مجبور کر دیا تھا۔۔۔

کہ جبھی طوبی بالاج بسمل ہداعشال اور سونیا نے درمیان میں حائل سٹینڈ کو دور ہٹا دیا تھا کہ پردہ ہٹتے ہی لڑکے اپنی بیویوں کو دیکھ کر حیران رہ گئے تھے ۔۔۔جو شہزادیاں لگ رہی تھیں۔۔۔

معاًوہ سب عورتیں اپنے بیٹوں کو ملنے کے لیے آگے بڑھیں تھیں اور مرد حضرات اپنی بیویوں کو مبارک باد دیتے اپنی بچیوں کی جانب بڑھے تھے۔۔۔ سب ایک دوسرے سے ملتے مبارک باد پیش کرتے بہت خوش لگ رہے تھے۔۔۔

کچھ دیر بعد بڑے سب ان کو مل کر دعائیں دیتے قاضی صاحب کے ساتھ مردان حصے میں چلے گئے تھے۔۔۔کہ جم غفیر کم ہوتے ہی لڑکوں کی نظریں اپنی بیویوں پر گویا سٹل سی ہو گئیں تھیں۔۔۔اس سے پہلے کہ وہ

آگے بڑھتے اپنی بیویوں کو قریب سے دیکھتے ایک بار پھر سے مہمان آئی تمام لڑکیوں کا ہجوم سا پلٹ آیا تھا۔۔۔جو اب ان سب کو گھیرے ہنسی مذاق کرتی انہیں چھیڑنے لگی تھیں۔۔۔

تو ان کو مگن خوش باش دیکھ کر تیمور شاہ موقع پا کر فوراً وہاں سے نکلا تھا۔۔۔ کہ اسے جلد از جلد یہاں سے نکلنا تھا اور اس سے پہلے حور کو سرپرائز دینا تھا ۔۔۔حویلی کے اندرونی حصے کی جانب بڑھتے ہوئے اس کے قدم من من کے بھاری ہو رہے تھے۔۔۔مگر حور سے ایک آخری ملاقات ضروری تھی ۔۔۔۔

عین ممکن ہے تیری شاموں کا حصہ نہ رہوں میں
عین ممکن ہے تیرے ساتھ آخری ہوں یہ دن میرے

چیف، کمشنر اور عاصم حسین سے ایک تفصیلی میٹنگ کے بعد وہ جانے کے لیے تیار تھا۔۔۔کہ ان سب کے نکاح اس نے دیکھ لیے تھے مگر حور کو دلہن کے روپ میں کسی اور کے لیے سجا دیکھنے اور کسی اور کے لیے ایجاب و قبول سننے کی ہمت نا تھی۔۔۔آدھے گھنٹے بعد حور تیمور کا نکاح ہونا تھا اور آدھے گھنٹے بعد ہی شاہ کی فلائٹ تھی۔۔۔ارباز شاہ کے اس اچانک جانے کے فیصلے پر اس کی ٹیم کافی کنفیوز ہوئی تھی تو اس کے کہنے پر انہوں نے دو دن بعد آنا تھا جبکہ اب شاہ کے ساتھ بابر جا رہا تھا۔۔۔شاہ کے یوں جانے پر وہ بھی حیران تھا مگر شاہ سے سوال جواب کی اس کی ہمت نا تھی۔۔۔

شاہ میرا دل نہیں مان رہا میں چاہتا ہوں تم اسے اپنا بنا کر جاؤ"۔۔۔معاً" چیف نے اس سے اپنے دل کی بات کی۔۔۔کہ اس بند کمرے میں وہ چاروں اس وقت عہدے دار سینئر جونیئر کم دوست زیادہ لگ رہے تھے۔۔۔

تو شاہ نے سرخ آنکھیں اٹھا کر چیف کی جانب دیکھا تھا۔۔۔

آپ کے منہ میں گھی شکر"۔۔۔کہ جبھی کمشنر نے جھٹ سے کہا۔۔۔"

ار باز عالم شاہ کے لیے کوئی اس قدر اہم بھی ہو سکتا ہے میں نے تو کبھی "
خواب میں بھی نہیں سوچا تھا"۔۔۔تو عاصم حسین جسے آج ہی شاہ کی محبت
اور اس کی وجہ سے جانے کا علم ہوا تھا کہ اس نے ابھی تک شاکڈ کی کیفیت
میں مبتلا ہو کر جملہ ادا کیا تھا۔۔۔

میری دسترس میں نا ہو کر بھی وہ میری ہی رہیں گی۔۔۔کیونکہ میرے دل"
نے عقیدت اور عشق کا رشتہ ان سے بنایا ہے۔۔۔جو تا قیامت رہے گا
"۔۔۔وہ گھمبیرتا گویا ہوا تھا اور کلائی پر بندھی گھڑی پر وقت دیکھتا اپنی جگہ
سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

تو سب اس خوبصورت جوان کو دیکھ کر اٹھ کھڑے ہوئے تھے جو بلیک جینز پر
گرے شرٹ زیب تن کیے ہمیشہ کی طرح کف کہنیوں تک فولڈ کیے، اس
پر سیلو لیس بلیک جیکٹ پہنے، پیروں میں سیاہ شوز پہنے، کلائی پر برانڈڈ واچ

باندھے، گھنیرے بال ماتھے پر بکھیرے اپنی مضبوط کسرتی جسامت اور دراز قد کاٹھ کا حامل وہ ماحول پر اپنی طلسماتی چھا جانے والی شخصیت لیے کھڑا یونانی دیوتاؤں کی آن بان والا بے پناہ ہینڈسم لگ رہا تھا۔۔۔۔

اجازت دیں"۔۔۔۔اس کی بھاری آواز گونجی تھی۔۔۔"

آل دا بیسٹ آفیسر"۔۔۔۔کہ جبھی چیف آگے بڑھ کر اس سے گلے ملا تھا"

۔۔۔۔

اور وہ عاصم حسین اور کمشنر کے گلے ملتا کمرے سے باہر نکلا تھا۔۔۔لاونج میں ہی بابر اس کے انتظار میں بیٹھا تھا کہ شاہ کو نکلتے دیکھ وہ پھرتی سے اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کے ساتھ باہر آیا تھا۔۔۔جہاں جہاں پورچ میں ہی مسلح گارڈ الرٹ کھڑے تھے کہ شاہ کے گاڑی میں بیٹھتے ہی وہ بھی اپنی اپنی گاڑیوں پر سوار ہوئے تھے اور دیکھتے ہی دیکھتے چار گاڑیوں کا قافلہ اس بنگلے کے گیٹ سے باہر نکلا تھا۔۔۔۔

میں نے اس کے دل میں کسی اور کے لیے

تڑپ دیکھی

اور پھر ہوا یوں کہ میں نے اپنے دل کو

وہی تڑپتا ہوا چھوڑ دیا۔۔

وہ شاہ کی منزل تھی۔۔۔اور شاہ اپنی منزل سے دور ہوتا رہتی زندگی کے ایک آزار رساں سفر کا مسافر بن کر جا رہا تھا۔۔۔

تو سفر میرا ہے تو ہی میری منزل

تیرے بنا گزارا اے دل ہے مشکل

شفاف سڑک پر دوڑتی چار گاڑیاں فل سپیڈ سے ائیر پورٹ کی جانب بڑھ رہی تھیں۔۔۔

آگے پیچھے ہائی الرٹ سیکورٹی کی گاڑیوں کے وسط میں فراٹے بھرتی سیاہ لینڈ کروزر تھی۔۔۔ جس میں ارباز عالم شاہ اضطرابی کیفیت میں مبتلا گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا اس کے ساتھ ہی فرنٹ سیٹ پر بابر براجمان تھا۔۔

۔

تو میرا خدا تو ہی دعا میں شامل

تیرے بنا گزارا اے دل ہے مشکل

گاڑی میں مکمل خاموشی چھائی ہوئی تھی۔۔ جیسے جیسے گاڑی فاصلہ سمیٹی جا رہی تھی شاہ کے دل میں جھکڑ برپا ہو رہے تھے۔۔۔

مجھے آزماتی ہے تیری کمی

میری ہر کمی کو ہے تو لازمی

تو سینے میں تڑپتا دل باقاعدہ مقدمہ لڑتا میدان میں اترتا شاہ سے ناجانے کی زد کرنے لگا تھا کہ وہ اس وجود کے، اس کی خوشبو کے بغیر کیسے رہے گا۔۔۔وہ اسے پانے کے لیے اکسانے لگا تھا۔۔۔

جنون ہے میرا بنوں میں تیرے قابل
تیرے بنا گزارا اے دل ہے مشکل

وہ شاہ کا جنوں تھی۔۔۔اس کا عشق تھی۔۔۔اس کی جان تھی۔۔۔اس کی سانسیں تھیں۔۔۔اس کی دھڑکن تھی۔۔۔اور جیسے جیسے دل دھڑکن سے دور ہو رہا تھا وہ تڑپ رہا تھا۔۔۔تو وجود میں دوڑتے خون میں ابال اٹھ رہے تھے۔۔۔

یہ روح بھی میری یہ جسم بھی میرا

اتنا میرا نہیں جتنا ہوا تیرا

تو نے دیا ہے جو وہ درد ہی سہی

تجھ سے ملا ہے تو انعام ہے میرا

میرا آسمان ڈھونڈے تیری زمیں

میری ہر کمی کو ہے تو لازمی

تو دوسری جانب حور کے نکاح کے لمحات کا سوچ کر ہی وہ۔اندر ہی اندر کٹتا جا رہا تھا۔۔۔جو شاہ کو اس درد میں مبتلا کر کے خود لاعلمی کی چادر اوڑھے ہوئے تھی۔۔۔اس کی آنکھیں خطرناک حد تک۔سرخ ہو چکی تھیں۔۔۔اور چہرے پر بلا کی سنجیدگی تھی۔۔۔۔

زمیں پے نا سہی تو آسماں میں آمل
تیرے بنا گزارا اے دل ہے مشکل

شاہ ایک ہاتھ سے ڈرائیو کرتا دوسرے بازو کی کہنی گاڑی کے دروازے پر ٹکائے، ہاتھ کی مٹھی بنا کر لبوں پر جمائے ساحرانہ دلکش آنکھوں میں ہلکی سی نمی لیے ونڈ سکرین میں دیکھتا مسلسل حور کے متلعق سوچ رہا تھا۔۔۔

مانا کہ تیری موجودگی سے
یہ زندگانی محروم ہے
جینے کا کوئی دوجا طریقہ
نا میرے دل کو معلوم ہے
تجھ کو میں کتنی شدت سے چاہوں

چاہے تو رہنا تو بے خبر

محتاج منزل کا تو نہیں ہے

یہ ایک طرفہ میرا سفر

سفر خوبصورت ہے منزل سے بھی

میری ہر کمی کو ہے تو لازمی

اگر آپ زمین پے میرے حصے میں نہیں آسکی۔۔تو جنت میں آپ میری" ہوں گی۔۔۔کیونکہ آپ سے عشق میں نے عبادت سمجھ کر کیا ہے۔۔۔اور آپ کا ملنا اس عبادت میں مانگی گئی دعا کی قبولیت ہے۔۔۔اور جو دعائیں زمین پے قبول نہیں ہوتی وہ آخرت میں خوبصورت انعام کے ساتھ قبول ہوتی ہیں۔۔۔اور میرے لیے وہ خوبصورت انعام آپ ہوں گی حور"۔۔۔شاہ تخیل میں ہی اس سے مخاطب ہوا تھا۔۔۔اس کی دلکش آنکھوں کے دریچوں

پر وہ کل رات والے روپ میں چھائی ہوئی اس کے دل کو بے قرار کیے ہوئے تھی۔۔۔۔

ادھورا ہو کے بھی
ہے عشق میرا کامل
تیرے بنا گزارا اے دل ہے مشکل
مجھے آزماتی ہے تیری کمی
میری ہر کمی کو ہے تو لازمی

گاڑی ائیر پورٹ کی حدود میں داخل ہوتی پارکنگ میں جا رکی تھی۔۔۔ آپ ہمیشہ میرے جینے کی وجہ رہیں گی۔۔۔جب تک یہ سانسیں ہیں آپ " کے نام پر چلیں گی۔۔۔اور یہ دل آپ کے ہونے سے دھڑکے گا"۔۔۔اس کے لب بے آواز ہلے تھے اور وہ گاڑی سے باہر نکلا تھا۔۔۔

کہ پارکنگ میں آتی جاتی عوام نے بے اختیار اس خوبصورت شخص کو دیکھا تھا جو نظروں کو ٹھہرا دینے والی ساحرانہ شخصیت لیے سکیورٹی آفیسرز کی ہمراہی میں ائیرپورٹ کی عمارت کی جانب بڑھا تھا۔۔۔لوگ مڑ مڑ کر اس مقناطیسی کشش کے حامل ارباز عالم شاہ کو دیکھ رہے تھے۔۔۔جو چہرے پر سنجیدگی سجائے مگر بکھرے وجود اور ٹوٹا دل لیے اندر بڑھ گیا تھا۔۔۔

!!اس کا عشق کامل تھا۔۔۔

عشق دی حب تے رکھ لئی بندیا

عشق دی سمجھی بات مکمل؟؟

عشق دے تن وچ تین حرف نیں

حرفاں وچ کردار مکمل

ع؛؛عبادت

ق؛؛قلندر

ش توں اے شہباز مکمل

عشق علی اے

عشق سخی اے

عشق اے داتا

عشق ولی اے

عشق زلیخا

عشق اے یوسف

عشق دے وچ دن رات مکمل

عشق اے صحرا

عشق سمندر

عشق اے تیرے من دے اندر

عشق دی لو جے لگ جاوے تے؟؟

جیت مکمل

مات مکمل

عشق مجازی

عشق حقیقی

عشق فقیری

عشق ضئیفی

عشق جنوں اے

عشق سکوں اے

عشق تخئیل

عشق تغیر

عشق فناء اے

عشق بقاء اے

عشق خدا اے

Zubi Novels Zone

عشق دی راہ وچ سارا پانی

عشق دی لوجے لگ جاوے تے

.....ھو جاندی اے ذات مکمل

وہ اپنا لگیج لیے اپنے کمرے سے نکلنے ہی لگا تھا کہ جبھی اس کے فون پر میسج بپ بجی تھی۔۔۔کہ اس نے نوٹیفکیشن کھولتے میسج چیک کیا۔۔۔۔

تیمور کہاں ہو تم۔۔۔جلدی آو۔۔ہمیں وقت پر اس جگہ پہنچنا ہے"۔۔۔۔"

شہاب شاہ کا میسج تھا۔۔۔تو تیمور نے غصے بھری نظروں سے اس کا پیغام دیکھا تھا۔۔۔

تمہارے لیے میں سلو پوائزن ثابت ہوں گا شہاب گردیزی"۔۔۔۔۔وہ" بڑبڑایا تھا۔۔۔اور کمرے سے باہر آکر دائیں بائیں دیکھ کر اپنا بیگ باہر نکالا تھا۔۔۔

سنو"۔۔۔جبھی اس نے سامنے ہی حور کے کمرے سے نیچے کی جانب جاتی"
ملازمہ کو پکارا۔۔۔۔

جی صاحب جی"۔۔۔۔رو ملازمہ فوراً سے نظریں جھکائیں اس طرف آئی"
۔۔۔

یہ بیگ حویلی کے پچھلے گیٹ کے پاس رکھ آؤ۔۔۔اور دادا سائیں سے بولو"
کہ میں نے انہیں ڈرائنگ روم بلایا ہے ایک بہت ضروری بات کرنی ہے
جلدی آئیں"۔۔۔۔

نے بیگ اس کے حوالے کرتے پیغام دیا تھا۔۔۔کہ سامنے گیٹ پر کافی رش
تھا اپر سے میڈیا کے نمائندے الگ سے مرچ مسالے کے انتظار میں تھے کہ
ایسے میں کوئی رسک مول نہیں لے سکتا تھا۔۔۔۔

ملازمہ تعبداری سے سر ہلا کر فوراً سے بیگ لیے چلی گئی۔۔۔تو تیمور نے ہاتھ میں پکڑے فون پر نمر ڈائل کیا تھا کہ دوسری جانب سے پہلی بیل پر ہی کال ریسیو کر لی گئی۔۔۔

یس سر"۔۔۔مقابل کی الرٹ آواز اُبھری تھی۔۔۔"

دس منٹ تک حویلی کے پچھلے گیٹ پر گاڑی لے کر آجاؤ"۔۔۔اس نے" حکم دیا تھا۔۔۔

اوکے سر"۔۔۔"

تو مقابل کی سن کر وہ فون بند کرتا جی کڑا کیے حور سے روبرو ہونے کے لیے اس کے کمرے کی طرف بڑھا تھا۔۔۔

حور آئینے کے سامنے کھڑی خود کو دیکھ رہی تھی کہ بیٹھی بیٹھی وہ تھک گئی تھی جبھی اٹھ کر وہ بھاری لہنگا سنبھالے دھیرے دھیرے چلتی آئینے کے سامنے آن رکتی تنقیدی نظروں سے اپنے میک اپ کا جائزہ لے رہی تھی۔۔۔اس

کے سر سے پٹی اتار دی گئی تھی اور چہرے پر لگی خراشوں کو بیس کی دبیز طے کی نیچے چھپا دیا گیا تھا کہ ڈھونڈنے سے بھی کوئی نشان نظر نا آرہا تھا۔۔۔

وہ بڑی محویت سے خود کو دلہن بنا دیکھ رہی تھی کہ نظریں اپنی مہندی سے لال ہاتھوں پر گئی تھیں۔۔۔ صبح سے جو بھی اس کی مہندی دیکھتا یہی کہتا کہ تمہارا شوہر تم سے بہت پیار کرتا ہے اس لیے مہندی کا رنگ لال ہے۔۔۔اور حور کو لگ رہا تھا یہ شاہ کے خون کی وجہ سے لال ہے۔۔۔وہ لاشعوری طور پر اسی طرف الجھی ہوئی تھی۔۔۔اس بات سے انجان کہ مہندی شاہ کے نام۔کی تھی۔۔۔یہ رنگ اس کے جنون کا تھا۔۔۔یہ روپ اس کے نام کا تھا ۔۔۔جس سے دونوں ہی انجان تھے مگر قسمت فیصلہ کر چکی تھی۔۔۔

عرشوں پر نصیب جوڑ دیے گئے تھے۔۔۔اب فقط ان کے ملنے کا وقت تھا

۔۔۔

بعض اوقات انسان جو سوچتا ہے۔۔۔۔چیزیں اس کے برعکس ہوتی ہیں ۔۔۔اس دلہن بنی لڑکی کو کیا پتا تھا کہ یہ روپ یہ تیاری کسی اور کے لیے ہے

۔۔۔اور ائیر پورٹ پر موجود ار باز عالم شاہ کو کیا معلوم تھا۔۔۔کہ وہ اس کی دلہن تھی فقط اس کی۔۔۔جو اسی کے حصے لکھ دی گئی تھی۔۔۔نصیب جڑ چکے تھے وہ عرش پر ہی نہیں فرش پر بھی اسی کی حور تھی جن کو ملوانے کا وسیلہ تیمور شاہ بنا تھا۔۔۔

جس دعا میں شدت ہو تڑپ ہو تو پھر پوری کائنات وہ چیز وہ شخص اس تک پہنچانے میں لگ جاتی ہیں۔۔۔

اور ار باز عالم شاہ کی قسمت بہت حسین تھی۔۔۔کیونکہ حور اس کی تھی۔۔۔!!جو حسینوں کی ملکہ تھی۔۔۔۔

حور جو یک ٹک اپنے ہاتھ دیکھ رہی تھی کل رات کا منظر آنکھوں کے دریچوں پر فلم کی طرح رونما ہو رہا تھا۔۔۔کہ یکدم سے دھاڑ کی آواز پر وہ اچھلی اور دروازے کی جانب دیکھا۔۔۔۔

کہ دروازے کے بیچوں بیچ بلیک ڈریس میں ملبوس تیمور شاہ نیلی آنکھوں میں کٹھور پن لیے کھڑا تھا۔۔۔تو حور تیمور کو یہاں دیکھ کر حواس باختہ سی ہوئی آنکھیں پھاڑے دیکھ رہی تھی۔۔۔

جبکہ تیمور کی نظریں تو اس کے دلہن والے روپ میں الجھ سی گئی تھیں۔۔۔ اس نے اپنی زندگی میں اتنی خوبصورت دلہن کہیں نہیں دیکھی تھی۔۔۔جو سامنے کھڑی تھی۔۔۔

معاذ کے نے بھی تیمور شاہ سے بیر باندھا تھا کہ

اسی وقت باہر زور و شور سے جاری پر فسوں فنکشن میں اس نے شادی کا سانگ پلے کیا تھا۔۔۔

تیرے ماتھے کی بندیا چمکتی رہے

تیمور شاہ نے آنکھوں میں کرب لیے اس کے ماتھے پر سجی ماتھا پٹی کو دیکھا تھا جس کے نیچے چھوٹے چھوٹے لال موتی لگے بھرپور طریقے سے چمک رہے تھے۔۔۔

تیرے ہاتھوں کی مہندی مہکتی رہے

تو اس کی نظریں اس کے نازک موم سے ہاتھوں پر پڑیں تھیں جن پر خوبصورت ڈیزائن سے مہندی لگی بے انتہا پیاری لگ رہی تھی۔۔۔۔

تیرے جوڑے کی رونق سلامت رہے

سمندر کو لپیٹ میں لیے نگاہیں ہاتھوں سے پھسلتی اس کے جوڑے پر گئی تھیں۔۔۔کہ بلڈ رنگ کے لہنگے پر چم چماتے سلور پرل آنکھوں کو خیرہ کر رہے تھے۔۔۔۔

تیری چوڑی ہمیشہ کھنکتی رہے

تو نظریں بھٹک کر اس کی گوری کلائیوں میں سجی شگن کی سرخ چوڑیوں پر پڑیں تھیں۔۔۔جو دیکھنے والے کو صرف اس کی کلائیوں کے لیے بنی لگ رہی تھیں۔۔۔

اس نے بنا پلک جھپکائے اسے دیکھتے قدم آگے بڑھائے تھے کہ حور جو ہکا بکا اسے دیکھ رہی تھی کہ حواسوں میں لوٹتی دو قدم آگے ہوئی۔۔۔

تو اس کی چوڑیوں اور پیروں میں پڑی پائل کا شور گونج اٹھا تھا۔۔۔

تیمور تم یہاں"۔۔۔وہ پریشانی سے بولی۔۔۔حالانکہ کے جانتی تھی کہ وہ" سرپرائز دینے آیا تھا۔۔۔مگر اس کا دل عجیب سے اندیشوں سے دھڑک اٹھا تھا۔۔۔

تو وہ قدم قدم چلتا اس کے قریب آیا تھا۔۔۔اس کی آنکھیں اس کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔۔۔

مبارک ہو تم کو یہ شادی تمہاری
سدا خوش رہو تم دعا ہے ہماری
تمہارے قدم چومے یہ دنیا ساری
سدا خوش رہو تم دعا ہے ہمارے

بہت پیاری لگ رہی ہو تم۔۔۔مجھے یقین نہیں ہو رہا یہ تم ہو"۔۔۔اس" کی شریر آواز گونجی تھی کہ حور عین شاہ بے ساختہ ہنس دی تھی۔۔۔

تو تیمور نے نظر بھر کر آخری بار اس کی خوبصورت مسکان دیکھی تھی۔۔۔۔

تمہارے لیے ہیں بہاروں کے موسم
نا آئے کبھی زندگی میں کوئی غم

ہمیشہ ایسے ہی خوش رہنا"۔۔۔۔وہ مدھم آواز میں بولا تھا تو حور نے چمکتی" نظروں سے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔

کس کے ساتھ"؟۔۔۔۔اس نے آنکھوں میں شوخی لیے گویا اسے چھیڑا" تھا۔۔۔

جس کے ساتھ تمہاری شادی ہے"۔۔۔۔ تیمور نے سنجیدگی سے کہا تو حور" بنا اس کے لہجے پر غور کیے کھلکھلا اٹھی۔۔۔تو تیمور شاہ کا زخمی دل سینے سے سر پٹخنے لگا تھا۔۔ عجیب بے بسی کا عالم تھا۔۔۔کوئی بھی نا جانتا تھا کہ وہ کس ازیت سے وہ گزر رہا تھا۔۔۔۔

ہمارا ہے کیا یار ہم ہیں دیوانے
ہماری تڑپ تو کوئی بھی نا جانے

اور اگر میں اس سے شادی نا کروں تو"۔۔۔اس نے تیمور کا حوالہ دیا۔۔۔۔"
تو میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گا۔۔۔۔جس سے دادا سائیں۔ کہیں"
اسی سے تم شادی کرو گی گوٹ اٹ"۔۔۔۔تو تیمور کا چہرہ یکدم سرخ ہوا تھا
۔۔۔اپنے لالے کے لیے وہ اپنی محبت کی قربانی دے رہا تھا اور یہ تھی کہ انکار
کر رہی تھی۔۔۔اس کی آنکھیں سرخ ہوئی تھیں۔۔۔۔

ملے نا تمہیں عشق میں بے قراری
سدا خوش رہو تم دعا ہے ہماری

میں اسی کی تو دلہن بنی کھڑی ہوں کیسے انکار کر سکتی ہوں۔۔۔اور تمہیں "
شرم نہیں آتی آج کے دن مجھ پر غصہ کرو گے "۔۔۔وہ ظالم حسینہ بنی تڑخ کر
بولی اس کی وہم و گمان میں بھی نا تھا کہ تیمور اس سے ارباز عالم شاہ کی بات کر
رہا تھا۔۔۔۔

مبارک ہو تم کو یہ شادی تمہاری
سدا خوش رہو تم دعا ہے ہماری

میں اپنی بات نہیں کر رہا حور۔۔۔میرے علاوہ جس سے دادا سائیں کہیں "
گے تم اسی سے شادی کرو گی "۔۔۔۔

وہ یکدم سے چلایا تھا کہ اس کے اندر کا غبار غراہٹ کی صورت باہر نکلا تھا
۔۔۔بس اب وہ اس کو مزید خوشی فہمی میں مبتلا نہیں کر سکتا تھا۔۔۔تو اس کی
جملے پر بر محل حور کے چہرے کے تاثرات یکدم بدلے تھے۔۔۔ایک عجیب
سی الجھن نے ڈیرہ جمایا تھا اور دل سینے میں سکڑ کر پھیلا تھا۔۔۔

کیا مطلب"۔۔۔وہ مدھم آواز میں بولی۔۔۔وہم سے لاحق ہوئے تھے"
۔۔۔اور آنکھوں میں خود سا عود آیا تھا۔۔۔

تو اس کے سوال پر تیمور شاہ نے آنکھیں میچ کر اس کی طرف سے رخ موڑ لیا تھا کہ اب وقت تھا مقابل کے دل۔سے اترنے کا۔۔۔اس کے دل میں اپنے لیے نفرت بھرنے کا۔۔۔بے ساختہ اس نے ہاتھوں کی مٹھیاں بھینچ کر آنکھیں کھولے نظریں دیوار پر مرکوز کی تھیں۔۔۔کہ اس میں نگاہ ملانے کی ہمت نا ہوئی تھی۔۔۔

یہ جنموں کے رشتے نہیں توڑے جاتے
سفر میں نہیں ہمسفر چھوڑ جاتے

میں تم سے شادی نہیں کر سکتا حور۔۔۔یہی میرا سرپرائز تھا۔۔۔اور تم نے" رات وعدہ کیا تھا کہ جیسا بھی ہوا تم قبول کرو گی"۔۔۔۔وہ لہجے میں دنیا جہاں کی بیگانگی سموئے بولتا حور کے پیروں تلے سے زمین کھینچ گیا تھا۔۔۔کہ اسی آن میں اس کو وجود سے جان نکلتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔

تیمور۔۔۔۔یہ تم کیا کہہ رہے وہ"۔۔۔۔وہ صدمے میں گھری اسے بازو" سے کھینچتی بمشکل بولی تھی۔۔۔گویا وہ کسی اندھے کنوئیں میں جا گری روشنی کی تلاش میں سرگرداں ہوئی تھی۔۔۔

جب آپکی دعا، آپکی خواہش کے تکمیل کا وقت ہو اور وہ عین موقع پر پھر) جائے۔۔۔تو اس وقت کی ازیت کیا ہوتی ہے جانتے ہو نا۔۔۔۔بہت تکلیف دیتے ہیں ایسے مراحل۔۔۔

ایسی واقعات۔۔۔اور ایسے لوگ۔۔۔جو جانے انجانے میں ہمیں زندگی کی پستیوں میں اتار جاتے ہیں۔۔۔کہ جینے میں شمار لوگ بے جان جیے چلتے ہیں ۔۔۔۔اور کبھی کبھی تو یہ مواقع جان بھی لے لیتے ہیں۔۔۔۔

وہ کہتے ہیں نا زندگی ادھوری خواہشوں کا نام ہے۔۔۔۔جتنی زندگی بڑھتی جاتی ہے اتنی ہی خواہشات وسیع ہوتی جاتی ہیں)۔۔۔۔۔

تو تیمور نے نفرت آمیز نظروں سے اسے دیکھا تھا۔۔۔

میں تم سے شادی نہیں کر سکتا حور"۔۔۔اس نے پھر سے وہی جملہ دوہرایا" تھا۔۔۔اور حور کے ہاتھ خود سے دور جھٹکے تھے کی حور کو لگا تھا وہ اگلا سانس نہیں لے پائے گی۔۔۔۔دل بند ہو جائے گا۔۔۔اس کا وجود سرد پڑ گیا تھا اور آنکھوں میں جمع ہوتے آنسوں پلکوں کی باڑ توڑے چہرہ بھگونے لگے تھے

۔۔۔۔

تت تم مزاق کر رہے ہو نا تیمور"۔۔۔۔وہ کپکپاتے لبوں سے بمشکل بولی" تھی۔۔۔۔

میں سچ کہہ رہا ہوں"۔۔۔۔وہ ہنوز انداز میں بولا تھا۔۔۔تو حور نے دھندلی" نظروں سے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔

نارسموں رواجوں کو تم بھول جانا
جو لی ہے قسم تو اسے تم نبھانا

کک کیوں"۔۔۔۔اس کو اپنی آواز کھائی سے آتی محسوس ہوئی تھی"
۔۔۔اسے لگا تھا وہ مر جائے گی۔۔۔ مگر وہ ابھی تک کھڑی تھی۔۔۔شاید
اس امید سے ابھی وہ کہے گا نہیں شیرنی میں تو مذاق کر رہا تھا۔۔۔

کہ ہم نے تو تنہا عمر ہے گزاری
سدا خوش رہو تم دعا ہے ہماری

کیونکہ تم میرے قابل نہیں رہی۔۔۔۔حور۔۔۔۔تم دو دن لاپتہ رہی ہو"
۔۔۔مجھے میری بیوی ان چھوئی چاہئے اور تم۔۔۔۔تم پاک نہیں رہی

۔۔۔۔میں تمہیں کبھی اپنی بیوی نہیں بنا سکتا"۔۔۔۔یہ جملے ادا کرتے ہوئے تیمور کا دل کر رہا تھا کہ وہ خود پر پیٹرول چھڑک کر آگ لگا دے۔۔۔ اس کا دل ماتم کناں ہوا تھا مگر چہرے پر وہ سختی لیے ہوئے تھا۔۔۔

تو اس کے الفاظ سن کر حور کو یہ دوسرا صدمہ لگا تھا۔۔۔ہاں دوسرا صدمہ اس کی ذات روندنے کا۔۔۔اس پر الزام لگانے کا۔۔۔کہ وہ یکدم سے فرش پر بیٹھتی چلی گئی تھی۔۔۔اس کی ٹانگوں نے اس کا بوجھ اٹھانے سے انکار کیا تھا تو دل پھٹ سا گیا تھا۔۔۔وہ آنسوؤں سے تر چہرہ لیے اس بے رحم شخص کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

یہ مخمور آنکھیں جو بدلی ہوئی ہیں
کبھی ہم نے ان کے ہیں صدقے اتارے

ت تیمور ایسے نا کہو۔۔۔ تم مجھ سے محبت کرتے ہو"۔۔۔۔وہ ڈوبتے دل" اور رنج و غم میں بولی تھی۔۔۔کہ اس کی باتیں برداشت سے باہر ہو رہی تھیں۔۔۔اس کے سر میں ٹھیسیں سی اٹھنے لگیں تھیں تو پہلو میں لگے زخم پر دباؤ پڑنے سے ہلکا ہلکا سا خون رسنے لگا تھا۔۔۔وہ چند پلوں میں اجڑ گئی تھی

۔۔۔

کرتا تھا۔۔۔ مگر اس واقع کے بعد سے تم میرے دل سے اتر گئی ہو۔۔۔" مجھے تم سے الجھن ہونے لگی ہے یا اسے نفرت سمجھو"۔۔۔۔معاً وہ اس کے قریب ہی فرش پر بیٹھتا اس کے ہاتھ کو اپنے ہاتھوں میں لیے بولتا ایک بار پھر سے اس کے دل کو آری سے چیر گیا تھا۔۔۔۔

وہ جان بوجھ کر اس کے دل میں اپنے لیے نفرت کی عمارت تعمیر کر رہا تھا ۔۔۔کہ اس کے بعد وہ کبھی اسے چاہنے کی خواہش نہیں کرے گی۔۔۔اور ارباز شاہ کی سنگت میں خوش رہے گی۔۔۔

دونوں کی محبت عجیب تھی۔۔۔ایک اس کو دل کی مسند پر بیٹھا چکا تھا تو دوسرا جان بوجھ کر ہی سہی مگر اس کی نظروں میں اسی کو انتہائی حقیر بنا گیا تھا

۔۔۔۔

تمہارے قدم چومے یہ دنیا ساری

تمہارے قدم چومے یہ دنیا ساری

سدا خوش رہو تم دعا ہے ہماری

جس سے دادا سائیں کہیں اسی کو اپنا جیون ساتھی بنا لینا۔۔۔مجھے بھول جانا" ۔۔۔میں تمہارے قابل نہیں"۔۔۔وہ جو پہلے اسے اپنے قابل نا سمجھ رہا تھا اب اس جگہ خود کو رکھ گیا تھا۔۔۔مگر اس کا بولا گیا یہ جملہ اس کے نزدیک الٹ ثابت ہوا تھا۔۔۔۔

جبکہ حور نے پتھرائی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

وہ تمہارے لیے جو فیصلہ کریں ٹھیک ہو گا۔۔۔مجھے معاف کر دینا۔۔۔میرا"
تمہاری زندگی سے جانا تمہارے لیے بہتر ثابت ہو گا"۔۔۔
خوش رہو۔۔۔خدا حافظ "۔۔۔۔۔۔"
وہ اس کے ہاتھوں پر اپنے ہاتھوں کا دباؤ بڑھائے اسے ٹوٹی بکھری حالت میں
چھوڑتا اٹھا تھا اور ایک آخری نظر اس پر ڈالے دروازے کی جانب بڑھا۔۔۔
جبکہ حور تو اس کی جملے تم میرے قابل نہیں رہی۔۔۔تم پاک نہیں رہی)
میں الجھی ہوئی تھی کہ اس کو جاتا دیکھ اس کا کلیجہ حلق کو آیا تھا۔۔۔اس نے
دہل کر اسے دیکھا تھا۔۔۔
بھول جانے کا ہنر مجھ کو سیکھاتے جاؤ
جا رہے ہو تو سبھی نقش مٹاتے جاؤ
چلو رسمن ہی سہی مڑ کر مجھے دیکھ تو لو
توڑتے توڑتے تعلق کو نبھاتے جاؤ

تیمور مت جاؤ"۔۔۔۔وہ بے آواز بڑبڑائی تھی۔۔۔اتنا سب سننے کے بعد"
بھی وہ اسے روک رہی تھی مگر وہ اس کو تڑپتا چھوٹے دہلیز پار کر گیا تھا

۔۔۔۔۔

کمرے سے نکلتے ہی اس کی آنکھوں سے آنسوں ٹپ ٹپ برسنے لگے تھے
۔۔۔وہ مضبوط تھا۔۔رونا نہیں چاہتا تھا مگر آنسوں زبردستی بہتے جا رہے تھے
۔۔۔۔تو سینے میں پڑا دل لعنت ملامت پر اترتا اس کی ندامت میں اضافہ کرتا
رو رہا تھا۔۔۔وہ بھاگنے کے انداز میں سیڑھیوں کی طرف آیا تھا۔۔۔
جاں میں نے بھی پیار کیا ہے

وہ آستیں سے آنکھیں صاف کرتا تیزی سے سیڑھیاں اترنے لگا تھا۔۔۔
ہاں میں نے بھی پیار کیا ہے

لالے آپ ٹھیک ہیں"۔۔۔وہ سیڑھیوں کے وسط میں تھا کہ جب اس کی" سرخ آنکھوں کو دیکھ کر اپر جاتی ہدا عشال نے استفسار کیا۔۔۔ مگر وہ سنی انسنی کرتا نیچے اتر گیا۔۔۔

ہاں میں نے بھی پیار کیا ہے

ہدا او عشال نے حیرت سے اسے دیکھا تھا جو ڈرائنگ روم کی جانب بڑھ گیا

۔۔۔

۔۔۔

وہ جیسے ہی ڈرائنگ روم پہنچے تھے کہ وہاں تیمور کو موجود نا دیکھ کر وہ کافی حیران ہوئے تھے اس سے پہلے کہ وہ ملازم کو بھیج کر تیمور کو بلاتے اسی وقت وہ کمرے داخل ہوا تھا۔۔۔

تو انہوں نے بغور اس کو دیکھا تھا جو ابھی تک بلیک سوٹ میں ہی ملبوس تھا حالانکہ اس نے تو اب حور سے شادی کے لیے شیروانی زیب تن کرنا تھی

۔۔۔۔

تم ابھی تک تیار کیوں نہیں ہوئے تیمور۔۔۔اور ابا سائیں سے کیا بات کرنی ہے"۔۔۔ جبھی حسن شاہ نے اپنے بیٹے کی سرخ آنکھیں اور سنجیدہ چہرہ دیکھ کر استفسار کیا۔۔۔۔

مجھے حور سے شادی نہیں کرنی"۔۔۔۔اس کی بھاری آواز میں انکار گونجا" تھا۔۔۔۔

کہ اس کے جملے پر ان تینوں کو جیسے شاکڈ لگا تھا۔۔۔۔

کہ جبھی بالاج جو کہ عثمان شاہ کی کہنے پر آیا کہ وہ پتا کرے سب خیر ہے

کیونکہ ان کا اس طرح مہمانوں سے نکلنا زرا مشکل تھا نجانے وہ کیا سوچتے اپر

اسے ان کی شادی کی لائیو کوریج جاری تھی جس کی وجہ سے وہ احتیاط برت

رہے تھے۔۔۔اس سے پہلے کہ وہ اندر داخل ہوتا تیمور کا جملہ سن کر وہ بھی

حیران ہوا تھا اور انہیں قدموں پر تیزی سے واپس پلٹا اس بات سے انجان کی

پیچھے کھڑی نگار بھی سن چکی تھی۔۔۔جو کہ پہلے ہی مفاسد پھیلانے کے لیے

بی چین تھی کہ وہ کسی ایسی خبر کی منتظر تھی اور اس کی مراد پوری ہوئی تھی۔۔

معاً وہ ان کی عزت خراب کرنے کی نیت سے زنان حصے کی جانب بڑھ گئی

۔۔۔۔۔

کیا۔۔۔کیا کہا"۔۔۔۔دادا سائیں نے ماتھے پر بل ڈالے سخت لہجے میں "

پوچھا۔۔۔

تو وہ بنا جواب دیے خاموش نظریں جھکائے کھڑا رہا تھا۔۔۔جبکہ دوسری

جانب جہاں بالاج نے اپنے چچا کے کان میں تیمور کے بارے بتایا تھا وہیں

زنان حصے میں نگار بیگم نے ڈھول پیٹ کر بالخصوص مہانوں کو سنانے کے لیے دادی سائیں کو بتایا تھا۔۔۔کہ دونوں طرفین کے سننے کی دیر تھی وہ حیران پریشان حویلی کے اندرونی حصے کی جانب بڑھے جبکہ عورتوں میں چہ مگوئیاں عروج پر تھیں۔۔۔۔

میں کچھ پوچھ رہا ہوں تیمور شاہ۔۔۔۔کیا گستاخی کی ہے تم نے"۔۔۔۔"

ٹھیک دو دو منٹ بعد دادا سائیں کی سخت آواز گونجی تھی۔۔۔۔تو تیمور نے سرد نظریں اٹھا کر انہیں دیکھا۔۔۔

مجھے حور عین سے شادی نہیں کرنی"۔۔۔۔"

اس کے ایک بار پھر سے بے دھڑک اور نفرت آمیز لہجے میں کیے صاف انکار پر ڈرائنگ روم میں موجود وہ تینوں نفوس پل بھر کے لیے شاکڈ ہوئے تھے۔۔۔۔

وہ جو پہلے مذاق سمجھ رہے تھے کہ مقابل کو مزاح کی عادت تھی پر اب اس کے اس قدر غصے اور نفرت کے پرچار پر ان نفوس پر حویلی کی چھت دھڑ دھڑ

گری تھی۔۔۔باہر لوگ اب اس شادی کے انتظار میں تھے کہ باقی سب کا نکاح ہو گیا تھا اب ان دونوں کا نکاح اور حور کی رخصتی ہونی تھی سب کچھ تیار تھا اور وہ نیلی آنکھوں میں زمانے بھر کی سرد مہری سموئے سیناتان کر انکار کر رہا تھا اسے زرا بھی دکھ نا ہوا تھا وہ سب کو کس آزمائش میں منتقل کر گیا تھا کہ لوگوں کے طرح طرح کے سوال اٹھنے تھے۔۔۔

حسن شاہ کی آنکھوں میں اپنے بیٹے کے لیے قہر برپا ہوا تھا۔۔۔جو عین نکاح کے موقع پر پھر گیا تھا۔۔۔

حور کا سوچ کر انہیں شدید تکلیف ہوئی تھی۔۔۔جبکہ اپنے بیٹے کو باغی پن ان کی سوچ سے باہر تھا۔۔۔

تمہاری اس گستاخی کی وجہ کیا ہے تیمور شاہ"۔۔۔انہوں نے خود پر قابو پاتے استفسار کیا تھا۔۔۔جبکہ رنج و صدمہ میں طیش انتہاؤں کو چھونے لگا تھا۔

مجھے اس لڑکی سے نفرت ہو گئی ہے۔۔۔وہ کسی کے دل پر گری کیفیت سے لاپرواہ سا ہنوز نڈر انداز میں گرج کر بولا تھا کہ ایک بار پھر سے ان تینوں پر گویا منوں بوجھ پڑا تھا کہ کچھ لمحوں کے لیے وہ۔ کنگ نظروں سے اس جوان کو دیکھ رہے تھے۔۔۔ جس کے انداز و اطوار بدلے ہوئے تھے۔۔۔

تیمور!!!"۔۔۔معاً ڈرائنگ روم میں ابراہیم شاہ کی للکار گونجی تھی۔۔۔" کہ اس کے ساتھ ہی ان کا ہاتھ اٹھا تھا اپنے پوتے پر جو کہ ہوا میں ہی معلق رہ گیا تھا۔۔۔

ابراہیم شاہ قہر آلود نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے۔۔۔

میں حور عین سے شادی نہیں کر سکتا۔۔۔دادا سائیں۔۔۔اپ چاہیں" غصہ کریں یا ماریں۔۔۔میرا فیصلہ حتمی ہے۔۔۔میں اس لڑکی کو اپنی زوجیت میں کبھی نہیں لے سکتا۔۔۔مجھے اس کی شکل سے نفرت ہو گئی ہے

۔۔۔میں اسے ایک پل بھی خود کے ساتھ دیکھنا گوارا نہیں کر سکتا۔۔۔میں یہ ملک چھوڑ کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جا رہا ہوں"۔۔۔۔وہ انتہائی سفاکیت سموئے لہجے میں بولا تھا۔۔۔جو حور عین سے بے پناہ محبت کا دعویدار رہا تھا ۔۔۔جس کی زد پر یہ شادی ہو رہی تھی۔۔۔آج وہی اسے اپنانے سے انکار کر رہا تھا۔۔۔کیا یہ تھی تیمور حسن کی محبت۔۔۔۔جو بیچ چوراہے اپنی محبت سے دستبردار ہونے کی بات کر رہا تھا۔۔۔۔

تو اس کی اس قدر سفاک لہجے پر داؤد شاہ صدمہ سے صوفے پر ڈھ سے گئے تھے۔۔۔

تو حسن شاہ بے یقین نظروں سے اپنے بیٹے کو دیکھ رہا تھا۔۔۔وہ بیٹا جو ان کی زندگی تھا۔۔۔آج وہ الگ ہی روپ میں آیا تھا کہ حسن شاہ اپنے بیٹے میں چھپے اس غیر شخص کو دیکھ رہے تھے۔۔۔

ہمیں وجہ بتاؤ کیوں نہیں کرنی شادی۔۔۔اس اچانک اٹھتی تمہاری نفرت "
کی کیا وجہ ہے۔۔۔۔ابراہیم طیش کے عالم میں گرجے تھے ان کا بس نہیں
چل رہا تھا کہ وہ سامنے کھڑے اپنے پوتے کی گردن تن سے جدا کر دیں
۔۔۔۔جو عین نکاح کے موقع پر انکار کر رہا تھا۔۔۔۔

کیا یہ وجہ کافی نہیں کہ حور عین شاہ دو دن لاپتہ رہی ہے۔۔۔۔مجھے میری "
بیوی پاک صاف چاہیئے جبکہ حور عین شاہ "۔۔۔۔وہ ڈھٹائی کا مظاہرہ کرتا
وجہ کا پرچار کرتا بولا۔۔۔۔

بسسسسس۔۔۔۔زبان کو لگام دو لڑکے "۔۔۔۔"
اس سے پہلے کہ ہم تمہارے ٹکڑے کر دیں۔۔۔دفع ہو جاؤ یہاں سے "
۔۔۔۔تم کیا انکار کرو گے ہم خود اپنی پوتی کا رشتہ تم جیسے پنچ شخص سے ختم

کرتے ہیں"۔۔۔ابراہیم شاہ کا زوردار انداز میں ہاتھ اٹھا تھا۔۔۔ تیمور پر

۔۔۔کہ وہ فرش پر اوندھے منہ جا گرا۔۔۔

ڈرائنگ روم کے دروازے میں استادہ حویلی کے باقی افراد کنگ نظروں سے

تیمور شاہ کو دیکھ رہے تھے۔۔۔

کہ جبھی ہدا اور عشال دوڑی ہوئی آئیں تھیں۔۔۔

وہ حور آپی بول نہیں رہیں۔۔۔وہ دونوں اتنی اچانک اور اونچی آواز میں بولی

تھیں کہ سب نے بیک وقت ان کے روئے پریشان چہرے کو دیکھا تھا۔۔۔

حور۔۔۔۔۔۔۔ تبھی آصفہ شاہ کی چیخ نکلی تھی کہ وہ جان گئی تھی تیمور حور

سے مل کر آیا تھا۔۔۔اور حور کی حالت کا سوچتے ہی وہ کرلاتی ہوئی بھاگی تھی

اس کے پیچھے حویلی کی باقی عورتیں بھی بڑھیں تھیں جبکہ مردوں نے اس

شخص کو دیکھا تھا جو بے پرواہی سے زمین سے اٹھ کر اپنے کپڑے جھاڑ رہا تھا

۔۔۔

جبکہ اثنان الجھی نظروں سے اس کو دیکھتا معاملہ سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا ۔۔۔اثنان کو بھی تیمور کے منہ سے حور کے بولے جانے والے الفاظ سخت سیخ پا کر گئے تھے۔۔۔

میں تمہیں عاق کرتا ہوں تیمور۔۔۔۔آج سے میرا صرف ایک ہی بیٹا ہے" ۔۔۔اس سے پہلے کہ ارباز شاہ کو تمہاری پست ذہنیت کی گندی سوچ کا علم ہو اور وہ تمہیں زندہ زمین گاڑھ دے نکل جاؤ یہاں سے ورنہ یہاں وہ قہر مچے گا جس کی بھرپائی ناممکن ہو گی۔۔۔اور ارباز شاہ کو روکنا ہمارے بس میں نا ہو گا ۔۔۔"

حسن شاہ شدید غم و غصّے کی بدولت تیمور کو کینہ طور نظروں سے گھورتے اسے آئندہ ہوئے حالات و سکنات سے آگاہ کر گئے تھے کہ پل بھر کے لیے تیمور بھی ارباز شاہ کے نام پر ٹھٹھر اسا گیا تھا۔۔۔وہ جانتا تھا ارباز شاہ اپنے

مخالفوں اور اپنی فیملی کے دشمنوں کے لیے خوف کا دوسرا نام تھا تو اب تیمور بھی تو اسی لسٹ میں شمار ہو گیا تھا۔۔۔اس کی دھڑکنوں میں اس کی دہشت سے بھونچال برپا ہوا تھا۔۔۔معاً وقت پر اس نے اپنے فق پڑتی رنگت اور نڈھال پڑتے وجود پر قابو پایا تھا۔۔۔۔

اور بنا دیر کے ان کی دھتکار پر لب بھینچ کر وہاں سے نکلتا چلا گیا۔۔۔یہ سوچے بنا کہ حور عین شاہ پر جو وہ قیامت ڈھا آیا تھا اس کی کیا حالت تھی۔۔۔اور اب اپنے جانے سے اس کی ذات کو کس قدر روندنے والا تھا۔۔۔

سب نے افسوس بھری نظروں سے اس کا جاتا دیکھا تھا۔۔۔

حسن "؟؟؟؟۔۔۔۔۔دفعتاً ابراہیم شاہ کی سخت آواز گونجی۔۔۔"

جی بابا سائیں "۔۔۔تو حسن شاہ شرم سار انداز میں نظریں جھکائے بولا"

۔۔۔۔

اربازشاہ کو بلاؤ فوراً۔۔۔۔ حور عین کا نکاح اربازسے ہو گا ابھی اور اسی "
وقت "۔۔۔

ابراہیم شاہ کھڑے کھڑے فیصلہ سناتے ڈرائنگ روم سے مرادن خانے کی
جانب چلے گئے۔۔۔ جبکہ ان کے اس فیصلے پر جہاں سب حیران ہوئے تھے
وہیں کافی مطمئین ہوئے تھے کہ ایک شاہ تھا جو لوگوں کے سوالوں کے بہتر
جواب دے سکتا تھا۔۔۔ ممکن تھا کہ لوگ حور کو شاہ کے نکاح میں دیکھ کر
اپنی زبانیں کنٹرول میں رکھتے۔۔۔

اور اب حور اور شاہ کا نکاح ناگزیر ہو گیا تھا کہ یہ سب جان چکے تھے۔۔۔
دادا سائیں کا یہ فیصلہ اثنان ملک کو بے انتہا خوشی کر گیا تھا۔۔۔ اپنے یار کا سوچ
کر اس کی آنکھیں چمک اٹھی تھیں۔۔۔

وہ پچھلے گیٹ کی جانب آیا تھا جہاں ساتھ ہی اس کا بیگ پڑا تھا وہ لگیج گھسیٹتے یہ گھر یہ لوگ ہمیشہ کے لیے چھوڑ کر باہر آیا تھا۔۔۔

چھوڑ دیا وہ راستہ

جس راستے سے تم تھے گزرے

کہ سامنے ہی بلیک شیشوں والی گاڑی کھڑی تھی۔۔۔۔ تیمور کو دیکھتے ہی سعد گاڑی سے باہر نکلا تھا اور جلدی سے اس کا سامان اٹھا کر گاڑی میں رکھا تو تیمور فرنٹ سیٹ پر براجمان ہوا تھا۔۔۔ کہ ان کے بیٹھتے ہی فخر نے گاڑی اسٹارٹ کرتے سپیڈ بڑھا دی تھی۔۔۔۔

توڑ دیا وہ آئینہ

جس آئینے میں تیرا عکس دیکھے

میں ہمیشہ تمہاری نفرت کی لسٹ میں شمار رہوں گا۔۔۔میرا یہ صدمہ تمہیں چھوڑنے سے بڑھ کر ہے"۔۔۔اس کے لب بے آواز بڑبڑائے تھے۔۔۔

میں شہر میں تیرے تھا غیروں سا
مجھے اپنا کوئی نا ملا
تیرے لمحوں سے
میرے زخموں سے
اب تو میں دور چلا

سر جو آپ کر رہے ہیں کیا وہ ٹھیک ہے"۔۔۔کچھ دیر بعد فخر کی سنجیدہ آواز ابھری تو تیمور نے سر سیٹ کی پشت سے ٹکا کر آنکھیں موند لیں۔۔۔

رخ نا کیا ان گلیوں کا

جن گلیوں میں تیری باتیں ہو

چھوڑ دیا وہ راستہ

جس راستے سے تم تھے گزرے

اس لیے میں نے تم سے آخری ملاقات کل ہی کر لی تھی کہ کہیں۔ تم لوگ" عین موقع پر میرے ضمیر کو نا جگا دو۔۔۔ جس کو بڑی مشکل سے میں نے سلایا ہے۔۔۔ اور ابھی لگتا ہے کہ تم میرے ہاتھوں شہادت کا جام نوش کرنا چاہتے ہو"۔۔۔۔ وہ بھاری آواز میں بولا تھا۔۔۔ آنسوؤں کا گولہ حلق میں نہیں پھنسا ہوا تھا۔۔۔ دکھ بے حد تھا جس کے ماپنے کے لیے کوئی پیمانہ نا بنا تھا

۔۔۔

میں تھا مسافر راہ کا تیری

تجھ تک میرا تھا دائرہ

میں بھی کبھی تھا محور تیرا

خانہ بدوش میں اب ٹھہرا

تو فخر اور بیک سیٹ پر بیٹھے سعد نے دکھ سے اس شخص کو دیکھا تھا۔۔۔کل رات ہی تو وہ اپنے سر سے ملے تھے۔۔۔کہ انہوں نے ایک ریسٹورنٹ میں ضروری انفارمیشن دینے کا کہہ کر تیمور کو وہاں بلایا تھا اور پھر دونوں نے منتیں کر کے واسطے دے کر اپنے سر کی پریشانی پوچھ ڈالی تھی۔۔۔تو تیمور نے رات ہی انہیں سب کچھ بتاتے اگلا لائحہ عمل بھی بتا ڈالا تھا۔۔۔انہوں نے روکنے کی کوشش کی تھی کہ تیمور کی سرد نظروں پر وہ خاموش سے ہوئے تھے۔۔۔انہیں جہاں اپنے شاہ سر کے لیے خوشی تھی وہیں اپنے تیمور سر کے لیے دکھ بھی ہو رہا تھا۔۔۔

!!پر کہتے ہیں نا جو ہوتا ہے اچھے کے لیے ہوتا ہے۔۔۔۔

چھوتا نہیں ان پھولوں کو

جن پھولوں میں تیری خوشبو ہو

روٹھ گیا ان خوابوں سے

جن خوابوں میں تیرا خواب بھی ہو

سوری سر"۔۔۔۔معاً دونوں یک زبان بولے تھے۔۔۔۔"

جتنی دیر میرے ساتھ ہو احتیاط برتو یار۔۔۔میرا دماغ پہلے ہی ماؤف ہے"

۔۔۔کچھ الٹا سیدھا نا کر بیٹھو"۔۔۔

وہ ہنوز انداز سے بولا تھا۔۔۔۔

سر واپس کب آئیں گے آپ"۔۔۔۔سعد نے پوچھ کر ماحول پر چھایا تناؤ کم"

کرنا چاہا۔۔۔۔

واپسی کا راستے بھول کر جا رہا ہوں میں "۔۔۔دفعتاً اس نے آنکھیں کھولتے "
کہا۔۔۔۔

بس یہی اتار دو مجھے "۔۔۔۔وہ ریڈ لائٹ ایریا سے کچھ فاصلے پر بولا۔۔۔۔"

کچھ بھی نا پایا
میں نے سفر میں
ہو کے سفر کا میں رہ گیا
کاغذ کا وہ شیدا گھر تھا
بھیگتی بارش میں بہہ گیا

سر یہاں "۔۔۔۔؟؟"

ہاں ادھر ہی اتار دو مجھے اس خبیث کے آدمی جگہ جگہ پر مجھ پر نظر رکھے ہوئے ہیں کہ میں کہیں غداری تو نہیں کر رہا"۔۔۔۔وہ گویا ہوا تھا کہ جبھی فخر نے گاڑی روکی تھی۔۔۔۔تو سعد نے اتر کر سامان نکالا۔۔۔۔

میرے اس ایریا سے نکلتے ہی تم پولیس کو انفارم کرو گے۔۔۔۔اور اس گلشن آرا کا کام میں خود تمام کر کے جاؤں گا۔۔۔ایسے گند کا ڈھیر جتنی جلدی ختم کر دیے جائیں اتنا اچھا ہوتا ہے ورنہ وبا پھوٹنے کا خطرہ رہتا ہے"۔۔۔۔وہ گاڑی سے اتر کر دونوں کو سمجھاتے بولا تھا تو انہوں نے سر اثبات میں ہلائے

دیکھوں نہیں اس چاندنی کو

جس میں کہ تیری پرچھائی ہو

سر آپ اپنا نمبر آن رکھیے گا"۔۔۔۔سعد نے اداس لہجے میں فرمائش کی" تھی۔۔۔

ہممم اب جاؤ تم"۔۔۔تو تیمور نے ہنکار بھر کر جانے کا کہا۔۔۔۔"

ان کے جاتے ہی تیمور نے پہلی فرست میں اپنے فون سے سم کارڈ نکال کر توڑا تھا اور پھر کچھ فاصلے پر پڑی اینٹ سے فون کو بھی توڑ ڈالا تھا۔۔۔

دور ہوں میں ان ہواؤں سے

جو ہوا تجھے چھو کے بھی آئی نا ہو

چھوڑ دیا وہ راستہ

جس راستے سے تم تھے گزرے

وہ اپنے شاہ لالے کے پاس اس تک پہنچنے کا کوئی ثبوت نہیں چھوڑنا چاہتا تھا

۔۔۔۔

معاً اپنا کام کر کے وہ بیگ لیے ریڈ لائٹ ایریا داخل ہوا تھا۔۔۔

کہ اس کی ایکسرے کرتی نظروں نے ارد گرد جائزہ لیا تھا۔۔۔شہاب کے آدمی اسے پر نظر رکھے ہوئے تھے۔۔۔۔

وہ بغیر ان پر کچھ جتائے آرام سے چلتا اس کوٹھے میں داخل ہوا تھا۔۔۔

زہے نصیب ہم کب سے آپ کے انتظار میں ہے "۔۔۔۔بائی پان چباتی" اسے دیکھ کر کھل کر بولی۔۔۔کہ اسے دیکھ کر شہاب اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔

یہ تمہاری پہلی ڈیل ہے تیمور کوئی غلطی نہیں ہونی چاہئے اور آج سے تمہارا" نام پوائزن ہے۔۔۔۔انڈر ورلڈ میں اصلی نام کم ہی ہوتے ہیں "۔۔۔

شہاب نے کہا تو اس کی آنکھوں میں چمک ابھری تھی۔۔۔

جانے سے پہلے میں گلشن آرا سے ملاقات چاہتا ہوں "۔۔۔"

اس نے فرمائش کی تھی کہ وہ مسکرا دیا۔۔۔

ہاں جاؤاور جلدی آنا میں اور بائی گاڑی میں تمہارا ویٹ کر رہے ہیں"۔۔۔"

وہ بولا تو تیمور گلشن آرا کے کمرے کی جانب بڑھا۔۔۔

حسب معمول وہ آدھے ڈریس میں ایمان ڈگمگانے کی تیاری کیے صوفے پر بیٹھی تھی۔۔۔

بابو آپ اگئے۔۔۔مجھے لگا تھا"۔۔۔اس نے تیمور کو دیکھ کر کہتے بات" ادھوری چھوڑی۔۔۔۔۔

تمہیں میں کیسے چھوڑ سکتا ہوں آرا۔۔۔تم سے تو میری ملاقات انتہائی" ضروری تھی"۔۔۔

وہ آنکھوں میں سفاکیت لیے بولا تھا تو گلشن آرا اس کی آنکھوں اور لہجے پر غور کیے بنا اس کے گلے لگی تھی۔۔۔۔

کہ اتنی ہی تیزی سے تیمور نے ہاتھ میں پکڑی سوئی اس کی گردن میں چبھوئی تھی۔۔۔کہ اسے یکدم سے جھٹکا سا لگا۔۔۔

اور اتنی ہی تیزی سے تیمور نے ہاتھ واپس کھینچ گیا تھا کہ گلشن آرا لہرا کر فرش گری تھی تو وہ اسے گھسیٹ کر واشروم لے آیا تھا۔۔۔

تیمور کی آنکھوں میں جہاں حور کو چھوڑنے کا درد تھا وہیں گلش آرا کے لیے سفاکیت تھی۔۔۔اسے بالوں سے گھسیٹ کر تیمور نے پانی سے بھرے باتھ ٹب میں پھینکا تھا۔۔۔کہ پانی میں ڈوبنے سے اس کے بے حوش وجود میں زراسی ہلچل ہوئی تھی۔۔۔مگر جلدی ہی وہ ہلچل تھمی تھی اور گلشن آرا کا وجود بے سدھ ہوا تھا۔۔۔تیمور اسے انتہائی ازیت دے کر مارنا چاھتا تھا مگر وقت کی قلت کے باعث اس نے آسان موت تجویز کی تھی اور پھر بنا اس کو دیکھے وہاں سے نکلا تھا۔۔۔

کچھ تکنیکی خرابی کی پیش نظر ان کی فلائٹ پورا ایک گھنٹہ لیٹ ہو چکی تھی

وہ ویٹنگ ایریا میں براجمان آنکھیں موندے بیٹھا حور کے خیالوں میں کھویا ہوا تھا۔۔۔

اب تک تو اس کا نکاح ہو گیا ہو گا اس کے دل نے سرگوشی کی تھی۔۔۔ایک گھنٹہ کیسے گزرا تھا اسے پتا بھی نا چلا تھا کہ جب ہی آئر پوسٹ کی آواز مائیک میں گونجی تھی۔۔۔تو شاہ اور بابر اپنی جگہ سے اٹھے ویٹنگ ایریا سے ڈیپارچر میں جانے کے لیے دروازے کی جانب بڑھے تھے۔۔۔

بریکنگ نیوز"۔۔۔۔"

وزیر اعلی پنجاب ابراہیم شاہ کی پوتی کی شادی ٹوٹنے کی وجہ منظر عام پر آگئی"۔۔۔"

وہ جو جا رہا تھا کہ سماعتوں پر اس رپورٹر کی آواز پڑی تو شاہ نے جھٹکے سے مڑ کر سکرین پر چلتی فوٹیج اور خبر کو دیکھا تھا۔۔۔کہ شاہ کے اس طرح رکنے پر بابر بھی رکا تھا اور ایل ای ڈی کی جانب دیکھا۔۔۔۔

جہاں نیوز کاسٹر منہ پاڑ پھاڑ کر شاہوں کے بارے بتا رہا تھا۔۔۔

یکلخت شاہ کی آنکھوں میں وحشت اتر آئی تھی اور چہرہ خطرناک حد تک سرخ پڑ گیا تھا۔۔۔۔

اپنی فیملی پر وہ ایک حرف برداشت نا کر سکتا تھا اور یہاں اتنا کچھ وہ کہہ رہا تھا ۔۔۔۔

یقیناً وہ موت کا طلب دار ٹھہرا تھا۔۔۔

"جی تو ناظرین آپ کو بتاتے چلیں کہ آج ہی ابراہیم شاہ کی پوتی کی شادی ان کے پوتے سے طے ہوئی تھی اور عین موقع ہی لڑکے نے اپنی کزن سے شادی سے انکار کر دیا۔۔۔ وجہ لڑکی کا اپنے آشنا کے ساتھ بھاگنا تھی۔۔۔ جی ناظرین دو دن پہلے ہی ارباز عالم شاہ اس لڑکی کو واپس لایا تھا۔۔۔ اور آج ان کے لڑکے نے اس لڑکی سے شادی کرنے پر صاف انکار کر دیا۔۔۔ جس کے نتیجے میں ابراہیم شاہ نے اسے اپنے خاندان سے بے دخل کر دیا"۔۔۔

اس تھوڑی سے دیر میں کیا سے کیا ہو گیا تھا۔۔۔ارباز عالم شاہ کی آنکھوں میں لہو اتر آیا تھا۔۔۔سر عام اس کی فیملی کی عزت اچھالی جا رہی تھی۔۔۔شاہ کا چہرہ سرخ ہوا تھا اور وجود میں دوڑتا فشار خون معمول سے بڑھ کر اسے قہر کو دعوت دے گیا تھا۔۔۔

کہ وہ اگلی خبر سنے بنا خطرناک تیور لیے باہر کی جانب بھاگا تھا۔۔۔لوگوں نے حیران نظروں سے ارباز شاہ کو دیکھا تھا۔۔۔جو اس طرح جاتا کئی دلوں کو دیوانہ کر گیا تھا مگر اسے پرواہ نا تھی۔۔۔اس کے دل میں آگ سی لگی تھی ۔۔۔۔حور کی ذات پر اٹھی انگلیاں اسے ان پر قیامت ڈھانے پر مجبور کر گئی تھیں۔۔۔تو وہیں تیمور شاہ کے لیے اس کے اندر غصے کا طوفان اٹھا تھا۔۔۔

معاً وہ سب کچھ پس پشت ڈالے پارکنگ میں گیا تھا جہاں اس کے گارڈز ہنوز کھڑے تھے۔۔۔وہ اپنے خاندان کی عزت کا محافظ تھا اور اس وقت اس کی

فیملی کو اس کی ضرورت تھی۔۔۔۔بابر کا بھی غصے سے برا حال ہوا تھا کہ وہ بھی وہ اپنے سر کے پیچھے آیا تھا۔۔۔

بابر اس ریپوٹر کو اٹھوالو"۔۔۔گاڑی میں بیٹھنے سے پہلے اس نے بابر کو حکم" دیا تھا۔۔۔اور بابر فوراً سے فون کان سے لگائے دوسری جانب کوئی ہدایت دینے لگا تھا۔۔۔۔

شدید صدمے سے حور بے ہوش ہو گئی تھی۔۔۔اس کا بلڈ پریشر خطرناک حد تک لو ہو گیا تھا۔۔۔جو کہ بروقت ٹریٹمنٹ دینے سے نارمل ہوا تھا۔۔۔ پچھلے چند منٹ پہلے ہی وہ ہوش میں آتی مسلسل روئے جا رہی تھی۔۔۔۔وہ ہنوز دلہن کے لباس میں تھی۔۔۔پر اس کے زیورات اتار دیے گئے تھے ۔۔۔گھر کی ساری عورتیں اس کی دلجوئی میں لگی ہوئی تھیں مگر وہ تھی کہ سنبھل نہیں رہی تھی۔۔۔۔

اس کی آنکھیں سرخ انگارہ ہو گئیں تھیں اور بے تحاشہ رونے سے گلہ بھی خراب ہو گیا تھا۔۔۔اس کی حالت پر وہ اندر ہی اندر کٹ رہی تھیں۔۔۔۔ کسی کو بھی یقین نا آرہا تھا کہ تیمور ایسا کچھ کر سکتا ہے۔۔۔ حور کا ارباز سے نکاح کی خبر بھی ان سب تک پہنچ گئی تھی۔۔۔ کہ وہ یہ بات حور سے ابھی تک چھپائے ہوئے تھی۔۔۔۔ جس نے رو رو کر برا حال۔ کر لیا تھا۔۔۔۔ کچھ ہی منٹوں میں وہ صدیوں کی بیمار لگ رہی تھی اس کے چہرے پر گھلی زردیاں اس کی خراب حالت کا پتہ دے رہی تھی۔۔۔

ابھی تو ان کو نیوز میں چلتی حور پر لگے بہتان کا علم نا تھا کہ وہ تو پہلے ہی تیمور کی باتوں سے مرنے تک پہنچ گئی تھی تو آگے کیا حالت ہونی تھی۔۔۔۔

مرد حضرات مردان خانے میں براجمان تھے کہ خبر میڈیا تک پہنچی کیٔ سوالات ابھار گئی تھی۔۔۔وہ سب پریشان سے مسلسل ارباز سے رابطہ کرنے

کی کوشش کر رہے تھے۔۔۔کہ جہاں تیمور کی شادی سے انکار اور حویلی چھوڑ جانے کے بارے بتایا جا رہا تھا وہیں ار باز شاہ پر کئی طرح کے سوالات اٹھائے جا رہے تھے۔۔۔"کہ وہ اس لڑکی کو گھر میں نا دیکھنا چاہتے تھے جبھی وہ بھی ملک چھوڑ کر چلے گئے۔۔۔اور حور عین شاہ کی ذات کو بری طرح اچھالا جا رہا تھا۔۔۔کڈنیپ کی جگہ وہ بھاگی کا لفظ استعمال کر رہے تھے۔۔۔۔کہ حور عین شاہ اپنے آشنا کے ساتھ بھاگ گئی تھی جسے ار باز شاہ واپس لے آیا تھا اور اس کے آنے کے بعد وہ گھر سے چلا گیا تھا۔۔۔وہ صرف خاندان کی عزت کی خاطر اسے اس گھر میں واپس لے آیا تھا اور آج اس لڑکی سے زبردستی نکاح کروانے پر تیمور شاہ نے انکار کر دیا۔۔۔اور بدلے میں ابراہیم شاہ نے اپنے پوتے کو عاق کر دیا"۔۔۔

جی تو ناظرین آپ کو شریف فیملی کی شرافت بتاتیں چلیں کی ان سے اپنے" گھر کی عزت نہیں سنبھالی جا رہی تو وہ ملک کی کیا عزت سنبھالیں گے"۔۔۔۔ رپوٹر منہ پھاڑ کر ان کی عزت کے بخیے ادھیڑنے میں لگے ہوئے تھے۔۔۔۔

میں ان کا منہ توڑ دوں گا"۔۔۔یارم چلایا تھا۔۔۔"

ان کی جرات کیسے ہوئی۔۔۔آپ ہمیں جانے دیں دادا سائیں۔۔۔۔ہم "
اپنے گھر پر یہ اٹھی انگلیاں توڑ دیں گے اور یہ زبانیں کھینچ لیں
گے۔۔۔۔۔باہر کھڑے وہ بھونک رہے ہیں اور آپ ہمیں یہاں بند کیے
ہوئے ہیں۔۔۔یقین جانے اس کے بعد وہ کچھ کہنے سے پہلے ہزار بار سوچیں
گے "۔۔۔۔سبطین شاہ آپے سے باہر ہوتا دھاڑا تھا۔۔۔۔۔

مردان خانے میں لگی ایل ای ڈی پر اپنے ہی گھر کی نیوز سن کر لڑکے ہتھے سے
اکھڑے تھے۔۔۔کہ یارم شاہ اور سبطین شاہ باہر جانے کے لیے لپکا جسے
عثمان شاہ نے اور داؤد شاہ نے زبردستی روک لیا۔۔۔۔

ان سے ہاتھا پائی مزید سوالات ابھار دے گی صبر کرو ار باز کو آنے دو۔۔۔ "
ہم شاہ ہیں۔۔۔اور شاہ بدلہ پورا لیتے ہیں بے فکر رہو"۔۔۔۔دادا سائیں نے
ان کو سمجھایا۔۔۔

لالے کا کچھ پتا نہیں چل رہا"۔۔۔آبان شاہ الجھن زدہ بولا۔۔۔۔"

میں نے اپنے سوسز سے پتا لگوایا ہے آدھا گھنٹہ پہلے ہی ہی اس کی لندن کی "
فلائٹ تھی"۔۔

دفعتاً اثنان کی مایوس کن آواز ابھری تھی تو ان کو لگا تھا کہ گویا جیسے سب ختم
ہو گیا ہو۔۔۔

اس سے پہلے کہ دادا سائیں کسی فیصلے پر پہنچتے
معاً چار گاڑیاں تیز رفتار سے آتی حویلی کے گیٹ پر آن رکی تھی کہ نہایت
قریب سے گاڑیاں کی بریک لگانے سے فضا میں ٹائروں کی چرچراہٹ گونج
اٹھی تھی۔۔۔

کہ جبھی ارباز عالم شاہ غیض و غضب سے باہر نکلا تھا۔۔۔

شاہ لالے "۔۔۔دفعتاً مراد ن خانے میں آرون کی آواز ابھری تھی۔۔۔"
تو سب نے اس کی جانب دیکھا پر اس کی نظروں کا زاویہ ایل ای ڈی پر دیکھ کر
انہوں نے اسی جانب دیکھا تھا۔۔۔سامنے ہی چہرے پر سنجیدگی سجائے

آنکھوں میں سرخی لیے لب بھینچے شاہ کو دیکھا تھا جو ماتھے پر بل ڈالے وہ آگے بڑھ رہا تھا۔۔۔کہ گویا ان کی جان میں جان آئی تھی۔۔۔

سکیورٹی آفیسرز کے درمیان وہ اپنے گھر کے گیٹ سے اندر داخل ہوا تھا۔۔۔ کہ جبھی کئی کیمرے لیے مرد و زن کی بھیڑ سی اس جانب لپکی تھی۔۔۔۔

ارباز عالم شاہ۔۔۔آپ تو چلے گئے تھے"۔۔۔"

ارباز عالم شاہ کیا یہ سچ ہی کہ آپ کی کزن بھاگی تھی۔۔۔اور آپ واپس" لائے تھے"۔۔۔

کیا یہ بات درست ہے کہ آپ اسی کی وجہ سے گھر چھوڑ کر گئے۔"۔۔"

آخر شادی شادی ٹوٹنے کی وجہ کیا ہے"۔۔۔۔"

طرح طرح کے سوالات جاری تھے۔۔۔۔

جیسے آپ کو بیٹھے بٹھائے تدراک ہو گیا کہ میں ملک چھوڑ کر چلا گیا ہوں"

۔۔۔ویسے ہی ساری باتیں بے بنیاد اور من گھڑت ہیں۔۔۔آپ لوگ اتنا

ہی بولیے جتنا آپ اپنی آنکھوں سے دیکھیں اور کانوں سے سنے۔۔۔کیونکہ جب بات عزتوں پر آتی ہے تو اچھے برے کا پاس ختم ہو جاتا ہے۔۔۔۔لحاظہ میرے گھر کے میٹرز میں انوالو ہونے سے پرہیز کریں۔۔۔۔یقیناً آپ بھی اپنی عزتوں کے بارے ایسے مبالغہ آرائی سننا نہیں چاہیں گے "۔۔۔

وہ سرخ آنکھوں سے ایک ایک کو دیکھتا گھمبیر آواز میں بول کر سب کی بولتی بند کر گیا تھا کہ مرداں خانے میں۔ موجود افراد کے چہروں پر مسکراہٹ دوڑ گئی تھی۔۔۔۔۔

تو سر آخر سچ کیا ہے "۔۔۔ایک لیڈی کی آواز آئی۔۔۔۔۔"

ان کا چھوٹا سا ایکسیڈنٹ ہوا تھا اور اس دوران میں ان کے ساتھ رہا ہوں " "

۔۔۔

رہا سوال شادی ٹوٹنے کا۔۔۔۔تو اس کا ایک ہی جواب ہے کہ شادی تیمور "
کی ٹوٹی ہے حور عین شاہ کی نہیں۔۔۔ان کا، نکاح مجھ سے ہے۔۔۔وہ میری
ہونے والی بیوی ہیں "۔۔۔

اس نے سرخ آنکھوں سے اس عورت کو گھورتے کہا تھا کہ اس نے نکلنے
والے شرارے پر وہ عورت سہم کر پیچھے ہوئی تھی۔۔۔۔

ٹک ٹک کی آواز سے شاہ کی تصویریں بن رہی تھیں۔۔۔اور اس کی لائیو
کوریج بھی دیکھائی جا رہی تھی۔۔۔۔

ابا سائیں یہ "۔۔۔معاً عثمان شاہ نے اپنے باپ سے پوچھا۔۔۔۔۔"
شاہ حور سے عشق کرتا ہے۔۔۔اور اس واقع کے بعد لگتا ہے کہ حور صرف "
اور صرف شاہ کے لیے ہے "۔۔۔

کیا مطلب "۔۔۔وہ سب حیران ہوئے تھے۔۔۔عاصم حسین کی طرح "
انہیں بھی یقین نہیں آ رہا تھا کہ شاہ بھی کسی سے محبت کر سکتا ہے۔۔۔۔تو

اثنان نے چند لفظوں میں ان سب کو شاہ کی حور کے لیے جنونی محبت کا بتایا تھا

۔۔

امید ہے آپ کو تمام سوالات کے جوابات مل گئے ہوں گے۔۔۔"

جو کہ آپ کی جاب کا حصّہ بالکل نہیں ہیں۔۔۔سیاست تک تو ٹھیک ہے کہ آپ کا وہی کام ہے مگر گھر کے اندرونی معاملات میں آپکی دخل اندازی ہر گز قابل قبول نا ہو گی بشرطیکہ کہ وہاں آپ نے کچھ غلط نا دیکھا ہو"۔۔۔۔

آپ کے سینیئرز کو آپ پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔۔۔کہ جہاں "

آپ کو آواز اُٹھانی چاہئے وہاں سے آپ بری الزماں ہیں۔۔۔اور اپنے چینلز کی ریٹنگ کے لیے کسی سیاستدان کے گھر کے پرسنل میٹرز میں شامل ہونا اور انہیں بڑھا چڑھا کر بتانا فرض سمجھتے ہیں"۔۔۔

یاد رہے اب آپ کی جانب سے اپنی فیملی پر میں زرا سا بھی ارتکاب"
برداشت نہیں کروں۔۔۔کیونکہ میں حساب کتاب کا کافی پکا آدمی ہوں"

۔۔۔

شاہ انہیں کہہ کر آگے بڑھ گیا جبکہ وہ تمام نمائندے اپنا سا منہ لے کر رہ گئے تھے۔۔۔معاً شاہ کے جواب پر اس کے فون پر مختلف چینلز کے اونر کی کالز آنے لگی تھی کہ شاہ نے انہیں کے چینل پر انہیں کو غلط قرار دے دیا تھا۔۔۔ جس سے ان کے بیلنس کو ناقابل برداشت حد تک نقصان ہونا تھا۔۔۔۔ جبکہ وہ سب اس ناگہانی آفت سے نکلنے پر بہت خوش تھے۔۔۔ تیمور نے تو جو کیا تھا سو کیا اس کے بعد جو باتیں اٹھیں تھیں وہ ازیت ناک تھیں اور شاہ ان کو اچھی خاصی سنا کر ان کے منہ بند کروا چکا تھا۔۔۔۔

۔۔۔۔

داداسائیں"۔۔۔۔وہ جسے ہی مردان خانے آیا تھا۔۔۔کہ اس نے اپنے"
داداکو پکارا۔۔۔جو جھریوں زدہ چہرہ لیے ایک ہی دن میں بہت بیمار سے لگ
رہے تھے۔۔۔

شاہ میرا پتر"۔۔۔داداسائیں اپنی جگہ سے اٹھا تھا تو وہ فوراً اس کے گلے ملا تھا"
۔۔۔۔

آئی ایم سوری داداسائیں"۔۔۔۔شاہ کو شرمندگی ہوئی تھی اگر وہ یہاں"
ہوتا تو ایسا کچھ ہوتا ناممکن تھا۔۔۔۔

نامیرے بچے۔۔۔تم نے تو ہماری عزت بچائی ہے"۔۔۔۔"
مجھے تم پر فخر ہے شاہ"۔۔۔۔داداسائیں اپنے خوبرو جوان پوتے کا شانہ"
تھپتھپا کر بولے تھے۔۔۔۔

آپ لوگوں کر پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے اب سب ٹھیک ہے""
۔۔۔۔شاہ نے اپنے چچوں اور کزنوں سے کہا۔۔

معاً اس کے فون پر مخصوص گھنٹی بجی تھی۔۔۔

کہ شاہ نے ان سے ایکسکیوز کرتے قدرے سائیڈ پر جا کر فون کان سے لگایا

سر تیمور سر"۔۔۔۔۔آگے سے نجانے کیا کہا گیا تھا کہ شاہ نے ہاتھ کی" میٹھی بھینچی تھی۔۔۔۔

تمام پولیس اسٹیشن رپورٹ کرو۔۔۔۔آنے جانے والی تمام پروازیں" منسوخ کرواؤ۔۔۔مجھے ہر حال میں تیمور شاہ چاہیے آفیسرز۔۔۔۔اس کے لیے چاہے ملک کا نظام ہی کیوں نارو کنا پڑے"۔۔۔۔کمرے میں شاہ کی رعب دار گھمبیر آواز گونجی تھی۔۔۔کہ وہ سب معاملے کی نزاکت سمجھنے کی کوشش کر رہے تھے۔۔۔۔

سر وہ ڈواور ڈائی مشن کا پارٹ بن گیا ہے"۔۔۔۔"

وہ انڈر ورلڈ میں قدم رکھ چکا ہے۔۔۔۔وہاں سے اس کو لانا ناممکن ہے" سر"۔۔۔دوسری جانب کی آواز ابھری تھی۔۔۔۔

ڈیم اٹ۔۔۔ہاؤ ڈڈ دس ہیپن ود آوٹ مائے پرمیشن"۔۔۔وہ زخمی شیر" کی مانند غرایا تھا۔۔۔۔

سر فخر اور سعدان کے ساتھ تھے"۔۔۔دوسری جانب بیٹھا شخص بھی" گھبرا سا گیا تھا۔۔۔

اریسٹ دیم۔۔۔۔دے ول پے اٹ"۔۔۔اس نے کال کٹ کر دی" تھی۔۔۔وہ تیمور شاہ کا سر تھا اس کی رگ رگ سے واقف۔۔۔۔وہ جان گیا تھا کہ اس نے کیوں کیا تھا۔۔۔مگر جو ڈرامہ اس نے کریئیٹ کیا تھا یہ شاہ کو انتہائی قدم اٹھانے پر مجبور کر گیا تھا۔۔۔۔

اثنان کراچی بندرگاہ انفارم کرو۔۔۔ان کا گزر وہی سے ہو گا"۔۔۔اس" نے پاس کھڑے اثنان کو گھمبیر مدھم آواز میں کہا تھا کہ وہ فون پر کوئی کوئی نمبر ڈائل کرتا باہر نکل گیا۔۔۔

کیا ہوا شاہ۔۔۔اب اس نے کیا کیا"۔۔۔حسن شاہ شرمندہ سا بولا تھا"

۔۔۔۔۔

آپ کو اسے گھر سے نہیں نکالنا چاہے تھا۔۔۔اب اس کا قتل مجھ پر واجب ہو گیا ہے"۔۔۔وہ شدت ضبط سے بولا تھا کہ وہ سر جھکا کر صوفے پر بیٹھ گیا ۔۔۔تو ساتھ کھڑے باسط شاہ نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر تسلی دی

۔۔۔۔

اب حور کی شادی والا معاملہ کیسے حل کرنا ہے۔۔۔کون کرے گا اس سے شادی"۔۔۔معاً عثمان شاہ کی تھکی تھکی سی آواز اُبھری تھی۔۔۔ان کے وہ کیس لینے پر شدت سے پچھتاوا ہو رہا تھا۔۔۔جس کی وجہ سے اس بچی پر الزام تراشی کی جا رہی تھی۔۔۔

میں آپ سے حور کا ہاتھ مانگتا ہوں۔۔۔کیا آپ مجھے حور عین شاہ کا ساتھ دیں گے۔۔۔کیا آپ مجھے اپنا بیٹا بنائیں گے"۔۔۔وہ بڑے خوبصورت لفظوں میں سب کے سامنے عاجزانہ گویا ہوا تھا۔۔۔

بیٹیاں تو شہزادیاں ہوتی ہیں ان کا ساتھ عاجزی سے عقیدت سے مانگنا چاہئے ۔۔۔اور اس نے اپنی شہزادی کو جس طرح مانگا تھا دینے والا اور سننے والے

فدا ہوا اٹھے تھے۔۔۔کہ اس شخص پر رشتوں کے احترام کا اخیر تھا۔۔۔

ہر رشتہ نبھانا وہ باخوبی جانتا تھا۔۔۔

تو عثمان شاہ نے خوشی کے آنسوں لیے اسے سینے سے بھینچ لیا تھا۔۔۔ایک بھتیجے نے عزت خراب کرنا چاہی اور دوسرے نے اسی عزت کو ست کا تاج رکھا۔۔۔

ہم نے آپ کو حور عین شاہ دی ار باز عالم شاہ۔۔۔بلاشبہ آپ ہی اس کے " بہتر خیر خواہ ہو"۔۔۔۔

عثمان شاہ نے کہا تھا کہ مردان خانے میں سب کے چہروں پر بہار سی آئی تھی۔۔۔۔

تو لڑکے تمام خوش ہوتے باری باری اپنے لالے کے گلے ملے تھے وہیں بڑے سب زنان خانے کی جانب بڑھے تھے کہ جب سے حور کی طبیعت خراب ہوئی تھی وہ ایک بار بھی نا گئے تھے اور حور کو شاہ سے نکاح کا بھی آگاہ کرنا انتہائی ضروری تھا۔۔۔

تمام لڑکے اس وقت مردان حصے میں مہمانوں کی سنبھال رہے تھے۔۔۔تو لڑکیاں زنان حصے میں عورتوں کے منہ بند کیے ہوئے تھیں۔۔۔۔

جبکہ اثنان اور شاہ اس وقت لاونج میں براجمان تھے۔۔۔

اثنان اپنے تمام سور سزا استمال کرتا پر تیمور کا پتا لگوا رہا تھا۔۔۔کہ ایک تو اس نے ناقابل تلافی غلطی کی تھی اور شاہ کے نزدیک اس کی سزا بھی ویسی ہی ہونی تھی۔۔۔دوسرا وہ آئی ایس آئی میں شامل ہو کر باس تک پہنچنے کے لیے انڈر ورلڈ میں شمولیت اختیار کر گیا تھا۔۔۔جس میں شاہ اسے ہر گز بھیجنے کا متمنی نا تھا۔۔۔

اگلے پانچ منٹ میں یہ نیوز تمام چینلز سے ریمو ہو جانی چاہیے یاد رہے اس" سے اگلا منٹ تمہارا دنیا سے ریمو ہونے کا ہو گا"۔۔۔۔شاہ نے کرخت آواز میں دوسری طرف حکم صادر کیا تھا۔۔۔

کہ اسی پل عظمیٰ شاہ وہاں آئی۔۔۔۔۔

شاہ وہ حور کسی کی نہیں مان رہی نکاح نہیں۔ کرنا چاہتی۔۔۔ کب سے رو رو" کر ہلکان کر لیا ہے خود کو۔۔۔ آپ سمجھاؤ اسے"۔۔۔ انہوں نے کہا تو شاہ ان کے ساتھ حور کے کمرے کی جانب بڑھا۔۔۔۔

۔۔۔۔۔

وہ وہ۔ مجھ سے شادی نہیں کریں گے بابا"۔۔۔وہ دکھ سے بولی۔۔۔۔وہ" خود کو انتہائی خراب سمجھ رہی تھی کہ یہ تیمور کی باتوں کا اثر تھا جو اس کے زہن پر دھاک بٹھا گیا تھا۔۔۔۔

یہ نکاح بہت ضروری ہے حور۔۔۔دادا کی جان۔۔۔۔باہر لوگ انتظار میں' بیٹھے ہیں۔۔۔۔ہم پر بھروسہ رکھیں گڑیا۔۔۔ہم کبھی آپ کا برا نہیں چاہیں گے۔۔۔۔یقیناً شاہ آپ کے لیے بہترین ہمسفر ہے"۔۔۔حور کے پاس ہی بیٹھے ابراہیم شاہ اس کے سر پر ہاتھ رکھتے گویا ہوا تھے۔۔۔۔تو حور نے سرخ آنکھوں سے اپنے باپ دادا اور پاس کھڑی ماں کے چہرے کو دیکھا تھا جب پر دنیا جہاں کا دکھ تھا۔۔۔۔

آپ کسی کا احسان نہیں لیں۔۔۔آپ لوگ مجھے مار دیں۔۔۔زہر دے دیں مجھے۔۔۔۔مجھ جیسی بیٹی کا مر جانا ٹھیک ہے"۔۔۔وہ شدتوں سے رو دی تھی

۔۔۔۔

ایسامت بولو حور میری جان۔۔۔ تمہارا کوئی قصور نہیں بیٹا۔۔۔۔ ہم " تمہارے لیے اس وقت بہتر فیصلہ نہیں لے سکے تھے۔۔۔ ہمیں معاف کر دو۔۔۔ میں تمہارے سامنے ہاتھ جوڑتی ہوں حور۔۔۔ نکاح کے لیے مان جاؤ ۔۔۔ ہم تمہیں تڑپتا ہوا نہیں دیکھ سکتے "۔۔۔۔

آصفہ شاہ اس کے سامنے ہاتھ جوڑتی بولی تھی کہ کی جان۔۔۔۔ باہر لوگ انتظار میں بیٹھے ہیں۔۔۔۔ ہم پر بھروسہ رکھیں گڑیا۔۔۔ ہم کبھی آپ کا برا نہیں چاہیں گے۔۔۔۔ یقیناً شاہ آپ کے لیے بہترین ہمسفر ہے "۔۔۔ حور کے پاس ہی بیٹھے ابراہیم شاہ اس کے سر پر ہاتھ رکھتے گویا ہوا تھے۔۔۔۔ تو حور نے سرخ آنکھوں سے اپنے باپ دادا اور پاس کھڑی ماں کے چہرے کو دیکھا تھا جب پر دنیا جہاں کا دکھ تھا۔۔۔۔

آپ کسی کا احسان نہیں لیں۔۔۔ آپ لوگ مجھے مار دیں۔۔۔ زہر دے دیں مجھے۔۔۔۔ مجھ جیسی بیٹی کا مر جانا ٹھیک ہے "۔۔۔ وہ شدتوں سے رو دی تھی

۔۔۔۔

ایسا مت بولو حور میری جان۔۔۔ تمہارا کوئی قصور نہیں بیٹا۔۔۔۔ ہم تمہارے لیے اس وقت بہتر فیصلہ نہیں لے سکے تھے۔۔۔ ہمیں معاف کر دو۔۔۔ میں تمہارے سامنے ہاتھ جوڑتی ہوں حور۔۔۔ نکاح کے لیے مان جاؤ ۔۔۔ ہم تمہیں تڑپتا ہوا نہیں دیکھ سکتے "۔۔۔۔

آصفہ شاہ اس کے سامنے ہاتھ جوڑتی بولی تھی کہ حور نے لپک کر ان کے ہاتھ پکڑ کر لبوں سے لگائے تھے۔۔۔۔

میں ان کے کیا کسی کے قابل نہیں ہوں۔۔۔ آپ ان زندگی خراب نہیں کریں۔۔۔۔ مجھے اس گھر کہیں دور پھینک آئیں "۔۔۔۔ وہ غمگیں حالت میں بولتی ان کا سینا چیر گئی تھی۔۔۔۔ کہ اپنی بیٹی کے منہ سے یہ سن کے سن کی آنکھیں پانیوں سے بھر گئی تھیں۔۔۔۔

حورا ابھی تک تیمور کی باتوں میں الجھی ہوئی تھی۔۔۔۔کہ اسی کمرے کی جانب آتے شاہ نے سن کر مٹھیاں بھینچیں تھیں۔۔۔اور وہ سنجیدگی سے اندر داخل ہوا۔۔۔۔

تو اس کی مخصوص کلون کی خوشبو یکدم سے پورے کمرے میں پھیلتی سب کو اس کی جانب متوجہ کر گئی تھی۔۔۔۔

شاہ لالے "۔۔۔۔اپنے مسیحا کو دیکھ وہ فوراً سے اٹھ کر اس کے پاس آتی اس" کے سینے سے لگی شدتوں سے روتی اپنا غم غلط کرنے لگی تھی۔۔۔۔تو شاہ نے اس کے گرد اپنا نرم گرم حصار باندھا تھا۔۔۔۔

وہ ہر ہر موقع پر اس کے ساتھ ہوتا تھا وہ حور پر آئی مصیبت اپنے سر لے لیتا تھا ۔۔۔۔اور حور کو آج بھی یہی لگ رہا تھا کہ اس کا شاہ لالہ قربانی دے رہا تھا اپنی زندگی کی۔۔۔کہ وہ پاک نہیں تھی وہ اس کے قابل نہیں تھی اور اس کا شاہ لالا تو کسی اور کو پسند کرتا تھا پھر وہ کیوں اس لڑکی پر ظلم کرتی۔۔۔۔اس

بات سے انجان کہ وہ لڑکی یہ خود تھی اور انکار کر کے شاہ پر ظلم کر رہی تھی

۔۔۔۔۔

سٹاپ کرائنگ حور۔۔۔۔آپ جانتی ہیں نا آپ کے آنسوں مجھے تکلیف "

دیتے ہیں "۔۔۔

اسکی بکھرے حالت دیکھ کر شاہ کے وجود میں بھانبھڑ سے بھڑک اٹھے تھے

۔۔۔کہ وہ سرگوشی نما گھمبیر تا بولا تھا۔۔۔

مم مجھے شادی نہیں کرنی۔۔۔۔سب کہہ رہے آپ سے نکاح۔۔۔آپ تو "

میرے لالہ ہیں "۔۔۔۔وہ اس کے سینے سے لگی ہچکیاں بھرتی گویا ان کی

شکایت کرنے لگی۔۔۔

آپ سب لوگ باہر جایئے مجھے حور سے ضروری بات کرنی ہے "۔۔۔اس "

کی بھاری آواز گونجی تھی۔۔۔

کہ سب معاملے کی نزاکت سمجھتے کمرے سے باہر نکل گئے تھے۔۔۔

سب ٹھیک کہہ رہے ہیں حور"۔۔۔دفعتاً شاہ نے گھمبیر آواز میں اس کی" بات پر تصدیق کی تھی۔۔۔کہ حور نے جھٹکے سے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔ وہ متحوش ہوئی تھی۔۔۔کہ شاہ کیسے مان گیا تھا۔۔۔

یہ آپ کیا"۔۔۔اس سے کے لفظ حلق میں اٹکنے لگے تھے۔۔۔"

کون کس قابل ہے یا نہیں آپ کو اس سے عرض نہیں ہونی چاہیے۔۔۔کہ" میرے لیے فقط حور عین شاہ ہے۔۔۔میری بیوی بننے کی قابلیت صرف آپ میں ہیں۔۔۔اور آپکا مجھ سے نکاح ہر صورت مقرر ہے۔۔۔چاہے آپ راضی ہوں زد کریں۔۔۔آپ کی ذات سے میرا نام جڑنا لازم ترین ہے "۔۔۔۔

وہ چہرے پر سنجیدگی اور لہجے میں شگفتگی لیے بولا تھا کہ حور کے دل نے سپیڈ سست کی تھی۔۔۔تو وجود میں سرد لہریں سرایت کرتی اس کے چہرے پر سراسیمگی بکھیر گئی تھی۔۔۔وہ متحیر نظروں سے اس بے انتہا پیارے مرد کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

نن نہیں مجھے نہیں کرنا۔۔۔وہ ہاتھ اس کے سینے پر ٹکائے نفی میں سر "
ہلاتی بولی۔۔۔وہ اپنے حواسوں میں نہیں تھی۔۔۔

آپ یہ نکاح کریں گی ضرور کریں گی۔۔۔کہ اب آپ کی مرضی کی "
گنجائش نہیں رہی"۔۔۔

توشاہ نے اس کے مٹے مٹے سے میک میں آنسوؤں سے ترر خسار پر ہاتھ رکھ
کر دوسرا اس کی کمر میں ڈال کر اسے سہارا دیے سر گوشی میں باور کروایا تھا
۔۔۔

توحور نے یکدم سے گہرا گھونٹ بھر کر اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں دبوچ کر
اپنی کیفیت پر قابو پایا تھا۔۔۔

آآپ نے کہا تھا مجھے ک کچھ نہیں ہوا۔۔۔پر اس نے کہا کہ میں "۔۔۔"
وہ بمشکل بولی اس سے استفسار کر رہی تھی۔۔۔

اششش۔۔۔اس نے جو کہا اسے بھول جائیں۔۔۔جو میں کہہ رہا اسے یاد رکھیں"۔۔۔

شاہ نے اس کے لبوں پر انگلی رکھی تھی کہ وہ حور کے منہ سے اس کے لیے ایسے کلمات سننے کا روادار نہیں تھا۔۔۔۔

تو حور نے یک ٹک نظروں سے اسے دیکھا تھا۔۔۔شاہ اسے تھام کر بیڈ کے قریب لایا تھا اور اسے بیڈ پر بیٹھا کر اس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیے دو زانوں اس کے قدموں میں بیٹھا تھا یہ سب اتنی اچانک ہوا کہ حور بوکھلا سی گئی اس کی آنکھیں پھیلیں تھیں۔۔۔

آپ وہاں"۔۔۔۔اس نے ہڑبڑا کر اٹھنا چاہا۔۔۔"

بیٹھی رہیں"۔۔۔شاہ نے اس کے ہاتھوں پر دباؤ بڑھایا۔۔۔مقابل کی" گہری طلسماتی شخصیت کے زیر اثر اس کا دل لمحے بھر کے لیے تیمور کی دی تکلیف بھولتا سرپٹ دوڑنے لگا تھا۔۔۔عجیب سے کیفیت تھی۔۔۔وہ

خوبرو جوان لاکھوں لڑکیوں کے دلوں میں دھڑکنے والا اس کے قدموں میں بیٹھا تھا۔۔۔۔

کیا مسرور کن پر فسوں لمحہ تھا۔۔۔دونوں کے دل دھک دھک کر رہے تھے ۔۔۔وہ اس کی قدموں میں بیٹھا ساحرانہ آنکھیں اس کی آنکھوں میں گاڑھے ہوئے حور کو تمام۔ منفی سوچوں سے بری الزمہ کر گیا تھا۔۔۔۔

آپ میرے لیے معتبر ہیں حور"۔۔۔وہ مدھم مشفقانہ مزاج سے گویا ہوتا" حور کے دل پر ایک گہری چھاپ چھوڑ گیا تھا۔۔۔

مجھے آپ کے سامنے یہاں بیٹھنے میں کوئی قباحت نہیں۔۔۔۔کہ صرف " آپ ہی ہیں جو ارباز عالم شاہ کو جھکا سکتی ہیں۔۔۔کہ دل نے یہ اختیار صرف آپ کو بخشا ہے۔۔۔

آپ میرے لیے اس قدر قابل احترام ہیں کہ میں بغیر کسی تردد کے خود کو آپ پر وارنا اپنی خوش قسمتی سمجھوں گا"۔۔۔۔

اس کے چہرے پر بے چینی دیکھ کر شاہ نے مدھم آواز میں کہا تھا۔۔۔کہ اس کی گھمبیر خوبصورت آواز سے اس کے دل نے بیٹ مس کی تھی۔۔۔تو وجود میں ایک برق رفتار سی دوڑ گئی تھی۔۔۔وہ سوچ بھی نا سکتی تھی کہ وہ ارباز شاہ کے لیے اتنی اہم ہے۔۔۔

!!پر وہ تھی۔۔۔۔وہ اس شاہ کی نس نس میں بسی تھی۔۔۔

میں نہیں جانتا کہ تیمور نے آپ سے کیا کہا نا میں جاننا چاہتا ہوں۔۔۔۔میں " اتنا جانتا ہوں کہ میرے سامنے بیٹھی لڑکی پاک دامن ہے۔۔۔اور آپ کی پاک دامنی کی گواہی میں دیتا ہوں "۔۔۔

!! آپ بے دریغ چاہے جانے کے قابل ہیں "۔۔۔ "

وہ اس کو مان بخش گیا تھا کہ حور اس عزت اس مان پر حیران تھی۔۔۔آنکھوں سے آنسوں لڑیوں کی صورت نکلتے اس کی گود میں رکھے شاہ کے ہاتھوں پر گر رہے تھے۔۔۔۔

تواس کے آنسوں اپنے ہاتھوں پر دیکھ کر شاہ نے جھک کر بے ساختہ انہیں لبوں سے چنا تھا کہ اس کا وجود شاہ کے اس عمل پر لرز اٹھا تھا۔۔۔

اس نے کہا تھا اسے وہ آنسوں تکلیف دیتے ہیں تواس نے وہ تکلیف پی لی تھی !!۔۔۔

تو تواس نے کیوں چھوڑا"۔۔۔وہ اس کے دیے مان پر تیمور کی باتیں یاد کرتی دکھ سے بولی۔۔۔

کیونکہ اللہ نے آپ کو میری زندگی بچانے کے لیے چن لیا تھا۔۔۔آپ" میرے تڑپتے دل کا قرار تھیں۔۔۔میری تہجدوں میں مانگی گئی دعا تھیں۔۔۔ عرش پر تو آپ میری ہی تھیں اس نے فرش پر بھی مجھے میری جنت دے دی "۔۔۔

اس کے سرگوشی نما خوبصورت الفاظ حور عین شاہ کو ہفت واقلیم کی سیر کروا گئے تھے۔۔۔وہ متعجب سی اس حسن کے شہزادے کو دیکھتی جا رہی تھی

۔۔۔یہ کیا تھا۔۔۔۔شاہ کیا کہہ رہا تھا۔۔۔۔اس کے حواس ساتھ چھوڑنے لگے تھے۔۔۔۔

یہ آپ کیا کہہ رہے لالے "۔۔۔۔اس کے منہ سے الفاظ بڑی مشکل سے " نکلے تھے۔۔۔اس کے ہاتھوں میں پسینہ پھوٹ آیا تھا۔۔۔۔۔

کیا آپ مجھ سے نکاح کریں گی "۔۔۔۔وہ ہنوز اسے دیکھتا گویا ہوا تھا۔۔۔تو" حور نے اندر جھکڑ برپا ہوئے تھے۔۔۔اس کا شاہ لالہ تو کسی اور کو پسند کرتا ہے پھر وہ ایسا کیوں کہہ رہا تھا۔۔۔کیا وہ فقط اس کے نکاح کے ماننے کے لیے ان جملوں کا سہارا لے رہا تھا صرف اس کی عزت بچانے کے لیے وہ کر رہا تھا ۔۔۔۔۔حور کو یقین نا ہو رہا تھا وہ بدگمان سی ہوئی تھی۔۔۔

آپ مجھ پر ترس کھا رہے ہیں "۔۔۔۔۔وہ یکدم سخت آواز میں بولی تھی" ۔۔۔کہ اس نے تو کبھی اس کی آنکھوں میں محبت نا دیکھی تھی کبھی اس نے

حور سے کچھ ایسا ویسا نا کہا تھا پھر اب عین اس موقع پر صرف اس کو تسلی دینے کے لیے وہ کہہ رہا تھا۔۔۔

اپنی زندگی بچا رہا ہوں۔۔۔کیونکہ آپ سے نکاح میرے زندہ رہنے کے " لیے شفا بخش دوا کی طرح ہے "۔۔۔

تو حور اس ساحرانہ شخص کی ساحرانہ باتوں میں گم سم سی ہوئی تھی۔۔۔۔

ایک اس کی ذات کے بخیے ادھیڑ گیا تھا اور دوسرا جھوٹے لفظوں سے کی سہی مگر معتبر کر رہا تھا۔۔۔۔

مم مجھے قبول ہے "۔۔۔معاً وہ دماغ میں بہت کچھ سوچتی بولی تھی۔۔۔اس" نے اپنے باپ کی آنکھوں میں وہ آنسوں دیکھے تھے جو عزت کھونے کے خوف کے تھے اپنی ماں کے چہرے پر خوف دیکھا تھا کہ کوئی اس کی بیٹی سے شادی نہیں کرے گا۔۔۔اپنی چچیوں کے چہرے پر اپنے لیے ترس دیکھا تھا

۔۔۔

اس نے سوچ لیا تھا وہ بہت دور چلی جائے گی۔۔۔

اس کے اقرار سے شاہ کے لبوں پر زندگی سے بھرپور مسکراہٹ رقصاں ہوئی تھی۔۔۔۔

بہت شکریہ مجھے پر اعتبار کرنے لیے مجھے مان سونپنے کے لیے۔۔۔۔میں" ہمیشہ آپ کے بخشے مان کی پاسداری کروں گا"۔۔۔وہ دھیرے سے گویا ہوتا مسرور سا اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔۔

وہ اس کی زندگی تھی اور زندگی کا جتنا شکریہ کیا جائے کم ہوتا ہے۔۔۔۔۔اس کے رگوپے میں سکون اترا تھا۔۔۔

اس نے پاکٹ سے فون نکال کر چیف کو میسج سینڈ کیا تھا۔۔۔۔(اگر میرے نکاح میں شامل ہونا چاہتے ہیں تو فوراً سے آجایئے۔۔۔آپ کی بہو ماں گئی ہیں ۔۔۔(

حور نے شہد رنگ پانی سے بھری آنکھوں سے اپنے مسیحا کو دیکھا تھا جو ایک بار پھر اس کو بچا گیا تھا۔۔۔۔

میں جانتی ہوں آپ سب کی عزت بچا رہے ہیں۔۔۔۔آپ قربانی دے رہے ہیں"۔۔۔معاً اس کی لرزتی آواز ابھری تھی۔۔۔کہ شاہ نے فون سکرین سے نظریں اٹھا کر سیاہ گہری نظروں سے اسے دیکھا تھا۔۔۔رونے کی وجہ سے اس کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا اور آنکھیں سوج گئی تھیں۔۔۔اس دل شدید تکلیف محسوس ہو رہی تھی۔۔۔

آپ نکاح کے لیے ریڈی ہو جائیں بچہ۔۔۔۔اس کا جواب میں آپ کو نکاح" کے بعد تفصیلاً بیان کروں گا"۔۔۔وہ سنجیدگی سے گویا ایک گہری نظر اس پر ڈالے دیکھتا کمرے سے نکلتا چلا گیا تھا تو پیچھے حور بیڈ پر گرتی شدتوں سے رو دی تھی۔۔۔۔

حور عین عثمان شاہ ولد عثمان شاہ آپ کا نکاح ارباز عالم شاہ ولد ہاشم شاہ کے "
ساتھ باعوض پانچ کروڑ حق مہر سکہ رائج الوقت ہونا قرار پایا ہے۔۔۔کیا آپ
کو یہ نکاح قبول ہے"۔۔۔۔

وہ قاضی صاحب کے بولے گئے جملے کہ بجائے اس کے کانوں میں تیمور اور
شاہ کے جملے بازگشت کر رہے تھے۔۔۔۔

("تم میرے قابل نہیں رہی")۔۔۔۔

(آپ میرے لیے معتبر ہیں)۔۔۔

(مجھے میری بیوی پاک صاف چاہیے)۔۔۔

(آپکی پاکدامنی کی گواہی میں دیتا ہوں)۔۔۔

(مجھے تم سے نفرت ہو گئی ہے)۔۔۔۔

(آپ بے دریغ چاہے جانے کے قابل ہیں)۔۔۔

(میں تم سے نکاح نہیں کر سکتا)۔۔۔

(آپ سے نکاح میرے زندہ رہنے کے لیے شفا بخش دوا کی طرح ہے)۔۔۔

لاونج میں قاضی صاحب کی آواز گونجی تھی۔۔۔سب حور کی جانب دیکھ رہی تھی جو سرخ دوپٹے کا گھونگھٹ اوڑھے بالکل خاموش تھی۔۔۔سب کی بی چین نظریں اسی پر جمی تھیں۔۔۔

لاونج میں حویلی کے تمام افراد براجمان تھے۔۔۔چیف کمشنر اور عاصم حسین بھی آ گئے تھے جو اس اثنان کی طرح اس وقت انتہائی خوش لگ رہے تھے

۔۔۔۔۔

وہ شاہ کے ساتھ صوفے پر براجمان تھے۔۔۔جبکہ حور کے ساتھ عثمان شاہ اور دادا سائیں بیٹھے تھے۔۔۔

حور کی مسلسل خاموشی ان سب کو اضطراب میں مبتلا کیے ہوئے تھی

۔۔۔۔۔

حور عین عثمان شاہ ولد عثمان شاہ آپ کا نکاح ارباز عالم شاہ ولد ہاشم شاہ کے " ساتھ باعوض پانچ کروڑ حق مہر سکہ رائج الوقت ہونا قرار پایا ہے۔۔۔کیا آپ

کو یہ نکاح قبول ہے"۔۔۔۔سی بار پھر سے قاضی صاحب نے حور سے پوچھا تھا۔۔۔۔

تو پیچھے کھڑی آصفہ شاہ نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر دبایا تھا کہ وہ خیالوں سے باہر نکلی۔۔۔۔۔

ق قبول ہے"۔۔۔۔اس کی مدھم آواز گونجتی سب میں خوشی کی لہر بھر گئی" تھی۔۔۔۔

کہ پھر قاضی صاحب کے تین مرتبہ ایجاب و قبول کروانے کے بعد لاونج میں مبارکباد کی سدا گونجی تھی اور سب باری باری شاہ سے ملتے انہیں ڈھیروں دعاؤں سے نواز رہے تھے۔۔۔

شاہ میں قربان تیرے۔۔۔مجھ تجھ پر جو غصہ آیا ہوا تھا تیرے نکاح کے" بعد فلحال پیار میں بدل گیا ہے۔۔۔باقی جو تو جا رہا تھا وہ میں پورا حساب لوں گا تجھ سے"۔۔۔۔وہ شاہ کے گلے لگتا بولا تو شاہ کے لبوں پر خوبصورت تبسم ابھرا تھا اور وجود میں سکون سا برپا ہوا تھا۔۔۔۔

اب حساب کتاب والی آگئی ہے اثنان۔۔۔تم جو زبردستی بیوی کے فرض" نبھاتے تھے ان سے آزاد ہو"۔۔۔اس نے بھی مدھم آواز میں جواب دے کر اثنان کو قہقہہ لگانے پر مجبور کیا تھا۔۔۔

پہلی بیوی میں ہی رہوں گا۔۔۔اثنان نے شرارت سے کہا کہ پاس کھڑے عاصم حسین کا بے ساختہ قہقہہ گونجا تھا۔۔۔

توشاہ نے پر تپش زدہ نظروں سے اپنی بیوی کو دیکھا تھا جو دادی سائیں کے سینے سے لگی لرز رہی تھی۔۔۔

معاً ملنے ملانے کے بعد مرد حضرات باہر کی جانب بڑھے تھے۔۔۔اس اچانک متوقع نکاح میں چیف، عاصم حسین اور کمشنر کی موجودگی نے میڈیا پر گردش کرتی تمام خبروں کے بے بنیاد قرار دیا تھا۔۔۔اور کچھ رپوٹر کو اپنی جان کے لالے پڑ چکے تھے۔۔۔

مجھے رخصتی نہیں کرنی دادی سائیں"۔۔۔ان کے جاتے ہی حور روتی ہوئی" بولی۔۔۔اسے دوبارہ تیار کیا گیا تھا وہ سوگوار سی پہلے سے بھی بے انتہا پیاری لگ رہی تھی۔۔۔

میری بچی جیسا تم کہو گی ویسا ہو گا"۔۔۔دادی سائیں اسے پچکارتے بولی کہ " وہ تمام اس کی زہنی خلفشار سے واقف تھے کہ اس پر مزید دباؤ اس کی صحت کے لیے خطرناک ثابت ہونا تھا۔۔۔

کہاں جا رہی ہو"۔۔۔شکیلہ بیگم نے پوچھا جونک سک سی تیار ٹائٹ جینز" شرٹ میں ملبوس پیروں میں ہائی ہیل پہنے ٹک ٹک کرتی خارجی دروازے کی طرف بڑھ رہی تھی۔۔۔

کہ اپنی ماں کی آواز پر اس نے کوفت سے آنکھیں گھمائیں۔۔۔

مما آپ کو پتا تو ہے اور کہاں جا سکتی میں جو ہن کے پاس ہی جاؤں گی نا""

۔۔۔وہ بال جھٹک کر بولی۔۔۔کہ ابھی تک اپنی حرکتوں سے بعض نا آتی

عباس شاہ سے جنگ جاری رکھے ہوئے تھی۔۔۔وہ شاہوں کا خون تھی۔۔۔

انا اور جنون اس کی بھی رگ رگ میں سمایا ہوا تھا۔۔۔

یہ جو ہن نامہ بند کر کے اپنے شوہر کے حکم کا بھی پاس رکھ لو کچھ "۔۔۔وہ"

اس کی حرکتوں سے عاجز آ چکی تھیں کہ تبھی تنگ آ کر بولی۔۔۔کیونکہ عباس

شاہ نے ساری بات شکیلہ بیگم کے گوشوار کی ہوئی تھی۔۔۔

آپ آپنے شوہر کو سنبھالے مام۔۔۔میرے والے کو تو میں منہ بھی نا"

لگاؤں حکم کا پاس تو پھر مر کر زندہ ہو کر پھر مر کر زندہ ہونے کے بعد ہی شاید

میں رکھوں"۔۔۔وہ تنک کر گردن میں سریہ فٹ لیے بولی۔۔۔اس بات

سے انجان کہ تھوڑی دیر انہیں قدموں پر واپس آنے والی تھی۔۔۔

یہ سرکشی کا جزبہ ختم کردو عالی۔۔۔تم اس کی امانت ہو۔۔۔اسے کوئی"
انتہائی قدم اٹھانے پر مجبور مت کرو"۔۔۔اس نے ڈپٹا۔۔۔۔
میری جوتی کو بھی پرواہ نہیں اس کے انتہائی قدم سے۔۔۔میں وہ کروں گی"
جو میرا دل چاہے گا۔۔آپ کے اس داماد کو تو میں ناکوں چنے چبوا کر ڈیوورس
لوں گی"۔۔۔وہ بھڑک کر بولی۔۔۔وہ بے تحاشہ نفرت کرتی تھی۔۔۔اور
جب سے اس ڈیشنگ مین کو دیکھا تھا تب سے تو اور زیادہ جلنے لگ گئی تھی
۔۔۔
بھول ہے تمہاری۔۔۔اس سے بے بنیاد بیر مت باندھو ورنہ پچھتاؤ گی۔۔"
پھر ہم سے امید نا رکھنا"۔۔۔انہوں نے گویا آئنیہ دیکھایا۔۔۔

جانتی ہوں آپ تو پہلے ہی اس کے گن گاتے نہیں تھکتی۔۔۔اب میں جا"
رہی ہوں۔۔۔اپنے داماد کو بول دیں مجھے میرے حال پر چھوڑ دے ورنہ

میں اس کا حال برباد کر دوں گی"۔۔۔وہ منہ سے آگ نکالتی اپنی ماں کے سنے بغیر ہائی ہیل میں لہراتی باہر آئی تھی۔۔۔

مگر یہ کیا سامنے ہی کل رات والے سوٹڈ بوٹڈ گارڈز تو اس کے گھر میں بکھرے کھڑے تھے جبکہ ایک گاڑی کے پاس کھڑا فون یوز کر رہا تھا۔۔۔

تم۔۔۔تم لوگ یہاں کیا کر رہے ہو"۔۔۔معاً وہ گھر کی تھی۔۔۔کیونکہ وہ" جان گئی تھی کہ یہ عباس شاہ کے آدمی تھے۔۔۔

آپ کی حفاظت کی زمہ داری مجھے سونپی گئی ہے"۔۔۔دفعتاً اس شخص نے" فون سے نظریں اٹھا کر رعب دار آواز میں جتایا تھا۔۔کہ اس کا لہجہ مقابل کو خاصا برا لگا تھا۔۔۔

میں چھ سال کی بچی ہوں جو تم میری حفاظت کرو گے۔۔۔چلو نکلو یہاں" سے"۔۔۔عالی تو اس کی سن کر آگ بگولہ سی ہو گئی تھی۔۔۔

آپ کو چھوڑ کر نہیں جس سکتے"۔۔۔وہ ہنوز انداز میں بولا تھا۔۔۔تو عالی" نے خونخوار نظروں سے گھورا۔۔۔

تاکہ پھر سے کسی کو پیٹ سکو"۔۔۔وہ جل کر بولی کہ گارڈ کے لبوں پر" مسکراہٹ چھپ دیکھلا کر غائب ہوئی تھی۔۔۔

آپ ہر گز اب کسی کی موت نہیں چاہیں گی۔۔۔اس لیے جن لوگوں" سے میں دور رہنا کا کہتا ان سے فاصلہ ہی رکھیں۔۔۔آپ کے اور ان کے حق میں بہتر ہو گا"۔۔۔وہ بھاری آواز میں بولا تھا کہ عالی کے ماتھے پر بل پڑے تھے۔۔۔

بکواس بند کرو اور دفع ہو جاؤ میرے گھر سے"۔۔۔وہ تڑخ کر بولی۔۔۔" اس کا میٹر شارٹ ہو رہا تھا۔۔اس شخص کو خود پر حکم چلاتے دیکھ کر۔۔۔وہ ایرا غیرا سمجھ کیا رہا تھا خود کو یقیناً اپنے باس کی شے پر اڑ رہا تھا۔۔۔

جبکہ عالی کی یہ بد تمیز مقابل کو جبڑے بھینچے پر مجبور کر گئی تھی۔۔۔اس نے مٹھیاں بھینچ کر طیش پر ضبط کرتے دو قدم اس کی جانب بڑھائے تھے۔۔۔ اور اپنی گہری آنکھیں اس کی گرے آنکھوں میں گاڑھیں۔۔۔

اندر جائیں آپ۔۔یہ وقت نہیں ہے آپکے باہر جانے کا"۔۔۔وہ سرد آواز" میں حکمانہ بولا تھا۔۔۔

تو عالی نے بغور اسے دیکھا۔۔۔اس کی گہری بولتی نظروں کے ارتکاب پر اس کا دل زوروں سے دھڑک اٹھا تھا۔۔۔۔

اسے لمحے کے لیے لگا تھا کہ مقابل عباس شاہ تھا۔۔۔ مگر غور سے دیکھنے پر وہ کہیں سے بھی عباس شاہ نا لگا تھا۔۔۔

رات کے بارہ بجے وہ گھر سے نکل رہی تھی کہ اس وقت عباس شاہ اس پر نظر نہیں رکھے گا۔۔۔ مگر وہ بھول گئی تھی۔۔۔کہ شاہ اپنی عزت کو اکیلا نہیں چھوڑتے۔۔۔۔اور عالی کے سامنے کھڑا شخص عباس شاہ تھا۔۔۔جو اس کے

لیے پرسنل گارڈ تک بن گیا تھا صرف اپنی بیوی کو اس کے دوستوں سے دور رکھنے کے لیے۔۔۔اس کے ساتھ وقت گزارنے کے لیے۔۔۔کہ یہ وہ شاہ تھا جس کا اپنی بیوی کو دیکھے بغیر گزارا نا ممکن تھا تو وہ اس سے شرط کی حامی بھر کر اب روپ بدل کر اس کے سامنے تھا۔۔۔

!! محبت تو جوگی بنا دیتی ہے۔۔عباس شاہ تو فقط گارڈ بنا تھا۔۔۔

"شٹ اپ۔۔۔تم دو ٹکے کے مجھ پر حکم چلاؤ گے"۔۔۔وہ تو آپے سے باہر ہوتی چلائی تھی۔۔۔۔کہ اس کا ہاتھ اٹھا تھا مقابل پر۔۔۔جو کہ مقابل ہوا میں ہی سخت گرفت میں پکڑ کر اس کے عمل سے بعض رکھ گیا تھا۔۔۔۔ زبانی کلامی تو ٹھیک تھا مگر ہاتھ اٹھانا۔۔۔عباس شاہ کی آنکھوں سے شرارے پھوٹ پڑے تھے۔۔۔

اگر آپ میری جان بھی لے لیتی تو میں اف تک نا کرتا مگر آپ جو ہن کے "
لیے اس حد تک جا سکتی ہیں۔۔۔اس کے عوض میں آپ کو گھر میں قید رکھنا
زیادہ پسند کروں گا"۔۔۔اس کے دل نے سرگوشی کی تھی۔۔۔

چھوڑو میرا ہاتھ "۔۔۔۔وہ اس کے مضبوط ہاتھ میں اپنی کلائی دیکھ کر "
مزاحمت کرتی بولی۔۔۔پر مقابل اس کو سخت نظروں سے دیکھتا اس پر
گرفت مضبوط کیے ہوئے تھا۔۔

تم فضول باڈی گارڈ میں تمہارے باس کو بتاؤں گی "۔۔۔ "
وہ یکدم چلائی تھی۔۔۔مگر حقیقتاً اس کی گھوریوں سے سہمی ہوئی تھی۔۔۔
کہ جبھی عباس شاہ نے جھٹکے سے اس کی کلائی کو کھینچ کر اسے گھمایا تھا کہ علیحہ
لہراتی ہوئی گاڑی سے جا لگی تھی کہ اس کی پشت زور سے گاڑی سے ٹکرائی
تھی۔۔۔

آہہہ "۔۔۔تو اس اچانک ہوئی افتاد پر عالی کے منہ سے کراہ نکلی تھی"
۔۔۔ساتھ ہی یکلخت آنکھوں میں نمی تر آئی تھی۔۔۔کہ اتنی ہی تیزی سے
عباس شاہ نے ویسٹ میں اٹکی پسٹل نکال کر عالی کی ٹھوڑی پر رکھی تھی۔۔
یکایک علیحہ کی گرے آنکھیں پھیلیں تھیں۔۔۔تو برف کیسی سفید رنگت
میں سرخیاں سی گھل آئی۔ تھی۔جو کہ غصہ اور تکلیف کے باعث تھیں۔۔۔

عباس شاہ نے اسے نظروں کے حالے میں رکھتے ایک ہاتھ اس کے دائیں
طرف گاڑی پر رکھے دوسرے ہاتھ میں پکڑی گن سے اس کی ٹھوڑی پر دباؤ
بڑھایا۔۔۔اس کی گہری سیاہ آنکھوں میں کچھ تو تھا کہ علیحہ لرز اٹھی تھی۔۔
یہ آنکھیں۔۔۔۔وہ جانتی تھی کہ ایسی روح میں اترنے والی آنکھیں تو عباس
شاہ کی تھیں۔۔۔وہ جان پاتی مگر مقابل کھڑا شخص کوئی اور تھا۔۔۔جس کی
وجہ سے اس کا غصہ ساتویں آسمان پر تھا۔۔کہ اس کا گارڈ بھی اسی کی طرف
بد تمیز تھا۔۔۔

ان ہاتھوں کو،اس دماغ کواوران ٹانگوں کو یہاں وہاں چلانے سے پہلے ہزار" بار سوچا کریں کہ آپ مجھے جواب دہ ہیں۔۔۔لحاظہ لمٹ میں رہیں ورنہ میں لمٹ کروس کردی تو آپ چلنے پھرنے کے قابل نہیں رہیں گی"۔۔۔۔

وہ ہاتھ میں پکڑی گن سے اس کے ہاتھوں دماغ اور ٹانگوں کی جانب اشارہ کرتا خاصے معنی خیزی سے بولا تھا کہ عالی کے حواس جھنجھنا اٹھے تھے۔۔۔

یہ دھمکی تو عباس شاہ دے سکتا تھا۔۔۔علیحہ کی روح تک لرزا اٹھی تھی۔۔۔

اس کے لہجے کی پختگی پر۔۔۔

کون ہو تم"۔۔وہ بمشکل بولی۔۔۔"

یہ سر نے پیغام دیا ہے آپ کے لیے۔۔۔۔۔اور میں آپکا محافظ""

۔۔۔۔۔معاً وہ اس کی آنکھوں میں اپنے لیے یقین دیکھتا بات بدل گیا تھا کہ عالی کے دھک دھک کرتے دل کو جیسے سکون آیا تھا کہ وہ عباس شاہ نہیں تھا ۔۔۔بر محل اس نے پھیلیں آنکھیں چھوٹی کر کے اسے گھورا تھا۔۔گویا جانچنا

چاہا تھا۔۔۔جبکہ ہاتھ بے ساختہ اپنی پشت پر رکھا تھا جہاں درد کا جہان آباد تھا

۔۔۔۔

برجستہ عباس شاہ نے اس کی آنکھیں اور ہاتھ کی حرکت دیکھی تھی کہ اس کے دل نے بیٹ مس کی تھی۔۔۔یہ تو علحیہ کی بچپن کی عادت تھی۔۔۔اور جب جب وہ آنکھیں چھوٹی کر کے گھورا کرتی تھی عباس شاہ کے لبوں پر مسکراہٹ در آتی تھی۔۔۔ابھی بھی تبسم اس کے لبوں کو چھو کر نکل گیا تھا

۔۔۔

بے ساختہ اسے اپنی بیوی پر پیار آیا تھا اور بے شمار آیا تھا۔۔۔کمال ضبط تھا۔۔۔اس پر تضاد پیار تھا کہ اپنی بیوی کی اس قدر بد تمیزی پر اس کے دل میں اس کے پیار میں کوئی کمی نا آئی تھی۔۔۔بلکہ پیار تھا کہ بڑھتا چلا جا رہا تھا ۔۔۔وہ اس کے بچپن کی محبت تھی۔۔۔اسے کبھی عالی سے نفرت نہیں ہو سکتی تھی۔۔۔وہ اس کی وجود میں لہو بن کر دوڑ رہی تھی۔۔۔

تمہارے سر کا منہ توڑ دوں گی میں۔۔۔ایک تو تم لوگوں کو مجھ پر مسلط کیا" اپر سے مجھ پر پابندی"۔۔۔وہ گھر کی تھی۔۔۔تو سامنے کھڑے شخص نے ایبر واچ کا کرر ئیلی کا تاثر دیا تھا۔۔۔

مورخ لکھے گا کہ ایک عباس شاہ تھا جس کی گن سے نکلنے والی گولی سیدھا دل میں پیوست ہوتی تھی اور ایک اس کی بیوی تھی جو اس کو منہ توڑنے کی دھمکی دیتی تھی۔۔۔

عالی کا چہرہ دہک اٹھا تھا عباس کی دھمکی سے۔۔۔وہ اس کی معنی خیز باتوں سے واقف تھی۔۔۔کس قدر وہ بے باک تھا۔۔اسے ڈھیروں شرم بھی آئی تھی اس گارڈ کے منہ سے عباس شاہ کے الفاظ سن کر۔۔۔

اس سے پہلے کے میں آپ کے پور پور کو دہکا کر آپ کو آپ سے جدا کر کے " خود کو بھر دوں اندر جائیں فوراً۔"۔۔

وہ گھمبیر لہجے میں بولا تھا۔۔۔اس کا لباس جہاں اس کی آنکھوں کو خیرہ کر رہا تھا مگر وہیں دوسرے گارڈ جو رخ موڑے کھڑے تھے ان کی موجودگی کا سوچ کر اس کے خون میں ابال اٹھے تھے۔۔۔

وٹ نان سینس "۔۔۔وہ مقابل کو مزید پھیلتا دیکھ کر بھبھکی تھی۔۔۔"

سر نے کہا تھا"۔۔۔معاً وہ اس سے فاصلہ بڑھا کر گن ویسٹ میں لگاتا اس" کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے بولا تھا۔۔۔کہ اس ہر تدراک بھی ضروری تھا۔۔۔

بدتمیز گارڈ"۔۔۔برجستگی سے عالی اس کو زہر آلود نظروں سے دیکھ کر اندر بڑھ گئی حقیقتاً وہ ڈر گئی تھی اس گارڈ سے جس کی باتیں ہو ہو بہو عباس شاہ جیسی تھیں۔۔۔

کم ہئیر"۔۔۔معاً اس کے جاتے ہی عباس شاہ نے اپنے آدمیوں کو بلایا۔۔"

یس سر"۔۔۔"

میری بیوی کی موجودگی میں اپنی آنکھیں ہمیشہ اندھی رکھنا۔۔۔اور ان کے " ارد گرد ہمیشہ کھلی رکھنا"۔۔۔اس نے سخت انداز میں حکم صادر کیا تھا۔۔۔ عباس شاہ نہیں چاہتا تھا کہ کوئی۔ بھی اس کی بیوی کو دیکھے۔۔۔اور آج جس لباس میں وہ تھی اس کے بعد تو بالکل نہیں۔۔۔

تو انہوں نے تعبداری سے سر ہلایا تھا۔۔۔

اور عباس شاہ ان کو جانے کا کہہ کر اندر بڑھ گیا۔۔۔کہ جب تک وہ ہے تب تک عالی کو کسی گارڈ کی ضرورت نا تھی۔۔۔کیونکہ اس وقت عالی کو خطرہ عباس شاہ سے تھا جو اس کا محافظ تھا۔۔۔۔

کیا ہوا واپس کیوں آگئی"۔۔۔شکیلہ بیگم اسے دیکھ کر بولی۔۔۔ "

اپنے لوفر داماد کو لگامیں ڈال لیں۔۔۔بہت برا ہے وہ"۔۔۔۔انتہائی طیش میں گرجی تھی۔۔۔۔

کیوں اب کیا برائی کر دی اس نے تمہارے ساتھ"۔۔۔۔۔شکیلہ بیگم نے گھورا۔۔۔۔

کیا نہیں کی"۔۔۔وہ بداخلاقی سے بولی۔۔۔

ابھی تو کچھ نہیں کیا میں نے"۔۔۔معاً وہ پیچھے آتا سنجیدگی سے بولا تھا۔۔۔"

کہ عالی نے مڑ کر خونخوار نظروں سے اسے گھورا۔۔۔۔

سر نے کہا تھا"۔۔۔کہ اسی وقت عباس شاہ مسکراہٹ دبائے اگلا جملہ ادا کیا"

۔۔۔

بھاڑ میں گیا تمہارا سر"۔۔۔وہ سٹرش کے پاس پڑا واز اٹھا کر فرش پر پھینکتی" اپر بڑھ گئی۔۔۔

تو پیچھے ان دونوں کا قہقہہ گونجا تھا۔۔۔

کھانا کھایا"۔۔۔جبھی شکیلہ بیگم نے پوچھا۔۔۔"

نہیں آج اپنی مما کے ہاتھ کا کھاؤں گا"۔۔۔عباس صوفے پر براجمان ہوتا "
گویا ہوا۔۔۔

ماں صدقے میں ابھی کے کر آتی"۔۔۔تو وہ محبت سے چور اس کے سر پر "
پیار کرتی کیچن میں چلی گئی۔۔۔

عین توقع کچھ دیر بعد اس کا فون رنگ ہوا تھا۔۔۔کہ عباس شاہ نے مسکرا کر
کال پک کی تھی۔۔۔

تم چاہتے کیا ہو آخر"۔۔۔سپیکر سے اس کی غراتی آواز اُبھری۔۔۔"

آپ کا لباس بننا چاہتا ہوں"۔۔۔مقابل کا اطمینان قابل تعریف تھا۔۔۔"

یہ چھچھورا پن میرے ساتھ مت کیا کرو"۔۔۔وہ تو پہلے ہی جل رہی تھی"
کہ مزید میرے چھٹی میں دھکیل دیا گئی تھی۔۔۔

آپ بیوی ہیں آپ کے ساتھ ہی سب کرتا اچھا لگوں گا"۔۔۔وہ مدھم آواز "
میں بول کر اس پر بہت کچھ جتا گیا تھا۔۔۔

میں تمہارا منہ توڑ دوں گی"۔۔۔اس نے گرجتے کہا۔۔۔"

اور میں آپ کا منہ چوم لوں گا"۔۔۔پر سکون پتنگے لگاتا لہجہ۔۔۔"

تم میں شرم نام کی چیز ہے کہ نہیں"۔۔۔وہ بھبھک کر بولی۔۔۔"

آپ سے تو بے شرمی کی حدیں پار کرنی ہیں۔۔۔عزت لوٹنی ہے آپ کی"

۔۔۔ریڈی رہیں"۔۔۔وہ اس بلی کو غراتے دیکھ بائیں ہاتھ کے انگوٹھے سے

بیئرڈ سہلاتا مسکراتی آواز میں بولا تھا۔۔۔

تم میرے قریب تو آؤ میں تم پر ایسڈ ناڈال دوں"۔۔۔اس کی بے باکی اس"

کے کانوں سے دھوئیں نکال رہی تھی۔۔۔

مجھے چیلنج مت کیا کریں لیڈی۔۔۔کہ آپ موم ہیں اور میں آگ۔۔۔"

جھیلنے میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا"۔۔۔

وہ سر صوفے کی پشت سے ٹکائے بالوں میں ہاتھ پھیر کر بولا تھا۔۔۔

مجھے تمہاری شکل سے بھی نفرت ہے۔۔۔اور تمہارا لمس برداشت"

کرنے سے بہتر میں مرنا پسند کروں گی"۔۔۔مقابل کے تیور تو بگڑتے ہی جا

رہے تھے۔۔۔

آپ ایسا کر کے دیکھائیں زرا۔۔۔پھر میں جو آپ کے ساتھ کروں گا کہ "
آپ سیکنڈ بھر کی مجھ سے دوری کے خیال پر بھی توبہ کریں گی مسز"۔۔۔۔
اس کے مرنے والی بات سن کر اس کا لہجہ یکدم بدل سا گیا تھا۔۔۔اپنے
محبوب کے منہ سے اس کی مرنے کی بات اس کا کلیجہ چیر گئی تھی۔۔۔

تم مجھے میرے گھر میں محصور نہیں کر سکتے"۔۔۔معاً وہ مدعے کی "
بات پر آئی۔۔۔

دوستی۔کا۔فرض نبھا کر اسے ہاسپٹل ایڈمٹ کروادیا اب شوہر پر توجہ دیں"
سنو وائٹ۔۔۔اچھی بیویوں کہ طرح گھر بیٹھ کر شوہر کے ساتھ گزرے
قربت کے لمحات کو یاد کر کے اس وجود دل اور روح کو معطر کریں۔۔۔اور
اگر دل بے قرار ہے تو مجھے یاد کریں میں فوراً پہنچ آتا"۔۔۔وہ سپاٹ آواز میں
بولا تھا۔۔۔تو عالی کا چہرہ بھول چھوڑنے لگا تھا۔۔۔

شٹ اپ"۔۔۔اس نے تلملا کر کہتے کال بند کر دی تھی۔۔۔"

تب تک شکیلہ بیگم بھی کھانا لے کر آ گئی تھی۔۔۔

۔۔۔

اس نے گہری نظریں اس پر ہی جمی ہوئی تھیں۔۔۔والی کی شرٹ اس کے پہلو سے اپر تھی جس سے اس کا شفاف بدن نظر آتا مقابل پر بجلیاں گرا گیا تھا ۔۔۔اور وہ خود سے لاپرواہ پڑی تھی۔۔۔اس بات سے انجان کہ عباس شاہ کی بولتی نگاہوں نے اس کے وجود کو ڈیرہ بنایا ہوا تھا۔۔۔

ہر حال میں آپ جان لیوا ہیں۔۔۔وہ بڑبڑایا تھا۔۔۔اشارہ اس کے نیند کی حالت میں بھی جزبات ابھارنے کی طرف تھا۔۔۔اور جب م جگا رہی ہوتی تھی تب تو ہوش ہی اڑائے رکھتی تھی۔۔۔۔

معاً اپنی خونخوار بلی کی باتیں یاد کرنے اس کے لبوں پر خوبصورت تبسم بکھرا تھا۔۔۔

کہ جبھی اس نے عالی کو نظروں کے حصار میں لیے شرٹ کے بٹن کھولنا شروع کیے تھے۔۔۔

اس کی آنکھوں میں جزبات کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر امڈ آیا تھا کہ جزبات کی شدت سے آنکھوں میں سرخی بکھری تھی اور چہرہ سنجیدہ ہوا تھا۔۔۔

کتنے سالوں سے وہ خود پر جبر کر رہا تھا۔۔۔ مگر جب سے اسے قریب پایا تھا تب سے اسے دیکھتے ہی دل بے لگام ہو جاتا تھا۔۔ابھی بھی دھڑکنوں میں بھونچال آیا ہوا تھا۔۔۔
تو دل اس کو چھونے کے لیے ہمکنے لگا تھا۔۔۔

عباس شاہ نے جھٹکے سے شرٹ اتار کر صوفے پر اچھالی تھی اور جینز میں لگا بیلٹ بھی کھول کر ٹیبل پر رکھتا شرٹ لیس اس کی جانب بڑھا تھا۔۔۔جو اس کو چھونے پر محسوس کرنے پر اکسا رہی تھی۔۔۔
وہ اس کے انتہائی قریب بیڈ پر دراز ہوتا کہنی کے بل اس پر جھکا سر ہتھیلی پر ٹکائے اس حسن کی مورت کو بہت نزدیک سے بغور دیکھ رہا تھا جو صرف اس کی تھی۔۔۔اس کے دل پر سلطنت قائم کیے ہوئے تھی۔۔۔

کہ جبھی عباس شاہ نے دوسرے ہاتھ کی انگلیاں اس کے بالوں میں الجھا کر مٹھی میں بھر کر ان کی نرماہٹ محسوس کی تھی۔۔۔

سنو وائٹ"۔۔۔۔اس کے لبوں سے دھیرے سے سرگوشی نکلی تھی"

۔۔۔۔

کہ اس کی سرگوشی پر عالی کسمسا کر رخ اس کی طرف کرتی ہاتھ اس کے سینے پر ہاتھ رکھ گئی۔۔۔تو عباس شاہ کے لبوں پر مسکراہٹ در آئی تھی۔۔۔وہ بچپن میں بھی ایسا ہی کرتی تھی۔۔۔

کیوں نفرت کرتی ہیں مجھ سے۔۔۔۔کیوں خود سے دور کر کے مجھے اور خود" کو ازیت دیتی ہیں"۔۔۔۔وہ اس کا نازک ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر لبوں سے لگائے بولا تھا۔۔۔اور پھر جزبات میں اٹھے طغیانی سے بے بس اور بے اختیار ہوتا ہاتھ بڑھا کر اس کے چہرے سے بال ہٹا کر اس کے حسین چہرے پر والہانہ جھکا جا بجا چومتا اس کے نقوش پر دہکتا سرسراتا لمس چھوڑتا ہاتھ اس کے پہلو سے گزار کر پشت پر گرفت مضبوط کرتا بہکتا جا رہا تھا۔۔۔۔

تم نے مجھے خود سے دور کر کے اچھا نہیں کیا۔۔میں تمہیں اب کبھی اپنے" قریب نہیں آنے دوں گی۔۔۔میں دوستی تم سے توڑ چکی ہوں"۔۔۔معاً اس کے آنچ دیتے لمس پر وہ سر دائیں بائیں کرتی وہ نیند میں بڑبڑائی تھی جو کہ عباس شاہ بڑی مشکل سے سن پایا تھا۔۔۔۔

آئی ایم سوری سنو وائٹ۔۔۔۔مجھے معاف کر دیں۔۔۔اتنے سالوں آپ" کو خود سے دور رکھ کر ہجر کاٹا ہے۔۔۔اب آپ کی یہ بے رخی یہ دوری برداشت سے باہر ہے۔۔۔مجھے خود سے دور مت کیا کریں۔۔۔آپ سے دوری بنانا اب میرے بس میں نہیں"۔۔۔۔وہ اس کے ناک پر لب مس کرتا متانت سے بولتا اس کے نازک وجود کے دائیں بائیں ہاتھ رکھ کر مکمل اس پر جھک آیا تھا۔۔۔کہ عالی کے منہ سے سن کر اس کی تکلیف کا ادراک ہوتے ہی اس کی سیاہ شفاف آنکھوں میں نمی عود آئی تھی۔۔۔

نہیں معافی نہیں۔۔۔میں تمہارے ساتھ نہیں رہوں گی"۔۔۔۔وہ گویا" نیند میں بھی اس سے بیر باندھے ہوئے تھی کہ جبھی پھر سے بڑبڑا کر اس کی گردن میں باہیں حمائل کر گئی۔۔۔

توعالی کی اس قدر نزدیکی پر عباس شاہ کی تڑپتی روح کو سکون سا ملا تھا۔۔۔جو دن میں تو ہر وقت آگ اگلتی رہتی تھی اور پاس نا آنے کی دھمکی دیتی تھی ۔۔۔اور اب خود ہی اس کے بے پناہ قریب تھی۔۔۔اگر وہ جاگ میں ہوتی تو ابھی خوشی سے چور ہو کر طلاق کا مطالبہ کر چکی ہوتی۔۔۔

میری ولڈ کیٹ۔۔۔۔آپ ہمیشہ میری باہوں میں میرے قریب ترین" رہیں گی"۔۔۔وہ اس کے شفاف خوبصورت چہرے کو دیکھتا سرگوشی نما بولا تھا اور جھک کر اس کی آنکھوں پر لب رکھے تھے۔۔۔۔

میں نفرت کرتی تم چلے جاؤ واپس"۔۔۔وہ بگڑ کر بولی تھی۔۔۔"

تواس کے شدید نفرت کے اظہار پر عباس شاہ نے سنجیدگی سے اس حسن کی دیوی کو دیکھا تھا۔۔۔جو اسے خود سے دور کرنے کے بے بہا جتن کر رہی تھی

۔۔۔

میں آپ کے ہر جزبے کی قدر کرتا ہوں"۔۔۔تو وہ اس کی دوسری آنکھ پر" بوسہ دیتا محبت سے چور بولا تھا۔۔۔کہ اس کے نرم گرم وجود کا لمس عباس شاہ کے پھڑکتے دل کو قرار پہنچا رہا تھا۔۔۔

میرے پاس نا آؤ"۔۔۔وہ اس کو سینے سے دھکیلنے لگی تھی۔۔۔"

میں ہی تو آسکتا ہوں آپ کے قریب"۔۔۔عباس شاہ اس کے ہاتھوں کو" لبوں سے لگا کر استحقاق سے بولا تھا۔۔۔

نن نہیں میں جو ہن"۔۔۔"

اششش۔۔۔آپ کی سانسوں میں آپ کی دھڑکنوں میں بس میرا نام گونجنا" چاہیے"۔۔۔یکدم اس کے ماتھے پر بل پڑے تھے کہ وہ اس کے لبوں پر اپنے لب مس کرتا سنجیدگی سے تحکمانہ آمیز گویا ہوا تھا۔۔۔

نہیں"۔۔۔وہ نفی میں اتری تھی۔۔۔عالی یہ سب خواب سمجھ رہی تھی " مگر وہ تو حقیقت میں اس پر جھکا اپنی من مانی کر رہا تھا۔۔۔

میں آپ میں خود کو اس قدر اتار دوں گا کہ آپ کی سانس سانس سے میرا" نام نکلے گا"۔۔۔کہ اس کی نفی اس کو آگ کے دریا جھونک گئی تھی۔۔۔کہ اسے بچپن سے کی عالی کے لبوں سے نکلا کسی دوسرے کا نام بھی سخت طیش میں مبتلا کر دیتا تھا۔۔۔اور اب تو وہ خود کو اس کے ساتھ جوڑ رہی تھی۔۔۔ شاہوں کے خون میں ابال سے اٹھنے لگے تھے۔۔۔

میں تم کو اپنا آپ نہیں دوں گی"۔۔۔اس کے بلوں پر ہلکی سی استہزائیہ " مسکراہٹ تھی۔۔۔

آپ کے جسم وجاں پر میرا حق ہے۔۔۔آپ روک نہیں سکتیں"۔۔۔معاً"
وہ ضبط کھوتا بڑی شدت سے اس کر لبوں پر جھکا تھا۔۔۔کہ عالی نے اس کی
گردن میں ناخن چھبو ڈالے تھے۔۔۔
تو اس کا یہ عمل مقابل کے وجود میں لگی آگ میں جلتی پر تیل کا کام کر گیا تھا
کہ وہ اور شدت سے اس کے لبوں پر گرفت مضبوط کرتا اپنی سانسیں اس کے
وجود میں اتارتا چلا گیا تھا۔۔۔عباس شاہ پوری طرح اس میں سمو جانا چاہتا تھا
۔۔۔وہ اس میں ڈوب جانا چاہتا تھا۔۔۔وہ اپنی ٹانگوں میں اس کی ٹانگوں میں
الجھائے اس کے سر کے دائیں بائیں بازوں ٹکا کر دونوں ہاتھ اس کے بالوں
میں الجھائے اس پر گھنے بادل کی طرح سایہ بن کر برسنے لگا تھا۔۔۔کہ اس
کی جنونیت کی رمق اور سانسیں بند ہوتی محسوس کر کے عالی کے وجود میں
شدت سے ہلچل ہوئی تھی اس سے پہلے کہ وہ آنکھیں کھولتی عباس شاہ جھٹکے
سے دور ہوتا چہرہ اس کی گردن میں ڈال گیا تھا کہ عالی نیند میں ہی گہرے
گہرے سانس بھرتی عباس شاہ کی پشت پر حصار مضبوط کر گئی۔۔۔کہ اس کی

یہ قربت مقابل کے دل کو مزید بے چینی کر گئی تھی۔۔۔دونوں کی دھڑکنوں کو ایک ہی لے پر متحمل محسوس کر کہ عباس شاہ نے جزبات میں بہک کر دونوں بازوؤں اس کے گرد ڈال کر تکیے کی طرح اسے خود میں بھینچ لیا تھا۔۔۔کہ عالی کہ بکھری سانسیں مزید بکھرنے لگی تھیں۔۔کمرے کی خاموشی میں دونوں کی مدھم تیز سانوں نے الگ سا سماں باندھا ہوا تھا۔۔۔کہ کمرے تنہائی، باہوں میں پڑی من چاہی بیوی کو دیکھ کر اس کے جزبات میں طغیانی برپا ہوئی تھی۔۔۔

ع عباس"۔۔۔معاً خود کو بوجھ تلے محسوس کر کے عالی کے منہ سے" سرگوشی میں اس کا نام نکلا تھا۔۔۔کہ مقابل اپنے حکم پر عمل ہوتا دیکھ کر مسرور سا ہوتا اس کے کندھے پر دہکتے لب رکھ گیا۔۔۔۔

دور ہٹو"۔۔۔۔عالی چلا اٹھی تھی۔۔۔اس کے مطابق یہ خواب تھا۔۔۔کہ" عباس شاہ اس پر اس قدر حاوی ہو چکا تھا کہ وہ خواب بھی اس کے دیکھنے لگی تھی۔۔مزید چند روز اس کی قربت کے گزارنے کا اثر تھا کہ وہ اس کے لمس

کی شدتوں سے واقف بھی ہو چکی تھی۔۔ مگر اس کے لیے نیند سے جاگنا وہ اپنی توہین ہی سمجھتی۔۔۔

میں آپ کا اڈیکٹ ہو چکا ہوں وائٹ روز۔۔۔ دور ہوا تو مر جاؤں گا"

"۔۔۔ وہ اس کی گردن پر جا بجا مہر محبت بکھیرتا اپنی طلب پوری کر رہا تھا جو کہ ختم ہونے کی بجائے بڑھتی چلی جا رہی تھی۔۔۔

جبکہ عالی اس کے لمس کو محسوس کرتی اس کے سینے میں چہرہ چھپائے ہوئے تھی۔۔۔

کہ یہ حدت بھرا انداز اس کے رگوپے میں اترتا اس کے نس نس میں سمانے لگا تھا۔۔۔

میں جو ہن سے ملوں گی تم مجھے روک نہیں سکتے "۔۔۔"

وہ دھیرے سے بولی تھی۔۔۔ اسے اس کا گارڈ یاد تھا جو اس پر پہرہ دیے ہوئے تھا۔۔ تو عباس شاہ نے جھٹکے سے سر اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔۔ جس

کے ماتھے اور گردن پر اس کی تپش زدہ قربت سے پسینے کی بوندیں چمک رہی تھیں۔۔۔

میں آپ کو چھونے والی ہوا کو بھی بڑی مشکل سے برداشت کرتا ہوں۔۔"

میری جان۔۔تو سوچیں جو ہن کو آپ کے ساتھ دیکھ کر میں کس حالت میں ہوتا ہوں"۔۔۔وہ اس کی پیشانی چومتا بولا تھا۔۔۔

اسے خوشی ہوئی تھی وہ اس سے مقابلہ بازی بھی کر رہی تھی اور خود کو چھونے بھی دے رہی تھی۔۔عالی کی یہ عادت عباس شاہ کے لیے بہترین ثابت ہو رہی تھی۔۔۔

مجھے تمہارا تڑپنا ہی تو سکون دیتا ہے"۔۔۔"

تڑپ تو اب بھی رہا ہوں۔۔۔کہ آپ کے پاس ہو کر بھی اپنا حق نا لینا بہت" صبر آزما ہے وائٹ روز۔۔۔پانچ سال بعد آپ ایک نا ختم ہونے والی بارش میں بھیگیں گی کہ جس سے بچ پانا آپ کے بس میں نا ہو گا"۔۔وہ ہولے سے اس کے لبوں کو چھو کر بولا تھا۔۔۔

جیسے مجھے تم سب لوگوں نے بیگانہ کر دیا اب میں تم سب لوگوں کو بیگانہ "
کر چکی ہوں۔۔۔میرا تم۔سے بھی کوئی رشتہ نہیں"۔۔۔اس نے ہنوز انداز
میں بول کر کروٹ بدلنا چاہیے کہ مقابل اس کی کوشش ناکام بنا گیا۔۔۔
آپ چاہا کر بھی مجھ سے رشتہ نہیں توڑ سکو بیگانہ کر چکی ہوں۔۔۔میرا"
تم۔سے بھی کوئی رشتہ نہیں"۔۔۔اس نے ہنوز انداز میں بول کر کروٹ
بدلنا چاہیے کہ مقابل اس کی کوشش ناکام بنا گیا۔۔۔
آپ چاہا کر بھی مجھ سے رشتہ نہیں توڑ سکتی"۔۔۔تو اب کی بار عباس شاہ"
نے جھک کر اس کے ٹھوڑی کے وسط میں چمکتے اس سیاہ تل کو چوما تھا۔۔۔
تو وہ دوسری طرف منہ کر گئی تھی کہ اس کی ناراضگی کے اظہار پر عباس شاہ
مسکرا دیا تھا۔۔۔
عالی اگر ہوش میں ہوتی تو ابھی طوفاں بدتمیزی برپا کیا ہوتا۔۔۔اور دوسری
اس کی یہ خوبی تھی کہ وہ نیند میں بھی باتیں کرتی تھیں ایسے جیسے وہ جاگ میں

ہو۔۔۔اور عباس شاہ بچپن میں اسے بہت تنگ کرتا تھا۔۔جو بات ہوتی اس سے نیند میں اگلوالیا کرتا تھا۔۔۔اور آج بھی وہ اس کی اسی عادت کو جانتے ہوئے دھڑلے سے اس پر قابض اپنی مضطرب روح کو سکون پہنچا رہا تھا۔۔۔ رشتہ تبھی ٹوٹ گیا تھا۔۔۔اب کبھی مجھے نہیں پا سکیں گے "۔۔۔" تو اس کی شدید خفگی پر عباس شاہ نثار ہوا تھا۔۔۔

میری جان۔۔میں آپ کو اس قدر خود کی عادت ڈال دوں گا کہ آپ کو میرا" لمس محسوس کیے بغیر نیند نہیں آئے گی "۔۔۔وہ دھیرے سے اس کے نچلے لب کو چھو کر گھمبیر تا گولا تھا۔۔کہ اس کے لمس کی حرارت پر اس کے وجود پر کپکپی سی طاری ہوئی تھی۔۔۔تو مقابل کی اس قدر نزدیکی اور معنی خیز باتوں پر وہ بکھری سانسیں ہموار کرتی اس کے سینے کو جاہِ پناہ بنا گئی۔۔۔

میں تمہیں "۔۔۔اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی عباس شاہ ایک بار پھر سے " اپنے سینے سے اس کا چہرہ نکال۔کر دیوانہ وار تشنگی لیے اس کے لبوں پر قابض ہوا تھا۔۔۔اس بار وہ اس کی سانسوں کو خود میں اتارتا ان لبوں کا جام پیتا ان

بہکے جزبات کو تقویت دیتا اپنی پیاس بجھا رہا تھا۔۔۔اس کے ہاتھ اس کے جسم پر رینگ رہے تھے۔۔۔

مقابل کے دست ولب کی گستاخیوں پر عالی نے بھرپور مزاحمت کی تھی تو عباس شاہ اس کے سانوں کو آزادی بخشتا اس کے دل کے مقام پر لب رکھتا اس کے دھڑکنوں کر محسوس کرنے لگا تھا۔۔۔اس کا سرور بخش نازک وجود اس کے جزبات میں شوریدگی برپا کیے ہوئے تھا۔۔۔کہ دل اس سے تمام حقوق پانے کی ضد کرتا مچلنے لگا تھا۔۔۔

من چاہی بیوی میں ایک الگ ہی سرور بخش نشہ تھا جو کہ دنیا کی تمام بہکا دینے والی مشروبات کو مات دیے اس شخص کے سر چڑھ کر بول رہا تھا۔۔۔

معاً جزبات کی شدت سے اس کی آنکھیں سرخ ہو گئی تھیں۔۔۔اور دل کی فرمائشیں حدیں پار کرنے لگی تھیں کہ جبھی وہ ہوش کی دنیا میں لوٹتا بمشکل اپنے بہکے جزبات کی طنابیں کھینچتا خود پر قابو پاتا اس سے دور ہوتا عالی کی پشت

میں ہاتھ ڈال کر کروٹ بدلی تھی کہ اب وہ نیچے تھا اور عالی اس کے اپر اس کے سینے پر سر رکھے ہوئے تھی۔۔۔

تم کیوں پاس آتے کو جب میں نفرت کرتی ہوں"۔۔۔وہ اس کے سینے پر" ہاتھ رکھتی بولی تھی۔۔۔

میں نے کہا تھا نا کہ آپ ہر رات میری باہوں میں گزاریں گی۔۔۔دن میں" تو آپ مجھے دور رکھتی ہیں مگر رات آپ میرے بغیر نہیں سو سکتیں"۔۔۔

دفعتاً وہ اس کے کان کے قریب چہرہ کیے بوجھل آواز میں بولا تھا اور پھر چہرہ اس کے بالوں میں چھپا کر ان کی خوشبو خود میں بساتا ایک ہاتھ اس کی گردن میں ڈال کر دوسرے سے اس کی پشت سہلاتا اسے پر سکون کرتا اپنے لمس کا عادی بنا رہا تھا۔۔۔

آپ مجھ سے جتنے بھی فاصلے بنالیں۔۔۔سنو وائٹ۔۔۔میرا پیار آپ کے" لیے اتنی ہی شدت اختیار کرتا جائے گا"۔۔۔اس کے لبوں سے مدھم سرگوشی نکلی تھی۔۔۔

میں نے تیرا نام دل رکھ دیا

میں نے تیرا نام دل رکھ دیا

دھڑکے گا تو مجھ میں سدا

میں نے تیرا نام دل رکھ دیا

تیرے واسطے کبھی میرا

یہ پیار نا ہو گا کم

میں نے تیرا نام دل رکھ دیا

جس کا ادراک بھی نا کیا تھا کبھی قسمت نے وہی پاسا پلٹ دیا تھا۔۔۔کہ گمان سے پرے کا شخص اس کی نصیب میں لکھ دیا گیا تھا۔۔۔ایک عجیب واقع

سرزد ہوا تھا جو حور عین شاہ پر گہرا اثر مرتب کرتا اس کو ار باز عالم شاہ جیسے خوبرو شخص کی دسترس میں سونپتا چلا گیا تھا۔۔۔

اگر کہا جائے کہ حور عین شاہ کی زندگی میں طوفان آیا تھا تو کم نا ہو گا۔۔۔ تیمور شاہ کے توسط سے ایک ایسا خوفناک طوفان برپا ہوا تھا جو اس کے تمام خوابوں، خیالوں اور خواہشات کو الٹتا پلٹتا بھونچال برپا کرتا مگر جاتے ہوئے اسے خوبصورت تحفے کے طور پر زندگی کے بہترین ہمسفر سے نوازتا اس لڑکی کی قسمت پر رشک کرتا چلا گیا تھا۔۔

کہ جتنا اس نے تباہی مچائی تھی اس سے بڑھ کر بھرپائی ادا کی تھی۔۔۔

عورتوں کی حسد بھری اور رشک بھری نگاہوں کا مرکز بنی بیٹھی حور کا دل دھڑک دھڑک کر پاگل ہو رہا تھا۔۔۔ جبکہ حواس تو مفلوج تھے۔۔۔ عجیب سی کیفیت تھی۔۔۔ رونا بھی آ رہا تھا حیرانگی بھی تھی۔۔ دکھ بھی تھا شکوے بھی ہزاروں تھے۔۔۔ تعجب کی انتہا تھی۔۔۔ غم بھی بلا کا تھا۔۔۔ مگر اس

شخص کا سوچ کر دھڑکنوں کا شور غیر معمولی تھا۔۔۔وہ تو نکاح سے پہلے بھی دل کو اعتدال سے ہٹ کر دھڑکنے پر مجبور کر دیا کرتا تھا اور اب تو وہ اس کا شوہر بن چکا تھا۔۔۔تو اس نازک جان کے لیے یہ سب برداشت کرنا مشکل امر لگ رہا تھا۔۔۔

وہ شاہ کی بیوی بن گئی تھی۔۔۔جسے کل تک حتیٰ کہ نکاح سے چند منٹ پہلے تک لالہ کہہ رہی تھی۔۔۔جس کے متعلق وہ ایسا سوچ بھی نہیں سکتی تھی ۔۔۔وہ بااثر بارعب باکردار مضبوط شخص اس سے انتہائی گہرا نازک رشتہ ہموار کر گیا تھا۔۔۔رشتہ بھی ایسا کہ جو وجود اور لباس کا تھا۔۔۔تازندگی تک وہ مرد اس پر دسترس حاصل کر گیا تھا۔۔وہ جس کے ہزاروں لاکھوں چاہنے والے تھے اور وہ اس لڑکی کو اپنی ذات سے جوڑتا چلا گیا تھا۔۔۔جسے اس کے منگیتر نے دھتکارا تھا۔۔۔

اور وہ چاہ کر بھی اس شخص کو انکار نا کر سکی تھی۔۔۔ہاں اس شخص نے پہلی بار اس سے کچھ مانگا تھا اس کے اتنے احسانات تھے وہ جھٹلا نہیں سکتی تھی۔۔۔

اور دراصل اس سے نکاح کر کے بھی ارباز عالم شاہ نے حور پر سب سے بڑا احسان کیا تھا۔۔۔جو کہ فقط (حور) اسے لگا تھا حالانکہ کہ شاہ نے تو اپنی بکھری زندگی کو سمیٹا تھا۔۔۔

مرد حضرات کے جاتے ہی وہ سب عورتیں حور کو پیار کرتی اس کا دل رکھتی کچھ دیر باہر لے آئیں تھیں جہاں سب عورتیں انتظار میں تھیں۔۔۔وہ جو سوال اور طعنے تشنی کرنے کے لیے بے چین تھی کہ ارباز عالم شاہ کے نام سے حور کا نام جڑتا سن کر زبانوں پر قفل لگائیں ہوئ تھیں۔۔۔جبکہ ان میں نگار بیگم تھی جس کے اندر آگ سی لگی ہوئی تھی۔۔۔حور کو ارباز عالم شاہ کی بیوی دیکھ کر وہ اندر ہی اندر نفرت کا شکار گھلتی چلی جا رہی تھی۔۔۔

اس کی خونخوار نظریں حور کے وجود پر جمی تھیں۔۔۔

حور عین شاہ اسی لہنگے میں ملبوس سرخ دوپٹے سے گھونگھٹ کیے بیٹھی تھی ۔۔۔کہ دادی سائیں نے سب کو اس کا گھونگٹ پلٹنے سے منع کر دیا تھا۔۔۔

وجہ ارباز عالم شاہ کی زوجیت میں آنا تھا۔۔۔اور حور اب کوئی عام لڑکی نہیں

رہی تھی۔۔۔وہ اس رائیس زادے جاگیر دار اور عہدے دار اعلی افسر کی بیوی تھی۔۔۔جس کا چہرہ اس کے حکم کے سوا کوئی باہر کا نا دیکھ سکتا تھا۔۔۔نا ہی دادی سائیں حور کا یہ دو آتشہ حسن (جو پہلے سی بھی کافی زیادہ کھل کر آیا تھا اور ار باز کے نام سے آیا روپ جو حور عین شاہ کو دنیا کی حسین ترین لڑکی بنا گیا تھا) وہ نہیں چاہتی تھی کہ شاہ کی بیوی کو کسی کی نظر لگے اور کوئی بھی اس سے پہلے اس کو دیکھے۔۔۔وہ تو خود اپنی دلہن بنی پوتی کے سوگوار حسن سے نگاہیں چرا رہی تھی۔۔۔

جبکہ حور کوئی روبوٹ دکھتی ایک جگہ سٹل تھی البتہ اس کی آنکھوں سے آنسوں عارضوں پر بکھرتے گود میں دھرے ہاتھوں پر گرتے بے مول ہوتے جا رہے تھے۔۔۔

اس کے غم کے کتنے پہلو تھے وہ کس کس پے روتی۔۔۔

!! تیمور کا چھوڑ جانا۔۔۔بیعزت کرنا۔۔۔رشتہ توڑ جانا۔۔۔چلے جانا۔۔۔

اربازشاہ کا کسی اور سے محبت کے باوجود اس کی عزت کی خاطر نکاح کرنا۔۔

اس کی دلجوئی کی خاطر اپنی محبت سے دستبردار ہو جانا۔۔۔شاہ کو اس کی محبت

!! سے دور کر دینا۔۔۔

وہ خود کو قصوروار مان چکی تھی۔۔۔وہ مان گئی تھی کہ اس دن یونیورسٹی سے

جا کر اس نے غلطی کی تھی۔۔اس نے شاہ کے ہدایت کو رد کیا تھا اور پھر تیمور

کی صورت خطا کھائی تھی۔۔۔

مگر دکھ کا عالم تو اس نہج پر پہنچ کر لا متناہی ہو گیا تھا کہ وہ نکلی تھی تو کس کی خاطر

۔۔۔۔ تیمور شاہ کی خاطر نا۔۔۔وہ خود کی عزت کی پرواہ تک بھول گئی تھی

صرف اس کی محبت میں۔۔۔اور اس نے بھرے مجمعے میں اس کو کسی اچھوت

کی طرح دور جھٹک ڈالا تھا۔۔۔

اس کی ذات کو اس قدر بکھیر ڈالا تھا کہ حور کو اب کسی پر یقین بمشکل ہونا تھا

اور یہی وجہ تھی کہ وہ اربازعالم شاہ کے بولے گئے ان الفاظوں کو بھی فقط اپنی

دلجوئی اور دکھ شکن کے ساماں کے طور پر سمجھ بیٹھی تھی۔۔۔۔

وہ بمشکل اس درد سے اٹھتی سسکیاں اور چیخیں دبائے بیٹھی تھی۔۔۔ جبکہ شدتِ غم میں رونے کے باعث اس کے وجود پر ہلکی ہلکی کپکپی سی طاری تھی تو لبوں سے بے حد مدھم ہچکیاں نکلنے لگی تھی۔۔۔

پاس کھڑی شاہ فیملی کی عورتیں جہاں خوش تھیں وہیں حور کی ناساز ہوتی طبعیت دیکھ کر بے حد پریشان بھی تھیں۔۔ جبکہ ان سب سے دور بیٹھی ریحانہ بیگم اپنے بیٹے کے جانے حور کو رسوا کرنے اور حور کی حالت پر تڑپ رہی تھی۔۔ ممتا بھی جوش مار رہی تھی مگر وہ بے بس تھی۔۔۔ وہ شرم سے حور کے سامنے بھی نا آ رہی تھیں۔۔۔

حور میری جان۔۔۔ میری زندگی۔۔۔ صبر کرو بچے۔۔۔ اللہ جو کرتا ہے" اچھے کے لیے ہوتا ہے۔۔۔ تم شاہ کے لیے ہی بنائی گئی تھی۔۔۔ وہی تمہارا نصیب تھا۔۔۔ جو کچھ ہوا وہ بھول جاؤ بیٹا۔۔۔ اب تم ارباز عالم شاہ کی بیوی ہو"۔۔۔

دادی سائیں اس کے ساتھ بیٹھتی پچکارتے ہوئے اس کو نئے رشتہ کا احساس دلاتی سمجھاتی گویا ہوئی۔۔۔کہ شاہ کا کی بیوی سن کر حور کے وجود میں سرد لہر سی سرائیت کر گئی تھی۔۔۔

جبکہ ساتھ بیٹھی آصفہ شاہ اپنے آنسوؤں پر بندھ باندھے اپنی جان سے پیاری بیٹی کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

(انہوں نے بھی تو خواہش کی تھی کہ یہ خوبصورت شخص اس کی بیٹی کا نصیب بنے۔۔۔وہ حور کے بچپن سے ہی شاہ کا حور کے لیے پیار دیکھ کر ار باز شاہ کو اپنے داماد کے روپ میں دیکھنا چاہتی تھی۔۔۔اور اب کس طرح اس کی یہ خواہش قبول ہوئی تھی وہ خود حیران تھی مگر بیٹی کی حالت پر بھی دل کٹ رہا تھا)۔۔۔۔

مما مجھے کمرے میں جانا ہے پلیز"۔۔۔وہ بھیگی آواز میں بولی۔۔۔تو آصفہ" شاہ نے دادی سائیں کو دیکھا۔۔۔

آصفہ بیٹی لے جاؤ حور کو۔۔۔اسے آرام کی ضرورت ہے"۔۔۔"

اور حور بچی تم ابھی کپڑے تبدیل مت کرنا جب تک شاہ نہیں دیکھ لیتا"

"۔۔۔دادی سائیں نے شیریں لہجے میں اسے احساس دلایا کہ منہ دیکھائی رہتی تھی۔۔۔تو حور کے دل میں ہوک سی اٹھی تھی۔۔۔اس کا دل کر رہا تھا وہ سب کچھ چھوڑ چھوڑ کر کہیں دور چلی جائے۔۔۔بے ساختہ وہ اپنی چیخوں کا گلہ گھوٹنے کے لیے نچلا لب زور سے دانتوں تلے دبا کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔۔۔

لبوں کو بری طرح کچل کر آزاد کیا تھا۔۔۔کہ اس کو شدید جلن کا احساس ہوا تھا مگر یہ درد دل میں اٹھے درد کا مقابلہ کرنے سے قاصر تھا۔۔۔

وہ زخمی ہونٹ سے اٹھے درد کی پرواہ کیے بغیر اپنی ماں اور چچی کی ہمراہی میں شکستہ چال چلتی اندر کی جانب بڑھ گئی۔۔۔

جبکہ دادی سائیں اور باقی حویلی کی عورتوں نے اداس چہروں سے اپنی حور کو محفل سے جاتا دیکھا تھا۔۔۔

وہ تمام مرد حضرات حویلی کے بائیں جانب مردان خانے کے ایک وسیع لاونج میں براجمان تھے۔۔۔کہ وہاں ملک کی نامور شخصیت، عہدے دار، سب براجمان شاہ سے پرسنلی گفت وشنید کرتے اس کو نکاح کی مبارک باد دے رہے تھے۔۔۔۔

شاہ کے میڈیا پر کہنے کی دیر ہوئی تھی وہ لوگ سب باخوشی اس کے نکاح میں شامل ہونے پہنچ گئے تھے۔۔۔

اور اتنے اعلی افسران اور خاص طور پر پرائم منسٹر عاصم حسین کی اور چیف کی موجودگی کی پیش نظر باہر میڈیا کا جم غفیر سا امڈ آیا تھا تو وہیں فوج کے اعلی افسران کے ساتھ سپاہی دور تک اس حویلی کے دائیں بائیں بکھرے سکیورٹی کے فرائض سنبھال چکے تھے تو کچھ جگہ جگہ حویلی کی اندرونی عمارت میں بندوقیں لیے الرٹ کھڑے تھے۔۔۔یہ سب غیر متوقع ہوا تھا جس کے وجہ سے بروقت سکیورٹی کنٹرول کرلی گئی تھی۔۔۔

وہ ارباز عالم شاہ تھا جس کا اثر ورسوخ ملک سے باہر تک پھیلا ہوا تھا۔۔۔ جس کی شہرت کے چرچے بہت بلند تھے۔۔۔

وہ ہر ملنے والوں پر ایک گہرا اثر چھوڑ جاتا تھا کہ لوگ اس کے دیوانے ہوئے چلے جاتے تھے۔۔۔اس کے سورسز وسرکل کافی وسیع تھا کہ اس کے تمام چاہنے والے بنا بلائے شرکت کر چکے تھے۔۔۔اور یہی چیز میڈیا پر مثبت لفظوں میں پیش کی جا رہی تھی۔۔۔

تھوڑی دیر پہلے جو شاہوں کی عزت کو اچھالا جا رہا تھا۔۔اب ان کی عزت و مرتبہ پر قصیدے پڑھے جا رہے تھے کہ ملک کے اعلی افسران کی شمولیت نے حقیقتاً انہیں بھی چونکا ڈالا تھا اور اب جا کر ان کو ادراک ہو رہا تھا کہ ارباز شاہ ان کی سوچ سے بھی آگے کی چیز تھا۔۔۔

جس کے گہرے اور بے پایاں اثر رسوخ نے ان کی بھی دھوڑیں نکال دیں تھیں۔۔۔کہ ان میں سے بعض کو اپنی نوکریوں کی فکر ستانے لگی تھی۔۔۔۔

وہ سب بڑے اس وقت اس کمرے میں بیٹھے تھے۔۔۔جبکہ لڑکے فنکشن میں موجود کمشنر اور عاصم حسین کے دیے ایک اہم حکم پر عمل کرنے میں مصروف تھے۔۔۔

کچھ دیر ملنے ملانے اور مبارکباد وصول کرنے کے بعد ارباز شاہ اپنے دادا سائیں اور عاصم حسین کی ہمراہی میں باہر کی جانب گیا تھا۔۔جہاں سب لوگ تقریباً ان سے ملنے کے لیے بے تاب تھے۔۔۔۔

اثنان مجھے زیادہ خوشی شاہ کو اس کی اصل بیوی ملنے پر ہے"۔۔۔معاً اس" نے ساتھ چلتے اثنان کو چھیڑا۔۔

ظاہر ہے اب میں ان کے فرائض تو انجام دینے سے رہا"۔۔۔اس نے لب" دبایا۔۔۔تو شاہ نے تنبیہ نظروں سے گھورا۔۔۔

مجھے آپ سے بھی بڑھ کر خوشی ہے"۔۔۔اس نے شریر نظروں سے شاہ" جو دیکھتے کہا۔۔۔

دنیا کی پہلی بیوی دیکھی ہے جو سوتن سے خوش ہے"۔۔کمشنر بھی تڑکا لگایا"
۔۔۔تو ساتھ چلتے دادا سائیں اس کی گفتگو سن کر کھل کر مسکرا دیے۔۔۔
مجھے تو صرف بچوں کی چاہا ہے"۔۔۔اثنان نے انگوٹھے سے بئیر ڈکھجاتے"
مسکراہٹ دبائے کہا۔۔گویا ان کی خوش فہمی دور کی۔۔۔

شہر بسا نہیں لٹیرے پہلے آ گئے"۔۔۔تو اثنان کی بات کا پس منظر سمجھتے"
چیف نے بھی حصّہ ملایا تھا۔۔۔
کہ ان کے لبوں پر شریر مسکراہٹ پھیلی تھی۔۔۔

مجھے آپ لوگ اس وقت معزز حضرات کم اور چھچھورے زیادہ لگ رہے"
ہیں"۔۔۔تو شاہ جو خاموشی سے ان کے شوشے سن رہا تھا بلا آخر ان چاروں
کو گھوریوں سے نوازتے سنجیدگی سے بولا۔۔۔تو ان چاروں کے چھت پھاڑ
قہقہے گونج اٹھے تھے۔۔۔۔

کہ جبھی وہ حول میں داخل ہوئے تھے تھے کہ وہاں موجود گلوکار جو کہ عاصم حسین کے حکم پر بلائے گئے تھے کہ انہوں نے سر بکھیرنے شروع کیے تھے

توشاہ نے ایک زبردست گھوری عاصم حسین کو نوازی تھی تو جواباوہ شانے اچکا کر رہ گیا۔۔۔

وہ لوگ سرکاری ملازمت میں علی عہدوں پر فائض اور سیاست میں شامل تو تھے ہی مگر وہ خاندانی جاگیردار بھی تھے۔۔۔جہاں اس طرح کے شوق رکھنا معمولی بات تھی۔۔۔اور پھر نکاح بھی توشاہ کا تھا۔۔۔کہ ہلہ گلہ شور شرابہ اور شغل میلہ خوشی منانے کا انداز تھا۔۔۔

چھ فٹ سے نکلتے قد میں وہ لمبا چوڑا کسرتی جسامت کا حامل شخص صبح والے لباس میں ملبوس، گھنیرے بال ماتھے پر بکھیرے رف ٹف سے حلیے میں بلا کا ہینڈسم لگ رہا تھا۔۔۔اس کی دلکش سیاہ آنکھوں میں چمک دیدنی تھی۔۔۔وہ

گھنی مونچھوں اور داڑھی میں چہرے پر سنجیدگی سجائے پورے جاہو جلال سے ماحول پر چھایا ہوا اپنے عزیزداروں سے مل رہا تھا۔۔۔ کہ ایک بار پھر سے کیمروں نے اس کو فوکس میں لیا تھا۔۔۔

دل تیری دیوانگی میں کھو گیا ہے

دل تیری دیوانگی میں کھو گیا ہے

کہ جبھی سنگر نے گانے کے بول پکڑتے وہاں موجود افراد کو مسمرائز سا کر دیا تھا۔۔۔ کہ وہ سب اس خوبرو مرد کو دیکھ رہے تھے جو نکاح کے بندھن سے منسلک ہو کر پہلے سے بھی زیادہ حسین دکھ رہا تھا۔۔ یہ سچ ہے کہ محبت مل جائے تو سرشاری اور خوشی انسان کا اندر تک نکھارتی چلی جاتی ہے۔۔۔ جس کی تمنا کی ہو اور پھر اس کو دسترس میں پالیا ہو تو یہ احساس ہی دنیا کے تمام خوبصورت احساسات پر سبقت لے جاتا ہے۔۔۔

دل تیری دیوانگی میں کھو گیا ہے

دل تیری دیوانگی میں کھو گیا ہے کھو گیا ہے

ہو گیا ہے عشق تم سے ہو گیا ہے

ہو گیا ہے عشق تم سے ہو گیا ہے

دونوں گلوکاروں نے جب سریلی آواز میں موسیقی کی دھن پر جملے ادا کیے تھے تو ماحول میں طلسماتی ترنگ سی پیدا ہوتی تمام افراد کو جکڑ سی گئی تھی تو وہیں اپنی حور کے دیوانے شاہ کا دل فتح مندی اور محبوب بیوی کے خمار سے سرشار ہوا تھا۔۔اس کے لبوں پر مبہم سا خوبصورت تبسم بکھرا تھا۔۔۔کہ جبھی چیف نے اس کی مسکراہٹ کے صدقے واری ہوتے بے ساختہ ارباز شاہ پر نیلے نوٹ وارے تھے۔۔۔کہ وہ جو بیرسٹر سے مصافحہ کر رہا تھا کہ اپنے سر سے نوٹوں کی برسات ہوتے دیکھ کر پیچھے مڑ کر چیف کو دیکھا تھا جو اس کی پشت پر کھڑا مسکراتا ہوا ارباز شاہ کو پیسے میں تول رہا تھا (تو اس کا یوں دیکھنا اور چیف کا اس پر پیسے وارنا) یہ منظر بے شمار کیمروں نے قید کیا تھا اور

پھر دیکھتے ہی دیکھتے اثنان ملک اور کمشنر اسے کھینچ کر قدرے درمیان میں لاتے بے شمار پیسے شاہ سے وارتے چلے گئے تھے۔۔۔

کہ کچھ ہی لمحوں میں شاہ فیملی کے تمام مرد حضرات اور چیف، عاصم حسین ا، ثنان اور کمشنر سب شاہ کے ارد گرد جمع ہوتے اس پر پیسوں کی برسات کرتے ایک۔دوسرے کے سروں سے وارتے ان لمحات کو بھرطریقے سے یادگار منانے لگے تھے۔۔۔ کہ دیکھنے والوں کے چہرے خوشی سے چمکنے لگے تھے۔۔۔ تو شاہ کے اپنے آفیسرز بھی پیچھے نا رہے تھے اور وہ بھی اپنے شاہ سر کے نکاح کی خوشی میں شاہ سے مل کر مبارک باد دیتے پیسوں کی برسات کرتے چلے گئے تھے اور چند ہی پلوں میں زمین پر نیلے سرخ اور ہلکے سبز نوٹوں کی چادر سی بچھتی چلی گئی تھی۔۔۔

!!کیا تھا وہ شخص ایک معمہ۔۔۔

دراصل وہ حور کا عاشق تھا۔۔۔جس کے سجدوں میں مانگی گئی دعا میں حور عرش اور فرش پر اس کے نصیب میں سونپ دی گئی تھی۔۔۔جس کی خوشی ہر ایک کے چہرے پر دکھ رہی تھی۔۔۔

کل تلک جو بات بھی کرتے نا تھے

جو نگاہیں چار تک کرتے نا تھے

آج ان کو پیار ہم سے ہو گیا ہے

آج ان کو پیار ہم سے ہو گیا ہے ہو گیا ہے

جبکہ دوسری جانب حور عین شاہ جو اپنے کمرے میں آتی اپنی ماں اور چچی کو کچھ دیر اکیلے رہنے کا کہہ کر کمرے سے بھیج کر دروازہ لاکڈ کیے بیڈ کے ساتھ ہی زمین پر بیٹھتی اپنی قسمت کی ستم ظریفی پر ماتم کناں تھی۔۔۔کہ لاؤڈ اسپیکر میں گونجتے ان جملوں نے اس کا دھیان کھینچا تھا۔۔۔اور وہ گھٹنوں میں منہ دیے شاہ کے بولے گئے وہ سحر انگیز الفاظ یاد کرتی شدتوں سے رو دی تھی ۔۔۔گانے کے یہ بول اس کے دل میں اٹھے سوالوں کے عین مطابق تھے

۔۔۔وہ جس نے آج تک حور سے اس متعلق بات نا کی تھی نا کبھی نظر بھر کر دیکھا نا کبھی حور کو محسوس ہوا تھا تو کیسے آج شاہ اس کی ذات کو اپنی ذات کے لیے لازم و ملزم ٹھہرا گیا تھا۔۔۔حور کو اپنا سر پھٹتا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔وہ ہنوز سجی سنوری شدید الجھن اور غم کا شکار تھی۔۔۔اس کی دنیا بدل گئی تھی تو غلط نا ہو گا ۔۔۔یوں کہا جائے کہ وہ ایک دنیا سے دوسری دنیا میں آئی تھی ۔۔۔وہ ارباز شاہ کے دل کی دنیا میں مقید ہو گئی تھی۔۔۔ایک ایسی خوبصورت دنیا جس کو حور عین شاہ بگاڑنا نہیں چاہتی تھی اپنے ناپاک وجود سے۔۔۔وہ خود کو اس کے قابل نہیں سمجھ رہی تھی کہ یہی سوچیں ہی اس کے لیے جان لیوا مرض کا کام کر رہی تھیں۔۔۔۔

تم ملے تو یہ خدائی مل گئی

ہر خوشی جو تھی پرائی مل گئی

تم ملے تو یہ خدائی مل گئی

ہر خوشی جو تھی پرائی مل گئی

شاہ فیملی کے تمام لڑکے اپنے لالے پر پیسوں کی ویلیں دے رہے تھے۔۔۔ جبکہ وہ درمیان میں کھڑا اثنان چیف اور دادا سائیں سے مسکرا کر کوئی بات کرتا بلا کا حسین مرد لگ رہا تھا۔۔۔

مختلف کیمرے اور ڈرون بڑی فرصت سے یہ لمحات قید کرتے چلے جا رہے تھے۔۔۔

ارباز عالم شاہ کا دل شکر کا سجدا کر رہا تھا۔۔۔ کہ اس پر اس کے رب کا کرم ہوا تھا۔۔۔ بے شک اس پر رحمت کہ برسات ہوئی تھی۔۔۔ کیونکہ حور شاہ کے لیے رحمت تھی۔۔۔!!

مہرباں مجھ پے میرا رب ہو گیا ہے

مہرباں مجھ پے میرا رب ہو گیا ہے

تو یہ لفظ سن کر شاہ کے لبوں کو دلفریب مسکراہٹ نے چھوا تھا وہیں عاصم حسین شاہ کی خوشیوں کی دعا کرتا پرتپاک انداز میں شاہ کے گلے لگا تھا۔۔۔ جبکہ ان سب میں دادا سائیں اور اثنان ملک کی خوشی کا ٹھکانہ نا تھا۔۔۔ باقی

لڑکے جن میں کمشنر بھی شامل تھا کہ وہ ان کے گرد دائرہ بنا کر ہاتھ زمین سے چند فٹ اپر اٹھا کر ہولے ہولے ہوا میں لہراتے جھومتے ماحول کو مزید جلا بخشی گئے تھے۔۔۔کہ یہ خوبصورت منظر نینا اور مروہ چھت سے دیکھ کر خوشی سے چیخنے لگی تھی۔۔۔تھوڑی دیر پہلے ہی نینا گلوکاروں کی آمد کا سن کر زبردستی مروہ کو گھسیٹ کر ساتھ لائی تھی۔۔۔اور آگے ان لڑکوں کے پرفسوں ڈیسنٹ سا ڈانس دیکھ کر مبہوت رہ گئی تھیں۔۔۔

دل تیری دیوانگی میں کھو گیا ہے کھو گیا ہے

ہو گیا ہے عشق تم سے ہو گیا ہے

تو یارم اثنان کو ساتھ کھینچتا اپنے ساتھ ملا چکا تھا اور اثنان ملک یار کے نکاح میں خوش ہوتا ان کے ساتھ ہولے ہولے جھومر ڈالتا بے پناہ پیار الگا تھا۔۔۔

ہووووہو گیا ہے عشق تم سے ہو گیا ہے

ہو گیا ہے عشق تم سے ہو گیا ہے

تمام چھوریک پارٹی نے گلوکار کے ساتھ حصہ ملایا تھا کہ ان کی کورس میں نکلتی اونچی خوبصورت آوازنے وہاں موجود تمام افراد میں جوش و خروش سا بھر دیا تھا۔۔۔

تونینااور مروہ کے چہرے پر دل موہ لینے والی مسکراہٹ چھائی تھی۔۔۔

تودوسری طرف ان کی یہ آواز حویلی کے اندر تک حورنے باخوبی سن کر سسکیاں بھری تھیں۔۔۔وہ جانتی تھی کہ شاہ کے نکاح میں کس قدر اہم لوگ شریک تھے جو پورے جزبے سے اس کی خوشی منارہے تھے اور وہ تھی کہ اس کے معیار سے پرے۔۔۔حور خود کو بری طرح پستی میں ڈوبا رہی تھی مگر وہ نہیں جانتی تھی کہ وہ ارباز شاہ کی منزل تھی۔۔۔

دل تیری دیوانگی میں کھو گیا ہے

ہو گیا ہے عشق تم سے ہو گیا ہے

یارم جو جھومتا شاہ کو مسکراتی نظروں سے دیکھ رہا تھا کہ غیر ارادتاً اس کی نظر چھت کی جانب اٹھی تھی تو سامنے ہی نین مروہ کو دیکھ کر اس کی مسکراہٹ

سمٹی تھی۔۔۔نینا جو اسے ہی فرصت سے نہار رہی تھی کہ یارم کو خود کی جانب تکتا پا کر اس کی مسکراہٹ سمٹی تھی۔۔۔کہ یارم نے غصے سے سُلگتی شرر بار نظروں سے نینا کو گھور کو آنکھوں سے ہی جانے کا اشارہ کیا تھا۔۔۔تو اس کے آنکھوں میں انگاروں کیسی لپک محسوس کر کے وہ حلق تر کرتی فوراً سے مروہ کا ہاتھ پکڑ کر پیچھے ہٹنے لگی تھی تو یکدم سے ہوا کے دوش پر مروہ کا دوپٹہ ریلنگ میں اٹکا تھا۔۔۔

جبکہ آرون شاہ جو یارم کے ساتھ ہی تھا کہ یارم کو رکتا اور اس کے سنجیدہ سرخ چہرے کو دیکھ کر اس کی نظروں کے تعاقب میں چھت کی جانب دیکھا تو وہاں مروہ کو کھڑے پایا جو ریلنگ میں لگی ہلکی سی ہک میں اٹکا دوپٹہ چھڑا رہی تھی۔۔۔کہ دفعتاً مروہ کی نظریں اس بھوری بیئرڈ والے شہزادے پر پڑی تھیں تو اس کی خونخوار نظروں میں واضح تنبیہ دیکھ کر اس کا دل ہول اٹھا تھا۔۔وہ دونوں ہی خطرناک تیور لیے ان کو گھور کم نظروں سے بھسم کرنے پر زیادہ تلے تھے۔۔۔اتنے مردوں میں وہ ان کو بغیر چادر کے دیکھ کر بپھر

سے گئے تھے۔۔۔اگر کسی کی نظران پر پڑی تو۔۔۔یارم کا دل کر رہا تھا وہ نینا کو ابھی گردن سے دبوچ کر اس کا دماغ ٹھکانے لگا دے تو آرون کا دل کر رہا تھا وہ تھپڑوں سے مروہ کا منہ لال کر دے۔۔۔جو معصوم کم اور احمق زیادہ تھیں تو بغیر لگی تھی کہ ایک تو ان کا یہاں آنے کا جواز نہیں بنتا تھا پھر آ گئی چادروں کے۔۔۔

ان کو اس قدر بپھرا دیکھ کر مروہ تو باقاعدہ رونے لگ گئی تھی تو نینا کا چہرہ سراسیمہ سا ہوا تھا کہ تبھی اس نے بغیر دیر کیے ایک جھٹکے سے اس کا دوپٹہ کھینچا تھا اور وہ دونوں بغیر پیچھے دیکھے نیچے کی جانب دوڑ لگا چکی تھیں۔۔۔

یہ کبھی نہیں سدھرے گی"۔۔۔یارم غصے سے بالوں میں ہاتھ پھیر کر نینا کے بارے بڑبڑایا تھا۔۔

تمہاری یہ مصنوعی معصومیت تو آج میں مروڑ ڈالوں گا۔۔۔آرون شاہ" طیش سے پھٹتا تخیل میں اس سے گویا ہوا تھا۔۔۔۔وہ اب اس کی بیوی بن گئی تھی۔۔پوزیسو خود بخود ہائی درجے پر پہنچ آئی تھی۔۔۔

جبکہ ان سب سے میلوں دور اگر دیکھا جائے تو شام کے پھیلتے سائے تلے ایک سیاہ جیپ تیز رفتار سے ویرانے صحرا میں آگے بڑھتی جا رہی تھی جس کو شہاب شاہ چلا رہا تھا اور ساتھ ہی رینا بائی بیٹھی تھی۔۔۔ جبکہ پیچھے تیمور شاہ بائیں جانب کی سیٹ پر بیٹھا بیگ قدموں میں رکھے ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں پھنسا کر بازو گھٹنوں پر رکھے ہلکا سا جھکا سر گرائے گہری سوچ میں غرق تھا ۔۔۔اس کی نیلی آنکھیں لہو رنگ تھیں۔۔۔ جبکہ چہرہ سرد و سپاٹ تھا۔۔۔ تو دل میں ایک خوشی اور اداسی بھی تھی کہ حور عین شاہ اب ار باز عالم شاہ کی بن چکی ہو گی۔۔۔ کیونکہ حور عین شاہ تو ار باز عالم شاہ کے لیے ہی بنی تھی۔۔۔ وہ جہاں مطمئن تھا وہیں اپنے الفاظوں پر شرمندہ تھا وہ الفاظ جو اس نے جان بوجھ کر حور سے بول کر اس کو ایک وحشت میں مبتلا کر دیا تھا۔۔۔ تیمور شاہ اب اس کے دل سے اتر چکا تھا۔۔۔

وہ حور تھی اور میں رب کا گنہگار بندہ تھا۔۔۔لحاظہ وہ اس کے نصیب میں لکھ "
!!دی گئی جس نے اس سے عشق عبادت سمجھ کر کیا تھا"۔۔۔
وہ اپنے دل کو سمجھاتا بے آواز بولا تھا۔۔۔کہ ایک ٹوٹی پھوٹی زخمی مسکراہٹ
اس کے سوکھے لبوں کو چھو کر گزر گئی تھی۔۔۔تو اس نے سر جھٹک کر اس
کے خیالوں کو دور جھٹکا تھا۔۔۔
جبکہ بیک ویو مرر میں دیکھتا شہاب شاہ اسی کے تاثرات نوٹ کرتا جا رہا تھا
۔۔۔جہاں اسے ڈھونڈنے سے بھی کچھ تاثر نا مل رہا تھا۔۔۔
گاڑی تیز چلائیں۔۔۔شاہ لالے کی آدمی کسی بھی وقت پہنچ سکتے ہیں"۔۔۔"
معاً شہاب کا خود پر فوکس محسوس کر کے اس نے گویا وقت کا احساس دلایا تھا تو
شہاب سر ہلا کر سپیڈ مزید بڑھا گیا تھا۔۔۔کہ شہاب کو کچھ دیر پہلے ہی پتا چلا
تھا تیمور کہ تلاش میں شاہ کے آفیسرز ہیلی کاپٹر کے ذریعے کچھ خاص مگر
سرحد سے جڑے علاقوں پر پھیل رہے تھے۔۔۔

تو دوسری طرف عباس شاہ کو ارباز حور کے نکاح کی اطلاع مل گئی تھی جہاں وہ تیمور پر آگ بگولہ ہوا تھا وہیں اس نکاح پر بے تحاشہ خوش تھا۔۔۔

اور اگر حویلی میں رخ کیا جائے تو وہ سب افراد اس کو قسمت کا فیصلہ سمجھ کر اپنے بچوں کی خوشی میں شریک ان کے لیے دعا گو تھے۔۔۔۔

عشق نے آخر کرم ہم ہے کیے ہیں

یار کی آغوش سے لپٹے ہوئے ہیں

وہ سب لڑکے شاہ کو گھیرے اب ایک ساتھ اس کے گرد جھوم رہے تھے ۔۔۔تو شاہ نے اشارے سے اثنان کو بلایا تھا۔۔۔اور اثنان ملک جس پر دوستی کی اخیر ہوتی تھی وہ چمکتی آنکھوں اور مسکراتے چہرے سے یکدم شاہ کے گلے لگ گیا تھا۔۔۔تو شاہ نے بھی شدت سے اسے خود میں بھینچ لیا تھا۔۔۔وہ شاہ کا رائٹ ہینڈ تھا اور شاہ اثنان ملک کے بنا ادھورا تھا۔۔۔کہ سب نے رشک بھری نظروں سے ان دونوں دوستوں کو دیکھا تھا۔۔۔۔

عشق نے آخر کرم ہم پے کیے ہیں

یار کی آغوش سے لپٹے ہوئے ہیں

خواب جو دیکھا تھا پورا ہو گیا ہے

تو اثنان ملک شاہ کی پیٹھ تھپتھپا کر دور ہوتا اس کے سر سے پیسے وارتا ساتھ ہی یہ شاہ کے لیے یہ لائن گنگناتا چلا گیا تھا۔۔۔

خواب جو دیکھا تھا پورا ہو گیا ہے

کہ اس کے دیکھا دیکھی باقی لڑکے بھی اونچی آواز میں یہ لائن رپیٹ کرتے ہولے ہولے ہاتھ ہوا میں لہراتے جھومتے ان کی طرف بڑھے تھے۔۔۔

تو دوسری طرف اپنے کمرے موجود حور کے آنسوں ندی کی صورت بہتے چلے جا رہے تھے۔۔۔ کیا سوچا تھا کیا ہو گیا تھا۔۔۔اسے خود پر ترس محسوس ہو رہا تھا۔۔۔وہ بلک رہی تھی کٹ رہی تھی مر رہی تھی۔۔۔اور باہر خوشیاں منائی جا رہی تھی۔۔۔اس کی بدگمانی سوا نیزے پر پہنچ گئی تھی۔۔۔

دل تیری دیوانگی میں کھو گیا ہے
ہو گیا ہے عشق تم سے ہو گیا ہے ے ے ے

جیسے ہی گانا ختم ہوا تھا پورا حال سیٹیوں اور مرکباد کے شور سے گونج اٹھا تھا

جبکہ حور کے کمرے میں اس وقت نگار بیگم دھاڑ سے درو
کھولے خطرناک تیور لیے اندر آئی تھی۔۔۔تو حور نے یکدم سے اچھل کر سلگتی نگاہیں اٹھا کر اس طرف دیکھا تھا۔۔۔سامنے ہی نگار بیگم نفرت آمیز نظروں سے گھور رہی تھی۔۔۔

یہ ٹسوے بہا کر کیا ثابت کرنا چاہتی ہو کہ تم واقعی ان چھوئی ہو۔۔۔پاک ہو"۔۔۔؟

نگار بیگم کی نفرت سے چور آواز گونجی تھی۔۔۔کہ حور عین شاہ نے جھٹکے سے سے اٹھا کر متحوش نظروں سے اسے دیکھا تھا۔۔۔اور یکدم سے اپنی جگہ سے اٹھی تھی۔۔۔

وہ اس وقت دلہن کے لباس میں ہنوز سجی سنوری شہد رنگ آنکھوں میں سرخی لیے سرخ چہرے اور نازک بدن پر لہنگا سنبھالے حیران کھڑی بے پناہ پیاری لگ رہی تھی۔۔۔۔

یہ حیرانگی کا ڈھونگ رچانا بند کرو بی بی۔۔۔تم تو تھی ہی اسی انتظار میں۔۔۔" کہ تم کسی نا کسی طرح شاہ کو پھنساؤ"۔۔۔نگار اس کے چہرے کو ناگواری سے دیکھتے وہ دل کے پھپھولے پھوڑ رہی تھی۔۔۔

یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں"۔۔۔شدت سے رونے کی وجہ سے اس کا گلہ" خراب ہو گیا تھا۔۔۔جبکہ نگار بیگم کے الفاظ سے اس کو وجود سے طاقت زائل ہوتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔۔

تو نگار بیگم اس کو سر سے پیر تک تضحیک آمیز نظروں سے دیکھتی طنزیہ مسکرائی تھی۔۔۔

کیوں۔۔۔ نہیں پتا کیا۔۔۔جب تمہیں کوئی تمہارے پاپ بتاتا ہے تو تم " لاعلمی ظاہر کر کے رو دھو کر خود کو نیک ثابت کرنا چاہتی ہو"۔۔۔

چچ چچ چچ۔۔۔۔پر تمہارے یہ ڈرامے تیمور شاہ کے آگے نہیں چل سکے " ۔۔اس لیے دیکھو تو اس نے بھری محفل میں تمہاری ذات کو دو کوڑی کا کر کے رکھ دیا"۔۔۔ نگار بیگم حقارت اور نخوت زدہ لہجے میں بول کر مکروہ انداز میں مسکرائی تھی۔۔۔

تو حور عین شاہ جو پہلے ہی اندر سے لہولہان ہو چکی تھی۔۔اس کے اندر تعمیر اعتبار وفا اور محبت کی عمارت بری طرح گرتی ملیہ میٹ ہوتی اس کو شدید تکلیفوں سے آشنا کرواتی چلی گئی تھی۔۔۔

کہ مزید وار اس کی برداشت سے باہر ہوتے دل و دماغ کو سن سا کرتے اسے پاگل سا کر گئے تھے۔۔۔

وہ نم مگر بے بس نظروں سے اس ڈائن عورت کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔

کچھ لوگوں کا شیوا ہوتا ہے حسد کرنا"۔۔۔اور نگار بیگم عثمان شاہ کی بیٹی کا" اتنا اچھا نصیب دیکھ کر اندر ہی اندر کلس رہی تھی۔۔۔ جس سے حور عین شاہ لاعلم تھی۔۔۔وہ کیوں اس پر نیزے برسا رہی تھی۔۔۔

(دراصل کچھ لوگ آپ سے بلاواسطہ بیر باندھ لیتے ہیں۔۔۔اور ایسے لوگ آستین میں پالے سانپ ہوتے ہیں)!!۔۔۔

حور کی ٹانگیں شل سی ہوئی تھیں۔۔۔تو پورا وجود ان دیکھی آگ میں جھلستا چلا گیا تھا۔۔۔

ویسے آپس کی بات بتاؤں۔۔۔تم اس سے زیادہ عزت کی حق دار تھی۔۔۔" مگر وہ تم پر رعائیت کر گیا۔۔۔لیکن میں نہیں کروں گی"۔۔۔ارتجالاً وہ ذرا سا آگے جھکتی رازداری سے بولی۔۔۔تو حور عین شاہ کی آنکھوں میں اٹکے آنسوں بے بہا بہتے چلے گئے تھے۔۔۔اسے لگا تھا جیسے اس کے وجود کو

کانٹوں پر گھسیٹا گیا ہو۔۔۔اس کا پور پور زخمی ہوا تھا۔۔۔اتنی تکلیف تو اس بے مہر کی باتوں سے نا ہوئی تھی جتنی اس عورت کی باتوں سے ہو رہی تھی

۔۔۔

آپ کو شرم آنی چاہیے آنٹی۔۔۔آپ عورت کے درجے سے گر گئی ہیں"

"۔۔۔معاً جھنجھناتے حواسوں سے صبر کا پیمانہ لبریز ہوتے چیخی تھی۔۔۔۔

تیری اتنی جرات فاحش لڑکی۔۔۔اپنے بارے کیا خیال ہے داشتہ "۔۔۔"

تم تو طوائفوں سے بھی آگے کی نکلی۔۔۔جگہ جگہ رنگ رلیاں منا کر شاہ کو " بھی نا چھوڑا اور اسے بھی پھانس لیا اپنی اداؤں سے "۔۔۔

وہ حور عین کی ضرب برداشت نا کر پاتے غصے سے آگے بڑھ کر اس کی گردن دبوچ کر غرائی۔۔۔

تو حور جو اس فعل سے لاعلم تھی کہ سرعت سے اس کے ہاتھوں کو اپنی گردن سے دور دور جھٹکا۔۔۔اور ہراساں نظروں سے اس عورت کو دیکھا تھا

۔۔۔

ارے اگر تیمور نے کہا تھا تو تم ثبوت دیتی اپنی پاکیزگی کا۔۔ صرف اس کے "
لیے بیٹھی رہتی۔۔۔ مگر تم تو تھی ہی شاہ پر فدا۔۔۔ جبھی تو اس کے کہنے کی
دیر تھی بغیر کسی حیل و حجت کے تم نے خوشی خوشی نکاح کر لیا صرف اس
لیے کہ کہیں شاہ بھی تمہارے کرتوت جان کر انکار نا کر دے۔۔۔ جیسے
کرتوت تمہارے باپ کے ہیں اس سے بڑھ کر تو تم نکلی ہو۔۔۔ پتا نہیں ماں
کیسی ہو گی۔۔۔ بد چلن "۔۔۔ وہ گھر کی تھی۔۔۔
بند کریں اپنی بکواس "۔۔۔ کہ جبھی حور عین شاہ کانوں پر ہاتھ رکھتی پوری "
شدت سے چیخی تھی۔۔۔ اس کا وجود زلزلوں کی زد میں تھا کہ ماں باپ کے
متعلق سن کر وجود میں الاؤ سا دہک اٹھا تھا۔۔۔

چلاؤ مت۔۔۔ لچھن دیکھو اپنے پھر میرے سامنے زبان چلانا ورنہ تمہاری "
یہ زبان گدی سے کھینچ لوں گی۔۔۔ کیا بولا تھا تیرے باپ نے مجھے طوائف

۔۔۔اب اپنی بیٹی کو تو دیکھے۔۔۔جوان طوائفوں سے بھی آگے نکل گئی ہے

"۔۔۔

وہ شانے اور سینے سے ساڑھی ٹھیک کرتی عام فہم انداز میں بول کو حور عین شاہ کو گویا کچل گئی تھی۔۔۔۔

وہ شدت سے مٹھیاں بھینچ کر بے ساختہ فرش پر ڈھ گئی تھی۔۔۔۔دھڑکنیں تیز ہو چکی تھی تو کانوں میں پڑتے اس کے الفاظوں سے اسے شاہ سے خود سے بہت نفرت زیادہ محسوس ہو رہی تھی۔۔۔ناوہ اس سے نکاح کرتا نا اس کی ذات پر انگلیاں اٹھتی۔۔۔وہ اسے مر جانے دیتا۔۔۔کیوں دیا اپنا نام۔۔۔ اسے بچانے کے لیے کہ ڈوبانے کے لیے۔۔۔وہ جانتی تھی شاہ نے اسے اپنے نام کے تحفظ میں لیا تھا۔۔۔مگر یہ تحفظ اس کی ذات پر سوالیہ نشان چھوڑ گیا تھا۔۔۔اس کا دل کر رہا تھا وہ نوچ ڈالے خود کو۔۔۔

کہ یکایک اس نے ناک میں پہنی نتھ اور ماتھا پٹی کھینچ ڈالی تھی۔۔۔۔

وہ سٹل سی فرش کو گھورتی تمام زیوارت نوچ کو فرش پر پٹخ چکی تھی۔۔۔

نفرت ہے مجھے آپ سے شدید نفرت ایک نے مجھے نام نادے کر رسوا کیا تو" آپ نے نام دے کر رسوا کیا"۔۔۔وہ تخیل میں شاہ سے بولی تھی۔۔۔ تواس کو لٹی پٹی حالت میں دیکھ کر نگار بیگم کے جلتے وجود کو سکون ملا تھا

۔۔۔۔

ایسے ہی خود کو اجاڑ کر رکھو۔۔۔کیونکہ تم سہاگن بننے کے لائق نہیں ہو" ۔۔۔اور شاہ کا خیال دل سے نکال دو۔۔۔کیونکہ تم جیسی لڑکی اس کے قابل بالکل نہیں ہے۔۔۔تواس ناپاک وجود پر یہ آرائش وزیبائش تمہیں زیب نہیں دیتی"۔۔۔وہ اس کے دلہن والے لباس پر چوٹ کرتی بولی۔۔۔ جبکہ حوراب سنجیدہ سی مگر آنکھوں سے بہتے نیر لیے اپنے زخمی بازو اور پہلو میں لگے زخم کو ناخنوں سے ادھیڑنے لگی تھی۔۔۔

اوراس کو یہ حرکات کرتا دیکھ کر نگار بیگم کو اپنا تیر نشانے پر لگتا محسوس ہوا تھا ۔۔۔تو وہ اس کے پاس ہی گھٹنوں کے بل بیٹھی تھی۔۔۔اس کی آنکھوں میں شیطانی چمک تھی۔۔۔وہ اسے ٹارچر کر رہی تھی۔۔۔

تم یہ لباس بھی نوچ ڈالو لڑکی کہ تم اچھوت ہو۔۔۔اس وجود سے تم صرف" شاہ کو وقتی لبھا سکتی ہو رام نہیں کر سکتی۔۔۔کیونکہ تم رکھیل تو بن سکتی ہو پر شاہ کی بیوی نہیں۔۔وہ تم سے کبھی محبت نہیں کرے گا۔۔۔تم صرف عزت بچانے کے لیے اس کے گلے پڑی ہو۔۔۔اگر وہ تمہیں قبول کر رہا ہے تو احسان ہے اس کا۔۔۔جلد ہی وہ تمہیں تمہاری اوقات پر لا پٹختے گا"۔۔۔نگار بیگم اپنے الفاظ سے اسے چھلنی کرتی دل ہی دل میں باغ باغ ہو رہی تھی ۔۔۔تو حور نے حیران نظروں سے اسے دیکھا تھا۔۔۔۔

میری بہن نے سچی محبت کی تھی تیرے باپ سے۔۔تیرے باپ نے" میری بہن کو رسوا کیا تھا اور وہ مر گئی۔۔۔دیکھ آج تو رسوا ہو گئی پر زندہ ہے کیونکہ تیرے کام ہی غلط ہیں۔۔۔ایسے تو تیمور نے تمہیں نہیں چھوڑا میری سوتیلی بہو۔۔۔۔تو نے وقت گزاری کی تیمور سے۔۔۔اور ہر طرف منہ

مارتی رہی۔۔۔اور نتیجہ اس نے چھوڑا تو دوسرے کو پکڑ لیا"۔۔۔وہ مُسکراتی آواز میں بولی۔۔۔۔

خدا کا واسطہ ہے چپ کر جائیں اور نکلی جائیں یہاں سے"۔۔۔معاً حور" سرخ قہر برساتی نظریں اٹھا کر گرجی تھی۔۔۔

مجھے بھی کوئی شوق نہیں تجھ جیسی بدکردار کے منہ لگنے کا۔۔۔تجھے تیری" اوقات بتانے آئی تھی۔۔۔کہ ارباز شاہ سوتیلا ہی سہی ہے تو میرا بیٹا۔۔۔اور مجھے تجھ جیسی بہو نہیں چاہیے"۔۔۔۔

جتنا ہو سکے اتنا دور رہنا شاہ سے۔۔۔کیونکہ عثمان شاہ کی اولاد کا گھر میں بسنے" نہیں دوں گی۔۔۔تجھ سے میری دشمنی اتنی ہے جتنی تیرے باپ سے ہے" ۔۔۔وہ اژدھا کی طرح پھنکارتی اٹھ کر اس سے دور ہوئی تھی۔۔۔

آپ کو شرم آنی چاہیے آپ کی بھی بیٹی ہے"۔۔۔حور نے ناخن اپنی ہتھیلی" میں گاڑھتے بمشکل کہا۔۔۔

اے خبردار جو میری بیٹی پر بات کی تو۔۔۔تم میری بیٹی کے قدموں کی" خاک برابر بھی نہیں۔۔۔اب ایک داشتہ بتائے گی مجھے"۔۔۔نگار یکدم سے اس کے بال دبوچ کر وحشت سے بولی تھی۔۔

کہ اس کے آخری الفاظ اور سر میں اٹھتی ٹھیسوں کے باعث حور نے سختی سے آنکھیں میچ کر اپنی ہتھیلی کو کھروچ ڈالا تھا۔۔۔

بہتر ہے ہے کچھ کھا کر مر جاؤ۔۔۔بدکردار"۔۔۔وہ اسے جھٹکتی جی بھر کر" ڈستی ساڑھی کا پلو جھٹک کر کمرے سے باہر نکل گئی تو پیچھے حور عین شاہ کی کرب آمیز چیخیں سسکیاں اور ہیچکیاں گونجنے لگی تھی اور ساتھ ہی کمرے میں بے تحاشہ چیزیں ٹوٹنے کی آوازیں آئیں تھیں۔۔۔جبکہ نگار بیگم پھرتی سے نمل کے کمرے میں بند ہو گئی۔۔۔

تقریباً ایک گھنٹے بعد حویلی کی تمام عورتیں مہمانوں کو رخصت کر کے آپس میں کھڑی محو گفتگو تھیں۔۔۔کہ ملازمہ حواس باختہ سی دوڑتی ہوئی ان کے قریب آئی۔۔۔

وہ۔۔حور بی بی بہت رو رہی ہیں۔۔ان کے کمرے سے چیزیں ٹوٹنے کی" آوازیں بھی آرہی ہیں"۔۔ملازمہ نے ایک ہی سانس میں بتایا تو وہ سب پریشان ہو اٹھی تھیں۔۔۔کہ جبھی آصفہ شاہ اپنی بیٹی کی فکر میں تڑپ کر اندرونی عمارت کی جانب بھاگی تھی۔۔۔تو اس کی تقلید میں باقی سب بھی پریشان حال اس کے پیچھے آئیں تھیں۔۔۔

ملازمہ کے کہے کے عین مطابق حور کی چیخیں، سسکیاں کمرے کے بند دروازے کے پار تک آتی انہیں بے حال سا کر گئی تھیں۔۔۔

حور۔۔۔حور بچے۔۔۔۔دروازہ کھولو"۔۔۔کہ جبھی آصفہ شاہ دھڑ دھڑ" دروازہ پیٹی یاس وہراس میں ڈوبی بولی۔۔۔اس کا دل بیٹھا جا رہا تھا۔۔وہ اس

کی لخت جگر تھی۔۔۔اپنی بیٹی کی شدید تکلیف پر ممتا مضطرب سی ہوئی تھی

۔۔اور وجود خالی سا محسوس ہوا تھا۔۔۔

کہ وہ جو نگار بیگم کے جانے کے بعد خود کو نوچ کر بھی پر سکون نا ہوئی تھی کہ

اپنا غم غصہ بے بسی چیزوں پر نکالتی کمرے کی ہر چیز تہس نہس کر رہی تھی

۔۔۔دفعتاً اپنی ماں کی رندھی آواز سن کر حور عین شاہ کے ہاتھ پل بھر رکے

تھے۔۔۔تو دل میں لگی آگ مزید بھڑکنے لگی تھی۔۔۔وہ اس ازیت سے

چھٹکارا چاہتی تھی۔۔۔مگر وہ پہلے سے بھی زیادہ شدت سے جل رہی تھی

۔۔۔اس کی شہد رنگ خوبصورت آنکھوں میں سرخ ڈورے پڑے تھے

بھیگی پلکیں سرخ چہرہ بکھرے بالوں میں وہ دوپٹے سے بے نیاز زخمی کھڑی

اپنی حواس میں نا تھی۔۔۔

مما آپ چلی جائی یہاں سے۔۔۔۔۔میں آپ کی گندی بیٹی ہوں۔۔۔میں "
نے سب خراب کر دیا۔۔۔مجھے محبت کی بہت بڑی سزا ملی ہے۔۔۔اور یہ سزا
مجھے کھا گئی ہے۔۔۔آپ جائیں مجھے میرے حال پر چھوڑ دیں "۔۔۔۔
اس نے چلا کر کہا اور ہاتھ میں پکڑا پانی کا جگ زور سے ڈریسنگ ٹیبل کے
شیشے میں دے مارا تھا کہ زوردار چھناکے کی گونجتی آواز میں کرچیاں دور تک
بکھرتی چلی گئیں تھیں تو وہ جو باہر سے دروازہ بجاتی مسلسل حور کو پکار رہی
تھیں کہ شیشہ ٹوٹنے کی زوردار آواز پر وہ مزید گھبرا اٹھیں تھیں۔۔۔
حور۔۔۔۔حور۔۔۔۔حور بیٹا تم ٹھیک ہو۔۔۔جواب دو۔۔۔نینا جاؤ چابیاں "
لے آؤ "۔۔۔یکایک مختلف آوازیں گونجنے لگیں تھیں۔۔۔اور وہ ایک تیز
دھار کانچ کا ٹکڑا اٹھا چکی تھی۔۔۔
حور خدا کا واسطہ ہے دروازہ کھولو "۔۔۔آصفہ شاہ بے تحاشا روتی بولی تھی "
۔۔۔۔

مجھے اکیلا چھوڑ دیں۔۔۔۔ چلیں جائیں۔۔۔ورنہ میں خود کو ختم کر لوں"
گی"۔۔۔وہ چیخی تھی کہ جبھی نینا نے جلدی سے چابی سے دروازہ کھولا تھا تو
آگے وہ خون میں رنگی لٹی پٹی حالت میں ہاتھ میں پکڑا کانچ کا ٹکڑا گردن پر
رکھ چکی تھی۔۔۔

حور نہیں۔۔۔ چھوڑ واسے بچے"۔۔۔۔"

حور۔۔۔ نہیں بچے۔۔میری گڑیا ایسا نہیں کرتے"۔۔۔"

سب کی چیخیں نکلی تھیں۔۔۔

جبکہ دوسری جانب دادا سائیں جو تمام مہمانوں کو رخصت کر کے لاونج میں
آئے تھے کہ خواتین کی چیخو پکار سن کے حیران ع پریشان ہوئے۔۔

کیا ہوا"۔۔۔ان کی گرجدار آواز گونجی تھی تو ہدا جو سیڑھیوں پر کھڑی"
تھی روتی ہوئی نیچے بھاگی۔۔۔

دادا سائیں وہ حور آپی خون"۔۔۔ہدا دادا سائیں کے سینے سے لگی روتی ہوئی" آدھا ادھورا بولی تھی کہ پیچھے آتے ارباز شاہ نے جھٹکے سے فون سے نگاہ اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔۔۔

یکدم اس کے چہرے پر تناؤ چھایا تھا کہ وہ دھڑکتے دل سے بلا توقف سیڑھیوں کی جانب بھاگا تھا۔۔تو باقی سب بھی ہدا کے منہ سے حور کے متعلق سن کر اس طرف بڑھے تھے۔۔۔

حور چھینکو اسے"۔۔۔آصفہ شاہ اس کی جانب آتی بولی کے حور نے کانچ پر" گرفت مزید مضبوط کرتے گردن پر دباؤ بڑھایا تھا کہ اس کی گردن سے ہلکی ہلکی خون کی بوندیں نکلنے لگیں۔۔۔

مما مجھے سکون نہیں مل رہا۔۔جب تک اس گندے جسم میں جان ہے میں" تڑپتی رہوں گی۔۔۔مجھے مر جانے دیں"۔۔۔وہ پیچھے قدم لیتی سسکتی ہوئی بولی تھی۔۔۔کہ آصفہ شاہ صدمے سے آنکھیں پھاڑے اس کی گردن سے

نکلتے خون کو دیکھ رہی تھی۔۔۔اس کے حواس مفلوج ہو گئے تھے۔۔۔ جبکہ باقی سب کا بھی کچھ یہی حال تھا۔۔۔

حور کیا کر رہی تھی وہ خود نہیں جانتی تھی۔۔۔اسے تو نگار بیگم کی الزامات ریزہ ریزہ کر گئے تھے۔۔۔

حور عین شاہ"۔۔۔ معاً اس کے الفاظ سن کر ارباز عالم شاہ کی دھاڑ گونجی" تھی کہ سب نے مڑ کر شاہ کو دیکھا تھا جو دروازے کے بیچ و بیچ سب کچھ برباد کر دینے کا جنون لیے کھڑا تھا۔۔۔اس کا جلالی انداز دیکھ کر وہ سب خوف زدہ ہوئی تھی تو وہیں حور نے یکدم سے اس کی دھاڑ پر اچھل کر نم ہراساں نظروں سے دروازے کی جانب دیکھا تھا سامنے ہی وہ خطرناک تیور لیے قہر برساتی نظروں سے کھڑا اس کو اس دن والا شاہ لگا تھا جس نے ہاسپٹل میں ان لڑکوں کو بجوڑ کر رکھ دیا تھا۔۔۔ حور کی ریڑھ کی ہڈی میں سرد لہر سرائیت کر گئی تھی۔۔۔

مگر وہ یہ نہیں جانتی تھی کہ ارباز عالم شاہ عشق کی لامحدود رمزوں پر پہنچتا اپنی سانسیں اس کی سانسوں سے جوڑ چکا تھا۔۔۔وہ اسے دیکھ کر جی رہا تھا تو اس کی حالت پر پل پل مر بھی رہا تھا۔۔۔

اس کی آنکھوں سے نکلتے شراروں سے حور کو اپنا آپ جھلستا محسوس ہوا تھا۔۔۔۔ارباز عالم شاہ کا چہرہ طیش سے سرخ ہو گیا تھا۔۔۔بیک وقت اس کی آنکھوں میں غصہ، جنون، دیوانگی، عشق، بے یقینی اور اسے کھونے کا خوف سا سمٹ آیا تھا۔۔۔اس کی لہو رنگ تنبیہ نگاہیں حور پر مرکوز تھیں

۔۔۔

شاہ اسے سمجھاؤ"۔۔۔۔آصفہ شاہ تڑپ کر اس کے بازو پر ہاتھ رکھتی روتی" ہوئی بولی تھیں۔۔۔

خود کو سنبھالیں مما"۔۔۔وہ سرد نظریں حور پر گاڑھے سپاٹ آواز میں "
گویا ہوا تھا۔۔اس کی حالت دیکھ کر شاہ کی آنکھیں لہو رنگ ہو گئیں تھیں
طیش کے عالم میں کنپٹی اور گردن کی رگیں ابھر آئیں تھیں۔۔۔لب سختی
سے پیوست تھے جبڑے بھینچے ہوئے تھے اور ہاتھوں کی مٹھیاں سختی سے بند
تھی تو وجود میں۔بہتا خون لاوے کی مانند دہک رہا تھا۔۔۔
اس کی بکھری زخمی حالت ارباز عالم شاہ کے دل پر گویا آری کا کاری وار ثابت
ہوئی تھی۔۔۔۔
کیونکہ سامنے ہی وہ آنسوں سے تر چہرہ لیے چہرے پر خراشوں کے زخم تازہ
کیے، بازؤں کو کھروچ کر زخمی کیے پہلو سے زخم کو ادھیڑے جس سے خون کا
گیلا پن صاف دکھ رہا تھا۔۔۔بال نوچنے کی صورت جوڑے سے نکلے چہرے
کے اطراف میں تھے۔۔۔دوپٹے سے بے نیاز وہ گردن پر خون کی بوندیں
لیے،خون آلود ہاتھوں میں وہ زخموں سے چور مخل حواسوں سے ارباز عالم
شاہ کو جلتی بھٹی میں ڈال گئی تھی۔۔۔۔

اس کو لگا تھا جیسے اس کے وجود سے روح نوچ لی گئی ہو۔۔۔

حور عین شاہ اس کی جان لینے کا باخوبی ہنر رکھتی تھی۔۔۔وہ اس جیتے جاگتے انسان کو لاش بنانا اور پھر اس میں روح بھرنا جانتی تھی اور شاہ پر یہ تدارک بہت پہلے ہی ہو گیا تھا۔۔۔حور اس کی سانسوں سے کھیل جاتی تھی اور اسے پتا بھی نا چلتا تھا۔۔۔وہ جو دنیا کو ہرانے والا اپنے عشق کے سامنے گھٹنے ٹیک دیا کرتا تھا۔۔۔

ارباز عالم شاہ کی آنکھوں میں اتری سرخی اور بھینچے جبڑے اس کے ضبط کا پتا دے رہے تھے۔۔۔اس کے ماتھے پر بے شمار بل تھے اور چہرے پر ناگوار تاثرات درج تھے۔۔۔۔

کہ وہ سرعت سے اس کی طرف بڑھا تھا تو حور خوف سے کپکپاتے کانچ گردن سے ہٹا کر مٹھی میں دبا کر ہاتھ پشت کے پیچھے کر گئی تھی۔۔۔اسے مقابل سے بے تحاشہ خوف محسوس ہوا تھا۔۔۔

حور نے پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھتے کانچ کو مزید مٹھی میں بھینچا تو اس کے ہاتھ میں گہرا کٹ لگا تھا جس سے خون بارش کے قطروں کی طرح فرش پر گرتا چلا گیا۔۔۔دفعتاً شاہ نے ایک کی جست میں اسے کھینچ کر اپنے اسے اپنے حصار میں لیا تھا۔۔۔

مم میرے پاس مت آئیں۔۔۔میں ناپاک ہوں۔۔میں فاح_"۔۔۔وہ" لرزتی آواز میں مزاحمت کرتی بولی۔۔۔نگار بیگم اس کے دماغ سے کھیل گئی تھی۔۔۔

سٹاپ اٹ۔۔۔بند کریں یہ بکواس۔۔۔اب اگر خود کو ایک بھی غلط لفظ کہا" تو میں وہ کر گزروں گا جس کا تصور بھی نا کیا ہو گا آپ نے۔۔۔آپ برداشت

نہیں کر پائیں گی میری دیوانگی کا عالم۔۔۔اپنی ذات کی تزلیل کر کے میری وحشتوں کو مت بڑھائیں ورنہ اپنی آنکھوں سے قیامت دیکھیں گی آپ"۔۔۔

ار باز عالم شاہ بازوؤں سے اس کے مرتعش وجود کو جھنجھوڑ کر زخمی شیر کی طرح تڑپتا دھاڑا تھا اور جھٹکے سے اس کے ہاتھ سے کانچ کا وہ ٹکڑا کھینچ کر دور اچھالا تھا۔۔۔

کہ اس کے دہشتناک الفاظ کی سنگینگی کا احساس ہوتے حور عین شاہ خوف و ہیبت میں نڈھال سی اس کے سینے کو جاہِ پناہ بنا کر شدتوں سے رو دی تھی

۔۔۔۔

توار باز شاہ نے اس کے گرد مضبوط باہوں کا حصار باندھے اسے زور سے خود میں بھینچا تھا۔۔۔

کیوں کیا آپ نے مجھ پر احسان۔۔۔کیوں بچائی میری عزت۔۔۔کیوں" ترس کھایا مجھ پر۔۔۔میں بہت بری ہوں۔۔بوجھ بن گئی آپ پے۔۔۔آپ

نے اچھا نہیں کیا۔۔۔آپ نے مجھے کیوں دیا اپنا نام۔۔یہ میرا حق نہیں تھا"

۔۔۔

وہ ہچکیاں بھرتی اس کے سینے سے سر ٹکائے اس کی شرٹ مٹھی میں جکڑے ٹوٹے لفظوں سے بولی تو شاہ کے دل میں الاؤ سا بھڑک اٹھا تھا کہ اس نے لب بھینچے نرمی سے اس کا چہرہ اپنے سینے سے نکال کر روبرو کیا۔۔۔ مٹے مٹے سے میک اپ میں وہ آنسوؤں سے بھیگا چہرہ لیے لرزتی پلکوں اور زخمی کپکپاتے لبوں سے ارباز شاہ کو جلتی بھٹی میں پھینک گئی تھی۔۔۔وہ جانتا تھا کہ حور کیا سوچ رہی تھی۔۔۔اس نے ایک دو بار اس کے سامنے اقرار بھی کیا تھا کہ وہ کسی کو پسند کرتا ہے مگر حور نہیں جانتی تھی کہ وہ کسی وہ خود تھی ۔۔۔اور اب وہ اس گلٹ میں تھی۔۔۔کہ اسے ارباز شاہ کے سچے جذبوں پر بھی یقین نہیں آرہا تھا وجہ تیمور شاہ تھا۔۔۔کہ وہ شاہ پر بھی یقین نہیں کر پا رہی تھی۔۔۔یا کرنا نہیں چاہتی تھی۔۔۔وہ نڈھال سی اس کی گرفت میں اس کے سہارے کھڑی تھی۔۔۔

جبکہ باقی سب دم سادھے انہیں دیکھ رہے تھے۔۔۔وہ جانتے تھے کہ حور کو صرف شاہ ہی سنبھال سکتا تھا۔۔۔جس طرح اس نے نکاح پر اسے قائل کیا تھا اب بھی وہی اس کو سمجھا سکتا تھا۔۔۔۔

"کیونکہ آپ زیست کا حاصل ہیں۔۔۔اگر آپ کو اپنی دسترس میں نا لیتا تو میں مر جاتا"۔۔۔شاہ مضبوط ہاتھوں میں نرمی سے اس کا چہرہ تھامے انگوٹھے کے پوروں سے اس کے آنسوں صاف کرتا گھمبیر تاً مدھم آواز میں بولتا کچھ پل ٹھہرا تھا کہ اس کے قول و قرار پر حور گویا سٹل سی ہوئی تھی۔۔۔اس کا دل سکڑ کر سینے میں پھیلا تھا۔۔۔وہ سحر انگیز شخصیت کا حامل شخص ہمیشہ اس کی دھڑکنوں کی لے بدل دیا کرتا تھا اور اب تو وہ ایک انتہائی اہم اور نازک رشتے سے جڑا اس کے مقابل تھا۔۔۔حور کی حالت رفتہ رفتہ غیر ہو رہی تھی

۔۔۔

کک کیوں"۔۔۔انتہائی مدھم آواز میں اس کے لب سرسرائے تھے"

۔۔۔تو شاہ کے لبوں پر مبہم سا تبسم بکھرا تھا۔۔۔وہ اسے خود کی ذات میں جکڑ رہا تھا اور وہ قید ہوتی جا رہی تھی۔۔۔۔

کیونکہ آپ میری زندگی ہیں۔۔۔آپ کے دور جانے سے میں نے موت" کو قریب سے دیکھا ہے اور آپ کو حاصل کر کے اپنی عمر بڑھتی محسوس کی ہے"۔۔۔

ارباز عالم شاہ نے مخصوص ٹھہرے ہوئے لہجے میں بول کر حور عین شاہ کو متعجب سا کر گیا تھا۔۔۔کہ وہ آنکھیں پھاڑے اس خوبصورت شخص کو دیکھتی اس کے لفظوں کے سحر میں کھو سی گئی تھی۔۔۔یکدم سے دھڑکنیں انتشار میں آتی سینے میں ادھم مچاتی حور کو گھبراہٹ زدہ کر گئی تھیں۔۔۔کہ وہ اپنے قدموں پر کھڑی لڑکھڑائی تھی تو شاہ نے اس کی کمر سے لپٹے بازوؤں کا حصار مضبوط کرتے اسے کھینچ کر اپنے بے انتہا قریب کیا تھا کہ حور عین شاہ سانسیں روکے بنا پلک جھپکائے سٹل سی اسے دیکھے گئی تھی۔۔۔

توشاہ نے زراسا سر جھکا کر سیاہ دلکش سرخ آنکھوں سے اس کی نم شہد رنگ آنکھوں میں جھانکا تھا کہ اس کی نظروں کی گہرائی پر حور کو لگا تھا کہ وہ اس کے اندر تک جھانک گیا ہو۔۔اس کی مقناطیسی کشش کی حامل سیاہ آنکھیں حور عین شاہ کو لرزا گئی تھی۔۔۔ گویا وہ نظروں سے ہی اس کے اندر تک سرایت کر گیا تھا کہ اس کی سحر انگیز شخصیت کے حالے میں اس کے سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں سرد پڑ گئی تھیں۔۔۔ جبکہ دل تھا جو پسلیوں سے ہمکنار ہونے لگا تھا۔۔۔۔بے ساختہ ان آنکھوں کی تپش تاب نالاتے وہ نگاہیں جھکا گئی۔۔۔

تو اس کی گرتی پلکوں کے رقص پر مقابل کی آنکھوں میں چمک ابھر کر معدوم ہوئی تھی۔۔۔

آپ منتوں مرادوں میں مانگی گئی دعا ہیں۔۔۔بوجھ نہیں ہیں آپ میری" امنگوں کا صلہ ہیں۔۔۔بہت خاص اور بہت لازم ہیں آپ۔۔۔اتنا کہ

سانسوں کو روانگی کے لیے آپ درکار ہیں"۔۔۔شاہ نے حواسوں کو مختل کر دینے والی گھمبیر آواز میں بولتے جھک کر عقیدت سے اس کی پیشانی پر لب رکھتے محبت و دیوانگی کی پہلی مہر ثبت کی تھی کہ اس کے لبوں کی حدت بھرے دہکتے لمس پر اور کلون کی دلفریب مہک سے حور وجود میں سنسنی دوڑتی محسوس کرتی شدت سے آنکھیں میچ کے اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں دبوچ گئی تھی۔۔۔شاہ کا لمس اس کے وجود میں اترتا ایک گرمائش سی بھر گیا تھا۔۔۔تو اس کے سحر انگیز الفاظ اس کی دھڑکنوں میں جنونیت سی بھر گئے تھے۔۔۔وہ آنکھیں موندے اس کے لمس کو روح میں اترتا محسوس کر رہی تھی۔۔۔۔

جبکہ کمرے سے باہر کھڑے تمام افراد کے لبوں پر مسکراہٹ رینگ گئی تھی تو وہیں شاہ کے خوبصورت اقرار پر لڑکیوں نے سنجیدگی سے اپنے لڑکوں کو دیکھا تھا گویا جتایا تھا کہ دیکھو کچھ سیکھو۔۔۔تو بدلے میں وہ ان کو سخت

نظروں سے گھور کر رہ گئے۔۔۔ان میں اثنان اور طوبیٰ شاہ تھے جن کی خوشی سنبھلے نہیں سنبھل رہی تھی۔۔۔

آپ کبھی خود کو کمتر محسوس مت کیجئے گا۔۔کہ آپ ارباز عالم شاہ کی" سانسوں کی ضمانت ہیں۔۔۔یہ یاد رکھیں"۔۔۔وہ اس کے ماتھے سے پیشانی ٹکائے گھمبیر لہجے میں بول کر دور ہوا تھا۔۔اور ایک ہاتھ میں اس کے ہاتھ تھامے دوسرے سے پاکٹ سے رومال نکال کر اس کے زخمی ہاتھ پر رکھ کر خون بہنے سے روکا تھا۔۔۔

حور بے جان سی اس کے حصار میں اس کی باتوں کے زیر اثر تھی۔۔۔اس کے آنسوں تھم۔سے گئے تھے۔۔۔اور سانسیں بہت سست روی سے چل رہی تھیں۔۔۔جبکہ ذہن میں ارباز عالم شاہ کے طلسماتی الفاظ گونجتے اسے کچھ پلوں کے لیے دنیا بھلا گئے تھے۔۔۔

کہ جبھی دادی سائیں کے اشارے پر نینا جلدی سے کمرے میں آتی جھٹ پٹ الماری سے فرسٹ ایڈ باکس نکال کر بیڈ پر رکھتی چھپاک سے باہر نکلی تھی ۔۔۔تو وہ سب مطمیئن نیچے بڑھے تھے پر جاتے ہوئے نینا شاہ دروازہ بند کرنا نا بھولی تھی۔۔۔

حور عین سرخ متورم آنکھوں سے شاہ کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ہمیشہ کی طرح اس کے گھنے سیاہ بال ماتھے پر بے ترتیب پڑے تھے۔۔۔اس کی کن پٹی کی رگیں ہنوز ابھری ہوئی تھی۔۔۔چہرے پر چٹانوں کیسی سختی لیے وہ گھنی مونچھوں تلے عنابی لب پیوست کیے، سیاہ نظریں جھکائے وہ خوبصورت مرد پوری محویت سے اس کا زخم صاف کر رہا تھا۔۔۔ تھوڑے سے دباؤ سے خوں بہنا بند کو چکا تھا اور اب وہ اپنے رومال سے اس کے مومی ہاتھ کو صاف کر رہا تھا۔۔۔

کیا حالت کر لی ہے میری امانت کی۔۔۔آپ کو ترس نہیں آتا مجھ پر"۔۔۔" اس کی پریشان سرگوشی نما آواز گونجی تھی کہ حور جو اس میں کھوئی ہوئی تھی

یکدم سے حواسوں میں لوٹی تھی۔۔۔پل میں اس کی آنکھوں میں بیگانگی عود آئی تھی اس نے ویران نظروں سے اسے دیکھا تھا۔۔ایک بار پھر سے نگار بیگم کی باتیں یاد آتے ہی اس اس کے چہرے پر تاریک سایہ سا لہرا گیا تھا۔۔۔ اور وجود پر باقاعدہ لرزا طاری ہوا تھا۔۔۔

("تم یہ لباس بھی نوچ ڈالو لڑکی کہ تم اچھوت ہو۔۔۔اس وجود سے تم صرف شاہ کو وقتی لبھا سکتی ہو رام نہیں کر سکتی۔۔۔کیونکہ تم رکھیل تو بن سکتی ہو پر شاہ کی بیوی نہیں۔۔وہ تم سے کبھی محبت نہیں کرے گا۔۔۔تم صرف عزت بچانے کے لیے اس کے گلے پڑی ہو۔۔۔اگر وہ تمہیں قبول کر رہا ہے تو احسان ہے اس کا۔۔۔جلد ہی وہ تمہیں تمہاری اوقات پر لا پٹختے گا "۔۔۔) نگار بیگم کے الفاظ ہتھوڑے کی کی مانند اس کو کانوں میں باز گزشت کرنے لگے تھے۔۔۔آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھا گیا تھا۔۔۔اس سے پہلے وہ ہوش گنوا کر زمین بوس ہوتی

معاً شاہ نے اس کی زرد پڑتی رنگت اور لرزتے وجود کو دیکھ کر ایک ہاتھ اس کی کمر سے لپیٹ کر رومال پاکٹ میں رکھا تھا اور بغیر پل ضائع کیے جھک کر اسے باہوں میں بھر لیا تھا۔۔۔

وہ جو مرنے کی دعا کر رہی تھی کہ شاہ کے عمل پر بوکھلا سی گئی تھی۔۔۔

چھ چھوڑیں مجھے۔۔۔آپ جھوٹ بول رہے۔۔۔سب جھوٹ بولتے "

۔۔۔آپ نے مجھے اپنا نام دے کر قرض دار کر دیا۔۔۔آپ نے مجھے شرمندہ کر دیا میں جانتی ہوں میں اس لائق نہیں ہوں آپ صرف مجھے بہلا رہے ہیں

۔۔۔میں نہیں ہوں آپ کی امانت۔۔۔میں کیا ہوں اچھی طرح جانتی ہوں

۔۔۔میں نہیں ہوں آپکی بیوی چھوڑیں مج____"۔۔۔

وہ یکدم سے اس کے شانوں پر ہاتھ مارتی مزاحمت پر اتری بنا سوچے سمجھے بولی تھی کہ جبھی شاہ نے بڑی اچانک سے اس کے لبوں پر جھک کر باقی کے الفاظ اپنے لبوں سے چن لیے تھے کہ اس غیر متوقع افتاد پر حور ساکت و جامد سی ہو گئی تھی۔۔۔اس کے لبوں کا حدت بھرا تپش سے بھرپور سرور بخش لمس

اس کے دماغ کو مفلوج سا کر گیا تھا کہ وہ ممکنہ حد تک آنکھیں پھاڑے خود پر جھکے شاہ کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ار باز عالم شاہ بھرپور استحقاق سے اس کے لبوں کا جام پیتا حور کو اس رشتے کی سچائی، اس کی اہمیت اپنے عمل سے بتاتا چلا گیا تھا

۔۔۔

حور نے کبھی سوچا بھی نا تھا کہ اب شاہ کو اپنے قریب خود کو شاہ کے رحم و کرم پر دیکھ کر اپنے لبوں کو اس کے لبوں میں قید دیکھ کر اس کے وجود میں برق رفتار سی دوڑ گئی تھی۔۔۔تو دل اچھل کر سینے سے ٹکرانے لگا تھا۔۔۔۔

وہ پوری طرح حور کے شنگرفی لبوں کو عنابی لبوں میں قید کیے قطرہ قطرہ اس کی سانوں کو پیتا حور کو اس رشتے کی نزاکتوں سے باور کروا گیا تھا۔۔۔کچھ لمحے اسی پوزیشن میں سرک گئے تھے کہ سانسیں نا ملنے پر وہ اس کو شانے سے دبوچے مزاحمت کرتی کسمسائی تھی مگر شاہ بنا رکے اس کے لبوں پر نرم گرم بوسے چھوڑتا اپنی سانسیں اس میں منتقل کرتا ہنوز گود میں اٹھائے بیڈ کی

جانب بڑھا تھا۔۔۔تو شاہ کے لبوں کی نرمی اور اس کی جھلستی سانسیں اپنے وجود میں اترتی محسوس کر کے حور کے وجود میں گویا آگ سی بھر گئی تھی تو چہرہ تپ کر سرخ انگارہ ہو گیا تھا۔۔۔

حور کے وہم و گماں میں بھی نا تھا۔۔۔کہ شاہ ایسا کچھ کرے گا۔۔۔وہ تو شاہ کے متلعق سوچ سوچ کر ہلکان ہو رہی تھی۔۔۔کہ وہ اس کی زندگی میں زبرستی شامل ہوئی تھی مگر لمحہ بالمحہ شاہ کی گرفت میں شدت محسوس کر کے وہ بڑبڑا اٹھی تھی۔۔۔

شاہ نے اس کے لبوں پر شدتیں نچھاور کر کے اس کو سانسوں کے لیے تڑپتا دیکھ کر آزادی بخش کر کسی نازک آبگینے کی طرح بیڈ پر لٹایا تھا تو حور دھڑکنوں کی دھک دھک اپنے کانوں میں سنتی لمبے لمبے سانس بھرتی شرم سے چور آنکھیں میچ گئی۔۔۔۔جبکہ اس کے بازو ابھی تک شاہ کی گردن کے گرد تھے ۔۔۔جبکہ شاہ اس کے اطراف میں ہاتھ رکھے اس پر جھکا گہری دلچسپ نظروں سے اس کے تاثرات ملاحظہ کر رہا تھا۔۔۔اس کے چہرے پر اپنی

شدت کی معمولی سی رمق پر چھائی سرخی شاہ کے آتش زدہ دل کو سکون پہنچا گئی تھی۔۔۔کہ اپنی قربت کے رنگ دیکھ کر اس کے رگوں ہے میں اطمینان سا بھر آیا تھا۔۔۔۔

حور ہولے ہولے لرزتی منتشر سانسیں ہموار کر رہی تھی۔۔۔۔جبکہ شاہ کی بہکی نظریں اس کے دوپٹے کے بغیر تراشے ہوئے وجود کے نشیب و فراز میں الجھی اس کی دھڑکنوں کے مقام پر ٹھہری تھیں۔۔۔اس کے دل کی دھڑکنوں کا بے ہنگم اتار چڑھاؤ شاہ کے بہکے جزبات میں تموج برپا کر گیا تھا ۔۔۔کہ حور کی قربت کا نشہ سر چڑھ کر بولتا اسے مزید محسوس کرنے پر اکسا رہا تھا۔۔۔۔۔

معاً ضبط کھوتے وہ اپنے سلگتے پیاسے لب اس کی دل کے مقام پر رکھتا شدت سے اس کی دھڑکنوں کو چھوتا حور عین شاہ کی بکھری سانسوں کو مزید بگاڑ دیا تھا۔۔۔

کہ شاہ کا یہ بے باک عمل حور کے رونگٹے کھڑے کر گیا تھا۔۔۔دفعتاً وجود میں بھرتی آگ سے تڑپ کر حور نے ہاتھ اس کے سینے پر رکھے خود سے دور کرنا چاہا تھا۔۔۔شاہ کے بے باک ہونٹوں کا لمس اپنے سینے پر دل کے مقام پر جابجا سرسراتا محسوس کر کے حور کو جان جاتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔کہ اس کی شدت سے سانسیں پھولتی سینے میں دبنے لگی تھیں۔۔۔اور آنکھوں سے آنسوں ٹوٹ کر تکیہ میں جذب ہونے لگے تھے۔۔۔

تو اس کی بگڑی حالت کی پیش نظر شاہ اپنے جزبات کو تھپک تھپک کر سلاتا دور ہوا تھا تو وہ بکھری سانسیں پر کنٹرول پانے کی سعی کرتی شدت سے زخمی ہونٹ پر دانت گاڑھ گئی۔۔۔تو شاہ جو خمار آلود نظروں سے اس ہی دیکھ رہا تھا حور کا یہ عمل اس کے جزبات میں تموج بریس کر گیا تھا۔۔۔معاً اس نے ہاتھ بڑھا کر اس کے لب کو دانتوں سے آزادی بخشے نرمی سے اس کی عارضوں کو چھوا تھا۔۔۔حور اس کی شدتوں سے گھبرائی ہنوز آنکھیں میچیں بیڈ شیٹ مٹھی میں جکڑے ہوئے تھی۔۔۔۔

آپ میری بیوی ہیں اور میری امانت ہیں آپ کے لیے یہ جاننا اور ماننا اہم "
ہے۔۔۔کہ یہی اس رشتے کی سچائی ہے باقی تمام سوچیں بے وقت ہیں
"۔۔۔وہ سنجیدگی سے کہہ کر دور ہوا تھا اور پائنی سے فرسٹ ایڈ باکس اٹھا کر
اس کے پہلو کے قریب براجمان ہوا تھا۔۔۔کہ شاہ کو اپنے نزدیک محسوس
کر کے جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھتی دور ہونے کو سرکی تھی کہ سرعت سے وہ اس
کی کوشش ناکام بناتا اسے اپنی جانب کھینچ چکا تھا۔۔۔
تو حور نے لرزتی پلکوں کی باڑ اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔
آپ بہت برے ہیں۔۔۔مجھے نفرت ہے آپ سے "۔۔۔اس کا تپش زدہ "
لمس سے ابھی تک خود کو جھلستا محسوس کر کے وہ رنج و ملال کی کیفیت میں
دل کی عجیب ہوتی حالت پر لاچارگی سے بولی تھی۔۔۔جو سیکنڈ میں ہی اس
کے وجود پر دسترس جماتا اسے دنیا و مافیہا سے انجان کرتا اپنی ذات کے بھنور
میں جکڑ گیا تھا۔۔۔جس کے زیر اثر وہ ابھی تلک تھی۔۔۔

تواس کہ بھیگی روہانسی آواز پر شاہ نے سرخ نگاہیں اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔۔۔جو اس کی زراسی قربت پر سرخ پڑتی برداشت نا کر پاتے غصے پر اتری گھائل شیرنی لگ رہی تھی۔۔۔۔رونے سے اس کا ناک اور عارض گلابیاں چھلکانے لگے تھے تو ڈارک براؤن شہد رنگ آنکھوں میں پڑے سرخ ڈورے اور نین کٹوروں میں تیرتا شفاف پانی جن میں شاہ کو اپنا آپ ڈوبتا محسوس ہوا تھا

۔۔۔

وہ واجب المحبت تھی۔۔۔اس کو جتنا چاہا جاتا اتنا کم تھا۔۔۔کیونکہ وہ شاہ کی جان تھی۔۔۔جس کا حور کے لیے عشق سات سمندروں سے بھی کئی درجے زیادہ تھا۔۔۔

یکدم سے حور نے سسکی بھری تھی۔۔۔تو شاہ نے گہرا سانس ہوا کے سپرد کرتے اس کا زخمی ہاتھ اپنے ہاتھوں کی نرم گرفت میں لیا تھا۔۔۔

کہ ایک بار پھر سے اس کے لمس پر حور کی سانسیں اٹکی تھیں۔۔۔۔

اگر تو آپ میری شدتوں سے گبھرا کر یہ نفرت کا پرچار کر رہی ہیں تو اب "
عادت ڈال لیں۔۔۔کہ آپ کو ساری زندگی میری قربت میں گزارنی ہے
۔۔۔اور اگر آپ اس لڑکی کی خاطر بول رہی ہیں۔۔۔تو جان لیں وہ لڑکی
آپ ہی ہیں "۔۔۔شاہ نے اس کے ہاتھ کا زخم صاف کرتے ٹھہرے ہوئے
لہجے میں بول کر حور کو پتھر کی مورت کر دیا تھا۔۔۔
کہ بر محل اس کی آنکھوں کی پتلیاں پھیلیں تھیں اور وجود یخ سا پڑا تھا۔۔۔
اس کے زہن کے دریچوں پر شاہ کی دیوانگی کا عالم کسی فلم کے ڈوڑتے مناظر
کی طرح چلنے لگا تھا۔۔۔جب جب اس نے حور کو بچایا تھا اور اس کی حفاظت
کی تھی تب وہ حور سے بد تمیزی کرنے والوں کے ساتھ کس قدر وحشی بن
جاتا تھا۔۔۔ناران میں پیش آیا وہ واقع جب شاہ نے انہیں زندہ جلا ڈالا تھا
۔۔۔پھر جنگل میں ان لوگوں کو تیزاب کے سپرد کر ڈالا تھا اور ہاسپٹل میں
ان لڑکوں کو مرنے تک پہنچا دیا تھا۔۔۔

جو آپ کو چھوئے گا وہ مرے گا"۔۔۔")

آپ ار باز عالم شاہ کی عزت ہیں اور ار باز عالم رشتوں پر سودے بازی نہیں"
کرتا"۔۔۔

ایک پل میں ہزار موت مار چکی ہیں آپ"۔۔۔"

جان لے کے روح پھونکنے کا ہنر باخوبی رکھتی ہیں"۔۔"

اپنا خیال رکھا کریں بہت اہم ہیں آپ"۔۔۔۔"

جب تک میں ہوں آپ کو کچھ نہیں ہو سکتا۔۔۔میں آپ کا صدقہ ہوں
(حور"۔۔۔

بیتے دنوں میں شاہ کے بولے گئے جملے اس کے ذہن میں گھومتے اس کو شش
پنج سا کر گئے تھے۔۔۔

یہ یہ کیا کہہ رہے آپ"۔۔۔اس کو اپنی آواز کھائی سے آتی محسوس ہوئی"
تھی۔۔۔

توشاہ نے اس کے ہاتھ پر ڈریسنگ کر کے سلگتے لب اس کے زخم پر رکھے تھے کہ حور نے شدت سے آنکھیں میچ کر لیں تھی۔۔۔کہ یہ لمس تو اس کی روح میں اتر کر گہرا تاثر چھوڑتا چلا جا رہا تھا۔۔۔۔

آپ مجھے اپنے عشق میں مبتلا کر چکی ہیں۔۔۔آج سے نہیں ایک عرصے سے"۔۔۔اس کی بھاری آواز پر حور نے جھٹ سے آنکھیں کھولیں تھیں ۔۔۔توشاہ کو گہری دلچسپ نظروں سے اپنی جانب دیکھتا پا کر وہ نگاہیں جھکا گئی ۔۔۔

جبھی شاہ نے بڑی اچانک سے ہاتھ بڑھا کر اس کا جوڑا کھولا تھا کہ حور کے سیاہ گھنے ریشمی بال لہرا کر پشت پر بکھرے تو کچھ چہرے کے اطراف پر اور اس کے دائیں بائیں شانوں پر آگے کی جانب آن گرے تھے۔۔۔کہ حور جو شاہ کے سامنے بغیر دوپٹے کے بیٹھی حیا سے لرز رہی تھی کہ بال شانوں پر گرے دیکھ کر وہ کچھ پر سکون ہوئی تھی۔۔۔اس کی شرٹ کا اگلہ اور پچھلا گلا کافی گہرا

تھا۔۔۔ جس کا اندازہ اسے ابھی ہوا تھا۔۔۔اور اب وہ شاہ کی موجودگی میں اپنی حالت پر شرم سے لال سرخ پڑتی مرنے جیسی تھی۔۔۔

مم میں کیسے۔۔۔آپ کیوں مجھ سے "۔۔۔اس کے الفاظ گم سے ہوئے" تھے۔۔۔وہ جو سمجھ رہی تھی کہ شاہ نے فقط اس کی عزت بچائی تھی پر اس کا اقرار اور عمل اس کے حواس ٹھکانے لگا کر ساکت کر گیا تھا۔۔۔

آپ کے بچپن سے۔۔۔جب جب آپ میرے قریب آئیں میں نے اپنے" دل کو فقط آپ کے لیے دھڑکتا محسوس کیا۔۔۔اور میں ہر آتی جاتی سانسوں کی تشکیل سے تکمیل تک آپ کے عشق میں مبتلا ہوتا چلا گیا"۔۔۔شاہ نے دھیمی آنچ دیتے لہجے میں بول کر دو انگلیوں سے اس کی ٹھوڑی کو نرمی سے تھام کر اس کا چہرہ اپر کرتے اس کی گردن پر لگے کٹ کو کاٹن سے صاف کیا تھا۔۔۔کہ حور لب سختی سے پیوست کیے اس کے الفاظوں میں الجھنے لگی تھی

۔۔۔

حور پر نئے باب آشکار ہو رہے تھے۔۔۔وہ رفتہ رفتہ اس کی بد گمانیاں دور کرتا اس پر اپنا سحر پھونک رہا تھا۔۔

وہ تیمور اور نگار بیگم کے لفظوں کے حصار سے کب نکلی تھی اسے پتا بھی نا چلا تھا۔۔۔معاً شاہ نے اس کو مزید اپنی جانب کھینچ کر حصار میں لیے اس کے زخم پر دھیرے سے لب رکھے تھے کہ حور عین شاہ اس کے لمس اور داڑھی کی چُبھن پر تڑپی اس کی شرٹ دبوچ کر دھڑکنیں شمار کرتی بے سدھ سی ہوئی تھی۔۔۔

ارباز عالم شاہ کو اس سے عشق تھا یہ سوچ کر وہ جھنجھنا اٹھی تھی۔۔۔دل کی حالت عجیب ہوئی تھی۔۔۔وجود میں کھلبلی سی مچ گئی تھی۔۔۔مقابل کے لبوں کی گستاخیاں اس کے وجود میں بجلی سی بھر گئی تھیں۔۔۔اس پر مستزاد مونچھوں اور داڑھی کی چبھن سے اس کی سانسیں دھونکنی کی مانند تیز تیز چلنے لگی تھیں۔۔۔کہ اس کی بکھری سانسوں کی مدھم آواز پر وہ مزید بہکتا اس کی گردن پر جا بجا پھول کھلاتا اس کی خوشبو میں گہرا سانس بھرنے لگا تھا کہ

اس کے بے لگام لمس پر حور تڑپ کر اس کے سینے سے لگی اس کی پشت پر باہوں کا حصار باندھ کر سانسیں درست کرنے لگی تھی۔۔۔اور اس کا یہ عمل ارباز شاہ کے جزبات میں شوریدگی برپا کر گیا تھا کہ اس نے شدت سے حور کو اپنے سینے میں بھینچے چہرہ اس کے کھلے بالوں میں چھپا کر اس کی شہ رگ کو دہکتے لبوں سے چھوتا حور کے وجود میں برق رفتار سی بھر گیا تھا۔۔۔
اس کا لمس جان لیوا تھا۔۔۔حور کی ہتھیلیاں پسینے سے بھیگ گئیں تھیں اور چہرہ بھاپ چھوڑنے لگا تھا۔۔۔

آپ ارباز شاہ کے صبر کا اجر ہیں حور۔۔۔۔آپ میری دعاؤں میں مانگی گئی" وہ پہلی اور آخری انسان ہیں۔۔۔جس کو اس میں نے ہر سانس کے ساتھ مانگا ہے۔۔۔میں رب کا جتنا شکر ادا کروں کم ہے۔۔۔جس نے مجھے آپ کی صورت نئی زندگی بخشی۔۔۔میرے وجود کو روح دی"۔۔۔۔

وہ سرگوشی نما بولتا حور کو معتبر کرتا اس کے کان کی لو کو لبوں میں دبا کر دور ہوا تھا تو حور نے لرزتی پلکوں کے حالے میں اسے دیکھا تھا۔۔۔جو آنکھوں میں محبت کا جہاں لیے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

مگر مجھے آپ سے محبت نہیں ہے"۔۔وہ لرزتے وجود سے شاہ سے تھوڑا سا" فاصلہ بنا کر لب تر کرتی بولی تھی تو اس کے لبوں پر مسکراہٹ در آئی تھی ۔۔۔وہی دلکش مسکراہٹ جس کی دیوانی تھی کہ حور اس کی مسکراہٹ میں کھو سی گئی تھی۔۔۔۔

میرا عشق ہم دونوں کے لیے کافی ہے"۔۔۔وہ معنی خیزی سے کہتا ہاتھ" بڑھا کر اس کے شانوں سے بال پیچھے ہٹا گیا کہ حور نے لب دانتوں تلے دبایا ۔۔۔وہ جانتی تھی کہ بالوں کا مبہم سا پردہ ہٹنے سے اس کے رعنائیوں بھرے نشیب و فراز پوری طرح اجاگر ہو رہے تھے۔۔۔شاہ نے ایک غائر نظر اس کے وجود پر ڈال کر اسے دیکھا۔۔۔جو پھر سے لبوں پر ظلم کرنے لگی تھی۔۔۔

میری جان۔۔۔یہ کام میرا ہے مجھے ہی کرنے دیں"۔۔۔وہ اس کا نچلا لب" دانتوں تلے سے آزاد کرواتا سنجیدگی سے بولا تھا کہ حور سٹپٹا اٹھی تھی۔۔۔تو شاہ اس کے چہرے پر آئی خراشوں کو صاف کرنے لگا تھا۔۔۔حور لب سختی سے آپس میں پیوست کیے نظریں جھکا گئی حور نے نوٹ کیا تھا کہ وہ ہر بار محبت کی بجائے عشق لفظ کہتا تھا۔۔۔اور اس کے منہ سے سب سننے کے بعد اسے شاہ کے نزدیک اپنی اہمیت کا اندازہ اچھے سے ہو گیا تھا۔۔۔مگر وہ تو شاہ سے محبت نہیں کرتی تھی۔۔۔آج کے دن کے خواب تو اس نے کسی اور کے ساتھ دیکھے تھے پھر یہ کیا ہو گیا تھا۔۔۔اسے شاہ کی عشق سے غرض نا تھی اسے تو اپنی محبت کی رسوائی کا غم تھا۔۔۔

ایک بار پھر سے تیمور اس کے دلو دماغ پر حاوی ہوا تھا۔۔۔کہ وہ اپنی حالت پر ماتم کناں ہوئی تھی۔۔۔اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی وہ کیا کرے۔۔۔تو نگار بیگم کی باتیں الگ رکوع کی طرح اسے کوٹ رہی تھی۔۔۔

اگر حور شاہ کو نگار کے متعلق بتا دیتی تو کوئی بعید نا تھی شاہ ابھی اس عورت کے ٹکڑے کر کے کتوں کو کھلا چکا ہوتا۔۔۔اور پھر حویلی میں قیامت کا سماں باندھ جانا تھا جو حور بالکل نہیں چاہتی تھی۔۔۔۔

میں آپ کے ساتھ نہیں رہ سکتی"۔۔۔وہ زلزلوں کی زد میں گھری بولی" تھی تو شاہ نے گہری نظروں اس کی آنکھوں گاڑھیں تھیں۔۔۔

آپ جتنا وقت چاہیں لے لیں۔۔۔مگر آپ کو رہنا میرے ساتھ ہی ہے""" ۔۔۔وہ دو ٹوک انداز میں بولا کر اب اس کے بازو پر ناخنوں کی خراشوں پر مرہم رکھ گیا تھا کہ حور اس کے انداز پر بھونچکا سی رہ گئی تھی۔۔۔اس کا یہی انداز تو جان لیوا تھا۔۔۔تو اس کی آنکھوں میں جمع پانیوں بہہ نکلا تھا۔۔۔

میں آپ کو کچھ نہیں دے سکتی"۔۔۔اس نے کچھ کہنے کے لیے لب کشائی" کی۔۔۔وہ کیسے شاہ کے ساتھ زندگی گزارے گی۔۔۔اس کی ابھی سے جان

ہوا ہو رہی تھی۔۔۔وہ اس شخص کی قربت کیسے برداشت کرے گی۔۔۔حور ہول اٹھی تھی۔۔۔۔

اشش۔۔۔۔میرا بچہ۔۔۔۔مجھے آپ سے کچھ نہیں چاہیے حور۔۔۔آپ" سے میرا تعلق ہر حد سے بے نیاز ہے۔۔۔۔آپ کا میری نظروں کے سامنے رہنا میری تمام حسرتوں کا قرار ہے"۔۔۔وہ جھک کر لبوں سے اس کے آنسوں چنتا حور عین شاہ کو لاجواب سا کر گیا تھا۔۔۔کہ حور دم بخود رہ گئی تھی ۔۔۔نئے رشتے کا احساس مقابل کی موجودگی اس کا لمس محسوس کر کے حور کا دل سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا۔۔۔

آپ بھی مجھے تیمور کی طرح چھوڑ دیں گے اسے بھی تو مجھ سے محبت تھی وہ" چلا گیا۔۔۔آپ بھی چلیں جائیں گے۔۔۔کیونکہ میں"۔۔۔۔۔

اس کی بے پناہ محبت کے بے پایاں اثر میں وہ دل میں آئی بات بولنے لگی تھی کہ شاہ اس کے لبوں کو پھر سے گرفت میں لیے اس کی سانسوں میں اپنی

سانسیں الجھائے ہولے سے اسے پیچھے تکیے پر لٹاتا چلا گیا تھا۔۔۔اس بار اس کے عمل میں شدت تھی جنون تھا۔۔۔وہ دیوانگی کی رمزوں کو چھوتا اس کی سانسیں پیتا حور عین شاہ کو اس کے لفظوں کا جواب دے گیا تھا۔۔۔کہ حور کے سوچنے سمجھنے کی صلاحیت مفقود سی ہوئی تھیں۔۔۔تو دل پورے وجود میں دھڑکتا تڑپنے لگا تھا۔۔۔حور کی سانسیں پی کر وہ مدہوش ہوتا اپنی تشنگی مٹا رہا تھا جو کم ہونے کی بجائے بڑھتی چلی جا رہی تھی۔۔۔تو یہ جنون خیزی برداشت نا کر پاتے حور اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر مچل اٹھی تھی۔۔۔معاً حور عین کے آنسوؤں کی نمی محسوس کر کے اور سینے پر گداز ہاتھوں کا دباؤ محسوس کر کے وہ اس کے لبوں کو آزادی بخشتا دور ہوا تھا۔۔۔حور بے کل و اس بگڑا تنفس ہموار کرتی آنکھیں میچے ہوئی تھی۔۔۔ بے قرار

وفائیں جہاں ختم ہوتی ہیں وہاں سے میرا عشق شروع ہوتا ہے۔۔۔آپ کو" چھوڑنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ آپ سے دوری موت ہے"۔۔۔

شاہ نے بوجھل آواز میں کہہ کر حق و ملکیت کے احساس میں اس کے پہلو سے شرٹ ہٹائی تھی تو حور یکدم سے مچلی مچل اٹھی۔۔۔

ڈونٹ موو"۔۔۔یکدم سے اس کی چٹانوں کیسی سخت آواز گونجی کہ حور' سانسیں تک روک گئی۔۔۔۔

اس کے سفید بدن پر زخم کا نشان تازہ تھا۔۔۔دفعتاً شاہ کہ آنکھوں میں سرد پن عود آیا تھا۔۔۔وہ سنجیدگی سے اس کا زخم صاف کرنے لگا تھا تو حور اپنے پہلو پر اس کے مضبوط ہاتھوں کا لمس برداشت کرتی رخ موڑ گئی تھی۔۔۔وہ قطرہ قطرہ پگھلتی جا رہی تھی۔۔۔وہ جو شاہ کے سامنے اپنی رعنائیوں کے عیاں ہونے پر پزل سی تھی وہیں اپنے پیٹ سے شرٹ سرکتے اور شاہ کے ہاتھوں کی سرسراہٹ پر اس کا دل رک رک کر چلنے لگا تھا۔۔۔

وہ احتیاط سے اس کا زخم صاف کرتا اس پر کاٹن رکھتا ڈریسنگ کرنے لگا تھا۔۔۔اس دوران حور دوسری جانب چہرہ کیے ہولے ہولے سسک رہی تھی۔۔۔

اپنی جان پر ظلم کر کے مجھے بے جان مت کریں حور۔۔۔ورنہ میری جنون" بھری شدتیں اس وجود سے روح تک سرائیت کرنے میں وقت نہیں لگائیں گی۔۔۔اور یقیناً میری سزا آپ کی برداشت سے باہر ہو گی"۔۔۔

اس نے سرد لہجے میں اسے باور کروایا تھا۔۔۔کہ حور نے لہنگے کو مٹھی میں دبوچا تھا۔۔۔اس کی دھمکی بھی جان لیوا تھی۔۔۔وہ دھڑکنوں کو سنتی شرم سے دوہری ہو رہی تھی کہ جبھی شاہ اس کی شرٹ درست کرتے اٹھ کر جھٹکے سے اسے باہوں میں بھرا تھا کہ حور نے سراسیمگی سے اسے دیکھا تھا جو اس کی آنکھوں میں ابھرتے سوال کو نظرانداز واشروم لے آیا تھا۔۔۔اس کی

اتنی پرواہ اتنی فکر پر حور دنگ تھی۔۔۔وہ اسے بچہ کہتا تھا تو بچوں کی طرح اسے ٹریٹ کرتا اس کو بہلا رہا تھا۔۔۔

شاہ نے اسے واش بیسن کے بنے سلیب پر بیٹھایا تھا حور اس حسین مرد کو خود کی پرواہ میں پریشان ہوتا دیکھتی گم سم سی تھی۔۔۔وہ ہر گزرتے لمحے میں شاہ اور تیمور کا کمپیئر کر رہی تھی۔۔۔

شاہ نے ہنگر سے ٹاول نکال کر ٹیپ کے نیچے کیا تھا حور مخل سی اس کا ہر عمل دیکھ رہی تھی۔۔۔ٹاول کا ایک سرا اچھی طرح گیلا کر کر اسے ہلکا سا نچور کر شاہ حور کی طرف متوجہ ہوا تھا۔۔۔حور اس کا مقصد سمجھ کر دیوار سے سر ٹکا کر دھیرے سے آنکھیں موند گئی تھی۔۔۔تو شاہ اس کے زخموں کو بچا کر احتیاط سے اس کا چہرہ گردن اور ہاتھ صاف کرنے لگا تھا۔۔۔

وہ اس کے لیے کانچ کی گڑیا تھی۔۔۔اور شاہ اپنے بچے کو نہایت نرمی سے ٹچ کر رہا تھا۔۔۔اور اس دوران وہ سٹیچو بنی ہوئی مدھم سانسیں بھر رہی تھی

۔۔۔

اس کے ہر ایک عمل سے حور اپنا آپ ہارتی محسوس کر رہی تھی کہ لمحہ کے ہزارویں حصے میں وہ ایک فیصلے پر پہنچی تھی۔۔۔اگر یہ شخص مزید اس کے پاس رہا تو حور اس کے انداز اس کے لمس اس کی قربت اس کی خوشبو سے دنیا بھول جانی تھی۔۔۔وہ جانتی تھی وہ اب اس خوبصورت مرد پر ظلم کرنے والی تھی مگر وہ بے بس تھی۔۔۔اسے شاہ سے محبت نہیں تھی وہ شاہ کو دھتکارنا نہیں چاہتی تھی اس لیے وہ اٹل فیصلہ کر چکی تھی۔۔۔

شاہ گہری نظروں سے اس کے دھلے دھلے سے چہرے کو دیکھتا اسے واپس سے اٹھائے کمرے میں لایا تھا۔۔۔وہ جانتا تھا حور کس کنڈیشن سے گزر رہی تھی۔۔۔وہ حور پر ابھی اس رشتہ کا حق نہیں جتنا چاہتا تھا مگر اس کی بدگمانیاں ختم کرنا انتہائی ضروری تھا۔۔۔اور ایسا صرف شاہ کی شدتوں سے ہی ممکن تھا

۔۔۔۔

کیا آپ میری بات مانیں گے "۔۔۔شاہ جیسے ہی اس سے دور ہوا حور نے "
بھیگی آواز میں پوچھا۔۔۔

تو اس نے سیاہ استفہامیہ نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔اس کی قربت پا کر اس
کی تشنگی بڑھتی جا رہی تھیں۔۔وہ اس پھول سے وجود کو اپنے سینے میں جزب
کر لینا چاہتا تھا۔۔۔۔

" مجھے آپ کا ساتھ ۔۔۔ مجھ سے دور چ چلیں جائیں۔۔۔ جج جتنا ہو سکے آپ
نہیں چاہیے۔۔۔ نہیں چاہیے آپکا پیار۔۔۔آپ کی دعا کی وجہ سے تیمور مجھ
سے دور ہو گیا۔۔۔اس نے مجھے چ چھوڑ دیا۔۔۔آپ کو آپ کی محبت مل گئی
اب آپ چلیں جائیں۔۔۔ مجھ سے یہ سب ب برداشت کے باہر ہے۔۔میں
نے کبھی نہیں سوچا تھا ایسا۔۔۔میں آپ کو اپنی ق قربت نہیں دے سکتی ایک
پل نہیں ایک لمحہ نہیں۔۔۔میں آپ کو دھتکار نہیں سکتی کہ یہ سب آپکا کا

حق ہے مگر میں یہ سب ابھی نہیں چاہتی۔۔۔خدارا آپ چ چلیں جائیں

"۔۔۔۔

وہ انگلیاں آپس میں الجھائے آنکھیں بند کیے سسکتی ہوئی بولی تھی کہ شاہ نے چونک کر سلگتی نظروں سے اسے دیکھا تھا اس کی سرخ آنکھوں میں پہلے الجھن پھر حیرت ابھری تھی اور پھر کرب سا ابھرا تھا۔۔۔

حور"۔۔۔اس کی سخت ملتجی آواز گونجی تھی۔۔۔ارباز شاہ کے چہرے پر" تاریک سایہ لہرایا تھا۔۔۔معاً وہ اس کے ہاتھ اپنے گداز ہاتھوں میں پکڑ گئی تھی۔۔۔شاہ اس معصوم مگر ظالم لڑکی کو دیکھے گیا تھا۔۔۔

آپ جائیں گے آج ابھی اسی وقت۔۔۔ورنہ میں خود کو خ ختم کر لوں گی"

"۔۔۔وہ ہچکیاں بھرتی گویا فرمائشی انداز میں کہہ کر اس مضبوط وجود کو عزاب میں جھونک گئی تھی۔۔۔وہ بھڑک رہا تھا۔۔۔اس کے وجود میں

بھانبھڑ سے جل اٹھے تھے۔۔۔ابھی تو اسے پایا تھا پھر یہ دوری کی سزا۔۔۔ اس کا عشق ظالم تھا۔۔۔کہ پتا چلتے ہی سزاؤں پر اتر آیا تھا۔۔۔ارباز شاہ کی آنکھیں لہو رنگ ہوئی تھیں اس کے اگلی منطق پر۔۔۔کہ ساتھ ہی دھمکی بھی دے ڈالی تھی۔۔۔تو شاہ آگ میں جلتا ہوا اس کے انتہائی قریب براجمان ہوا تھا۔۔۔اس کی کن پٹی کی رگیں پھڑک رہی تھی۔۔۔اور گردن کی نیلی رگیں بھی ابھر چکیں تھیں۔۔۔وہ مضبوط مرد اس کے لیے بے چین ہوا تھا۔۔۔اور اسے محسوس کر لینے کے بعد تو بے چینی حد سے سوا کوئی تھی ۔۔۔وہ اس کی قربت میں مچل رہا تھا۔۔۔اگر وہ دور رہنے کا کہتی وہ رہ لیتا کا بول رہی تھی شاہ کی سانسیں رکنے لگی تھیں۔۔۔ ۔۔۔مگر وہ دور جانے

آپ چاہتی ہیں میں آپ کے قریب نہیں آؤں گا۔۔۔آپ کے سامنے " بھی نہیں آؤں گا۔۔۔مگر مجھے اپنی خوشبو سے دور مت کریں۔۔۔ان ہواؤں سے محروم مت کریں جہاں آپ سانسیں بھرتی ہیں۔۔۔مجھے اپنی

موجودگی سے دربدر مت کریں۔۔۔میں ہجر کا دکھ سہہ چکا ہوں مجھے پھر سے اس دلدل میں مت ڈالیں حور۔۔۔کیونکہ میں اب آپ کے بغیر آپ سے دور نہیں رہ سکتا"۔۔۔

وہ مضبوط ہاتھوں میں اس کا چہرا بھرے اس کی پیشانی پر لب رکھے اپنی حالت سے آگاہ کرتا التجا کر رہا تھا۔۔۔اس کی مضطرب مگر مضبوط آواز پر حور کا دل سرپٹ دوڑنے لگا تھا۔۔۔وہ یک ٹک اس کو دیکھے گئی۔۔۔شاہ کی آنکھوں میں اتری نمی اس کو دہلا گئی تھی۔۔۔اور پھر احساس ندامت سے حور نظریں جھکا گئی۔۔۔وہ ابھی شاہ سے کوئی رشتہ استوار نہیں کر سکتی تھی ۔۔۔وہ جانتی تھی کہ اگر شاہ یہاں رہا تو وہ اپنے دکھ بھول جائے گی وہ اس کی ذات میں ملحق ہو کر اسے اس دینا سے بیگانہ کرنے میں پل نہیں لگائے گا۔۔۔ تو اس دل کا کیا۔۔۔جس نے سوتے جاگتے اٹھتے بیٹھتے اسکو چاہا اس کو سوچا ۔۔۔کیا کیا خواب دیکھے تھے اس نے۔۔۔حور متزلزل تھی۔۔۔

آپ کو میری قسم آپ چلے جائیں یہاں سے۔۔۔ورنہ میں مر جاؤں گی""

۔۔۔۔

اب آپ سوچ لیں۔۔۔مجھے زندہ رکھنا چاہتے ہیں یا پھر ہر روز مجھ پر فاتحہ "

پڑھنا"۔۔۔۔

وہ بلکتی ہوئی بولی تھی۔۔تو اس کا ہچکولے کھاتا وجود وہ سینے سے لگا گیا تھا۔۔۔

اس کے چہرے کر چٹانوں کیسی سختی در آئی تھی۔۔۔اس کی باتوں سے

آنکھوں میں عجیب سے تپش ہلکورے لے رہی تھی۔۔

اگر آپ محبت کرتے ہیں تو میری بات مان جائیں پلیز"۔۔۔وہ بجھے دل اور"

خالی دماغ سے التجا جاً بولی تھی۔۔۔

تو شاہ نے گہری سرد نظروں سے اپنے سینے میں چھپی اپنی متاع جاں کو دیکھا

تھا۔۔۔

تو کیا آپ میرے عشق کا ثبوت مانگ رہی ہیں"۔۔۔وہ نرمی سے اس کے "
بال سہلاتا دوسرا ہاتھ اس کی کمر پر رکھ کر اپنی آغوش میں بھرے مدھم مگر
لہجے میں انگاروں کی تپش لیے بولا تھا۔۔۔۔
وہ کبھی نا اس کی بات مانتا مگر وہ اس کے عشق کو آزما گئی تھی۔۔۔اور یہاں
آ کر ارباز عالم شاہ کے دل میں ہوک سی اٹھی تھی۔۔۔وجود میں جیسے لاوا امڈ
آیا تھا۔۔۔

آپ جو سمجھیں مگر آپ کو جانا ہے۔۔۔آپ میرے قریب آتے ہی۔مجھے "
اپنا آپ برا لگتا ہے۔۔۔مجھے لگتا ہے آپ کے ساتھ ناانصافی ہوئی"۔۔۔
حور عین شاہ یکدم لرزتی آواز میں بولی تھی۔۔۔۔وہ ارباز عالم شاہ کا ضبط آزما
رہی تھی اور بارہا بار آزما رہی تھی کہ اس کی اس بات پر مقابل کا تن من سلگ
اٹھا تھا۔۔۔۔اس نے آگ برساتی نظروں سے اپنی زندگی کی ضمانت کو
دیکھا تھا۔۔۔جو اس کے سینے سے لگی پھر سے ظالم کر رہی تھی۔۔۔

کیا یہ میری غلطی ہے کہ میں نے آپ کو دعاؤں میں۔مانگا۔۔۔اپنے سچے"
جزبات میں رب کی رضا چاہی۔۔۔
میں نے تو اپنی تڑپ بتائی تھی۔۔۔اور وہ تو شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں
۔۔۔میرے دل کی مردہ حالت پر رحم کیا ہے اس نے۔۔۔بخدا میں نے
آپ کو اس دُنیا میں آپ کی مرضی پر چھوڑ کر آپکا ساتھ جنت میں مانگا تھا۔۔۔
مگر آپ کے رشتے میں ناچاکی کی دعا کبھی نہیں کی تھی۔۔۔اگر آپ تیمور
کے کیے کی سزا مجھے دینا چاہتی ہیں تو مجھے قبول ہے۔۔۔آپ کا ہر ایک حکم سر
آنکھوں پر۔۔۔میں چلا جاؤں گا آپ سے دور۔۔۔مگر ایک بات ذہن نشین
کر لیں کہ آپ ہمیشہ میری رہیں گی۔۔۔اور میں آپ کو اپنے نام سے اپنی
ذات سے کبھی الگ نہیں کروں گا۔۔۔اور یہ بھی جان لیں کہ آپ کی جانب
سے اٹھا کوئی بھی ایسا قدم اور عمل جو آپ کو مجھ سے الگ کرنے کے لیے ہو یا

پھر آپ کا علیحدگی کا مطالبہ آپ کو ایک الگ شاہ سے ملوائے گا جس کا غضب برداشت کرنا آپ کے بس کی بات نا ہو گی"۔۔۔

خود سے دوری والی یہ آپ کی پہلی اور آخری بات ہے جو میں مان رہا ہوں"

۔۔۔گویا کہ عشق کا ثبوت دینے کے لیے اپنی زندگی پر کھیل رہا ہوں

۔۔۔اس ہجر کے امتحان کے بعد آپ پر مجھے وصل کے لمحات میسر کرنا واجب ہو گا۔۔۔اور تب آپکا کوئی بھی تردد قابل قبول نہیں ہو گا حور۔۔۔

ورنہ دوسری صورت آپ سب کچھ راکھ ہوتا دیکھیں گی اور آپ کو پچھتانے کا حق بھی نہیں ہو گا"۔۔۔

وہ اس کے بالوں پر لب رکھتا دھمکی دیتا جدا ہوا تھا۔۔۔۔اس کی پیاسی نظریں اس کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔۔۔

یہ اسکی دید کا لمحہ

عجب مجذوب لمحہ ہے

کہ آنکھیں ہجر وقتوں کا

سلگنا بھول جاتی ہیں

یہ پلکیں اسکو پانے پر

!! جھپکنا بھول جاتی ہیں۔۔۔۔

میری وفائیں آپ پر قرض رہیں گی۔۔۔آپ سے دوری کے ہر ایک لمحے کا"

حساب اب وصل کے لمحات میں بے باک ہو گا"۔۔۔۔

اس نے گھمبیر تاسر گوشی نما بولا کر شدت سے اس کے رخسار پر لب رکھے

تھے تو حور مسمرائز سی آنکھیں موند گئی تھی۔۔۔

وہ وارفتگی بھری نگاہوں سے اس کو دیکھ رہا تھا۔۔۔اس کی آنکھوں میں

ازیت کا موجزن آباد تھا۔۔۔

شاہ کا دل کر رہا تھا وہ اسے ابھی اپنا بنا ڈالے۔۔۔اس کے نے دل و دماغ وجود

اور روح پر اپنا اثر چھوڑ دے۔۔۔وہ اس میں سما جائے۔۔۔کہ اب جینا ممکن نا

تھا۔۔۔معاً حور کی قسم یاد آتے ہی اس کی آنکھیں جلنے لگیں تھیں۔۔۔تو رگوں میں بہتا فشار خون معمول سے بڑھ گیا تھا۔۔۔

"زادِ راہ دیں حور۔۔۔آپ سے بچھڑ کر ایک پل صدی کے برابر ہے اور میں نے کئی صدیاں بتانی ہیں ایسے میں مجھے کچھ تو پر سکون رکھے ورنہ میں آپ کی دی قسم بھول جاؤں گا حور۔۔۔اور مجھے روکنا آپ کے بس میں نا ہو گا"

۔۔۔۔

وہ گھمبیر تا بوجھل لہجے میں بولا تھا۔۔۔اس کی آواز نم تھی حور نے محسوس کر کے آنکھیں کھولیں تھیں۔۔۔۔

"مم مطلب"۔۔۔وہ الجھ کر بولی۔۔۔"

تو شاہ نے اسے جھٹکے سے کھینچ کر اپنے اور نزدیک کیا تھا اتنا کہ اس کی گرم سانسیں حور اپنے چہرے پر برداشت کرتی جلنے لگی تھی۔۔۔اس کا پر حدت

لمس۔۔۔جس میں الگ ہی سرور تھا۔۔۔وہ الجھی سے شاہ کو دیکھ رہی تھی

۔۔۔۔

تو شاہ ایک ہاتھ اس کی کمر میں گرفت مضبوط کرتے اسے جھٹکے سے کھینچ کر اپنے سینے سے لگائے دوسرا ہاتھ اس کے بالوں میں الجھائے آنکھوں میں جزبات میں اور وجود میں پیاس کا صحرا لیے وہ اس کے شنگرفی لبوں پر جھکتا اپنے عنابی لبوں میں قید کرتا حور کے حواس مختل کر گیا تھا۔۔۔کہ وہ اس کے لبوں پر سے قطرہ قطرہ اس کی سانسیں اپنے وجود میں انڈیلے اپنی پیاس بجھا رہا تھا کہ پھر اسے یہ مواقع بڑی مدت بعد میسر آنا تھا۔۔۔اور شاہ جی بھر کر خود کو سیراب کر لینا چاہتا تھا۔۔۔مگر وہ حور کی قربت میں اور تشنہ ہوتا جا رہا تھا۔۔۔تو شاہ کے دہکتے لبوں کا لمس محسوس کر کے حور اس کی زادِ راہ کا مطلب عمل میں جان کر روح تک اس کا آگ جیسا لمس محسوس کرتی تڑپ اٹھی تھی۔۔۔کہ وہ زور سے آنکھیں بند کیے اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں اس طرح جکڑ گئی تھی کہ شاہ کے سینے کے بال بھی اس کے ہاتھوں میں آ گئے

۔۔۔اور وہ دنیا سے بیگانہ اس کے لبوں کا امرت پیتا اپنے پیاسے اور تھے شوریدہ جزبات کو تقویت سی بخش گیا تھا۔۔۔ حور اس کے لیے کسی صحرا میں ٹوٹ کر برساتی بارش کی طرح تھی اور وہ اس بارش کا قطرہ قطرہ سینے میں جذب کرتا جا تھا۔۔۔ کئی لمحے یوں ہی گزر گئے تھے کہ آکسیجن کی کمی محسوس کر کے حور کا سانس پھولنے لگا تھا آنکھوں سے نمکین پانیوں کے موتی گالوں پر بکھرنے لگے تھے تو وجود اس کی دہکتی قربت میں پسینے سے شل ہو گیا تھا ۔۔۔اور آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھا گیا تھا۔۔۔اس سے پہلے کہ حور ہوش گنواتی شاہ اس کے لبوں کو چھوڑ کر اس کی گردن پر جھکتا اسے خود پر گرا کر کروٹ بدلتا وہ برسات کی گھٹا کی مانند اس پر چھا آیا تھا۔۔۔۔ کہ اس اچانک افتاد پر حور بھونچکا کر رہ گئی۔۔۔

کہ حور جس کی قید سانسوں کو آزادی ملی تھی دفعتاً ایک بار پھر سے سانسیں سینے میں دبنے لگیں تھیں۔۔۔۔ شاہ کے دست ولب کا سرسراتا لمس محسوس کر کے وہ بن جل مچھلی کی طرح تڑپ کر اس کی گردن کے گرد حصار

باندھ کر اسے زادراہ دیتی بکھرنے لگی تھی۔۔۔شاہ کا ایک ہاتھ بے باکی سے اس کی پشت پر رینگ رہا تھا تو دوسرا ہاتھ اس کے بالوں کی جڑیں سہلا رہا تھا اور لب اس کے کندھے سے نیچے مہر محبت ثبت کرتے حور کو سارے مطلب سمجھا کر اس کے ہوش ٹھکانے لگا کر ہوش گنوا گئے تھے۔۔۔۔

شاہ"۔۔۔حور کے لبوں سے بے اختیار مزاحمت میں اس کا نام نکلا تھا۔۔۔" کہ شاہ کی جنون خیزیوں میں گویا جادوئی طاقت سی بھر آئی تھی۔۔۔

شاہ کی جان۔۔۔۔آپ بہت ظالم ہیں"۔۔۔وہ اس کی گردن میں منہ " دیے سرگوشی نما بولا تھا۔۔۔حور اپنی گردن پر نمی محسوس کر کے ہق دق سی رہ گئی تھی۔۔۔وہ مضبوط شخص رو رہا تھا۔۔۔حور کے دل نے بیٹ مس کی تھی۔۔۔اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی وہ اپنی قسمت پر رشک کرے یا سوگ منائے۔۔۔۔

حور کے ہاتھ بے اختیار شاہ کے بالوں میں الجھے تھے۔۔۔تو اس کے ہاتھوں کا نازک لمس اپنے بالوں میں محسوس کر کے وہ اسے اور شدت سے خود میں بھینچ گیا تھا۔۔۔۔

آپ میری ہیں۔۔۔آپ پر سارے اختیار میرے ہیں یہ کبھی نہیں بھولنا"

۔۔۔میں اپنی ذات کی نفی ہر گز برداشت نہیں کروں گا"۔۔۔۔

وہ گھمبیر بوجھل آواز میں اسے اچھی طرح باور کرواتا اس کی شہ رگ پر دانتوں کے نشان چھوڑتا دور ہوتا بولا اس کے چہرے پر جھکتا جابجا نقوش چومتا حور کو بدحواس کر گیا تھا۔۔۔

اس کا دل سمندر میں اٹھتی لہروں کی مانند کبھی سست تو کبھی تیز دھڑک رہا تھا۔۔۔۔

ک کیا کر رہے"۔۔۔وہ اس کی داڑھی کی میٹھی چبھن اور ہونٹوں کے" سرسراتے لمس پر بمشکل بے ربطگی سے سے الٹا سیدھا بول گئی تھی۔۔۔معاً اپنے لفظوں کا ادراک ہوتے ہی وہ روہانسی ہوئی۔۔۔

توشاہ نے اس کی ٹھوڑی پر لب رکھ کر مخمور نظروں سے اسے دیکھا تھا۔۔۔

اگر ابھی بھی سمجھ نہیں آئی تو میں "۔۔۔وہ کچھ کہنے لگا تھا کہ حور لرزتی"

مخروطی انگلیاں اس کے لبوں پر رکھ گئ۔۔۔

توشاہ نے اس کی نرم و نازک انگلیوں کو لبوں سے چھوا تھا کہ حور نے جھٹکے

سے ہاتھ پیچھے کھینچا تھا۔۔۔اس کی تیز طراری پر وہ مبہم سا مسکرایا تھا اور حور

کو سمجھنے کا موقع دیے بغیر بڑی اچانک سے اس کے دل کے مقام پر جھکا

شدتیں بکھیرنے لگا تھا کہ حور سینے پر اس کی دیوانگی کی رمق پر یکدم سے لرز

اٹھی تھی۔۔۔

اس کا پر تپش لمس حور کی دھڑکنوں میں آگ سی بھر گیا تھا۔۔۔شاہ اس

کے دل کے مقام پر گہری چھاپ چھوڑے دور ہوا تھا۔۔۔اس کی خمار نظریں

اس کے قندھاری چہرے پر جمی تھیں۔۔۔جو اس کی قربت سے الجھی بکھری

سرخ پڑی اس کے رنگ میں رنگی لگ رہی تھی۔۔۔

لرزتے لب، کپکپاتا وجود، بکھری سانسیں، بکھرا سراپا شاہ پھر سے ضبط کھو کر جزبات میں تموج لیے اس کے سرخ خون چھلکانے لبوں پر قابض ہوتا حور کو مکمل طور پر بکھیر گیا تھا۔۔۔۔۔۔کہ حور اس کی دست ولب کی گستاخیوں سے نڈھال اس کی پناہ اس کے رحم و کرم پر پڑی تھی۔۔۔اور شاہ لمحہ بہ لمحہ بہکتا اس کی ذات میں گم ہوتا چلا جا رہا تھا اس کے ہاتھ حور کے وجود پر سرسرا رہے تھے۔۔۔لبوں کو آزادی بخشا وہ اس کی ٹھوڑی گردن پر جنونیت دیکھتا اس کی شرٹ کے گہرے گہرے میں جھکا گہرائیوں تک اپنی داڑھی کی چھین اور لبوں کا آتش زدہ لمس چھوڑ کر اس کو سرخ کرتا جنونیت کی داستان رقم کرتا چلا گیا تھا۔۔۔حور اس کے حصار میں۔اس کے نیچے دبی کپکپا رہی تھی۔۔۔آج جو وہ شاہ کا روپ دیکھ رہی تھی یہ برداشت کرنا اس کے بس میں نا تھا۔۔۔اس کے بدست ولب کی بے باکی اس کی جان لبوں پر لے آئیں تھیں۔۔۔۔

پلیز شاہ دور ہوں"۔۔۔وہ وحشت زدہ روتی ہوئی بولی تھی تو شاہ اس پر رحم" کھاتا اپنے جزبات کی طنابیں کھینچتا دور ہوا تھا۔۔۔تو حور گہرے گہرے سانس بھرتی اس کی ٹھوڑی پر ماتھا ٹکا کر شدتوں سے رودی تھی۔۔۔

اب کے واپسی ہوئی تو آپ میری دسترس میں میرے بیڈ روم میں ہوں گی" "۔۔۔وہ بوجھل آواز میں اسے باور کروا کر اپنی خوشبو اور روح میں اتر جانے والا احساس چھوڑ کر دور ا ہوا تھا اور ایک آخری بھرپور گہری نگاہ اس کے وجود پر ڈال کر سنجیدگی سے کمرے سے نکلتا چلا گیا تھا۔۔۔تو پیچھے وہ اس کی والہانہ جنونیت اور وارفتگیوں سے ٹوٹی بکھری تکیے میں منہ چھپا کر سسک پڑی تھی۔۔۔۔

عشق کب دعاؤں کا محتاج ہوتا ہے

عشق تو لاعلاج ہوتا ہے

عشق کے اپنے اصول ہوتے ہیں

عشق کا اپنا رواج ہوتا ہے

عشق جسموں کو سر نہیں کرتا

عشق کا ذہنوں ہے راج ہوتا ہے

عشق میں شاہ فقیر ہوتے ہیں

عشق کانٹوں کا تاج ہوتا ہے

عشق کی۔ کوئی حد نہیں ہوتی

عشق نا کل نا آج ہوتا ہے

عشق خود ہی ظلم کرتا ہے

عشق خود کہ احتجاج ہوتا ہے

تیرے بن جینا ہے ایسے

دل دھڑکانا ہو جیسے

یہ عشق ہے کیا دنیا کو

ہم سمجھائیں کیسے

آدلوں کی راہوں میں

ہم کچھ ایسا کر جائیں

اک دُوجے سے بچھڑے تو

ہم سانس لیے بن مر جائیں

او خدا بتا دے کیا لکیروں میں لکھا

ہم نے تو، ہم نے تو بس عشق ہے کیا

حور کے کمرے سے نکلنے کے بعد وہ اجلت بھرے انداز میں اپنے کمرے میں آیا تھا۔۔۔اور انٹر کام پر بخش چچا کو فوراً کمرے میں آنے کا حکم دیا تھا۔۔۔ اس کے چہرے پر بلا کی سنجیدگی تھی۔۔۔اور آنکھیں پہلے سے زیادہ سرخی کی لپیٹ میں تھی۔۔۔ بھینچے جبڑے اور تنی رگیں اس کے ضبط کا پتہ دے رہی

تھیں۔۔۔ابھی تو جی بھر کر اپنی محبوب بیوی کو دیکھا تک نہیں تھا اور وہ پھر سے اس کی سانسوں سے کھیل گئی تھی۔۔۔پہلے اسے اپنا بنانے کی تڑپ تھی ۔۔۔جب اپنا بنا لیا تھا تو جزبات میں وسعت آئی تھی۔۔۔اور دل بے قرار من مانیوں پر اترتا اس کو محسوس کرنے کے لیے تڑپ اٹھا تھا۔۔۔اور اب اسے محسوس کرنے کے بعد دور جانے پر تڑپ رہا تھا۔۔۔

شاہ کے دل میں آگ لگی تھی اور یہ آگ یہ اظطراری نا جانے کتنا عرصہ مقابل کو یونہی سلگائے رکھنی تھی۔۔۔

شاہ بالوں میں ہاتھ پھیر کر اندرونی خلفشار پر قابو پا کر

پاکٹ سے فون نکال کر اثنان کو ضروری میسج بھیجنے لگا تھا۔۔۔

وہ جلد از جلد یہاں سے جانا چاہتا تھا کہ اس پر ہر گزرتا منٹ بھاری پڑ رہا تھا ۔۔۔اور ممکن تھا کہ وہ مضبوط مرد اپنے قول سے پھر جاتا۔۔۔وہ حور کی چاہ میں اس کی چاہ بھول جاتا۔۔۔اور ایسا وہ کبھی نہیں چاہتا تھا اس کے لیے حور کی ہر بات کی اہمیت اپر تھی۔۔۔جو اس نے کہا تھا شاہ نے وہ کرنا تھا۔۔۔مگر اس

کے قرب میں گزرے وہ چند لمحے شاہ کو اپیل کر رہے تھے۔۔۔دل بغاوت پر اتر رہا تھا۔۔۔تو دماغ جنگ چھیڑ چکا تھا۔۔۔

اور اگر وہ رک گیا تو حور کی نظروں سے اپنا مقام کھو دے گا۔۔۔وہ اسے زبردستی تو پالے گا مگر حور کے دل کو رام نہیں کر سکے گا۔۔۔جبکہ وہ تو حور کی سانس سانس میں اپنا نام سننا چاہتا تھا۔۔۔وہ زبردستی پر قائل نہیں تھا۔۔۔اگر رب نے حور اس کی قسمت میں لکھ دی تھی تو اس کے دل میں بھی شاہ کی محبت ڈال دے گا۔۔۔وہ اپنے رب سے دعا کرے گا۔۔وہ حور کی محبت مانگے گا۔۔۔اسے یقین تھا اس کی کوئی دعا رد نہیں جائے گی۔۔۔حور شاہ کی محبت میں مبتلا ہو گی۔۔۔ضرور ہو گی۔۔۔اور پھر محبت کی ایک ناقابل فراموش کہانی شروع ہو گی۔۔۔

معاً اثنان کے جواب پر اس کے ماتھے پر بے شمار بل پڑے تھے۔۔۔

جب تک تیرے ساتھ بھابھی نہیں ان کی کمی مجھے پوری کرنے دے"

"۔۔۔سکرین پر لکھا جگمگا رہا تھا۔۔۔کہ اس نے لب بھینچے۔۔۔

تم میرا پیچھا نہیں چھوڑا سکتے کیا"۔۔۔شاہ نے اثنان کی بے دھڑک انکار پر"

آگ بگولہ ہوتے میسج ٹائپ کیا۔۔۔

نو نیور۔۔۔مانا کہ تم بیوی شدہ ہو چکے ہو مگر میں تمہیں کبھی نہیں چھوڑ"

سکتا۔۔۔قبر میں بھی مجھے ساتھ پاؤ گے۔۔۔میں زرا اپنی مسز ٹوبی سے

ملاقات کر لوں۔۔۔ایک لمبا عرصہ اس کے بغیر بیتانا ہے"۔۔۔

اس نے ریپلائی کیا تھا کہ شاہ کا دل کر رہا تھا اس کی گردن توڑ دے۔۔۔اس

نے سرد نظروں سے اس کے میسج کو گھور کر فون بیڈ پر پھینکا تھا اور ڈریسنگ

مرر کے سامنے آیا تھا۔۔۔شاہ نے ریسٹ واچ اتار کر ٹیبل پر رکھی تھی اور

پھر شرٹ کے بٹن کھول کر شرٹ تن سے جدا کی تھی۔۔۔اس کے سیکس

پیک کا حامل چٹانی مضبوط جسم واضح ہوا تھا۔۔۔کسرتی مضبوط بازو پر پینڈ تج کی ہوئی تھی جس پر اس دن گولی چھو کر گزری زخم کر گئی تھی۔۔۔

حور عین شاہ کی تکلیف کے سامنے شاہ کو اپنی تکلیف کچھ بھی نہیں لگ رہی

۔۔۔۔

اس کی نظریں اس شرٹ پر حور کے ہاتھ سے لگے خون پر جمی تھی۔۔۔۔

جب جب وہ اس کی شدت میں تڑپ کر اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں جکڑتی تھی۔۔۔تو اس کا خون اس کی گرے شرٹ پر لگتا تھا۔۔۔شاہ کے اندر اس کی طلب جوش مارنے لگی تھی کہ بڑی مشکل سے اس نے بے لگام جزبات کی طنابیں کھینچ کر ان پر قابو پا رکھا تھا۔۔۔۔شاہ نے گہرا سانس بھر کر اس شرٹ پر اس کے خون کے دھبوں پر لب رکھے تھے۔۔۔گویا حور کو چھوا تھا ۔۔۔اس کے رگوپے میں خون جوش مارنے لگا تھا۔۔۔شاہ نے لب بھینچے تھے۔۔۔وہ اپنے وجود پر اور اس وجود کے مالک پر بہت زیادہ ظلم کر چکی تھی

۔۔۔

بہت لاپرواہ ہیں آپ۔۔۔خود کو زخمی کر کے مجھے تکلیف دیتی ہیں"۔۔۔"

شاہ نے اس کی خوشبو اپنی شرٹ سے محسوس کرتے گہرا سانس بھر کر مبہم سا شکوہ کیا تھا۔۔۔

جس طرح ہم آپ کے ہیں نا
بخدا، کوئی کوئی ہوتا ہے کسی کا

کیا کوئی اتنا دیوانہ بھی ہو سکتا ہے۔۔۔کیا کوئی اس قدر بھی ٹوٹ کو چاہا سکتا) تھا۔۔۔ہاں وہ ارباز عالم شاہ تھا۔۔جو حور کے عشق میں ٹوٹ کر بکھرا تھا ۔۔۔اور پھر اس کی سچے احساسات کی بدولت وہ معجزے کے طور پر اس کے نصیب میں آئی تھی۔۔۔

اور حور شاہ کے لیے۔۔۔انعام، معجزہ، دعا، حیات، دل، دھڑکن، سانوں !! کی ضمانت، جینے کی وجہ تھی، مختصراً وہ شاہ کی عبادت تھی۔۔۔

شاہ نے اس سے سچی لگن لگائی تھی۔۔۔تو پوری کائنات ہی گویا اسے شاہ کو بنانے میں مجتہدی کوئی تھی۔۔۔

چیف، کمشنر، منسٹر، جنگل میں ملی فرشتہ صفت انسان اماں، دادا سائیں، عباس شاہ اور سب سے بڑھ کر اثنان ملک۔۔۔۔۔۔۔سب نے کتنے دعائیں مانگی تھی کہ حور شاہ کو مل جائے۔۔۔

تو وہیں ایک۔اور انسان۔۔۔۔جس کے توسط سے یہ ممکن ہوا تھا۔۔۔جو ان سب میں گمنام تھا۔۔۔وہ تھا تیمور شاہ۔۔۔۔جسے لگتا تھا کہ وہ اپنے شاہ سر سے زیادہ حور کو خوش نہیں رکھ پائے گا۔۔۔جسے اپنی محبت شاہ کے عشق کے سمندر میں ایک قطرہ لگی تھی)۔۔۔

عنقریب میں آپ کو خود میں اس قدر الجھا دوں گا کہ آپ یہ دنیا بھول" جائیں گی۔۔۔آپ چاہا کے بھی مجھے اپنے دل و دماغ سے نہیں نکال پائیں گی

۔۔۔میری باہیں آپ کی تمام تکلیفوں کا حل ہوں گی۔۔۔میری قربت آپ کے درد کی دوا ہو گی۔۔۔اور میری موجودگی آپ کی سانسوں کی روانگی ہو گی"۔۔۔

شاہ کے لبوں سے مدھم سرگوشی برآمد ہوئی تھی۔۔۔کہ اسی وقت بخش ملازم ہلکا سا دروازہ ناک کیے مؤدبانہ اندر آیا تھا۔۔۔

یہ شرٹ کلین کر کے میرے بیگ میں رکھ دیں"۔۔۔وہ بخش چاچا سے" مدھم بھاری آواز میں بولا تھا۔۔۔تو بخش بابا نے فوراً سے سر اثبات میں ہلائے شاہ کی شرٹ تھام لی تھی۔۔۔ارباز شاہ وہ شرٹ ساتھ لے کر جا رہا تھا کہ اس شرٹ کو حور نے چھوا تھا۔۔۔اور وہ شرٹ اس کے لیے نہایت قیمتی تھی۔۔۔جسے وہ اپنے قریب ترین رکھنا چاہتا تھا۔۔۔

کچھ دیر میں اسے نکلنا تھا معاً وقت کا احساس ہوتے ہی وہ بخش بابا سے اپنا ڈریس لے کر واشروم بند ہو گیا تھا۔۔۔صبح کی بھگ دوڑ کے بعد اسے گرم پانی سے شاور لینے کی اشد ضرورت محسوس ہو رہی تھی۔۔۔۔

وہ پچھلے پانچ منٹ سے بے قراری میں کھڑا سخت جھنجھلاہٹ زدہ طوبیٰ شاہ کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔

آج کا دن بہت مصروف گزرا تھا۔۔۔ کہ وہ صرف دور سے ہی اپنی حیات کو دیکھ کر آنکھیں ٹھنڈی کرتا رہا تھا جو آج بے پناہ حسین لگتی اس کے دل کے تاروں سے چھیڑ خانی کرتی اس کو خود میں قید کیے ہوئے تھی۔۔۔

اثنان نے چند پل ہی اسے جی بھر کر دیکھا تھا مگر جی کہا بھرتا تھا۔۔۔۔

شاہ کو اس کی محبت مل گئی تھی تو اثنان کی قسم بھی ٹوٹ چکی تھی۔۔۔ وہ طوبیٰ کو بنا لمحہ ضائع کیے اپنے نام سے جوڑ چکا ہوتا اگر تو حویلی کا ماحول سازگار ہوتا ۔۔۔ کہ پہلے ہی تیمور کے عمل کی وجہ سے اور حور کی حالت سے سب پریشان تھے ایسے حالات میں وہ اپنی طوبیٰ کو حاصل نہیں کر سکتا تھا کہ اسے

دھوم دھام سے اسے اپنی زیست کا مکیں بنانا تھا۔۔۔کہ ایک دنیا یاد رکھتی اثنان ملک کی شادی۔۔۔

وہ جو دادا سائیں کے ساتھ براجمان گفتگو کر رہا تھا کہ شاہ کا میسج ملتے ہی اس نے سرد سانس بھری تھی۔۔۔اور پھر طوبی شاہ کو کال پر ساری بات بتا کر جلد از جلد حویلی کی بیک سائیڈ آکر ملنے کا حکم دیا تھا۔۔۔

اثنان کے انگ انگ سے بیچینی صاف عیاں تھی۔۔۔کچھ دیر بعد وہ حویلی کے اندرونی عمارت کے پچھلے دروازے سے آتی دیکھائی دی۔۔۔۔

کہ اثنان جو اسی کے انتظار میں تھا کہ بے تاب نظروں سے طوبیٰ شاہ کو دیکھا ۔۔۔۔جو چہرے پر اداسی سجائے آرہی تھی۔۔۔

معاً اس کے بجھے بجھے سے چہرے کو دیکھ کر اثنان نے والہانہ اپنی باہیں کھولیں تھیں۔۔۔تو طوبی شاہ آنکھوں میں موٹے موٹے آنسوں لیے تڑپ کر اس کی باہوں میں آن سمائی اس کے سینے سے لگی تھی۔۔۔تو اثنان کو لگا تھا جیسے

دنیا بھر کا سکون اس کی باہوں میں سمٹ آیا ہو۔۔۔اس نے شدت سے طوبی شاہ کو خود میں بھینچا تھا۔۔۔

تو طوبی شاہ اس کے سینے میں چہرہ چھپائے شدتوں سے رو دی تھی۔۔۔ابھی تو سب ٹھیک ہوا تھا۔۔۔اب تو ان دونوں نے ملنا تھا کہ پھر سے دوری۔۔۔

طوبی اثنان کے جانے کا سن کر اداس ہوئی تھی اور اسے سامنے دیکھ کر وہ خود پر کنٹرول نا رکھ پاتے رو دی تھی۔۔۔اس کو اس طرح روتے دیکھ کر اثنان کی آنکھوں میں بھی نمی تر آئی تھی۔۔۔

ایک لمبی جدائی کی مسافت طے کرنی تھی دونوں نے۔۔اور وہ ایک دوسرے سے دور ہونے پر اندر ہی اندر گھٹ رہے تھے۔۔۔

طوبیٰ اثنان کی پشت پر ہاتھ باندھے اس کے سینے سے سر ٹکا کر ہچکیاں بھر رہی تھی اور اثنان ملک اس کو گھیرے میں لیے کھڑا اس کے دل کا بوجھ ہلکا ہونے دے رہا تھا۔۔۔

اثنان کی جان"۔۔۔کافی دیر رونے کے بعد بھی جب وہ چپ نا ہوئی تو"
اثنان ملک نے مشفقانہ انداز میں نہایت مدھم آواز سے مخاطب کیا تھا۔۔۔
ہمم"۔۔۔تو طوبی اس کی سرگوشی پر سسکیوں کے درمیان فقط اتنا ہی بول"
پائی۔۔۔

رو کیوں رہی ہے میری جان"۔۔۔اثنان ہولے ہولے اس کے بال"
سہلاتا ہنوز انداز میں بولا تو طوبی کا دکھ جیسے طوالت اختیار کر گیا تھا۔۔۔
اثنان آپ مت جائیں نا"۔۔۔وہ بھیگی آواز میں دکھی ہو کر بولی۔۔۔تو اس"
کی اس شدت محبت پر اثنان کے لبوں کے گوشوں میں مسکراہٹ بکھری تھی
۔۔۔۔

اوکے پھر میں آپ کے بھائی کو اکیلا چھوڑ دیتا۔۔۔"
حور بھابھی کی وجہ سے وہ پہلے ہی بہت طیش میں ہے۔۔وہاں جا کر خود سے
لاپرواہ ہو جائے گا۔۔۔پتا نہیں کتنی زندگیوں کو ختم کرے گا اور کتنوں کا

ٹارگٹ بنے گا"۔۔۔اثنان نے اس کے سر پر ٹھوڑی ٹکا کر مصنوعی لاپرواہی سے کہا تھا کہ طوبیٰ شاہ یکدم سے ہول اٹھی۔۔۔

نہیں نہیں اثنان آپ لالے کے ساتھ جائیں"۔۔۔طوبی شاہ یکدم سے" آنسوں روکے شاہ کی فکر میں ترت سے مانتی بولی تو اثنان کو اپنی معصوم بلی پر ڈھیروں پیار آیا تھا۔۔۔بے ساختہ اس نے طوبی کے سر پر لب رکھے تھے کہ وہ آنکھیں موند گئی۔۔۔جبھی اثنان بنا اسے سمجھنے کا موقع دیے ایک ہی جھٹکے سے طوبیٰ کو کھینچ کر دیوار سے پن کرتا دائیں بائیں دیوار پر ہاتھ رکھے اس کے انتہائی قریب کھڑا اسے اپنے حصار میں قید کر گیا تھا۔۔۔تو طوبی نے ہڑبڑا کر اسے دیکھا تھا۔۔۔اثنان کی آنکھوں میں اپنے لیے بے پناہ محبت دیکھ کر وہ دیوانہ وار اسے دیکھنے لگی تھی۔۔۔

دونوں اس وقت ایک دوسرے کی آنکھوں میں جھانکتے ایک دوسرے کے لیے محبت کا جہاں دیکھتے انتہائی قریب کھڑے تھے۔۔۔طوبیٰ شاہ کی آنکھوں میں پانی تیر رہا تھا اور اثنان کی آنکھوں میں ہلکی سی نمی تھی۔۔۔

دل تو کر رہا ہے ابھی دو بول پڑھوا کر اٹھا کر لے جاؤں آپ کو"۔۔۔ جبھی وہ" اس کے خوبصورت چہرے کو نظروں کے حصار میں لیے بوجھل آواز میں بولا تھا کہ طوبیٰ شاہ جھجھک کر نظریں جھکا گئی۔۔۔۔

آپ جلدی آنا اثنان"۔۔۔وہ ایک بار پھر سے سسکتی بولی۔۔۔۔"

آپ اس طرح روئیں گی تو میں کیسے جا پاؤں گا جان"۔۔۔۔ معاً وہ اس کے " رخسار کو ہلکا سا لبوں سے چھو کر بولا تو وہ اس کے لمس پر لرزتی دونوں ہاتھ اس کے سینے پر ٹکا کر آنکھیں موند گئی۔۔۔

تو اثنان کی نظریں اس کی ناک میں پہنی باریک سی نوزپن پر آن ٹھہری جو پوری آب وتاب سے چمکتی اس کے دل میں ادھم برپا کر گئی تھی۔۔۔ کہ دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر اس نے جھک کر اس نوزپن پر لب رکھے تھے تو اثنان کے لمس میں دیوانگی محسوس کر کے وہ اس کی شرٹ کو مٹھیوں میں دبا گئی

۔۔۔

اس کو چھونے کی دیر تھی کہ جبھی اس کے مزید قرب کی تمنا زور و شور سے جاگتی اثنان کے ضبط کے بندھ چٹخا گئی تھی کہ وہ والہانہ اس کے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھرے تشنہ لبوں سے اس پر جھکا تھا۔۔۔

میری جان"۔۔۔اثنان نے عقیدت بھرا بوسہ اس کی پیشانی پر دیا تھا۔۔۔"

تو طوبیٰ شاہ کی پلکوں میں لرزش پیدا ہوئی تھی۔۔۔

میری زندگی"۔۔۔اثنان نے لب اس کے بائیں آنکھ پر رکھے تھے۔۔۔ "

کہ طوبیٰ شاہ کی دھڑکنیں بری طرح منتشر ہوئی تھیں۔۔۔

میری روح"۔۔۔اب کے اس نے بائیں آنکھ پر لمس چھوڑا تھا۔۔۔تو طوبی" کے ہاتھوں میں پسینہ پھوٹ آیا تھا۔۔۔

میرا سکون"۔۔۔اثنان نے اس کی رخسار پر لب رکھے تھے کہ طوبی کو وجود" میں سرد لہریں سرائیت کرتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔

میرا وجود"۔۔۔اثنان اس کے بائیں گال پر تشنہ لب رکھے تھے تو طوبی کو " وجود سے جان نکلتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔

میری دھڑکن"۔۔۔اس نے بوجھل آواز میں کہتے اس کے لبوں کے قریب بوسہ دیا تھا تو اس کی داڑھی کی چُبھن جو پہلے ہی محسوس کرتی ہلکان ہو رہی تھی کہ اب طوبیٰ شاہ کا دل اچھل کر حلق میں آیا تھا۔۔۔

میری کل کائنات"۔۔۔اثنان نے اس کی ناک پر لب رکھے۔۔۔کہ طوبی" کہ سانسیں بکھرنے لگیں تھی۔۔۔

اس کے چہرے کی نقوش کو اپنے لمس سے مہکاتے اثنان نے اپنے سینے پر دھرے اس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں قید کیے ماتھا اس کی پیشانی سے ٹکایا تھا۔۔۔طوبیٰ اس کی بے باک گستاخیوں سے سرخ چہرہ لیے آنکھیں موندے گہرے گہرے سانس بھر رہی تھی اور اثنان ملک اپنے چہرے پر اس کی گہری نرم گرم سانسیں محسوس کرتا ان سانسوں کو کھینچ کر اپنے وجود میں میں اتار رہا تھا۔۔۔اور اثنان کس یہ عمل طوبیٰ شاہ کو مزید مجوب سا کر گیا تھا۔۔۔معاً وقت کا احساس ہوتے اثنان اس سے دور ہٹا تھا۔۔۔

میری بات سنیں جان"۔۔۔اثنان نے نرمی سے اس کی ٹھوڑی تھام کر"
چہرہ اپنے روبرو کیا تو طوبی نے لرزتی پلکوں کی باڑ اٹھا کر اسے دیکھا۔۔۔
ویسے تو میں جانتا ہوں کہ آپ میری فقط میری ہیں مگر مجھے کچھ باتیں کلئر"
کرنی ہیں جن پر عمل کرنا فرض ہے آپ پر گوٹ اٹ"۔۔۔وہ سنجیدگی سے
اس کی آنکھوں میں دیکھتا مدھم آواز میں بولا تھا تو طوبی نے سر اثبات میں ہلایا
۔۔۔جبھی اثنان نے اسے کھینچ کر اپنے مضبوط بازوؤں کے حلقے میں لیے ہاتھ
اس کی پشت پر باندھے تھے۔۔۔طوبی شاہ بھیگی سوالیہ نگاہوں سے اس خوبرو
جوان کو دیکھ رہی تھی جو یونانی دیوتاؤں کے شہزادے جیسا تھا۔۔۔وہی آن
بان۔۔وہی شخصیت۔۔۔اثنان ملک پر وقار بے انتہا خوبصورت مرد تھا۔۔۔
وہ یک ٹک سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔گویا اس کا چہرہ حفظ کر رہی تھی۔۔۔
آپ اس باسٹرڈ کے سامنے نہیں جائیں گی۔۔۔میں نہیں چاہتا کہ میرے'
علاوہ کوئی دیکھے آپ کو۔۔۔اور شہاب تو قطعی نہیں۔۔۔اس کی نظروں کی
غلیظگی سے واقف ہوں میں۔۔۔اور میں یہ برداشت نہیں کروں گا کہ میری

غیر موجودگی میں وہ میری امانت کو دیکھتا آنکھیں ٹھنڈی کرتا رہے۔۔۔ سمجھ آئی میری بات "۔۔۔!! اثنان نے اپنی سیاہ آنکھیں اس کی آنکھوں میں گاڑھے مدھم آواز میں تنبیہ کرتے آخر میں تعید چاہی۔۔۔ تو اثنان ملک کی دیوانگی اور اپنی حفاظت پر اس کی فکر مندی دیکھ کر دل جو پہلے ہی لے پر دھڑکنا بھول گیا تھا مزید پاگل ہوا اٹھا تھا۔۔۔

طوبیٰ نے اس کی آنکھوں میں تنبیہ دیکھ کر تیزی سے اثبات میں سر ہلایا ۔۔۔ تو اثنان اس کی تعبداری پر جی جان سے فدا ہوا اٹھا تھا۔۔۔

سانس میری۔۔۔ صرف وہی نہیں اس حویلی کے باقی ملازمین کے " سامنے جانے سے بھی اجتناب کرو گی۔۔۔ خود کو میری امانت سمجھ کر سینت سینت کر قدم رکھو گی۔۔۔ میری عزت کا اپنی جان سے بھی زیادہ خیال رکھو گی "۔۔۔؟! اثنان نے نثار ہوتے انداز میں مشفقانہ مزاجی سے اسے سمجھایا تو

وہ سدا کی دیوانی اپنے اثنان کے ہر حکم ہر قول پر سر ہلا کر اسے معتبر کر گئی تھی ۔۔۔کہ وہ جانتی تھی اثنان کس قدر پوزیسیو اور دیوانہ تھا اپنی طوبیٰ کا۔۔۔

مرشد سائیں۔۔۔جہاں بھی جائیں گی پہلے مجھ سے اجازت طلب کریں" گی"۔۔۔وہ اس کی ناک سے ناک مس کرتا اگلا حکم دے گیا۔۔۔وہ شاہ خاندان کی تھی اور اس ناطے اثنان طوبی کو مرشد سائیں کہتا تھا۔۔۔

جی"۔۔۔تو طوبیٰ اس کی گرم سانسوں کے تھپیڑے اپنے چہرے پر محسوس" کرتے اس کی گردن میں باہیں ڈالے مبہم سا بولی۔۔۔کہ اس کے عمل پر اثنان دلکشی سے مسکرا اٹھا۔۔اس کی روشن آنکھوں کی چمک دیدنی تھی ۔۔۔اثنان اس کی پشت کے گرد بازوؤں کا گھیرا بنائے کھڑا تھا اور طوبی اس کے حصار میں اس کی گردن میں باہیں ڈالی کھڑی تھی۔۔۔دونوں کے دل سے دعا نکلی تھی کہ وہ ایسے ہی ایک دوسرے کے حصار میں قید صدیاں بتا دیں۔۔۔

میری جانم۔۔۔اپنے دل میں اپنے دماغ میں اور ہر سانس کے ساتھ مجھے "
یاد رکھیں گی۔۔۔لمحہ بھر بھی مجھ سے غافل نہیں ہوں گی"۔۔۔جبھی وہ
ایک ہاتھ اس کی کمر میں حمائل کرتا دوسرے سے اس کے چہرے پر آئی شریر
لٹوں کو پیچھے کرتا مزید تحکمانہ گویا ہوا۔۔کہ طوبیٰ شاہ نے ہمیشہ کی طرح
تعبداری کا مظاہرہ کیا۔۔تو بے ساختہ اثنان کو خود پر رشک محسوس ہوا
تھا۔۔کہ اس نے شدت سے اس نازک وجود کو خود میں سمیٹا تھا۔۔۔

بہت شکریہ میری جان۔۔۔مجھے معتبر کرنے کے لیے۔۔۔میرے ہر حکم "
کو تسلیم کرنے کے لیے۔۔۔بخدا آپ اثنان ملک کو ہر گھڑی پہلے سے بڑھ کر
اپنا دیوانہ پائیں گی"۔۔۔
مجھ سے کبھی بدگمان مت ہونا طوبی۔۔۔ہم ایک نہایت اہم مشن پر جا "
رہے ہیں اس دوران ہمارے پرسنل فون آف بھی ہوا کریں گے۔۔تو دل

سے مت لگا کر بیٹھ جانا۔۔۔آپ پر فرض ہے کہ آپ مجھے ہر آدھے گھنٹے بعد کال کریں گی۔۔اور اگر بالفرض میں کال ریسیو نہیں کر پاتا تو آپ مجھے ٹیکسٹ کریں گی اور اپنی خیریت کی اطلاع دیں گی۔۔۔اس معاملے میں کوتاہی ہر گز برداشت نہیں کروں گا"۔۔۔وہ جھک کر اس کے رخسار پر لب رکھتا بولا تو طوبیٰ شاہ نے ڈبڈبائی نظروں سے دیکھا تھا۔۔۔گویا جانے کا وقت آچکا تھا۔۔۔

کس کریں جلدی پھر نکلتا ہوں میں"۔۔۔وہ اس کے آنسوں صاف کرتا" مسکرا کر عجلت سے بولا۔۔۔تو وہ روتی ہوئی لال ٹماٹر ہوتی چہرہ جھکا گئی۔۔۔

کوئی نہیں لیڈی۔۔۔اس کا حساب میں ہماری گولڈن نائٹ لوں گا"۔۔۔" اثنان نے بوجھل لہجے میں کہہ کر اس کے لبوں کو انگوٹھے سے چھوا تھا کہ طوبیٰ شاہ کے وجود میں برق رفتار سی دوڑ گئی۔۔۔

اجازت ہے"۔۔اثنان نے سنجیدگی سے جانے کی اجازت چاہی تو طوبیٰ شاہ" نے جھٹ سے سر اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔۔۔دونوں بے تابی سے ایک

دوسرے کو دیکھ رہے تھے۔۔۔طوبیٰ شاہ کے دل میں ہوک سی اٹھی تھی۔

۔۔وہ اپنے اثنان کی خواہش کو بے مول نہیں کر سکتی تھی۔۔۔

معاً طوبیٰ شاہ چھلکتی آنکھوں سے اسے دیکھتی پنجوں کے بل تھوڑا سا اپر ہوتی

لرزتے لب اس کی داڑھی پر رکھ گئی تو اس کے نرم لبوں کے لمس پر اثنان شاہ

کی سانسیں پل بھر تھم سی گئی تھیں۔۔۔اس خوبصورت اجازت دینے کے

انداز پر دل نے بیٹ مس کی تھی اور دھڑکنیں بے ہنگم

ہوئی تھیں۔۔۔

جبھی اثنان کو بوسہ دے کر وہ پیچھے ہوئی تھی اور سرخ مترنم آنکھوں سے

اسے دیکھا تھا جو اس کا نازک سرور بخش لمس محسوس کرتے سٹیچو بن گیا تھا

۔۔۔اثنان بنا پلک جھپکائے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

"میں مرتے دم تک آپ کی رہوں گی اثنان۔۔۔اس وجود سے سانسیں تو

نکل سکتی ہیں مگر آپ نہیں۔۔۔اپنا اور لالے کا بہت خیال رکھیے گا"۔۔۔

طوبیٰ شاہ مشکل آنسوں روکے مضبوطی سے بولی تھی۔۔۔

تو اثنان کی محویت ٹوٹی تھی کہ جبھی وہ تڑپتے دل سے اسے کھینچ کر سینے سے لگایا تھا۔۔۔چند لمحے اسے محسوس کرنے کے بعد وہ دور ہوا تھا۔۔۔

خیال رکھنا۔۔۔اللہ حافظ "۔۔۔۔وہ سنجیدہ آواز میں کہہ کر اس کا گال" تھپک کر پیچھے ہوا اور ایک غائر نظر ڈال کر مڑا تھا۔۔۔

تو اثنان کو جاتا دیکھ طوبیٰ شاہ کی آنکھوں سے آنسوں جھرنوں کی مانند جاری ہوتے ہیں۔۔۔

کچھ لمحوں بعد حویلی کی عمارت کے آخری سر پر پہنچ کر اثنان نے پلٹ کر اسے دیکھا تھا اور ہاتھ سے اندر جانے کا اشارہ کیا تھا تو وہ سر ہلاتی فوراً سے پچھلے دروازے سے اندر کی جانب بڑھ گئی۔۔۔اس کو اندر جاتے دیکھ کر اثنان ملک دل میں اٹھی تکلیف کو نظر انداز کیے پورچ میں کھڑی گاڑی کی جانب بڑھا۔۔۔۔

ارباز شاہ نے سب کو اپنے اہم کام پر جانے کا بتایا تھا۔۔۔اور کچھ عرصہ بعد آنے کا کہہ کر وہ سب سے ملتا حویلی سے باہر نکلا تھا۔۔۔کہ اس کے ساتھ باقی سب بھی باہر آئے تھے۔۔۔اثنان جو گاڑی کے پاس کھڑا تھا کہ آگے بڑھ کر وہ سب سے ملا تھا۔۔۔اور پھر سب سے الوداع کہہ کر ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی تھی۔۔۔ان کے کام کی نوعیت ہی ایسی تھی کہ روکا بھی نا جا سکتا تھا ۔۔۔جبکہ کچھ کچھ معاملے سے وہ سب باخوبی واقف تھے۔۔۔اس لیے کسی نے بھی شاہ سے تفصیل نا مانگی تھی اور انہیں دعاؤں کے حصار میں رخصت کیا تھا۔۔۔

شاہ جیسے ہی گاڑی میں بیٹھا تھا اثنان نے گاڑی اسٹارٹ کی تھی۔۔۔تو دروازے میں استادہ افراد نے اداس نظروں سے گاڑی میں بیٹھے ان دو شخصیت جو دیکھا تھا۔۔۔سب جانتے تھے کہ شاہ اب جلدی واپس نہیں آنے والا تھا۔۔۔۔

اثنان نے گاڑی حویلی کے ڈرائیووے پر منتقل کی تھی۔۔۔اور دیکھتے ہی دیکھتے چار پانچ گاڑیوں کا قافلہ حویلی کا گیٹ عبور کرتا چلا گیا۔۔۔۔

۔۔۔۔

سالک دہشت ناک لہجے میں بولا تھا۔۔۔کل کا واقع اس کی روح تک کو جھنجھوڑ کر رکھ گیا تھا۔۔۔

کل جیسے ہی وہ دعا کو کہہ کر مہندی پر جانے کے لیے نکلا تھا کہ اس کے کچھ دیر بعد ہی اس کے گھر پر حملہ ہوا تھا۔۔۔اور حملہ کرنے والے مار تھا کے آدمی تھے۔۔۔

وہ گارڈ کو زخمی کر کے دعا اور سالک کو مارنے کے لیے گھر کے اندرونی حصے میں آئے تھے۔۔۔کہ دعا کے لیے ہائیر کی دو نرسز اور دو ملازمہ جو لاونج میں بیٹھی تھی کہ یکدم سے لاؤنج میں آتے ان چھ نقاب پوش کو دیکھ کر حیرانگی سے اٹھ کھڑی ہوئی تھیں۔۔۔

جبھی انہوں نے ان سے دعا اور سالک کے بارے پوچھا تھا۔۔۔

وہ چاروں ڈر کر ایک دوسرے کی جانب دیکھ رہی تھی کہ دفعتاً ایک آدمی کی ہوائی فائرنگ پر وہ ہڑبڑا کر سالک اور دعا کے بارے سب بتا چکی تھیں کہ سالک باہر گیا تھا اور دعا کمرے میں تھی۔۔۔

ان کے بتانے کی دیر تھی کہ ان آدمیوں میں سے دو ان کو لیے باہر نکل آئے تھے اور باقی کمرے کی جانب بڑھے تھے۔۔۔

اس سے پہلے کہ وہ وہاں پہنچ پاتے عین اسی وقت فضا گولیوں کی تڑتڑاہٹ سے گونج چکی تھی۔۔۔اور وہ چھ آدمی جو دعا کو مارنے آئے تھے کہ یہ غیر متوقع صورتحال رونما دیکھ کر وہاں سے بھاگ نکلے تھے۔۔۔

کچھ دیر بعد سالک کے ساتھ کئی پولیس اہلکار گھر میں داخل ہوئے تھے اور ان چاروں ملازموں سے پوچھ گچھ کی تھی۔۔۔

سالک نے گھر کر خفیہ کیمرے لگا رکھے تھے گھرے سے نکلتے وقت اس نے فون پر کیمروں کا سسٹم آن کیے ڈیش بورڈ پر رکھ دیا تھا۔۔۔وہ شاہ حویلی سے بیس منٹ کی مسافت پر واقع تھا کہ جب اسے اپنے گھر کے باہر گیٹ پر کچھ غیر معمولی حرکت محسوس ہوئی تھی اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ نقاب پوش سامنے آتے اس گارڈ کو مار کر اندر داخل ہوئے تھے اور یہی وہ وقت تھا جب دعا کو

کھونے کا خوف اس کی رگوں ہے میں اترا اس کو لرزا کر رکھ گیا تھا کہ وہ گاڑی جھٹکے سے روک کر ریورس کرتا اپنے گھر کی جانب آیا تھا۔۔۔راستے میں ہی اس نے پولیس کو بھی اطلاع کر دی تھی۔۔۔

دعا کہاں ہے"۔۔۔اس نے غصے سے نرس سے پوچھا تھا۔۔۔"

سر وہ میڈم کمرے میں"۔۔۔نرس گھبرا کر بولی۔۔۔"

تو سالک بھاگ کر کمرے کی جانب آیا تھا سامنے ہی دعا کو بیڈ پر دیکھ کر اس کی جان میں جان آئی تھی۔۔۔اس نے شدت سے اسے باہوں میں بھر کر بے تحاشہ اس کے چہرے پر بوسے دے ڈالے تھے۔۔۔اپنی زندگی کو اپنی آنکھوں کے سامنے سہی سلامت دیکھ کر اس کی وجود میں جیسے روح لوٹی تھی ۔۔۔دعا کی ٹھیک طبیعت دیکھ کر وہ نیچے آیا تھا اور پولیس اہلکار کو کچھ ضروری ہدایات دی۔۔۔کہ چند منٹوں بعد ہی وہ دعا کو وہاں سے لے کر دوسری جگہ نکلا تھا۔۔۔)

سالک کل کا واقع یاد کرتا ایک ہاتھ میں اس کا ہاتھ پکڑے دوسرے سے اس کا گال سہلا رہا تھا۔۔۔

تبھی اسے فلیٹ میں بہت سے تیز تیز اٹھتے قدموں کی آواز آئی تھی۔۔۔کہ ۔سالک کی آنکھوں میں خون اتر آیا تھا۔۔۔

دعا میری دعا۔۔۔آپ نے ڈرنا نہیں میری جان۔۔۔میں ابھی آتا ہوں""" ۔۔۔معاً وہ جھک کر دعا کی گال پر لب رکھتا پھرتی سے دور ہوا تھا اور بیڈ کے سائیڈ ٹیبل کے ڈراسے اپنی دونوں گن نکال کر دروازے کی جانب بڑھا تھا

۔۔۔۔

سبطین شاہ کچھ دیر پہلے ہی اپنے والد داؤد شاہ کے ساتھ دربار پر لنگر تقسیم کر کے واپس آتا سیدھا اپنے کمرے میں آیا تھا۔۔۔کہ آج کا دن حویلی کے ہر فرد پر کافی بھاری گزرا تھا۔۔۔اپنے کمرے میں آکر وہ فریش ہو کر نکھرا نکھرا

سا چائے کی طلب میں کمرے سے باہر نکلا تھا۔۔۔کہ آج دن میں ہوئی غیر متوقع صورتحال نے انہیں بری طرح متاثر کیا تھا۔۔۔اور اب سبطین شاہ کو اپنی تازہ بنی بیگم کے ہاتھ کی چائے کی طلب کسی نشہ کی طرح ہو رہی تھی تو وہیں اس نئے رشتے میں منسلک ہو کر روباب شاہ کو اپنی بیوی کے روپ میں دیکھنے کے لیے جزبات الگ سے بھڑک رہے تھے۔۔۔اس کو دیکھنے اور چھونے کی تمنا سر توڑ کر جاگ اٹھی تھی۔۔۔

نکاح کے بعد سے وہ اس کا خون خشک کیے اس کو بری طرح اگنور کرتی سبطین شاہ کو غصے، دیوانگی اور جنون میں مبتلا کیے ہوئے تھی۔۔۔کہ روباب شاہ کا یہ روپ دیکھ کر سبطین شاہ کو اپنے دل سے اختیار ختم ہوتا محسوس ہوا تھا اور پھر اس کو ناپا کر دل اختیار سے باہر ہوتا دھڑکنے لگا تھا۔۔۔وہ سبطین شاہ پر بری طرح وار کرتی اس کے دل کو اپنا اسیر کر گئی تھی۔۔۔

اور سبطین شاہ جو کل اس کی محبت کو دھتکار چکا تھا آج خود اس کی جانب کھینچا چلا جا رہا تھا۔۔۔ہاں یہ سچ تھا وہ روباب سے محبت نہیں کرتا تھا اس نے

روباب کو اچھا دوست مانا تھا سمجھا تھا اور اسی طرح ٹریٹ بھی کیا تھا۔۔۔ مگر اسے محبت نہیں تھی دعا سے بھی نہیں وہ تو مشن کو حصہ تھی۔۔۔ پر اب روباب کے لیے وہ اپنے دل میں کچھ مختلف مگر خاص جزبہ محسوس کرنے لگا تھا۔۔۔ جو اس کے رگوں ہے میں سرور سا بھر دیتا تھا۔۔۔ ابھی بھی اس کو دیکھنے کی چاہ لیے اور اس کے ہاتھوں کی چائے کے ارادے سے وہ لمبا چوڑا کسرتی جسامت کا حامل بلیک شلوار قمیض میں بلا کا پر کشش دکھتا گھنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا زینے اترتا نیچے آیا ہی تھا کہ سامنے ہی وہ خوشبو میں بسی نکاح والے ڈریس میں ہی بائیں جانب سے آ رہی تھی۔۔۔ روباب کا رخ کیچن کی جانب تھا۔۔۔ اس کے ساتھ ملازمہ تھی جسے وہ دادی سائیں کے پرہیزی کھانا بنانے کی ہدایت دے رہی تھی۔۔۔ اس گھر میں نوکروں کی فوج تھی مگر حویلی کی عورتیں کوئی نا کوئی کام خود کرتی پائی جاتی تھیں۔۔۔ اور آج تو حویلی میں ویسے بھی کچھ مہمان رکے ہوئے تھے۔۔۔ بڑی عورتیں ساری حور کے

کمرے میں موجود تھیں اور باقی لڑکیاں ملازماؤں کے ساتھ کھانے کا انتظام سنبھالے ہوئی تھیں۔۔

روباب شاہ جو منہ دھیان چلی آرہی تھی کہ اپنے چہرے پر کسی کی نظروں کی تپش محسوس کر کے سر اٹھا کر سامنے دیکھا تو سبطین شاہ کو خود کی جانب تکتا پایا۔۔۔ مقابل کی آنکھوں میں کچھ تو تاثر تھا کہ روباب شاہ جی جان سے لرزتی فوراً سے نگاہیں جھکا گئی۔۔۔

ملازمہ بھی سبطین شاہ کو دیکھ چکی تھی کہ معاً وہ اس کے ہلکے سے اشارہ کرنے پر پھرتی سے رفو چکر ہوئی۔۔۔ تو روباب شاہ اس کی نظروں سے خائف کیچن کی جانب بڑھی۔۔۔

یہاں آؤ"۔۔۔ معاً اس کے چہرے کو بنا پلک جھپکائے دیکھتا وہ گھمبیر آواز" میں تحکمانہ گویا ہوا۔۔۔

تو روباب ایک نظر اس کے سنجیدہ چہرے کو دیکھ کر اس کا حکم سنا انسنا کرتی چھپاک سے کیچن میں بھاگ گئی۔۔۔کہ آج سبطین شاہ کے تیور سے اسے ڈر سا لگ رہا تھا۔۔۔جو صبح سے اسے اپنی گہری سبز آنکھوں کے حصار میں لیے ہوئے تھا۔۔۔

جبکہ دوسری طرف سبطین شاہ کو اپنی بات اور ذات کی نظر اندازی کو ئلوں پر گھسیٹ گئی تھی کہ پل میں اس کے چہرے پر غصہ عود آیا تھا۔۔۔بر محل وہ سبز آنکھوں میں طیش بھرے اس کا دماغ ٹھکانے لگانے کے لیے اس کے پیچھے کیچن میں گیا۔۔۔

کل بھی اس کے حکم کی نافرمانی کرتی وہ دندناتی پھر رہی تھی۔۔۔اور آج پھر وہ اس کو نظر انداز کرتی اپنے لیے ہی مصیبت بڑھا چکی تھی۔۔۔۔

وہ جو سبطین شاہ سے بچ کر کیچن میں آتی یکدم سے پر سکون ہوئی تھی گویا اس کے مطابق وہ سونیا اور نینا کو دیکھ کر یہاں تو بالکل نہیں آنے والا تھا۔۔مگر اس کی خام خیالی چند پلوں کی محتاج رہی تھی۔۔۔۔

بیٹا باہر جاؤ آپ لوگ "۔۔۔دفعتاً سبطین شاہ کی بھاری سرد آواز گونجی تھی"

تو روباب جو دل ہی دل میں اسے سلگا کر خوش ہو رہی تھی کہ اس کی آواز پر یکدم سے اچھل کر پیچھے دیکھا۔۔۔جہاں وہ اس سے چند قدم کی دوری پر کھڑا اسے کہر برساتی نظروں سے دیکھتا نینا اور سونیا سے گویا ہوا تھا۔۔۔تو دونوں نے بیک وقت سبطین شاہ کو دیکھا۔۔۔کہ اس کی نظروں کا تعاقب روباب کو دیکھ کر دونوں نے مسکراہٹ دبائی۔۔۔

وہ پہلے بھی سبطین شاہ اور روباب کی دوستی جانتی تھی اور روباب کی پسندیدگی سے بھی واقف تھی۔۔مگر یہ نہیں جانتی تھی کہ سبطین اسے پسند نہیں کرتا تھا اس کے مطابق یہ لو میرج والا لو نکاح تھا۔۔۔جبکہ سونیا جانتی تھی کہ سبطین اس سے محبت نہیں کرتا۔۔۔پر اس کا یوں آنا اور ان کو باہر جانے کا کہنا۔۔۔اس نے شریر نظروں سے روباب کو دیکھا تھا۔۔۔

لالے بھابھی سے ملنے کے لیے کیچن ملا تھا آپ کو"۔۔۔نینا فوراً سے سونیا کا"
ہاتھ پکڑ کر باہر جاتی شرارت سے بولی۔۔۔
تو وہ جو سبطین شاہ کو یہاں دیکھ کر سٹل سی ہوئی تھی معاً نینا لوگوں کو نکلتے دیکھ
وہ تیزی سے ان کے پیچھے بڑھی کہ بیچ راستے سبطین شاہ آن کھڑا ہوا۔۔۔
اس کا چوہے دان کیچن ہی ہے۔۔۔ویسے کہاں ہاتھ آتی ہے"۔۔۔تو"
سبطین نے سخت نظروں سے روباب کو گھورتے کہا۔۔۔
آل دا بیسٹ بھابھی"۔۔۔نینا اور سونیا کھلکھلاتی ہوئی باہر نکلتی کیچن کا"
دروازہ باہر سے بند کرتی چلی گئی۔۔۔
تو روباب کا دل گویا اچھل کر حلق میں آیا۔۔۔

راستہ چھوڑیں باہر جانا ہے مجھے"۔۔۔کیچن کا دروازہ بند ہوتا دیکھ اور"
سبطین کی سبز آنکھوں سے پھوٹتے شرارے دیکھ کر وہ خشک پڑتی سانسوں
سے بمشکل بولی۔۔۔اس کا دل اس کے تیور دیکھ کر کانپ اٹھا تھا۔۔۔

تو وہ جو پہلے ہی بپھرا کھڑا تھا کہ وہ اس کی بات کو اگنور کر کے یہاں چلی آئی تھی اور اب اس پر حکم چلا رہی تھی۔۔۔ جبکہ حکم تو اب صرف اس کا چلنا تھا ۔۔۔اس کی سانسوں پر اس کے وجود پر اس کے دل و دماغ اس کی سوچوں پر اس کی حکمرانی ہونی تھی۔۔۔

جبھی وہ سرخ چہرے سے طیش میں پنپتا جبڑے بھینچے ایک ہی جھٹکے میں اسے کھینچ کر دروازے کے ساتھ لگا کر اس کے ہاتھوں کو سر سے اپر دروازے سے پن کرتا اس کے بے انتہا نزدیک ہوا تھا۔۔۔ کہ وہ جو مقابل کی جانب سے اس افتاد کی توقع نا رکھتی تھی اس اچانک ہوئی کاروائی پر وہ بوکھلا سی گئی تھی تو کمر زور سے دروازے میں لگنے سے درد کی لہر سی اٹھی کہ اس نے نم نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔اس کی بے انتہا نزدیکی اور چہرے پر پڑتے اس کی گرم سانسوں کے تھپیڑے اسے ہوش بھلائے دے رہے تھے۔۔۔

جبکہ سبطین شاہ کے چہرے پر چٹانی تاثرات ہنوز درج تھے۔۔۔وہ آج ہی تو اس کی بیوی بنی تھی اور اس رشتے میں بندھنے کے بعد اس کے پہلے حکم پر ہی

وہ حکم عدولی کر گئی تھی۔۔۔کیا وہ نہیں جانتی تھی کہ اب وہ سبطین شاہ کی بیوی بن گئی تھی۔۔۔جو اس پر مکمل دسترس رکھتا تھا۔۔۔وہ اسے شرر بار نگاہوں سے گھورتا ایک ہاتھ میں اس کی دونوں کلائیاں جکڑے دوسرے ہاتھ سے اس کے سر پر ٹھہرا دوپٹہ کھینچ کر کیچن میں پڑے چھوٹے سے ڈائنگ ٹیبل کی کرسی پر پھینک گیا تھا۔۔۔تو روباب نے بڑی بڑی سیاہ آنکھیں پھیلائے اسے دیکھا تھا۔۔یکدم سے دھڑکنوں نے رفتار پکڑی تھی

یہ۔۔۔یہ کیا کر رہے"۔۔۔وہ بوکھلا ہوتے خود کو مقابل کی گرفت میں" پوری طرح قید دیکھ کر جھٹپٹا کر بولی جبکہ دل اس کے عمل سے ہول اٹھا تھا

کیا کہا تھا تم نے کہ؛اب یہ نکاح ہونا نا ہونا میرے لیے کوئی معنی نہیں رکھتا" نا میں اسے تسلیم کروں گی"۔۔۔رائٹ؟۔۔۔تو اب میں تمہیں معنی سمجھا

رہاہوں تاکہ تم تسلیم کرلو کہ میرا تم سے کتنا گہرا اور نزاکتوں سے پر رشتہ ہے"۔۔۔وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے سرد لہجے میں بولا تھا تو روباب شاہ کو مہندی کی رات ہوئی گفتگو یاد آئی تھی تو خوف اس کی آنکھوں میں سمٹ آیا تھا۔۔۔

مم میں نہیں مانتی۔۔۔وہ تو دادا سائیں نے۔۔۔آپ بھی تو"۔۔۔معاً وہ پھر" سے انکار کر کے مقابل کی ہستی پر وار کر گئی تھی۔۔۔سبطین شاہ نے لب بھینچے تھے۔۔۔یکدم سے وہ اس کے حد درجہ نزدیک ہوتا اپنا وزن اس کے نازک وجود پر ڈال کر رہا سہا فاصلہ بھی مٹا گیا تھا۔۔۔۔

میں تو مانتا ہوں۔۔۔کہ اب تم میری بیوی ہو اور اب میں تمہیں بھی" منواؤں گا"۔۔۔وہ اس آنکھوں میں آنکھیں گاڑھے گہرے لہجے میں بولا تھا

۔۔۔۔

تو روباب کے دل کی حالت عجیب ہوئی تھی۔۔۔وہ مقابل سے بے پناہ محبت کرتی تھی مگر اس کی قربت سہنے کی ہمت نا رکھتی تھی۔۔۔

کہ جبھی سبطین شاہ نے ہاتھ اس کے پہلو سے لپیٹ کر اسے اپنی جانب کھینچا تھا کہ ایک جھٹکے سے روباب اس کے سینے کا حصہ بنی تھی۔۔۔اپنے گہرے گلے اور ڈوپٹے سے بے نیاز سراپے میں اس کے سامنے وہ محجوب سی ہوئی تھی چہرہ بھاپ چھوڑنے لگا تھا۔۔۔اور جان تو تب ہوا ہوئی تھی جب اس کا رعنائیوں بھرا وجود اس کی چٹانی وجود سے ٹچ ہوتا اپنی نازکی کا احساس کروا گیا تھا۔۔۔جہاں روباب کے وجود میں برق رفتار سی سرائیت کر گئی تھی وہیں باس کا نازک وجود محسوس کر کے سبطین شاہ کے سرد جزبات میں جیسے آگ سے لگی تھی۔۔۔کہ سوئے جزبات انگڑائی لے کر بیدار ہوئے تھے۔۔۔تو ملکیت کا احساس سر چڑھ کر بولنے لگا تھا۔۔۔معاً اس کی وجود کی نازک اور نرمی کو مزید محسوس کرنے کے لیے اس نے اسے اور زیادہ خود میں بھینچا تھا ۔۔۔تو روباب کا وجود اس کے وجود میں گویا پیوست سا ہوا تھا۔۔۔وہ جو پہلے ہوئی سی تھی کہ سبطین شاہ کی مزید بے باکی اس کو کان کی لوؤں ہی پتھرائی تک سرخ کر گئی تھی۔۔۔تو چہرہ غصّے اور شرم سے تپنے لگا تھا۔۔۔

یہ کیا بدتمیزی ہے"۔۔۔معاً وہ خود کو چھڑوانے کی کوشش کرتی اپنی" خجالت مٹاتی بولی تھی۔۔۔

تو سبطین شاہ نے نہایت نزدیک سے اس کا خوبصورت چہرہ دیکھا تھا۔۔۔آج یہ چہرہ بھی اسے چاند سے حسین لگ رہا تھا۔۔۔نکاح کے رشتے میں بہت طاقت ہوتی ہے یہ سبطین شاہ تسلیم کر چکا تھا۔۔۔

اسے تم بدتمیزی کہہ رہی ہو"۔۔۔دفعتاً سبطین شاہ نے لفظ چباتے استفسار" کیا۔۔۔کہ دل و دماغ میں تو طوفان سا اٹھ کھڑا تھا کہ اسے اب اس کی قربت بدتمیزی لگ رہی تھی۔۔۔جبکہ وہ جو اس سے محبت کی دعوے دار تھی۔۔۔ تو اب یہ کترانہ، بیزاریت کیا تھی۔۔۔اس کا خون کھول اٹھا تھا۔۔۔

کیونکہ اسکے دل میں اس پھول بدن کو محسوس کرنے کی خواہش انگڑائی لے کر بیدار ہو چکی تھی۔۔۔اور وہ قربت کو بدتمیزی کہہ کر اس کا سکون غارت کر رہی تھی۔۔۔آیا تو وہ اس پر رعب جمانے تھا مگر اسے ابھی تک نکاح والے ڈریس میں اپنے لیے سجا سنورا دیکھ کر بہک سا گیا تھا۔۔۔رشتے کا خمار سر

چڑھ کر بولنے لگا تھا۔۔۔جو موتیے کی مہک میں لپٹی سبطین شاہ کو متزلزل کر گئی تھی۔۔۔اس کی آنکھیں جو کچھ دیر پہلے غصے سے سرخ تھی اب خمار سے سرخ پڑنے لگی تھیں۔۔۔اور پھر اسے رشتے کے معنی بھی تو سمجھانے تھے۔۔۔جس سے وہ دیدہ دلیری سے دوسری بار بھی انکار کر گئی تھی۔۔۔۔

تو کونسا ثواب ہے یہ"۔۔۔وہ اس کے حصار سے نکلنے کی تگودو کرتی طنزیہ" بولی۔۔۔اس کا لمس اس کی جان نکالنے کے درپر تھا۔۔۔اپر سے اس کی بے باک آنکھوں کی گستاخیاں جو استحقاق سے اس کی گردن سے نیچلے حصے کا طواف کرتی روباب شاہ کو سٹپٹانے پر مجبور کر گئی تھیں۔۔۔

!! تو تم چاہتی ہیں ثواب کا کام کروں"۔۔۔"

سبطین کی سرخ آنکھوں میں چمک ابھر کر معدوم ہوئی تھی دل پہلے ہی اس کو خود میں شامل کرنے کے لیے پاگل ہو رہا تھا مزید اس کا یہ نخرا ناز بھرا انداز ۔۔۔وہ نہیں جانتی تھی وہ ثواب کہہ کر اپنے ہی پیروں پر کلہاڑی مار گئی تھی ۔۔۔دفعتاً سبطین شاہ اس کے ہاتھوں کو چھوڑ کر اس کی نازک کمر کو دونوں

ہاتھوں میں تھام کر دباؤ بڑھا کر اسے مزید خود میں بھینچے مدھم گھمبیر آواز میں بولا تھا۔۔۔

وہ اپنی رعنائیوں سمیت دوپٹے کے بغیر اس کی باہوں میں کھڑی گھبراہٹ کا شکار ہوئی تھی۔۔۔اس کے ماتھے اور گردن پر پسینے کے قطرے نمودار ہو آئے تھے۔۔۔اس کے کلون کی مہک اور حدت بھرا ہاتھوں کا لمس اس کے ہوش اڑا رہا تھا۔۔۔اس پر مستزاد اس کا خود سے یوں جوڑنا روباب سراسیمگی کی کفیت میں مبتلا تھی۔۔۔چونکہ وہ جانتی تھی کہ اب مقابل کھڑا شخص اس کے پورپور پر حق رکھتا تھا۔۔۔جس سے وہ بے تحاشا محبت کرتی تھی آج وہ اس پر دسترس حاصل کر گیا تھا۔۔۔مگر جہاں دل خوش تھا وہیں گھبراہٹ اور دھڑکنوں میں ہنگامہ سا بھی بلا کا برپا تھا۔۔۔

بب بالکل بہت گناہ کر چکے "۔۔۔وہ لبوں پر زبان پھیرتی اس کے سینے پر " ہاتھ رکھ کر فاصلہ بنانے کی کوشش میں بولی۔۔۔۔جو کہ سبطین شاہ کی مرضی کے بغیر ناممکن تھی۔۔۔

مثلاً"۔۔۔تو سبطین نے ابرو اچکائی۔۔۔ گویا اپنے گناہ جاننے چاہے " حالانکہ کہ وہ اپنی بیوی کی بات اچھے سے سمجھ گیا تھا جو اسے دعا کا طعنہ دے گئی تھی۔۔

آپ بہتر جانتے ہیں "۔۔۔روباب لرزتی آواز میں روکھائی سے بولتی پر " زور مزاحمت کرنے لگی۔۔۔کہ اس جھٹپٹاہٹ میں اس کے جوڑے میں قید بالوں سے چند شریر لٹیں پھسلتی اس کے چہرے پر پہرادار بنی تھی۔۔۔وہ نازک اندام لڑکی اس کی باہوں میں بے بس پرندے کی طرح قید کھڑی پھڑ پھڑاتی سبطین شاہ کو بے انتہا حسین لگی تھی۔۔۔۔اور وہ شوق سے اس کو مچلتا دیکھ رہا تھا۔۔۔کیونکہ اب تو جزبات بدل گئے تھے احساسات بدل گئے

تھے۔۔۔کل تک جس سے نفرت کا اظہار کرتا تھا آج وہ رگوں میں دوڑنے لگی تھی۔۔۔۔

میرا انکار گناہ تھ۔۔۔۔اتو تمہاری محبت "۔۔۔؟؟ بے ساختہ سبطین شاہ" کے لبوں پر مسکراہٹ چھپ دکھلا کر غائب ہوئی تھی۔۔۔۔معاً اس نے ایبرو اچکا کر بڑے دلفریب انداز میں استفسار کیا تھا۔۔۔اس کا یہی انداز تو جان لیوا تھا جس پر روباب جی جان سے فدا ہوئی تھی۔۔۔جتنا وہ خوبصورت تھا اس سے بھی زیادہ خوبصورت اس کی ادائیں تھی۔۔۔وہ جتنا پیارا تھا اتنی ہی آگ کو لپیٹ میں لیے ہوئے تھا۔۔جس کو بس چاہے جانے کی خواہش کی جاسکتی تھی پانا ناممکن تھا۔۔۔اور اس ناول کی دیوانی نے اپنی محبت کو پالیا تھا ۔۔۔ہاں وہ روباب شاہ کو نہیں جلا سکتا تھا کہ صرف روباب شاہ تھی جو اپنے غصیلے جلاد صیّاد کو سنبھال سکتی تھی اور وہ صرف سبطین شاہ تھا جو اپنی دوست

پلس بیوی کی محبت کے جواب میں نفرت کا اظہار کر کے بھی اس پر حکومت کرنا چاہتا تھا۔۔۔

عشق عشق کا کھیل تھا اور بڑا جان لیوا مگر سرور بخش تھا۔۔۔ جس دن سبطین شاہ کو روباب شاہ سے محبت ہونی تھی بے مثال اور کمال غضب کی ہونی تھی۔۔۔۔

وہ بھی گناہ تھا"۔۔۔ دفعتاً روباب ناک سکیڑ کر بولی۔۔۔"

تو اس کی بات اور ادا پر سبطین شاہ کے لبوں پر کلر مسکراہٹ رقصاں ہوئی تھی

۔۔۔

کمال بیوی تھی۔۔۔ سبطین شاہ کو اسے تپا کر مزہ آ رہا تھا۔۔۔۔

اس نے روباب کو سبز نگاہوں کے حصار میں لیے بڑی اچانک سے باہوں میں بھر کر گود میں اٹھا لیا تھا۔۔۔ کہ اس افتاد پر روباب سٹپٹائی تھی۔۔۔ اور

تحیر زدہ نگاہوں سے اس کو دیکھا۔۔۔اس وقت وہ سہمی ہرنی لگ رہی تھی۔۔۔اور سبطین شاہ اسے ظالم شیر۔۔۔

کیا کر رہے چھوڑیں مجھے "۔۔۔مقابل کے تیوروں سے گھبرائی لجھائی وہ" حواس باختہ سی بولی تھی۔۔۔جبکہ وہ سنی انسنی کرتا اسے ٹیبل پر بیٹھا گیا تھا

۔۔۔۔

وہ خوبصورت شہزادہ گہری نظروں سے اپنی شہزادی کو دیکھ رہا تھا جس نے اس کی راتوں کی نیندیں چھین رکھی تھیں۔۔۔جو دھڑلے سے اس پر قابض ہوئی تھی۔۔۔کہ وہ اس کے معاملے میں بے اختیار ہوتا چلا گیا تھا۔۔۔

وہ اسے ٹیبل پر بیٹھا کر دائیں بائیں ہاتھ رکھے پر اشتیاق آمیز نظروں سے اسے اپنے دلائے گئے لباس میں دیکھ رہا تھا۔۔۔جو حد درجہ حسین لگ رہی تھی۔۔۔اس خوبصورت سانچے میں ڈھلا متناسب سراپا قیامت ڈھا رہا تھا ۔۔۔جو سبطین شاہ کے بھڑکے جزبات میں آگ پر تیل کا کام کر رہا تھا۔۔۔

سبطین کی۔ محویت دیکھ کر اس نے جلدی سے اترنا چاہا پر وہ اس کی کوشش ناکام بناتا اس پر جھک آیا تھا۔۔۔اس کی سرخ آنکھوں سے لپکتے تقاضے اس کی جان ہوا کر گئے تھے۔۔۔اس کی آنکھوں میں خمار دیکھ کر روباب کا دل سوکھے پتے کی مانند لرزنے لگا تھا۔۔۔

جاننا نہیں چاہو گی کہ کیا کرنے والا ہوں تمہارے ساتھ"۔۔۔جبھی وہ" اس کا جوڑا کھول کر بوجھل لہجے میں معنی خیزی سے بولا تھا کہ روباب نے لرزتی پلکوں کی باڑ اٹھا کر توحش زدہ نظروں سے اسے دیکھا تھا۔۔۔

نن نہیں مجھے جانا"۔۔۔وہ ٹیبل پر پیچھے سرکتی بولی تو وہ اتنی ہی تیزی سے" اس کو ٹانگ سے پکڑ کر اپنی جانب کھینچ گیا۔۔۔اس کے آنکھوں میں اتری خماری اور سرخی روباب کی جان نکال رہی تھی۔۔۔

ایسے کیسے جانے دوں۔۔۔ابھی تو تمہیں گناہ اور ثواب میں فرق بتانا ہے" ۔۔۔پرنسز"۔۔۔وہ اس پر مزید جھکتا بھاری آواز میں بولتا اس کے چھکے چھڑا گیا تھا۔۔۔

کہ روباب شاہ نے ملتجی نظروں سے سانس روک کر اس مضبوط شخص کو دیکھا تھا جو اس پر تسلط قائم کیے ہوئے تھا۔۔۔

نن نہیں مجھے کام ہے"۔۔۔وہ حواس باختہ سی بولی۔۔۔"

پہلے اپنے شوہر کو سنبھالو۔۔۔ تمہیں دیکھ کر جس کے ہوش اڑ چکے ہیں" اور جزبات بہک چکے ہیں"۔۔۔ جبھی سبطین شاہ بوجھل آواز میں بول کر اس کے لبوں پر گرفت جمانے لگا تھا کہ روباب جو آنکھیں پھاڑے اس سبز آنکھوں والے شہزادے کو دیکھ رہی تھی کہ یکدم سے ہوش کی دنیا میں آتی سر پیچھے کرتی اپنے لبوں کو اس کے لبوں سے دور کر گئی۔۔۔ تو اسکی یہ حرکت مقابل کے لبوں پر مسکان پھیلنے کی وجہ بنی تھی۔۔۔ وہ دونوں اس وقت ایک دوسرے کی آنکھوں میں جھانک رہے تھے۔۔۔ سبطین کی آنکھوں میں عجیب سا تاثر تھا جو روباب کی سیاہ آنکھوں کو اپنی کشش سے جکڑے ہوئے تھا ۔۔۔وہ ہنوز اسے دیکھتا تھوڑا اور جھکا تھا روباب اس سے بچنے کو سر پیچھے کر گئی ۔۔۔جبکہ سبطین شاہ اس کے لبوں پر فوکس لیے اتنا ہی اس کے قریب ہو رہا

تھا معاً وہ پوری طرح ٹیبل پر لیٹ سی گئی تھی۔۔۔کہ اپنی پوزیشن کا تدراک ہوتے ہی اس نے آنکھیں پھاڑے کر سبطین کو دیکھا جو گہری دلچسپی نظروں سے اس کو دیکھ رہا تھا۔۔۔کہ روباب ٹیبل پر لیٹی تھی اور سبطین شاہ اس کے اپر جھکا ہوا تھا۔۔۔

اس کا چہرہ اپنی دھڑکنوں کے بالکل قریب دیکھ کر روباب کو خطرے کی گھنٹیاں بجتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔

س سبطین آپ پیچھے یوں پلیز"۔۔۔وہ اس کا وزن خود پر محسوس کر کے" اس کے سینے پر ہاتھ رکھتی بمشکل بولی۔۔۔

مقابل کے سمجھانے سے پہلے ہی اس سے جڑے رشتے کے معنی بہت حد تک اسے سمجھ آ گئے تھے۔۔۔کہ وہ تڑپ اٹھی تھی اس کے آگے کا عمل سوچ کر ۔۔۔

تم نے مجھ سے محبت کر کے گناہ کیا ہے رائٹ۔۔۔تو اب اس گناہ کی سزا" کے طور پر میری قربت برداشت کرو"۔۔۔وہ سرد لہجے میں بول کر بڑی

اچانک اور شدت سے اس کے لبوں پر جھکا تھا کہ اپنے لبوں پر دہکتا لمس محسوس کر کے وہ لرز اٹھی تھی اور آنکھوں کی پتلیاں ساکت ہوئی تھیں

وہ پوری طرح اس پر دسترس حاصل کرتا خود کو سیراب کرتا روباب کو شاکڈ سا کر گیا تھا۔۔۔اس کی شدت پر اس نے اس کی قمیض کو مٹھیوں میں جکڑا تھا ۔۔۔مقابل کا لمس اس کے دل میں گھر قائم کرتا روباب شاہ کو پوری طرح خود میں الجھا کر اس کی محبت کو گویا بڑھاوا دے رہا تھا۔۔۔۔

روباب کو لگا تھا وہ اس پر چیخے گا چلائے گا۔۔۔مگر اس کا عمل اس کو ہفت و اقلیم کی سیر کروا گیا تھا۔۔۔۔اس کی دیوانگی اور جنون خیزی محسوس کرتی بے کل ہوا اٹھی تھی۔۔۔۔

اب تو ثواب کا کام کیا ہے"۔۔۔؟؟اس کے لبوں کا جام پی کر وہ شدت لٹاتا" دور ہوا اور انگوٹھے سے اس کے بھیگے لبوں کو لبوں کو چھو کر آنکھ ونک کرتا مدہوش آواز میں جتا کر بولا۔۔۔روباب کے لب محسوس کر کے اس پر

مدہوشی طاری ہوئی تھی۔۔۔اس کا دل پھر سے ان کو چھونے کے لیے ہمکنے لگا تھا۔۔۔

آپ کو شرم نہیں"۔۔۔معاً اس کی بات سمجھ آتے ہی وہ گہرے سانس" بھرتی بولی۔۔۔

یہ تو تمہیں مجھ سے پیار کرنے سے پہلے سوچنا چاہیے تھا"۔۔۔تو بدلے" میں سبطین شاہ اس کی شفاف گردن کو انگوٹھے سے سہلاتا بولا۔۔۔

تب تو آپ بہت شریف تھے"۔۔۔اس نے اس کے عمل کی جانب اشارہ" کرتے گویا جتایا۔۔۔جبکہ وجود اس کی بے باکی کے زیر اثر ٹھنڈا پڑنے لگا تھا

۔۔۔

تمہاری سنگت کا اثر ہے۔۔۔پیار محبت کر کے اور یوں بن سنور کر بگاڑ چکی" ہو مجھے"۔۔۔سبطین نے اس کی ناک پر لب رکھتے اس کی گستاخی بتائی۔۔۔

تواس کے انداز واطوار پر روباب کے دل نے بیٹ مس کی تھی۔۔۔وہ اس کا بن رہا تھا۔۔۔وہ اس کو چاہنے لگا تھا اس پر فوکس کرنے لگا تھا اس کا دل خوشی کے مارے ناچنے کا کر رہا تھا۔۔۔

میں نے تو شریف سمجھ کر محبت کی تھی"۔۔۔جبھی روباب مسکراہٹ" دبائے بولی جو کہ سبطین شاہ سے مخفی نہیں رہ سکی تھی۔۔۔

تواس کی شرارت سمجھ کر سبطین نے زبردست گھوری سے نوازا اور بڑی اچانک سے اس کی شرٹ شانے سے ہٹاتا وہاں لب رکھ گیا تھا۔۔۔اس کے آگ جیسے لمس پر روباب تڑپ سی اٹھی تھی۔۔۔سبطین شاہ ایک ہاتھ اس کی گردن کے پیچھے شرٹ کی ڈوریوں میں الجھائے دوسرا اس کی شرٹ کے اندر ڈالے بے باکی سے اس کے وجود کو چھوتا لبوں کو شانے اور گردن پر مس کرتا روباب شاہ کو پھر سے بے قرار کر گیا تھا۔۔۔کہ اس کی سانسیں بکھرنے لگی تھی۔۔۔دل سینے سے سر پٹخنے لگا تھا اور وجود میں سرد اور گرم لہریں

سرائیت کرنے لگی تھیں۔۔۔کچھ دیر بعد وہ اپنی منمانیاں کرتا اس کی گردن میں جھکا گہری سانسیں بھرتا دوراہوا تھا اور بہکی نگاہوں سے اسے دیکھا جو شکوہ کناں نظروں سے اسے دیکھتی سانسیں ہموار کر رہی تھی۔۔۔

یقین مانو بیوی۔۔۔تب میں واقعی بہت شریف تھا مگر اب مجھ سے شرافت" کی توقع رکھنا تمہاری بیوقوفی ہو گی۔۔کیونکہ اپنی بیوی کے لیے کوئی بھی شوہر شریف نہیں ہوتا۔۔اور تمہارے معاملے میں تو میں آخری لیول پر بے باک ملوں گا"۔۔۔وہ اس کی ٹھوڑی چوم کر گھمبیر آواز میں سرگوشی نما بولا۔۔۔تو اس کی باتوں اور لمس پر روباب دھڑکنیں شمار کرتی آنکھیں موند گئی۔۔۔

ویسے جلاد صیّاد کی قید میں آکر کیسا لگ رہا ہے"۔۔۔وہ اس کی بند آنکھوں پر" پھونک مارے دھیرے سے گویا ہوا۔۔۔

تو روباب نے یکدم سے سیاہ آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔۔۔

جس کے لبوں پر شرارتی مسکراہٹ تھی اور آنکھوں میں چمک تھی۔۔۔ برمحل روباب کے چہرے پر سنجیدگی در آئی تھی۔۔۔وہ اتنی جلدی اسے معاف نہیں کر سکتی تھی۔۔۔

ویسا ہی جو ایک قیدی پنچھی کو لگتا ہے"۔۔۔اس نے رک رک کر سانس لیتے لب کشائی کی۔۔۔

گڈ۔۔۔آئی لائک یور فیلنگز۔۔۔اسی طرح تم خود کو ہر پل ہر گھڑی یہی باور کرواؤ گی کہ تم سبطین شاہ کی قیدی ہو۔۔۔اب سے تمہاری آزادی ختم ہے ۔۔۔پرندہ تو اپنی مرضی سے سانس بھر لیتا ہے مگر تمہاری تو سانسیں بھی میری مرضی کی محتاج ہوں گی"۔۔۔وہ اس کا نچلا لب انگوٹھے سے چھو کر مسکاتی آواز میں بولا۔۔۔

اور کیا کیا آپ کی مرضی ہے"۔۔۔معاً روباب چڑ کر بولی۔۔۔سبطین شاہ" کا یہ انداز اس کی نازک جان پر بھاری ثابت ہو رہا تھا۔۔۔

اگر ابھی یہاں اس وقت میں نے تمہیں اپنی مرضی بتادی۔۔۔تو پھر تمہارا" کمرے تک جانا مشکل ہو جائے گا"۔۔۔وہ بے باکی کی حدوں کو چھوتا روباب شاہ کے کانوں سے دھواں نکال گیا تھا۔۔۔کہ اس کی معنی خیز بات پر روباب کا چہرہ سرخ انگارہ ہوا تھا۔۔۔۔

آپ لوفر"۔۔۔وہ یکدم سے اس کے سینے پر ہاتھ مارتی چلائی تو سبطین شاہ کا" قہقہہ برجستہ تھا۔۔۔

آپ کو زرا"۔۔۔۔وہ شرم سے چور لرزتی آواز میں بولی۔۔۔"

اششش۔۔۔میری بیوی گناہگار تم ہو۔۔۔کہ نکاح سے پہلے مجھ پر نظر" رکھی اور ابھی بھی میری عزت لوٹنا چاہتی ہو"۔۔۔سبطین شاہ نے اس کے لبوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش کرواتے ازلی انداز میں کہا۔۔۔وہ ہنوز اس کے نیچے پڑی تھی اور سبطین شاہ دھڑلے اور حق سے اس پر گھٹا کی مانند چھایا ہوا تھا۔۔۔۔

وٹ میں۔۔میں کب "۔۔۔اس کی بات پر اس کو کرنٹ لگا تھا۔۔۔"

جبھی سبطین نے آنکھوں سے اس کے ہاتھوں کی جانب اشارہ کیا جو اس سے باتوں کے دوران اس کے بٹنوں سے کھیلتی انہیں سارا کھول چکی تھی۔۔۔اور اب اس کے ہاتھوں کی انگلیاں نرمی سے اس کے سینے کو چھو رہی تھی تھیں

۔۔۔

معاً اس کا چٹانی مضبوط سینے پر اپنے ہاتھ دھرے دیکھ کر روباب نے کھسیانی ہوتے فوراً سے ہاتھ پیچھے کھینچے۔۔۔اور پھرتی سے کروٹ بدل کر اترنا چاہا ۔۔۔مگر وہ اتنی ہی تیزی سے اس کی کوشش ناکام بناتا اسی پوزیشن پر لے آتا پوری طرح اس کے وجود پر حاوی ہوتا روباب کو اپنے بوجھ تلے قید کر گیا تھا ۔۔۔وہ دونوں ایک۔دوسرے کے حد درجہ نزدیک تھے جبکہ سبطین کی۔ محویت دیکھ کر اس نے جلدی سے اترنا چاہا پر وہ اس کی کوشش ناکام بناتا اس پر جھک آیا تھا۔۔۔اس کی سرخ آنکھوں سے لپکتے تقاضے اس کی جان ہوا

کر گئے تھے۔۔۔اس کی آنکھوں میں خمار دیکھ کر روباب کا دل سوکھے پتے کی مانند لرزنے لگا تھا۔۔۔

جاننا نہیں چاہو گی کہ کیا کرنے والا ہوں تمہارے ساتھ "۔۔۔ جبھی وہ" اس کا جوڑا کھول کر بوجھل لہجے میں معنی خیزی سے بولا تھا کہ روباب نے لرزتی پلکوں کی باڑ اٹھا کر توحش زدہ نظروں سے اسے دیکھا تھا۔۔۔

نن نہیں مجھے جانا"۔۔۔وہ ٹیبل پر پیچھے سرکتی بولی تو وہ اتنی ہی تیزی سے" اس کو ٹانگ سے پکڑ کر اپنی جانب کھینچ گیا۔۔۔اس کے آنکھوں میں اتری خماری اور سرخی روباب کی جان نکال رہی تھی۔۔۔

ایسے کیسے جانے دوں۔۔۔ابھی تو تمہیں گناہ اور ثواب میں فرق بتانا ہے" ۔۔۔پرنسز"۔۔۔وہ اس پر مزید جھکتا بھاری آواز میں بولتا اس کے چھکے چھڑا گیا تھا۔۔۔

کہ روباب شاہ نے ملتجی نظروں سے سانس روک کر اس مضبوط شخص کو دیکھا تھا جو اس پر تسلط قائم کیے ہوئے تھا۔۔۔

نن نہیں مجھے کام ہے"۔۔۔وہ حواس باختہ سی بولی۔۔۔"

پہلے اپنے شوہر کو سنبھالو۔۔۔۔ تمہیں دیکھ کر جس کے ہوش اڑ چکے ہیں"

اور جزبات بہک چکے ہیں"۔۔۔ جبھی سبطین شاہ بوجھل آواز میں بول کر

اس کے لبوں پر گرفت جمانے لگا تھا کہ روباب جو آنکھیں پھاڑے اس سبز

آنکھوں والے شہزادے کو دیکھ رہی تھی کہ یکدم سے ہوش کی دنیا میں آتی

سر پیچھے کرتی اپنے لبوں کو اس کے لبوں سے دور کر گئی۔۔۔ تو اسکی یہ حرکت

مقابل کے لبوں پر مسکان پھیلنے کی وجہ بنی تھی۔۔۔ وہ دونوں اس وقت ایک

دوسرے کی آنکھوں میں جھانک رہے تھے۔۔۔ سبطین کی آنکھوں میں

عجیب سا تاثر تھا جو روباب کی سیاہ آنکھوں کو اپنی کشش سے جکڑے ہوئے تھا

۔۔۔وہ ہنوز اسے دیکھتا تھوڑا اور جھکا تھا روباب اس سے بچنے کو سر پیچھے کر گئی

۔۔۔جبکہ سبطین شاہ اس کے لبوں پر فوکس لیے اتنا ہی اس کے قریب ہو رہا

تھا معاً وہ پوری طرح ٹیبل پر لیٹ سی گئی تھی۔۔۔ کہ اپنی پوزیشن کا تدراک

ہوتے ہی اس نے آنکھیں پھاڑے کر سبطین کو دیکھا جو گہری دلچسپی نظروں

سے اس کو دیکھ رہا تھا۔۔۔کہ روباب ٹیبل پر لیٹی تھی اور سبطین شاہ اس کے اپر جھکا ہوا تھا۔۔۔

اس کا چہرہ اپنی دھڑکنوں کے بالکل قریب دیکھ کر روباب کو خطرے کی گھنٹیاں بجتی محسوس ہوئی تھی۔۔۔

س سبطین آپ پیچھے یوں پلیز"۔۔۔وہ اس کا وزن خود پر محسوس کر کے" اس کے سینے پر ہاتھ رکھتی بمشکل بولی۔۔۔

مقابل کے سمجھانے سے پہلے ہی اس سے جڑے رشتے کے معنی بہت حد تک اسے سمجھ آ گئے تھے۔۔۔کہ وہ تڑپ اٹھی تھی اس کے آگے کا عمل سوچ کر ۔۔۔

تم نے مجھ سے محبت کر کے گناہ کیا ہے رائٹ۔۔۔تو اب اس گناہ کی سزا" کے طور پر میری قربت برداشت کرو"۔۔۔وہ سرد لہجے میں بول کر بڑی اچانک اور شدت سے اس کے لبوں پر جھکا تھا کہ اپنے لبوں پر دہکتا لمس

محسوس کر کے وہ لرز اٹھی تھی اور آنکھوں کی پتلیاں ساکت ہوئی تھیں

وہ پوری طرح اس پر دسترس حاصل کرتا خود کو سیراب کرتا روباب کو شاکڈ سا کر گیا تھا۔۔۔اس کی شدت پر اس نے اس کی قمیض کو مٹھیوں میں جکڑا تھا ۔۔۔مقابل کا لمس اس کے دل میں گھر قائم کرتا روباب شاہ کو پوری طرح خود میں الجھا کر اس کی محبت کو گویا بڑھاوا دے رہا تھا۔۔۔۔

روباب کو لگا تھا وہ اس پر چیخے گا چلائے گا۔۔۔ مگر اس کا عمل اس کو ہفت و اقلیم کی سیر کروا گیا تھا۔۔۔اس کی دیوانگی اور جنون خیزی محسوس کرتی بے کل ہوا اٹھی تھی۔۔۔۔

اب تو ثواب کا کام کیا ہے"۔۔۔؟؟اس کے لبوں کا جام پی کر وہ شدت لٹاتا" دور ہوا اور انگوٹھے سے اس کے بھیگے لبوں کو لبوں کو چھو کر آنکھ ونک کرتا مدہوش آواز میں جتا کر بولا۔۔۔روباب کے لب محسوس کر کے اس پر

مدہوشی طاری ہوئی تھی۔۔۔اس کا دل پھر سے ان کو چھونے کے لیے ہمکنے لگا تھا۔۔۔

آپ کو شرم نہیں"۔۔۔معاً اس کی بات سمجھ آتے ہی وہ گہرے سانس" بھرتی بولی۔۔۔

یہ تو تمہیں مجھ سے پیار کرنے سے پہلے سوچنا چاہیے تھا"۔۔۔تو بدلے" میں سبطین شاہ اس کی شفاف گردن کو انگوٹھے سے سہلاتا بولا۔۔۔

تب تو آپ بہت شریف تھے"۔۔۔اس نے اس کے عمل کی جانب اشارہ" کرتے گویا جتایا۔۔۔جبکہ وجود اس کی بے باکی کے زیر اثر ٹھنڈا پڑنے لگا تھا

۔۔۔

تمہاری سنگت کا اثر ہے۔۔۔پیار محبت کر کے اور یوں بن سنور کر بگاڑ چکی" ہو مجھے"۔۔۔سبطین نے اس کی ناک پر لب رکھتے اس کی گستاخی بتائی۔۔۔

تواس کے انداز واطوار پر روباب کے دل نے بیٹ مس کی تھی۔۔۔وہ اس کا بن رہا تھا۔۔۔وہ اس کو چاہنے لگا تھا اس پر فوکس کرنے لگا تھا اس کا دل خوشی کے مارے ناچنے کا کر رہا تھا۔۔۔

میں نے تو شریف سمجھ کر محبت کی تھی"۔۔۔جبھی روباب مسکراہٹ" دبائے بولی جو کہ سبطین شاہ سے مخفی نہیں رہ سکی تھی۔۔۔

تواس کی شرارت سمجھ کر سبطین نے زبردست گھوری سے نوازا اور بڑی اچانک سے اس کی شرٹ شانے سے ہٹاتا وہاں لب رکھ گیا تھا۔۔۔اس کے آگ جیسے لمس پر روباب تڑپ سی اٹھی تھی۔۔۔سبطین شاہ ایک ہاتھ اس کی گردن کے پیچھے شرٹ کی ڈوریوں میں الجھائے دوسرا اس کی شرٹ کے اندر ڈالے بے باکی سے اس کے وجود کو چھوتا لبوں کو شانے اور گردن پر مس کرتا روباب شاہ کو پھر سے بے قرار کر گیا تھا۔۔۔کہ اس کی سانسیں بکھرنے لگی تھی۔۔۔دل سینے سے سر پٹخنے لگا تھا اور وجود میں سرد اور گرم لہریں

سرائیت کرنے لگی تھیں۔۔۔کچھ دیر بعد وہ اپنی منمانیاں کرتا اس کی گردن میں جھکا گہری سانسیں بھرتا دوراہوا تھا اور بہکی نگاہوں سے اسے دیکھا جو شکوہ کناں نظروں سے اسے دیکھتی سانسیں ہموار کر رہی تھی۔۔۔

یقین مانو بیوی۔۔۔تب میں واقعی بہت شریف تھا مگر اب مجھ سے شرافت" کی توقع رکھنا تمہاری بیوقوفی ہو گی۔۔کیونکہ اپنی بیوی کے لیے کوئی بھی شوہر شریف نہیں ہوتا۔۔اور تمہارے معاملے میں تو میں آخری لیول پر بے باک ملوں گا"۔۔۔وہ اس کی ٹھوڑی چوم کر گھمبیر آواز میں سرگوشی نما بولا۔۔۔تو اس کی باتوں اور لمس پر روباب دھڑکنیں شمار کرتی آنکھیں موند گئی۔۔۔

ویسے جلاد صیّاد کی قید میں آکر کیسا لگ رہا ہے"۔۔۔وہ اس کی بند آنکھوں پر" پھونک مارے دھیرے سے گویا ہوا۔۔۔

تو روباب نے یکدم سے سیاہ آنکھیں کھول کر اسے دیکھا۔۔۔

جس کے لبوں پر شرارتی مسکراہٹ تھی اور آنکھوں میں چمک تھی۔۔۔ برمحل روباب کے چہرے پر سنجیدگی در آئی تھی۔۔۔وہ اتنی جلدی اسے معاف نہیں کر سکتی تھی۔۔۔

ویسا ہی جو ایک قیدی پنچھی کو لگتا ہے"۔۔۔اس نے رک رک کر سانس لیتے لب کشائی کی۔۔۔

گڈ۔۔۔آئی لائک یور فیلنگز۔۔۔اسی طرح تم خود کو ہر پل ہر گھڑی یہی باور کرواؤ گی کہ تم سبطین شاہ کی قیدی ہو۔۔۔اب سے تمہاری آزادی ختم ہے ۔۔۔پرندہ تو اپنی مرضی سے سانس بھر لیتا ہے مگر تمہاری تو سانسیں بھی میری مرضی کی محتاج ہوں گی"۔۔۔وہ اس کا نچلا لب انگوٹھے سے چھو کر مسکاتی آواز میں بولا۔۔۔

اور کیا کیا آپ کی مرضی ہے"۔۔۔معاً روباب چڑ کر بولی۔۔۔سبطین شاہ" کا یہ انداز اس کی نازک جان پر بھاری ثابت ہو رہا تھا۔۔۔

اگر ابھی یہاں اس وقت میں نے تمہیں اپنی مرضی بتادی۔۔۔تو پھر تمہارا" کمرے تک جانا مشکل ہو جائے گا"۔۔۔وہ بے باکی کی حدوں کو چھوتا روباب شاہ کے کانوں سے دھواں نکال گیا تھا۔۔۔کہ اس کی معنی خیز بات پر روباب کا چہرہ سرخ انگارہ ہوا تھا۔۔۔۔

آپ لوفر"۔۔۔وہ یکدم سے اس کے سینے پر ہاتھ مارتی چلائی تو سبطین شاہ کا" قہقہہ برجستہ تھا۔۔۔

آپ کو زرا"۔۔۔۔وہ شرم سے چور لرزتی آواز میں بولی۔۔۔"

اششش۔۔۔میری بیوی گناہگار تم ہو۔۔۔کہ نکاح سے پہلے مجھ پر نظر" رکھی اور ابھی بھی میری عزت لوٹنا چاہتی ہو"۔۔۔ سبطین شاہ نے اس کے لبوں پر انگلی رکھ کر اسے خاموش کرواتے ازلی انداز میں کہا۔۔۔وہ ہنوز اس کے نیچے پڑی تھی اور سبطین شاہ دھڑلے اور حق سے اس پر گھٹا کی مانند چھایا ہوا تھا۔۔۔۔

وٹ میں۔۔میں کب "۔۔۔اس کی بات پر اس کو کرنٹ لگا تھا۔۔۔"

جبھی سبطین نے آنکھوں سے اس کے ہاتھوں کی جانب اشارہ کیا جو اس سے باتوں کے دوران اس کے بٹنوں سے کھیلتی انہیں سارا کھول چکی تھی۔۔۔اور اب اس کے ہاتھوں کی انگلیاں نرمی سے اس کے سینے کو چھو رہی تھی تھیں

۔۔۔

معاً اس کا چٹانی مضبوط سینے پر اپنے ہاتھ دھرے دیکھ کر روباب نے کھسیانی ہوتے فوراً سے ہاتھ پیچھے کھینچے۔۔۔اور پھرتی سے کروٹ بدل کر اترنا چاہا ۔۔۔مگر وہ اتنی ہی تیزی سے اس کی کوشش ناکام بناتا اسی پوزیشن پر لے آتا پوری طرح اس کے وجود پر حاوی ہوتا روباب کو اپنے بوجھ تلے قید کر گیا تھا ۔۔۔وہ دونوں ایک۔دوسرے کے حد درجہ نزدیک تھے جبکہ ان کی ٹانگیں ٹیبل سے نیچے تھی۔۔۔۔جن کو سبطین شاہ اپنی ٹانگوں میں لاک کر گیا تھا

۔۔۔۔

یہ تم مجھے ناز نخرے دیکھا کر کیا ثابت کرنا چاہتی ہو کہ تم پر زور زبردستی" ہوئی ہے۔۔۔ جبکہ مجھ سے نکاح تمہاری ہی خواہش تھی"۔۔۔وہ بھڑک اٹھا تھا اس کی مزاحمت پر۔۔۔یکدم سے چہرے پر چٹانی تاثرات چھا آئے تھے ۔۔۔کہ روباب تو پہلے ہی اس کے غصے سے خوف کھاتی تھی اب اس کی ذرا سی ڈانٹ پر سہم سی گئی تھی۔۔۔

اس کو ٹکر ٹکر خود کو دیکھتا پا کر اسے کل رات والی اس کی جانب سے حکم عدولی یاد آئی تھی۔۔۔

تمہیں میں نے کل کیا کیا تھا کہ چینج کرو تو کیوں نہیں کیا تھا"۔۔۔وہ اب" سخت نظروں سے اس کو گھور کر دبی دبی آواز میں چلایا تو روباب اس کے حصار میں یکدم سے ہڑبڑائی تھی۔۔۔

مم میں نہیں وہ"۔۔اس کی آواز لڑکھڑا گئی تھی۔۔۔۔"

کیا وہ"۔۔۔ سبطین شاہ اس کے چہرے پر آئے پسینے کے قطرے دیکھ کر"
ہنوز انداز میں بولا۔۔۔جب سے روباب نے اقرار محبت کیا تھا تب سے
روباب کو خوف زدہ کرنا اس کا مشغلہ سا بن گیا تھا۔۔۔
مجھے بڑی مما نے منع کیا تھا"۔۔۔وہ پلکیں جھپک جھپک کر معصومیت سے"
بولی۔۔۔
تمہارے لیے میری بات کی اہمیت ہونی چاہیے۔۔۔پر نہیں تمہیں تو اس"
لباس میں بن سنور کر میرے سینے میں اپنے لیے جزبات ابھارنے تھے۔۔۔
مجھے رام کرنے کے لی یہ جتن کر رہی تھی"۔۔۔اس نے نیچی آواز میں
غراتے ہاتھ بڑھا کر اس کے چہرے پر بوسہ دیتی ان لٹوں کو دور کیا تھا۔۔۔
یہ آپ"۔۔۔تو اس کی بات پر وہ تڑپ اٹھی تھی۔۔۔جبکہ سبطین شاہ تو"
اس کے روپ سلوپ کو دیکھ کر پاگل ہوتا اسے فقط تنگ کر رہا تھا۔۔۔
اوں ہوں۔۔۔۔خاموش رہو۔۔۔تمہارے سب حربے جانتا ہوں میں"
۔۔جب تمہیں پتا چلا کہ تمہارا روپ اس چار دیواری میں میرے لیے سکون

بخش ثابت ہو رہا ہے تو تم میری ازیت کا سماں بننے کے لیے میری بات کی نفی کرتی ایسے ہی باہر نکل گئی"۔۔۔

وہ رسانیت سے گویا ہوتا اس پر جھکا اس کے نچلے لب کو اپنے دانتوں کی سخت گرفت میں لیتا سختی سے کٹ لگایا تھا کہ اس کے میٹھے ظلم پر روباب کے منہ سے سسکی سی برآمد ہوئی تھی۔۔۔اس کے لب پر خون کی ننھی سے بوند تر آئی تھی۔۔۔جسے وہ جھک کر پیتا اس کے لبوں پر اپنے لب مسلتا اس کو پھر سے تڑپا گیا تھا۔۔۔معاً اس کی داڑھی مونچھوں کی چبھن سے ایک بار پھر سے اس کے منہ سے سسکی نکلی تھی۔۔۔تو وہ اس کی سسکی میں مزید بہکتا اس کے لبوں کو چھوڑ کر بڑے حق سے اس کے گہرے گلے پر جھکتا وہاں لب رکھتا اس کو ہولا کر رکھ گیا تھا۔۔۔کہ اس بے باکی کے مظاہرے پر روباب کو عصاب سن پڑتے محسوس ہوئے تھے اور دل گویا پورے وجود میں دھڑکتا محسوس ہوا تھا۔۔۔

یہ کیا کر رہے آپ"۔۔۔دفعتاً وہ اس کے شانوں پر ہاتھ رکھ کر خود سے دور کرنے کی کوشش کرتی بے ہنگم سانسوں کے مابین بولی۔۔۔

سزا دے رہا ہوں۔۔۔تاکہ اگلی بار تم اپنی سوچ پر عمل کرنے سے پہلے یہ سزا یاد رکھو۔۔۔کہ میرا ہر حکم تمہارے حق میں بہتر ہے۔۔۔اور انکار تمہارے نازک وجود کے لیے جان لیوا"۔۔۔

وہ اس کے گلے میں جھکا گہرے سانس بھرتا پر تپش گھمبیر آواز میں بول کر اپنی داڑھی اور مونچھوں کی چبھن چھوڑتا جا بجا اس کی گردن کے نچلے حصے کو اپنے لمس سے مہکاتا رباب شاہ کو ادھ مرا سا کر گیا تھا۔۔۔کہ اس کی ناقابل برداشت قربت میں وہ خود کو بھولنے لگی تھی۔۔۔حواس مختل ہوئے تھے ۔۔۔دھڑکنوں کی بازگشت کانوں میں دھک دھک بجنے لگی تھی۔۔۔اور سانسیں سینے میں دبنے لگی تھیں۔۔۔

جبکہ وہ اس کے وجود پر دسترس جمائے بپھرے جزبات کی طغیانی میں مسرور سا اس کی گردن سے اپر نیچے اپنی جنون خیزیوں کی داستان رقم کرتا اسے

آئندہ کے لیے آگاہ اور محتاط رہنے کا اشارہ دیتا اپنی تشنگی مٹا رہا تھا۔۔۔کچھ نازک لمحوں بعد وہ اپنی تشنگی پوری کرتا اس کی گردن کو سرخ کیے اپنی قربت و جنون کے نشان چھوڑ کر دور ہوا اور والہانہ نظروں سے اپنی بے بس پڑی بیوی کو دیکھا۔۔۔

ویسے مجھے تسخیر کرنے کا طریقہ سہی چنا ہے تم"۔۔۔اس نے اس کے ماتھے پر لب رکھ کر سنجیدگی سے کہا تو روباب نے استفہامیہ نگاہوں سے دیکھ کر گویا اس کی بات کا پس منظر جاننا چاہا۔۔۔

محبت نا سہی مگر خود کی عادت ڈلوا دی ہے تم نے۔۔۔"
کہ ایسے تو میں تڑپ کر تمہارے پاس آؤں گا اور دیکھو آج میں تمہارے بے انتہا قریب ہوں"۔۔۔وہ اس کے سرخ عارض پر لب رکھتا گویا ہوا۔۔۔

کسی زمانے ہم دوست تھے۔۔۔آج تم مجھے شوہر بنا چکی ہو"۔۔۔جبھی وہ" اسکے پہلوؤں کو مٹھی میں بھر کر دھیرے سے بولا۔۔۔جبکہ روباب بغیر کچھ کہے اسے دیکھ رہی تھی اس کی ساری ہمت تو وہ شخص ہوا کر چکا تھا۔۔۔

اور جزبات میں شوہر کتنا خطرناک ہوتا ہے یہ تم اب دیکھو گی۔۔۔اور" برداشت کرو گی میری شدتیں"۔۔۔وہ سرگوشی نما بولا کر اس کے شانے پر جھکا وہاں لبوں کا جھلستا لمس چھوڑتا روباب شاہ کو پزل سا کر گیا تھا۔۔۔حواس تو پہلے ہی ساتھ چھوڑ گئے تھے وجود میں بھی طاقت نا رہی تھی۔۔۔

اور اس وقت تمہیں دیکھ کر میرے اندر کا شوہر جاگ چکا ہے اور میرے" جزبات بے لگام ہو چکے ہیں۔۔۔تو سوچو اس وقت میں تمہارے لیے کتنا خطرناک ہوں گا جب تمہارا اور اپنا وجود ایک کروں گا"۔۔۔اس کے لب پھسلتے نیچے کا رخ کرتے روباب شاہ کی آنکھوں میں آنسوں بھر گئے۔۔۔وہ جتنا سختی سے بات کر رہا تھا اتنا ہی احتیاط سے اسے چھو رہا تھا مگر اس کا آگ

برساتا لمس برداشت کرنا بس میں نا تھا۔۔اسے لگا تھا وہ ابھی بے ہوش ہو جائے گی۔۔۔

سبطین۔۔۔آپ حد کروس کر رہے"۔۔۔اس کو اپنی دھڑکنوں پر قابض" ہوتا دیکھ اس کے دست ولب کی بے باک گستاخیوں پر وہ لمبے سانس بھرتی اس کو بازو سے پکڑ کر جھنجھلاہٹ زدہ شرم سے چور بولی۔۔۔۔

حد تو تم نے کروس کی تھی۔۔۔میں تو اب تم سے اپنا حق وصول کر رہا" ہوں"۔۔۔وہ اس کی محبت کا جتا کر جھٹکے سے اس کے گہرے گلے سے شرٹ نیچے کھینچ کر اس کے دل کے مقام پر حدت سے مزین لب رکھتا اس کے ہوش ٹھکانے لگا گیا تھا۔۔۔۔کہ وہ بری طرح کپکپا اٹھی تھی۔۔۔تو آنکھوں سے موتی ٹوٹ کر بے مول ہوئے تھے۔۔۔سبطین شاہ اس کے سینے پر شدت سے نشان چھوڑتا اسے اچھی طرح رشتے کے معنی باور کروا کر

اس کی قربت میں بہکے جزبات پر بمشکل بندھ باندھے دور ہوا تھا اور پھر بے خود نظروں سے اسے اپنی باہوں میں بکھرا دیکھا تھا۔۔۔۔

اس کا دل آج سب حد بندیاں توڑ کر اس کی روح میں سمونے کے لیے تڑپ اٹھا تھا۔۔۔ معاً اپنے دل کے کارناموں سے گھبرا کر وہ پیچھے ہوا تھا۔۔۔ کہ ابھی وہ اس کو جھیلنے کی سکت نا رکھتی تھی۔۔۔۔

چائے بناؤ ٹیمپر لوز ہو رہا میرا ایسا نا ہو تمہاری ہڈیاں چٹخا دوں "۔۔۔"

وہ دور ہوتا ٹائیر ڈ سہلا کر سختی اور اضطرابیت سے بولا۔۔۔ کہ روباب کو دیکھ وہ سب کچھ بھولے اس کے وجود میں گم ہو رہا تھا۔۔۔ اس کا وجود بھی اس کے لیے ایک خطرناک نشہ کی طرح اثر کر رہا تھا۔۔۔۔

سبطین کے دور ہٹتے ہی روباب فوراً سے نیچے اتری تھی۔۔۔ اپنے بکھرے لباس پر اسے ڈھیروں شرمندگی نے گھیرا تھا۔۔۔ ابھی تو اس کو محبت نہیں تھی تو اس کا یہ حال کر دیا تھا جس دن محبت ہو گی روباب شاہ تو مر جائے گی

اس کی بے باکیوں سے۔۔۔وہ سبطین کی شدتوں سے الجھی بکھری بوکھلائی ہوئی نچلا لب دانتوں تلے دبا کر اس کی طرف پشت کر گئی۔۔۔۔جبکہ وہ وارفتگی بھری نظروں سے اس کی پشت کے گہرے گلے سے چھلکتی سفید کمر کو دیکھ رہا تھا۔۔۔گلے کے پیچھے لٹکی ڈوریاں کھلی نیچے جھول رہی تھی ۔۔۔جن کو سبطین شاہ کھول کر اس کی شرٹ کو لوز کر گیا تھا۔۔۔ایک بار پھر سے اس کا دل بے ایمان ہوا تھا اس سے پہلے وہ پھر سے روباب شاہ کو باہوں میں بھینچ کر اس میں مدھوش ہوتا کہ اس کا فون رنگ ہوا۔۔۔

جبکہ اپنی پشت پر اس کی نظروں کی تپش محسوس کرنے روباب کے وجود پر لرزاطاری تھا کہ جبھی فون کی گھنٹی سن کر اس نے شکر کا سانس بھرا تھا۔۔۔تو سبطین شاہ نے لب بھینچے پاکٹ سے فون نکال کر سرد نظروں سے سالک کا نمبر دیکھا تھا۔۔۔

بولو"۔۔۔وہ فون کان سے لگائے روکھے لہجے میں گویا ہوا۔۔۔اسے "
سالک پر بہت طیش تھا جو کل سے ابھی تک کسی بھی فنکشن میں شریک نا ہوا
تھا۔۔۔
مگر دوسری جانب سے مکمل خاموشی تھی۔۔۔
تم پہلے ہی میرے پرسنل لمحات خراب کر کے اپنی شامت کو دعوت دے "
چکے ہو۔۔اب کہو کال کیوں کی ہے "۔۔وہ نیچی آواز میں غرایا۔۔۔کہ وہ
روباب شاہ کی دودھیا کمر کو چھونے کے لیے تڑپ رہا تھا۔۔۔
سبطین میری دعا"۔۔۔جبھی سالک کی پریشان نہایت مدھم آواز ابھری کی "
اسی وقت ہی سبطین کو سپیکر سے گولیاں چلنے کی آواز سنائی دی تھی۔۔۔
وٹ "۔۔۔تو سبطین جو اس سے سخت ناراض تھا سالک کی نم آواز پر وہ "
یکدم سے چلایا۔۔۔اسے کہاں برداشت تھی اپنی دوست کی یہ حالت۔۔۔
دعا کی حالت "۔۔۔وہ بس اتنا بول کر جیسے دوسری جانب بھاگا تھا۔۔۔ "
اس کی سانس پھولی ہوئی تھی۔۔۔

کیا ہوا دعا کو وہ ٹھیک تو ہے"۔۔۔ سبطین پہلے سے بھی زیادہ شدت سے" چلایا۔۔۔ تو روباب نے مڑ کر حیرانگی سے اسے دیکھا تھا۔۔۔

کک کچھ ٹھیک نہیں۔۔۔ سبطین مجھے تیری ضرورت۔۔۔ میری دعا" ۔۔۔"

کچھ نہیں ہو گا دعا کو کچھ نہیں۔۔۔ میں آرہا ہوں۔۔۔ میں آرہا ہوں سالک" ۔۔۔ ہم اسے کچھ نہیں ہوں نے دیں گے"۔۔۔ وہ اسے تسلی دیتا فون کان سے لگائے تیزی سے دروازہ کھول کر باہر کی جانب بھاگا تھا۔۔۔

جبکہ روباب جو ابھی اسکی قربت میں خوشی سے چور تھی۔۔۔ اب اس کی آنکھوں سے آنسوں بہتے چلے جارہے تھے وہ حیران سی اسی جگہ کو گھورتی فرش پر بیٹھتی چلی گئی تھی۔۔۔

دعا کے لیے اس کی محبت آج بھی اہم تھی کہ وہ روباب کے ہاتھ کی چائے کا اخیر کا دیوانہ تھا اور آج وہ چائے بھی چھوڑ گیا تھا جس کے نا ملنے پر وہ اس کے ہاتھ کاٹنے کے در پر آجایا کرتا تھا۔۔۔

روباب کے دل میں اس کی محبت کے پھولوں کو پھر سے بے دردے سے کچل دیا تھا سبطین شاہ نے۔۔وہ زخمی دل لیے جلتی آنکھیں مسلتی اپنی جگہ سے اٹھ کر کرسی پر پڑا دوپٹہ اٹھا کر سر پر اوڑھے منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنی سسکیاں دباتی بھاگ کر کیچن سے نکلتی اپنے کمرے کی جانب بڑھی تھی

۔۔۔

اس کا دل پھٹ رہا تھا۔۔اسے پھر سے وہ بے مہر آدمی گرا گیا تھا۔۔پھر سے اس کی تزلیل کر گیا تھا۔۔۔

وہ اندھا دندھ بھاگتی اپنے کمرے میں آکر اوندھے منہ بیڈ پر گری شدتوں سے رودی تھی۔۔۔

اس کا قصور نہیں ہے۔۔۔میں نے کیوں اس سے پھر سے امید رکھی۔۔۔"

کیوں۔۔۔کیوں رکھی امید۔۔۔کیوں محبت جتائی پھر سے۔۔۔کیوں پگھلی میں اس کے سامنے۔۔۔کیوں نکاح کیا میں نے جانتے بوجھتے۔۔۔وہ دیتا رہتا

دھمکی پر میں کیوں مانی۔۔۔کیوں میں اس کی ذات سے الجھ بیٹھی۔۔۔میں کیوں بے بس ہو گئی تھی۔۔۔اسے آج بھی دعا عزیز ہے۔۔۔اور میں "۔۔۔ نہیں۔۔۔مجھ سے بہت بڑی غلطی ہو گئی۔۔۔میں نہیں رہوں گی اس کے " ساتھ۔۔۔مجھے نہیں رہنا۔۔میں یہ برداشت نہیں کر سکتی۔۔۔میں سبطین شاہ کے ساتھ نہیں رہوں گی۔۔۔اس نے میری محبت کی تزلیل کی ہے۔۔۔ اس نے جان بوجھ کر مجھے سزا دی ہے "۔۔۔

وہ بیڈ پر ہاتھ مارتی چلاتی بری طرح رو رہی تھی۔۔۔درد اور تکلیف حد سے بڑھتی چلی جا رہی تھی۔۔۔اور اسکی سسکیاں بند کمرے میں گونجتی دم توڑنے لگی تھیں۔۔

اگر آپ ناول پڑھنے کے شوقین ہیں تو ہم آپکے لئے لائے ہے دنیا کا سب سے بڑا
ناولز کا مشہور ویپ سائٹ جہاں سے آپ دنیا جہاں کے مزے کے ناولز پڑھ اور
ڈاؤنلوڈ کر سکتے ہے جو ناولز آپکو کہی کسی اور ویپ سائٹ سے نہیں ملے گے

ZUBINOVELSZONE.COM 👉 ZNZ.LIFE

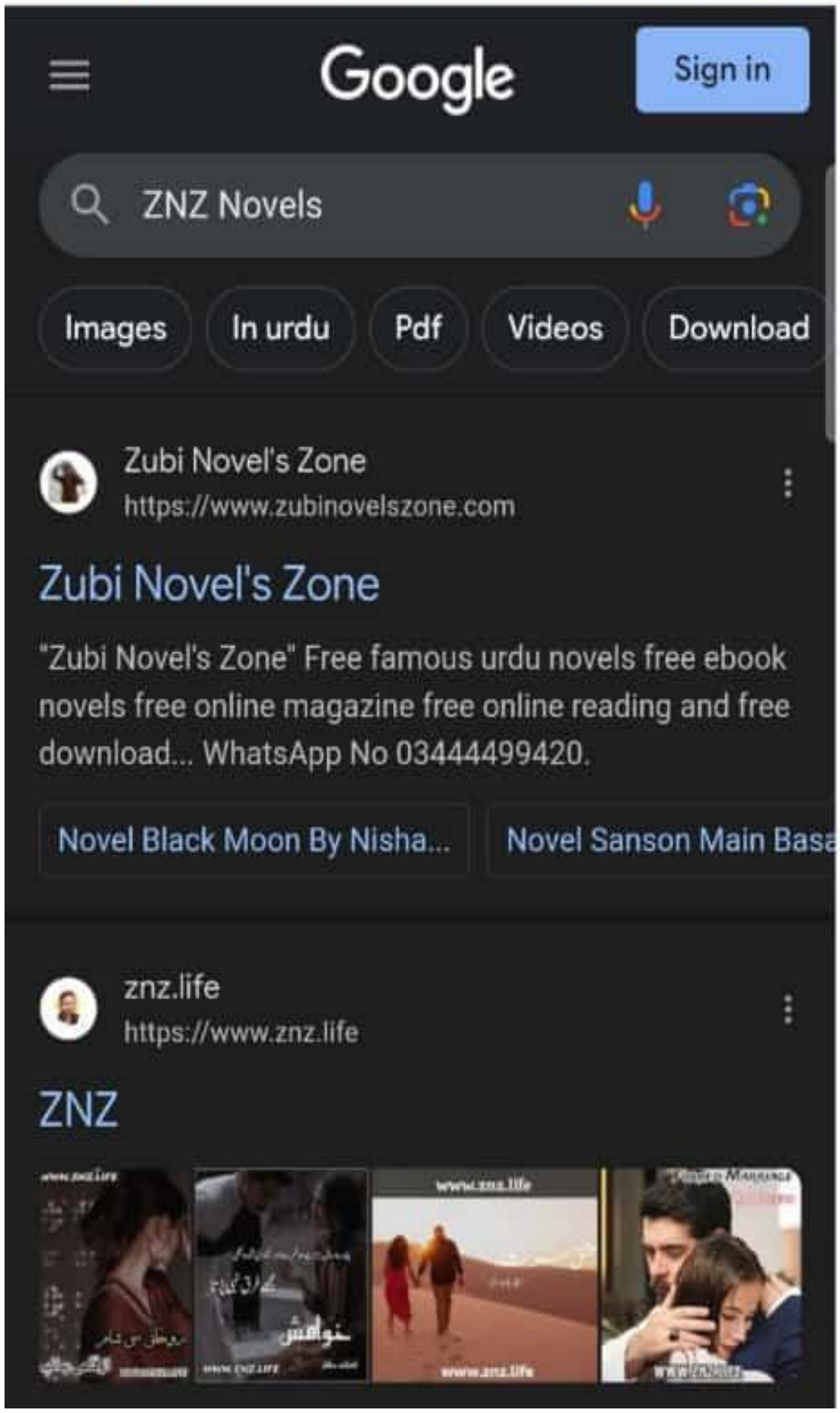

تو دیر کس بات کی ابھی گوگل پر
جائے اور ٹائپ کریں
ZNZ NOVELS
ٹوپ پر دو ویپ سائٹ آجائے
گے جسکی سکرین شاٹ آپ
سامنے دیکھ سکتے ہے کوئی بھی
ایک سائٹ وزٹ کریں اور
اپنے پسند کا ناول سرچ کر کے
بآسانی ڈاؤنلوڈ کر کے پڑھ لیں
مذید کے لئے رابطہ کریں
0344 4499420

For Free Ebook Novels Link

https://heylink.me/ZUBI_NOVELS_ZONE

اسلام علیکم !

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا

تک پہنچانا چاہتے ہیں تو زوبی ناولز زون

https://www.zubinovelszone.com

https://www.zubinovelszone.in

https://www.znz.life

آن لائن ویب سائٹ آپکو پلیٹ فارم فراہم کر رہا ہے اگر آپ ہماری ویب سائٹ پر اپنا ناول، افسانہ، کالم آرٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ابھی ای میل کریں۔

ZUBINOVELSZONE@GMAIL.COM

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل اور وٹس ایپ کے ذریعہ رابطہ کر سکتے ہیں

وہاٹسپپ پر رابطہ کرنے کے لئے نیچے لنک پر کلک کرے

0344 4499420

https://www.facebook.com/zubairkhanafridi2020

انتباہ! اس ناول کے تمام جملہ حقوق زوبی ناولز زون کے پاس محفوظ ہیں کسی بھی طرح کاپی کرنے سے گریز کیا جائے۔

https://www.facebook.com/groups/Z.Novel.Zone

WhatsApp Channel Link

Channel Join Now